
ریخِ اسلام
شیخ محمد رفیق

# سیرت طیبہ اور غزوات


① عرب قبل از اسلام اور باشندے 1
جغرافیائی خدوخال، عرب کے باشندے
بعثت نبویؐ کے وقت عرب کے مذہبی حالات
معاشرتی حالات، سیاسی حالات،
معاشی حالات، مکہ کی شہری ریاست

② رسول اللہ ﷺ کی ابتدائی زندگی 26

③ مکہ میں اشاعت اسلام 33
قریش مکہ کی مخالفت اور اس کے اسباب
حبشہ کی طرف ہجرت، سفر طائف، معراج النبی

④ مدینہ میں اشاعت اسلام I 61
ہجرت مدینہ، مواخاتِ مدینہ، میثاق مدینہ

⑤ مدینہ میں اشاعت اسلام II 76
ابتدائی غزوات، بدر، احد، احزاب
یہود مدینہ کے ساتھ تعلقات

⑥ مدینہ میں اشاعت اسلام III 108
صلح حدیبیہ، فتح مکہ، حجۃ الوداع
بین الاقوامی دعوتِ انقلاب، غلبہ حق

⑦ نبی ﷺ کی سیرت 146
انسان کامل، اللہ کے رسول، مسلم معاشرہ،
سربراہ مملکت نظم، سپہ سالار اعظم محسن انسانیت
رحمۃ للعالمینؐ

⑧ خلافت راشدہ I 181
خلافت صدیق اکبرؓ، عہد نبوی میں حضرت
ابوبکر صدیقؓ کی خدمات اسلام، خلافت ابوبکر
صدیقؓ خطبہ خلافت اور اس کی اہمیت،
مشکلات، فتنہ ارتداد، عہد صدیقیؓ کی فتوحات
سیرت صدیق اکبرؓ

⑨ خلافت راشدہ II 210
خلافت فاروق اعظمؓ، عہد نبوی میں خدمات
اسلام، فتوحات، حضرت عمر فاروقؓ کا نظام حکومت
سیرت فاروق اعظمؓ کی سیرت، خدمات اسلام اور
کارنامے، عظیم سپہ سالار، ابوعبیدہؓ بن الجراح،
خالدؓ بن ولید، سعدؓ بن ابی وقاص، عمروؓ بن العاص

⑩ خلافت راشدہ III 259
خلافت حضرت عثمان غنیؓ، فتوحات، فتنہ کی
آغاز و شہادت، اثرات، شہادت عثمانؓ کے
اسباب، الزامات کا تجزیہ، حضرت عثمانؓ کی
خدمات و سیرت

⑪ خلافت راشدہ IV 284
حضرت علیؓ و حضرت حسنؓ، درپیش مشکلات،
واقعات، جنگ جمل، جنگ صفین، خوارج،
سیرت حضرت علیؓ

⑫ خلافت راشدہ V 303
خلافت راشدہ کے بعض اہم پہلو، خلافت
کی خصوصیات، مسلمانوں کی فتوحات کے
دور خلافت راشدہ کا نظام حکومت،
راشدہ کے معاشرتی و معاشی حالات

## خلافت بنو امیہ


| | | | |
|---|---|---|---|
| ⑬ حضرت امیر معاویہؓ | 342 | ⑲ سلیمان بن عبدالملک | 410 |
| ⑭ یزید اول --- سانحہ کربلا | 359 | ⑳ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ | 413 |
| ⑮ معاویہ ثانی اور مروان بن حکم | 370 | ㉑ یزید ثانی | 426 |
| ⑯ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ | 373 | ㉒ ہشام بن عبدالملک | 428 |
| ⑰ عبدالملک بن مروان | 378 | ㉓ مروان ثانی ۔ عباسی تحریک | 440 |
| ⑱ ولید بن عبدالملک | 387 | ㉔ عہد بنو امیہ پر ایک نظر | 448 |

- مختصر سوالات (Short Questions) 461
- مختصر سوالات جو مختلف بورڈز میں سیٹ ہوئے 469
- معروضی سوالات (MCQ's) 479
- (MCQ's) جو مختلف بورڈ میں سیٹ ہوئے 491
- اہم واقعات اور ان کی تواریخ 501


## نقشہ جات - شجرہ نسب

لقشہ جات


- طلوع اسلام کے وقت براعظم یورپ ایشیا اور افریقہ 3
- طلوع اسلام کے وقت کا عرب 5
- شجرہ نسب قریش 25
- سفر ہجرت کا راستہ 65
- نقشہ جنگ بدر 81
- نقشہ جنگ احد 91
- نقشہ جنگ خندق 95
- غزوات نبویؐ
- شجرہ نسب خلفائے راشدین 180
- منکرین زکوٰۃ و دیگر مرتد قبائل 189
- خلفائے راشدین کی فتوحات 229
- فارس و روم کی سلطنتیں 250
- اسلامی حکومت ۔ عہد نبوی، خلافت راشدہ 264-265
- شجرہ نسب خلفاء بنو امیہ 316
- فتح اندلس 396
- سلطنت بنو امیہ 396


✿ ✿ ✿

# 1 اسلام سے پہلے سرزمین عرب اور اس کے باشندے

## ARABIA — THE LAND AND THE PEOPLE

ملک عرب وہ مقدس سرزمین ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ اس کے شمالی حصے، فلسطین کو پیغمبروں کی سرزمین کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ بنی اسرائیل کے اکثر انبیاء اس سرزمین میں پیدا ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی یروشلم کے ایک نواحی گاؤں میں ہوئی۔ اس سرزمین کا علاقہ حجاز نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ کا مسکن بنا۔ ان کی بعثت مکہ معظمہ میں ہوئی اور مدینہ طیبہ اس عظیم اسلامی ریاست کا مرکز بنا جہاں سے پوری دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلی۔ گویا سرزمین عرب کرۂ عرض کا وہ اہم ترین خطہ ہے جہاں سے تہذیب و ترقی کے سوتے پھوٹے جن سے دنیا بھر کے انسان فیض یاب ہوئے۔

عرب دنیا کا سب سے بڑا جزیرہ نما ہے۔ اس کے جنوب میں بحیرہ عرب ہے مشرق میں خلیج فارس اور بحیرہ عمان، مغرب میں بحیرہ قلزم اور شمال میں ملک شام۔ جغرافیہ دانوں کا خیال ہے کہ یہ ملک کسی زمانے میں اس وسطی صحرا کا حصہ تھا جس کو وادی نیل، خلیجوں اور سمندروں نے اب جگہ جگہ سے کاٹ دیا ہے اور اس کے اجزا صحرائے گوبی صحرائے عرب اور ایران کے وسطی صحرا کے نام سے موسوم ہیں۔ ① پورا ملک بحیثیت مجموعی ایک خشک علاقہ ہے جہاں کبھی کبھار کی بارش (مون سون) کی وجہ سے زندگی ممکن ہوئی ہے۔

**رقبہ اور آبادی**

اس جزیرہ نما کا رقبہ گیارہ لاکھ 86 ہزار 6 سو مربع میل ہے ② اور آبادی 56 ملین سے زیادہ ہے۔ ③

## جغرافیائی خدوخال

جزیرہ نما عرب کے جغرافیہ کے سلسلے میں "النفود" کا ریگستان سب سے پہلے قابل ذکر ہے جس نے اس کو عملاً شمال سے بالکل منقطع کر دیا ہے۔ اسی لئے عرب اسے "جزیرۃ العرب" کہتے ہیں۔ اس دشوار گزار صحرا میں بادِ سموم ریت کے ٹیلوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتی رہتی ہے، کو

**النفود**

---

The History of The Arabs P.K Hitti.

② جسٹس امیر علی سید۔ بحوالہ تمدن عرب از گستاؤلی بان

③ 1989ء کی مردم شماری کے مطابق یہ آبادی 56.19 ملین سے زیادہ ہے۔ جس میں اسرائیل دشت، نجد حجاز یہودی اور لبنان کے عیسائی بھی شامل ہیں۔ (اسلامی دنیا از خلیل حامدی)

**التہامہ** بحیرہ قلزم کے ساحل کے ساتھ ساتھ اور پہاڑی سلسلہ کے درمیان میں 40 میل چوڑا میدانی علاقہ ''التہامہ'' کہلاتا ہے۔ جس میں حجاز اور یمن کے مختلف علاقے شامل ہیں۔ ساحل سمندر کے قریب ہونے کی وجہ سے یہاں پانی مل جاتا ہے اس لئے یہاں سے تجارتی قافلے گزر سکتے ہیں۔ قدیم عرب کی معیشت میں اس کو اسی وجہ سے بہت اہمیت حاصل تھی۔

**الدھنا** ''الدھنا'' نجد سے حضر موت تک پھیلا ہوا وسیع صحرا ہے جس کے ایک حصے کو ''ربع الخالی'' کہتے ہیں۔ یہ حصہ بھی خشک و بنجر ہے۔ کہیں کہیں روئیدگی کی وجہ سے صرف بدوی زندگی کے لئے موزوں ہے۔

**حرات** عرب کے پہاڑوں میں سے بعض آتش فشاں بھی رہے ہیں جن کے لاوے سے بننے والی چٹانوں کی وجہ سے جزیرہ نمائے عرب میں ناہموار سطوح مرتفع وسیع پیمانے پر پیدا ہوئی ہیں جن کو ''حرات'' کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ حرات ملک میں زرخیز مٹی فراہم کرنے کا موجب بھی بنے ہیں۔

**درّہ جات** وسیع صحرائی میدان میں جہاں کہیں محدود پیمانے پر پانی مل جاتا ہے اور روئیدگی ممکن ہوتی ہے۔ اسے عرب ''درہ'' کہہ کر پکارتے تھے۔ بدوی قبائل کے لئے ان درّوں کی اہمیت بہت زیادہ ہوتی تھی۔ یہ درّے بالعموم ان برساتی نالوں کی گزرگاہوں کے پاس پائے جاتے ہیں جن کو ''سیل'' کہا جاتا ہے اور جن کی گزرگاہوں کو وادی کا نام دیا جاتا ہے۔ ان وادیوں میں کنواں کھود کر پانی نکالا جا سکتا ہے۔ عرب کی پوری زرخیزی ان وادیوں میں ہی دیکھی جا سکتی ہے۔

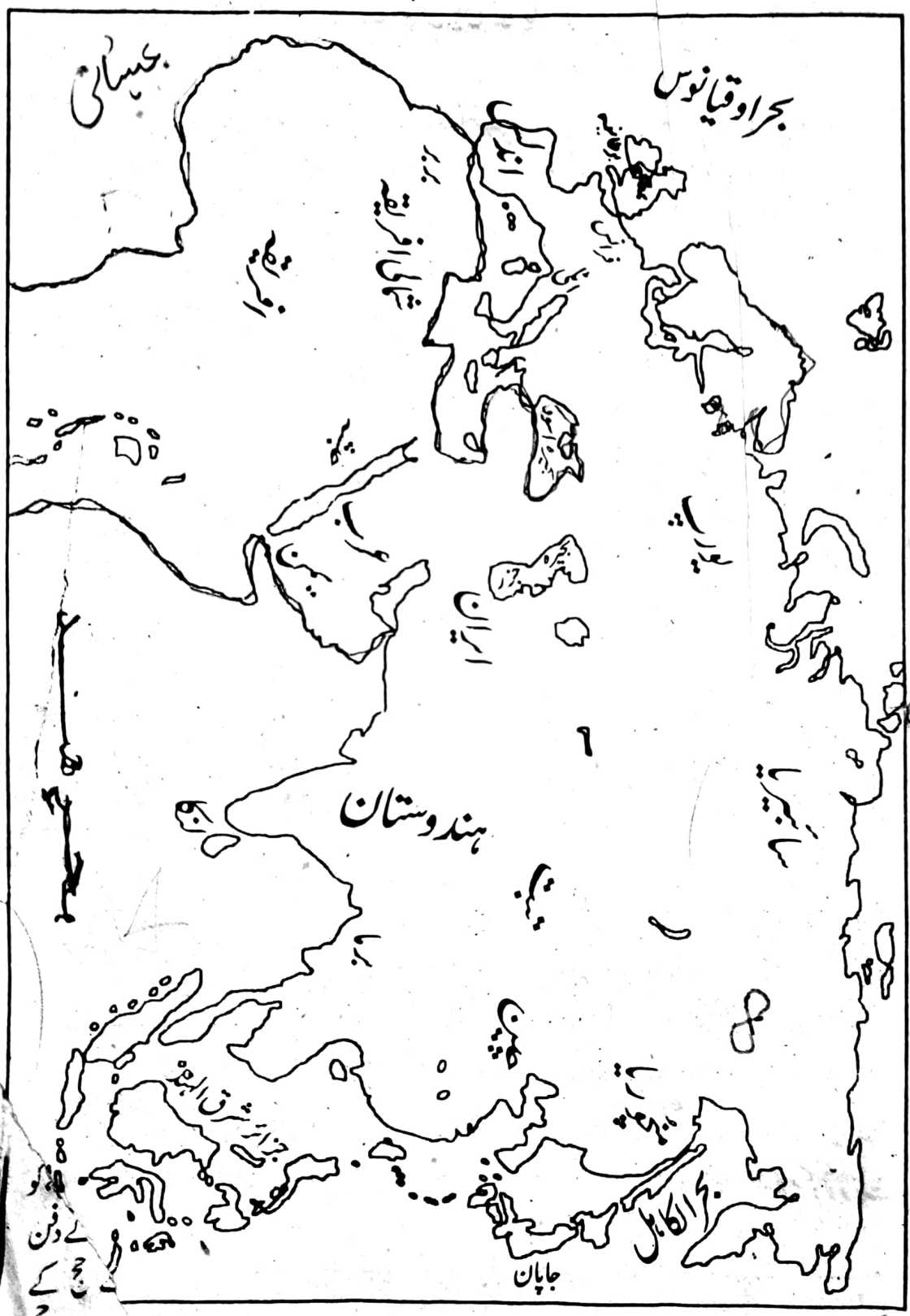
**پہاڑی سلسلہ** جزیرہ نما عرب میں صحرا ہی نہیں پہاڑی سلسلے بھی ہیں۔ مغربی حصے میں ساحل کے متوازی ایک پہاڑی سلسلہ جبل السراۃ ہے جو جنوب میں یمن سے شروع ہو کر ملک شام تک چلا گیا ہے۔ اس کی بلندی شمال میں سطح سمندر سے 9000 فٹ اور جنوب میں 14000 فٹ تک ہے۔ حجاز میں یہ سلسلہ کم و بیش دس ہزار فٹ بلند ہے۔

## علاقائی تقسیم

**یمن** جزیرۃ العرب کا سب سے زیادہ زرخیز حصہ ''یمن'' ہے جس کو پرامن ہونے کی وجہ سے یہ نام دیا گیا۔ یمن حجاز کے جنوب میں واقع ہے اور بحیرہ قلزم اور بحیرہ عرب کی لہریں اس کے ساحل سے ٹکراتی ہیں۔ اس کے پہاڑوں کے درمیان وسیع و شاداب وادیاں ہیں جہاں قہوہ نیل، کھجور، سبزیاں اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ آب و ہوا معتدل ہے۔ بہار اور خزاں میں بارش بھی ہوتی ہے۔ پیداوار کی بہتات کی وجہ سے مادی لحاظ سے یہ عرب کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ علاقہ رہا ہے۔ قوم سبا'' کا مسکن یہ صوبہ تھا۔ جس نے آبپاشی کے لئے مختلف بند بنائے تھے، جن میں ایک ''مارب'' زوال۔ اس قوم کی نافرمانی کی وجہ سے جب اس قوم پر عذاب آیا تو یہی بند ٹوٹ گیا تھا اور قوم سبا کی وجہ سے عرب کے طول و عرض میں منتشر ہو گئی تھی۔[1] اس علاقے کو خوشحالی کا شہرہ دور

[1] آسان تفسیر سورہ سباء

# طلوع اسلام کے وقت براعظم یورپ ایشیا اور افریقہ



دور تک تھا۔ یورپ میں اس کی مصنوعات بہت مقبول تھیں۔ ملٹن کی پیراائزلاسٹ ① میں جس انداز میں اس علاقہ کا ذکر کیا گیا ہے، اس سے اس علاقے کی معاشی وتمدنی ترقی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

یمن کے شمال میں عیر اور نجران کی وادیاں ہیں جو زرخیزی کے اعتبار سے یمن سے مشابہ ہیں۔

**حجاز** حجاز ملک عرب کا وہ حصہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت کی ضوفروزاں کرنے کیلئے منتخب کیا۔ اس کا مرکزی شہر مکہ معظّمہ ہے۔ جس کی بے آب وگیاہ چٹانوں پر سورج اپنی پوری تمازت سے چمکتا ہے۔ خشک وادیوں میں جو تھوڑی بہت روئیدگی ہوتی ہے، وہ گلوں کے لئے بھی ناکافی ہے۔

اس خشک اور سوکھے ہوئے علاقے کے مشرق میں سرسبز اور لہلہاتے ہوئے کھیتوں اور سایہ دار درختوں کا ایک علاقہ ہے جہاں سیب، انجیر، انار، ناشپاتی اور انگور کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ طائف ہے۔ ②

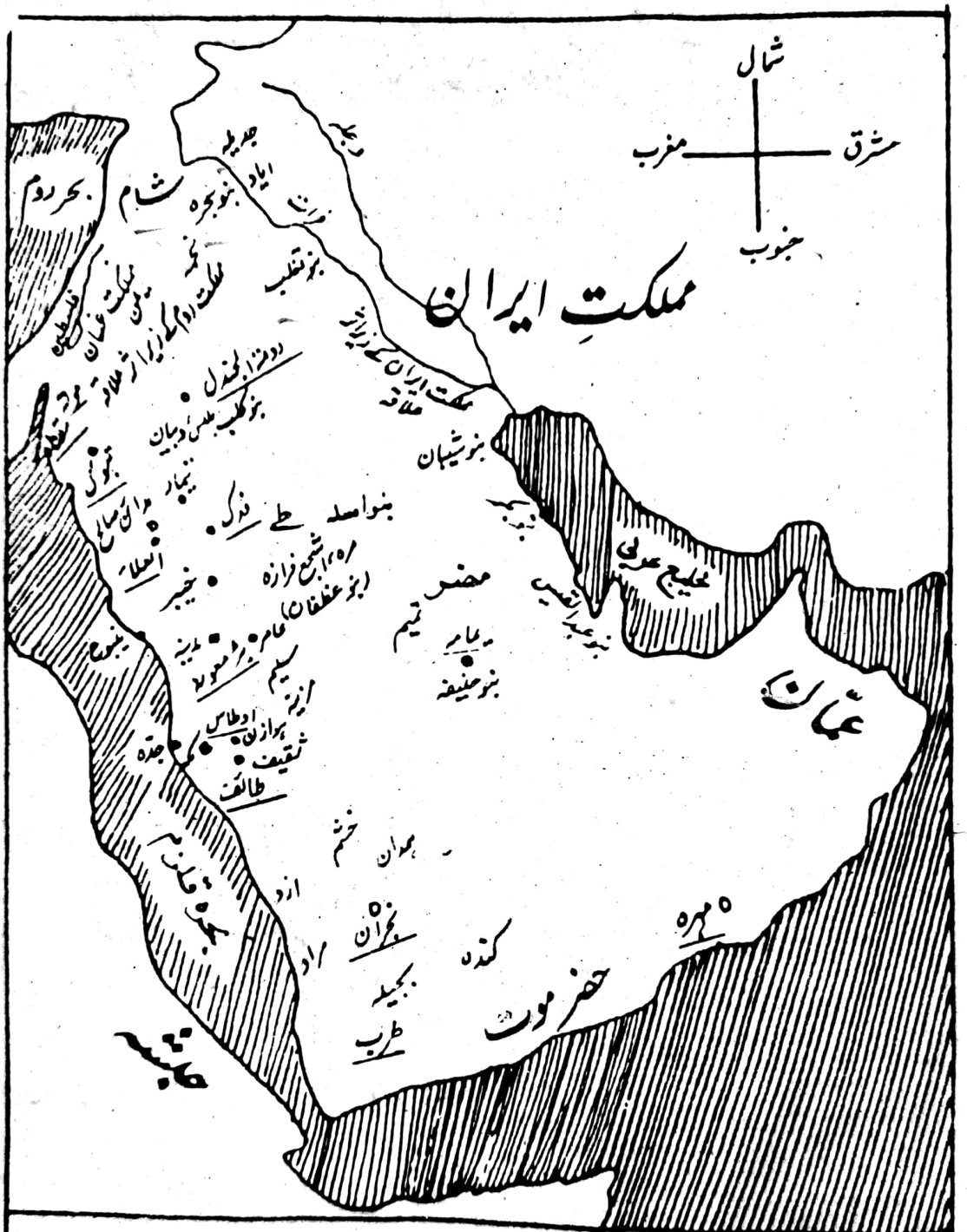
اس خطے کا ایک اہم شہر یثرب تھا جس کی آب وہوا مکہ (جس کو وادی غیر ذی ذرع کہہ کر پکارا گیا ہے) سے بہتر ہے۔ اس شہر کو آنحضرتؐ نے ہجرت کے بعد اپنا مسکن بنایا اور وہ مدینۃ النبی کہلایا۔ یہ شہر اس ساحلی گزرگاہ کے بہت قریب واقع ہے جس سے مکہ و طائف کے لوگ شام کے ساتھ تجارت کیا کرتے تھے۔ حجاز میں بدر، احد، بیر معونہ، حدیبیہ اور خیبر کی وادیاں بھی قابل ذکر ہیں۔

**نجد، احقاف** ملک عرب کا ایک اہم حصہ نجد ہے جو حجاز کی سطوع مرتفع سے مشرق اور صحرا کے مغرب میں ایک درمیانہ خطہ ہے جس میں آج کل سعودی حکومت کا صدر مقام ''الریاض'' واقع ہے۔ نجد کے ساتھ ہی ایک ریگستانی خطہ احقاف کے نام سے بھی ہے جس کے بیابان ہونے کے سبب مدتوں اس کی سیاحت ممکن نہ ہوسکی۔

**حضرموت** مہرہ ویمن کے مشرق میں ساحلی علاقے ہیں جو بظاہر ویران و بے آباد ہیں۔ پرانے زمانے میں ظفار اور شیبان کے شہر یہاں بستے تھے۔ ساحل کے ساتھ سرسبزی بھی ہے اور مچھلیاں پکڑنے کا وسیع کاروبار ہوتا ہے۔ تانبہ اور سیسہ کی دھات بھی ملتی ہے۔

**مشرقی ساحلی علاقے.....عرب امارات** صحرائے الدھنا کے مشرق میں عمان اور الاحساء اور بحرین کے ساحلی علاقے واقع ہیں جہاں پرانے زمانے میں سمندر سے قیمتی موتی حاصل ہوتے تھے اور آج کل تیل نکل رہا ہے۔

**وادی سینا** حجاز کے شمال مشرق میں سویز اور خلیج ایلہ کے درمیان سینا کا جزیرہ نما ہے۔ جس کو التیہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہی وہ علاقہ ہے جہاں قوم موسیٰ چالیس سال تک آوارہ گردی کرتی رہی۔ طور سینا بھی اس خطے میں واقع ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا کی گئیں۔ ③


شمال
مشرق
مغرب
جنوب
مملکتِ ایران
بحر روم
شام
جزیرہ
ایاد
بنو بجرہ
بنو تغلب
فلسطین
بنو شیبان
بنو اسد
طے
فزارہ
(بنو غطفان)
خیبر
تیماء
مدین
بنو سلیم
ازد
ہوازن
اوطاس
ثقیف
طائف
جدہ
مکہ
یمامہ
بنو حنیفہ
تمیم
مضر
خثعم
ہمدان
ازد
نجران
کندہ
بجیلہ
طے
حضرموت
مہرہ
عمان
خلیج عدن
ابتدائے نبوت کے زمانے کا عرب
خط کشیدہ الفاظ مقامات کے نام ہیں۔
باقی قبائل کے نام ہیں۔

دورہ 2019

# عرب کے باشندے

سرزمین عرب کے باشندوں میں سے بعض اقوام عذاب الٰہی کے نتیجہ کے طور پر یا کسی اور سبب سے بالکل ختم ہوگئیں اور ان کے حالات صرف اس حد تک معلوم ہیں جو کتاب الٰہی میں مذکور ہیں۔ مثلاً عاد و ثمود وغیرہ انہیں اصطلاح میں عرب بائدہ (1) کہتے ہیں۔

عرب باشندوں میں سے دوسری قسم ان یمنی قبائل پر مشتمل ہے جو عرف عام میں قحطانی عرب کہلاتے ہیں اور ان کے لئے عرب عاربہ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

(2) عرب باشندوں میں تیسری قسم عدنانی عرب ہیں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں انہیں عرب مستعربہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

**قحطانی عرب** قحطانی عربوں کا اصل وطن یمن تھا جو ایک زرخیز علاقہ ہے۔ اس لئے ان کی آبادی اور قبائل میں بے پناہ اضافہ ہوا اور وہ رفتہ رفتہ عرب کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔ ان میں سے مدینہ کے قبائل بنو اوس و بنو خزرج مکہ کا قبیلہ بنو خزاعہ شام کا حکمران قبیلہ بنو غسان ریاست حیرہ کا برسراقتدار قبیلہ بنو لخم یثرب کے شمال کی پہاڑیوں میں آباد بنو طے، نجد کا بااثر قبیلہ کندہ اور عراق کا قبیلہ بنو قضاعہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

**بنو عدنان** بنو عدنان دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ان کا اصل وطن موجودہ کوفہ کے پاس ایک پرانا شہر اُور تھا، جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے دعوت حق پیش کی اور آگ میں ڈالے گئے اور بالآخر وہاں سے ہجرت کر کے فلسطین چلے گئے۔ جہاں آپ نے اپنا دعوتی مرکز قائم کیا۔ یہیں سے آپ مصر تشریف لے گئے جہاں اس وقت کے بادشاہ نے اپنی بیٹی حضرت ہاجرہ کو آپ کی پہلی بیوی سارہ کی خادمہ کے طور پر آپ کے ساتھ کر دیا اور حضرت سارہ نے ہاجرہ کو حضرت ابراہیم کے نکاح میں دے دیا۔ حضرت ہاجرہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند اسماعیل علیہ السلام عطا فرمایا لیکن اللہ کے حکم سے آپ اسے بے آب و گیاہ جگہ (وادی غیر ذی زرع) میں چھوڑ گئے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے زم زم کا چشمہ جاری کر دیا اور پانی میسر آنے کی وجہ سے ایک بااثر قبیلہ بنو جرہم نے یہاں سکونت اختیار کر لی۔ حضرت ابراہیم نے یہیں پر اللہ کے حکم سے حضرت اسماعیل کو ذبح کرنے کا عزم کیا۔ یہاں آپ نے حضرت جبرائیل کے ساتھ مل کر پہلے خانہ خدا کعبہ اللہ کی بنیاد رکھی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی بنو جرہم کے سردار مضاض بن عمرو کی بیٹی سیدہ سے ہوئی۔ حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹوں سے بارہ قبیلے وجود میں آئے۔ اسی نسل سے ایک شخص عدنان کے نام سے یہ لوگ بنو عدنان کہلائے۔ بنو ربیعہ و بنو مضر کے بڑے قبائل اسی نسل کے تھے۔ بنو غزہ، بنو [illegible] بنو وائل، بنو بکر، بنو تغلب اور بنو حنیفہ دراصل بنو ربیعہ کے ذیلی قبائل تھے جبکہ بنو سلیم، بنو [illegible] غطفان، قیس اور ذبیان، اشجع وغیرہ کا تعلق بنو مضر سے تھا۔ الیاس بن مضر کی نسل سے

معروف قبائل بنو تمیم، بنو ہذیل، بنو اسد اور بنو کنانہ وجود میں آئے۔

بنو کنانہ کی ہی ایک شاخ، فہر بن مالک کی نسل، کو ان کے لقب قریش کی وجہ سے قریش کہا گیا۔ جن کی معروف شاخیں بنو جمح، بنو سہم، بنو عدی، بنو مخزوم، بنو تیم، بنو زہرہ اور بنو قصی بن کلاب ہیں۔ بنو قصی بن کلاب کی ایک شاخ بنو عبدالدار خانہ کعبہ کی کلید بردار تھی اور قصی کے ایک بیٹے عبد مناف کی اولاد سے بنو ہاشم تھے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی آخرالزمان کی بعثت کے لئے خاندانِ بنو ہاشم کو منتخب فرمایا۔

## عرب کی وجہ تسمیہ

اس جزیرہ نما کا نام ''عرب'' کیوں رکھا گیا۔ اس کے بارے میں تین آراء پائی جاتی ہیں۔

(i) قحطان کے بیٹے کا نام یعرب تھا اس کے نام سے اس سرزمین کو عرب کہا گیا۔

(ii) عرب کے معنی فصیح اللسان ہوتے ہیں۔ عرب اپنی زبان پر فخر کرتے تھے اور اپنے آپ کو عرب اور باقی سب کو عجمی یعنی گونگے قرار دیتے تھے۔

(iii) عرب صحرا کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے۔ سرزمین عرب میں موجود وسیع صحرائی علاقوں کی وجہ سے اسے عرب کہا جانے لگا۔

## بعثت نبوی کے وقت عرب کے مذہبی حالات

چھٹی صدی عیسوی کے آغاز میں سرزمین عرب میں حسب ذیل مذاہب پائے جاتے تھے۔

### شرک، بت پرستی اور توہم پرستی

دورِ جاہلیت میں عربوں کی اکثریت مشرکانہ تہذیب کی پیروکار تھی۔ مکہ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید الٰہی اور نورِ ہدایت پھیلانے کے لئے بسایا تھا اب شرک و بت پرستی کا مرکز تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد مدتوں مسلک توحید پر کاربند رہی۔ یہاں تک کہ مکہ کا اقتدار بنو خزاعہ کے سردار عمرو بن لحی کے پاس چلا گیا۔ وہ بظاہر بہت نیک انسان تھا اور صدقہ و خیرات کے اہتمام کی وجہ سے اس کی قدر کی جاتی تھی تاہم بت پرستی کی لعنت اسی کے ذریعے عرب میں رائج ہوئی۔ وہ ملک شام سے ''ہبل'' کا بت لایا اور اسے خانہ کعبہ کے اندر نصب کر دیا۔ اساف اور نائلہ دو بت آب زم زم کے پاس نصب کئے گئے۔ خانہ کعبہ کی چھت پر ایک اور بت شمس نصب ہوا۔ مکہ والوں نے پیغمبروں کی سرزمین، سے آئے ہوئے بت کی پوجا میں اس کی پیروی کی اور باقی اہل حجاز بھی رفتہ رفتہ اس کے ساتھ مل گئے۔ بحیرہ قلزم کے ساحل کے پاس ''منات'' نام کا ایک بت نصب کیا گیا جو یثرب والوں کا 'خدا' ٹھہرا۔ طائف کے لوگوں کو 'لات' پسند آیا اور بنو کنانہ اور قریش نے 'عزیٰ' کو اپنا الٰہ ٹھہرایا۔ لات و منات و عزیٰ کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ قوم نوح کے دفن شدہ بت وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر بھی جدہ سے لائے گئے اور مختلف قبائل نے حج کے موقع پر اپنی اپنی پسند کا خدا منتخب کر لیا۔① ''سواع'' قبیلہ ہذیل کا معبود قرار پایا۔ یغوث، بنو حجر

① 'وَدّ' مرد کا بت تھا۔ 'نائلہ' اور 'سواع' عورت کے بت تھے۔ 'یغوث' شیر کا 'نسر' گدھ کا 'یعوق' گھوڑے کا (اکبر نجیب [illegible]

دور جرش والوں کو پسند آیا۔ ہمدان والوں نے یعوق کی پوجا شروع کردی بنو کلب والے وَدّ کے پجاری بن گئے۔ نسر، بنو حمیر کا معبود ٹھہرا۔ بت پرستی صرف ان بڑے بڑے بتوں تک محدود نہ رہی بلکہ مختلف مقاصد کے لئے الگ الگ بت بنائے گئے۔ (مثلاً کنواری دوشیزائیں حاجت طلبی کے لئے ''دوار'' کے حضور دعا کرتیں) یہاں تک کہ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے گئے گویا ہر دن کا بت علیحدہ تھا اور اس کی پوجا کی باری ایک سال بعد آتی تھی۔

اہل عرب ان بتوں کو ''اللّٰہ'' نہیں مانتے تھے بلکہ اللہ کے پاس اپنے سفارشی سمجھتے تھے۔ ان میں سے بعض بت ان کے آباء اجداد کے تھے اور بعض فرشتوں کے۔ وہ ان بتوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کا طواف کرتے، ان کے سامنے سجدہ کرتے، نذرانے پیش کرتے۔ ان کے نام پر جانور قربان کرتے، ان کے لئے اپنی زرعی پیداوار کا ایک حصہ وقف کردیتے اور ان سے اپنے معاملات کا فیصلہ کروانے کے لئے فال لیتے۔ اگر ''ہاں'' والا تیر نکل آتا تو کام کو شروع کرتے اگر ''نہ'' والا تیر نکل آئے تو سمجھتے کہ بت نے اس سے منع کردیا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کون شخص اصل میں اسی کا بیٹا ہے جس کے گھر پیدا ہوا ہے وہ تیر پھینک کر بتوں سے فیصلہ لیتے غرضیکہ عملاً وہ ان بتوں کو اپنی قسمت بنانے والا اور قسمت بتانے والا سمجھتے تھے اور رب کریم کی طرف رجوع کرنے کی بجائے انہی بتوں کی طرف رجوع کرتے۔ وہ کائنات کے خالق اللّٰہ کو مانتے تھے لیکن اس تک براہ راست رسائی ناممکن سمجھتے اس لئے بتوں کو ''وسیلہ'' بناتے۔

ان کی بت پرستی اور توہم پرستی کے بعض نہایت مضحکہ خیز پہلو بھی مورخین نے بیان کئے ہیں مثلاً سفر پر روانہ ہوتے تو ایک پتھر جیب میں ڈال لیتے اور اس کی پوجا کرتے۔ راستے میں اگر کوئی زیادہ اچھا اور خوبصورت پتھر مل جاتا تو پہلے خدا کو جیب سے نکال کر پھینک دیتے اور نئے خدا کی پرستش شروع کردیتے۔ اگر روانگی کے وقت پتھر ساتھ لینا بھول جاتے تو منزل پر پہنچ کر چار پتھر تلاش کرتے۔ تین کا چولہا بناتے اور چوتھے کو معبود بنا لیتے۔ اگر پتھر نہ ملے تو مٹی اور کنکریوں کا ایک ڈھیر جمع کرکے اس پر بکری کا دودھ بہاتے اور اسی کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے۔ ذوق بت پرستی صرف پتھر تک محدود نہ تھا، لکڑی اور مٹی کے بت بھی بنائے جاتے۔ بعیم لکڑی کا بنا ہوا مشہور بت تھا۔ ایک مرتبہ بنو حنیفہ نے کھجوروں کے ایک ڈھیر کی عبادت شروع کردی۔ قحط پڑا تو سب نے مل کر اپنے خدا کو کھا کر ختم کردیا۔ ایک قبیلے نے آٹے کا بت بنا کر اسے پوجنا شروع کردیا۔

**توہم پرستی** پیغمبروں کا راستہ چھوڑ کر شرک کی وادیوں میں بھٹکنے والے یہ لوگ توہم پرستی کا بھی شکار تھے۔ چنانچہ کاہنوں اور نجومیوں کا کاروبار خاصہ چمکا ہوا تھا اور بعض کاہن یہ دعویٰ بھی رکھتے تھے کہ انہوں نے جنوں کو مطیع کر رکھا ہے۔ چوری اور قتل کا پتہ معلوم کرنے کے لئے وہ ''عراف'' کی طرف رجوع کرتے تھے اور نجومی، ستاروں کی حرکات کا مطالعہ کرکے لوگوں کو مستقبل کے واقعات بتانے کے دعویدار تھے ان کی توہم پرستی کا مظہر بعض عجیب وغریب رسوم تھیں۔ مثلاً بارش ہونے کی صورت میں وہ ایک گائے کی دم کے ساتھ سوکھی گھاس باندھ کر اسے آگ لگا دیتے تھے

کے درمیان 40 سال تک لگی رہنے والی جنگ بسواس نامی ایک اونٹنی کے قتل سے شروع ہوئی تھی۔ تھا

**آزادی**

عرب کے صحرا ہونے، قبائلی نظام اور عربوں کے مخصوص مزاج کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ یہ ملک کبھی کسی ملک کا غلام نہ بنا ایک ایرانی بادشاہ بخت نصر نے عرب پر کامیاب حملہ کیا تھا لیکن عربوں کو مستقل طور پر غلام بنانا اس کے بس میں بھی نہیں تھا۔ حبشہ کی ریاست کا یہ خواب بھی کبھی پورا نہ ہوا اور ابرہہ کی طرف سے ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ حملہ بھی بری طرح ناکام ہوا۔ اس طرح روم اور ایران کی عظیم عالمی طاقتوں کی ہمسائیگی میں ہونے کے باوجود یہ ریاست ان میں سے کسی کی غلام نہ تھی۔ البتہ یمن کا علاقہ جو سرسبز و شاداب بھی تھا اور سمندر کے قریب ہونے کی وجہ سے وہاں پہنچنا آسان بھی تھا کبھی حبشہ کے عیسائیوں کے قبضے میں آجاتا اور کبھی ایران کی مجوسی حکومت اس پر قبضہ کرلیتی۔ حیرہ کی ریاست عراق کے ساتھ ہونے کے سبب ایرانیوں کے زیر اثر تھی اور شام کے غستانی عرب روم کے زیر اثر رہے۔

## Short مکہ کی شہری ریاست

طلوع اسلام سے پہلے سرزمین عرب میں قبائلی نظام رائج تھا بڑے شہروں میں کئی قبائل اکٹھے رہتے تھے۔ ان کے درمیان بنیادی امور پر مفاہمت نہ ہونے کے سبب باہمی جنگ و جدل چلتا رہتا تھا۔ چنانچہ یثرب میں بنواوس و بنوخزرج کے درمیان جنگیں ہوتی رہتی تھیں اور یہود کے تین قبائل میں سے کوئی بنو اوس کا ساتھ دیتا اور کوئی بنوخزرج کا۔ مکہ کا معاملہ اس سے مختلف تھا۔ مکہ میں آباد قبائل نے بنیادی امور پر اتفاق کر کے حکومت کے مختلف شعبے آپس میں بانٹ لئے تھے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے تجزیے کے مطابق مکہ میں ایک پروگریسو (Progressive) دستور بن چکا تھا۔

**شہر مکہ کی تاریخ**

مکہ کا شہر بہت قدیم شہر ہے۔ اس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب کریم کے ارشاد پر رکھی تھی جب انہوں نے اپنی بیوی ہاجرہ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اس بے آباد علاقہ (وادی غیر ذی زرع) میں آباد کیا۔ اس شہر کی رونق اس طرح بڑھی کہ حضرت اسماعیل جو اس وقت بہت چھوٹے بچے تھے پیاس سے بے تاب ہوئے تو حضرت ہاجرہ نے ان کے لئے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کی پہاڑیوں میں دوڑیں لگائیں لیکن جب وہ واپس آئیں تو حضرت اسماعیل کے پاؤں کے پاس ایک چشمہ رواں دواں تھا جس میں سے اتنا پانی نکل رہا تھا کہ انہوں نے اسے زم زم (رک رجا، رک جا) کہا اسی چشمہ زم زم کا پانی اس لق و دق صحرا میں آبادی کا موجب بنا اور بنو جُرہم، بنو قطور وغیرہ قبائل یہاں آباد ہوگئے۔ چند سال بعد حضرت ابراہیم دوبارہ یہاں تشریف لائے اور انہوں نے حضرت اسماعیلؑ اور حضرت جبریلؑ کی مدد سے خانہ کعبہ تعمیر کیا جو دنیا کی سب سے قدیم سجدہ گاہ ہے۔ حضرت اسماعیل کی شادی بنو جُرہم کے سردار کی بیٹی سے ہوئی اس طرح حضرت اسماعیل کے سسرالی رشتہ دار خانہ کعبہ کے متولی

بنے اور ان کی سرداری کم و بیش تین سو سال قائم رہی۔

## مکہ کی ریاست کی تنظیم

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے قصی بن کلاب وہ شخص ہے جس نے بنو اسماعیل کا اقتدار بحال کیا قریش ① کے مختلف قبائل کو متحد کیا۔ ان کی رہائش کے لئے زمین کی حد بندی کی اور ملکیت کا حق اس طرح مستقل ہو گیا کہ زمین کے ٹکڑوں کی باقاعدہ خرید و فروخت ہونے لگی۔ قصی بن کلاب نے فہر کی تمام شاخوں کو اکٹھا کر کے ان کے درمیان مناصب تقسیم کئے اس طرح مکہ کی ریاست وجود میں آئی۔

قصی بن کلاب اس ریاست کا سربراہ تھا وہ دارالندوہ کی صدارت کرتا تھا جہاں بڑے بڑے معاملات طے ہوتے اور لڑکوں لڑکیوں کے رشتے ناطے کئے جاتے، لواء یعنی جنگ کا پرچم یہیں کھولا جاتا۔ خانہ کعبہ کی پاسبانی اور کلید برداری (چابیاں رکھنا) اس کے پاس تھی نیز حاجیوں کے لئے پانی بھرنے (سقایہ) اور حاجیوں کی میزبانی (رفادہ) کا اہتمام بھی وہ کرتا تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا دوسرا بیٹا عبد مناف ریاست کا سربراہ بنا لیکن بعض شعبے بڑے بیٹے عبدالدار اور اس کی اولاد کی تحویل میں دے دیئے گئے۔

## بعثت نبویؐ کے وقت مناصب کی تقسیم

مکہ کی ریاست کے مختلف شعبے قریشی قبائل میں تقسیم ہوتے رہے۔ یہاں کہ بعثت نبویؐ کے وقت مناصب کی تقسیم کچھ اس طرح تھی۔

1۔ ایسار (ازلام): فال نکالنا، قسمت دریافت کرنا اور اس مقصد کے لئے بتوں کے پاس رکھے ہوئے تیروں کا انتظام، یہ منصب بنو جمح کے پاس تھا۔

2۔ مالیات کا نظام: چڑھاووں کی نگرانی۔ یہ شعبہ بنو سہم کے پاس تھا۔

3۔ شوریٰ (دارالندوہ): بنو اسد کے حوالے تھا۔

4۔ اشناق: (دیوانی و فوجداری مقدمات دیت و جرمانہ وغیرہ کا فیصلہ) بنو تیم یعنی حضرت ابوبکرؓ کے قبیلے کے پاس تھا۔

5۔ عقاب: (لشکر کی علمبرداری) کا منصب بنو امیہ کی پاس تھا۔

6۔ قبہ: (فوجی کیمپ کا انتظام اور سوار دستہ کی قیادت) بنو مخزوم (خالد بن ولید کا قبیلہ) اس منصب پر فائز تھا۔

7۔ سفارت: (دوسرے قبائل کے ساتھ مذاکرات و معاہدات یعنی امور خارجہ) یہ منصب بنو عدی (حضرت عمرؓ کے خاندان) کے پاس تھا۔

8۔ رفادہ: (یعنی غریب حاجیوں کی خدمت) کا شعبہ بنو نوفل کے پاس تھا۔

9۔ حجابہ: یعنی خانہ کعبہ کی نگرانی کلید برداری کی ذمہ داری بنو عبدالدار کے پاس تھی۔

10۔ سقایہ: حاجیوں کو پانی پلانا اور حرم کا نظم و ضبط قائم رکھنا۔ حج کی قیادت یہ مناصب بنو ہاشم

① قصی کے جد امجد فہر بن مالک کا لقب قریش تھا اس لئے اس کی اولاد قریش کہلائی

تھا
کے پاس تھے۔

مکہ کی اہمیت خانہ کعبہ کی وجہ ہی تھی اس لئے اس سے متعلق دو شعبے رفادہ، سقایہ اور حجابہ کو خصوصی اہمیت حاصل تھی۔ سقایہ کے سربراہ ہاشم اور عبدالمطلب کو مکہ میں معزز ترین اور ایک طرح سربراہ ریاست تسلیم کیا جاتا تھا۔ قصیٰ بن کلاب کے دوسرے بیٹے عبدالدار کی اولاد خانہ کعبہ کی کلید برداری وحجابت کے سبب دوسروں سے برتر سمجھی جاتی تھی۔

مکہ کی ریاست اور قریش عرب کے مذہبی پیشوا ہی نہیں عرب کی سب سے بڑی فوجی طاقت بھی تھی اس ناتے سے بنوامیہ کو زیادہ اہمیت حاصل تھی یعنی قومی پرچم لہرانے اور فوج کی علمبرداری کی عزت وہ حاصل کرتے تھے۔ مذہبی سربراہ بنو ہاشم اور فوجی سربراہ بنوامیہ کے درمیان ایک دوسرے کے بارے میں رقابت کے جذبات بھی پائے جاتے تھے جنہوں نے بعد میں تاریخ پر گہرے نقوش چھوڑے۔ سوار دستے کی سربراہی نے بنومخزوم کو ممتاز کیا اور خالد بن ولید کو تاریخ میں ممتاز مقام ملا۔

بنو تیم کا شعبہ عدل و ثالثی بھی نہایت اہم تھا اور عام طور پر اس قبیلہ کا سربراہ جو فیصلہ کرتا وہ فریقین کے لئے قابل قبول ہوتا۔ حضرت ابوبکر صدیق کو عدلیہ کے سربراہ کی حیثیت سے مکہ میں بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

القصہ مکہ کی شہری ریاست جمہوری حکومت نہ سہی اس کی روایات میں عام افراد کی شرکت (Participation) مشاورت سے فیصلے (شورائیت) حقوق و فرائض کا تعین اور اس طرح کے دوسرے ضوابط موجود تھے جن کی وجہ سے ڈاکٹر محمد حمیداللہ مرحوم نے یہ رائے قائم کی ہے کہ اہل مکہ نے اسلام سے پہلے ہی ایک ترقی پذیر دستور Progressive constitution مرتب کرلیا تھا۔

## Long Question = معاشی حالات

عرب میں امراء، متوسط اور غرباء سبھی قسم کے لوگ موجود تھے۔ چونکہ عرب کی زمین بنجر اور بے آباد وگیاہ ہے اس لئے غرباء کی تعداد زیادہ تھی۔ ان لوگوں کو بہت امیر سمجھا جاتا جو کسی باغ یا نخلستان کے مالک ہوں یا تاجر ہوں۔ ایران و روم کی حکومتوں کے وفادار عربوں کے پاس بھی دولت نسبتاً زیادہ تھی کیونکہ انہیں ملازمتیں وغیرہ مل جاتی تھیں اور ان ملکوں کی خوشحالی سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل جاتا تھا۔ عرب کے عام پیشے زراعت، تجارت اور گلہ بانی تھے۔

**تجارت** مکہ و طائف کے لوگ بالعموم تاجر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردادا ہاشم نے قیصر روم، کسریٰ ایران، نجاشی حبشہ اور حاکم یمن سے منشور تجارت حاصل کر لئے تھے کہ ان ممالک سے قریش کے تجارتی رابطے قائم ہوگئے تھے۔ چنانچہ قریش کے تجارتی قافلے مکہ سے عراق وعمان۔ فلسطین وشام، مصر، حبشہ اور یمن جاتے رہتے تھے اور مذہبی سیادت کی وجہ سے ان کے تجارتی قافلے، ڈاکہ و رہزنی سے محفوظ رہتے بلکہ دوسرے قبائل کو بھی بعض اوقات ان سے

سنس لینے پڑتے تاکہ ان کے قافلوں پر ڈاکہ نہ ڈالا جا سکے۔

حرام مہینوں میں لگنے والے میلے عُکاظ، ذِی المَجاز اور مجنہ صرف ثقافتی اجتماع ہی نہ تھے بلکہ معاشی سرگرمی کا بڑا ذریعہ تھے۔

**زراعت** عرب ''وادی غیر ذی زرع'' (بے آب و گیاہ) تھی تاہم کہیں کہیں پانی مل جاتا تو کھیتی باڑی ممکن تھی۔ بالعموم بڑے بڑے شہر ایسی ہی جگہوں پر تھے۔ مکہ میں تو ایسی صورت نہیں تھی، لیکن طائف و یثرب میں زراعت بھی ہوتی تھی۔ جنوب میں یمن کے خوشحالی کی وجہ بھی زراعت کی ترقی تھی۔

**جانور گلہ بانی** عرب کا سب سے اہم پیشہ گلہ بانی تھا۔ شہری عرب بھی اسے اختیار کئے ہوئے تھے لیکن بدوی عربوں کا تو یہ واحد جائز پیشہ تھا۔

بدوی عرب گلہ بانی کے علاوہ لوٹ مار اور ڈاکہ سے بھی آمدنی حاصل کرتے تھے اور اسے وہ شجاعت و بہادری قرار دیتے۔ بایں ہمہ شہری عرب بدویوں سے زیادہ مالدار تھے نیز یمن کی زرخیزی نے قحطانی قبائل کو عدنانی قبائل سے یادہ خوشحال بنا دیا تھا۔

**صنعت** صنعت کے لحاظ سے عرب ساری دنیا سے پیچھے تھا۔ یمن حیرہ اور شام کے ہمسایہ قبائل میں محدود پیمانے پر کپڑا بننے اور چمڑے کی دباغت (تیاری) کی صنعتیں پائی جاتی تھیں۔ بالعموم عرب عورتیں خود ہی سوت کاتتیں اور اس سوت سے گاڑھا یعنی کھدر نما کپڑا بنا جاتا۔ چمڑے کے ٹکڑوں کو جوڑ کر چادریں بنائی جاتیں اور کھال سے خیمہ سازی کی جاتی۔

## تمدنی حالات

بعض مورخین کا خیال ہے کہ کسی زمانے میں سرزمین عرب میں بھی تمدن اپنے کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ بلاشبہ یمن میں ایسی قومیں پائی جاتی تھیں جن کو اپنے تمدن پر فخر ہوتا تھا۔ عاد و ثمود کے کھنڈرات مارب کے آثار قدیمہ اور بعض کتبوں سے اس کی شہادت بھی ملتی ہے۔ تاہم شمالی وسطی عرب میں ایسے آثار کم ہی نظر آتے ہیں۔

بعثت نبوی سے پہلے عرب کے جس تمدنی معراج کا پتہ چلتا ہے، وہ صرف زبان و ادب کی ترقی ہے۔ دورِ جاہلیت کا ادب عربی لٹریچر کا نقطہ کمال ہے۔ شعر و سخن، فصاحت و بلاغت، جذبات اور فن کے اعتبار سے اس دور کو کلاسیکی قرار دیا جاتا ہے۔ اس دور کے کلام میں قصیدہ و غزل بھی ہے اور رجزیہ و عشقیہ اشعار بھی تاہم یہ ادب جس معاشرے کی عکاسی کرتا ہے وہ شراب و معشوق اور جنگ و جدل کے ذوق میں جتنا بھی بلند ہو، اخلاقی اعتبار سے تنزل کی گہرائیوں کو چھو رہا تھا۔ اس لئے کہ اس ادب میں ان کے سفلی جذبات کا اظہار تو بہت عمدگی سے ہوتا ہے لیکن اخلاقی اقدار جو انسانیت کا طرہ امتیاز ہیں سرے سے غائب ہیں، بہرحال یہ ادب دور جاہلیت کے رسوم و رواج اور تمدن کا واحد ماخذ ہے۔

عرب قوم کے تمدنی معیار کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ان کے ہاں سکّے بنانے کا رواج نہ تھا اور روم کے درہم و دینار ہی ان کے ہاں چلتے تھے اسی لئے عربی زبان نے انہی دو الفاظ کو اپنے اندر جذب کیا ہے۔ روشنی کرنے کیلئے ایرانیوں سے چراغ روشن کرنے کا طریقہ سیکھا گیا اور اسی لفظ کو عربی میں سراج کے نام سے جذب کیا گیا۔ کرتہ پاجامہ پہننے کا طریقہ بھی ایران ہی سے عرب میں پہنچا۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی اشاعت سے پہلے عرب کے لوگ حشرات الارض بھی کھا جاتے تھے اور رینگنے والے جانور از قسم کنکھجورا، گرگٹ اور سیہ وغیرہ بھی۔ وہ جانوروں کا چمڑا بھی کھاتے تھے اور مردہ جانور کا گوشت بھی، الغرض سوائے زبان کی فصاحت کے تمدنی اعتبار سے ان میں کوئی بلندی نظر نہیں آتی تھی۔

عرب کی تمدن میں اونٹ، گھوڑے، شیر اور عقاب کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ اونٹ وہ جہاز ہے جو ریگستان عبور کرسکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے جسم میں پانی اور خوراک کا ذخیرہ کرسکتا ہے۔ کئی کئی روز تک بھوکا پیاسا چل سکتا ہے اور بادسموم کے جھونکوں کا مقابلہ کرنے کی سکت رکھتا ہے۔ زرخیز علاقوں میں گھوڑا پالا جاتا ہے۔ عربی النسل گھوڑا دنیا بھر میں بہترین مانا جاتا ہے۔ عرب ان گھوڑوں کو دشمن پر حملے کرنے اور شبخون مارنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ وہ اس کی خوبصورتی قوت برداشت، ذہانت اور وفاداری پر بھروسہ کرتے۔ عقاب اور شیر اپنی عادات کے اعتبار سے اور جارحانہ اقدامات کی وجہ سے قدیم عربوں کو بہت پسند تھے۔

عرب کے مذکورہ بالا احوال پر طائرانہ نظر ڈالنے سے بھی یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ لوگ جہالت کی دلدل اور ضلالت کی خاردار جھاڑیوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ شرک کی بنیاد پر قائم ہونے والی اس تہذیب نے عوام سے سے ذمہ داری اور جوابدہی کا احساس ختم کردیا تھا۔ وہ نفس پرستی میں بھی مبتلا تھے اور بحیثیت مجموعی معاشرہ توہم پرستی اور ظلم کا شکار تھا۔ کسی کی جان محفوظ تھی، نہ عزت و آبرو۔ وہاں تہذیب تھی نہ شرافت۔ شیطان نے کبر وریا کے ایسے جال بچھا رکھے تھے کہ قلبی سکون اور امن و امان دونوں رخصت ہو چکے تھے اور صرف عرب ہی نہیں پوری دنیا ظلمت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ایسے میں مکہ کی مقدس سرزمین سے تہذیب، شائستگی اور ہدایت کا آفتاب طلوع ہوا اور اس نے ضلالت و جہالت کی تاریک رات کو ختم کرکے دنیا کو نور اسلام سے منور کیا۔

## ظہور اسلام کے وقت عالمگیر جاہلیت پر ایک نظر

محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری کے وقت سرزمین عرب تین بڑی حکومتوں کے درمیان ایک آزاد ریاست (Buffer State) تھی۔ دو بڑی حکومتیں بے خدا و مشرکانہ تہذیبوں کی علمبردار تھیں۔ دونوں میں ایک شہنشاہ ''خدا'' بن کر انسانوں پر مسلط تھا اور فوجی امرا اور مذہبی پروہت اپنے معاشی مفادات کی خاطر اس کے مدد و معاون تھے۔ البتہ تیسری حکومت حبشہ (جس کے بارے میں جدید تحقیق یہ ہے کہ اس کا مرکز سوڈان کی سرزمین تھا) عیسائی ہونے کے باوجود ایک حق پسند بادشاہ

نجاشی اصحمہ کے زیر حکومت تھی۔ دو بڑی حکومتیں ایران و روم ایک دوسرے کی رقیب تھیں اور عرب ان کے درمیان حائل تھا ان دونوں حکومتوں کا مختصر تعارف ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

## قسطنطنیہ کی بازنطینی حکومت

بازنطینی حکومت ''ایک مطلق العنان شہنشاہیت تھی جس کے گرد تربیت یافتہ نوکر شاہی نے گھیرا ڈال رکھا تھا۔'' قیصر کلی اختیارات کا مالک تھا۔ وہ چاہتا تو چشم زدن میں کسی شخص کی گردن تن سے جدا کروا دیتا۔ اس کی ناراضگی کے نتیجہ کے طور پر بہت سے لوگ زندہ آگ میں جلا دیئے جاتے یا ان کے اعضاء کٹوا کر انہیں قتل کر دیا جاتا۔ بایں ہمہ وہ اس چیز کا مدعی تھا کہ وہ خدا کی طرف سے حکمران ہے اور اس کی رعایا اس کے سامنے سجدہ کرتی۔ اس کے ان تمام اختیارات کو کلیسا کی طرف سے سند جواز حاصل تھی۔

''بازنطینی حکومت کی تاریخ انتشار اور خانہ جنگی کی ایک لمبی تاریخ ہے۔ ایک ہزار سال کے عرصہ میں اس ریاست میں 65 مرتبہ انقلاب آیا اور کم و بیش ساٹھ بادشاہ مقتول ہوئے اور تین نے خودکشی کر کے جان دی۔ مضبوط آمریت کے نیچے کچلے ہوئے عوام کسی بھی سیاسی طالع آزما کے ساتھ مل کر بغاوت کر دیتے اور بسا اوقات یہ بغاوت کامیاب ہو جاتی۔ تاہم ان انقلابات سے حکومت کی روایات اور سسٹم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ صرف حکمران خاندان بدل جاتے تھے۔ ①

قسطنطنیہ میں شہنشاہیت اور کلیسا کی ملی بھگت قائم تھی۔ اہل کلیسا بادشاہی اختیارات کو مذہبی سند دیتے تھے اور اس کے عوض بادشاہ نے انہیں وسیع اختیارات دے رکھے تھے وہ عوام سے ٹیکس وصول کرتے تھے اور بڑی بڑی مذہبی جائیدادیں بنا رہے تھے۔ عوام جاہل اور توہم پرست تھے اور اہل کلیسا ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کی بجائے ان سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے تھے۔ تعویذ، ٹوٹکوں کا وسیع کاروبار پادریوں کے ہاتھ میں تھا۔ چڑھاووں کی آمدنی اس کے علاوہ تھی۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ جب قیصر ہرقل کو خسرو پرویز شاہ ایران کا مقابلہ کرنے کے لئے پیسے کی ضرورت پیش آئی تو اس نے کلیسا سے قرض کی درخواست کی اور قسطنطنیہ کی لاٹ پادری نے سود پر قرض دے دیا جس سے فوجی بھرتی کر کے قیصر نے کسریٰ کا مقابلہ کیا۔

بازنطینی دور میں عوام اور خواص کے درمیان بہت بُعد تھا۔ قیصر کو اتنا بلند خیال کیا جاتا کہ عام آدمی اس کی زیارت تک نہ کر سکتا تھا۔ شاہی افسر اور کلیسا کے پادری اونچے طبقے میں شمار ہوتے تھے اور عوام کے حقوق ان کے ہاتھوں میں بری طرح پامال ہو رہے تھے۔ ان پر ہر طرح کے ٹیکس لگائے جاتے تھے اور قیصر کا معمولی سا عتاب یا اس کے درباریوں کی ناراضگی ان کی جان لینے کے لئے کافی ہوتی تھی۔ خود عوام توہم پرست تھے اور تعویذ ٹوٹکوں اور بھوت پریت میں ایمان رکھتے تھے۔ مذہبی طبقہ ان کی ان کمزوریوں سے خوب ناجائز فائدہ اٹھاتا تھا۔

عورت کو معاشرے میں کھلونے کی حیثیت حاصل تھی۔ جب بادشاہ شادی کرنا چاہتا تو ملک کی تمام خوبصورت عورتوں کو اس کے سامنے پیش کیا جاتا اور وہ جس سے چاہتا شادی کر لیتا۔ دولت

① ولیم ایل لینگر۔ انسائیکلوپیڈیا تاریخ عالم

کی فراوانی اور نوکر شاہی کے وسیع اختیارات کی وجہ سے اوپر کے طبقے میں عیاشی بہت زیادہ تھی اور بے چاری عورت کو ہر جگہ دل بہلانا پڑتا تھا۔

## ایران کی ساسانی حکومت

اس دور کی دوسری بڑی طاقت ایران کی ساسانی حکومت تھی، جس کا بانی اردشیر تھا اور اس خاندان کے مشہور بادشاہ شاپور اول، شاپور ثانی، بہرام گور، نوشیرواں (531ء تا 579ء) اور خسرو پرویز (581ء تا 627ء) تھے اس حکومت کی بازنطینی حکومت سے مسلسل لڑائی رہتی۔

خسرو پرویز

ساسانی بادشاہ اپنے آپ کو عوام سے بہت بلند خیال کرتے تھے اور اہل مذہب کی طرف سے ان کی حکومت کو جو جواز دیا گیا تھا، اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دنیا میں کسی کے سامنے جوابدہ نہیں سمجھتے تھے۔ بعض اوقات تو وہ دعویٰ خدائی تک جا پہنچتے تھے۔ مثلاً خسرو پرویز نے جب قیصر ہرقل کو شکست دی اور اس نے صلح کی درخواست کی تو خسرو نے جواب میں لکھا۔

''سب خداؤں سے بڑے خدا، تمام روئے زمین کے مالک خسرو کی طرف سے اس کے کمینہ اور بے شعور بندے ہرقل کے نام''..... ''تو کہتا ہے کہ تجھے اپنے رب پر بھروسہ ہے کیوں نہ تیرے رب نے یروشلم کو میرے ہاتھ سے بچالیا۔''

ساسانی شہنشاہ کسریٰ کہلاتے تھے اور عوام سے بہت کم ملتے تھے۔ صرف چند مقدس دنوں میں وہ عوام کی شکایات سنتے تھے لیکن اس کے لئے بھی یہ طریقہ مقرر تھا کہ سائل بادشاہ کے سامنے جاتے ہی سجدہ ریز ہو جاتا اور اس وقت تک سر نہ اٹھاتا تھا جب تک بادشاہ خود اسے ایسا کرنے کا حکم نہ دے۔ سر اٹھانے کے بعد وہ شہنشاہ کی تعریف کے پل باندھتا اور پھر بادشاہ سے اجازت ملنے پر اپنی عرض نہایت عاجزی سے پیش کرتا۔ شاہی دربار میں بادشاہ کا تخت پردے میں ہوتا تھا اس کے اوپر سونے چاندی کا بنا ہوا بہت بڑا تاج زنجیر کے ذریعے چھت سے لٹک رہا ہوتا تھا۔ بادشاہ تخت پر بیٹھ کر تاج پہن لیتا تو پردہ اٹھایا جاتا۔ تاج اتنا وزنی تھا کہ اگر اسے چھت سے باندھ کر نہ رکھا جاتا تو بادشاہ کے لئے اس کا بوجھ ناقابل برداشت ہوتا۔ اس میں اتنے ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے کہ ان کی چمک سے لوگوں کی آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔ یہ سب ٹھاٹھ عوام کو مرعوب کرنے کے لئے تھے۔ اس کے باوجود بادشاہ کو ہر وقت جان کا خطرہ لگا رہتا تھا۔ چنانچہ بادشاہ کے سونے کے لئے کم و بیش چالیس کمروں میں بستر لگائے جاتے تھے اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ بادشاہ کس بستر پر سوئے گا۔ جب بادشاہ شکار پر جاتا تو ہزاروں ملازمین اور محافظ دائیں بائیں ہوتے اور بادشاہ کو اس طرح گھیر لیا جاتا کہ باہر سے کوئی شخص حملہ نہ کر سکے۔

ایران کی شہنشاہیت بھی بازنطینی حکومت کی طرح نوکر شاہی اور مذہبی پیشواؤں کے بل بوتے پر چلتی تھی۔ آتش پرستی کے محافظ شہنشاہ کو اس مذہب کے پیشواؤں کی حمایت حاصل ہونا لازم تھا۔ کسریٰ سے رابطہ ملازمین اور وزراء ہی کے ذریعے ممکن تھا۔ اس لئے اعلیٰ سرکاری ملازمین کا طبقہ بہت اہمیت اختیار کر چکا تھا۔ تاریخ میں جب بھی حکمران نے عوام کی نگہداشت خود کرنے کی بجائے

انہیں درمیانی واسطوں کے ذریعے دبایا ہے، عوام کی زبوں حالی کی انتہا نہیں رہی۔ چنانچہ اہل ایران بھی شہنشاہیت نوکر شاہی اور مذہبی پیشواؤں کے ہاتھوں بری طرح تنگ تھے اور انتہائی مظلومیت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ نوشیروان کی صفت عدل کو اس لئے زیادہ شہرت حاصل ہوئی ہے کہ ایران میں صدیوں سے عدل و انصاف کا تصور ہی ناپید تھا اور اس نے ساسانی ہونے کے باوجود اس کو قائم کر کے دکھایا۔ ایران کی معاشرت کے دو پہلو خاص طور پر نمایاں ہیں۔ عوام اور خواص کے درمیان توہم پرستی، آمریت، نوکر شاہی اور مذہبی اجارہ داری کی ملی بھگت نے عوام کو بہت ہی پست معیار پر پہنچا دیا تھا اور چوری، ڈاکہ یا اس طرح کے کسی حادثے کی صورت میں ان کا کوئی پرسان حال نہ ہوتا تھا۔ بایں ہمہ عیش و عشرت میں غرق شہنشاہ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا مذہباً گنا تھا۔ توہم پرستی کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ خود بھی نجومیوں کے مشورے کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاتے تھے اور عوام بھی تعویذ ٹوٹکوں پر انحصار رکھتے تھے۔ بادشاہ کے خاص مشیروں میں نجومی، ہیجڑے اور شعرا شامل تھے صرف عقلمند قسم کے بادشاہوں نے دانا وزراء کی خدمات حاصل کیں۔

اہل ایران دو خداؤں کے قائل تھے۔ ایک روشنی یا خیر کا خدا جس کو وہ آہور، مزدا یا یزداں کہتے تھے۔ دوسرا ظلمت یا شر کا خدا جس کا نام انہوں نے اہرمن تجویز کیا تھا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ان دونوں خداؤں میں باہمی کشمکش اور طاقت آزمائی برابر جاری ہے۔[1]

## اہم سوالات

1- قبل از اسلام عربوں کی سیاسی حالت بیان کیجئے۔ فیصل آباد بورڈ 2015ء

2- اسلام سے قبل عربوں کی سیاسی اور معاشرتی زندگی پر روشنی ڈالئے۔ سرگودھا بورڈ 2015ء

3- اسلام سے پہلے عربوں کی مذہبی و سیاسی زندگی بیان کیجئے۔ لاہور بورڈ 2011ء

4- حضرت محمد ﷺ کی مکی زندگی پر نوٹ لکھئے۔ لاہور بورڈ 2011ء

5- قبل از اسلام قریش کی سیاسی و مذہبی زندگی بیان کیجئے۔ (ملتان 2008ء)

6- اسلام سے پہلے عربوں کی مذہبی حالت بیان کیجئے۔ (آزاد کشمیر بورڈ 2004ء)

8- ظہور اسلام سے قبل عربوں کی معاشرتی، سیاسی اور مذہبی حالت بیان کیجئے۔
(ملتان بورڈ 2009ء)

9- مختصر جواب دیں۔

① عرب بائدہ کن قوموں کو کہا جاتا تھا۔ ❖ جو قومیں بالکل ختم ہو گئی تھیں

② عرب مستعربہ کس کی نسل سے تھے۔ ❖ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے

③ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی کس بیوی اور کس بیٹے کو مکہ والی جگہ پر چھوڑا۔ ❖ حضرت حاجرہؑ، اسماعیلؑ

④ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی کس قبیلہ کے سردار کی بیٹی سے ہوئی۔ ❖ بنو جُرہم

---

① ''نبی رحمت'' ص 40، بحوالہ ''ایران ساسانیوں کے عہد میں'' آرتھر کرسٹین سین

⑤ قریش کس کا لقب تھا؟ ❖ فہر بن مالک کا جس کے نام پر ان کی نسل بنو قریش کہلائی

⑥ عرب میں بت پرستی کس نے شروع کی؟ ❖ بنو خزاعہ کے سردار عمرو بن لحیّ نے

⑦ کن بتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھا جاتا تھا؟ ❖ لات، منات اور عزیٰ کو

⑧ قوم نوح کے کون سے بت جدہ سے کھدائی کر کے نکالے گئے؟ ❖ وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر

⑨ خانہ کعبہ کی چھت پر کونسا بت نصب کیا گیا تھا؟ ❖ ہبل

⑩ کونسا بت گدھ کا ہم شکل تھا؟ ❖ نسر، جو آب زم زم کے پاس نصب تھا

⑪ مدینہ میں آباد یہودی قبائل کے نام بتائیں۔ ❖ بنو قینقاع، بنو نضیر، بنو قریظہ

⑫ عربوں میں پائی جانے والی کوئی سی چار برائیوں کے نام بتائیے۔

❖ کبر، شراب نوشی، جواء، فحاشی، ڈاکہ، قتل

⑬ عربوں میں پائی جانے والی کوئی سی چار خوبیاں گنوائیے۔

(شجاعت، حریت، غیرت، آزادی سے محبت، فصاحت و بلاغت، حافظہ)

⑭ قریش مکہ کی تجارت کی ترقی کا راز کیا تھا؟

❖ عرب کے لوگ ان کے قافلوں کو نہیں لوٹتے تھے نیز ہاشم نے یمن و شام اور حبشہ کی حکومتوں سے تجارتی تعلقات کے معاہدے کئے۔

⑮ عرب کے ان میلوں کے نام بتائیے جن میں ان کی تجارت و ثقافت کا بھرپور اظہار ہوتا تھا

❖ عکاظ، ذی المجاز اور مجنہ

⑯ کونسے عرب قبائل میں ایک اونٹنی کے قتل کے تنازعہ پر 40 سال جنگ ہوئی۔ اس اونٹنی کا کیا نام تھا۔

❖ بسواس نامی اونٹنی کے قتل پر بنو تغلب اور بنو بکر کے درمیان 40 سال تک جنگ لڑی گئی۔

⑰ قحطانی عرب کون تھے؟

❖ یمن کے اصلی باشندے جو اپنی آبادی میں اضافہ کے سبب دور دور تک پھیل گئے مدینہ بنو اوس، بنو خزرج، حیرہ کا برسر اقتدار قبیلہ بنو لخم، شام کا حکمران قبیلہ بنو غسان اور بنو طے جیسے قبائل قحطانی تھے۔

⑱ عرب کا سب سے بڑا مذہب کون سا تھا اور سب سے بڑے بت کون کون سے تھے؟

❖ عرب کا سب سے بڑا مذہب بت پرستی تھا اور بڑے بڑے دیوتا لات، منات اور ہبل تھے۔

⑲ عرب کے معاشرے میں کن جانوروں اور پرندوں کو اہمیت حاصل تھی؟

❖ اونٹ، عقاب، گھوڑا اور شیر..... اونٹ صحرائی جہاز ہے، گھوڑا فوجی مہمات میں معاون، شیر اور عقاب چھاپہ مار اور شکاری انداز کے سبب عربوں میں مقبول تھے۔

(22) حضور ﷺ کے زمانہ میں اردگرد کی بڑی حکومتوں کے نام لکھیں؟

❖ روم کا شہنشاہ قیصر ہرقل تھا۔ ایران کا کسریٰ خسرو پرویز جس کو قتل کر کے اس کا بیٹا شیرویہ کسریٰ بنا پھر ملکہ بوران دخت کی حکومت قائم ہوئی اور آخری بادشاہ یزدگرد تھا، حبشہ کا حاکم نجاشی اصحمہ۔

(23) عہد نبویؐ میں ایران اور روم کے دارالحکومت کون کون سے تھے؟

❖ ایران کا مدائن اور روم کا قسطنطنیہ تھا۔

(24) بدو کون تھے اور حضری کون؟

❖ صحرا میں رہنے والے عربوں کو بدو اور شہروں میں بسنے والوں کو حضری کہا جاتا تھا۔

(25) ولید بن مغیرہ کس قبیلے کا سربراہ تھا؟

❖ بنو مخزوم کا، جو تکبر میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔

(26) آب زم زم کے پاس عورت نما بت کون سے رکھے ہوئے تھے؟ ❖ اساف اور نائلہ

(27) بنو ہاشم کو مکہ میں کون سی اہم ذمہ داری ملی ہوئی تھی؟

❖ سقایہ یعنی حاجیوں کو پانی پلانا اور ان کی خدمت کرنا۔

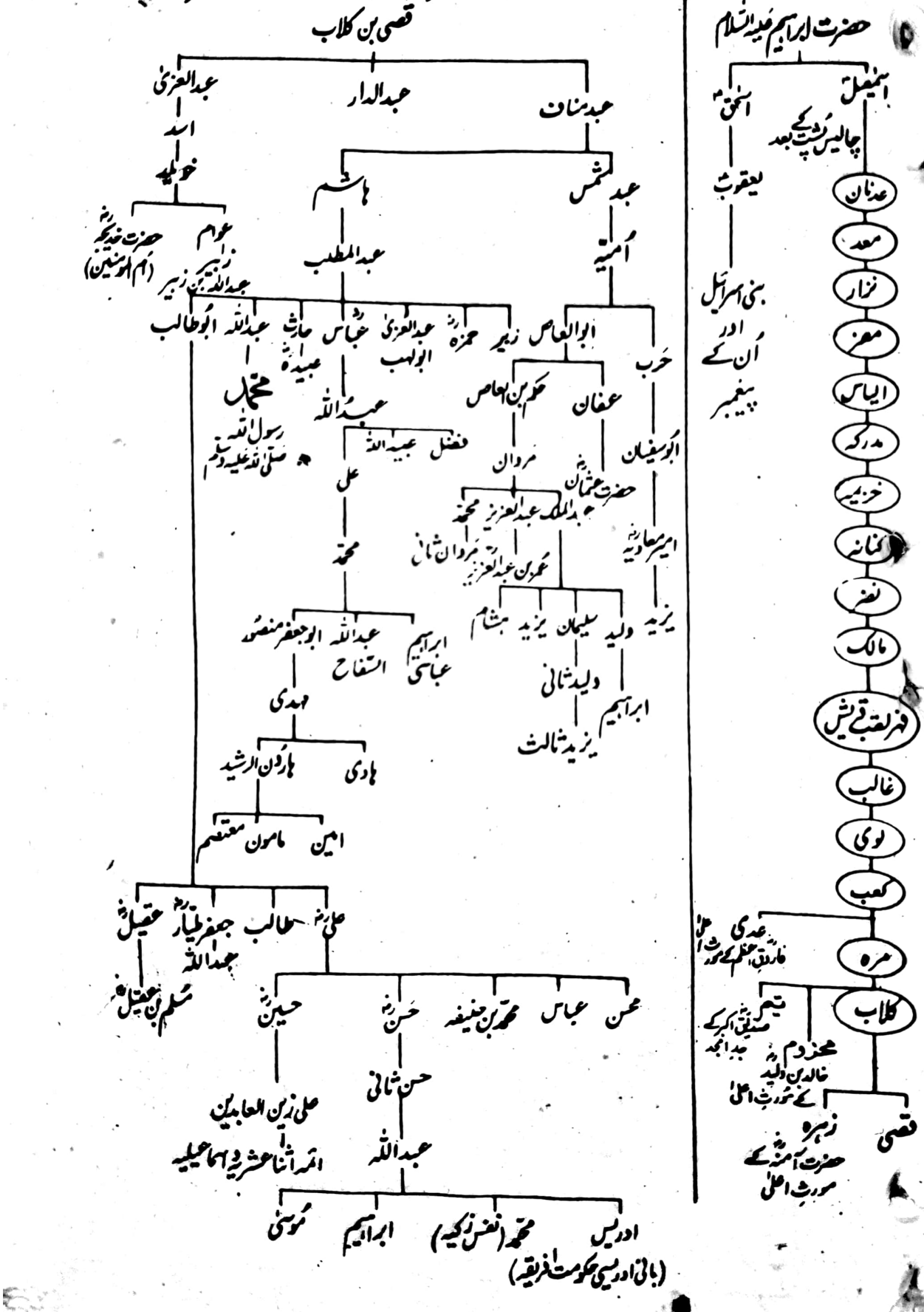
(28) ایران کے بادشاہ کو کیا کہتے تھے اور روم کے بادشاہ کو کیا؟

❁ ❁ ❁

قسطنطنیہ کی بازنطینی حکومت

12

# شجرہ نسب قریش



# ۲ رسول اللہ ﷺ کی ابتدائی زندگی

## ۱ خاندان نبوی ﷺ

جس وقت پوری دنیا ظلمت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹک رہی تھی رب کائنات نے اپنے بھٹکے ہوئے بندوں کو نور ہدایت پہنچانے کے لئے سرزمین عرب کا انتخاب کیا اور اس کے مرکزی شہر مکہ کے معزز ترین قبیلہ قریش کے خانوادہ بنو ہاشم میں اپنے آخری نبی محمد ﷺ کو پیدا فرمایا۔

جزیرہ نما عرب میں خاندان قریش کی سیادت وعزت خانہ کعبہ کی تولیت کی وجہ سے تھی۔ خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خداوند قدوس کی عبادت کے لئے تعمیر کیا تھا۔ انہی برگزیدہ ہستیوں کی دعا سے بہت جلد شہر مکہ کے جو بے آب وگیاہ وادی (وادی غیر ذی زرع) تھا کو رونق بخشی سب سے پہلے قبیلہ بنو جُرہم اس کے قرب وجوار میں آ کر آباد ہوا۔ اسی قبیلہ کے سردار کی بیٹی سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی ہوئی۔ ان سے چالیس پشت نیچے ایک بزرگ عدنان پیدا ہوئے جن کے نام سے شمالی عرب میں آباد ان کی نسل بنو عدنان کہلائی۔ ان سے دس پشت نیچے ایک بزرگ فہر بن مالک تھے جن کا لقب قریش تھا انہیں کی نسل قریش کہلائی۔

خانہ کعبہ کی تولیت پہلے بنو جُرہم کے پاس تھی جو آل اسماعیل کے ننھیالی رشتہ دار تھے۔ بعد میں آل اسماعیل نے خود بیت اللہ کا انتظام سنبھال لیا۔ فہر کی نسل سے قصی بن کلاب نے مکہ کی ریاست کو منظم کیا اور قریش کو اطراف عرب سے مکہ میں جمع کیا۔ بنو امیہ اور بنو ہاشم کا جد اعلیٰ عبد مناف اس کا بیٹا تھا۔ عبد مناف کے ایک بیٹے عبد شمس کی اولاد اس کے بیٹے امیہ کے نام سے بنو امیہ کہلائی۔ جبکہ دوسرے بیٹے ہاشم نے حاجیوں کی خدمت اور ان کے لئے پانی مہیا کرنے کی ذمہ داری (سقایہ اور رفادہ) کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھایا۔ اس نے نجاشی حبشہ اور قیصر روم سے خط وکتابت کر کے قریش کے ٹیکس معاف کرنے کا فرمان بھی حاصل کیا۔ نیز مختلف قبائل کے سرداروں سے ملاقات کر کے ان سے معاہدات کئے۔ اس کی اس پالیسی کی وجہ سے قریش کے باقی قبائل بنو ہاشم کا بہت احترام کرتے تھے۔

## ۲ ولادت باسعادت

ہاشم کی شادی ان کے سفر شام کے دوران بنو نجار کی ایک خاتون سلمیٰ سے ہوئی لیکن اسی سفر کے دوران ان کا انتقال ہو گیا۔ باپ کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے بچے عامر عرف شیبہ ① کو اس کے چچا مطلب نے پالا اس لئے اسے عبدالمطلب (یعنی مطلب کا غلام) کہا جانے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب کو بے پناہ عزت دی اور وہ مکہ کے اہم ترین سردار بنے۔ ان کے دس یا بارہ بیٹے تھے جن میں ایک کا نام عبداللہ تھا۔ جن کی شادی بنو

① شیبہ کے معنی پیدائشی بوڑھا ہے ان کے سر پر چند بال پیدائشی طور پر سفید تھے اس لئے یہ لقب دیا گیا۔

زہرہ کے سردار وہب بن عبد مناف کی لڑکی آمنہ سے ہوئی۔ شادی کے چند ماہ بعد عبداللہ انتقال کر گئے۔ اس وقت حضرت آمنہ امید سے تھیں۔ آپ سسرال ہی میں رہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۹ ربیع الاول سن 1 عام الفیل بمطابق 22 اپریل 571ء[1] بروز پیر صبح کے وقت ایک فرزند عطا فرمایا۔ عبدالمطلب کو جب پوتے کی پیدائش کی اطلاع ملی تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ خوشی خوشی بچے کو اٹھا کر خانہ کعبہ لے گئے۔ جناب باری تعالیٰ میں دعا کی اور اپنے بچے کا نام محمدؐ رکھا۔ اسی بچے کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تاریکیوں کو ختم کرنے کے لئے بھیجا تھا اور قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہادی برحق اور رہبر مقرر فرمایا تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ کو پہلے ہی خواب میں اس بچے کی پیدائش کی بشارت مل چکی تھی اور فرشتے نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اس بچے کا نام احمد رکھا جائے۔ آپ کے والد عبداللہ آپ کی پیدائش سے چند ماہ پہلے ہی انتقال کر چکے تھے اس لئے آپ کی پرورش کی تمام تر ذمہ داری آپ کے دادا عبدالمطلب پر تھی جو خانہ کعبہ کے متولی اور مکہ کے قائد کی حیثیت رکھتے تھے۔

## آنحضرت ﷺ کا بچپن

ابتدائی چھ ماہ تک آپ کو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا۔ اس کے بعد آپ کو عرب کے دستور کے مطابق ایک دایہ حلیمہ کے سپرد کر دیا گیا جو قبیلہ بنو ہوازن کی ایک شاخ بنو سعد سے متعلق تھیں۔ اس رواج کا مقصد بچوں کو فصیح اللسان بنانا اور ان میں عربی تمدن کو برقرار رکھنا تھا۔ آپ کے بچپن کے جو واقعات آپ کو یا آپ کے رضائی بھائی کو یاد تھے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزول مسعود کی برکت سے مائی حلیمہ کی چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں۔ ان کے جانوروں نے دودھ زیادہ دینا شروع کر دیا[2] آپ کے نے صرف اسی پستان سے دودھ پیا جو کہ مائی حلیمہ نے سب سے پہلے آپ کے منہ میں ڈالا۔ دوسرا پستان مستقل طور پر اپنے رضائی بھائی حمزہ کے لئے چھوڑ دیا۔[3] دو سال کے بعد حلیمہ آپ کو مکہ واپس لائیں۔ لیکن اس وقت مکہ میں وباء پھیلی ہوئی تھی۔ اس لئے آپ کی والدہ ماجدہ نے دایہ حلیمہ کے اصرار پر آپ کو واپس بھیج دیا۔ چنانچہ آپ نے ابتدائی پانچ برس[4] صحرا میں ہی بسر کئے۔ اس عرصہ میں ایک کھلی فضا میں ان کی پرورش ہوئی اور آپ نے خالص عربی زبان سیکھی جس کا بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے فخر سے ذکر فرمایا کرتے۔

چھ سال کی عمر میں آپ کی والدہ آپ کو ساتھ لے کر آپ کے والد کی قبر کے زیارت کے لئے گئیں۔ آپ کا اور آپ کی والدہ کا قیام کچھ دیر یثرب میں بھی رہا۔ جہاں آپ نے پیراکی سیکھی۔ اس کے بعد آپ ابواء میں ٹھہرے جہاں آپ کے ننھیال کا قبیلہ رہتا تھا اور یہیں آپ کی والدہ ماجدہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ اب آپ کی پرورش کی تمام تر ذمہ داری آپ کے دادا عبدالمطلب

---

① شبلی نے محمود فلکی کی تحقیق کے حوالے سے تاریخ ولادت 20 اپریل 571ء لکھی ہے تاہم شمسی کیلنڈر کے مطابق 20 اپریل کو ہفتہ کا دن تھا اور یہ یقینی ہے کہ یوم پیدائش پیر (دوشنبہ) تھا اس لئے تاریخ ولادت 22 اپریل زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ ② سیرت ابن ہشام

③ رسول اکرم کی سیاسی زندگی از ڈاکٹر حمید اللہ ④ ابن اسحاق نے چھ برس لکھا ہے۔

کے کندھوں پر تھی۔ انہیں آپ کے والد عبداللہ سے بھی بہت محبت تھی اور آپ سے بھی ان کی محبت شیفتگی کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ حتی الامکان وہ آپ کو اپنے آپ سے جدا نہیں ہونے دیتے تھے۔ آپ کے بغیر کھانا نہ کھاتے وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہوگی۔ لیکن اللہ کی حکمت کہ حضرت عبدالمطلب کی عمر نے بھی وفا نہ کی اور صرف دو سال بعد وہ بھی وفات پا گئے۔ اب اس آٹھ سالہ① ''دریتیم'' کی پرورش چچا ابوطالب② کے سپرد ہوئی۔ ابوطالب بھی آپ کو بے حد عزیز رکھتے تھے۔ ان کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ وہ تجارتی سفر میں اپنے اس عزیز بھتیجے کو ساتھ ہی رکھتے تھے۔

**گلہ بانی** لڑکپن میں حضرت محمد ﷺ نے بکریاں چرانے کا پیشہ اختیار کیا۔ اس سے پہلے وہ بنو سعد کی بکریاں چرا چکے تھے۔ مکہ میں آپ اس دور میں ان لوگوں سے اجرت وصول کرتے تھے جن کی بکریاں آپ چراتے تھے۔ آپ نے خود اس کا ایک دفعہ تذکرہ فرمایا کہ جب میں بکریاں چرایا کرتا تھا تو یہ بیر کھایا کرتا تھا۔

**حرب فجار میں شرکت** آپ کی جوانی کے دور میں اہم واقعات میں سب سے پہلے ایک جنگ میں شرکت قابل ذکر ہے جو حرام مہینوں (جن میں جنگ کرنا دین ابراہیمی اور اسلام کی رو سے ممنوع ہے) میں لڑی گئی اور اس لئے فاجروں کی جنگ یا حرب فجار کے نام سے معروف ہے اور جنگ میں بنو کنانہ (جن میں قریش بھی شامل تھے) اور بنو ہوازن (قیس عیلان) ایک دوسرے کے خلاف لڑے چونکہ قریش حق پر تھے اس لئے آپ نے ان کا ساتھ دیا لیکن اس جنگ میں آپ نے تلوار کسی پر نہ اٹھائی اور ذاتی حیثیت سے حرام مہینوں کا احترام رکھا۔③

**حلف الفضول** عرب کے قبائلی نظام میں جاہلانہ رسوم و عادات نے سرزمین عرب کا سکون درہم برہم کر ڈالا تھا۔ حجاز میں بھی جو تمام عربوں کا مذہبی مرکز تھا ڈاکہ زنی کی وارداتوں سے محفوظ نہیں رہا تھا۔ طاقتور کمزور کے مال کو بلا تکلف ہڑپ کر جاتا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ حلف الفضول کا سبب بنا۔ ایک تاجر مکہ آیا۔ جس سے عاص بن وائل نے بہت سا مال خریدا لیکن جب اس نے قیمت مانگی تو اسے دھکے دے کر نکال دیا۔ سرداران قریش نے عاص کے خلاف اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے کوہ ابوقبیس پر چڑھ کر دہائی دی اور انصاف طلب کیا اس پر بعض قریشی سرداروں نے جن میں آپ ﷺ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب پیش پیش تھے مختلف قبائل کو باہمی امن وسکون کے معاہدہ پر دستخط کرنے پر آمادہ کر لیا۔ اس معاہدہ میں حضور ﷺ بھی شریک ہوئے۔ اس کی رو سے بنو زہرہ بن بنو تیم اور قریش نے عہد کیا کہ ملک میں امن و امان برقرار رکھا جائے گا۔ مسافروں کی حفاظت کی جائے گی۔ غریبوں کی امداد کی جائے گی اور مظلوموں

① صحیح عمر 8 سال دو ماہ اور دس دن تھی الرحیق المختوم ص 106
② ابوطالب اور عبداللہ دونوں کی ماں ایک تھی۔ اس لئے وہ آنحضرت ﷺ کے حقیقی چچا تھے۔
③ سیرت النبی ج ص 6-185 بحوالہ سیرت ابن ہشام

دادرسی کی جائے گی اور کوئی شخص ظلم کر کے مکہ میں نہ رہ سکے گا۔ عاص بن وائل کو اس اجتماعی فیصلے کے سامنے جھکنا پڑا اور اس نے تاجر کی رقم ادا کردی۔ اس معاہدہ نے سرزمین حجاز میں امن وسکون بحال کروایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزول اسلام کے بعد بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر آج بھی اس قسم کا معاہدہ ہوتو میں اس میں شرکت کے لئے تیار ہوں۔

**تجارت** خاندان قریش کو یہ شرف حاصل تھا کہ اس کے تجارتی قافلے لوٹے نہیں جاتے تھے نیز یمن اور شام کی حکومتوں نے قریشی قافلوں کا تجارتی ٹیکس معاف کررکھا تھا۔ اس وجہ سے قریش کے لئے تجارت کے پیشہ میں بہت کشش تھی۔ ان کے قافلے ان دونوں ملکوں کی طرف جاتے۔ وہ سرزمین عرب کے بسنے والوں کو بھی ان کی ضروریات مہیا کرتے اور شام کے لوگوں کے لئے یمن سے وہ ضروریات زندگی لے کر جاتے جو مشرقی ممالک کی پیداوار ہوتیں۔

محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی جوان ہونے کے بعد تجارت ہی کو ذریعہ معاش بنایا آپ نہایت کامیاب تاجر تھے۔ آپ کی دیانتداری کی وجہ سے آپ کو 'الامین' کہہ کر پکارا جاتا تھا اور آپ کی اس صفت کی وجہ سے مکہ کے تاجر آپ کو بخوشی سرمایہ مہیا کرتے تھے۔ اور لوگوں کے علاوہ حضرت سائب نے آپ کو کچھ دیر کے لئے اپنا شریک تجارت بنایا۔ وہ آپ کی دیانت سے اس حد تک متاثر تھے کہ جب حضور ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو انہوں نے اسلام کو اس لئے قبول کرلیا کہ انہیں یقین تھا کہ محمدؐ غلط نہیں کہتے۔ کچھ دیر تک آپ نے قیس بن سائب مخزومی سے مل کر بھی تجارت کی۔ تجارت میں وعدہ خلافی عام ہوتی ہے اور اس کو تاجر طبقہ اپنا بڑا عیب بھی نہیں سمجھتا لیکن آنحضرت ﷺ کا ایک واقعہ آپ کے ایفائے عہد پر اب تک گواہ ہے۔ ایک شخص ① نے آپ سے کوئی معاملہ طے کیا اور اس کے بعد کہا کہ آپ یہیں ٹھہریں میں ابھی آتا ہوں۔ لیکن وہ گھر جاکر وعدہ بھول گیا' تیسرے روز اچانک اس کا اسی جگہ سے گزر ہوا تو یہ تاجر امینؐ وہیں کھڑا تھا' اس شخص کو یہ دیکھ کر سخت ندامت ہوئی۔

**شادی** تجارت ہی کے سلسلے میں آپ نے شام کا سفر کیا۔ اس سفر میں تجارتی مال حضرت خدیجہؓ کا تھا۔ جنہوں نے اپنے ایک غلام میسرہ کو آپ کے ساتھ بھیجا تھا۔ اس سفر میں میسرہ آپ کے حسن اخلاق' پاکیزہ کردار اور امانت و دیانت سے اس حد تک متاثر ہوا کہ اس نے حضرت خدیجہؓ کو آپ کے سفر کے واقعات سنائے اور آپ کی بے حد تعریف کی۔ اس سفر میں حضور ﷺ نے ''کم منافع اور زیادہ بکری'' کے اصول پر کئی مرتبہ مال خریدا اور کئی مرتبہ بیچا۔ اس لئے منافع پہلے سے کئی گنا زیادہ تھا۔ آپ مال بیچنے سے پہلے گاہک کے سامنے اس کے تمام نقائص بھی گنواتے تھے اس لئے آپؐ نے مارکیٹ میں غیر معمولی اعتبار حاصل کرلیا تھا۔ اس کے علاوہ میسرہ نے بہت سے معجزات کا بھی ذکر کیا جو اس نے راستے میں دیکھے تھے۔ ان چیزوں سے حضرت خدیجہؓ اس حد تک متاثر ہوئیں کہ انہوں نے آپ سے شادی کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کی اجازت سے اس کو منظور کرلیا اور ابوطالب نے آپ ﷺ کا نکاح پڑھا دیا۔ اس وقت آپ کی عمر

① عبداللہؓ بن ابی الحمساء انہوں نے ایمان لانے کے بعد خود اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ سیرت النبی ص 189 بحوالہ سنن ابی داؤد

25 سال اور حضرت خدیجہ کی عمر 40 سال تھی۔

نبی اکرم ﷺ کی زندگی کا یہ پہلو بہت پرکشش ہے کہ آپ نے پچیس برس تک اپنی جوانی کو بالکل بے داغ رکھا اور اس ماحول میں جہاں عشق بازی اور بدکاری پر فخر کیا جاتا تھا۔ آپ کا طرزِ عمل نہایت ممتاز تھا۔ 25 برس کی عمر میں شادی بھی کی تو مکہ کی نوعمر اور شوخ لڑکیوں میں سے رشتہ منتخب کرنے کی بجائے 40 سال کی ایک ایسی بیوہ ① کو اپنا رفیقہ حیات بنا لیا جس کو شرف نسب ذاتی اور سیرت و کردار کے لحاظ سے امتیاز حاصل تھا اور جنہیں پاکیزگی سیرت کی وجہ سے ''طاہرہ'' کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ ان کی اسی پاکیزگی کردار نے ان کو حضرت محمد ﷺ کا مداح بنایا تھا اور انہوں نے حضور کو شادی کا پیغام بھیجا۔ شادی کے بعد آپ نے سرداران قریش کی موجودگی میں اپنا سارا مال حضور کی خدمت میں پیش کر دیا اور نبی اکرم ﷺ نے جی بھر کر خیرات کی۔ آپ کی دایہ حلیمہ بھی اس دوران مکہ آئیں اور آپ نے انہیں چالیس بھیڑیں دیں۔ مکہ میں قحط پڑا تو حضرت خدیجہ اور نبی اکرم ﷺ نے بے شمار بھوکوں کی جانیں بچائیں اس زمانے میں آپ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کا بوجھ کم کرنے کے لئے اپنے چہیتے بھائی علیؓ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد چچا نے دوسرے بیٹے جعفرؓ کو بھی آپ ﷺ کی کفالت میں دے دیا۔ حضرت خدیجہؓ نے زید بن حارثؓ کو جو ان کے غلام تھے آپ ﷺ کی خدمت میں تحفہ کے طور پر پیش کیا' زیدؓ بن حارث اس وقت بالکل نوعمر تھے آپ نے انہیں آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا اور وہ آپ ﷺ کے اس حد تک مدّاح ہو گئے کہ جب ان کا باپ حارث ان کو لینے کے لئے آیا تو آپ نے حضور ﷺ کی صحبت کو چھوڑ کر والدین کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔

حضور ﷺ کی اولاد (سوائے ایک بیٹے ابراہیم کے جو ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تھے) حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہی تھی۔ پہلے بیٹے کا نام قاسم تھا جن کے ساتھ نسبت کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ فاطمہؓ، زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور عبداللہؓ بھی حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھے۔ دونوں بیٹے بچپن میں انتقال کر گئے۔ سب بیٹیوں نے اسلام قبول کیا۔ ہجرت کی لیکن سیدہ فاطمہؓ کے علاوہ باقی سب باپ کے زندگی میں ہی فوت ہو گئیں۔

**فراست کا مظاہرہ** آنحضرتؐ کے زمانے میں خانہ کعبہ کی عمارت کو خستہ ہو جانے کی وجہ سے ازسرِنو تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا حضورؐ نے اس تعمیرِ نو میں بنفسِ نفیس حصہ لیا اور پتھر کندھوں پر اٹھا کر لاتے رہے۔ جب حجرِ اسود کو نصب کرنے کا وقت آیا تو تمام قبائل اس سعادت کو حاصل کرنے کے خواہاں تھے۔ چنانچہ ان کے درمیان تنازعہ اس حد تک طول پکڑ گیا کہ تلواریں کھنچ گئیں اور قریب تھا کہ خون کی ہولی کھیلی جائے تاہم ایک معمر بزرگ ابوامیہ بن مغیرہ نے یہ تجویز پیش کی کہ جو شخص کل صبح سب سے پہلے حرم میں داخل ہو اس کے فیصلے کو سب قبائل مانیں۔ خوش قسمتی

① شادی کے وقت حضرت خدیجہؓ کے پہلے دو شوہروں میں سے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی (سیرۃ النبی بحوالہ ابن ہشام وطبری)

سے اگلے دن سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ حرم میں داخل ہوئے تو قبائل شیوخ نے بالاتفاق کہا کہ ''امین آ گیا۔ ہم سب اس کے فیصلے رضامند ہیں۔'' چنانچہ آپ نے سب کے جذبات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے ایک نہایت ہی حکیمانہ فیصلہ فرمایا۔ آپ نے ایک چادر بچھائی اور حجر اسود کو اٹھا کر اس پر رکھا دیا اس کے بعد آپ نے تمام قبائلی سرداروں سے کہا کہ وہ اس چادر کو پکڑ کر اٹھائیں اور اس مقام پر لے چلیں جہاں اس کو نصب کرنا درکار ہے' وہاں پہنچ کر آپ نے پتھر کو اٹھایا اور اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔ اس طرح تمام قبائل کو سعادت میں حصہ مل گیا اور قتل و غارت کا خطرہ ٹل گیا۔ اس وقت آپ کی عمر 35 سال تھی۔

بعثت سے پہلے حضور ﷺ نے اہل مکہ سے اپنی صداقت و امانت کا لوہا منوا لیا تھا وہ انتہائی خدا ترس' فیاض' شجاع و متین اور باحیاء انسان تھے۔ آپ کی سیرت بداخلاقی کے کسی بھی دھبے سے پاک تھی۔ وہ ان تمام جگہوں پر جانے سے پرہیز کرتے تھے جہاں فواحش کا ارتکاب کیا جاتا۔ میلے ٹھیلے جہاں غلط حرکات ہوتی تھیں آپ کو قطعی پسند نہ تھے۔ داستان گوئی کی مجالس میں بھی آپ شریک نہ ہوتے۔ آپ کو شرک سے نفرت تھی۔ کسی بت کے سامنے سجدہ ریز ہونا تو کجا آپ کوئی ایسا کھانا بھی تناول نہ فرماتے جو کسی بت کے آستانے پر چڑھاوے کے طور پر پیش کیا جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ بے داغ کردار کی حامل اس شخصیت کی شہرت یہ تھی کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ کسی نے کوئی صالح جوان دیکھنا ہو تو ابن عبداللہ کو دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ کی قبل از نبوت کی چالیس سالہ زندگی کو چیلنج و دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُراً مِّن قَبْلِهِ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْن (یونس: 16)

آخر اس سے پہلے میں ایک عمر تمہارے اوپر گزار چکا ہوں کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

## امتحانی سوالات

1۔ نبی ﷺ کی ابتدائی زندگی نزول وحی تک بیان کریں۔ (ملتان بورڈ 2015ء)

2۔ حضور ﷺ کی ابتدائی زندگی پر مکمل نوٹ لکھئے۔ (لاہور بورڈ 2007)

3۔ مختصر جواب دیں۔

- خانہ کعبہ کو کس نے تعمیر کیا؟ ❖ حضرت ابراہیمؑ' حضرت اسماعیلؑ' حضرت جبرئیلؑ
- نبی ﷺ کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟ ❖ قریش کی شاخ بنو ہاشم سے
- عام الفیل سے کیا مراد ہے؟ ❖ جس سال ابرہہ نے ہاتھیوں کے ساتھ مکہ پر حملہ کیا۔
- حضور ﷺ کے والد ماجد اور والدہ محترمہ کا نام بتائیے؟
- ❖ حضور ﷺ کے والد کا نام حضرت عبداللہ اور والدہ کا نام حضرت آمنہ تھا۔
- حضرت آمنہ کی قبر کہاں واقع ہے؟ ❖ مدینہ کے راستہ میں ابوا کے مقام پر

- حضور ﷺ کی دایا کا کیا نام تھا اور ان کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟
- ❖ حلیمہ سعدیہ، بنوسعد جو طائف کے قریب آباد بنو ہوازن کی ایک شاخ تھی۔
- طاہرہ کس کا لقب تھا اور کیوں؟ ❖ حضرت خدیجہؓ کو ان کی پاکدامنی کے سبب طاہرہ کہا جاتا تھا۔
- مدینہ کا پرانا نام کیا تھا؟ ❖ یثرب
- نزول وحی کا واقعہ چند جملوں میں تحریر کیجئے؟
- 25 سال کی عمر میں آپ کی شادی کس کے ساتھ ہوئی؟ ان کی عمر کیا تھی؟
- ❖ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ۔ چالیس سال
- بعثت سے پہلے کس واقعہ نے آپ کی فراست کا لوہا منوایا؟
- ❖ حجر اسود کو نصب کرنے کے تنازعہ کو اچھے طریقے سے حل کرنے کی وجہ سے
- حضرت خدیجہؓ نے جس غلام کو حضورؐ کے ساتھ تجارتی سفر میں بھیجا اس کا نام بتایئے؟ ❖ میسرہ
- ان تمام شخصیتوں کے نام گنوایئے جنہوں نے بچپن میں آپ ﷺ کی کفالت کی؟
- ❖ عبدالمطلب، حضرت ابو طالب
- عبدالمطلب کا اصل نام کیا تھا؟ ❖ عامر لقب شیبہ
- عبدالمطلب کو شیبہ کیوں کہتے تھے؟
- ❖ شیبہ کے معنی بوڑھے کے ہیں ان کے سر پر چند بال پیدائشی طور پر سفید تھے۔
- حضور ﷺ کے والد عبداللہ کی شادی کہاں ہوئی تھی؟
- ❖ بنوزہرہ کے سردار۔ وہب بن عبدمناف کی بیٹی آمنہ سے
- حضور ﷺ کے دو بیٹوں کے نام بتایئے اور بتایئے کہ کس ام المومنین کے بطن سے تھے؟
- ❖ آپ کے پہلے بیٹے کا نام قاسم تھا جو حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھے۔ جن کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ دوسرے بیٹے کا نام ابراہیم تھا جو ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تھے۔
- حضور ﷺ کی بیٹیوں کے نام لکھئے۔ ❖ فاطمہؓ، زینبؓ، رقیہؓ اور ام کلثومؓ۔
- قریش کس کا لقب تھا؟
- ❖ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک بزرگ فہر بن مالک کا لقب قریش تھا جس کے نام پر ان کی اولاد قریشی کہلائی۔

❁ ❁ ❁

# 3 مکہ میں اشاعتِ اسلام
# SPREAD OF ISLAM at MAKKAH

## آفتاب نبوّت کی ابتدائی کرنیں

محمد مصطفیٰ ﷺ مکہ کے مشرکانہ ماحول اور غیر اخلاقی فضا سے بچپن ہی سے نفرت کرتے تھے۔ جوں جوں آپ کی عمر بڑھتی گئی گندھے ماحول سے بیزاری میں اضافہ ہوتا رہا۔ ہر ظلم پر آپ ﷺ کی طبیعت کڑھتی تھی۔ بے حیائی وفحاشی آپ کو قطعی ناپسند تھی۔ میلوں میں ہونے والی ''ثقافتی سرگرمیاں'' آپ کی طبیعت پر گراں گزرتیں۔ اس طرز معاشرت سے آپ کا دل اکتا گیا تو آپ مکہ سے دو میل دور ایک غار..... غار حرا..... میں جا کر مقیم رہنے لگے۔ آپ شرک وکفر کے غلبے، ظلم وجور کے عام چلن اور بے حیائی وفحاشی کے عریاں رقص پر صرف بیزاری کا اظہار ہی نہیں کرتے تھے بلکہ اس صورتحال کو تبدیل کرنے پر غور بھی کرتے۔ یادِ الٰہی سے دل کو سکون دیتے اور اللہ سے شرک وشیطنت کے غلبہ سے نجات کی دعا بھی فرماتے۔ آپ کئی کئی روز وہاں قیام فرماتے اور خوراک کے طور پر پانی اور ستو ساتھ لے جاتے۔ دراصل یہ اللہ کی طرف سے آپ کو نبوت کی عظیم ذمہ داریاں سونپنے کی تیاری کا مرحلہ تھا۔

وحی الٰہی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا۔ آپ جو خواب دیکھتے وہ بہت واضح ہوتا اور اگلے روز وہ سب کچھ حقیقت کے روپ میں نظر آ جاتا۔ کم وبیش چھ ماہ کا عرصہ اسی طرح گزر گیا۔ یہاں تک آپ رب کائنات اور قادر مطلق کی طرف سے وحی کے لئے تیار ہو گئے۔

## نزول وحی

تین سال تک حضور ﷺ کا یہ معمول رہا کہ وہ رمضان کا پورا مہینہ غار حرا میں گزارتے۔ جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال ہوگئی تو ایک رات حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور آپ سے کہا:

''پڑھو'' آپ نے جواب دیا۔ ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں'' (مَا اَنَا بِقَارِی) اس پر فرشتے نے آپ کو پکڑ کر اتنے زور سے دبایا کہ آپ ﷺ کے اپنے بیان کے مطابق اس نے میری قوت نچوڑ دی۔ پھر چھوڑ کر کہا ''پڑھو!'' آپ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر یہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس نے دوبارہ پکڑ کر دبوچا پھر چھوڑ کر کہا ''پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو لوتھڑے سے پیدا کیا پڑھو! اور تمہارا رب نہایت کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم کے ذریعے سے اور انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''

اِقْرَا بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَا وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ○ (سورہ علق)

اس نئے تجربے کے بعد رسول اللہ ﷺ گھر لوٹے تو ام المومنین حضرت خدیجہؓ سے کہا۔ ''مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو۔ آپؓ نے چادر اوڑھا دی تو فرمایا مجھے کیا ہو گیا ہے مجھے تو

اپنی جان کا ڈر لگتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے تسلی دیتے ہوئے کہا ''اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو رسوا نہیں کرے گا' آپ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں' بے سہارا لوگوں کا سہارا بنتے ہیں' غریبوں کا بندوبست کرتے ہیں اور مہمان کی میزبانی کرتے ہیں۔''

تھوڑی دیر کمبل اوڑھنے کے بعد آپ کی حالت بہتر ہوگئی تو حضرت خدیجہؓ آپ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو مشرکانہ نظریات کے خلاف بغاوت کر کے عیسائی مذہب قبول کر چکے تھے۔ وہ عبرانی زبان بھی جانتے تھے اور توریت و انجیل کا بغور مطالعہ کر چکے تھے وہ اس وقت بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی بینائی جاتی رہی تھی ورقہ نے تمام واقعہ سنا اور کہا۔ ''یہ تو وہی ناموس ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ کاش اس وقت میرے اندر قوت ہوتی اور کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ اگر میں اس وقت زندہ ہوا تو میں آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔'' تاہم ورقہ جلد ہی فوت ہو گئے۔

وحی الٰہی نیا تجربہ تھا جس سے فوری طور پر حضور ﷺ نے خوف محسوس کیا۔ لیکن یہ تردد' یہ ہیبت' یہ اضطراب' جلال الٰہی کا تاثر اور نبوت کے بارگراں کی عظمت کا تخیل تھا۔''[1] تاہم نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس وحی کے لئے اس حد تک تیار کر دیا ہوا تھا کہ جب چند روز تک وحی کا نزول نہ ہوا تو آپ اداس اور پریشان ہو گئے چنانچہ ایک روز جب کہیں جا رہے تھے کہ آپ نے آسمان سے آتی ہوئی ایک آواز سنی۔ وہی فرشتہ جو پہلے روز آیا تھا زمین و آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ پر پھر غیر معمولی کیفیت طاری ہوئی اور آپ ﷺ نے گھر آ کر حضرت خدیجہؓ طاہرہ سے فرمایا۔ ''مجھے کپڑا اوڑھا دو۔'' اس مرتبہ رب کریم نے بہت پیار سے مخاطب کر کے عظیم مشن کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی اور صبر و استقامت کے ساتھ اشاعت اسلام کے آغاز کی ہدایت فرمائی۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَأَنْذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ○ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ○ (المدثر 1 تا 4)

''اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے اٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دور رہو اور زیادہ حاصل کرنے کے لئے احسان نہ کرو اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو۔''

نبی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت اسلام کا آغاز اپنے گھر سے کیا اور سب سے پہلے آپ کے اہل خانہ ہی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت خدیجہؓ طاہرہ آپ ﷺ کی شریک حیات تھیں۔ انہوں نے سب سے پہلے آپ کی نبوت کی گواہی دی۔ حضرت علی ؓ نے' جو آپ کے گھرانے کے فرد بنے ہوئے تھے نوعمر ہونے کے باوجود اس دعوت انقلاب پر لبیک کہی۔ آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید ؓ بن حارث جن کو آپ ﷺ نے بیٹا بنایا ہوا تھا' نے بھی آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی۔

① شبلی نعمانی سیرت النبیؐ جلد اول ص 204

## حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قبول اسلام اور اشاعت اسلام میں پیش رفت

مکہ میں آپ کے سب سے زیادہ ذاتی تعلقات حضرت ابوبکر صدیقؓ سے تھے۔ وہ آنحضرت ﷺ سے صرف دو سال چھوٹے تھے۔ ہم عمری کے ساتھ ساتھ پیشہ میں اشتراک، بت پرستی سے نفرت طبیعتوں میں ہم آہنگی، اخلاقی خرابیوں اور فحاشی سے نفرت اور اس نوع کے بہت سے عوامل نے دوستی کو نہایت راسخ کر دیا تھا۔ انہیں یقین تھا کہ ان کے دوست محمد ﷺ صحیح الفکر اور راست گو انسان ہیں۔ اس لئے جب حضور ﷺ نے ان کو نزول وحی اور دعوت حق سے آگاہ کیا تو وہ تذبذب و تردد کے بغیر فوراً مشرف بہ اسلام ہوگئے اور دین حق کی اشاعت اور کفر و شرک کے خلاف جدوجہد کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہوگئے۔

حضرت ابوبکرؓ کی کوششوں سے اسلام قبول کرنے والوں کے نام

حضرت ابوبکرؓ مکی معاشرے کے بااثر افراد میں سے تھے اس لئے ان کے قبول اسلام سے اشاعت اسلام کی رفتار تیز ہوگئی اور ان کی کوششوں سے حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت زبیرؓ بن عوام، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت طلحہؓ، عبداللہؓ بن مسعود، عثمانؓ بن مظعون اور ان کے دونوں بھائی قدامہؓ اور عبداللہؓ، ابوسلمہؓ، عبیداللہؓ بن حارث اور صہیبؓ رومی اسلام کی صفوں میں آ شامل ہوئے۔ ان کے علاوہ جو سعید روحیں مشرف بہ اسلام ہوئیں ان میں ابوعبیدہؓ عامر بن الجراح، ارقمؓ بن ابی قم، سعیدؓ بن زید اور ان کی بیوی فاطمہؓ (حضرت عمر کی بہن) اور خبابؓ بن ارت شامل تھے۔

ابتدائی دور میں نماز چھپ کر پہاڑ کی گھاٹیوں میں ادا کی جاتی تھی۔ اس کے باوجود نئے دین کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی چنانچہ حضرت ابوذر غفاریؓ جو بہت دیر سے متلاشی حق تھے مکہ میں حاضر خدمت ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ سرداران قریش تا حال اس نئی تحریک کا نوٹس نہیں لے رہے تھے۔ ابھی خانہ کعبہ کے متولیوں میں سے کوئی اسلام نہیں لایا تھا۔ سیاسی اقتدار کے مالک بھی ابھی تک اس دین کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تھے۔ اسلام کو قبول کرنے والوں میں نادار، نوجوان اور غلام شامل تھے۔ اس لئے رؤسائے مکہ ابھی تک اسے بچوں کا کھیل قرار دے رہے تھے۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ لات و منات اور عزیٰ اپنے باغیوں کو خود ہی سزا دیں گے۔

## بنو ہاشم کو دعوت اسلام

شروع میں رسول اللہ ﷺ کی سرگرمیوں کا نوٹس نہ لیا گیا لیکن رفتہ رفتہ اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں اتنا اضافہ ہوگیا کہ اکابرین قریش کو آپ کی سرگرمیوں پر تشویش لاحق ہوگئی اس وقت اللہ کی طرف سے بھی سورۃ الشعراء کی یہ آیت نازل ہوئی:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ. (سورۃ الشعراء: 214)

اپنے قریب ترین رشتہ داروں (خاندان والوں) کو خدا سے ڈراؤ۔

اس حکم کے نازل ہونے پر آپ ﷺ نے اپنے خاندان کے 45 افراد کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے نہایت اختصار سے اپنی بات رکھی۔ ابولہب نے آپ کو کھل کر بات کرنے کا موقعہ ہی نہ دیا اور اپنی تقریر شروع کر دی۔ جس میں اس نے دھمکی دی کہ تمام قریش تمہارے قبیلے پر ٹوٹ پڑیں گے اور تم اپنے قبیلے والوں کے لئے مصیبت کا باعث بنو گے۔

دوسرے روز آپ ﷺ نے انھیں پھر کھانے کی دعوت پر مدعو کیا اور فرمایا:

''ساری حمد اللہ کے لئے ہے۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس سے مدد چاہتا ہوں، اس پر ایمان رکھتا ہوں۔ اسی پر بھروسا کرتا ہوں اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ تنہا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''رہنما اپنے گھر کے لوگوں سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں تمہاری طرف خصوصاً اور لوگوں کی طرف عموماً اللہ کا رسول ہوں۔ بخدا تم لوگ اسی طرح موت سے دوچار ہو گے جیسے سو جاتے ہو اور اسی طرح اٹھائے جاؤ گے جیسے سو کر جاگتے ہو۔ پھر جو کچھ تم کرتے ہو اس کا تم سے حساب لیا جائے گا۔ اس کے بعد یا تو پھر ہمیشہ کی لئے جنت ہے یا ہمیشہ کے لئے جہنم۔'' (الرحیق المختوم)

ابولہب نے قسم کھا کر اس دعوت کو خطرناک برائی قرار دیا۔ البتہ حضرت ابوطالب نے اپنے آباؤ اجداد کا دین چھوڑے بغیر معاونت و حفاظت کا یقین دلایا۔

**دعوتِ عام** سارے قریش کو اسلام کی دعوت دینے کے بعد آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر سارے قبائل کو نام لے لے کر پکارا (یہ طریقہ اس وقت اختیار کیا جاتا تھا جب کسی خطرہ سے آگاہ کرنا ہو) جب سارے جمع ہو گئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے شاہسواروں کا ایک لشکر تم پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہے تو کیا تم مان لو گے؟ سب نے بیک زبان کہا کہ ہم ضرور مانیں گے کیونکہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ بولتے پایا ہے۔

اپنی صداقت کی تصدیق کروانے کے بعد آپ نے فرمایا۔

''لوگو بتاؤ اگر میں تمہیں بتاؤں کہ اس پہاڑ کے دوسری طرف ایک بھاری لشکر ہے جو تم پر ٹوٹ پڑنا چاہتا ہے تو تم میری بات سچ مانو گے؟'' سب نے کہاں ہاں، ہمارے تجربے میں تم کبھی جھوٹ بولنے والے نہیں رہے ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اچھا تو میں خدا کا سخت عذاب آنے سے پہلے تم کو خبردار کرتا ہوں۔ اپنی جانوں کو اس کی پکڑ سے بچانے کی فکر کرو۔ میں خدا کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا۔ قیامت میں میرے رشتہ دار صرف متقی ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ نیک اعمال لے کر آئیں اور تم لوگ دنیا کا وبال سر پر اٹھائے ہوئے آؤ۔ اس وقت تم پکارو گے یا محمد ﷺ مگر میں مجبور ہوں گا کہ تمہاری طرف سے منہ پھیر لوں۔ البتہ دنیا میں میرا اور تمہارا خون کا رشتہ ہے اور یہاں تمہارے ساتھ ہر طرح کی صلہ رحمی کروں گا۔'' (تفہیم القرآن)

ابولہب نے سب سے پہلے اس کا جواب دیا۔ ''تو سارے دن غارت ہو تو نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا؟'' اور اس کے بعد کوستا ہوا وہاں سے چل پڑا۔ باقی مجمع نے کوئی جواب نہ دیا اور منتشر ہو گیا۔

اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی (فَاصْدِعْ بِمَا تُؤْمَرُ) یعنی آپ کو جو حکم ملا ہے اس کو کھلم کھلا بیان کرو تو آپ نے نہ صرف بتوں کی بے بسی کی نشاندہی کی بلکہ مشرکانہ معاشرہ کی سماجی اور اخلاقی برائیوں اور مضحکہ خیز عقائد کو بھی ہدف تنقید بنایا۔ قرآن پاک کے موثر انداز بیان اور عقلی استدلال نے سوچنے سمجھنے والے ہر شخص کے دل میں ہلچل پیدا کردی۔ چنانچہ آئمہ کفر نے اپنے مفادات کے تحفظ اور اپنے اقتدار کی حفاظت اور غلط رسوم و رواج کے دفاع کے لئے اسلام کی بھرپور مخالفت شروع کردی۔

**حضرت ابوطالب پر دباؤ** قریشی سرداروں نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ محمد ﷺ کو حضرت ابوطالب کی سرپرستی حاصل ہے اس لئے بنو ہاشم ہر صورت میں ان کا دفاع کریں گے۔ حضرت ابوطالب پر دباؤ ڈالنا شروع کردیا۔ ایک قریشی وفد نے ان سے جا کر کہا کہ آپ کے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہا ہے ہمارے دین پر نکتہ چینی کی ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ قرار دیا ہے۔ اس لئے یا تو اسے منع کرلیں یا اس کے اور ہمارے درمیان سے ہٹ جائیں ہم اس سے خود نپٹ لیں گے۔'' تاہم حضرت ابوطالب نے ان کا کوئی مطالبہ مانے بغیر نرم گفتگو کر کے انہیں واپس کردیا۔

## قریش مکہ کی مخالفت اسلام اور اس کے اسباب

محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی 40 سال کی بے داغ زندگی کی وجہ سے مکہ کی سب سے زیادہ محترم شخصیت تھے۔ انہوں نے ہر موقع پر غیر معمولی فہم و فراست کا ثبوت دیا تھا وہ ایک دیانتدار انسان' ایک سمجھدار تاجر ایک نیک سیرت انسان' ایک قابل اعتماد دوست اور صادق و امین کا لقب پانے والے انسان تھے۔ صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہوکر دعوت عام دینے سے پہلے انہوں نے سب سے پہلے اپنی صداقت کا اعتراف کروایا تھا اس کے باوجود جب انہوں نے خدائے واحد کی عبادت کی دعوت دی اور بت پرستی کی مذمت کی تو وہ تمام لوگ جن کے تعصبات و مفادات پر زد پڑتی تھے یکا یک آپ ﷺ کے مخالف ہوگئے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظیم شخصیت' قرآن پاک کا ادبی معیار' جاہلی معاشرے کا بے لاگ تجزیہ اور دل نشین دلائل کے سبب عقلی طور پر ان کی دعوت کا مقابلہ ناممکن تھا اس لئے آئمہ الکفر نے جبر و تشدد سے اس تحریک کو دبانے کی کوشش کی۔

**ظلم و تشدد** کفار مکہ کے ظلم و تشدد کا آغاز اس وقت ہوگیا تھا جب حضور ﷺ نے اللہ کی وحدت اور اپنی رسالت کا اعلان کیا تھا کوہ صفا کے وعظ کے موقع پر بھی ابولہب نے آپ کو مارنے کے لئے ایک پتھر اٹھایا تھا لیکن جب آپ نے خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ہوکر توحید کی دعوت دی تو سرداران قریش نے تلواروں سے آپ پر حملہ کردیا اور آپ کے ایک جاں نثار حارثؓ بن ابی ہالہ① ان تلواروں کی نذر ہوگئے۔ یہ پہلا خون تھا جو اسلام کی خاطر بہایا گیا۔

① حضرت حارث حضرت خدیجہؓ کے پہلے خاوند ابی ہالہ کے بیٹے تھے۔

- ابولہب اور اس کی بیوی دونوں حضور ﷺ کے ہمسایہ اور قریبی رشتہ دار ہونے کے باوجود آپ کو تنگ کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ ابولہب نے کئی مرتبہ پتھر مار مار کر آپ کو زخمی کیا اس کی بیوی ام جمیل (جو حرب بن امیہ کی بیٹی اور ابوسفیان کی بہن تھی) آپ کے راستے میں کانٹے بچھاتی تاکہ جب آپ صبح کی نماز کے لئے جائیں تو زخمی ہو جائیں۔ نبوت سے پہلے حضور ﷺ کی دو بیٹیاں ابولہب کے دو بیٹوں کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں۔ نبوت کے بعد ابولہب نے ان دنوں پر دباؤ ڈال کر انہیں طلاق دلوا دی۔ جب حضور ﷺ کے صاحبزادے قاسم کے بعد دوسرے صاحبزادے حضرت عبداللہ کا بھی انتقال ہوگیا تو ابولہب نے آپ ﷺ کے غم میں شریک ہونے کے بجائے خوشی خوشی قریش کے سرداروں کے پاس پہنچا اور انہیں اس کی اطلاع کی اور کہا کہ آج محمد ﷺ کی جڑ کٹ گئی۔
- حضور ﷺ تبلیغ کے لئے گلیوں، بازاروں اور میلوں میں جہاں بھی جاتے ابولہب آپ ﷺ کے تعاقب میں جاتا اور لوگوں سے کہتا کہ یہ جھوٹا ہے، اپنے آباؤ اجداد کے دین سے پھر گیا ہے اس کی بات مت مانو۔ ایک بار اس نے ایک ایسے موقع پر آپ ﷺ کو پتھر مارا جس کے زخم کے خون سے آپ ﷺ کی ایڑیاں تر ہوگئیں۔
- جب اس شقی القلب کی بیوی کی حرکات بد کی وجہ سے 'سورہ اللھب' میں ان کی مذمت کی گئی تو ان کی آتش غضب اور بھڑک اٹھی۔ حضرت اسماءؓ کا بیان ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی اور ابولہب کی بیوی ام جمیل نے اس کو سنا تو وہ بپھری ہوئی رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلی۔ اس کے ہاتھ میں مٹھی بھر پتھر تھے اور وہ حضور ﷺ کی ہجو میں اپنے ہی کچھ اشعار پڑھتی جاتی تھی۔ حرم میں پہنچی تو وہاں حضرت ابوبکر ؓ کے ساتھ حضور اکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ آرہی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کو دیکھ کر کوئی بیہودگی کرے گی۔

حضور ﷺ نے فرمایا یہ مجھ کو دیکھ نہ سکے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے موجود ہونے کے باوجود آپ ﷺ کو دیکھ نہ سکی اور اس نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ میں نے سنا ہے تمہارے صاحب نے میری ہجو کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اس گھر کے رب کی قسم انہوں نے تو تمہاری کوئی ہجو نہیں کی اس پر وہ واپس چلی گئی۔ (حضرت ابوبکرؓ کے اس جواب کا مطلب یہ تھا کہ ہجو تو اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نہیں کی۔)

- ہر قبیلے کے لوگ اپنے قبیلے کے ان لوگوں کو جو اسلام قبول کرتے طرح طرح سے ستاتے قید کردیتے بھوکا پیاس رکھتے اور ان کو سخت جسمانی تکلیفیں دے کر اسلام چھوڑنے پر مجبور کرنے کی کوشش کرتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کے چچا نے ان کو رسیوں سے باندھ کر خوب مارا اور حضرت زبیر بن عوام کو ان کے چچا نے انہیں چٹائی میں لپیٹ کر دھونی دی۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو ناز و نعمت میں پلے تھے ننگے کر کے گھر سے نکال

دیئے گئے۔ حضرت عمرؓ جیسے بہادر اور معزز شخص کی اتنی پٹائی ہوئی کہ وہ نڈھال ہو گئے۔ حضرت یاسرؓ ظلم سہتے سہتے شہید ہو گئے۔ ان کی اہلیہ سمیہؓ کو ابوجہل نے شرمگاہ میں نیزہ مارا جس کے صدمے سے وہ بھی جاں بحق ہو گئیں۔ عمار بن یاسر بھی مسلسل ظلم کی چکی میں پستے رہے۔

حضرت بلالؓ اور عامرؓ بن فہیرہ غلام ہونے کے سبب ایسے ظلم کا نشانہ بنائے گئے کہ اس کے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ ان لوگوں کو مار مار کر ادھ موا کر دیا جاتا تھا۔ بھوکا پیاسا بند رکھا جاتا تھا۔ مکے کی تپتی ریت پر چلچلاتی دھوپ میں لٹا دیا جاتا اور سینے پر بھاری پتھر رکھ کر گھنٹوں تڑپایا جاتا جو لوگ پیشہ ور تھے ان سے کام لے لیا جاتا تھا لیکن اجرت ادا کرنے کی بجائے پریشان کیا جاتا تھا۔ حضرت خبابؓ بن ارت کا بیان ہے کہ میں مکے میں لوہار کا کام کرتا تھا مجھ سے عاص بن وائل نے کام لیا جب میں اس سے اجرت لینے گیا تو اس نے کہا کہ میں تیری اجرت اس وقت تک نہیں دوں گا جب تو محمد ﷺ کا انکار نہ کرے۔

کفار کی عبادت کا طریقہ مضحکہ خیز تھا وہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہوئے تالیاں پیٹتے سیٹیاں بجاتے اور شور وغل کرتے اس کے مقابلے میں محمد مصطفیٰ ﷺ نے کی نماز میں رکوع و سجود اور عجز وانکسار ہوتا تھا وہ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے جو ہر سلیم الطبع آدمی کے لئے پرکشش تھی اس لئے کفار کے گروہ نے جس کا قائد ابوجہل تھا اس عبادت کو روکنے کا فیصلہ کرلیا۔ ابوجہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا کون ہے جو بنی فلاں کے اونٹ کے اونٹ کی اوجھڑی لائے اور جب محمد ﷺ سجدے میں جائے تو ان کی پیٹھ پر ڈال دے۔ ایک شقی القلب اٹھا اور اونٹ کی اوجھڑی لاکر عین حالتِ سجدہ میں حضور ﷺ کی پیٹھ پر دونوں کاندھوں کے درمیان رکھ دی۔ آپ ﷺ سے اس حالت میں سجدہ سے اٹھنا مشکل ہو رہا تھا۔ حضرت فاطمہؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے آ کر اس غلاظت کے بوجھ کو آپ کی پیٹھ سے ہٹایا۔

ایک بار حضور ﷺ خانۂ کعبہ کے پاس حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے ایک شریر النفس عقبہ بن ابی معیط نے اپنا کپڑا آپ ﷺ کی گردن میں ڈال کر نہایت سختی کے ساتھ آپ کا گلا گھونٹا، اس حالت کرب میں حضرت ابوبکر ؓ آ گئے اور اسے دھکا دے کر دور کیا اور فرمایا کہ تم ایک شخص کو محض اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

کمزور مسلمانوں پر بھی ہر طرح کا ظلم روا رکھا جاتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کے چچا نے ان کو رسیوں سے باندھ کر خوب مارا اور حضرت زبیر بن عوام کو ان کے چچا نے انہیں چٹائی میں لپیٹ کر دھونی دی۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو ناز ونعمت میں پلے تھے ننگے کر کے گھر سے نکال دیئے گئے۔ حضرت عمرؓ جیسے بہادر اور معزز شخص کی اتنی پٹائی ہوئی کہ وہ نڈھال ہو گئے۔ حضرت یاسرؓ ظلم سہتے سہتے شہید ہو گئے۔ ان کی اہلیہ سمیہؓ کو ابوجہل نے شرمگاہ میں نیزہ مارا جس کے صدمے سے وہ بھی جاں بحق ہو گئیں۔ عمار بن یاسر بھی مسلسل ظلم کی چکی میں پستے رہے حضرت بلالؓ اور عامرؓ بن فہیرہ غلام ہونے کے سبب ایسے

ظلم کا نشانہ بنائے گئے کہ اس کے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو خرید کر آزاد کیا۔ مسلمان لونڈیاں (مثلاً حضرت زنیرہؓ اور نہدیہؓ) بھی ظلم برداشت کرتی رہیں اور حضرت ابوبکر صدیق نے ان کو بھی ظلم سے نجات دلائی الغرض اس دور میں قبول اسلام کے معنی ظالموں کے ظلم کی دعوت دینا تھا۔

**پروپیگنڈہ مہم** حج کے موسم میں مختلف علاقوں سے لوگ مکہ آتے تھے اور حرام مہینوں میں تشدد بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ حضورؐ بہت اہتمام کے ساتھ اپنی دعوت قبائل عرب کو پہنچاتے تھے۔ اس موقع پر پروپیگنڈہ مہم کے ذریعے آپ کا راستہ روکا جاتا تھا۔ آپ ﷺ پر ایمان لانے والے سبھی لوگ 'صابی' (بمعنی بے دین) کہلاتے تھے۔ آپ کو (نعوذ باللہ) مجنون کہا جاتا تھا اور کبھی آسیب زدہ (جس پر جن کا سایہ ہو) ایک طرف یہ کہا جاتا تھا کہ ان پر کسی نے جادو کر دیا ہے اور دوسری طرف خود انہیں ایسا جادوگر قرار دیا جاتا تھا جس نے اپنے جادو سے باپ اور بیٹے کے درمیان لڑائی ڈال دی ہے اور پورے معاشرے میں فساد پیدا کر دیا ہے۔ کبھی آپ کو کاہن کہا جاتا تھا اور کبھی شاعر۔ قرآن نے پیغمبروں کے واقعات بیان کر کے انجام بد سے ڈرایا تو کفار نے قرآن کو اساطیر الاولین (پرانے لوگوں کی کہانیاں) قرار دیا۔ لیکن اس سارے پروپیگنڈے سے قرآن کی حقانیت کو نہ چھپایا جا سکا اور جس نے قرآن سنا اس کی صداقت کی گواہی دی۔ یہاں تک کہ عتبہ جیسا دشمن دین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور عمرؓ بن خطاب مخالفت کرتے کرتے قرآن کی تاثیر سے مسخر (فتح) ہو گئے۔

**معاشرتی دباؤ** قریش کا معاشرتی دباؤ تھا جس کے تحت تمام قریشی قبائل نے بنو ہاشم و بنو مطلب کا تجارتی اور سماجی بائیکاٹ کیا اور آپ ﷺ کو اپنے قبیلے کے ساتھ تین سال تک شعب ابی طالب میں رہنا پڑا جہاں پتے اور چمڑا ابال کر کھانے کی نوبت بھی آئی۔

**قتل کی سازش** قریشی سرداروں نے کئی مرتبہ حضور ﷺ کو شہید کرنے کے منصوبے بنائے لیکن جرأت نہ ہوئی اگرچہ آخری کوشش بہت منظم تھی کہ سارے قبیلوں کا ایک ایک جوان شامل کر کے ایک دستہ حضور ﷺ کے گھر کو گھیر لے اور جب آپ ﷺ صبح کی نماز کے لئے نکلیں تو آپ کو شہید کر دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ منصوبہ بھی ناکام بنا دیا اور آپ بخیریت تمام مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

## قریش کی مخالفت کے اسباب

قریش مکہ حضور ﷺ کا بے حد احترام کرتے تھے اور شدید مخالفت کے باوجود آپ پر اتنا اعتماد کرتے تھے کہ اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھتے تھے۔ ابوجہل جیسا مخالف بھی یہ اقرار کرتا تھا کہ ''اے محمد ﷺ ہم تمہیں جھوٹا نہیں کہتے لیکن تم جو کچھ لے کر آئے ہو اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔'' اس کے باوجود ان کی طرف سے اسلام کی شدید مخالفت کیوں کی جا رہی تھی اس کے اسباب کا

تجزیہ کچھ اس طرح ہے:

1۔ **بت پرستی کی مخالفت:** مکہ والوں کے نزدیک خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے بت قابل احترام بھی تھے اور ان کی قسمت بنانے بگاڑنے والے بھی۔ وہ بت ان کے آباؤاجداد کے بت تھے' فرشتوں کے بت تھے یا سورج و چاند کے اوتار۔ حضور ﷺ نے ان بتوں کے پاس کھڑے ہوکر انہیں محض مٹی و پتھر کے بت قرار دیا جو نہ سنتے تھے نہ بولتے تھے نہ کچھ کر سکتے تھے بلکہ یہ بتایا دوزخ میں کافر انسان اور یہ پتھر دونوں آگ کا ایندھن بننے والے ہیں۔ یہ بات کفار کو سخت ناگوار تھی کہ ان کے خداؤں کو ان کے سامنے برا بھلا کہا جائے۔

2۔ **رسوم و رواج پر تنقید:** قرآن نے کفار کے بیہودہ رواجوں پر تنقید کر کے ان کی بیہودگی بے نقاب کردی۔ مثلاً باپ کے مرنے کے بعد سوتیلی ماؤں کی وراثت میں تقسیم اور ان کے ساتھ نکاح جس میں ایک بھائی کی ماں دوسرے کی بیوی بن جاتی تھی۔ حج کے موقعہ پر قریشی لباس نہ ملنے پر ننگے طواف کرنا اور طواف کے وقت سیٹیاں بجانا اور تالیاں پیٹنا بعض جانوروں کا مردوں کے لئے حلال اور عورتوں کے لئے حرام ہونا البتہ اگر وہ مر جائے تو اس کو دونوں کھا سکتے تھے۔ یہ اس طرح کے اور بہت سے بیہودہ ضابطے جن کے ساتھ وہ چمٹے رہنا چاہتے تھے جب تنقید کا نشانہ بنے تو ان کے پاس اس کا عقلی جواز تو کوئی نہ تھا وہ ہٹ دھرمی اور تشدد ہی سے وہ اس تنقید کا جواب دیتے تھے۔

3۔ **نسل پرستی:** یہ بات جاننے کے باوجود کہ ان کا دین غلط ہے وہ اس حقیقت کو اس لئے ماننے کو تیار نہ تھے کہ اگر یہ گمراہی ہے تو ان کے آباؤاجداد سارے ہی گمراہ تھے۔ یہ لوگ اپنے آباؤاجداد کی پوجا کرتے تھے ان پر فخر کرتے تھے اور اسی سے ان کی قبائلی زندگی کی تنظیم ہوتی تھی اگر آباؤاجداد کو گمراہ بے دین اور کافر مان لیا جائے تو ان کے معاشرے کی بنیاد ہل جاتی تھی۔

4۔ **چڑھاووں کی آمدن:** اسلام کی مخالفت کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ قریش مکہ خانہ کعبہ کے مجاور تھے جہاں عرب کے لوگ بتوں کے سامنے چڑھاوے پیش کرتے تھے اور یہ چڑھاوے قریشی سرداروں کی آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ تھا اگر بت بے کار قرار پائیں یا ان کو توڑ دیا جائے تو یہ ساری آمدن جاتی رہتی تھی۔

5۔ **شراب نوشی و زنا کاری و دیگر اخلاقی خرابیاں:** عرب کے شیوخ شراب نوشی و زنا کاری کے عادی تھے۔ اسلام قبول کرنے کی صورت میں وہ نہ شراب سے لطف اندوز ہو سکتے تھے اور نہ رنگین مجالس منعقد کر سکتے تھے' نہ جوا چل سکتا تھا' نہ موسیقی کے پروگرام۔ الغرض وہ ''خشک زندگی'' قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔

6۔ **تجارت کو خطرہ:** اہل مکہ کی تجارت چمکنے کا سبب یہ تھا کہ ان کے قافلے لوٹے نہیں جاتے تھے اس لئے وہ سارا سال تجارت کر سکتے تھے جبکہ دیگر قبائل صرف حرام مہینوں میں اپنی تجارتی سرگرمیاں

جاری رکھ سکتے تھے۔ قریش کے اس احترام کا ایک نتیجہ یہ بھی تھا کہ دیگر قبائل کسی نہ کسی قریشہ کو بدرقہ (راہ دکھانے والا) بنا کر ساتھ لے جاتے تھے اور اسے اس کا معقول معاوضہ دیتے تھے گویا جاہلی نظام میں قریش کو دوسروں پر تجارتی فوقیت حاصل تھی۔ دین محمدی کے غالب آ جانے کی صورت میں ان کا یہ معاشی مفاد ختم ہو جاتا اور وہ باقی سب کے معیار (Level) پر آ جاتے۔

7۔ **سیاسی مفادات**: اکابرین مکہ میں سے بہت سے لوگ وہ تھے جو اپنی سیاسی لیڈری کو برقرار رکھنے کے لئے اسلام کی مخالفت کرتے تھے۔ مثلاً ابولہب بنو ہاشم میں بزرگ ترین ہونے کے ناطے معززین میں شمار ہوتا تھا۔ ولید بن مغیرہ مکہ کا رئیس اعظم تھا' ابوجہل اس کا بھتیجا تھا' عاص بن وائل زیادہ بیٹوں کا باپ ہونے کے سبب نمایاں تھا۔ حضرت محمد ﷺ کی نبوت کو ماننے کا مطلب یہ سارے امتیازات ختم کر کے نبی ﷺ کی اطاعت قبول کرنا تھا جو ان کو قبول نہ تھی۔ ۃ

8۔ **قبائل رقابت**: مکہ کی مذہبی سیادت بنو ہاشم کے پاس تھی اور فوجی قیادت بنو امیہ کے پاس۔ مکہ کی سیاست کے لئے دونوں کے درمیان ایک طرح کی رقابت پائی جاتی تھی۔ کسی ہاشمی کی اطاعت قبول کرنا خواہ وہ اللہ کا رسول ہی کیوں نہ ہو بنو امیہ کو پسند نہ تھا۔ اسی وجہ سے سال ہا سال تک ابوسفیان نے مکہ کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی قیادت کی۔

9۔ **قبائلی نظام کو خطرہ**: عربوں میں آزادی و خودمختاری کا ایک ایسا تصور پایا جاتا تھا جو انتشار و طوائف الملوکی کی فضا ہی میں قائم رہ سکتا تھا۔ اسلام کے غلبہ کے نتیجہ کے طور پر یہ قبائلی نظام ختم ہو جاتا اور ایک منظم ریاست وجود میں آتی۔ یہ بات عرب کے بدویانہ مزاج کے خلاف تھی اس لئے وہ اسلام کے خلاف کئی سال تک لڑتے رہے۔

10۔ **حضور ﷺ کا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا**: محمد مصطفیٰ ﷺ تبدیلی کعبہ کے حکم سے پہلے سابقہ انبیاء کی اقتداء کرتے ہوئے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اس لئے مکہ والے انہیں صابی یعنی بے دین کہتے تھے۔ انہیں عیسائی مذہب سے نفرت تھی کیونکہ ابرہہ نے جو عیسائی حکومت کی طرف سے یمن کا گورنر تھا' خانہ کعبہ کو ڈھانے کی کوشش کی تھی۔ اس وقت کی عالمی طاقتوں میں سے اہل مکہ روم سے نفرت کرتے تھے۔ اسی وجہ سے جب ایران نے روم کو شکست دی تو انہوں نے خوشیاں منائیں اور مسلمانوں کو طعنے دیئے۔ قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر اہل مکہ کو شاق گزرتا تھا۔

القصہ قریش مکہ نے حضور ﷺ کی صداقت' دیانت' ذہانت اور صلاحیتوں کا اعتراف کرنے کے باوجود اسلام کی مخالفت اس لئے کی کہ اس سے ان کا فرسودہ نظام جس سے ان کے مفادات وابستہ تھے ختم ہوتا تھا اور اللہ کے رسول ﷺ کی قیادت میں ایک نیا معاشرہ ایک نئی حکومت اور ایک نیا نظام قائم ہوتا تھا جو ان کے لئے قابل قبول نہ تھا۔

# مظالم کی انتہا اور حبشہ کی طرف ہجرت

قریش کے تمام اوچھے ہتھیار بے کار جا رہے تھے اور اسلام کو دن بدن فروغ حاصل ہو رہا تھا۔ بہت سے سلیم الفطرت انسان جادہ حق پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ ظلم کی انتہا یہ تھی کہ حضرت بلالؓ اور حضرت صہیبؓ کو عین دوپہر کے وقت عرب کی گرم ریت پر لٹایا جاتا اور وہ وہاں بھی احد احد پکارتے رہتے۔ حضرت عمارؓ بن یاسر بھی تختہ مشق بننے والوں میں شامل تھے۔ حضرت عثمان نے اسلام قبول کیا تو ان کے چچا نے ان کو رسی سے باندھ کر خوب پیٹا۔ حضرت زبیرؓ کا چچا اور آپ کو چٹائی میں لپیٹ کر ناک میں دھونی دیا کرتا تھا۔ مسلمان صحابیات میں سے حضرت سمیہؓ کو ابوجہل نے نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ حضرت سمیہؓ حضرت عمارؓ کی والدہ تھیں۔ ان کے والد یاسرؓ بھی قبول اسلام کی وجہ سے مسلسل ستائے جاتے تھے۔ زنیرہؓ اور لبینہؓ کو بھی سخت ایذائیں پہنچائی گئیں۔ زنیرہؓ کو ابوجہل نے اتنا مارا کہ آپ کی آنکھیں ضائع ہو گئیں۔ حضرت لبینہؓ کو حضرت عمرؓ اسلام لانے سے پیشتر اتنا مارتے تھے کہ تھک جاتے تھے۔ ایک اور صحابی جو نشانہ ستم بنائے جاتے تھے ابوفکیہؓ تھے جو صفوان بن امیہ کے غلام تھے۔ صفوان ان پر بے پناہ ظلم ڈھاتا۔ گرم ریت پر لٹانا تو معمولی بات تھی۔ ایک مرتبہ آپ کے پاؤں میں رسی باندھ کر لڑکوں کو تھما دی اور وہ انہیں مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے پھرے۔ ایک مرتبہ اس نے آپ کے سینہ پر اتنا بوجھل پتھر رکھا کہ آپؓ کی زبان نکل پڑی۔

لونڈیاں اور غلام تو بے چارے تھے ہی ان کی ملکیت، حضرت عثمانؓ بن عفان اور مصعبؓ بن عمیر جیسے صاحب حیثیت لوگ بھی ان کے ظلم سے نہ بچ سکے۔ البتہ ان پر ستم ڈھانے والے ان کے اپنے رشتہ دار ہی ہوتے تھے۔ خود حضور اکرم ﷺ کی ذات بھی ان سے محفوظ نہ تھی۔ گویا نظام کفر اپنے وجود کو بچانے کے لئے تمام انسانی قدروں کو پامال کرنے اور تمام معاشرتی روایات کو توڑنے پر تل گیا تھا۔ اہل ایمان صبر و استقامت کا بے مثال مظاہرہ کر رہے تھے تاہم اللہ کی طرف سے اب ہجرت کے اشارات ملنے لگے تھے۔

## حبشہ کی طرف ہجرت

**پہلی ہجرت حبشہ** سورۃ کہف نازل ہوئی جس میں اصحاب کہف کا ایمان کو بچانے کے لئے ہجرت کا ذکر تھا۔ سورۃ الزمر میں واضح اشارہ دیا گیا تھا کہ بے شک اللہ کی زمین وسیع ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ کی ہدایت پر 5 نبوی میں بارہ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل پہلا قافلہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا۔ اس کی قیادت حضرت عثمانؓ بن عفان نے کی اور اس میں حضور ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہؓ بھی شامل تھیں۔ یہ قافلہ بحیرہ قلزم کی بندرگاہ شعیبہ سے تجارتی کشتیوں کے ذریعے حبشہ پہنچا۔ اہل مکہ نے تعاقب کیا لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے مہاجرین کشتیوں کے ذریعہ حبشہ جا چکے تھے۔

**قریش کے قبول اسلام کی افواہ اور مہاجرین کی واپسی** اس کے چند ماہ بعد رمضان کے مہینے میں آپ ﷺ نے

ایک روز اچانک حدودِ حرم میں بیٹھے ہوئے قریشیوں کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دی اور وہ دم بخود ہو کر سننے میں محو ہو گئے۔ سورۃ نجم کی تلاوت کرتے ہوئے جب وہ سجدہ والی آیت پر پہنچے تو بے اختیار قریشی سردار بھی سجدے میں گر گئے اگرچہ بہت جلد وہ اپنی ہٹ دھرمی پر لوٹ آئے لیکن اس واقعہ کی اطلاع حبشہ میں اس طرح پہنچی کہ اہل ایمان نے سمجھا کہ اب مکہ والوں کے دل نرم ہو گئے ہیں اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اس لئے وہ مکہ واپس لوٹ آئے انہیں مکہ کے قریب آ کر معلوم ہوا کہ مخالفین اسلام ابھی تک کفر کی روش پر قائم ہیں تو ان میں سے بعض واپس لوٹ گئے اور بعض چھپ چھپا کر مکہ میں داخل ہو گئے۔

## ظلم و ستم میں اضافہ اور دوسری ہجرت حبشہ

مکہ والوں کو ان کی واپسی کا علم ہوا تو ان کے ظالمانہ رویے میں پہلے سے زیادہ شدت آ گئی اور انہوں نے بالخصوص ان لوگوں کو نشانہ بنایا جو ان کے ہاتھ سے بچ کر حبشہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ دوسری طرف اہل ایمان کو معلوم ہوا کہ نجاشی شاہ حبشہ ① کا رویہ ان کے ساتھ بہت مشفقانہ تھا۔ چنانچہ 83 مردوں اور 18 عورتوں کا ایک اور قافلہ ہجرت کے لئے تیار روانہ ہو گیا۔ اس دفعہ اہل مکہ کے پہروں کی وجہ سے یہ کام خاصہ مشکل تھا تاہم اللہ کریم کے فضل و کرم سے یہ لوگ بخیریت حبشہ پہنچ گئے۔ ②

## قریش کی سفارت

مکہ والوں نے اس مرتبہ عمروؓ بن العاص (اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور اہل مکہ ان کی صلاحیتوں سے واقف تھے) اور عبداللہ بن ربیعہ کو ان کا تعاقب کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے حبشہ پہنچ کر پہلے تحائف دے کر ان کے مذہبی رہنماؤں کو اپنی حمایت پر آمادہ کیا پھر نجاشی کی خدمت میں تحائف پیش کئے اور اس کے دربار میں حاضر ہو کر یہ عرض داشت پیش کی:

> ''اے بادشاہ آپ کے ملک میں ہمارے کچھ ناسمجھ نوجوان بھاگ کر آ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا ہے اور آپ کے دین میں بھی داخل نہیں بلکہ ایک نیا دین ایجاد کر لیا ہے جسے نہ ہم جانتے ہیں نہ آپ۔ ہمیں آپ کی خدمت میں ان کے والدین اور رشتہ داروں نے بھیجا ہے کہ ان کو آپ واپس بھیج دیں۔''

## مہاجرین کی دربار میں طلبی

نجاشی کے دربار میں مذہبی پیشواؤں نے بھی ان کی سفارش کی لیکن نجاشی نے دوسرے فریق کی بات سنے بغیر کارروائی کرنا مناسب نہ سمجھا اور مسلمانوں کو بلا بھیجا اور ان سے پوچھا کہ تم نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا ہے اور ہمارے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے تو آخر کونسا نیا مذہب ہے جو تم نے اختیار کیا ہے؟

## حضرت جعفر طیارؓ کا خطاب

حضرت جعفر ② ابن ابی طالب نے مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے نہایت موثر انداز میں اپنا موقف پیش کیا:

---

① اصل نام اصحمہ تھا' اہل عرب اسے نجاشی کہہ کر پکارتے تھے۔ (سیرت النبی۔ بحوالہ بخاری شریف)

② حضرت جعفر ابتدائی قافلے میں شامل نہ تھے بعد میں وہاں پہنچے ابتدائی ناموں کیلئے دیکھئے سیرت النبی ج 1 ص 213

''اے بادشاہ! ہم ایسی قوم تھے جو جاہلیت میں مبتلا تھی' ہم بت پوجتے تھے' مردار کھاتے تھے' بدکاریاں کرتے تھے' قرابت داروں سے تعلق توڑتے تھے' ہمسایوں سے بدسلوکی کرتے تھے اور ہم میں سے طاقتور کمزور کو کھا رہا تھا۔ اللہ نے ہم پر رحم فرمایا اور اپنا ایک رسول بھیجا جس کی عالی نسبی' سچائی' امانت اور پاکدامنی ہمیں پہلے سے معلوم تھی' اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا اور سمجھایا کہ ہم ایک اللہ کو مانیں اس کی عبادت کریں' اس کے سوا پتھروں اور بتوں کی پوجا ترک کردیں۔ اس نے ہمیں سچ بولنے' امانت ادا کرنے' قرابت جوڑنے' پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے اور حرام کاری و خونریزی سے باز رہنے کی تلقین کی اور فواحش میں ملوث ہونے' جھوٹ بولنے' یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع کیا۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں..... ہم نے اس کا حکم مانا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا' جن باتوں کو رسول اللہ ﷺ نے حرام بتایا انہیں حرام مانا اور جن کو حلال بتایا ان کو حلال جانا اس پر ہماری قوم ہم سے بگڑ گئی اس نے ہم پر ظلم کیا اور ہمیں ہمارے دین سے پھیرنے کی کوشش کی تاکہ ہم اللہ کی عبادت چھوڑ کر بت پرستی کی طرف پلٹ جائیں۔ انہوں نے ہم پر بہت ظلم کیا۔ زمین تنگ کردی اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان روک بن کر کھڑے ہوگئے تو ہم نے آپ کے ملک کی راہ لی اور دوسروں پر آپ کو ترجیح دیتے ہوئے آپ کے ملک میں رہنا پسند کیا اور یہ امید کی کہ اے بادشاہ! آپ کے پاس ہمارے اوپر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

## حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں وضاحت

نجاشی نے فرمائش کی کہ تم پر جو کتاب نازل ہوئی ہے اس میں سے کچھ سناؤ۔ حضرت جعفر طیارؓ نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت کیں۔ نجاشی پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ وہ خوب رویا اور کہا کہ یہ اور وہ کلام جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوا تھا ایک ہی منبع سے نکلے ہوئے ہیں۔ اس نے عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ کی درخواست مسترد کرتے ہوئے انہیں چلے جانے کا حکم دے دیا۔ تاہم اگلے روز وہ پھر دربار میں گئے اور نجاشی کو ورغلانے کے لئے کہا۔ ''اے بادشاہ! یہ لوگ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں ایک بڑی بات کہتے ہیں۔'' نجاشی نے پھر مسلمانوں کو طلب کرکے یہ پوچھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟ حضرت جعفرؓ کا جواب تھا۔ ''ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ نے کہا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے اس کے رسول' اس کی روح اور اس کا وہ کلمہ ہیں جسے اللہ نے کنواری پاکدامن مریم کی طرف القا کیا تھا۔''

نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ

''حضرت عیسیٰ اس سے ایک تنکا کے برابر بھی بڑھ کر نہ تھے۔''

**سفارت کی ناکامی** نجاشی نے آخرکار اپنے افسروں کو حکم دیا کہ ان دونوں کے تحائف واپس کردو اور ان کو یہاں سے رخصت کردو اس طرح قریش مکہ کی سفارت ناکام ہوئی۔

ہجرت حبشہ کے نتیجہ کے طور پر اسلام بین الاقوامی دین بن گیا تھا۔

## حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام کا واقعہ

جس وقت کفار مکہ کی ایذا رسانیاں نقطہ کمال پر پہنچی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دو اہم شخصیات حضرت حمزہؓ اور عمرؓ بن خطاب سے تقویت دی۔ حضرت حمزہؓ کے قبول اسلام کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ کوہ صفا پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ابوجہل وہاں آ پہنچا۔ اس نے نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دیں اور جب دیکھا کہ گالیوں کا آپ ﷺ پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تو ایک پتھر اٹھا کر اس زور سے آپ ﷺ کے سر پر مارا کہ خون جاری ہوگیا۔ یہ سارا واقعہ کسی نے حضرت حمزہؓ سے بھی بیان کردیا۔ وہ شکار کھیل کر آرہے تھے۔ فوراً ابوجہل کے پاس گئے اور اس زور سے کمان اس کے سر پر ماری کہ اس کا سر بھی زخمی ہوگیا۔ اس کے بعد نبی ﷺ کے پاس گئے اور کہا۔ ''بھتیجے تم یہ سن کر خوش ہوگے کہ میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ''چچا میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوا کرتا۔ ہاں اگر آپ مسلمان ہو جائیں تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔'' حضرت حمزہؓ اسی وقت مسلمان ہوگئے۔

## حضرت عمرؓ کا قبول اسلام کا واقعہ

حضرت حمزہؓ کے قبول اسلام کے تین روز بعد حضرت عمر فاروق اعظم بھی مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ آپ مکہ کے معروف بہادروں میں شمار ہوتے تھے۔ نبی ﷺ کے اعلان توحید کی وجہ سے ان کے پرانے مذہب میں جو ''انتشار'' پیدا ہوگیا تھا اس سے حضرت عمرؓ کو بھی سخت تکلیف تھی۔ کمزور مسلمان اور غلام جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا وہ آپ کے ظلم کا نشانہ بنتے رہتے تھے لیکن اسلام دن بدن پھیلتا ہی جاتا تھا۔ ایک دن عمر غصے کی حالت میں اس ارادے سے گھر سے نکلے کہ نعوذ باللہ محمد ﷺ کا خاتمہ کرڈالا جائے۔ راستہ میں نعیمؓ بن عبداللہ سے ملاقات ہوگئی جو مسلمان ہو چکے تھے لیکن اپنے ایمان کو خفیہ رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عمر کو ننگی تلوار لے کر جاتے دیکھا تو پوچھا۔ ''عمر ننگی تلوار لے کر کہاں جاتے ہو؟'' جواب دیا۔ ''محمد ﷺ کے پاس جاتا ہوں جس نے نیا دین پیدا کیا ہے اور قریش کے لوگوں کو پریشان کردیا ہے اور ان کے طریقے اور مذہب کو برا کہتا ہے اور ان کے معبودوں اور بتوں کے عیب بیان کرتا ہے۔ میں اس کو قتل کرنے جارہا ہوں۔'' نعیمؓ نے کہا۔ اے عمر

خدا کی قسم تیرے نفس نے تجھے فریب دیا ہے۔ محمد ﷺ کو قتل کرنے کے بعد بنی مناف تجھے زمین پر پھرنے دیں گے؟ پہلے اپنے گھر کی خبر لے۔ تمہاری بہن فاطمہؓ اور تمہارا بہنوئی سعیدؓ بن زید دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ اس طعنے کو سن کر عمر فوراً واپس لوٹے اور ان کے گھر کی راہ لی۔ جب وہ دروازے پر پہنچے تو ایک صحابہ ان کو قرآن پاک پڑھا رہے تھے۔ جاتے ہی پوچھا کیا پڑھ رہے تھے۔ بہن نے چھپانے کی کوشش کی لیکن عمرؓ نے سختی سے ڈانٹا "مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم نے محمد ﷺ کی اطاعت قبول کر لی ہے اور اس کے دین میں داخل ہو گئے ہو۔" یہ کہہ کر اپنے بہنوئی کو زمین پر گرا کر ان کے سینے پر چڑھ گئے۔ بہن چھڑانے کے لئے آگے بڑھی تو عمرؓ نے اس کو بھی زخمی کر دیا اور ان کے سر سے خون کا فوارہ پھوٹ نکلا۔ اس حالت میں روتے ہوئے حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: "عمر جو تمہارے دل میں آئے کرو ہم اسلام قبول کر چکے ہیں اور اس کو نہیں چھوڑ سکتے۔ بہن کی اس استقامت سے عمرؓ کا دل نرم ہو گیا اور کہا وہ کاغذ مجھے بھی دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ فاطمہؓ نے جواب دیا کہ تم شرک کے سبب ناپاک ہو۔ غسل کرو تو وہ تمہیں دکھایا جا سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے غسل کیا اور سورۃ حدید کی آیات سنیں اور پوچھا کہ محمد ﷺ کہاں ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔" سعیدؓ بن زید عمر ﷺ کو ساتھ لے کر اس پہاڑی مکان میں پہنچے جہاں حضور ﷺ اپنے ساتھیوں سمیت مقیم تھے۔ عمرؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ صحابہ میں سے ایک نے جھانک کر عمر کو ننگی تلوار لئے کھڑے دیکھا تو گھبرائے ہوئے آنحضور ﷺ کے پاس آئے اور بتایا کہ عمرؓ اس حالت میں باہر کھڑا ہے۔ حضرت حمزہ ﷺ نے فرمایا اندر آنے دو۔ اگر خیر کے ارادے سے آیا ہے تو بہتر ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے خود آگے بڑھ کر دریافت فرمایا۔ "عمر کس ارادے سے آئے ہو۔" عرض کیا۔ "یا رسول اللہ ﷺ میں ایمان لانے کی خاطر حاضر ہوا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی مومنین نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور آنحضرت ﷺ نے آپ ﷺ کو بہت ہی قریب جگہ دی۔ حضرت عمر ﷺ کے قبول اسلام سے مومنین کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔ حضرت عمر نے کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ سچے نبی ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "بے شک میں سچا نبی ہوں۔" حضرت عمر ﷺ نے عرض کیا کہ پھر ہمیں کھلم کھلا بیت اللہ میں نماز پڑھنی چاہئے۔ چنانچہ مومنین خانہ کعبہ گئے۔ حضرت عمر ﷺ تلوار لے کر دروازے میں کھڑے ہو گئے۔ اپنے اسلام کا اعلان کیا اور کہا کہ آج جس شخص کو اپنی بیوی کو بیوہ اور اپنی اولاد کو یتیم اور والدہ کو بے اولاد کرنا ہو وہ میرے مقابلے میں آئے۔ کسی مائی کے لال میں ہمت نہ ہوئی اور مسلمانوں نے اعلانیہ نماز ادا کی۔ اس پر دربار رسالت مآب سے آپ کو "فاروق" کا خطاب ملا۔

## شعب ابوطالب

قریش کی پوری مخالف کے باوجود اسلام پھیلتا جا رہا تھا اور سلیم الفطرت لوگ ایک ایک کر کے حلقہ بگوش اسلام ہو رہے تھے۔ سرداران قریش اس پر سخت برہم تھے کہ لوگ ان کی اجازت کے بغیر ہی اسلام لے آتے ہیں اور ایک دفعہ جو دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے وہ کسی قیمت پر واپس نہیں آتا۔ چنانچہ انہوں نے انتہائی اقدام کا فیصلہ کیا اور

خانہ کعبہ میں بیٹھ کر فیصلہ کیا کہ بنو ہاشم سے کہا جائے کہ وہ آنحضرت ﷺ کو قتل کر ڈالیں (نعوذ باللہ) یا ہمارے حوالے کردیں اور اگر وہ اس مطالبہ کو پورا کرنے سے انکار کریں تو ان کا معاشی مقاطعہ کردیا جائے۔ اس سلسلے میں ایک معاہدہ لکھ کر کعبۃ اللہ میں لٹکا دیا گیا اس معاہدہ میں طے کیا گیا کہ کوئی شخص بنو ہاشم سے میل ملاقات نہیں رکھے گا۔ قرابت نہیں کرے گا۔ اناج اور کھانے پینے کا سامان ان کے پاس نہیں جانے دے گا اور ان کے ساتھ خرید و فروخت نہیں کرے گا۔ جب تک بنو ہاشم محمد (ﷺ) کو قتل کے لئے ان کے حوالے نہ کردیں۔ بنو ہاشم اس غیر معقول مطالبہ کو کیسے مان سکتے تھے۔ انہوں نے اس معاہدہ کو اعلان جنگ کا پیش خیمہ قرار دیا اور ابوطالب اپنے تمام خاندان سمیت ایک پہاڑی گھاٹی میں، جو بعد میں انہی کے نام سے موسوم ہوئی، مقیم ہوگئے اور تین سال وہیں مقیم رہے۔ اس عرصے میں ان کا گزارہ اس غلے پر تھا جو رحم دل چوری چھپے انہیں پہنچا دیتے تھے۔ بسا اوقات انہیں فاقے برداشت کرنے پڑتے۔ جڑی بوٹیاں کھا کر گزارہ ہوتا اور سعدؓ بن ابی وقاص نے ایک مرتبہ سوکھا ہوا چمڑا بھون کر کھایا۔ جب بچے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے ہوتے تو قریشی قہقہے لگا کر ان کا مذاق اڑاتے۔ صرف حرام مہینوں میں یہ لوگ اس گھاٹی سے باہر آتے کیونکہ ان مہینوں میں عربوں کے پرانے دستور کے تحت جنگ و جدل حرام تھا۔ بایں ہمہ نبی اکرم ﷺ اپنے مشن سے غافل نہ تھے۔ حج کے دنوں میں اس گھاٹی سے باہر آتے اور لوگوں کو دین حق کی دعوت دیتے لیکن ابولہب سائے کی طرح آپ ﷺ کے ساتھ رہتا اور لوگوں کو پکار پکار کر آپ کی بات سننے سے منع کرتا اور آپ کو کبھی مجنون اور کبھی جادوگر بتاتا بالآخر تین سال کے بعد ہشام بن عمرو کے ایماء پر قریشی جوانوں زبیر بن ابی امیہ اور مطعم بن عدی وغیرہ کو رحم آیا اور انہوں نے خانہ کعبہ میں لٹکا ہوا وہ معاہدہ پھاڑ ڈالا[1] جو قریش کے اس غیر معقول طرز عمل کے باعث تھا اور بنو ہاشم کو پہاڑی قید خانے سے باہر لائے۔

## ۱۰ نبوی کا واقعہ

## عام الحزن۔ ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات

نبوت کے دسویں سال تک کفار مکہ کی مخالفانہ سرگرمیوں کے راستے میں دو بڑی رکاوٹیں کھڑی تھیں۔ ایک قبیلہ بنو ہاشم جس کے سردار ابوطالب تھے اور دوسری حضرت خدیجہؓ کی شخصیت کہ ان کے بے شمار قریشیوں پر احسانات تھے۔ اس سال ابوطالب وفات پاگئے اور اس کے صرف تین روز بعد حضرت خدیجہؓ بھی اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ حضور ﷺ کو ان اموات کا اس قدر صدمہ ہوا کہ اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) فرمایا۔ اب قبیلہ بنو ہاشم کا سردار ابولہب تھا۔ جس سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ اس لئے دشمنان حق کے حوصلے بڑھ گئے۔ ان کے مخالفانہ سرگرمیاں زور پکڑ گئیں۔ اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ بے رحمی و بے باکی سے ستانے لگے۔

## آپ ﷺ کا سفر طائف

شعب ابی طالب سے واپسی کے بعد مکہ کی فضا اس حد تک مکدر تھی کہ وہاں تبلیغ اسلام کی بہت کم گنجائش تھی اس لئے نبی برحق ﷺ نے اہل طائف کو دعوت دینے کا ارادہ کیا اور اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ بن حارث کو ساتھ لے کر طائف پہنچے۔ طائف میں قبیلہ بنو ثقیف آباد تھا اور عبد یالیل مسعود اور حبیب تین بھائی اس کے سردار تھے۔ آنحضرت ﷺ نے سب سے پہلے انہی کو دعوت حق دینے کا فیصلہ کیا۔ ان میں سے ایک کا جواب تھا کہ ''میں کعبہ کے سامنے ڈاڑھی منڈوا دوں اگر تجھے اللہ نے رسول بنایا ہو۔'' دوسرے نے کہا ''کیا خدا کو تیرے سوا اور کوئی بھی رسول بنانے کے لئے نہ ملا جسے سواری بھی میسر نہیں۔ اسے پیغمبر بھیجنا تھا تو کسی سردار یا حاکم کو منتخب کیا ہوتا۔'' اور تیسرے کا جواب یہ تھا کہ ''میں تجھ سے کوئی بات نہیں کروں گا اگر تو واقعی خدا کا رسول ہے تو نہایت خطرناک بات ہے کہ میں تیرے کلام کو رد کردوں اور اگر تو خدا پر جھوٹ باندھتا ہے تو تو اس قابل نہیں کہ تیرے ساتھ بات کی جائے۔'' غرضیکہ تینوں سرداروں نے اپنے اپنے جوابات سے ثابت کردیا کہ ان کے اندر طلب حق سرے سے موجود نہیں۔ آنحضرت ﷺ عوام کی طرف متوجہ ہوئے اور وعظ کہنا شروع کیا تو ان سرداروں نے اوباش چھوکروں کو آنحضرت ﷺ کو تنگ کرنے پر مامور کردیا۔ ان لونڈوں نے آپ ﷺ کو پتھر مار مار کر لہولہان کردیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا جوتا مبارک خون سے بھر گیا اور آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ انہی میں سے ایک بدبخت نے آپ کو اٹھایا اور چلانا شروع کیا۔ جب آپ چلنے لگے تو پھر سڑک کے دونوں طرف سے پتھروں کی بارش ہونے لگی۔ جب آپ نڈھال ہوکر گر پڑتے تو وہ آپ کو اٹھا دیتے تھے اور پھر پتھراؤ اور فقرے بازی شروع کردیتے تھے۔ بالآخر آپ ﷺ آبادی سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوگئے اور ایک باغ میں انگوروں کی بیلوں میں پناہ لی۔ زیدؓ بن حارث نے آپ ﷺ کے زخم دھوئے اور آپ ﷺ سے درخواست کی کہ اس ظالم قوم کے لئے ہلاکت کی دعا کیجئے۔ لیکن آپ نے فرمایا۔ ''میں ان لوگوں کے لئے تباہی کی دعا کیوں کرو۔ ہوسکتا ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ایک خدا پر ایمان لانے والی ہوں۔'' اور ان کی ہدایت کے لئے دعا فرمائی۔

یہ باغ عتبہ بن ربیعہ کا تھا۔ اس نے کافر ہونے کے باوجود آپ ﷺ پر رحم کھا کر اپنے غلام عداس کے ہاتھ کچھ انگور بھجوائے۔ آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھانا شروع کئے۔ عداس نینوا کا باشندہ تھا جہاں حضرت یونسؑ مبعوث ہوئے تھے۔ فوراً بول پڑا۔ ''یہ ایسا کلام ہے جو یہاں کے باشندے نہیں بولا کرتے۔'' آپ نے اس سے اس کا مذہب اور وطن دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ میں نینویٰ کا عیسائی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مرد صالح یونس بن متی کے شہر کے باشندے ہو؟ عداس نے پوچھا آپ کو کیا معلوم کہ وہ کون تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''یونس میرا بھائی تھا وہ بھی نبی تھا اور میں بھی نبی ہوں۔'' عداس نے یہ سنتے ہی آپ کے ہاتھ چومے۔ عتبہ نے

یہ دیکھا تو فوراً مداخلت کی۔ عداس کو ڈانٹا کہ کہیں اپنا دین نہ چھوڑ بیٹھنا۔

طائف کے علاوہ بھی آپ ﷺ بہت سے قبائل میں تشریف لے گئے۔ عکاظ اور ذوی المجاز کے میلوں میں اور حج کے موقعہ پر آپ ﷺ نے مختلف قبائل کو اسلام کی طرف بلایا لیکن ابولہب ہر وقت ساتھ رہتا تھا اور لوگوں کو قبول اسلام سے منع کرتا تھا۔

معراج النبی

## معراج النبی ﷺ کسے کہتے ہیں؟

مکی زندگی کا آخری سال ابتلاء کا نقطہ عروج تھا۔ مکہ میں تبلیغ اسلام کے مواقع ختم ہو رہے تھے کفار کے گھٹیا ہتھکنڈوں کی وجہ سے فضا میں گھٹن تھی۔ قبائل عرب میں اشاعت اسلام کی کوششیں زیادہ بارآور ہوتی نظر نہیں آ رہی تھیں۔ سفر طائف کے بعد حضور ﷺ مطعم بن عدی کی حمایت حاصل کر کے مکہ میں دوبارہ داخل ہوئے تھے کفار کی ایذا رسانی کے سبب مومنین کے دل بیٹھے جا رہے تھے۔ عین اس حالت میں رب کریم نے نبی اکرم ﷺ کو معراج سے سرفراز فرمایا۔ یعنی ایک رات حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو "براق" پر سوار کر کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئے۔

☆ معراج کا پہلا مقصد ارض فلسطین کی سیر کروانا تھا جہاں اس سے پہلے پیغمبر آتے رہے جہاں کی تاریخ اللہ کے رسولوں کی باطل کے خلاف کشمکش کی تاریخ تھی۔ بنی اسرائیل کی تاریخ سے آگاہی اس لئے بھی ضروری تھی کہ اس کے بعد حضور ﷺ کو یہودیوں سے واسطہ پیش آنے والا تھا' آپ نے بیت المقدس کی زیارت کی اور یہاں پر تمام انبیاء کی امامت کروائی جس سے آپ کا مقام و مرتبہ متعین ہوا۔

☆ معراج کا دوسرا مرحلہ پہلے آسمان کی سیر تھا۔ جہاں آپ ابوالانبیاء حضرت آدم علیہ السلام سے ملے نیز آپ کو ایسے مناظر دکھائے گئے جن سے دنیا کے اعمال کا انجام عملی طور پر نظر آتا تھا۔ مثلاً کچھ لوگ کھیتی کاٹ رہے تھے لیکن وہ جتنی کاٹتے تھے اتنی ہی بڑھتی بڑھتی چلی جاتی تھی۔ یہ راہ حق کے مجاہد تھے جن کو لامتناہی صلہ دیا جا رہا تھا۔ ایسے لوگ دکھائے گئے جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے یہ وہ لوگ تھے جو نماز کے وقت سرگرانی (سستی) کا مظاہرہ کرتے تھے۔ ایسے لوگ دکھائے گئے جن کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور ان کی غربت صاف نمایاں تھی یہ زکوٰۃ و صدقہ نہ دینے والے لوگ تھے ایک شخص لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا جو اس سے اٹھتا نہیں تھا لیکن وہ اس میں دو لکڑیاں اور ڈال لیتا تھا یہ وہ شخص جس سے پہلی ذمہ داریاں اٹھائی نہیں جا رہی تھیں لیکن وہ اور ذمہ داریاں اٹھاتا جا رہا تھا۔

☆ زبان کے بے جا استعمال کا انجام اس طرح دکھایا گیا تھا کہ چرب زبان مقرر جو غیر ذمہ دارانہ تقریریں کرتے تھے ان کی زبانیں قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں ایک بیل دکھایا گیا جو ایک سوراخ میں سے باہر نکل آیا لیکن واپس نہیں جا سکتا تھا یہ فتنہ تھا جو زبان سے بپا کیا جاتا ہے لیکن اسے سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ طعنہ زنی کرنے والے کو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھاتا

دکھایا گیا تھا۔

☆ سود خوروں کے پیٹ سانپوں سے بھرے ہوئے دکھائے گئے۔ پیٹھ پیچھے برائیاں کرنے والے تانبے کے ناخنوں کے ساتھ اپنا منہ اور سینہ نوچتے دکھائے گئے۔

☆ زناکاروں کو اپنا گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا بدبودار گوشت کھاتے دکھایا گیا۔

☆ سفر معراج کا آخری مرحلہ سدرۃ المنتہیٰ کے بعد شروع ہوا جہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی ساتھ چھوڑ گئے اور بارگاہِ جلال میں آپ کو تنہا ہی جانا پڑا۔

☆ معراج کے تحائف میں پانچ وقت کی نماز، سورہ بقرہ کی آخری تین آیات اور رمضان کے روزے تھے۔ یہ بخشش اور قربِ الٰہی کا راستہ (Road map) تھا۔

معراج سے واپسی پر آپ نے بیت المقدس میں ایک مرتبہ پھر انبیاء کرام کی امامت کروائی۔ اپنی چچا زاد بہن ام ہانی کے منع کرنے کے باوجود ابوجہل سمیت تمام کفار کو روداد معراج سنائی۔ انہوں نے ایک فتنہ برپا کر دیا۔ مسلمانوں کو بھی جا کر کہا کہ تمہارا نبی کہتا ہے کہ وہ مہینوں کا سفر بیت المقدس ایک رات میں طے کر آیا ہے۔ اب تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ بہت سے مسلمانوں کے ایمان ڈانواں ڈول ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھی ایک وفد پہنچا اور جا کر انہیں ورغلانے کی کوشش کی ان کا جواب یہ تھا کہ ''اگر واقعی محمد ﷺ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے تو یقیناً سچ ہے کیونکہ میں تو روز ان سے آسمان سے آئے ہوئے پیغام سنتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں۔'' اسی پر بارگاہ رسالت سے آپ کو ''صدیق'' کا لقب ملا۔ حضرت صدیق اکبرؓ ہی کی ایک تدبیر سے مخالفت کا طوفان تھم گیا اور پروپیگنڈے کے غبارے میں سے ہوا نکل گئی۔

مجمع عام میں سے آپ سے سوال کیا کہ آپ نے بیت المقدس دیکھا ہے تو اس کا نقشہ بیان کریں۔[1] نبی کریم ﷺ نے اس طرح نقشہ بیان کرنا شروع کر دیا جیسا کہ بیت المقدس آپ کے سامنے ہو کفار کے علم میں تھا کہ محمد ﷺ اس سے پہلے کبھی بیت المقدس نہیں گئے۔ اس وجہ سے ان کی زبانیں بند ہو گئیں۔

## معراج مصطفیٰ کی اہمیت

تحریک اسلامی کے ایک ایسے مرحلے پر جب اہل مکہ نہ صرف ایمان لانے کو تیار تھے بلکہ آپ کو ایذا دینے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے اردگرد کے قبائل بھی اسلام کی طرف رغبت کا اظہار نہ کر رہے تھے۔ یہ واقعہ جس معمولی اہمیت کا تھا۔ اس کے چند پہلو حسب ذیل ہیں۔

1۔ اس واقعہ نے حضور اکرم ﷺ کو براہ راستہ مشاہدہ کے ذریعے ایمان کے جس درجے پر پہنچا دیا۔ اس کی وجہ سے پورے اعتماد کے ساتھ کفر کو چیلنج کرتے تھے کیونکہ یقین کامل تھا کہ رب ذوالجلال کی عنایات و استقامت کی موجودگی میں دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

[1] بعض روایات کے مطابق کفار ہی میں سے کسی نے یہ سوال کیا تھا دیکھئے سیرت سرور عالم سید ابوالاعلیٰ مودودی

2۔ اس واقعہ نے اخلاقی مقاصد کے انجام بد کا مشاہدہ کروا کر مستقبل میں قائم ہونے والے اسلامی معاشرے کی اخلاقی قدریں متعین کر دیں۔

3۔ فلسطین کی مقدس سرزمین طور سینا اور بیت المقدس کی سیر سے حق و باطل کی ازلی جدوجہد کی تاریخ آپ ﷺ کے سامنے آ گئی اور صرف اک سال بعد یہودیوں اور عیسائیوں سے جو معاملہ ہونے والا تھا آپ اس کے لئے ذہنی طور پر بالکل تیار ہو گئے۔

4۔ مراحل سفر میں آپ کو یثرب کا مشاہدہ بھی کروایا گیا اور ہجرت کی دعا بھی سکھائی گئی جس کا مطلب یہ تھا کہ مکہ کی سوسائٹی قبول حق کی صلاحیت سے خالی ہو گئی ہے تو دوسرے مرکز سے اس مشن کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔

5۔ واقعہ اسریٰ کے حوالے سے جو سورۃ (بنی اسرائیل) قرآن پاک میں نازل ہوئی اس میں اسلام کے معاشرتی، معاشی اور قانونی نظام کے خدوخال واضح ہو گئے ہیں مثلاً والدین کے حقوق کی تلقین، بخل اور فضول خرچی کی ممانعت قتل اور زناء کی مذمت۔ قتل عمد اور انتقام کی مذموم رسموں کی بندش، یتیموں کے حقوق کی حفاظت، عہد و پیمان کی حفاظت اور ناپ تول درست رکھنے کی ہدایت وغیرہ۔

6۔ سورہ بقرہ کی آخری دو آیات میں ایسی جامع دعا سکھا دی گئی جو مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی مدد کا باعث ہے نیز نماز کی فرضیت سے خدا اور بندے کے درمیان تعلق کو مستقل اور مضبوط بنا دیا گیا۔

گزشتہ صدی میں جب سائنسی ترقی سے دنیا کی آنکھیں چندھیانے لگیں تو مسلمانوں میں سے بھی بعض لوگوں نے معذرت خواہانہ طرز عمل اختیار کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ معراج محض ایک خواب تھا اور یہ کیسے ممکن ہے کہ حضور ﷺ جسد انسانی کے ساتھ معراج پر تشریف لے گئے ہوں۔ لیکن آج کے دور میں انسان نے جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں ان کی طرف دیکھ کر آسانی سے سمجھا جا سکتا ہی کہ فضائی راکٹ کے ذریعے اجرام فلکی پر پہنچنے والے انسان کا خالق جس نے پوری کائنات تخلیق کی ہے وہ اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کو زمین و آسمان کی سیر کے لئے آسمان پر کیوں نہیں بلا سکتا۔ اقبال نے نصف صدی پہلے ہی کہہ دیا تھا۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

## یثرب میں اسلام کی اشاعت اور ہجرت کیلئے سازگار ماحول

یثرب مکہ کے شمال میں ایک قصبہ تھا جہاں قحطانی نسل کے دو قبائل بنو اوس و خزرج آباد تھے۔ جن کے درمیان اکثر جنگ ہوتی رہتی تھی۔ ان دونوں قبائل کے علاوہ وہاں بہت سے یہودی قبائل بھی آباد تھے۔ اس بستی کی قسمت میں مدینۃ النبی بننا لکھا تھا۔ اس میں اسلام کی پہلی کرن ایک

شاعر سوید بن صامت کے ذریعے پہنچی جو قرآن کی ادبی عظمت سے متاثر ہو کر اسلام لے آیا تھا لیکن وہ جلد ہی بنو خزرج کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ اوس و خزرج کے درمیان بعاث کی مشہور لڑائی ہونے والی تھی۔ اس کی تیاری کے طور پر بنو اوس کا ایک وفد قریش سے امداد طلب کرنے کے لئے آیا تو آنحضرت ﷺ نے موقع پا کر اس وفد کے سامنے اسلام پیش کیا۔ ان میں سے ایک شخص ایاس بن معاذ نے اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہا یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ جو تم لینے آئے ہو لیکن اس کے ساتھیوں نے توجہ نہ دی۔ یہ بھی واپسی کے تھوڑی دیر بعد فوت ہو گیا' لیکن وفات کے وقت اس کے منہ سے خدائے واحد کی تمجید کے کلمات جاری تھی۔

**بیعت عقبہ اولیٰ** وقت گزرتا گیا۔ مکہ کی سرزمین قبول حق کی صلاحیت سے اور زیادہ خالی ہوتی چلی گئی۔ اہل یثرب نے یہود سے آنے والے نبی کے حالات سن رکھے تھے۔ ان کی وجہ سے وہ اسلام کی طرف جلدی راغب ہو سکتے تھے۔ 11 نبوی میں حج کے موقع پر آنحضرت ﷺ یثرب کے چھ باشندوں سے ملے اور انہیں کلام الٰہی سنایا۔ انہوں نے آپ میں سے وہ تمام نشانیاں دیکھیں جو اس ''آنے والے نبی'' میں ان کے علم کے مطابق ہونی چاہئیں تھیں۔ جس کا ذکر وہ یہود سے اکثر سنتے تھے۔ انہوں نے نہایت خوشی سے اسلام قبول کر لیا۔ اگلے سال 12 نبوی میں بارہ آدمی یثرب سے اس غرض کے لئے حج پر آئے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کر سکیں۔ انہوں نے عقبہ کے مقام پر یہ سعادت حاصل کی۔ اس واقعہ کو بیعت عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے پانچ چیزوں کی بیعت لی۔

(1) وہ صرف خدائے وحد کی پرستش کریں گے۔
(2) وہ چوری و زنا کاری سے باز رہیں گے۔
(3) اپنی اولاد (یعنی لڑکیوں) کو قتل نہیں کریں گے۔
(4) جھوٹی تہمت اور غیبت سے پرہیز کریں گے۔
(5) اللہ کے نبی ﷺ کی اطاعت کریں گے۔

گویا اسلامی معاشرہ کے چیدہ چیدہ اصول انہیں سمجھا دیئے گئے تھے۔

**مدینہ میں اشاعت اسلام** حضور ﷺ نے اہل یثرب کی درخواست پر ایک معلم دین بھی ان کے ساتھ روانہ کیا اور وہ حضرت مصعبؓ بن عمیر تھے جو سابقون الاولون میں سے تھے۔ انہوں نے اشاعت اسلام کے لئے یثرب میں اس طرح محنت کی جیسے کسان اپنی کھیتی کے لئے کرتا ہے۔ وہ اسعدؓ بن زرارہ کے مہمان تھے جو ایک ممتاز شخصیت تھے۔ حضرت مصعبؓ روزانہ ایک انصاری گھرانے میں جاتے۔ اسلام کی بلند پایہ تعلیمات پیش فرماتے اور قبول اسلام کی دعوت دیتے۔ ان کی کوششوں سے تقریباً تمام قبائل میں اسلام پھیل گیا۔ اسلام قبول کرنے والوں میں بنو اوس کے سردار سعدؓ بن معاذ اور اسیدؓ بن حضیر بھی شامل تھے۔ جن کے قبول اسلام کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنو اوس کی اکثریت حلقہ بگوش اسلام ہو گئی۔

## بیعت عقبہ ثانی

13 نبوی میں 75 مرد اور 2 عورتوں پر مشتمل ایک وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام کی بیعت کی۔ اس واقعہ کو بیعت عقبہ ثانی کہا جاتا ہے۔ موقعہ پر تحریک اسلامی کے اہم ترین مسائل بھی زیر بحث آئے' مکہ کی مشکلات کے پیش نظر اہل یثرب کے اس وفد نے آپ کو یثرب آنے کی دعوت دی۔ آنحضرت ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ وہ اگرچہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے لیکن آپؐ کے سچے غمخوار تھے۔ انہوں نے اہل یثرب کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ ''آپ لوگوں سے میں ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ محمد ﷺ جو آپ کے سامنے بیٹھے ہیں ہم میں ایک نہایت معزز اور ذی وقار شخص ہیں۔ ہم سب اہل مکہ کو نہ ان کی عالی نسبی سے انکار ہے اور نہ ان کی بزرگی سے ان کی ذاتی شرافت کے بھی سب لوگ قائل ہیں۔ ہم نے اب تک جس طرح بھی بن سکا ان کے دشمنوں اور مخالفوں سے ان کی حفاظت کی ہے۔ ہم بنی ہاشم میں سے جن لوگوں نے ان کے پیش کردہ مذہب کو قبول کرلیا نہوں نے عقیدت کے لحاظ سے اور جنہوں نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا انہوں نے خاندانی تعلق کا خیال کرکے ان کا ساتھ دیا اور ان کی معاونت و امداد کی۔ لیکن اب یہ یہاں سے نکل کر آپ لوگوں کے شہر جانا چاہتے ہیں تاکہ وہاں بیٹھ کر آزادی اور سکون کے ساتھ اپنے دین کی اشاعت کرسکیں۔ پس اگر آپ لوگ ان کی حفاظت کی پوری پوری ذمہ داری لے سکیں اور ان کے دشمنوں سے لڑسکیں اور کسی قیمت پر ان کو ان کے مخالفین کے حوالے نہ کریں تو بیشک انہیں لے جائیں ورنہ ابھی صاف انکار کردیں۔ کیونکہ سب سے عمدہ و بہترین بات وہی ہوتی ہے جو نہایت سچی اور کھری ہو اس وقت یہ ہماری حفاظت میں ہیں اور ہم ان کی نگہداشت کررہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس وقت تم ان کو لے جاؤ اور وقت پڑنے پر ان کو چھوڑ کر الگ ہو جاؤ اور ان کو دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دو۔ اگرچہ تم لوگ جنگ و حرب میں ماہر اور صاحب شوکت و عظمت ہو مگر ان کو ساتھ لے جانے میں تم کو سارے عرب قبائل سے لڑائی مول لینی پڑے گی پس جو کچھ کرو خوب اچھی طرح سوچ سمجھ کر کرو۔''

حضرت عباسؓ کی اس تقریر کے بعد ایک انصاری حضرت کعبؓ نے یقین دلایا کہ ہم آپ کے ہر حکم اور ہر ارشاد کی تعمیل کرنے کو تیار ہیں اور درخواست کی کہ آپ ﷺ خود ارشاد فرمائیں کہ آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جن باتوں کی بیعت لی وہ حسب ذیل ہیں۔

- ☆ چستی و سستی دونوں حالتوں میں اطاعت رسول۔
- ☆ تنگی و فراخی ہر حالت میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔
- ☆ امر بالمعروف و نہی عن المنکر (بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا)
- ☆ بغیر کسی ملامت کی پرواہ کیے اللہ کی راہ میں جہاد (جدوجہد) کرنا۔
- ☆ رسول اللہ ﷺ کی اس طرح حفاظت جیسے اپنے بال بچوں کی حفاظت کی جاتی ہے۔

اس موقعہ پر عباسؓ بن عبادہ نے انصار مدینہ کو خطاب کرتی ہوئے تنبیہ کی کہ سارے جہان

سے لڑائی مول لینی ہوگی تمہارے اموال صرف ہوں گے' تمہاری زراعت تباہ ہوگی' تمہارے باغات برباد ہوں گے' تمہارے بہادر مارے جائیں گے' تمہارے بیٹے میدان میں قتل ہوں گے' تمہارے عزیز و اقارب لڑائی میں کام آئیں گے اگر تمہارا خیال ہو کہ وقت آنے پر تم ان کی بیعت توڑ دو گے اور ان سے الگ ہو جاؤ گے تو اس سے ہزار درجے بہتر کہ ابھی بیعت نہ کرو۔ ہاں اگر اس امر پر سختی سے قائم ہو کہ خواہ کیسی ہی مصیبت تم پر پڑے تم ان کا دامن نہ چھوڑو گے تو پھر بے شک بیعت کرلو اس میں تمہارے لئے دین و دنیا کی خیر و خوبی ہے۔''

انصار مدینہ نے بیک زبان جواب دیا۔''ہم ان سب باتوں پر غور کرنے کے بعد بیعت کے لئے تیار ہوئے ہیں۔''

ایک انصاری نے سوال کیا۔''یارسول اللہ ﷺ اگر ہم عہد پر پورے اتریں اور استقامت کے ساتھ اپنی بیعت پر قائم رہیں تو ہمیں معاوضے میں کیا ملے گا؟'' حضور ﷺ نے فرمایا۔''جنت'' سب نے بیک زبان کہا یہ معاوضہ ہمیں منظور ہے اور 73 مردوں اور دو عورتوں[1] نے حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرلی۔ انصار نے ایک اور شرط بھی آپ سے منوائی اور وہ یہ تھی کہ جب اللہ تعالیٰ حق کو فتح عطا فرمائے تو آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر واپس مکہ نہیں چلے آئیں گے۔ آپ نے فرمایا''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔'' آپ نے یثرب میں دین کی اشاعت کے لئے بارہ نقیب مقرر فرما دیئے جن میں سے تین بنو اوس میں سے نو بنو خزرج میں سے تھے۔

اس خفیہ کانفرنس کو جو عقبہ کے مقام پر رات کی تاریکی میں ہو رہی تھی ایک مشرک نے دیکھ لیا اور شور مچانے لگا کہ محمد اور اس کے ساتھی پہاڑ کے دامن میں جنگ کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ اگلے دن قریش نے ایل یثرب کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ جا چکے تھے۔ صرف سعدؓ بن عبادہ ان کے ہاتھ آئے۔ جن کو ان ظالموں نے بہت پیٹا یہاں تک کہ ان کے قریشی تعلق داروں نے جن پر سعدؓ بن عبادہ کے احسانات تھے آ کر انہیں چھڑایا۔

بیعت عقبہ ثانی کے بعد شرک کے علمبرداروں نے حق کو مٹانے کے لئے پورا زور لگایا۔ آنحضرت ﷺ نے بھی اپنے ساتھیوں کو مدینہ چلے جانے کا حکم دے دیا اور مومن ایک ایک کر کے مکہ چھوڑنے لگے۔

## مکی زندگی کی اہمیت

رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی میں وہ مستحکم بنیادیں اٹھائی گئی جن پر عالمی اسلامی انقلاب کی عمارت تعمیر ہوئی۔ اس لحاظ سے یہ دور بنیادی اور اہم ترین ہے اس کی اہمیت کے چند ایک قابل ذکر پہلو حسب ذیل ہیں۔

- نبی اکرم ﷺ کی پاکیزہ سیرت' اعلیٰ فکر اور بہترین صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ جس کی شہادت

[1] عورتوں نے زبانی بیعت کی۔ سیرت ابن ہشام

ان لوگوں نے بھی دی جو اسلام کے سخت ترین دشمن تھے۔ خود ابوجہل یہ کہتا تھا کہ محمد ﷺ ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے لیکن جو کچھ پیش کرتا ہے وہ ہمارے لئے قابل قبول نہیں۔ سب لوگوں نے حجر اسود کی تنصیب اور حلف الفضول کی ترتیب میں آپ کی لیاقت کا لوہا مانا آپ کو صادق امین کہا اور قرآن پاک کے اس چیلنج کا جواب نہ دے سکے کہ رسول اللہ ﷺ نے نبوت سے پہلے بھی ایک عمر تمہارے درمیان گزاری ہے تم اس میں کیا خرابی پاتے ہو۔

- بعثت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جس عزم و ثبات اور صبر و خلوص کے ساتھ دین اسلام کی اشاعت کے لئے شب و روز محنت کی تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔
- مکی دور کے مسلمان سابقون الاولون کہلائے یہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے حق شناسی کی غیر معمولی صلاحیت سے نوازا تھا۔ وہ معاشرے کے ذہین ترین افراد تھے جو ظلمت بھری شب میں تلاش نور کا ذوق بھی رکھتے تھے اور صلاحیت بھی وہ نیک طینت بھی تھے اور بے باک و بہادر بھی۔ درحقیقت اس دور میں وہ عظیم انسان بارگاہ رسالت سے فیض یاب ہوئے جنہیں دنیا کی امامت کرنی تھی ان میں صدیق اکبرؓ بھی تھے جنہوں نے مشکل ترین گھڑیوں میں اسلام کی کشتی کے چپو سنبھالے۔ فاروق اعظمؓ بھی تھے جنہوں نے قیامت تک کے انسانوں کو حق اور باطل کے درمیان فرق کر کے دکھا دیا۔ اور دنیا نے اعتراف کیا کہ اگر ایک عمر اور ہوتے تو دنیا میں اسلام کے علاوہ کوئی مذہب موجود نہ رہتا۔ ان میں عثمان غنیؓ بھی تھے جن کی سخاوت اور شرم و حیا بے مثال تھی اور جنہوں نے پرچم اسلام کو مغرب میں افریقہ کے آخری ساحل تک مشرق میں ہندوستان کی حدود تک اور شمالی مشرق میں چین کی سرحدوں تک لہرایا۔ ان میں علی المرتضیٰ بھی تھے جنہوں نے ہر نازک وقت میں نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا ہر جنگ میں اپنی شجاعت کا لوہا منوایا۔ علم و عرفانِ نبوی کو اگلی نسلوں تک منتقل کیا اور ایک انتہائی خطرناک دور میں اسلامی نظم حکومت کو اس کی اصل بنیادوں پر برقرار رکھا غرضیکہ اس دور کا ایک ایک صحابی ایک ستارہ تھا جس نے عالمی اسلامی انقلاب کی راہ کو روشن کیا۔
- مکی دور میں جن پاکیزہ نفوس نے تحریک اسلامی میں شمولیت اختیار کی ان کو طرح طرح کے مظالم برداشت کرنے پڑے وہ مصائب کی بھٹی میں سے تپ کر اس طرح پاک صاف ہوئے جیسے خالص سونا۔ مکی دور میں نہ ریاء نظر آتی ہے نہ نفاق؛ جس نے اسلام کو قبول کیا صرف اس لئے قبول کیا کہ اس کے دل کی آواز تھی اسے معلوم تھا کہ کلمہ طیبہ پڑھنا مخالفین کو ظلم کی دعوت دینے کے مترادف ہے اس کے باوجود محض حق پسندی اور حق پرستی کی خاطر وہ کفر سے اعلان برأت کر کے غلامانِ مصطفیٰ میں شامل ہوتے تھے۔ اس دور میں کارکنان کی ایسی ٹیم تیار ہوئی جو ہر لحاظ سے قابل اعتماد تھی۔

# اسلام کی تعلیمات اور ان کی اہمیت

مکی زندگی میں حضور ﷺ نے وہ نظریاتی بنیادیں دیں جن پر آگے چل کر اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہوئی اور ایک ایسی ریاست وجود میں آئی جس نے پوری دنیا کو امن و سلامتی، انسان دوستی، حق شناسی اور ظلم و جور کے خاتمے کا پیغام دیا۔ اسلام کی ان تعلیمات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

**توحید الٰہی** اسلام میں داخل ہونے کے لئے جو کلمہ شہادت پڑھایا جاتا ہے اس کا مطلب اللہ کے سوا باقی سب کی خدائی (الوہیت) سے انکار اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کا اقرار ہے۔ اللہ کی وحدانیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ یعنی لائق عبادت اور حاجت روا نہیں۔ اس کا اقتدار ہر چیز پر حاوی ہے۔ اس کا کوئی ساجھی ہے نہ ہمسر، حکومت کا حق صرف اسے حاصل ہے۔ (اَلا لَہُ الخلق و الامر) اور اس کی نافرمانی کر کے کسی اور کی اطاعت نہیں کی جا سکتی (لاطَاعِتَ لِمَخلُوقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ) اس عقیدہ نے ایک ایسی امت کی تشکیل کی جو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتی تھی اور نہ ہی کسی باطل اقتدار کو مانتی تھی۔ علامہ اقبالؒ کے الفاظ میں:

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و نظر کا انقلاب
بادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمیں

**عقیدہ رسالت** کلمہ شہادت کا دوسرا حصہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ کا فرستادہ پیغمبر ماننا تھا جس کے معنی صرف یہی نہیں تھے کہ وہ آیاتِ الٰہی سناتے تھے بلکہ یہ بھی تھے کہ ان کی زندگی مسلمانوں کے لئے نمونہ ہے۔[1] ان کی اتباع ہی اللہ کے ساتھ تعلق جوڑنے کا واحد ذریعہ ہے[2] ان کی اطاعت دراصل اللہ کی اطاعت ہے[3] اور ان کی محبت کے بغیر دین مکمل نہیں ہوگا۔[4] اس عقیدہ کی جڑیں جس دل میں مضبوط ہوگئیں وہ گرم ریت پر ''احد احد'' پکارتا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کے ایسے فدائی تیار ہوگئے کہ جو آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر سینے پر تیر کھاتے پھر پشت سامنے کر دیتے تاکہ دیر تک ڈھال کا کام دے سکیں۔

**عقیدہ آخرت اور اس کا اثر** محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات میں سے تیسرا اور اہم عقیدہ یہ ہے۔ یہ زندگی محض دھوکا دینے والا عارضی سامان (متاع الغرور) ہے اور اس کے بعد آنے والی زندگی ہمیشہ رہنے والی (ابدی) ہے۔ اس دنیا کی حیثیت آخرت کی کھیتی کی سی ہے۔ اس لئے اس زندگی میں انسان کو آخرت بنانے کی فکر کرنی چاہئے۔ اس عقیدہ نے

---

① لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ (سورہ احزاب)
② قُل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (سورہ آل عمران)
③ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
④ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس وقت تک تم میں سے کوئی شخص صحیح معنوں میں مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ، اولاد بلکہ خود اس کی جان سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔

ایک ایسی ملت کو جنم دیا جو دشمن کو جرأت سے کہہ سکتی تھی کہ ''مسلمان ہو جاؤ تو تم ہمارے بھائی ہو اطاعت قبول کرو تو ہم تمہاری حفاظت کریں گے ورنہ تمہیں ایسی فوج سے لڑنا ہوگا جو موت سے اتنی ہی محبت کرتی ہے جتنی تم زندگی سے کرتے ہو۔

**کتب سماوی پر ایمان** مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ کائنات کا نظام اللہ کے حکم سے فرشتے چلا رہے ہیں اور انسان کی ہدایت کے لئے اللہ نے مختلف اوقات میں فرشتوں (حضرت جبرئیل) کے ذریعے انسانوں میں سے چند برگزیدہ ہستیوں کو اپنا رسول بنایا اور وہ تمام رسول برحق ہیں اور تمام آسمانی کتب بھی۔ ان عقائد نے امت مسلمہ کو ایک ٹھوس نظریاتی بنیاد مہیا کی جس کی جڑیں پوری تاریخ عالم میں تھے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اور توحیدِ الٰہی کی طرف بلانا ایک ازلی و ابدی نظام ہدایت کا تسلسل ہے۔ اس کے برعکس شرک ایک بے بنیاد اور ختم ہونے والا نظریہ ہے جس کے بظاہر غلبہ کی حیثیت وہی ہے جو بارش کے پانی پر جھاگ کی۔ ان حقیقت کے ادراک نے امت مسلمہ کو دنیا دوں (پست دنیا) کی غلامی سے آزاد کر کے بلندیوں پر پرواز کے قابل بنایا۔

**تقدیر پر ایمان** مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے کہ زندگی کے تمام اچھے برے واقعات اللہ ہی کی جانب سے ہیں۔ موت و حیات کا مالک وہ ہے رزق و اولاد وہ دیتا ہے اور ہدایت و ضلالت بھی اس کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ دنیا کی تکالیف یا آزمائش ہیں یا اپنے غلط کاموں کی پاداش میں ملنے والی سزا۔ اس عقیدہ نے مسلمانوں کو اللہ کے سوا ہر شخص اور چیز سے بے خوف کر دیا اور راہِ حق میں جدوجہد کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کے قابل بنا دیا۔

**ایک عمدہ نظام معاشرت** مکی زندگی کے آخری دور میں نازل ہونے والی سورتوں (سورۃ انعام اور سورۃ بنی اسرائیل) میں وہ تمام اقدار (Values) واضح کر دی گئیں جو اسلامی معاشرہ کی بنیاد بننے والی تھیں۔ سورۃ بنی اسرائیل میں جو ہدایات دی گئیں ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

خدائے واحد کے بغیر کسی کو معبود نہ مانو یعنی شرک نہ کرو۔ انسانوں میں سے سب سے زیادہ حق والدین کا حق ہے۔ اس لئے ان کے ساتھ حسن سلوک و بڑھاپے میں ان کا احترام کرو اور ان کے لئے دعائے خیر کرو۔ رشتہ داروں کو مسافروں اور مسکینوں کے حقوق ادا کرنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ فضول خرچی اور بخل دونوں سے بچنے کا حکم دیا گیا۔

''نہ ہاتھ کو گردن سے باندھ کر رکھو اور نہ ہی اسے بالکل کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز ہو کر رہ جاؤ۔''

غربت کے خوف سے اولاد (بیٹیوں) کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ ''زنا کے قریب بھی نہیں پھٹکنا چاہئے۔'' (یعنی ایسی حرکات سے بھی بچنا چاہئے جن کے نتیجہ کے طور پر زنا

کی رغبت اور مواقع پیدا ہوں) جان بوجھ کر کسی انسان کو قتل کرنے سے سختی سے منع فرمایا گیا۔ یتیم کے مال کی حفاظت اور اس کے مفاد کے تحفظ کو بھی اسلامی تمدن کا ایک اصول قرار دیا گیا۔ عہد کی پابندی اور ناپ تول کو پورا رکھنے کا حکم دے کر معاشی لین دین میں ہیرا پھیری کا راستہ روک دیا گیا۔ سوئے ظن اور ٹوہ لگانے سے منع فرمایا گیا اور زمین پر متکبرانہ چال کو سخت ناپسندیدہ قرار دیا گیا۔

ہر سمجھدار آدمی اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ ان اصولوں پر جو معاشرہ تعمیر ہوگا وہ کیسا عادلانہ ہوگا اور کیسے انسان انسان کے شر سے محفوظ رہے گا بلکہ اسے معاشرتی تحفظ حاصل ہوگا۔

## امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

مسلمانوں کو مکی دور میں صرف حسن معاشرت کا درس ہی نہ دیا گیا بلکہ انہیں اس کے لئے تیار کیا گیا کہ وہ پوری دنیا کے سامنے وہ نظام پیش کریں جو خالق کائنات اور الـــہ (Sovereign) کی طرف سے آیا ہے اور دنیا کو طاغوت (غیر اللہ جس کی اطاعت و بندگی کی جائے) کا انکار کر کے صرف اللہ کی بندگی کی دعوت دینے پر آمادہ کیا گیا۔ اور اس وقت بھی جب کفار مکہ مسلمانوں پر ظلم و جور کے پہاڑ توڑ رہے تھے انہیں بشارت دی گئی کہ ''خدا کی قسم ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب ایک عورت زیورات سے لدی ہوئی صنعا سے حضر موت تک تنہا سفر کرے گی اور اسے جنگلی جانوروں کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا۔ بے پناہ آزمائشوں میں سے گزار کر مسلمانوں کو دنیا کی تمام باطل طاقتوں سے ٹکرانے کا عزم دیا گیا جو آج تک قائم ہے اور ہر دور کے باطل کے علمبردار مسلمانوں کی اس قوت ایمانی سے خائف رہتے ہیں۔

## امتحانی سوالات

1- حضرت محمد ﷺ کی مکی زندگی پر نوٹ لکھئے۔ فیصل آباد بورڈ 2011ء

2- قریش مکہ کی اسلام دشمنی کی وجوہات تحریر کیجئے۔ گوجرانوالہ بورڈ 2012ء

3- حضور ﷺ کی بعثت کے بعد اہم واقعات بیان کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2007ء)

4- مکہ مکرمہ میں اشاعت اسلام کیسے اور کیونکر ہوئی۔ (بہاولپور بورڈ 2007ء)

5- کفار قریش کی مخالفت اسلام کے اسباب قلمبند کیجئے۔

(بہاولپور بورڈ 2007ء، راولپنڈی 1988ء، ڈیرہ غازی خاں 2004ء، آزاد کشمیر 2004ء، لاہور بورڈ 2005ء)

6- ہجرت حبشہ کے احوال قلمبند کیجئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2005ء)

7- معراج النبی ﷺ کی اہمیت بیان کیجئے۔

8- آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی کے حالات لکھیں۔ (آزاد کشمیر 2007ء)

(لاہور 87-1984ء سرگودھا 1988ء، راولپنڈی 1988ء، ڈیرہ غازی خان 2004ء)

11- مختصر جواب دیں۔

- پہلی وحی کہاں آئی اور اس کا آغاز کس لفظ سے ہوا؟
- ❖ پہلی وحی غار حرا میں آئی اور آغاز اقرا (پڑھ) کے لفظ سے ہوا۔
- وحی کے بعد حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کو کس کے پاس لے گئیں؟
- ❖ ورقہ بن نوفل کے پاس جو ان کے عزیز تھے اور الہامی کتابوں کے عالم۔
- حضور ﷺ نے دعوت عام کا آغاز کہاں سے اور کس طرح کیا؟
- ❖ کوہ صفاء سے لوگوں کو جمع کر کے پہلے اپنی صداقت کی تصدیق کروائی پھر اسلام کی دعوت دی۔
- اسلام کی خاطر سب سے پہلے شہادت کا شرف کس کو حاصل ہوا؟
- حضرت سمیعہؓ کو جو حضرت عمار بن یاسر کی والدہ تھیں۔ مردوں میں سے حضرت حارث بن ابی ہالہ کو حضرت خدیجہؓ کے پہلے خاوند کے بیٹے تھے۔
- حضرت حمزہؓ نے اسلام کیسے اور کیوں قبول کیا؟
- ام جمیل کون تھی جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے؟
- ❖ ابولہب کی بیوی اور حرب بن امیہ کی بیٹی اور ابوسفیان کی بہن۔
- ولید بن مغیرہ کون تھا؟ ❖ مکہ کا رئیس اعظم ابوجہل کا چچا
- ابرہہ کون تھا؟ ❖ یمن کا گورنر جس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کی کوشش کی

✿ ✿ ✿

ابرہہ کون تھا؟

# SPREAD OF ISLAM AT MADINA I 4

# مدینہ میں اشاعتِ اسلام I

## ہجرت مدینہ ❁ مواخات مدینہ ❁ میثاق مدینہ

حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات کے بعد قریشی سرداروں میں جو تھوڑی بہت لحاظ داری تھی وہ بھی ختم ہوگئی تھی۔ حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد ابولہب کو بنو ہاشم کا سردار منتخب کیا گیا تھا جو اسلام کے سب سے بڑے مخالفین میں سے تھا۔ طائف کے دعوتی سفر میں بنو ثقیف کے سرداروں نے جو ظالمانہ اور غیر معقول رویہ اختیار کیا اس سے بھی مکہ کے دشمنانِ اسلام کے حوصلے بلند ہوئے اور آپ کو مکہ میں داخل ہونے کے لئے مطعم بن عدی کی پناہ لینی پڑی۔ اس زمانے میں عتبہ بن ربیعہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اتنا مارا کہ چہرے اور ناک کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ ان کے قبیلے والے ان کو کپڑے میں لپیٹ کر لے گئے اور انہیں یقین تھا کہ وہ اب زندہ نہیں بچیں گے۔ ① خود حضور ﷺ پر کفارِ مکہ جس طرح ظلم کر رہے تھے اس کی وجہ سے بعض اوقات آپ نے ان کے لئے بددعا کی۔ حضرت عمرؓ جیسی شجاع اور بارُعب شخصیت پر بھی بھرپور حملہ کیا گیا۔ یہاں تک گھنٹوں مقابلہ ہوتا رہا۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار کے لئے عذاب کی وعید آ رہی تھی اور مسلمانوں کے لئے کامیابی کے اشارات مل رہے تھے۔ معراج نبویؐ سے حضور ﷺ کو عین الیقین حاصل ہوگیا تھا اور آپ نے پوری جرأت کے ساتھ دعوت حق پیش کی یہاں تک کہ صحابہ اس ابتلا کے دور میں گھبرا کر حضور ﷺ کے پاس آنے لگے۔ حضرت خبابؓ بن ارت نے اس ظلم سے تنگ آ کر حضور ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ان کفار کے حق میں بددعا کیجئے تو آپؐ نے ایک طرف انہیں صبر و استقامت کا درس دیا اور دوسری طرف یہ بھی فرمایا کہ اللہ اپنے دین کو مکمل کر کے رہے گا اور ایک وقت آئے گا جب سوار صنعا سے حضر موت تک جائے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ البتہ بکری پر بھیڑیے کا خوف ہوگا۔ ②

اس فضاء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کے اشارت ملنے لگے۔ سورۂ یوسف نازل ہوئی جس میں یہ اشارہ تھا کہ اہل مکہ بھی کسی وقت اسی طرح مغلوب ہو کر آپ کے سامنے حاضر کئے جائیں گے جیسے یوسفؑ کے بھائی پیش ہوئے تھے۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کو دنیا میں بہترین ٹھکانے اور آخرت میں اجرِ عظیم کی بشارت دی گئی۔

سفرِ معراج کے دوران حضور ﷺ کو یثرب بھی دکھایا گیا جو اسلام کا نیا مرکز بننے والا تھا۔ سورۃ العنکبوت میں واضح حکم آ گیا۔

"اے میرے بندوں جو ایمان لائے ہو میری زمین بہت وسیع ہے پس تم میری ہی بندگی بجالاؤ۔"

① الرحیق المختوم صفحہ 208 ② ایضاً ص 215 بحوالہ صحیح بخاری

یعنی اگر یہ لوگ آپ کو دین سے برگشتہ کرنے کی کوشش کریں تو ہجرت کر کے کہیں اور چلے جائیں میری زمین بہت وسیع ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو ہجرت کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا۔

آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر مکہ کے مسلمانوں نے ایک ایک کر کے مدینہ کی طرف ہجرت شروع کر دی۔ کفار مکہ ان جانے والوں پر بھی طرح طرح کی زیادتیاں کرتے تھے۔ حضرت صہیبؓ رومی جب عازم یثرب ہوئے تو انہوں نے انہیں گھیر لیا اور کہا کہ جب تم مکہ آئے تھے تو غریب آدمی تھے۔ یہ مال تم نے یہیں رہ کر کمایا ہے اس لئے تم اسے اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ حضرت صہیبؓ نے تمام مال ان کے حوالے کیا اور دولت ایمان سے مالا مال یثرب کی راہ لی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر تبصرہ فرمایا

''صہیبؓ نے بہت سستا سودا کیا ہے۔''

ابوسلمہؓ ہجرت کے لئے تیار ہوئے تو انؓ کے قبیلہ والوں اور ان کے سسرال نے ان کی اہلیہ اور بچہ چھین لیا اور کہا کہ تم انہیں ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ بالآخر ایک سال کے بعد ام سلمہؓ کو بچے سمیت یثرب جانے کی اجازت ملی۔ بہت سے صحابہ کو ہجرت کی اجازت ہی نہ دی گئی اور انہیں قید کر دیا گیا۔

## ہجرت مدینہ

### اسباب، واقعات، نتائج

**اسباب** معراج کے موقعہ پر جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو یثرب کا شہر بھی دکھایا تھا جو مدینۃ النبی بننے والا تھا۔ معراج کے بعد ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ ہجرت ناگزیر ہو گئی۔ ان حالات کا تجزیہ کرنے سے ہجرت کے حسب ذیل اسباب سامنے آتے ہیں۔

1۔ **اسلام کے فروغ میں رکاوٹ:** محمد ﷺ ایک مشن لے کر اس دنیا میں آئے تھے اور آپ نے امشن کی تکمیل کا عزم صمیم کر رکھا تھا۔ شعب ابی طالب کے بعد مکہ کے حالات ایسے تھے کہ مکہ میں اسلام کی مزید اشاعت ممکن نہ رہی تھی۔ صرف حج کے موقع پر جب تشدد کی کارروائیا مشرکین کے نزدیک بھی حرام تھیں آپ قبائل عرب کو اسلام کی دعوت دے سکتے تھے لیکن منفی پروپیگنڈا اتنا زوردار تھا کہ اس تبلیغ کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو رہے تھے۔ لہٰذا ایک نئے مرکز کی ضرورت تھی جہاں اسلام زیادہ تیزی کے ساتھ پھیلایا جا سکے۔

2۔ **یثرب میں دین اسلام کی مقبولیت:** یثرب کے دارالہجرت بننے کا سبب یہ تھا کہ یہاں کے لوگ بہت تیزی سے مشرف بہ اسلام ہو رہے تھے۔ یثرب میں یہودیوں کی ایک کثیر تعداد آباد تھی جس کے یہاں آنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ ان کی کتابوں میں ''نجات دہندہ'' کی آمد کی جو پیش گوئیاں موجود تھیں ان کے مطابق اسے اسی شہر میں وارد ہونا تھا۔ بنواوس وخزرج کے جن لوگوں نے مکہ میں حضور ﷺ سے ملاقات کی انہیں سمجھ آ گئی کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ذکر یہود ان سے کرتے

رہتے تھے۔اس لئے انہوں نے فیصلہ کیا کہ یہودی نئے نبی کی بیعت کرنے میں ان سے آگے نہ بڑھنے پائیں چنانچہ انہوں نے نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ واپسی پر اسلام کی اشاعت کے لئے بھرپور کام کیا۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر کو معلم اسلام بنا کر بھیجا گیا تو ان کی کوششیں بارآور ہوئیں اور بہت سے بااثر لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہوگئے جن میں سعدؓ بن معاذ اور اسیدؓ بن حضیر جیسے سردار بھی شامل تھی۔

3۔ **بیعت عقبیٰ ثانی اور اہل یثرب کی دعوت:** نبوت کے تیرھویں سال یثرب کے مسلمانوں نے فریضہ حج ادا کیا اور منیٰ کے ایک خفیہ مقام عقبہ میں رات کی تاریکی میں حضور ﷺ سے ملاقات کی اور ان سے درخواست کی کہ آپ یثرب تشریف لے آئیں ہم آپ کی ویسے ہی حفاظت کریں گے جیسے اپنے بچوں کی کرتے ہیں اور جان و مال کی قربانی دیں گے۔ آپؐ کے چچا عباس جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔ اہل یثرب کا جوش و جذبہ قابل قدر تھا اس لئے آپ نے یثرب کی طرف ہجرت کا فیصلہ فرمایا۔

4۔ **حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات:** دوسری طرف مکہ میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابوطالب کے فوت ہو جانے کے بعد اہل مکہ کے راستے کی آخری رکاوٹ بھی دور ہوگئی کیونکہ ابوطالب بنوعبد مناف کے سردار تھے اس لئے ان کی حمایت کی وجہ سے حضرت محمد ﷺ کو نقصان پہنچانے کا مطلب ان کے قبیلے سے جنگ مول لینا تھا اور حضرت خدیجہؓ مکہ کی مالدار اور فیاض خاتون تھیں۔ سرداران مکہ میں سے بیشتر پر ان کے بہت سے احسانات تھے۔ اس لئے عرب روایات کے مطابق کفار مکہ ان کے شوہر پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔ عام الحزن کے بعد انہوں نے حضور ﷺ کو ختم کرنے کے بارے میں اپنے مذموم عزائم کا اعلان عام کرنا شروع کر دیا۔

5۔ **مظالم کی انتہا:** عام مسلمان جو پہلے بھی ستائے گئے تھے یہاں تک کہ بہت سے مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے اور کئی ایک صحابہ نے حضور ﷺ کے سامنے فریاد کی اور پوچھا کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ الغرض مومنین کو اس ظالمانہ فضا سے نکالنا ضروری ہوگیا تھا۔

6۔ **ہجرت حبشہ کی کامیابی:** جو مسلمان حبشہ ہجرت کر گئے تھے وہ نہ صرف پرسکون زندگی گزار رہے تھے بلکہ اسلام کی اشاعت بھی کر رہے تھے۔ اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ مکہ سے باہر اللہ کے دین کو پھیلانے کے بہتر مواقع موجود ہیں۔ اس کامیاب تجربہ سے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہوئی۔

7۔ **یثرب کی جغرافیائی اہمیت:** یثرب اس شاہراہ پر واقع تھا جو مدینہ سے شام کی طرف جاتی تھی اور جس پر سے اہل مکہ کے تجارتی قافلے گزرتے تھے۔ یثرب منتقل ہو جانے سے مسلمانوں کو مکہ والوں پر معاشی دباؤ ڈالنے کا موقعہ بھی مل جاتا۔ اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جب بیعت عقبہ ثانی کے بعد مکہ والوں نے یثرب کے مسلمانوں کو پکڑنے کی کوشش کی اور سعدؓ بن عبادہ قابو آ گئے اور وہ ان کو مارتے پیٹتے اور ان کے بال نوچتے مکہ واپس لے آئے تو مطعم بن عدی اور حارث بن حرب فوراً ان کی مدد کو پہنچے اس لئے ان کے تجارتی قافلے حضرت سعدؓ ہی کی پناہ میں مدینہ

یثرب) سے گزرتے تھے اور حضرت سعدؓ نے بھی واضح کر دیا کہ اگر تم لوگ ہمیں طواف کعبہ سے روکو گے تو ہم تمہیں اس سے روک دیں گے جو تمہارے لئے اس سے بھی اہم ہے یعنی تجارتی شاہراہ۔

8۔ **یثرب۔ ایک محفوظ شہر** : مذکورہ بالا جغرافیائی اہمیت کے علاوہ مدینہ کے اردگرد کی پہاڑیوں اور حفاظتی دیوار والے باغات کسی بھی وقت مدینہ کو مضبوط قلعہ بنا سکتے تھے جیسا کہ غزوہ خندق میں ہوا کہ مدینہ پر دو اطراف سے حملہ کرنا ممکن نہ تھا اور باقی اطراف میں مسلمانوں نے خندق کھود لی۔

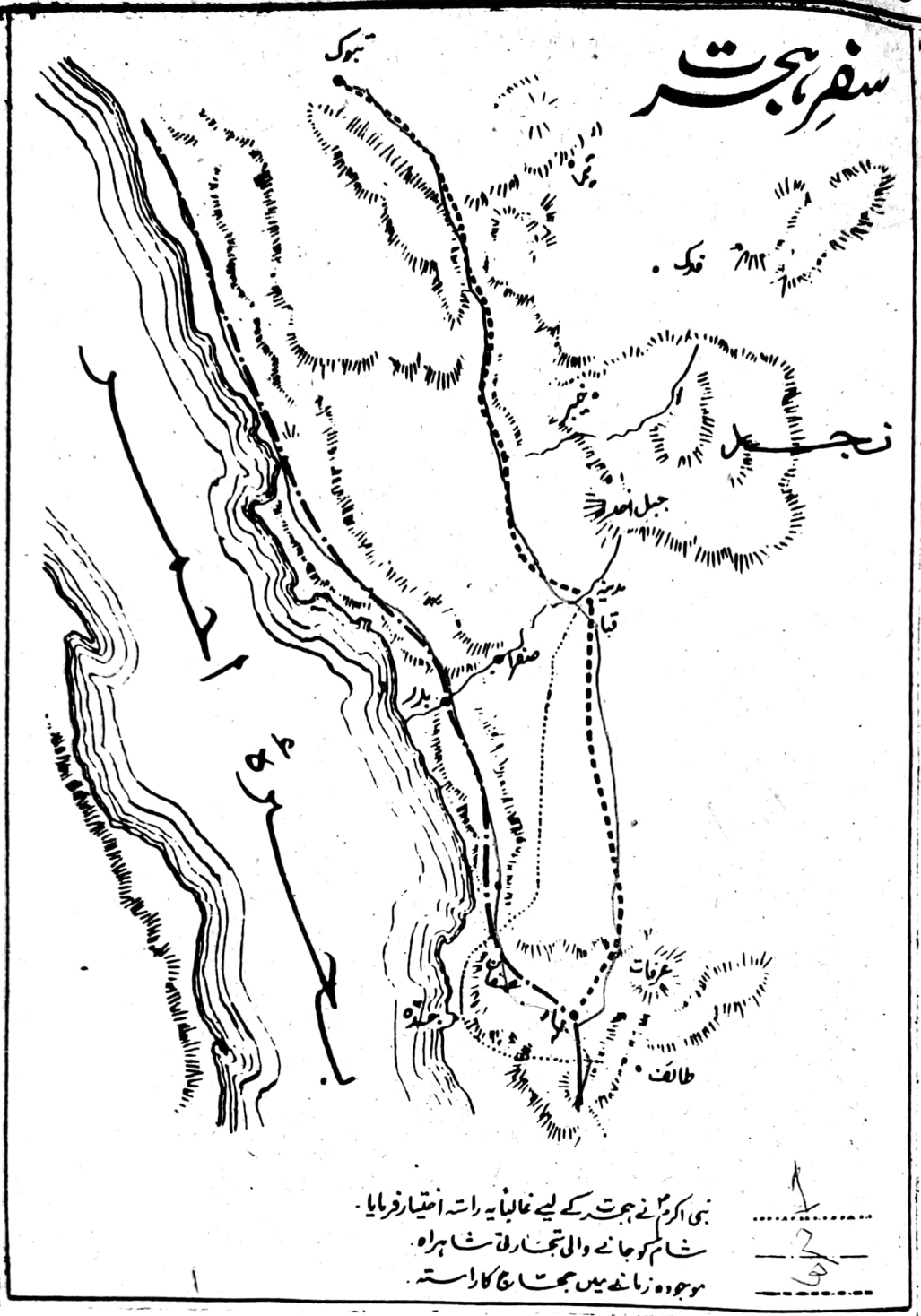
9۔ **سرداران قریش کا ناپاک فیصلہ**: بیعت عقبہ ثانی کے بعد مسلمان ایک ایک کر کے یثرب کا رخ کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ صرف حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ مکہ میں رہ گئے اور آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔

بیعت عقبہ ثانی کے تقریباً اڑھائی ماہ بعد 26 صفر کو سرداران مکہ دارالندوہ میں جمع ہوئے اور اس بات پر غور کرنے لگے کہ مسلمانوں کے یثرب چلے جانے کے بعد ان کے مفادات کو جو خطرہ پیدا ہو گیا ہے اس کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔

اس اجلاس میں شیطان بھی ایک نجدی شیخ کے روپ میں شریک محفل تھا اس پارلیمنٹ میں پہلی تجویز آئی کہ محمد (ﷺ) کو جلاوطن کر دیا جائے۔ شیطان (شیخ نجدی) نے کہا کہ یہ تجویز درست نہیں کیونکہ محمدؐ جہاں جائے گا لوگوں کو اپنا ہمنوا بنا لے گا اور تم پر حملہ کر کے تمہیں مغلوب کر لے گا۔ ایک سردار ابوالبختری نے تجویز کیا کہ انہیں بیڑیوں میں جکڑ کر قید میں رکھو اور ان کی موت کا انتظار کرو۔ شیخ نجدی نے کہا کہ یہ تجویز بھی صحیح نہیں اس کے ساتھیوں کو اس کی اطلاع ملے گی تو وہ اپنی جان پر کھیل کر بھی اسے چھڑا لیں گے۔ بالآخر ابوجہل نے یہ تجویز دی کہ تمام قبیلوں میں سے ایک ایک جوان لے کر ایک دستہ تیار کرو جو رات کو محمدؐ کے مکان کو گھیر لے اور جب وہ صبح باہر نکلیں تو سب مل کر حملہ کر کے ان کا خاتمہ کر دیں۔ بنو عبد مناف باقی سب قبیلوں کے خلاف لڑنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں اس لئے وہ خون بہا لے کر چپ ہو رہیں گے۔ شیطان نے کہا یہ ہے صحیح تجویز اس کے علاوہ باقی سب تجویزیں بے کار ہیں۔

10۔ **اللہ کا حکم** : اس ناپاک سازش میں جو رات حملے کے لئے طے کی گئی اسی رات اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مکہ سے ہجرت کا حکم دیا اور آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی معیت میں مکہ سے روانہ ہوئے۔

**سفر ہجرت** ایک طرف قریش کے سردار اپنی منصوبہ بندی میں مصروف تھے دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ہجرت کی ہدایت دی۔ آپ آدھی رات کے وقت اپنے گھر سے باہر نکلے اور ایک مٹھی مٹی ان لوگوں کی طرف پھینکی جو قتل کے ارادے سے گھر کو گھیرے ہوئے تھے جس سے ان کو نظر آنا بند ہو گیا آپ سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے ان کے درمیان سے نکل گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے گھر پہنچے اور ان کے گھر کی پچھلی طرف سے باہر نکل گئے اور بجائے یثرب کی طرف سیدھا شمال کا رخ کرنے کے جنوب کی طرف روانہ ہوئے اور مکہ سے تین میل دور ایک غار (غار ثور) میں مقیم ہو گئے۔




دوسری طرف محاصرہ کرنے والے صبح مکان کے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے آپ ﷺ کے بستر پر حضرت علیؓ کو سوئے ہوئے پایا۔ جن کو حضور ﷺ نے اس لئے پیچھے چھوڑ دیا تھا کہ وہ مکہ والوں کی وہ امانتیں واپس کردیں جو ہزار اختلاف کے باوجود وہ آپ ہی کے پاس رکھواتے تھے۔ وہ حضرت علیؓ کو گھسیٹتے ہوئے خانہ کعبہ کے پاس لے گئے اور ان سے حضور ﷺ کا اتا پتہ معلوم کرنے کی کوشش کی۔ ابوجہل حضرت ابوبکرؓ کے گھر بھی گیا اور آپؓ کی صاحبزادی اسماءؓ سے معلوم کیا کہ آپ کے والد کہاں ہیں انہوں نے جواب دیا واللہ مجھے نہیں معلوم کہ میرے والد اس وقت کہاں ہیں اس نے پورے زور سے ایک تھپڑ آپؓ کے منہ پر مارا اور واپس لوٹ گیا۔

مکہ والوں نے حضور ﷺ اور صدیق اکبرؓ کی گرفتاری کے لئے یہ اعلان کیا کہ جو کوئی ان میں سے کسی ایک کو زندہ یا مردہ کسی بھی صورت میں حاضر کرے گا اسے ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ اس انعام کے لالچ میں سوار اور پیادے ہر طرف پھیل گئے۔ ان میں سے ایک گروہ غار ثور کے دھانے تک جا پہنچا یہ لوگ اگر اپنے پاؤں کی طرف بھی دیکھ لیتے وہ دونوں رفیقوں کو دیکھ سکتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس گھبراہٹ کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ''مت غم کرو اللہ ہمارے ساتھ ہیں۔''

تین روز کے بعد وہ اونٹنیاں جن کو خاص طور پر سفر ہجرت کے لئے پالا رکھا گیا تھا غار کے پاس پہنچ گئیں اور عبداللہ بن اریقط کی رہنمائی میں جو راستوں کا ماہر تھا سفر ہجرت کا آغاز ہوا۔ عبداللہ نے وہ راستہ اختیار کیا جس پر عام لوگ سفر نہیں کرتے تھے۔ راستے میں بنو خزاعہ کی ایک خاتون ام معبد کے خیمہ سے آپ نے ایک مریل بکری (جس کے دودھ دینے کا کوئی امکان نہیں رہا تھا) کا دودھ دوہا خود بھی پیا اسے بھی پلایا اور ایک بالٹی دودھ اس کے خاوند کے لئے چھوڑ دیا۔ وہ بزرگ خاتون اور اس کا خاوند دونوں کو سمجھ آ گئی کہ آنے والی شخصیت وہی بابرکت ہستی تھی جس کی تلاش مکہ والے کر رہے ہیں۔

## سراقہؓ اور بریدہ اسلمیؓ کا تعاقب

انعام کے لالچ میں تلاش کرنے والے مسلسل تعاقب کر رہے تھے۔ ان میں سے سراقہ بن جعشم آپ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا لیکن حضور کے قریب پہنچا تو اس کا گھوڑا گر گیا۔ اس نے دوبارہ حملہ کا ارادہ کیا تو گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک ریت میں دھنس گئے اور اسے سمجھ آ گئی کہ اللہ کے رسول ﷺ پر حملہ کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ اس نے ضروریات سفر مہیا کرنے کی پیش کش کی نیز یہ درخواست کی اسے ایک امان نامہ لکھ دیا جائے کہ جب آپ کا اقتدار آئے مجھے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ آپ نے امان نامہ لکھوا دیا اور پیشین گوئی فرمائی کہ سراقہ اس وقت تیری کیا شان ہوگی جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔[1] دوسرا شخص جو اس قافلہ ہجرت کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہوا وہ بریدہ اسلمیؓ تھے جو آئے تو غلط ارادے سے تھے لیکن اپنے ستر ساتھیوں سمیت مشرف بہ اسلام ہو گئے اور اس قافلہ ہجرت کے علمبردار کی حیثیت سے ساتھ ہو لئے۔

## قبا میں قیام

نبی اکرم ﷺ ایک ہفتہ سفر کے بعد 8 ربیع الاول 14 نبوی 23 ستمبر 622ء کو مدینہ کی نواحی بستی قبا میں پہنچے اہل یثرب دیدہ و دل فرش راہ کئے استقبال کے لئے موجود تھے۔ تین دن بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی لوگوں کی امانتیں لوٹا کر یہیں آپ سے آ ملے۔ یہاں پہلی مسجد' مسجد قباء کی بنیاد رکھی گئی۔ یہیں پہلا جمعہ پڑھا گیا۔ چند روز کے قیام کے بعد یثرب پہنچے اور اپنے ننھیالی قبیلہ بنو نجار کے ایک شخص حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو میزبانی کا شرف بخشا اور یثرب مدینۃ النبی (یعنی نبی کا شہر) قرار پایا۔

---

[1] یہ پیشین گوئی دورِ فاروقی میں پوری ہوئی جب مدائن کی فتح کے بعد یہ کنگن سراقہ کو پہنائے گئے۔

# ہجرت مدینہ کی اہمیت اور اثرات

1۔ **مثالی معاشرہ وجود میں آیا:** حضور ﷺ کی مدینہ آمد ایک مثالی معاشرے کی تخلیق کا سبب بنی جس میں مساوات، بھائی چارہ، محبت اور ہمدردی کے جذبات موجزن تھے نہ کوئی قبائلی چپقلش تھی اور نہ ہی خانہ جنگی۔

2۔ **اسلام کی اشاعت:** حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد نہ صرف مدینہ کے لوگوں بلکہ اردگرد کے قبائل میں بھی اسلام تیزی سے پھیلنے لگا اور یہ بات واضح ہوگئی کہ ہجرت مدینہ صرف جان بچانے کی تدبیر نہ تھی بلکہ اسلامی انقلاب کی تکمیل کے لئے ایک ضروری اقدام تھا۔

3۔ **مدینہ کے قبائل میں اتحاد:** مدینہ میں آباد عرب قبائل بنو اوس و خزرج آپس میں لڑتے رہتے تھے اور باہمی لڑائی میں یہودی قبیلوں کی مدد بھی لیتے تھے۔ ہتھیار بھی اور سودی قرض بھی۔ حضور ﷺ کی قیادت کو ماننے کے معنی یہ تھے ان کے درمیان دشمنی ختم ہوگئی اور سب مل کر ایک مشترکہ مقصد اسلام کے فروغ کے لئے سرگرم ہوگئے۔

4۔ **اسلامی حکومت کا قیام:** ہجرت کے نتیجہ کے طور پر اسلام جو اب تک ایک تحریک تھی اب ریاست بن گیا ایک ایسی ریاست جس کے سربراہ حضرت محمد ﷺ تھے جن کا فیصلہ آخری تھا۔ گویا خدا اور رسول ﷺ کی برتری کی وجہ سے یہ ایک اسلامی ریاست تھی۔

5۔ **دنیا کا پہلا تحریری دستور:** محمد ﷺ نے مدینہ میں یہودی قبائل بنو اوس اور بنو خزرج اور مہاجرین و انصاری کو ایک تحریری دستور۔ میثاق مدینہ۔ دیا تھا جس میں افراد اور قبائل کے حقوق و فرائض کا واضح تعین تھا۔ مذہبی رواداری کا اصول تسلیم کیا گیا تھا۔ دفاع کی ذمہ داری مشترکہ تھی اور امن و امان بحال رکھنے کے لئے ہر قبیلہ اپنے اپنے علاقہ کا ذمہ دار تھا اس طرح دنیا کا پہلا تحریری دستور وجود میں آیا۔

6۔ **معاشی ترقی:** نئی منتظم ریاست نے ایسا پرامن ماحول دیا کہ تجارت و زراعت نے تیزی سے ترقی کی۔ مکہ سے آنے والے صحابہ تجارت کے ماہر تھے انہوں نے معاشی سرگرمی میں خاطر خواہ اضافہ کیا اور داخلی تجارت ہی نہیں بلکہ خارجی تجارت نے بھی قابل لحاظ ترقی کی اور مدینہ جلد ہی معاشی طور پر مستحکم ریاست بن گیا۔

7۔ **مسئلہ مہاجرین کا حل:** نہ صرف مکہ سے مہاجرین کی ایک تعداد مدینہ آئی تھی بلکہ دیگر قبائل اور علاقوں کے مسلمانوں کے لئے بھی ہجرت لازمی قرار دی گئی۔ مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ اخلاقی بنیادوں پر حل کیا گیا۔ یعنی ایک مہاجر کو ایک انصاری کا بھائی بنا دیا گیا جس نے اپنی جائیداد میں اسے حصہ دار بنایا۔ معاشی طور پر اس کو پاؤں پر کھڑا کیا اور محبت و پیار سے بھری ہوئی ایک سوسائٹی وجود میں آئی۔ مہاجرین کے مسئلہ کے اتنے تیز اور موثر حل کی مثال تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔

8۔ **اسلامی نظام زندگی کی عملی صورت:** مدینہ میں اسلامی معاشرہ اور اسلامی ریاست کی تشکیل

کے ساتھ ہی وہ تمام احکام بھی نازل ہوئے جن کا تعلق اسلامی ریاست کے نظام کے ساتھ تھا۔ اسلامی قوانین کی مختلف دفعات بھی نازل ہوئیں۔ ترتیب کا ایک جامع اور مربوط نظام وجود میں آیا۔ شراب حرام قرار پائی' سود پر پابندی لگی' نماز باجماعت اور اذان کا نظام' مشاورت کا طریقہ' صلح و جنگ کے قوانین غرض اسلام کے نظام حیات کے مختلف خدوخال واضح ہوئے۔

9۔ **قریش مکہ پر معاشی دباؤ:** مدینہ کی جغرافیائی اہمیت یہ تھی کہ وہ جس راستہ کے ذریعے اہل مکہ یمن سے شام تک بین الاقوامی تجارت کرتے تھے مدینہ کے پاس سے ہوکر گزرتا تھا۔ اس لئے مدینہ میں نئی اسلامی ریاست کسی وقت بھی مکہ پر معاشی دباؤ ڈال سکتی تھی۔

10۔ **مضبوط دفاعی پوزیشن:** جغرافیائی اہمیت کی وجہ سے بھی مدینہ کے خلاف اہل عرب زیادہ دیر تک جنگ جاری نہیں رکھ سکتے تھے اس کے علاوہ مدینہ کے اردگرد پہاڑیوں اور حفاظتی دیوار والے باغات کی وجہ سے مدینہ میں رہ کر دفاع کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ جنگ اُحد میں بھی ایک رائے یہ تھی کہ باہر نکل کر مقابلہ کرنے کی بجائے محصور ہوکر مدافعت کی جائے۔ جنگ خندق میں تو عملاً مسلمانوں نے خالی اطراف میں خندق کھود کر ایک بڑے لشکر کو باہر روکے رکھا یہاں تک کہ وہ مایوس ہوکر واپس لوٹ گئے۔

11۔ **ایک نئی بین الاقوامی طاقت:** اس زمانے میں ایران و روم دو بین الاقوامی طاقتیں (World Powers) تھیں مدینہ کی یہ نئی تاریخی ریاست جلد ہی اتنی مضبوط ہوگئی کہ اسے تیسری طاقت (Third Power) تسلیم کیا گیا اور تاریخ کے بعد کے ادوار میں یہ نئی ابھرنے والی طاقت باقی دونوں پر غالب آ گئی۔

القصہ ہجرت مدینہ نے وہ ریاست قائم کی جس نے اسلام کو چین' ترکستان' ہندوستان' شام و مصر' شمالی افریقہ' اندلس اور فرانس کی حدود تک پھیلایا اور اس ہجرت نے اس مذہب کے ماننے والوں کو ایک مرکز پر جمع کیا جو اس وقت دنیا کے ہر خطے میں موجود ہیں۔

ثقافتی اور سماجی سطح پر دیکھا جائے تو مدینۃ النبیؐ کے اس مرکز سے تہذیب کی کرنیں مشرق اور مغرب کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں پہنچیں اور انسان کو وحشت و بربریت اور انسانوں اور دیوتاؤں' مذہبی پروہتوں اور شہنشاہوں کی غلامی سے نجات ملی۔ انسانیت کو مساوات' عدل و انصاف' حقوق انسانی اور خدائے وحد کی اطاعت کا عظیم سبق ملا۔ کئی صدیوں تک سائنسی و جغرافیائی سرگرمیوں کو سرپرستی ملی اور قدیم کو جدید دنیا میں تبدیل ہونے کا موقعہ ملا۔

روحانی اعتبار سے دیکھا جائے تو ہجرت مدینہ نے انسان کو وہ روحانی روشنی مہیا کی جس نے نہ صرف ایک بلند کردار معاشرہ قائم کر کے دکھایا بلکہ مستقل طور پر انسان کو پرمسرت زندگی گزارنے کے لئے وہ روحانی اقدار مہیا کیں کہ جن کو نظرانداز کر کے کوئی معاشرہ خواہ کتنی بھی مادی ترقی کرے سکون قلب حاصل نہیں کرسکتا۔

## یثرب مدینۃ النبی بنا

اللہ اہل یثرب نے نبی ﷺ کا استقبال اس انداز میں کیا کہ کئی روز تک روزانہ شہر کے باہر کھڑے ہوکر آپ کی آمد کا انتظار کرتے رہے جب شام ہو جاتی تو مرجھائے ہوئے چہرے لئے واپس لوٹ جاتے بالآخر ایک دن شام کے وقت وہ ساعت سعید آ پہنچی اور ایک یہودی نے انہیں بتایا کہ وہ شخص جس کا تم انتظار کر رہے ہو آ پہنچا ہے۔ انہوں نے آپ کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔ آپؐ نے مدینہ سے باہر قبا ہی میں پہلی منزل کی۔ یہیں پر انصاری مسلمانوں نے شرف باریابی پایا۔ آنحضرت ﷺ نے یہاں ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر فرمائی۔ یہ گویا باجماعت زندگی کا نقطہ آغاز تھا۔ اسلام کا پہلا جمعہ یہیں پڑھا گیا۔ قیام قبا کے دوران حضرت علیؓ بھی آپؐ سے آملے تھے۔ آپؐ نے چودہ روز یہاں قیام فرمایا۔ اس کے بعد یثرب میں داخل ہوئے۔ اب یثرب مدینۃ النبیؐ بن گیا تھا جسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرم کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اہل مدینہ آنحضرتؐ کے استقبال کے لئے دورویہ کھڑے تھے۔ بچیاں گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر محبت بھرے استقبالیہ نغمے گا رہی تھیں۔

| | |
|---|---|
| طلع البدر علینا | ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا..... کوہ |
| من ثنیات الدواع | وداع کی پہاڑیوں سے ..... شکر واجب ہے |
| وجب الشکر علینا | ہم پر اللہ کا ..... جب تک کہ دُعا مانگنے والے |
| مادعا اللہ داع | دُعا مانگیں (قیامت تک) ..... اے وہ |
| ایھا المبعوث فینا | جو ہم میں مبعوث کیا گیا ہے ..... تیرے حکم |
| جئت بالامر المطاع | کی اطاعت ہم پر فرض ہے |

ہر خاندان اور ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ آنحضرت ﷺ اسی کے ہاں ٹھہریں لیکن آپ نے فرمایا کہ میری اونٹنی خدا کی طرف سے مامور ہے جہاں یہ بیٹھ جائے گی میرا قیام اسی گھر میں ہوگا۔ چنانچہ یہ سعادت حضرت ابوایوبؓ انصاری کے حصہ میں آئی جو مدینہ کے غریب ترین شخص تھے۔ آپ انہی کے گھر میں قیام پذیر ہوئے۔

## مسجد نبویؐ کی تعمیر

مدینہ میں ورود کے بعد آنحضرت ﷺ نے اسلامی معاشرے کی تعمیر شروع کی۔ قبا کے قیام کے دوران ایک مسجد وہاں تعمیر ہو چکی تھی۔ مدینہ میں بھی ایک مسجد کی تعمیر کی ضرورت تھی۔ اس کے لئے ایک جگہ منتخب کی گئی جو دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ آپؐ نے با اصرار اس کی قیمت ادا کی اور وہاں پر مسجد نبوی کی تعمیر کی گئی۔ خود نبی ﷺ نے اس میں اینٹیں پکڑائیں۔ تعمیر میں حصہ لینے والوں کی بشارت دی گئی۔ مسجد نبویؐ صرف ایک عبادت گاہ ہی نہ تھی بلکہ اسلامی تہذیب و ثقافت کا مرکز تھا۔ ہر قسم کے مشورے وہیں ہوتے تھے۔ بعد میں صلح و جنگ کے معاملات تک وہیں طے پایا کرتے

دوسرے ملکوں کے سفراء کو وہیں ٹھہرایا جاتا اور اسلامی ریاست کے تمام امور سیاسی وہیں پر طے ہوتے۔ یہ ''گورنمنٹ ہاؤس'' ایک کچی عمارت تھی جس کا طول 33 گز' عرض 30 گز اور چھت کی بلندی ساڑھے تین گز تھی۔ دیواریں کچی تھیں' دروازے کے بازو پتھر کے بنائے گئے تھے۔ کھجور کے تنوں کو کھمبے کے طور پر استعمال کیا گیا تھا جن پر شاخوں اور پتوں کی چھت ڈالی گئی تھی۔ فرش کچا تھا۔ جب بارش ہوتی تو چھت میں سے پانی ٹپک کر فرش پر کیچڑ پیدا کر دیتا۔ لیکن اس سادگی کے باوجود یہ نہایت پروقار اور یثرب کی اہم ترین عمارت تھی۔

## مواخات مدینہ

اسلامی ریاست کا ایک بہت بڑا مسئلہ مہاجرین کی آبادکاری تھی۔ چند ہزار کی اس بستی میں سینکڑوں مسلمان متاع دین بچانے کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ کر پہنچ رہے تھے۔ ان کو آباد کرنا' از سر نو روزگار مہیا کرنا اور انہیں معاشرے کے مفید افراد بنانا بہت مشکل تھا۔ تاہم آنحضرت ﷺ نے اس مسئلہ کو قانون کے زور پر سے نہیں بلکہ اخلاق کے زور سے حل کیا۔ آپؐ نے دینی اخوت کے جذبات لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں اتار دیئے اور اس کے بعد ایک مہاجر کو ایک انصاری کا بھائی بنا دیا گیا۔ انصاری بھائی اپنے گھر کا تمام اثاثہ' کاروبار' زمین غرضیکہ ہر چیز کا نصف اپنے مہاجر بھائی کے حوالے کرنے کی پیش کش کرتا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کے دینی بھائی سعد بن ربیع نے جو ایک مالدار انصاری تھے انہیں اپنا آدھا مال پیش کیا انہوں نے اپنے مہاجر بھائی کو یہ پیشکش بھی کی کہ ان کی بیویوں میں سے جسے وہ پسند کریں اس سے شادی کر لیں میں اسے طلاق دے دوں گا۔

اس مواخات کا دوسرا قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ مہاجرین نے نہایت خودداری کا ثبوت دیا اور صرف بقدر ضرورت ہی امداد قبول کی۔ انصار مدینہ نے آنحضور ﷺ سے درخواست کی کہ ان کی زمینوں میں سے آدھا حصہ مہاجرین کو دے دیا۔ لیکن مہاجرین زراعت پیشہ نہ تھے بلکہ تاجر تھے چنانچہ انہوں نے اپنا ہی شغل اختیار کیا۔ عبدالرحمن بن عوف کو ان کے بھائی سعدؓ بن ربیع نے اپنی جائیداد کا نصف حصہ پیش کیا تو انہوں نے شکریہ کے ساتھ معذرت کر دی اور صرف اتنی درخواست کی کہ مجھے بازار کا راستہ بتا دیں۔ چنانچہ قینقاع کے باروق بازار میں جا کر کچھ گھی اور پنیر خریدا اور شام تک اسے بیچا۔ چند روز میں ہی وہ اتنے امیر ہو گئے تھے کہ انہوں نے شادی کر لی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کپڑے کا کارخانہ بنا لیا۔ حضرت عثمان بن عفان نے بنو قینقاع کے بازار میں کھجوروں کی تجارت شروع کر دی۔ حضرت عمرؓ نے بھی بیوپار کا شغل اختیار کیا۔ الغرض بہت جلد مہاجرین معاشی طور پر اتنے خوشحال ہو چکے تھے کہ انہوں نے مدینہ میں اپنے مکانات بنا لئے تھے اور انصار مدینہ کے نخلستانوں سے جو حصہ انہیں ملتا تھا اس کی اب انہیں ضرورت نہ تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل ہو گیا

''قرابت دار ایک دوسرے (کی وراثت) کے زیادہ حقدار ہیں۔'' (سورۃ الانفال)

مواخات قائم کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے یہ بات بھی پیش نظر رکھی کہ مہاجر اور انصاری

صحابہ جن کو بھائی بھائی بنایا جائے وہ ہم مزاج و ہم مرتبہ (معاشرتی و معاشی اعتبار سے) ہوں۔ ایک دوسرے سے دین سیکھ سکیں۔ مثلاً حضرت ابو حذیفہؓ عتبہ بن ربیعہ رئیس مکہ کے صاحبزادے تھے۔ اس لئے ان کا بھائی عبادؓ بن بشر کو بنایا گیا جو قبیلہ اشہل کے سردار تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کا بھائی سعدؓ بن معاذ کو بنایا گیا۔ اول الذکر نے جنگ بدر میں اپنے باپ کو خود قتل کیا اور موخر الذکر نے اپنے پرانے حلیف قبیلہ بنو قریظہ کو اللہ کے دین کے مفاد میں قربان کیا۔ حضرت سعیدؓ بن زید حضرت عمرؓ فاروق کے بہنوئی تھے۔ علمی ذوق رکھتے تھے۔ ان کے دینی بھائی ابی بن کعب بھی فقہ و قرأت کے امام تھے۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف رئیس مکہ تھے۔ ان کے بھائی سعدؓ بن الربیع رئیس مدینہ تھے ④ خود حضور ﷺ نے کسی انصاری کے ساتھ رشتہ اخوت قائم نہ کیا۔ کیونکہ ہر انصاری کی خواہش تھی کہ آپ اس کے بھائی بنیں۔ کسی ایک کے ساتھ تعلق دوسروں کے اندر منفی جذبات پیدا کر سکتا تھا۔ آپ نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو اپنا بھائی بنایا جو پہلے ہی ان کے گھر کے فرد تھے۔

القصہ آنحضور ﷺ نے مہاجرین کے مسئلہ کو اس عمدگی سے حل کیا کہ تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

## میثاق مدینہ

مدینہ تشریف آوری کے بعد محمد ﷺ نے مواخات مدینہ کے ذریعے بھائی چارہ کی فضاء پیدا کر دی مسجد نبوی کی تعمیر سے ایک معاشرتی و سیاسی مرکز مل گیا اور سیاسی تنظیم کے لئے مدینہ میں آباد تمام فریقوں کو اکٹھا کر کے ایک معاہدہ کیا گیا جسے میثاق مدینہ کا نام دیا جاتا ہے۔

**شرائط۔ مختلف پہلو**

**معاہدے میں شامل فریق ایک سیاسی وحدت:** معاہدے میں مہاجرین، انصار مدینہ یعنی مدینہ کے مسلمان، مدینہ میں آباد دیگر لوگ جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا اور یہود کے تینوں قبیلے (بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ) شامل تھے۔ ان سب کو ایک سیاسی وحدت قرار دیا گیا۔

**تمام فریقوں کے مساوی حقوق:** معاہدہ میں شامل تمام فریقوں، یہاں تک کہ یہودیوں کو بھی مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔ معاہدہ میں شامل فریقوں کے جن دوسرے قبائل کے ساتھ برادرانہ تعلقات ہیں ان کو ان ہی کے طرح حقوق حاصل ہوں گے۔

**مدینہ کا تقدس:** مدینہ کو حرم کا درجہ دیا گیا یعنی اسے امن کا گھر قرار دیا گیا اور اس میں فساد و خونریزی ممنوع قرار پائی۔

**امن و امان کا قیام:** ہر قبیلہ اپنے اپنے علاقہ میں امن و امان برقرار رکھنے کا ذمہ دار ہوگا۔

**پناہ کا قانون:** اگر کوئی شخص مدینہ کے کسی آدمی کی پناہ میں آجائے تو اسے وہی حقوق حاصل ہوں گے جو پناہ دینے والے کے ہیں۔ البتہ کسی ایسے شخص کو پناہ نہیں دی جائے گی جو فتنہ پیدا کرنے والا یا ظالم ہو۔

④ تفصیل کے لئے دیکھئے سیرت النبی شبلی نعمانی

**قصاص:** کسی شہری کے قتل پر قصاص لیا جائے گا تاہم اگر مقتول کے وارث خون بہا لینے پر آمادہ ہوں تو قاتل قتل ہونے سے بچ جائے گا لیکن اسے یا اس کے وارثوں کو خون بہا ادا کرنا ہوگا۔ کسی بے کس کو فدیہ و دیت سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔

**خون بہا کی ادائیگی اور قیدیوں کی رہائی:** مکہ سے آنے والے قریشی مسلمان اور انصار مدینہ کے قبائل خون بہا اور قیدیوں کو رہا کرانے کے لئے فدیہ کی ادائیگی کے لئے اپنے اپنے دستور پر عمل کریں گے۔

**ظلم کے خلاف مشترکہ جدوجہد:** جو شخص ظلم و زیادتی کرے گا یا ظلم و گناہ اور فساد کی راہ پر چلے گا تمام اہل تقویٰ اور اہل ایمان اس کے خلاف متحد ہو کر کھڑے ہوں گے خواہ ظالم اس میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہوگا۔

**انفرادی ذمہ داری کا اصول:** کسی شخص کے برے فعل کی ذمہ داری اسی پر ہوگی اس کا حلیف یا کوئی رشتہ دار اس کے برے فعل کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

**صلح و جنگ میں تعاون:** معاہدہ میں شامل کوئی فریق اگر حالت جن میں ہو تو اس کی مدد کے لئے تمام فریق باہم صلاح مشورہ کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی و وفاداری برقرار رکھی جائے گی۔ اپنی اپنی جنگ کے مصارف ہر فریق خود اٹھائے گا۔ یہود کی طرف سے صلح کی دعوت قبول کی جائے گی البتہ اس شق کا اطلاق اس جنگ پر نہیں ہوگا جو خالص دین کی خاطر کی جا رہی ہو۔

**مشترکہ دفاع:** مدینہ پر حملہ کی صوت میں یہودی اور مسلمان مل کر دفاع کریں گے۔ قریشی یا ان کے کسی معاون کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

**تنازعہ کے فیصلہ کا اختیار:** اس معاہدہ میں شریک فریقوں کے درمیان اگر کوئی تنازعہ یا اختلاف پیدا ہو جائے یا کسی مسئلہ پر فتنہ و فساد پیدا ہونے کا خدشہ ہو تو اس کے فیصلے کے لئے اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

## میثاق مدینہ کی اہمیت

میثاق مدینہ رسول اللہ ﷺ کی بصیرت اور صلاحیت کا بھرپور شاہکار اور ایک تاریخ ساز اور انقلاب انگیز دستاویز ہے۔ اس کی اہمیت کے درج ذیل نکات قابل توجہ ہے۔

1۔ **پہلا تحریری دستور:** نئی قبائلی نظام میں بٹے ہوئے یثرب میں ایک منظم ریاست کا اعلان تھا جو اپنی فیوض و برکات کی وجہ سے عرب کے قبایل کے لئے روشنی کا ایک مینار تھا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے بجا طور پر نشاندہی کی ہے کہ دنیا کا پہلا تحریری دستور تھا۔

2۔ **اسلامی ریاست کا قیام:** میثاق مدینہ نے جو ریاست قائم کی اس میں آخری فیصلہ کا اختیار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو دیا گیا تھا۔ اس طرح نئی قائم ہونے والی ریاست پہلی اسلامی

ریاست تھی۔

3۔ **وفاقی طرز حکومت**: مدینہ کی اسلامی مملکت تھی۔ اس میں شامل تمام قبائل اور ان کی شاخوں اور ان میں معاہدہ کرنے والے تمام قبائل کی داخلی آزادی، ان کے اپنے قوانین رسوم و رواج اور مذہب کو پورا دستوری تحفظ دیا گیا۔

4۔ **امن و امان کا حصول**: مدینہ کو مقدس و محترم قرار دے کر اور ہر قبیلے کو اپنے علاقہ میں قیام امن کا ذمہ دار قرار دے کر مدینہ کو امن کا گہوارہ بنا دیا گیا جہاں ہر شخص کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ تھی۔ بہت جلد مدینہ کے اردگرد کے قبائل بھی اس معاہدے میں شامل ہو گئے اور امن و سکون کے علاقہ کی حدود مزید وسیع ہو گئیں۔

5۔ **ظلم و جور کا انسداد**: نئی قائم ہونے والی ریاست میں امن کے حصول کے لئے حقداروں کے حق کو قربان نہیں کیا گیا تھا بلکہ مظلوم کی حمایت اور ظلم کے انسداد کے لئے مومنین کی مشترکہ کارروائی کا عزم موجود تھا۔

6۔ **فلاحی مملکت**: مدینہ کی ریاست میں امن و امان کے تحفظ، باہمی خیر کواہی، عوام کی فلاح، مظلوم کی حمایت، غریب کی مدد جیسے اصولوں کو عملی جامہ پنانے کی وجہ سے یہ ایک فلاحی مملکت (Welfare State) بن گئی۔

7۔ **رواداری کا اصول**: میثاق مدینہ نے ان لوگوں کو بھی مساوی اور منصفانہ حقوق دیئے جو یہودی و نصرانی تھے یا اوس و خزرج کے وہ لوگ تھے جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا اس طرح مذہبی رواداری کے اصول کو پہلی مرتبہ دستوری طور پر مانا گیا۔

8۔ **دفاعی استحکام**: میثاق مدینہ نے اس نوزائیدہ اسلامی مملکت کی دفاعی حیثیت کو بھی بہت مضبوط بنا دیا۔ ریاست کے اندر بسنے والے مختلف عناصر کا امن و سکون برقرار رکھنے پر اتفاق کرنا اور مدینہ کے گردونواح کے قبائل کا اس معاہدے میں شامل ہونا یہ معنی رکھتا تھا کہ مدینہ کی اسلامی ریاست کو کافی استحکام حاصل ہو گیا ہے۔ مزید برآں مدینہ کے گرد و نواح میں مسلمانوں کا اثر و رسوخ بڑھ جانے سے قریش کی وہ شاہراہ مسلمانوں کے زیر اثر آ گئی جو شام کے تجارتی سفر کے لئے استعمال کی جاتی تھی اور قریش مکہ پر معاشی دباؤ ڈالنے کا موقع فراہم ہو گیا۔

9۔ **قریش پر معاشی دباؤ**: اسلامی ریاست اور اسلامی تحریک کی کشش نے ان قبائل کو مدینہ کی ریاست کا اتحادی بنا دیا جو اس شاہراہ پر آباد تھے جو مکہ سے شام کی طرف جاتی تھی چنانچہ مسلمان اس پوزیشن میں تھے کہ وہ قریش پر معاشی دباؤ ڈال سکیں۔ غزوہ بدر سے پہلے اس شاہراہ پر مسلح دستے اسی غرض کے لئے بھیجے گئے تھے۔

10۔ **اسلام کی اشاعت**: مدینہ کے مکینوں نے باہمی اعتماد و اتحاد، تعاون اور رواداری کے اصولوں کی بنیاد پر جو ریاست قائم کی اس سے اسلام کا عادلانہ نظام لوگوں کے سامنے آ گیا اور وہ خود

تاریخ اسلام سے متاثر ہونے لگے۔ ریاست روز بروز مضبوط ہوتی چلی گئی اور صرف گیارہ سال کے عرصہ میں اس کا رقبہ 150 مربع کلومیٹر سے پندرہ لاکھ کلومیٹر ہو گیا۔

## امتحانی سوالات

1۔ میثاق مدینہ کی اہمیت کا جائزہ لیجئے۔ ساہیوال بورڈ 2015ء
2- ہجرت مدینہ کے اسباب تحریر کریں۔ لاہور بورڈ 2015، میرپور آزاد کشمیر 2011ء
3- میثاق مدینہ کی اہمیت بیان کریں۔ فیصل آباد بورڈ 2015ء
4۔ میثاق مدینہ کی اہم دفعات بیان کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2012ء)
5- ہجرت حبشہ کے اسباب، واقعات اور نتائج پر نوٹ لکھیں۔ بہاولپور بورڈ 2011ء
6- سانحہ کربلا پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔ بہاولپور بورڈ 2011ء
7- میثاق مدینہ پر نوٹ تحریر کریں۔ ملتان بورڈ 2011ء
8۔ میثاق مدینہ کا جائزہ لیجئے۔ (بہاولپور 2004ء)
9۔ ہجرت مدینہ کی تاریخ اسلام میں اہمیت بیان کیجئے۔ (فیصل آباد 2005ء)

☐ مختصر جواب دیں۔

○ ہجرت سے پہلے مکہ کے سرداروں کا خفیہ اجلاس کہاں منعقد ہوا؟ (دارالندوہ میں)
○ حضور ﷺ کو نعوذ باللہ من ذلک ختم کرنے کی تجویز کس نے پیش کی؟ (ابوجہل نے)
○ حضور ﷺ نے کس تاریخ کو سفر ہجرت پر روانہ ہوئے؟ (27 صفر/13 نبوی/12 ستمبر 622ء)
○ حضور ﷺ نے روانگی سے پہلے اپنے بستر پر کس کو لٹایا؟ (حضرت علیؓ بن ابی طالب)
○ حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت کے سفر میں کون شریک تھے؟ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)
○ غارِ ثور میں قیام کے دوران آپ کو خوراک کون مہیا کرتا رہا؟
(حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام عامر بن فہیرہ)
○ سفرِ ہجرت میں آپ کی رہنمائی کس نے کی؟ (عبداللہ بن اریقط)
○ حضور ﷺ نے راستے میں کس خاتون کے گھر سے بکری کا دودھ دوہا؟ (بنوخزاعہ کی خاتون ام معبد)
○ سب سے پہلے کون شخص حضور ﷺ کا تعاقب کر کے آپ کے پاس پہنچا۔ (سراقہ ابن جعشم)
○ کیا سراقہ نے اسلام قبول کیا؟ (فوری طور پر نہیں لیکن بعد میں مسلمان ہو گیا)
○ کس شخص کے بارے میں حضور ﷺ نے پیشین گوئی کی کہ تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔
(سراقہ ابن جعشم)
○ تعاقب کرنے والی کون سی دوسری شخصیت تھی جس نے اپنے ساتھیوں سمیت اسلام قبول کر لیا۔
(حضرت بریدہ اسلمیؓ)
○ حضور ﷺ نے مدینہ پہنچ کر سب سے کہاں قیام کیا؟ (قبا میں)

- حضور ﷺ نے سفر ہجرت میں کس کو علم دے کر ہراول دستے کا انچارج مقرر کیا۔
(حضرت بریدہ اسلمیؓ)
- پہلی مسجد کہاں تعمیر ہوئی؟ پہلا جمعہ کہاں پڑھا گیا؟ (قبا میں)
- مواخات مدینہ میں حضور ﷺ نے کس کو اپنا بھائی بنایا؟ (حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو)
- اشاعت اسلام کے لئے یثرب کس کو بھیجا گیا؟ مصعبؓ بن عمیر کو
- دین کا پہلا تحریری دستور کونسا ہے؟ میثاق مدینہ
- مواخات مدینہ میں عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا بھائی کن کو بنایا گیا؟ سعدؓ بن ربیع کو
- ابوحذیفہؓ کے باپ کا کیا نام تھا؟ ان کا بھائی کسے بنایا گیا اور کیوں؟
ابوحذیفہؓ کا باپ عتبہ بن ربیعہ رئیس مکہ تھا ان کے بھائی عبادؓ بن بشر کو جو رئیس مدینہ تھے۔
- سعید بن زید کون تھے ان کا بھائی کسے بنایا گیا اور کیوں؟
سعید بن زید حضرت عمر کے بہنوئی تھے ان کے بھائی ابیؓ بن کعب کو بنایا گیا۔ دونوں علمی ذوق رکھتے تھے۔
- حضرت عمرؓ کے بہنوئی اور بہن کا نام بتائیں جن کی استقامت نے عمرؓ کا دل کھول دیا۔
بہن کا نام فاطمہؓ اور بہنوئی کا نام سعیدؓ بن زید جن کے باپ نے زمانہ جاہلیت میں بھی بت پرستی سے انکار کر دیا تھا۔
- مسلمانوں نے حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کب کی اور اس میں کتنے افراد تھے؟
5 نبوی میں۔ بارہ مرد اور چار عورتیں جن میں حضرت عثمانؓ ابن عفان اور ان کی بیوی حضرت رقیہ (حضور ﷺ کی بیٹی بھی شامل تھی)
- نجاشی (اصحمہ) کے دربار میں کس نے مسلمانوں کی واپسی کا مطالبہ کیا اور کس نے اسلام کی دعوت پیش کی؟
اسلام کی دعوت حضرت جعفرؓ طیار (حضرت علی کے بھائی) نے پیش کی اور کفار کی طرف سے عمرو ابن العاص نے مطالبہ کیا جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔



# مدینہ میں اشاعت اسلام II

## ابتدائی غزوات ❁ یہود مدینہ کے ساتھ تعلقات

ہجرت کے بعد بھی مکہ کے کفار نے اپنی جارحانہ پالیسی برقرار رکھی اور مدینہ کی نئی قائم ہونے والی اسلامی ریاست کو مٹانے کے لئے منصوبہ بندی کرنے لگے۔ اہلِ یثرب کے ساتھ اُن کے پرانے تعلقات بھی برقرار نہ رہے اور انہوں نے دشمنی کا رویہ اپنا لیا۔ اس کا اظہار اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ سعدؓ بن معاذ مکہ گئے اور اُمیہ بن خلف کے ہاں ٹھہرے جس کے ساتھ اُن کے پرانے تعلقات تھے۔ اُمیہ بن خلف دوپہر کے وقت اُن کو لے کر حرم شریف گیا تا کہ وہ طواف کرلیں۔ ابوجہل نے سعد کو پہچان لیا اور کہا ''میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بڑے اطمینان سے طواف کر رہے ہو حالانکہ تم لوگوں نے بے دینوں (مراد مسلمان) کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے اور یہ سمجھتے ہو کہ تم ان کی مدد بھی کرو گے۔ سنو! خدا کی قسم اگر تم صفوان کے ساتھ نہ ہوتے تو اپنے گھر سلامت پلٹ کر نہیں جا سکتے تھے۔'' حضرت سعدؓ نے بآواز بلند اسے کہا ''او! خدا کی قسم اگر تم نے مجھ کو اس سے روکا تو میں تجھے ایسی چیز سے روک دوں گا جو تجھ پر اس سے بھی زیادہ گراں ہوگی یعنی مدینہ کے پاس سے گزرنے والا تیرا تجارتی راستہ۔''① قریشی سردار مہاجرین کو بھی دھمکی آمیز پیغامات بھیج رہے تھے کہ یہ نہ سمجھنا کہ ہم مکہ سے صاف بچ کر نکل آئے ہیں ہم یثرب میں بھی تمہارا استیصال کر دیں گے۔②

نبی اکرم ﷺ بھی اس صورتحال سے آگاہ تھے۔ انہوں نے بھی دفاعی تدابیر اختیار کرنی شروع کر دیں۔ صحابہ کرامؓ کے فوجی دستے مرتب کئے جاتے تھے اور انہیں مختلف سمتوں میں طلایہ گردی کی غرض سے بھیجا جاتا تھا۔ ان دستوں کو بھیجنے کے کئی ایک فوائد تھے۔ صحابہ کرامؓ کو نظم و ضبط اور فوجی کارروائیوں کی تربیت دی جاتی تھی، اسلام کے دشمنوں کے حوصلہ پست ہوتے تھے نیز دشمن کی نقل و حرکت کا اندازہ رہتا تھا۔ مجاہدین اسلام مدینہ کے گرد و نواح میں پہاڑ کے نشیب و فراز راستوں اور پانی کے ذخائر سے واقف ہو جاتے تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اہل مکہ کو یہ احساس دلایا جا رہا تھا کہ ان کی تجارتی شہ رگ (مکہ سے شام کا راستہ) مسلمانوں کی دسترس میں ہے۔ اس لئے انہیں مخالفانہ کارروائیاں سوچ سمجھ کر کرنی چاہئیں تاہم دشمن کے مغرورانہ طرز عمل کی وجہ سے حق و باطل کے درمیان کشمکش فیصلہ کن تصادم کے بغیر ختم ہونا ممکن نہ تھی۔ اس سے غزوات کا باب کھل گیا۔ پہلا غزوہ بدر کا غزوہ تھا۔

---

① الرحیق المختوم ص 323 بحوالہ بخاری کتاب المغازی یاد رہے کہ صفوان کے قافلوں کا تحفظ بنو اوس کے سردار سعدؓ بن معاذ کیا کرتے تھے اور اور مکہ کی معیشت کا انحصار انہی تجارتی سفروں پر تھا۔

② رحمۃ اللعالمین، سلمان منصور پوری ص 116

## غزوہ بدر 2ھ — 624ء

**اسباب**

1- **قریش کی اسلام دشمنی:** اسلام نے مکہ کی سرزمین میں اعلان حق کیا تو معاشرے کے مخلص ترین افراد ایک ایک کر کے داعی اسلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ وہ لوگ جن کے مفادات پرانے نظام سے وابستہ تھے تشدد پر اتر آئے نتیجہ ہجرت تھا۔ لیکن تصادم اس کے باوجود ختم نہ ہوا۔ اسلام مدینہ میں تیزی سے ترقی کر رہا تھا اور یہ بات قریش مکہ کے لیے بہت تکلیف دہ تھی اور وہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے منصوبے بناتے رہتے تھے اور مسلمان ہر وقت مدینہ پر حملے کا خدشہ رکھتے تھے۔ اس صورتحال کی نزاکت کا یہ عالم تھا کہ صحابہ کرامؓ ہتھیار لگا کر سوتے تھے اور خود حضور ﷺ بھی اس طرح کی حفاظتی تدابیر اختیار کرتے تھے۔

2- **شام کی شاہراہ کا مسلمانوں کی زد میں ہونا:** قریش مکہ نے مدینہ کی اس اسلامی ریاست پر حملہ کرنے کا اس لئے بھی فیصلہ کیا کہ وہ شاہراہ جو مکہ سے شام کی طرف جاتی تھی مسلمانوں کی زد میں تھی۔ اس شاہراہ کی تجارت سے اہل مکہ لاکھوں اشرفیاں سالانہ حاصل کرتے تھے۔ اس کا اندازہ ہمیں اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ بنو اوس کے مشہور سردار سعدؓ بن معاذ جب طواف کعبہ کے لئے گئے تو ابوجہل نے خانہ کعبہ کے دروازے پر انہیں روکا اور کہا تم تو ہمارے دین کے مرتدوں کو پناہ دو اور ہم تمہیں اطمینان کے ساتھ مکے میں طواف کرنے دیں؟ اگر تم امیہ بن خلف کے مہمان نہ ہوتے تو یہاں سے زندہ نہیں جا سکتے تھے۔'' یہ سن کر سعدؓ بن معاذ نے جواب دیا۔

''خدا کی قسم اگر تم نے مجھے اس سے روکا تو میں تمہیں اس چیز سے روک دوں گا جو تمہارے لئے اس سے اہم تر ہے یعنی مدینہ کے پاس سے تمہارا راستہ۔''

3- **اشاعت دین میں رکاوٹ:** آنحضرت ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو مدینہ میں تبلیغ کرنے کی پوری آزادی حاصل تھی اور اسلام کے اثرات دور دراز علاقوں میں پہنچ رہے تھے۔ جنوب کے یمنی قبائل میں سے بعض سلیم الفطرت لوگ مشرف با اسلام ہو گئے تھے اور ان کی کوششوں سے بحرین کا ایک سردار عبدالقیس مدینہ کی طرف آ رہا تھا کہ قریش مکہ نے راستے میں اسے روک دیا۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خدا پرستی اور شرک کے درمیان کشمکش اس وقت تک جاری رہے گی جب تک شرک کا مکمل طور پر خاتمہ نہیں ہو جاتا۔

4- **عمرو بن الحضرمی کا قتل:** رجب 2ھ میں آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن جحش کی قیادت میں بارہ آدمیوں پر مشتمل ایک دستہ اس غرض کے لئے بھیجا کہ قریش سے تجارتی قافلوں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے۔ اتفاق سے ایک قریشی قافلہ مل گیا اور دونوں گروہوں کے درمیان جھڑپ ہو گئی جس میں قریش مکہ کا ایک شخص عمرو بن الحضرمی مقتول ہوا اور دو گرفتار ہوئے۔ جب عبداللہ حضور ﷺ کے پاس پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے اس واقعہ پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ جنگی قیدی رہا کر دیئے

اور مقتول کے لئے خون بہا ادا کیا۔ اس واقعہ کی حیثیت سرحدی جھڑپ سے زیادہ کی نہ تھی چونکہ یہ جھڑپ ایک ایسے مہینے میں ہوئی جس میں جنگ و جدل حرام تھا۔ اس لئے قریش مکہ نے اس کے خلاف خوف پروپیگنڈہ کیا اور قبائل عرب کو بھی مسلمانوں کے خلاف اکسانے کی کوشش کی۔ عمرو کے ورثا نے بھی مقتول کا انتقام لینے کے لئے اہل مکہ کو مدینہ پر حملہ کرنے پر اکسایا۔

5- **مدینہ کی چراگاہ پر حملہ:** مکہ اور مدینہ کے درمیان کشیدگی بڑھتی جا رہی تھی اس سلسلے میں یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک مکی سردار کرز بن جابر فہری نے مدینہ کے باہر مسلمانوں کی ایک چراگاہ پر حملہ کر کے رسول اللہ ﷺ کے مویشی لوٹ لیے۔ یہ ڈاکہ مسلمانوں کے لئے کھلا چیلنج تھا۔ چند مسلمانوں نے کرز کا تعاقب کیا لیکن وہ بچ کر نکل گیا۔

6- **اسلامی ریاست کے خاتمہ کا منصوبہ:** قریش مکہ نے اسلامی ریاست کو ختم کرنے کا فیصلہ کر کے جنگ کی بھرپور تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ افرادی قوت کو مضبوط بنانے کے لئے انہوں نے مکہ کے گردونواح کے قبائل سے معاہدات کئے اور معاشی وسائل کو مضبوط تر کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس مرتبہ جو تجارتی قافلہ شام بھیجا جائے اس کا تمام منافع اسی غرض کے لئے وقف ہو۔ چنانچہ ابوسفیان کو اس قافلے کا قائد مقرر کیا گیا اور مکہ کی عورتوں نے اپنے زیور تک کاروبار میں لگائے۔ اسلامی ریاست کے خاتمے کے اس منصوبے نے مکہ اور مدینہ کے درمیان کشیدگی میں بہت اضافہ کر دیا۔

7- **ابوسفیان کا قافلہ:** جب ابوسفیان کا مذکورہ بالا قافلہ واپس آ رہا تھا تو ابوسفیان کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں یہ قافلہ راستے ہی میں نہ لوٹ لیا جائے چنانچہ اس نے ایک ایلچی بھیج کر مکہ سے امداد منگوائی۔ قاصد نے عرب دستور کے مطابق اپنے اونٹ کی ناک چیر دی اور رنگ دار رومال ہلا کر واویلا کیا اور اعلان کیا کہ ابوسفیان کے قافلے پر حملہ کرنے کے لئے محمد e بڑھا چلا آ رہا ہے۔ اس لئے فوراً امداد کے لئے پہنچو۔ اہل مکہ سمجھے کہ قریش کا قافلہ لوٹ لیا گیا ہے۔ سب لوگ انتقام کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ راستے میں معلوم ہوا کہ یہ قافلہ صحیح سلامت واپس آ رہا ہے لیکن قریش کے مکار سرداروں نے فیصلہ کیا کہ اب مسلمانوں کا ہمیشہ کے لئے کام ختم کر کے ہی واپس جائیں گے نیز عمرو کے ورثاء نے اس کا انتقام لینے پر اصرار کیا۔ چنانچہ قریشی لشکر مدینہ کی طرف بڑھتا چلا گیا اور بدر میں خیمہ زن ہو گیا۔

**واقعات** مدینہ میں قریشی لشکر کی آمد کی اطلاع ملی تو آپؐ نے مجلس مشاورات بلائی اور خطرے سے نپٹنے کے لئے تجاویز طلب فرمائیں۔ مہاجرین نے جانثاری کا یقین دلایا۔ آپؐ نے دوبارہ مشورہ طلب کیا تو انصار میں سے سعدؓ بن عبادہ نے عرض کیا کہ غالباً آپؐ کا روئے سخن ہماری طرف ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! حضرت سعدؓ بن عبادہ نے عرض کیا کہ

"یا رسول اللہؐ! ہم آپؐ پر ایمان لائے ہیں۔ ہم نے آپؐ کی تصدیق کی ہے اور گواہی دی ہے کہ جو کتاب آپؐ لائے ہیں وہ حق ہے اور ہم نے آپؐ کی اطاعت اور

فرمانبرداری کا عہد کیا ہے۔ یارسول اللہ جس طرف مرضی ہو تشریف لے چلئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپؐ کو معبوث کیا ہے اگر آپؐ ہم کو سمندر میں گرنے کا حکم دیں گے تو ہم ضرور اس میں گر پڑیں گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی باقی نہ رہے گا۔"

حضرت مقدادؓ نے عرض کیا:

"ہم موسیٰ علیہ السلام کی امت کی طرح نہیں ہیں جس نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب دونوں لڑو۔ ہم تو یہاں بیٹھے ہیں ہم آپؐ کے دائیں بائیں، آگے پیچھے آپؐ کے ساتھ لڑیں گے۔"

مشاورت کے بعد مجاہدین کو تیاری کا حکم ہوا۔ مسلمانوں کے ذوق شہادت کا یہ عالم تھا کہ ایک نوعمر صحابی حضرت عمیرؓ بن ابی وقاص اس خیال سے چھپتے پھرتے تھے کہ کہیں کم عمر ہونے کی وجہ سے واپس نہ بھیج دیئے جائیں۔ اس کے باوجود مجاہدین کی کل تعداد 313 سے زیادہ نہ ہو سکی۔ یہ لشکر اس شان سے میدان کارزار کی طرف بڑھ رہا تھا کہ کسی کے پاس لڑنے کے لئے پورے ہتھیار بھی نہ تھے۔ پورے لشکر کے پاس صرف ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے جن پر لوگ باری باری سواری کرتے تھے۔ مقام بدر میں پہنچ کر ایک چشمہ کے قریب یہ مختصر سا لشکر خیمہ زن ہوا۔ مقابلے پر تین گنا سے زیادہ لشکر موجود تھا۔ ایک ہزار قریشی جوان جن میں سے اکثر سر سے پاؤں تک آہنی لباس میں ملبوس تھے وہ اس خیال سے بدمست تھے کہ وہ صبح ہوتے ہی ان مٹھی بھر فاقہ کشوں کا خاتمہ کر دیں گے لیکن قدرت کاملہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

رات بھر قریشی لشکر عیاشی و بدمستی کا شکار رہے۔ خدا کے نبیؐ نے رات خدا کے حضور آہ و زاری میں گزاری اور قادر مطلق نے فتح کی بشارت دے دی جس طرف مسلمانوں کا پڑاؤ تھا وہاں پانی کی کمی تھی اور ریت مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے مضر ثابت ہو سکتی تھی لیکن خداوند تعالیٰ نے باران رحمت سے مسلمانوں کی یہ دونوں دقتیں دور کر دیں۔ ریت جم گئی اور قریشی لشکر کی مقبوضہ چکنی مٹی کی زمین پر کیچڑ پیدا ہو گیا۔

17 رمضان المبارک 2ھ کو فجر کی نماز کے بعد آنحضرت ﷺ نے جہاد کی تلقین کی۔ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق انہوں نے صف بندی کی اور آہن پوش لشکر کو شکست دینے کا آہنی عزم لئے میدان کی طرف بڑھے۔ قریشی لشکر تکبر و غرور میں بدمست نسلی تفاخر کے نعرے لگاتا ہوا سامنے موجود تھا۔

مسلمانوں کے لئے سخت آزمائش کا وقت تھا اس لئے کہ اپنے ہی بھائی بند سامنے کھڑے تھے۔ ابوبکرؓ کو اپنے بیٹے عبدالرحمٰن سے اور حذیفہؓ کو اپنے باپ عتبہ سے مقابلہ کرنا تھا۔ عرب کے دستور کے مطابق پہلے انفرادی مقابلے ہوئے۔ سب سے پہلے عمرو بن الحضرمی کا بھائی عامر میدان میں نکلا اور اپنا مدمقابل طلب کیا۔ مقابلے پر حضرت عمرؓ کا ایک غلام نکلا اور اس نے چشم زدن میں اس مغرور

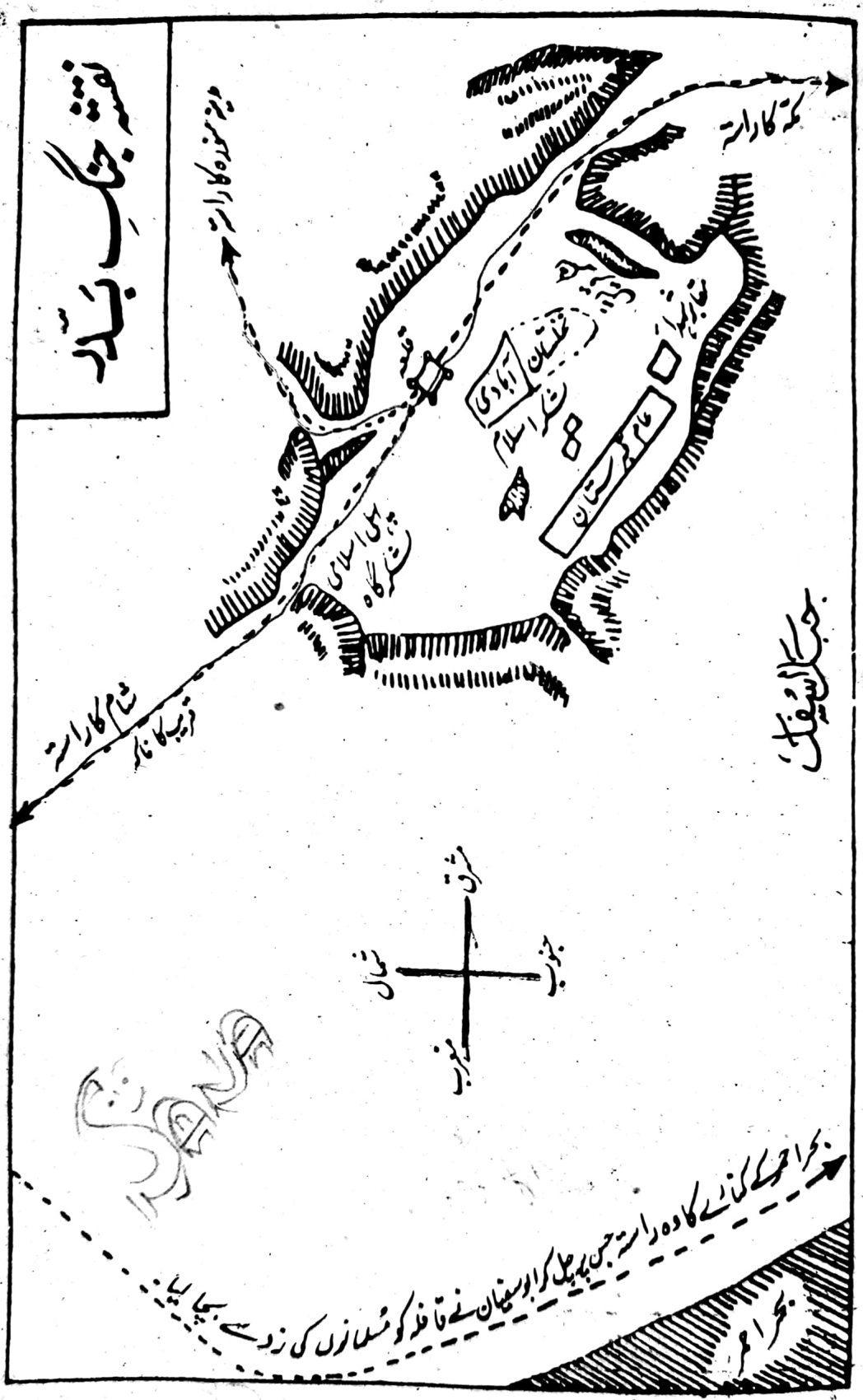
کا خاتمہ کر دیا جو اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے آیا تھا۔ اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید بن عتبہ میدان میں نکلے اور مبارز طلب کئے۔ تین انصاری صحابہ میدان میں نکلے لیکن ان تینوں نے یہ کہہ کر ان سے مقابلہ کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ ہمارے ہم پلہ نہیں ہیں اور پکار کر کہا اے محمدؐ ہمارے مقابلے پر قریشی بھیجو۔ ہم عرب کے چرواہوں سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ آپؐ کے ارشاد پر حضرت حمزہؓ حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ مقابلے کے لیے نکلے۔ مغرور قریشی سرداروں نے ان کے نام پوچھے اور کہا۔ ''ہاں تم ہمارے ہم پلہ ہو۔'' مقابلہ شروع ہوا۔ چند لمحوں میں حضرت حمزہؓ نے شیبہ کو جہنم رسید کر دیا اور حضرت علیؓ نے ولید کو قتل کر ڈالا اور لشکر اسلام سے تکبیر کی آواز بلند ہوئی۔ اس دوران عتبہ اور حضرت عبیدہؓ نے ایک دوسرے پر بھرپور وار کیا اور دونوں زخمی ہو کر گر پڑے۔ حضرت علیؓ اپنے مد مقابل سے فارغ ہو کر عتبہ کی طرف لپکے اور ایک ہی ضرب سے اس کا کام تمام کر کے حضرت عبیدہؓ کو لشکر میں اٹھا لائے۔[1] قریش نے اپنے نامور سرداروں کو یوں کٹتے دیکھا تو یکبارگی حملہ کر دیا تاکہ اکثریت کے بل بوتے پر لشکر اسلام کو شکست دیں۔

اس غزوہ میں مومنین کے جوش جہاد کا یہ حال تھا کہ ایک صحابی عمیرؓ بن الحمام کھجوریں کھا رہے تھے۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کا اعلان ''آج کے دن جو شخص صبر و استقامت سے لڑے گا اور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگے گا وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔'' سنا تو کھجوریں پھینک دیں اور فرمایا۔ ''واہ واہ میرے اور جنت کے درمیان بس اتنا وقفہ ہے کہ یہ لوگ مجھ کو قتل کر دیں۔'' یہ کہہ کر اتنی بہادری سے لڑے کہ شہید ہوئے اور چند لمحوں میں جنت کا فاصلہ طے کر لیا۔ میدان کارزار خوب گرم تھا۔ قریش کے مغرور آہن پوش لوہے کے لباس سمیت کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ مسلمان بھی خوب داد شجاعت دے رہے تھے۔ اس ہنگامے میں انصار کے دو کم عمر بچے معاذ بن عمرو بن جموع اور معاذ بن عفرا، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے پاس آئے ان میں سے ایک نے کہا۔

''چچا! آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں وہ کہاں ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گالیاں بکتا ہے۔ اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو اس وقت تک اس سے جدا نہ ہوں گا جب تک کہ وہ مر نہ جائے یا میں شہید نہ ہو جاؤں۔''

اتفاق سے ابوجہل کا گزر سامنے سے ہوا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ یہ اشارہ پاتے ہی دونوں ننھے مجاہد اپنی تلواریں لے کر اس کی طرف بھاگے۔ وہ گھوڑے پر سوار تھا اور یہ دونوں پیدل۔ جاتے ہی ان میں سے ایک نے ابوجہل کے گھوڑے پر اور دوسرے نے ابوجہل کی ٹانگ پر حملہ کر دیا۔ گھوڑا اور ابوجہل دونوں گر پڑے۔ عکرمہ بن ابوجہل نے معاذ بن عمرو کے کندھے پر وار کیا ان کا بازو لٹک گیا۔ باہمت نوجوان نے بازو کو راستے میں حائل ہوتے دیکھا تو پاؤں کے نیچے لے کر اسے الگ کر دیا اور ایک ہی ہاتھ سے اپنے شکار پر حملہ کر دیا۔ اتنے میں معاذؓ

[1] اکبر شاہ نجیب آبادی، ص 124 الرحیق المختوم ص 95


نقشہ جنگِ بدر
مدینہ منورہ کا راستہ
مکہ کا راستہ
قبا
بنو غفار کا علاقہ
آبادی
لشکرِ اسلام
بنو سلیم کا علاقہ
عارضی اسلامی لشکر گاہ
شام کا راستہ
قریش کا نالہ
جنگل اشیفل
مشرق
شمال
جنوب
مغرب
بحرِ احمر کے کنارے کا وہ راستہ جس پر چل کر ابوسفیان نے قافلہ کو مسلمانوں کی زد سے بچا لیا
بحرِ احمر

بن عفرا کے بھائی معوذؓ وہاں آ پہنچے اور انہوں نے ابوجہل کو ٹھنڈا کر دیا اور عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

اس میدان بدر میں ابوجہل کے علاوہ امیہ بن خلف جس نے حضرت بلالؓ پر بے پناہ مظالم ڈھائے تھے اور ابوالبختری جیسے اہم سرداران قریش بھی مارے گئے۔ اور یہ مغرور لشکر میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فتح دی تھی اور دنیا نے دیکھ لیا کہ فتح و شکست میں مادی قوت سے زیادہ روحانی قوت کا دخل ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے کل چودہ آدمی شہید ہوئے۔ اس کے مقابلے میں قریش کے ستر افراد مارے گئے اور اتنے ہی گرفتار ہوئے۔ قریشی مقتولین میں ان کے تقریباً تمام ناسور سردار شامل تھے اور گرفتار ہونے والے بھی ان کے معززین میں سے تھے۔ مثلاً حضرت عباسؓ بن حضرت عبدالمطلب (حضور اکرم ﷺ کے چچا) عقیل بن ابی طالب، اسود بن عامر، سہیل بن عمرو اور عبداللہ بن زمعہ وغیرہ۔

## اسیران جنگ کے ساتھ سلوک

آنحضرت ﷺ نے اسیران جنگ کو صحابہ میں تقسیم کر کے انہیں آرام سے رکھنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرامؓ نے اپنے قائد کے فرمان پر اس حد تک عمل کیا کہ خود کھجوریں کھا کر قیدیوں کو کھانا کھلایا۔ صحابہ کرامؓ سے ان کے بارے میں مشورہ طلب کیا گیا تو حضرت عمرؓ فاروق نے انہیں قتل کر کے دشمن کی قوت توڑنے کی تجویز پیش کی لیکن حضرت ابوبکرؓ نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے اتفاق کرتے ہوئے اسیران جنگ کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جو قیدی غربت کی وجہ سے فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے اور پڑھے لکھے تھے انہیں دس مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھانے کے عوض رہا کر دیا گیا۔ یہ قیدی حسن سلوک سے اس حد تک متاثر ہوئے کہ ان میں سے بہت سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

## مسلمانوں کی کامیابی کے اسباب

غزوہ بدر میں مسلمان قریش کے مقابلے میں ایک تہائی سے بھی کم تھے۔ قریش کے پاس اسلحہ بھی مسلمانوں سے زیادہ تھا اس کے باوجود کامیابی نے مسلمانوں کے قدم چومے۔ اس کے چند اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

1- **نصرت الٰہی:** غزوہ بدر میں مسلمانوں کا سب سے بڑا اور اصل سبب نصرت الٰہی تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی تھی۔

> ''اے خدا! یہ قریش ہیں اپنے سامان غرور کے ساتھ آئے ہیں تاکہ تیرے رسول کو جھوٹا ثابت کریں۔ اے اللہ! بس اب تیری وہ مدد آ جائے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا۔ اے اللہ! اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کہیں نہیں ہو گی۔''

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فتح کی بشارت دی اور ایک ہزار فرشتوں سے امداد فرمائی۔ (سورۃ انفال)

2- **ذوق شہادت**: اسلام نے مسلمانوں کو جو عقائد دیئے ہیں ان میں عقیدہ آخرت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ مسلمان موت کے بعد میں آنے والی ابدی زندگی کے لئے اس زندگی کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ شہادت کی موت اس کے نزدیک موت نہیں ابدی زندگی ہے۔ اس عقیدہ نے مسلمانوں کو بے جگری سے لڑنے پر آمادہ کیا اور موت جس سے ہر انسان خائف ہوتا ہے مسلمان اسے خوشی سے قبول کرنے کے لئے تیار تھے۔

3- **بہتر تنظیم**: اسلامی لشکر اپنے سالار محمد ﷺ پر جان چھڑکنے کو تیار تھا ہر شخص اپنے قائد کے ہر حکم کو بلا جوں و چراں مانتا تھا۔ مسلمان آنحضرت ﷺ کے ادنیٰ سے اشارے پر حرکت میں آ جاتے تھے لہٰذا ان کا تنظیمی ڈھانچہ اپنے حریفوں سے بہتر تھا۔ اس کے برعکس لشکر کفار کئی ایک سرداروں کی کمان میں تھا اور ان سرداروں میں اتحاد عمل پیدا ہونا بہت مشکل تھا چنانچہ جب قریش نے مل کر حملہ کیا تو اسے مسلمانوں نے روک لیا لیکن مسلمانوں کے منظم حملے کو قریش نہ روک سکے۔

4- **مشہور قریشی سرداروں کی موت**: عام لڑائی کے آغاز سے پہلے تین نامور قریشی سردار میدان میں آئے اور انہوں نے نہایت متکبرانہ انداز میں مد مقابل طلب کئے لیکن وہ تینوں مقتول ہوئے۔ عتبہ، ولید اور شیبہ قریش کے بہت ہی بہادر سردار سمجھے جاتے تھے ان کے قتل سے قریش کے حوصلے پست ہو گئے۔

5- **قریش کی صفوں میں انتشار**: قبائلی نظام جہاں بھی ہو گا اتحاد کامل پیدا ہونا ناممکن ہے۔ قبائلی کبر و غرور تنظیم کا دشمن ہوتا ہے۔ قریشی لشکر بھی اس اصول سے مستثنیٰ نہ تھا۔ اس وجہ سے مکہ سے آنے والے لشکر میں اتحاد عمل کا فقدان تھا۔

6- **قریشی لشکر میں بددلی اور اختلاف رائے**: اگرچہ لشکر قریش خاندانی شرافت کو برقرار رکھنے کے لئے میدان جنگ میں آ گیا لیکن اس مسئلہ پر ان کے درمیان اختلاف رائے اور بددلی پائی جاتی تھی۔ ابوسفیان جب اپنے قافلے کو بچا کر نکل گیا تو اس نے پیغام بھیجا کہ جنگ کئے بغیر واپس لوٹ آؤ لیکن ابوجہل نہ مانا۔ اس پر بنی زہرہ اور بنی عدی واپس لوٹ گئے۔ بنو ہاشم سے مغرور قریشی سرداروں نے کہا۔ ''اے بنو ہاشم! اگرچہ تم ہمارے ساتھ چلے آئے لیکن تمہارا دل تو محمد ﷺ کے ساتھ ہے۔'' اس پر بنی ہاشم میں سے ایک گروہ طالب بن ابی طالب کی سرکردگی میں واپس لوٹ گیا۔ حکیم بن حزام اور عتبہ نے بھی جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا لیکن ابوجہل اور حضرمی کے خاندان کے اصرار پر معرکہ کارزار گرم ہو کر رہا اور ان سرداروں نے بادل ناخواستہ اس جنگ میں شرکت کی۔ اسی سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بعض قریشی پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ آسمان سے ہم پر بلائیں نازل ہو رہی ہیں۔ ان کے بعض افراد نے ایسے خواب دیکھے تھے جن

میں ان کی تباہی کی خبر دی گئی تھی۔ ان تمام چیزوں کی حقیقت یہ تھی کہ جو لوگ اسلام کی حقانیت کو سمجھتے تھے انہیں معلوم تھا کہ ہم ''خدا کا مقابلہ'' کرنے جا رہے ہیں اس لئے وہ ایسے خواب دیکھتے تھے کہ ان خوابوں کے عام چرچوں سے لشکر قریش میں اندر ہی اندر بددلی پھیلی ہوئی تھی۔ ①

**متفرق وجوہات** مسلمانوں کی کامیابی کی بعض دیگر وجوہات بھی تھیں مثلاً مسلمانوں کا پڑاؤ بلندی پر تھا اور قریش ان کا صحیح تعداد کا اندازہ نہ لگا سکے۔ نیز قریش کو لڑائی کے وقت سورج سامنے پڑتا تھا اور اس سے ان کی آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔ جنگ سے چند گھنٹے پہلے بارش ہوئی جس نے قریش کے پڑاؤ کے قریب کیچڑ پیدا کر دیا جب کہ مسلمانوں کا پڑاؤ ریتلی زمین پر تھا اور انہیں اس سے فائدہ پہنچا کہ ریت جم گئی ایسی تمام چیزوں کو مسلمانوں نے اپنے لئے غیبی امداد سمجھا اور قریش مکہ نے اس سے بڑے شگون لئے اور ان کے حوصلے پست ہوتے چلے گئے۔

**غزوہ بدر کے اثرات** جنگ بدر حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن معرکہ تھا اس کی اہمیت و اثرات کا اندازہ مندرجہ ذیل امور سے ہو سکتا ہے۔

1- **حق و باطل کا فیصلہ:** اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ وعدہ فرمایا تھا کہ تجارتی قافلہ اور قریشی لشکر میں سے ایک ضرور مفتوح ہوگا۔ ابوجہل اور دیگر قریشی سرداروں نے مکہ سے روانہ ہونے سے پہلے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر دعا کی تھی کہ ''خدایا دونوں گروہوں میں سے جو بہتر ہے اس کو فتح عطا کر اور جو برسرِ ظلم ہو اسے تباہ کر'' چنانچہ غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ②

2- **قریش کے غرور کا سر نیچا:** میدان بدر میں آنے والے قریشی لشکر کی حالت یہ تھی کہ وہ اکڑتا ہوا اور لوگوں کو نمائش کرتا ہوا بڑھ رہا تھا۔ ان کا ارادہ یہ تھا کہ بدر میں لگنے والے میلے میں لوگ ہماری قوت دیکھیں گے تو پورے عرب پر ہمارا رعب طاری ہو جائے گا لیکن جنگ نے غرور کا سر نیچا کر دیا۔

3- **اسلام ایک عظیم قوت:** غزوہ بدر میں اسلام کی فتح نے اسلامی حکومت کو عرب کی ایک عظیم قوت بنا دیا۔ ایک مغربی مورخ کے الفاظ میں۔

> ''بدر سے پہلے اسلام محض ایک مذہب تھا مگر بدر کے بعد وہ مذہب ریاست بلکہ خود ریاست بن گیا۔''

4- **مدینہ میں اسلام کی مزید اشاعت:** مدینہ میں اوس و خزرج قبائل کے بہت سے لوگوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا اور ہوا کا رخ دیکھ رہے تھے۔ 313 کے ہاتھوں ایک ہزار قریشی لشکر

---

① اس اجمال کی تفصیل سیرت ابن ہشام میں عاتکہ بنت عبدالمطلب اور جہیم بن صلت کے خوابوں اور عمیر بن وہب کی پیشین گوئی کی شکل میں موجود ہے۔ سیرت ابن ہشام مطبوعہ الفیصل ص745، ص756

② سورۃ الانفال میں ارشاد ربانی ہے: اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ اگر تم فیصلہ چاہتے تھے تو فیصلہ تمہارے سامنے آ گیا۔ ملاحظہ ہو تفہیم القرآن جلد 2 صفحہ 136

کی شکست نے ان پر لات و منات و عزیٰ اور ہبل کی قوت کا کھوکھلا پن واضح کر دیا۔

5- **منافقین کا گروہ:** غزوہ بدر کے نتیجہ کے طور پر بہت سے ایسے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا جو فی الحقیقت اسلام کے قائل نہ ہوئے تھے بلکہ دل سے اس کے دشمن تھے۔ اس کے نتیجہ کے طور پر منافقین کا گروہ پیدا ہو گیا جو بعد میں مسلمانوں کے اندر گھس کر خلاف اسلام سرگرمیوں میں مصروف رہا۔ عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) نے بھی جنگ بدر کے بعد مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

6- **یہودیوں کے ساتھ تصادم:** یہودی اب تک یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ مسلمان قریش مکہ کے ہاتھوں ختم ہو جائیں گے اور مدینہ پر ان کی سیادت حسب سابق قائم ہو جائے گی لیکن اس جنگ کے نتیجہ نے انہیں سیخ پا کر دیا چنانچہ یہودی سردار مکہ گئے اور ''اشراف عرب'' کے مرنے پر روئے۔ ماتم کیا اور قریش کو از سر نو مدینہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دلائی اور امداد کا وعدہ کیا۔ اس طرح یہودیوں کے ساتھ بھی مسلمانوں کے تصادم کا آغاز ہو گیا۔

7- **ابوسفیان کی سرداری:** قریش مکہ کے بڑے بڑے سردار اس جنگ میں مارے گئے تھے۔ صرف ابوسفیان بچا تھا جو اس جنگ میں شریک نہیں ہوا تھا اس لئے قریش کی قیادت ابوسفیان کے ہاتھوں میں آ گئی۔ (بنو امیہ کے اقتدار کی جدوجہد کے پس منظر میں ابوسفیان کی اس قیادت کو بڑا دخل حاصل تھا۔) مکہ پہنچ کر ابوسفیان نے انتقامی جذبات کو بھڑکایا اور مدینہ پر از سر نو حملے کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے اور اس کے بعد اسلام کے خلاف تمام جنگوں میں کفار مکہ کی قیادت اسی نے کی۔

8- **غزوہ سویق واحد:** غزوہ بدر کے بعد سویق واحد کے غزوات اسی غزوہ کا نتیجہ ہیں کیونکہ ان میں قریش نے اپنے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے مدینہ پر حملے کئے۔

**غزوہ بدر کی اہمیت** غزوہ بدر اسلام اور کفر کا پہلا اور اہم ترین تصادم ہے اس سے دنیا پر واضح ہو گیا کہ نصرت الٰہی کی بدولت مومنین اپنے سے کئی گنا فوج کو شکست دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سو مومنوں کو ہزار کافروں پر فتح کی بشارت دی۔ غزوہ بدر میں شامل مسلمانوں نے جس قوت ایمانی کا مظاہرہ کیا اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باپ بیٹے کے خلاف، بیٹا باپ کے خلاف، بھانجا ماموں کے خلاف اور چچا بھتیجے کے خلاف میدان میں آیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے جو قریش کی طرف سے جنگ میں شریک تھے، اسلام لانے کے بعد ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ کو بتایا کہ جنگ میں ایک مرتبہ آپ میری زد میں آئے لیکن میں نے آپ پر وار کرنا پسند نہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم میری زد میں آ جاتے تو کبھی لحاظ نہ کرتا۔ حضرت حذیفہؓ کا باپ عتبہ بن ربیعہ لشکر قریش کا سپہ سالار تھا اور سب سے پہلے قتل ہونے والوں میں شامل تھا۔ اس جنگ کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ مسلمانوں نے بہت نظم و ضبط

سے دشمن کا مقابلہ کیا اور اپنی صفیں نہیں ٹوٹنے دیں۔ جنگ کے خاتمے کے بعد خدا اور رسول اکرم ﷺ کے حکم کے تحت مال غنیمت کی تقسیم ہوئی۔ مال غنیمت کی اتنی پر امن اور دیانت دارانہ تقسیم کی مثال کم ہی ملتی تھی۔ القصہ مسلمانوں کے تقویٰ اور اطاعت رسولؐ کی وجہ سے ان کی برتری روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی اور کفار کے حوصلے پست ہوئے۔ جب کہ مسلمانوں کا اللہ پر توکل بہت بڑھ گیا۔

**غزوہ سویق** ابوسفیان کو بدر کی شکست کی اطلاع ہوئی تو اس نے قسم کھائی کہ جب تک وہ بدر کا انتقام نہیں لے لے گا اس وقت تک سر میں تیل نہیں ڈالے گا۔ چنانچہ وہ دوسو سوار لے کر خفیہ طور پر مدینہ پہنچا۔ ایک یہودی سردار اسلام بن مشکم نے اس کی دعوت کی اور اسے مدینہ کے حالات سے باخبر کیا۔ ابوسفیان کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ آخری شب وہ سلام بن مشکم کے گھر سے نکلا اور مسلمانوں کے ایک نخلستان کو برباد کرتا ہوا اور ایک انصاری مسلمان کو شہید کرتا ہوں مکہ لوٹ گیا۔ حضور ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے تعاقب کیا۔ ابوسفیان خوراک کے طور پر ستو ساتھ لایا تھا۔ واپسی پر جلدی میں وہ ستوؤں کی تھیلیاں گراتا چلا گیا۔ مسلمان جو تعاقب کر رہے تھے ان کو اٹھاتے جاتے اس واقعہ کی وجہ سے اس کو غزوہ سویق (ستوؤں کی لڑائی) کہا جاتا ہے۔

## غزوہ احد 3ھ — 625ء

**اسباب**

1- **وقار کی بحالی کا مسئلہ:** غزوہ بدر میں قریش کی شکست نے ان کا وقار خاک میں ملا دیا تھا۔ عرب میں سب سے بڑی قوت کا جو درجہ قریش کو حاصل تھا اس کو بحال کرنے کے لئے وہ مسلمانوں پر پھر سے حملہ آور ہوئے اور احد کی جنگ وقوع پذیر ہوئی۔

2- **مقتولین کا انتقام:** غزوہ بدر کا اصل سبب صرف ایک قریشی عمرو بن الحضرمی کا قتل تھا لیکن جنگ بدر میں 70 قریشی ہلاک ہوئے۔ ان کا انتقام لئے بغیر قریش کی ناک کٹتی تھی۔ چنانچہ مقتولین کے رشتہ دار انتقامی جنگ کا مطالبہ کرنے میں پیش پیش تھے۔

3- **یہود کی طرف سے حوصلہ افزائی:** غزوہ بدر سے پہلے بھی یہود مدینہ کے قریش کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے اور بدر کے موقع پر ان کی واضح ہمدردیاں اہل مکہ کے ساتھ تھیں لیکن بدر کے بعد انہوں نے کھلم کھلا قریش کو انتقام لینے کے لیے مدینہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ ان کا سردار کعب ابن اشرف خود مکہ پہنچا اور اس نے ''اشراف عرب'' کی موت پر مرثیہ کہا اور قریش میں انتقام کی آگ بھڑکائی نیز انہیں ہر طرح کی امداد کا یقین دلایا۔

4- **عرب شعراء اور خواتین قریش کا پروپیگنڈہ:** قریش شاید ان تمام امور کے باوجود بدر کو بھلا دیتے لیکن عرب کے طول و عرض سے مختلف شعراء نے مکہ کا رخ کیا۔ مقتولین کے لئے مرثیے کہے اور جنگی ترانے گائے۔ اس سے بڑھ کر پروپیگنڈے کی وہ مہم تھی جو قریشی خواتین کی طرف سے

شروع کی گئی۔ اس میں طعن و تشنیع کا عنصر غالب تھا اور عورتوں کے طعنے برداشت کرنا قریشی سرداروں کے بس کا روگ نہ تھا۔ عورتوں میں ہندہ زوجہ ابوسفیان (جو عتبہ کی بیٹی تھی) ام حکیم زوجہ عکرمہ بن ابوجہل، فاطمہ بنت ولید (ولید قتل ہوا تھا) ریطہ زوجہ عمرو بن العاص اور خنّاس والدہ مصعبؓ بن عمیر پیش پیش تھیں۔

5- **تجارتی مفادات کو خطرہ:** جنگ بدر سے پہلے شام کی طرف جانے والی شاہراہ پر پہرہ بٹھا کر جو معاشی دباؤ حضور ﷺ نے اہل مکہ پر ڈالا تھا وہ بدستور قائم تھا۔ مسلمانوں نے مکہ کے ایک لشکر پر چھاپہ مار کر ایک سو تولہ چاندی چھین لی تھی اس لئے قریش اس بات کو سمجھتے تھے کہ مسلمان کسی وقت بھی ان کی تجارتی شاہراہ کو بند کر سکتے ہیں لہٰذا ان کے سامنے دو ہی راستے تھے یا تو وہ حضور ﷺ کے ساتھ کسی نہ کسی طرح صلح کر لیتے اور اسلامی ریاست کو تسلیم کر لیتے یا اس کو ختم کر ڈالتے انہوں نے اپنے سابقہ اسلام دشمنی کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے دوسری راہ اختیار کی۔

6- **ابوسفیان کے وقار کا مسئلہ:** غزوہ احد کے اسباب میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ابوسفیان کے قافلے کا منافع اہل مکہ اسلامی حکومت کے خلاف جنگ کے لئے وقف کر چکے تھے چنانچہ اس جنگی فنڈ سے بدستور جنگی تیاریاں کی جا رہی تھیں۔ ان سے فائدہ اٹھانا ابوسفیان کے وقار کا مسئلہ تھا۔

**واقعات** قریش نے 524ء / 3ھ میں مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے بھرپور تیاریاں کیں۔ ابوسفیان کے قافلے کا منافع جو پچاس ہزار مثقال سونے اور ایک ہزار اونٹوں پر مشتمل تھا جنگی تیاریوں کے لئے وقف کر دیا گیا۔ بنو کنانہ کے تمام قبائل کو ساتھ ملا کر تین[1] ہزار کا لشکر فراہم کیا گیا۔ اس لشکر میں تین ہزار شتر سوار اور دو سو گھوڑ سوار اور سات سو زرہ پوش پیادہ تھے۔ حضرت عباسؓ نے جو قبول اسلام کے باوجود مکہ ہی میں مقیم تھے۔ ان تیاریوں کی اطلاع مدینہ بھجوائی۔

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کی مجلس مشاورت بلائی۔ آنحضرت ﷺ مدینہ کے اندر رہ کر مدافعت کرنے کے حق میں تھے لیکن نوجوان صحابہ کی اکثریت مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کے حق میں تھی بالآخر کثرت رائے سے یہی فیصلہ ہوا کہ مدینہ سے باہر کوہ احد پر مقابلہ کیا جائے چنانچہ آپ ایک ہزار مسلمانوں کو لے کر کہ احد کی طرف روانہ ہوئے۔ ان میں مشہور منافق عبداللہ بن ابی بھی شامل تھا۔ مشاورت میں اس نے بھی یہی رائے دی تھی کہ مدینہ میں رہ کر ہی مقابلہ کرنا چاہئے۔ تھوڑی دیر تک اسلامی لشکر کے ساتھ جانے کے بعد یکا یک وہ اپنے تین سو ساتھیوں سمیت یہ کہہ کر واپس لوٹ گیا کہ میری رائے چونکہ تسلیم نہیں کی گئی اس لئے میں جنگ میں شریک نہیں ہو سکتا۔

سچے مسلمانوں میں جوش و خروش پہلے سے بھی کہیں زیادہ تھا۔ اس سلسلے میں یہ واقعہ تاریخ میں سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے کہ جب مدینہ سے باہر نکل کر حضور ﷺ نے لشکر کا معائنہ فرمایا تو اس میں بہت سے نوعمر صحابہ کو واپس بھیج دیا۔ ان میں عبداللہؓ بن عمر، زیدؓ بن ثابت، اسامہؓ بن زید، زیدؓ بن ارقم، براءؓ بن عاذب، عمروؓ بن حزم، ابوسعیدؓ خدری، رافعؓ بن خدیج بھی تھے

[1] بعض مؤرخین نے تعداد 5 ہزار لکھی ہے۔ اکبر شاہ نجیب آبادی ص 141

جن کی عمر تیرہ چودہ سال سے زائد نہ تھی۔ ① لیکن رافعؓ بن خدیج کے شوق جہاد کا یہ عالم تھا کہ وہ ایڑیوں کے بل کھڑے ہو کر اپنے قد کو لمبا ظاہر کر رہے تھے۔ ان کے والد نے بھی ان کی سفارش کی کہ میرا بیٹا بہت اچھا تیر انداز ہے اس کو ضرور ساتھ لے چلیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اجازت دے دی اس پر سمرہؓ بن جندب نے درخواست کی کہ حضورؐ رافعؓ سے میری کشتی کروائی جائے اگر میں اسے پچھاڑ لوں تو مجھے بھی اجازت دی جائے چنانچہ سمرہؓ نے رافع کو پچھاڑ دیا اور اجازت حاصل کر لی اس طرح اور بھی بہت سے نوعمر صحابہؓ نے اجازت حاصل کر لی۔

احد پہنچ کر آنحضرت ﷺ نے عبداللہؓ بن جبیر کی قیادت میں پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ پہاڑ پر متعین فرما دیا تا کہ دشمن پشت سے حملہ نہ کر سکے۔ مصعبؓ بن عمیر کو علم دے کر جنگ کا آغاز کیا گیا۔ انفرادی مقابلوں میں مومنین کو فتح حاصل ہوئی لیکن قریش نے اس مرتبہ جلدی ہی عام لڑائی کا آغاز کر دیا۔ جنگ بہت شدت سے ہونے لگی۔ قریش کے بارہ علمبردار یکے بعد دیگرے قتل ہوئے جن میں سے آٹھ حضرت علیؓ نے قتل کیے۔ ابو دجانہؓ، حمزہؓ اور علیؓ جس طرف جاتے لاشوں کے ڈھیر لگ جاتے۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے اپنے باپ عتبہ کا انتقام لینے کے لیے سید الشہداء حضرت حمزہؓ کو دھوکے سے شہید کروا کر ان کا کلیجہ نکال کر چبایا لیکن جنگ کا نقشہ کچھ اس طرح کا تھا کہ قریش کی شکست یقینی ہو معلوم ہوتی تھی۔ قریشی خواتین یہ منظر دیکھ کر پیچھے بھاگ کھڑی ہوئیں اور ان کے ساتھ ہی قریشی لشکر کے بھی پاؤں اکھڑ گئے۔ مسلمانوں نے تعاقب کرنے کی بجائے مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر عبداللہؓ بن جبیر کے تیر انداز دستہ کے اکثر ارکان نے بھی اپنی جگہ کو چھوڑ دیا اور مال غنیمت اکٹھا کرنے میں مصروف ہو گئے۔ ہوشیار دشمن نے اس کمزوری کو بھانپ لیا اور خالد بن ولید کی قیادت میں پہاڑ کا چکر کاٹ کر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ بھاگتا ہوا قریشی لشکر پھر جم گیا۔ مسلمان دو طرف سے گھر گئے تھے۔ اسی اثناء میں لشکر اسلام کے علمبردار معصبؓ بن عمیر شہید ہو گئے چونکہ ان کی شکل آنحضرت ﷺ سے بہت مشابہ تھی اس لئے یہ افواہ مشہور ہو گئی کہ نعوذ باللہ پیغمبر خدا شہید ہو گئے ہیں۔ اس سے مومنین کے حوصلے پست ہو گئے اور ان کی صفیں ٹوٹ گئیں۔

آنحضرت ﷺ اپنی جگہ پر مضبوطی سے جمے رہے۔ کفار کا یلغار اسی طرف بڑھتا جاتا تھا۔ آفتاب رسالت کے پروانے یکے بعد دیگرے نثار ہو رہے تھے۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، سعدؓ بن ابی وقاص، طلحہؓ زبیرؓ اور ابوعبیدہؓ بن الجراح نے آپؐ کے گرد ایک مضبوط حلقہ بنا رکھا تھا جسے توڑنا مشکل تھا۔ کفار نے پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ ایک پتھر سے آپؐ کے اگلے دانت شہید ہو گئے اور آپؐ ایک پہاڑی پر چڑھ گئے۔ فاطمہ بتولؓ نے آپؐ کے زخموں کو دھویا اور چٹائی جلا کر پیشانی مبارک کے زخم کو بھرا۔ ابوسفیان نے آنحضرت ﷺ کو نہ پا کر ہبل کی جے کا نعرہ لگایا لیکن فاروق اعظمؓ نے نعرہ تکبیر سے جواب دیا۔ وہ پکارا۔ ''کیا محمدؐ زندہ ہے؟ کیا ابوبکر زندہ ہے؟ کیا عمر زندہ ہے؟ فاروق اعظمؓ نے جواب دیا ''اے دشمن خدا ہم سب زندہ ہیں۔'' اس نے ہبل کی جے کا

① الرحیق المختوم ص 344

نعرہ بلند کیا۔ فاروقؓ اعظم نے اللہ اکبر سے جواب دیا۔ وہ پکارا۔ ''آج کا دن بدر کا جواب ہے۔ فوج کے لوگوں نے مردوں کے ناک کاٹ لئے ہیں۔ میں نے یہ حکم نہیں دیا تھا لیکن مجھ کو معلوم ہوا تو کوئی رنج نہیں ہوا۔'' اس نے یہ مغرورانہ فقرہ کسا اور واپس لوٹ گیا۔

قریش کو اگر چہ فتح حاصل ہوئی تھی لیکن انہیں معلوم تھا کہ مسلمانوں کی قوت نہیں ٹوٹی ہے محض ایک جنگی غلطیوں کی وجہ سے ان کی قوت منتشر ہوگئی ہے۔ اس لئے انہوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کی بجائے واپس جانا ہی مناسب سمجھا۔ آنحضرت ﷺ نے بہت جلد مسلمانوں کو دوبارہ جمع کر لیا اور آپؐ کے حکم سے ایک دستہ نے قریش کا تعاقب بھی کیا۔

اس جنگ میں 70 صحابہ نے جام شہادت نوش کیا۔ جن میں حضرت حمزہؓ، معصبؓ بن عمیر، رافعؓ بن مالک اور عبداللہ بن جحش جیسے بہادر شامل تھے۔ قریش کے اس جنگ میں تیس آدمی قتل ہوئے۔

## میدان احد میں مسلمانوں کے نقصان کے اسباب

غزوہ احد میں لشکر قریش کو فیصلہ کن فتح حاصل نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ میدان جنگ سے ہی واپس لوٹ گیا اور مدینہ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکا باوجود اس کے فاروق اعظمؓ نے اس کے ہر متکبرانہ نعرے کا جواب دیا اس نے از سرنو جنگ شروع کرنے کی کوشش نہ کی بلکہ تعاقب کرنے والے مومنین کا بھی پلٹ کر مقابلہ نہ کیا تاہم اس جنگ میں لشکر اسلام کا نقصان توقع سے کہیں زیادہ تھا۔ اس کے اسباب میں مندرجہ ذیل امور کو گنوایا جا سکتا ہے۔

1۔ مسلمانوں میں ایک کثیر تعداد نومسلموں کی تھی۔ اس لئے ان کا نظم وضبط کا معیار وہ نہیں تھا جو بدر میں تھا

2۔ منافقین آخر وقت پر ساتھ چھوڑ گئے اور مسلمانوں کی تعداد کل 700 رہ گئی جنہیں 3000 کا مقابلہ درپیش تھا۔

3۔ نوجوان مسلمانوں میں ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی تھی جس کی وجہ سے توکل میں کمی آ گئی تھی اور جنگی تدابیر میں بھی سستی برتی گئی۔

4۔ حضور ﷺ کی شہادت کی جھوٹی افواہ نے نومسلموں کے حوصلے پست کر دیئے اور وہ میدان سے ہٹ گئے۔

5۔ سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ نئے مسلمانوں کے ذہن میں جب مال موجود تھی اس لئے انہوں نے مال غنیمت کے لالچ میں پہاڑی کی وہ جگہ چھوڑ دی جہاں انہیں تیر اندازی کے لئے کھڑا کیا گیا تھا۔

6۔ خالد بن ولید نے عقب سے حملہ کر دیا تھا جس سے مسلمان دو لشکروں کے درمیان آ کر پس گئے۔

7۔ مسلمانوں کے نقصان کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے حضور ﷺ کے ارشاد کو نظر انداز کر کے پہاڑی مورچہ چھوڑ دیا حالانکہ آنحضرت ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا تھا کہ اگر

پرندے ہمارا گوشت نوچ رہے ہوں تو بھی تم اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔ اطاعت رسولؐ سے غافل ہونے کی وجہ سے وہ تائید الٰہی سے محروم ہو گئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ''یاد کرو جب تم بھاگے چلے جا رہے تھے۔ کسی طرف پلٹ کر دیکھنے کا ہوش تمہیں نہ تھا اور رسول تمہارے پیچھے تم کو پکار رہا تھا، اس وقت تمہاری روش کا بدلہ اللہ نے تمہیں یہ دیا کہ تم کو رنج و رنج دیئے آئندہ کے لئے تمہیں سبق ملے۔ ①

**غزوہ احد کے اثرات** غزوہ احد کو مسلمانوں کی تربیت کے نقطہ نظر سے بہت اہمیت حاصل ہے۔ نیز عرب کی سیاسی صورت حال پر بھی اس کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

1- **حب مال پر ضرب کاری:** سود پر پابندی لگا دی گئی تا کہ حب مال کا خاتمہ کیا جا سکے۔ تنگی و فراخی دونوں حالتوں میں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی تلقین کی گئی تا کہ سرمایہ پرستی کی بجائے خدا کی بندگی مقصود زندگی قرار پائے۔ ②

2- **تربیت کی خامیوں کو دور کرنا:** اطاعت رسولؐ پر پورا زور دیا گیا اور جہاد سے منہ موڑنے پر سختی سے تنبیہ کی گئی اور مزید آزمائشوں کے لئے مسلمانوں کو ذہنی طور پر تیار کیا گیا۔ اس طرح تربیت کی وہ تمام خامیاں جو سامنے آئی تھیں دور کر دی گئیں۔

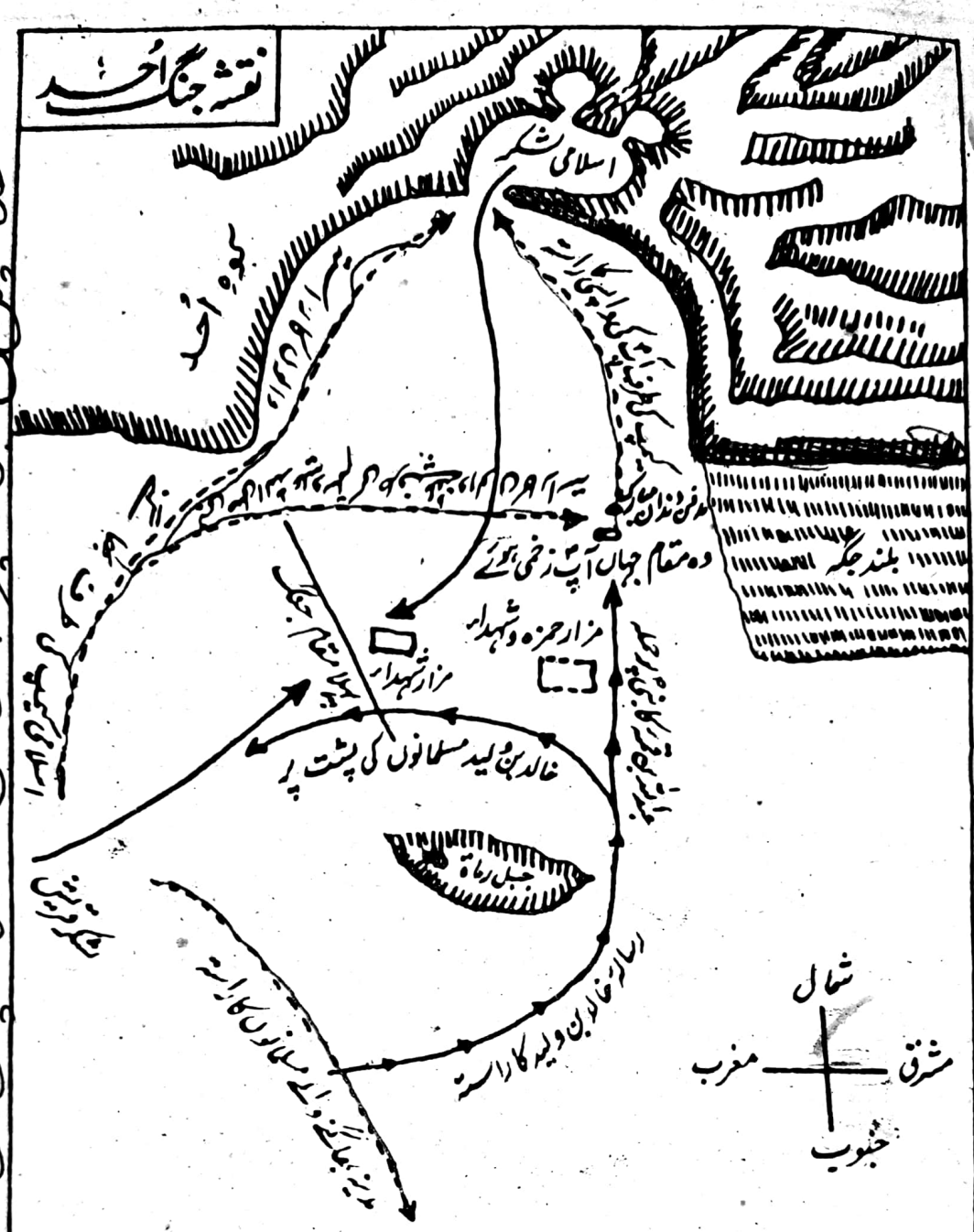
3- **غزوہ احزاب کا پیش خیمہ:** غزوہ احد میں قریش کی کامیابی کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ ان کے جوش انتقام کی تسکین ہو گئی اور اگلے ہی سال مدینہ پر حملہ کرنے کی بجائے انہوں نے دو تین سال بعد مدینہ پر بھرپور حملہ کیا احد کی اس کامیابی نے ان کے حوصلے بلند کر دیئے تھے۔ اس لئے ان کے اس حملے کا مقصد یہ تھا کہ وہ (نعوذ باللہ) اسلامی ریاست کو ہمیشہ کے لئے ختم کر ڈالیں۔

4- **قبائل کی معاندانہ روش:** قبائل عرب جو جنگ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کی وجہ سے وقتی طور پر اسلام دشمنی سے باز آ گئے تھے۔ اس جنگ کے بعد پھر آمادہ شر ہو گئے اور انہوں نے ہر طریقے سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

5- **منافقین کا بے نقاب ہونا:** منافقین ابھی ''نو مسلم'' سمجھے جاتے تھے اس وجہ سے ان کے خطرناک عزائم کا تا حال اندازہ نہیں ہوا تھا اس جنگ میں وہ بے نقاب ہو گئے۔ اگرچہ جنگ کے خاتمے کے بعد انہوں نے معذرتیں کیں جن کو قبول کر لیا گیا لیکن یہ معلوم ہو گیا تھا کہ کون لوگ ایسے ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

6- **یہود کے عناد میں اضافہ:** اس جنگ نے یہودیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی۔ بنو قینقاع کی جلاوطنی سے وہ قدرے محتاط ہو گئے تھے۔ غزوہ احد میں قریش کی کامیابی سے وہ از سر نو شرارت پر آمادہ ہو گئے چنانچہ مسلمانوں کو بنو نضیر کے خلاف کارروائی کرنی پڑی۔

① آل عمران 153 ② آل عمران 130، 132




ابتداء میں مسلمانوں نے مشرکین کو شکستِ فاش دی اور ان کے کیمپ پر دھاوا بول دیا۔ مگر عین اُسی وقت جبل عینین (جبل رماۃ) پر متعین تیر اندازوں نے اپنا مورچہ چھوڑ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خالد بن ولید فوراً چکر کاٹ کر مسلمانوں کی پشت پر پہنچ گئے اور انہیں نرغہ میں لے کر جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔

7- قبائل عرب کی مکارانہ سرگرمیاں: احد میں مسلمانوں کی شکست سے بہت سے قبائل عرب کے حوصلے بلند ہو گئے۔ بت پرست اور ڈاکو پیشہ ہونے کی وجہ سے وہ اسلام کے دشمن تو تھے ہی اب انہوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے۔ چنانچہ بنو اسد بن خزیمہ کو ان ناپاک عزائم سے روکنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے ابوسلمہؓ کو ڈیڑھ سو سوار دے کر اس طرف روانہ کیا لیکن قبائل مقابلہ کئے بغیر منتشر ہو گئے۔ بنی لحیان کے مقابلے پر عبداللہؓ بن انیس کو بھیجا گیا۔ انہوں نے قبیلہ کے سردار سفیان بن خالد کو قتل کر ڈالا۔ بنو کلاب کے سردار ابو براء نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ ہمارا قبیلہ اسلام لے آیا ہے۔ انہیں اسلام کی تعلیم دینے کے لیے معلّم متعین کر دیں۔ آپؐ نے ستر صحابہؓ کو متعین فرمایا جو اکثر اصحاب صفہ میں سے تھے۔ لیکن انہوں نے بیر معونہ کے قریب سب کو شہید کر دیا اور صرف عمروؓ بن امیہ کو چھوڑ دیا جنہوں نے سارا واقعہ حضور ﷺ کو سنایا۔ آپؐ کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔

عفل وقارہ قبائل کے چند لوگوں نے بھی اسی طرح کی درخواست آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ آپؐ نے دس معلم متعین فرمائے۔ انہوں نے بنولحیان کی مدد سے ان تمام صحابہؓ کو شہید کر ڈالا البتہ حضرت خبیبؓ اور زیدؓ کو قریش مکہ کے ہاتھ بیچ دیا۔ جنہوں نے سخت ایذائیں دے کر ان دونوں کو شہید کر دیا۔

## غزوہ بنی مصطلق

دوسری جنگ

شعبان 5ھ —— 626ء

قبیلہ بنو مصطلق عرب میں آباد یہودی قبائل میں سے ایک قبیلہ تھا جس کے سردار حارث بن ضرار کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ آپؐ نے ایک صحابی کو بھیج کر صورتحال کی تحقیق کی اور مسلمانوں کو تیاری کا حکم دے دیا۔ مسلمانوں کی پیہم کامیابیوں نے منافقین کو قائل کر دیا تھا کہ وہ اس غزوہ میں ضرور فتح حاصل ہو گی۔ اس لئے عبداللہ بن ابی بھی اس غزوہ میں شریک ہوا۔

جنگ سے پہلے اسلام کی دعوت دی گئی۔ اس کے بعد جنگ شروع ہوئی۔ کفار کا علمبردار مارا گیا اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کے تقریباً سو آدمی جنگی قیدی بنا لئے گئے۔ حارث کی صاحبزادی جویریہؓ بھی گرفتار ہوئیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا اور آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنے نکاح میں لے لیا۔ مومنین نے حضور ﷺ کی قرابت داری کا لحاظ کرتے ہوئے جنگی قیدی رہا کر دیئے۔ اس سے متاثر ہو کر اس قبیلہ کے اکثر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

اس غزوہ کا خاص قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ اس میں منافقین نے انصارؓ و مہاجرینؓ کے درمیان چپقلش پیدا کرنے کی کوشش کی۔ حضور ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپؐ نے معاملہ رفع دفع کیا۔ بعض مسلمانوں نے عبداللہ بن ابی مشہور منافق کو قتل کرنے کی اجازت چاہی لیکن آنحضرت ﷺ نے اجازت نہ دی۔ عبداللہ بن ابی کے بیٹے طلحہؓ بن عبداللہ نے جو مخلص مسلمان

تھے۔ یہ پیشکش کی کہ اگر ان کا باپ گردن زدنی قرار پائے تو وہ خود اس کی گردن کاٹ کر لائیں گے لیکن حضور ﷺ نے منع فرمایا۔

## غزوہ احزاب دوسرا نام 5 خندق 627ء

**وجہ تسمیہ** غزوہ احزاب کو اس نام سے پکارے جانے کی وجہ یہ ہے کہ اس جنگ میں اسلام کے تمام مخالف گروہوں اور قبائل نے حصہ لیا۔ احزاب حزب کی جمع ہے جس کے معنی گروہ کے ہوتے ہیں گویا وہ جنگ جس میں کئی گروہوں نے حصہ لیا۔ اس کو غزوہ خندق بھی کہا جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جنگ میں مسلمانوں نے مدینہ کی حفاظت کے لیے حضرت سلمان فارسیؓ کی تجویز پر مدینہ کے گرد خندق کھودی تھی۔

**اسباب**

1- **ابوسفیان کا چیلنج:** غزوہ احد کے موقع پر ابوسفیان چیلنج دے گیا تھا کہ آج کا دن بدر کا جواب ہے۔ اگلے سال پھر میدان ہوگا تاہم 4ھ میں خشک سالی کی وجہ سے وہ حملہ نہ کر سکا اور 5ھ میں احد کی فتح کو فیصلہ کن بنانے کے لئے حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

2- **اسلام کی روز افزوں ترقی:** غزوہ احد میں مسلمانوں کے نقصان اٹھانے کے باوجود اسلام دن بدن ترقی کر رہا تھا۔ سلیم الطبع آدمیوں کی کثیر تعداد حلقہ بگوش اسلام ہو رہی تھی اور جاہلی معاشرہ اپنے ذہین ترین افراد سے محروم ہو رہا تھا۔ آئمہ باطل اس صورت حال کو ٹھنڈے پیٹ برداشت نہیں کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

3- **قبائلی نظام کو خطرہ:** اسلام کی مسلسل اشاعت کا لازمی نتیجہ عرب کی مضبوط مرکزی حکومت کا قیام اور قبائلی نظام کا زوال تھا۔ اکثر قبائل عرب ڈاکہ کے پیشہ کو ذریعہ معاش کے طور پر اختیار کئے ہوئے تھے۔ ان کے یہاں بات بات پر جنگ چھڑ جاتی تھی۔ فحاشی عام تھی اور اخلاقی برائیاں باافراط پائی جاتی تھیں۔ اسلام ان تمام چیزوں کا مخالف تھا اس لئے قبائلی شیوخ بھی اسلام کو ختم کر دینے کے درپے تھے چنانچہ جب کفار مکہ اور یہود نے مدینہ پر حملہ کا ارادہ کیا تو انہوں نے ان کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔

4- **یہود کی سازش:** مدینہ کے دو قبائل بنونضیر اور بنوقینقاع غداری اور عہد شکنی کی پاداش میں مدینہ سے خارج کر دیئے گئے تھے۔ ان کے سرداروں حیی بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق کے بھتیجے کنانہ اور سلام بن مشکم نے مسلمانوں کے خلاف خوب پروپیگنڈہ کیا اور مکہ اور قبائل عرب کو ساتھ ملا کر متحدہ محاذ بنایا اور مدینہ کی اسلامی ریاست کو ختم کرنے کے لئے دس ہزار سے زائد کا لشکر مدینہ کے گرد جمع کر دیا۔

5- **تجارتی شاہراہوں پر پہرہ:** مسلمانوں نے اہل مکہ کی معاندانہ سرگرمیوں کو ختم کرنے کے لئے شام و عراق جانے والی شاہراہوں پر پہرہ بٹھا دیا تھا اور قریش مکہ کے لئے اب دو ہی راستے

تھے یا وہ سیدھی طرح سے اسلامی حکومت کو تسلیم کر لیتے اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کو ختم کر ڈالتے یا اسلام کے خلاف فیصلہ کن جنگ لڑتے۔ انہوں نے دوسری راہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

**واقعات**

اس جنگ کا آغاز اس طرح ہوا کہ سرداران یہود مکہ پہنچے اور قریش کے ساتھ ساز باز کر کے مدینہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ بنو غطفان کو جو کہ ایک بہت بڑا قبیلہ تھا اس وعدہ پر ساتھ ملا لیا گیا کہ خیبر کے نخلستانوں کی کھجوروں کا ایک حصہ اسے دیا جائے گا اور اس طرح بنو غطفان اور ان کے حلیف قبائل بنو اسد، بنو سعد اور بنو سلیم بھی مسلمانوں کی مخالفت میں جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ ابوسفیان 4 ہزار کا لشکر لے کر مکہ سے روانہ ہوا اور راستے میں دوسرے قبائل بھی ساتھ ملتے چلے گئے یہاں تک کہ جب یہ لشکر مدینہ پہنچا تو اس کی تعداد دس ہزار سے متجاوز تھی۔

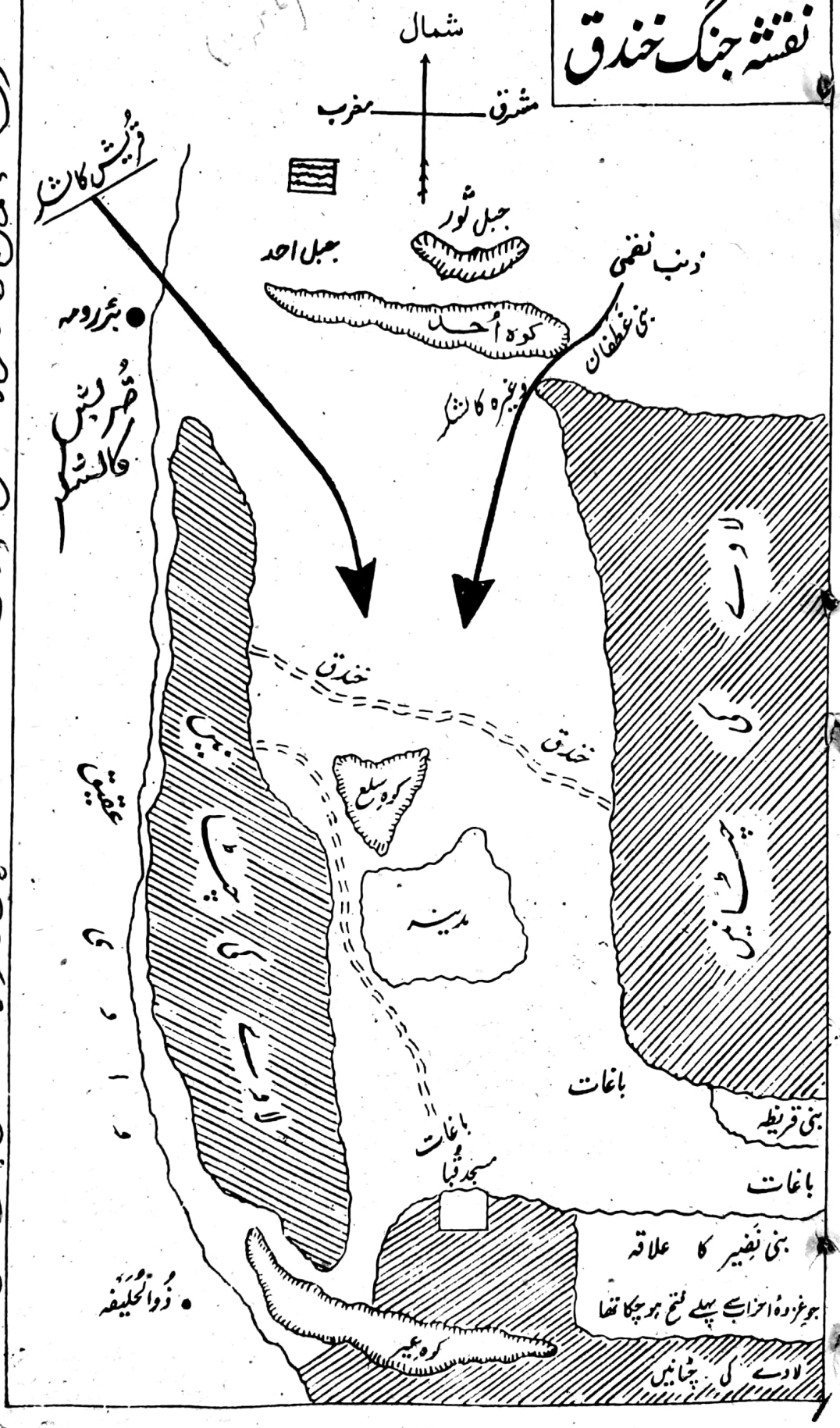
کفار نے اس مرتبہ اپنی جنگی تیاریوں کو بہت خفیہ رکھا تھا اس لئے حضور ﷺ کو اس لشکر کی اطلاع صرف چند روز پہلے ملی۔ مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ مدینہ تین طرف سے باغات، مکانات اور پہاڑوں کی وجہ سے محفوظ تھا چنانچہ حضرت سلمانؓ فارسی نے تجویز پیش کی کہ صرف شامی طرف سے مدینہ پر حملہ ممکن ہے۔ اس طرف خندق کھود لی جائے اور اس خندق کو عبور کرنے کی تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا جائے۔ چنانچہ مسلمان خواتین اور بچوں کو ایک محفوظ مقام پر منتقل کر دیا گیا۔ صحابہ کرامؓ 5 گز چوڑی 5 گز گہری خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے۔ خندق کی تیاری کے لیے صحابہ کرامؓ کو دس دس کے دستوں میں بانٹ دیا گیا اور ہر دستے کے ذمہ دس گز خندق کی کھدائی لگائی گئی۔ خود حضور ﷺ بھی ایسے ہی ایک دستے میں شامل تھے۔

**فتح کی بشارت**

اس خندق میں ایک ایسا سخت پتھر آ گیا جس کو نکالنا بہت مشکل تھا۔ سب صحابہؓ نے اس کو نکالنے کی کوشش کی لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ بالآخر انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں معاملہ پیش کیا۔ آپؐ اپنا پھاوڑا لے کر وہاں پہنچے اور خندق میں اتر کر پھاوڑا مارا اور پتھر میں شگاف پڑ گیا اور کدال کے پتھر سے ٹکرانے سے ایک روشنی پیدا ہوئی۔ آپؐ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ صحابہؓ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ملک شام کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے دوسرا وار کیا، شگاف اور چوڑا ہو گیا۔ ایک مرتبہ پھر روشنی پیدا ہوئی اور آپؐ نے فرمایا مجھے ملک فارس کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔ تیسری ضرب فیصلہ کن تھی، پتھر ریزہ ریزہ ہو گیا اور آپؐ نے فرمایا مجھے ملک یمن کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔ آپؐ نے اس کی توضیح فرمائی کہ جبرائیل امین نے مجھے بشارت دی ہے کہ یہ تینوں ممالک میری امت کے قبضے میں آ جائیں گے۔ جب تین ہزار فاقہ مست انسان دس ہزار کے مقابلے میں دفاعی تیاریاں کر رہے ہوں انہیں سلطنت روم، ایران اور یمن کے خلاف فتح کی خوشخبری خدا کے پیغمبر کے علاوہ اور کون دے سکتا ہے؟

50 Questions

# نقشہ جنگ خندق




حضرت سلمان فارسی کا نظر الہوں سے تھا - اور وہاں پر یہ کھودی جائی تھی

خندق تیار ہوگئی۔ کفار کا لشکر مدینہ پہنچا تو اس خندق کو دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ یہ جنگی چال اس سے پہلے عرب میں استعمال نہیں ہوتی تھی۔ مومنین کے لئے یہ سخت آزمائش کا وقت تھا۔ شب و روز خندق کی حفاظت کرنی پڑتی تھی مبادا کہ دشمن اسے عبور کر کے اچانک حملہ کر دے۔ مدینہ کی ہر طرف سے ناکہ بندی کر دی گئی تھی۔ خوراک کے ذخائر کم ہو رہے تھے اور مومنین کو بھوکے ہی لڑنا پڑ رہا تھا۔

**بنو قریظہ کی غداری** مدینہ کے اندر بھی دو دشمن موجود تھے۔ یہودی قبیلہ بنو قریظہ جس نے اب تک مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ قائم کر رکھا تھا اب عہد شکنی کر کے لشکر کفار کا ساتھ دے رہا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے سرداران انصار سعدؓ بن معاذ اور سعدؓ بن عبادہ کو ان کے ساتھ گفت وشنید کے لئے بھیجا لیکن ان کا جواب بہت روکھا تھا۔ ''ہم محمد کو نہیں جانتے اور نہ ہی اس سے ہمارا کوئی معاہدہ ہے۔'' بنو نصیر کا سردار حیی ابن اخطب بھی ان کے پاس ہی ٹھہرا ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے چند سپاہیوں پر مشتمل ایک دستہ عورتوں اور بچوں کی حفاظت پر مامور فرما دیا تھا تاکہ خواتین کا کیمپ بنو قریظہ کے شر سے محفوظ رہے۔

**بھرپور حملہ** خندق کو عبور کرنے کا کوئی منصوبہ کفار کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ جب وہ خندق کے قریب جاتے تو تیروں سے ان کا استقبال کیا جاتا تھا۔ بالآخر عکرمہ بن ابوجہل نے اپنے سوار دستے میں چیدہ چیدہ افراد کو لے کر خندق کو پار کرنے کا فیصلہ کیا۔ انہی میں سے ایک عمرو بن عبدود تھا جس کو دو ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ یہ چند منچلے تیروں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خندق کے ایک ایسے مقام تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں چوڑائی قدرے کم تھی اور انہوں نے گھوڑے دوڑا کر خندق کو عبور کرنے کی کوشش کی۔ ان میں سے تین اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے لیکن قلت تعداد کی وجہ سے انہوں نے مسلمانوں پر حملہ نہ کیا بلکہ حریف طلب کئے۔ عمرو بن عبدودؓ کے مقابلے پر شیر خدا حضرت علیؓ آئے عمرو متکبرانہ انداز میں مسکرایا اور اسد اللہ کو واپس جانے کا مشورہ دیا لیکن حضرت علیؓ نے اس کی لاف زنی کی کوئی پرواہ نہ کی اور اس سے کہا کہ سنا ہے تم اپنے حریف کے تین سوالوں میں سے ایک ضرور پورا کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں۔ آپؓ نے پہلا سوال پیش کیا۔ ''تم اسلام قبول کر لو۔'' اس نے کہا ''ایسا نہیں ہوسکتا۔'' دوسرا سوال یہ تھا کہ ''تم واپس چلے جاؤ۔'' اس نے کہا۔ ''یہ بھی نہیں ہوگا۔'' آپؓ کا تیسرا سوال یہ تھا کہ ''پھر مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ۔'' عمرو بن عبدود کی زندگی میں اسے کسی نے اس بے باکی سے نہیں للکارا تھا۔ وہ بہت سٹپٹایا اور حضرت علیؓ پر بھرپور وار کیا لیکن اس کا وار خالی گیا اور اسے شیر خدا کی تلوار کا لقمہ بننا پڑا۔ اس کے باقی دونوں ساتھی عکرمہ بن ابوجہل اور ضرار بن خطاب واپس بھاگ گئے۔

**کفار کی صفوں میں انتشار** محاصرہ طول پکڑتا جا رہا تھا، خندق عبور کرنا کفار کے بس کا روگ نہ تھا۔ ان کی تمام توقعات بنو قریظہ کی غدارنہ سرگرمیوں سے

وابستہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی انتظام فرما دیا۔ بنو غطفان کا ایک ممتاز فرد نعیمؓ بن مسعود سلامت طبع کی وجہ سے مشرف بہ اسلام ہو گیا اور حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم دیں۔ آپؐ نے اسے بنو قریظہ و قریش اور بنو غطفان کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ نعیم بنو قریظہ کے پاس گئے اور انہیں یہ بات سمجھائی کہ بنو غطفان اور قریش واپس چلے جائیں گے اور تمہیں مسلمانوں کے خلاف اکیلے ہی لڑنا پڑے گا۔ تم اس وقت تک ان کا ساتھ نہ دو جب تک کہ وہ اپنے بیٹے یرغمال کے طور پر تمہارے حوالے نہ کریں۔ بنو قریظہ کی سمجھ میں بات آ گئی۔ اس کے بعد نعیم بنو غطفان و قریش کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ بنو قریظہ مسلمانوں کے معاہد ہیں۔ وہ تمہارا ساتھ نہیں دیں گے اور اب وہ تمہارے بیٹے یرغمال کے طور پر طلب کریں گے تاکہ انہیں مسلمانوں کے حوالے کر کے اپنے معاہدہ کی تجدید کر لیں۔ اگلے دن بنو قریظہ نے یرغمال طلب کئے اور بنو غطفان اور قریش نے اس سے انکار کیا تو ان کے درمیان اتحاد ختم ہو گیا اور اس بدظنی کی فضا کی وجہ سے بنو قریظہ مسلمانوں کے خلاف اقدام کرنے سے باز رہے۔

**تائید ایزدی** محاصرہ کو ستائیس دن گزر چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی کافی آزمائش کر لی تھی۔ اب نصرت الٰہی آ پہنچی اور رات کو ایک تیز آندھی چلی جس نے لشکر کفار کے خیمے گرا دیئے۔ ان کی آگ بجھا دی اور ان کی ہنڈیاں الٹ ڈالیں۔ کفار نے اس کو اپنے توہم پرستانہ نظریہ حیات کی وجہ سے بدشگونی خیال کیا اور راتوں رات بھاگ کھڑے ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت حذیفہؓ کو بھیج کر تحقیق کروائی تو معلوم ہوا کہ میدان خالی ہو چکا ہے۔

**کفر کی طرف سے حق کو مٹانے کی یہ آخری بھرپور کوشش تھی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد مسلمانوں**

**مسلمانوں کی فتح کے اسباب** 1- **نصرت الٰہی:** مسلمانوں کی فتح کا سب سے بڑا سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت و امداد ہے۔ جس کا اس نے قرآن حکیم میں مومنوں سے وعدہ کیا ہے۔

2- **خندق:** عرب میں خندق کا رواج نہ تھا۔ اس لئے جب کفار مدینہ پہنچے تو یہ خندق ان کے لئے بالکل غیر متوقع تھی۔ جس کو عبور کرنے میں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔

3- **مسلمانوں کا عزم و استقلال:** مسلمانوں نے عزم و استقلال سے صرف چند دنوں میں خندق تیار کی اور خوراک و رسد کی کمی کے باوجود کامیابی سے اپنا دفاع کیا۔

4- **نعیمؓ بن مسعود کا کارنامہ:** نعیمؓ بن مسعود نے جس طرح بنو قریظہ اور قریش و غطفان میں پھوٹ ڈال دی اس کا نتیجہ کفار کی شکست کی صورت میں ظاہر ہوا

5- **کفار کی توہم پرستی:** کفار مکہ کی شکست کی آخری وجہ یہ ہے کہ آندھی نے جب ان کے خیمے الٹ دیئے اور آگ بجھا دی تو انہوں نے اس سے برا شگون لیا اور راتوں رات غائب ہو گئے۔

6- **حرام مہینوں کی آمد:** ذیقعدہ کے مہینے کا آغاز ہو رہا تھا اس مہینے میں عرب لڑائی حرام سمجھتے

تھے۔ اس لئے قریش نے محاصرہ اٹھا کر واپس چلنے کا فیصلہ کرلیا۔①

**غزوہ احزاب کے نتائج**

1- **جارحانہ حملوں کا خاتمہ:** غزوہ خندق آخری جارحانہ حملہ تھا جو کفر کے علمبرداروں کی طرف سے اسلامی حکومت پر کیا گیا۔ اس حملہ میں اپنی پوری قوت استعمال کرنے کے باوجود کفر کا اسلام کو مٹانے کا مذموم ارادہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اس سے اسلام کے مخالفین کے حوصلے اس حد تک پست ہو گئے کہ اس کے بعد انہوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کی۔

2- **اسلام کی وسیع اشاعت:** اب تک بہت سے لوگ اس وجہ سے اسلام قبول کرنے سے رکے ہوئے تھے کہ وہ کفر کی مادی قوت سے مرعوب تھے۔ اس رعب کے ختم ہوتے ہی اسلام کی اشاعت کی رفتار تیز تر ہو گئی۔

3- **بنو قریظہ کے خلاف کارروائی:** غزوہ خندق میں مدینہ میں مقیم آخری یہودی قبیلہ کی بدنیتی کھل کر سامنے آ گئی تھی۔ جنگ کے اختتام پر ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی اور مدینہ کو ان سے پاک کرلیا گیا۔ (تفصیل آگے آئے گی)

4- **مسلمانوں کی تنظیمی برتری:** اس جنگ سے مسلمانوں کی تنظیمی برتری مسلم ہو گئی۔ جس طرح مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کی اطاعت کی اور تقسیم کار کے اصول کے مطابق خندق کھودی شب و روز پہرے دیئے اور ہر خطرے کا مقابلہ کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کی تنظیم اپنے مخالفین سے بدرجہا بہتر ہے۔ نظم وضبط اور اطاعت کی اس خوبی نے مسلمانوں کو فتح یاب کیا۔

5- **چند جنگی اصول:** اس جنگ نے قیامت تک کے لئے مسلمانوں کو چند جنگی اصول دیئے مثلاً

☆ مسلمانوں کو جنگ کے لئے جدید ترین طریقے اختیار کرنے چاہئیں۔ آنحضرت ﷺ نے جس طرح خندق کھودنے کا مشورہ قبول کیا اس سے یہی سبق ملتا ہے۔

☆ دوسرا اصول نعیمؓ بن مسعود کے کفار کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے سے واضح ہوتا ہے جس پر آنحضرت ﷺ نے تبصرہ فرمایا الحرب خدعته (جنگ چال چلنے کا نام ہے) یعنی اگر کوئی قوم برسرپیکار ہو تو اس کے خلاف چالیں جائز ہیں۔

☆ تیسری بات اس جنگ سے یہ سامنے آتی ہے کہ ملی معاملات میں مشاورت عامہ بہت مفید اور ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جنگ کے ہر مرحلے پر مسلمانوں سے مشورہ لیا اور ان کے مشورے قبول فرمائے۔

① ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس کو سب سے بڑا اور اصل سبب قرار دیتے ہیں۔

## یہود مدینہ کے ساتھ تعلقات

سیلبس میں شامل نہیں ہے

یہودی کون تھے اس سوال کا تفصیلی جواب باب میں گزر چکا ہے۔ مختصراً یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی امت اور حضرت یعقوب علیہ اسلام کی اولاد تھے اور اپنی اخلاقی گراوٹ کی وجہ سے انحطاط کے گڑھے میں گرا دیئے گئے تھے۔ ان کی مقدس کتابوں میں ایک ایسے پیغمبر کی بشارت موجود تھی جو عرب میں مبعوث ہوگا۔ اسی امید پر وہ مدینہ میں آباد ہوئے تھے لیکن جب آنحضرت ﷺ کا ظہور ہوا اور انہوں نے دیکھا کہ متوقع پیغمبر بنو اسرائیل کی بجائے بنو اسمٰعیل میں آ گیا ہے تو وہ مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ یہاں ان کے مسلمانوں کے ساتھ تعلقات کے مختلف مراحل دیئے جا رہے ہیں۔

**ابتدائی دور** جب آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لے گئے تو یہودیوں نے آنحضرت ﷺ کی مخالفت نہ کی اور میثاق مدینہ کی رو سے دونوں قومیں ایک دوسرے کی ساتھی بن گئیں۔ اس معاہدے کی رو سے یہودیوں نے آنحضرت ﷺ کی برتری کو بھی تسلیم کیا اور بالواسطہ رسالت محمدیؐ کو بھی تسلیم کر لیا لیکن ان کے اصل عزائم یہ نہ تھے کہ وہ پیغمبرؐ خدا کو مان کر اطاعت کی راہ اختیار کریں اور اپنی زندگیوں کو خدائی ہدایات کے مطابق ڈھال لیں۔ بلکہ ان کا خیال یہ تھا کہ وہ رفتہ رفتہ آنحضرت ﷺ اور اس نئی امت کو اپنے اندر جذب کر لیں گے۔ ان کی حوصلہ افزائی اس طرح ہوئی کہ مسلمان کعبہ کی بجائے بیت المقدس کو قبلہ بنا کر نماز پڑھتے تھے تاہم رفتہ رفتہ جب قرآن نے انہیں دین حق کی طرف بلایا اور قبلہ بھی تبدیل ہو گیا تو وہ مسلمانوں کی طرف سے مایوس ہو گئے اور انہوں نے سازشیں شروع کر دیں۔

**مخالفت کے اسباب**

1- **نبی ﷺ کا بنو اسماعیل میں سے ہونا:** یہودی اپنے آپ کو عربوں سے بلند تر سمجھتے تھے۔ کتب سماوی کا حامل ہونے کی وجہ سے خود کو عالم اور عربوں کو امی گردانتے تھے اور نئے متوقع پیغمبر کے متعلق توقع رکھتے تھے کہ بنی اسرائیل ہی میں آئے گا لیکن چونکہ محمد مصطفیٰ ﷺ حضرت ابراہیمؑ کے دوسرے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے تھے اس لئے یہودی حسد کی آگ میں جل بھن گئے اور باوجود اس کے انہوں نے آپؐ کو اچھی طرح پہچان لیا تھا۔ انہوں نے مخالفت کی راہ اختیار کی۔

2- **مذہبی اجارہ داری کو خطرہ:** آنحضرت ﷺ سے پہلے عرب خدائی ہدایات کے لئے ہمیشہ ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ان کو خدا کے برگزیدہ سمجھتے اور منت مانتے تھے کہ اگر میرا بیٹا زندہ رہے تو میں اسے یہودی بنا دوں گا۔ آنحضرت ﷺ کی آمد کے بعد ان کی یہ اجارہ داری خطرے میں پڑ گئی تھی۔

3- **قرآن کی تنقید:** یہودیوں نے اسلام کے خلاف سازشیں شروع کیں تو قرآن مجید نے بھی ان

پر تنقید کی اور ان کی تاریخ سامنے رکھ کر عوام کو بتایا کہ ان کی پوری تاریخ نافرمانیوں سے بھری پڑی ہے وہ لوگوں کا مال حرام طریقوں سے کھاتے ہیں اور سود خور اور زر پرست ہیں۔[1] ان کے دینداری کے دعووں کے پیچھے انتہائی خطرناک دنیا پرستی چھپی ہوئی ہے۔ اس تنقید سے یہودی بوکھلا گئے اور انہوں نے اسلام کو ختم کرنے کے لئے تمام جائز و ناجائز حربے استعمال کرنے شروع کر دیئے۔

4- **تبدیلی قبلہ:** مسلمان ہجرت مدینہ کے سال بعد تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور یہود کو توقع تھی کہ مسلمان رفتہ رفتہ ان کے مذہب کی باقی باتیں بھی تسلیم کر لیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبلہ کی تبدیلی کا حکم آیا تو یہود مسلمانوں کو اپنے اندر مدغم کرنے سے قطعی مایوس ہو گئے اور انہوں نے اسلام کی مخالفت تیز تر کر دی۔

5- **معاشی وجہ:** اسلام نے ان کے سودی کاروبار کو بھی بری طرح سے متاثر کیا تھا۔ حضور ﷺ کی آمد سے پہلے مدینہ کے انصاری قبائل بنو اوس و خزرج ایک دوسرے کے دشمن تھے اور باہمی جنگوں کی وجہ سے وہ معاشی طور پر بدحال رہتے تھے لہٰذا انہیں یہودیوں سے سودی قرضے لینے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ اسلام نے دونوں قبائل کے درمیان اتحاد پیدا کر دیا اور ایک ایسی برداری قائم کر دی جس میں قرضِ حسنہ سے ضروریات پوری ہونے لگیں۔ یہود کو اس صورت حال میں سخت نقصان تھا۔

6- **قریش مکہ کے ساتھ تعلقات:** یہود مدینہ مدتوں سے قریش مکہ سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ اس وجہ سے بدر و احد میں ان کی تمام تر ہمدردیاں کفار کے ساتھ تھیں چنانچہ بدر میں قریش کے سرداروں کے مرنے سے انہیں سخت تکلیف پہنچی اور انہوں نے اپنے پرانے حلیفوں اور منافقین کے ذریعے اسلام کی قوت میں انتشار پیدا کرنے کی بھرپور کوشش شروع کر دی۔

7- **سازشی فطرت:** تاریخ عالم اس بات پر گواہ ہے کہ یہودیوں نے ہمیشہ سازشی عنصر کا کردار ہی ادا کیا ہے اور ان سے تعمیر کی بجائے تخریب ہی بن آئی ہے۔ اس وجہ سے یہ دعوت حق کی مخالفت انہوں نے اپنی فطرت سے مجبور ہو کر ہی کی تھی۔ ان کی طرف سے کسی بھی تخریبی کارروائی کی توقع کی جا سکتی تھی۔ حضور ﷺ رات کو گھر سے باہر نکلتے تو صحابہؓ کو خطرہ ہوتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی یہودی دھوکے سے حملہ کر دے۔ ایک صحابی طلحہؓ نے آخری وقت پر وصیت کی کہ اگر میری جان رات کے وقت نکلے تو حضور ﷺ کو رات کو اطلاع نہ دی جائے مبادا کہ کوئی یہودی رات میں ان پر حملہ آور ہو۔

**کعب بن اشرف اور ابو رافع کا قتل**

کعب بن اشرف بنو نضیر کا ایک سردار تھا دراصل وہ بنو طے میں سے تھا۔ لیکن اس کی ماں بنو نضیر سے تھی اور دولت اور شاعری کی وجہ سے وہ بنو نضیر میں بھی بہت مقبول ہو گیا تھا۔ اسلام کے ساتھ اسے خدا واسطے کا بیر تھا۔ میثاق مدینہ کی رو سے غزوہ بدر میں بنو نضیر کو مسلمانوں کی حمایت کرنی چاہئے تھی لیکن

[1] ان کی زر پرستی کا یہ حال تھا کہ چند روپے کے زیور کو حاصل کرنے کے لئے معصوم بچے کو پتھر سے قتل کر دیتے۔ (سیرت النبیؐ بحوالہ صحیح بخاری)

یہودی اسلام کے دشمن تھے اس لئے انہوں نے عہد شکنی کی۔ ان کا خیال یہ تھا کہ یہ مٹھی بھر لوگ قریش کے ہاتھوں ختم ہو جائیں گے لیکن نتیجہ اس کے برعکس نکلا۔ کعب بن اشرف نے جب جنگ بدر کے حالات سنے اور سرداران قریش کی موت کی خبر سنی تو فوراً پکار اٹھا۔

"ہائے افسوس! یہ خبر سچ ہے؟ یہ لوگ اشراف عرب اور شاہان زمانہ تھے۔ اگر محمد ﷺ نے واقعتہً ان لوگوں کو مار گرایا ہے تو پھر روئے زمین کی نسبت اس کا اندرون بہتر ہے۔"

اب جو شخص کفار مکہ کا اس حد تک حامی ہو کہ جنگ بدر کے بعد موت کو زندگی پر ترجیح دے اس کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ کہاں رہ جاتا ہے۔ کعب بن اشرف انہی جذبات انتقام کو لے کر مکہ پہنچا اور اپنی شعر گوئی کی قوت سے اہل مکہ کو از سر نو مسلمانوں پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا۔ اس کی خیانت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ مکہ میں وہ جس شخص کے گھر میں مقیم رہا۔ اس نے اسی کی بیوی عاتکہ کی تعریف میں عشقیہ شعر کہے۔ انہی اشعار میں اس نے بعض مسلمان خواتین کا بھی نام لیا۔ یہ مسلمانوں کی غیرت کے لئے چیلنج تھا۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی مجلس میں پوچھا کہ کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے؟ فوراً چار انصاری مومن کھڑے ہوئے جنہوں نے اس خبیث روح کو جہنم رسید کر دیا۔[1] ایک اور یہودی سردار ابو رافع بھی آنحضرت ﷺ کے قتل (نعوذ باللہ) کی سازشیں کر رہا تھا۔ اس لئے قبیلہ بنو خزرج کے چند لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے اجازت لے کر اس کا خاتمہ کر دیا۔

## بنو قینقاع کی جلا وطنی

بدر سے واپسی پر آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو نصیحت کے ذریعے ساتھ ملانے کی کوشش کی اور بنو قینقاع کے بازار میں جا کر انہیں سمجھایا لیکن ان کا جواب یہ تھا۔

"تم کسی دھوکے میں نہ رہنا۔ تمہارا مقابلہ ایسی قوم سے ہوا ہے جو لڑائی سے واقف نہ تھی اس لئے تم نے انہیں مغلوب کر لیا ہے۔ جب تمہیں ہمارے ساتھ معاملہ پڑے گا تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم کون لوگ ہیں۔"

اس واقعہ سے اس معاندانہ روش کا اندازہ ہو سکتا ہے جو یہود کے اس قبیلہ نے اختیار کر رکھی تھی۔

فوری سبب جس نے مسلمانوں کو بنو قینقاع کے استیصال پر مجبور کر دیا یہ تھا کہ ایک انصاری عورت کسی کام سے بنو قینقاع کے بازار میں گئی۔ وہاں ایک یہودی نے جو (جو سنار تھا) اس کی بے حرمتی کی۔ اتفاق سے ایک انصاری مسلمان[2] وہاں موجود تھا۔ انہوں نے عورت کی حمایت کی۔ اس

---

① ان صحابہ کے سربراہ محمد بن مسلمہ انصاری تھے جو بنو اوس میں سے تھے۔ کعب بن اشرف نے بنو اوس سے قرض دینے کے لئے بیویاں رہن رکھنے کا مطالبہ کیا تھا۔ اس بات پر تلخی پیدا ہوئی اور قتل کی نوبت آئی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے الرحیق المختوم، ص 335-331، سیرت النبی شبلی نعمانی ص 247 (مطبوعہ الفیصل)

② بعض روایات میں وضاحت ہے کہ انصاری مسلمان اسی عورت کے خاوند تھے۔

پر یہودی ان پر پل پڑے۔ اس جھگڑے میں وہ شہید ہو گئے۔ اور ایک یہودی بھی ان کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہودیوں نے باقی مسلمانوں پر بھی حملہ کر دیا جو اس وقت بازار میں موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ کو جس وقت خبر ملی تو آپؐ صحابہؓ کی ایک جمعیت لے کر وہاں پہنچے۔ یہودی معمولی مقابلہ کے بعد اپنے قلعہ میں محصور ہو گئے۔ پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد بالآخر یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ عرب کے قاعدے کے مطابق ان کے تمام مرد قتل ہونے چاہئیں تھے لیکن عبداللہ بن ابی مشہور منافق کی سفارش سے ان کی جان بخشی کر دی گئی اور انہیں اپنے سامان سمیت مدینہ سے نکل جانے کی اجازت دے دی گئی۔

**بنونضیر کا اخراج** بنوقینقاع کے خلاف فوجی کارروائی سے باقی یہودی قبائل ذرا محتاط ہو گئے تھے لیکن غزوہ احد میں مسلمانوں کی شکست نے ان کو از سر نو آمادہ شر کر دیا۔ اس وقت بہت سے دیگر قبائل عرب بھی اسلام دشمن سرگرمیوں میں مشغول تھے۔ بیئر معونہ کے واقعہ میں عمروؓ بن امیہ واپس آ رہے تھے کہ انہیں بنوسلیم کے دو افراد ملے۔ عمروؓ بن امیہ نے ان دونوں کو قتل کر ڈالا اور واپس آ کر آنحضرت ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ نے فیصلہ کیا کہ چونکہ اس قبیلہ کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہے اس لئے ان مقتولین کا خون بہا ادا کرنا چاہئے۔ معاہدے کی رو سے اس خون بہا کا ایک حصہ یہودیوں کو ادا کرنا تھا۔ آپؐ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ خلاف توقع سرداران بنونضیر بہت گرم جوشی سے ملے اور آپؐ کو ایک دیوار کے سائے میں بٹھایا لیکن خفیہ طور پر سازش کی کہ ایک پتھر چھت سے آنحضرت ﷺ پر گرایا جائے تاکہ آپؐ کو (نعوذ باللہ) اس طرح شہید کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے یہود کے ناپاک منصوبہ کی اطلاع آپؐ کو دے دی۔ آپؐ وہاں سے اٹھے اور چپکے سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ باقی صحابہؓ نے بھی پیروی کی۔

اس سازشی عنصر کا خاتمہ نہایت ضروری تھا۔ آپؐ نے انہیں نوٹس دیا کہ دس روز کے اندر اندر وہ مدینہ چھوڑ کر چلے جائیں۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے ان کو بھرپور امداد کا یقین دلایا تھا۔ اس لئے انہوں نے آنحضرت ﷺ کو سخت جواب دیا۔ آپؐ نے بنونضیر کے علاقہ کا محاصرہ کر لیا اور چھ روز کے محاصرہ کے بعد علاقہ فتح ہو گیا۔ عبداللہ بن ابی نے آنحضرت ﷺ سے سفارش کر کے ان یہودیوں کی بھی جان بخشی کروا دی اور انہیں ساز و سامان سمیت نکل جانے کی اجازت مل گئی۔

**غزوہ احزاب میں یہود کا حصہ** بنونضیر کے جو سردار مدینہ سے نکلے وہ خیبر میں جا آباد ہوئے۔ وہیں سے انہوں نے اسلامی حکومت کے خاتمے کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے اور قریش بنوغطفان، بنوسعد اور دیگر بہت سے قبائل کو ساتھ لے کر انہوں نے مدینہ پر حملہ کیا۔ اس کی تفصیلات پہلے گزر چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔

**بنوقریظہ کا خاتمہ** غزوہ احزاب کے دوران آنحضرت ﷺ نے سعدؓ بن معاذ کو بنوقریظہ کے ساتھ گفت وشنید کر کے غداری سے باز رکھنے کے لیے بھیجا تھا لیکن انہوں نے ٹکا سا جواب دیا تھا۔ جنگ کے دوران باہمی ناچاقی کی وجہ سے بنوقریظہ مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ جب جنگ ختم ہوئی تو خدا تعالیٰ کے حکم سے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ہتھیار اتارنے سے پہلے بنوقریظہ کا استیصال ضروری ہے۔ لہٰذا سب لوگ بنوقریظہ کے محلّہ کا رخ کریں۔ چند صحابہ کو حضرت علیؓ کی قیادت میں ہراول دستہ کے طور پر روانہ کیا۔ جب یہ حضرات بنوقریظہ کے قلعوں کے پاس پہنچے تو یہود کے اس قبیلے نے صلح و آشتی کا رویہ اختیار کرنے کی بجائے محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور غلیظ زبان استعمال کی حالانکہ آنحضرت ﷺ کے اس قبیلہ پر بہت احسانات تھے۔ آپؐ کی آمد سے پہلے قریظہ کو دوسرے یہودیوں سے کم تر قرار دیا جاتا تھا اور ان کے آدمی کے قتل پر جو خون بہاد دیا جاتا تھا وہ دوسرے یہودیوں کے مقابلے میں نصف ہوتا تھا۔ آپؐ نے اس عدم مساوات کو ختم کروایا۔ مسلمانوں کی طرف سے ان کے ساتھ کئے گئے معاہدہ کا ہمیشہ احترام کیا گیا۔ یہاں تک کہ بنونضیر کی جلا وطنی کے وقت ان کے ساتھ سابقہ معاہدات کی تجدید کی گئی لیکن ایک یہ سال بعد حُیی بن اخطب کے اکسانے پر انہوں نے نہ صرف غزوہ احزاب میں حملہ آوروں کا ساتھ دیا بلکہ مدینہ کے اندر ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے بچوں اور عورتوں پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ حیی بن اخطب نے جب ان کو غداری پر آمادہ کرنا چاہا تو بنوقریظہ نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ہم نے محمدؐ کو ہمیشہ وعدے کا سچا پایا ہے۔

بنونضیر کا سردار حیی بن اخطب جس نے تمام عرب قبائل اور قریش کو مدینہ پر حملہ کرنے پر اکسایا تھا۔ غزوہ کے دوران بار بار ان کے قلعے میں آتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اس وقت بھی قلعے میں موجود تھا جب مومنین نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور ہر طرف سے ناکہ بندی کر دی۔ ایک ماہ کے طویل محاصرے کے بعد بالآخر بنوقریظہ کے پاس رسد ختم ہو گئی اور انہوں نے پیغام بھیجا کہ سعدؓ بن معاذ ان کے متعلق جو فیصلہ کریں وہ انہیں منظور ہو گا۔ سعدؓ بن معاذ قبیلہ بنو اوس کے سردار تھے جو بنوقریظہ کا حلیف تھا۔ عرب کی روایات میں معاہدہ کا یہ رشتہ ایسے ہی تھا جیسے دونوں قبیلے ایک ہو گئے۔ اسی وجہ سے بنو اوس مسلسل تقاضا کر رہے تھے کہ قریظہ کو معاف کر دیا جائے۔ سعدؓ بن معاذ غزوہ خندق کے دوران زخمی ہو گئے تھے۔ اسی حالت میں انہیں وہاں لایا گیا۔ انہوں نے آتے ہی بنوقریظہ اور مہاجرینؓ و انصارؓ سے یہ عہد لیا کہ جو فیصلہ کریں گے سب کے لئے قابل قبول ہو گا۔ اس کے بعد انہوں نے توریت کے حکم کے مطابق تمام مردوں کو قتل کرنے اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنانے کا فیصلہ سنایا چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اور اس مار آستین سے مدینہ کی اسلامی حکومت کو نجات حاصل ہو گئی۔ بنونضیر کا سردار حیی بن اخطب بھی قتل ہونے والوں میں شامل تھا۔

**فتح خیبر** مندرجہ بالا واقعات کے بعد یہود میں اتنا حوصلہ پیدا نہ ہوا کہ وہ خود مدینہ پر حملہ آور ہوں لیکن وہ حسب عادت سازشوں میں مصروف رہے۔ اس دوران میں اہل مکہ کے

ساتھ حدیبیہ کے صلح نامہ پر دستخط کئے گئے۔ اس سے اسلامی حکومت کو اپنے سب سے بڑے دشمن کی طرف سے اطمینان ہوگیا۔ اس لئے یہود کی سیاسی قوت کو ختم کرنے کے لئے خیبر پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا کیونکہ اب صرف یہی ایک اڈہ رہ گیا تھا جہاں سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے منصوبے بنائے جارہے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ سولہ سو صحابہ کی جماعت لے کر اچانک خیبر پہنچے۔
(اس کی تفصیل آگے آئے گی)

# امتحانی سوالات

1- غزوہ اُحد کے اسباب تحریر کیجئے۔ لاہور بورڈ 2015ء، بہاولپور 2008ء، آزاد کشمیر 2007ء
2- غزوہ بدر کے اسباب تحریر کریں۔ فیصل آباد بورڈ 2011ء
5- غزوہ احد کے اسباب و نتائج بیان کیجئے۔ بہاولپور 2007ء
6- غزوہ احد کے نتائج بیان کیجئے۔ لاہور بورڈ 2007ء
7- غزوہ بدر کی اہمیت بیان کیجئے۔ گوجرانوالہ 2005ء
8- غزوہ احد میں مسلمانوں کے نقصان کے اسباب کا تجزیہ کیجئے۔
9- یہود مدینہ نے اسلام کی مخالفت کیوں کی۔ تفصیلاً بیان کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2007ء)
10- یہودی قبائل کے ساتھ حضور ﷺ کے تعلقات کا جائزہ لیجئے۔

**مختصر جواب دیں۔**

- عمرو بن الحضرمی کون تھا؟
- وہ قریشی جو عبداللہؓ بن جحش کے ہاتھوں قتل ہوا اور اس کا انتقام لینے کا جذبہ غزوہ بدر کا سبب بنا
- جنگ بدر کب لڑی گئی؟ ✧ 17 رمضان المبارک 2ھ
- قریشی لشکر کے کون کون سے سردار جنگ بدر میں قتل ہوئے۔
- ابوجہل، ابوالبختری، عتبہ، شیبہ، ولید، اُمیہ بن خلف
- جنگ بدر میں کتنے قریشی مارے گئے اور کتنے قید ہوئے۔ ✧ 70 قتل ہوئے۔ 70 قیدی بنے
- بدر کے جنگی قیدیوں سے کسی چار کے نام گنوائیے۔
- مصعبؓ بن عمیر کا بھائی ابوعزیر حضورؐ کے چچا عباس، حضورؐ کا داماد ابوالعاص (یہ تینوں بعد میں مسلمان ہوگئے) حضرت علی کا بھائی عقیل بن ابی طالب، اسود بن عامر، سہیل بن عمرو وغیرہ)
- غزوہ بدر میں کتنے مسلمان شہید ہوئے۔ ✧ کل چودہ 6 مہاجر اور 8 انصار)
- ابوجہل کو کن نوجوانوں نے جہنم رسید کیا۔
- معاذ بن عمرو اور معاذ بن عفراء (بعض روایات میں نام معوذ لکھا گیا) اور معاذؓ اور معوذؓ کو

Important

بھائی بتایا گیا ہے۔

○ جنگ بدر کے قیدیوں میں سے کن دو کو قتل کر دیا گیا اور کیوں؟

✧ نضر بن حارث اور عبداللہ بن ابی معیط دونوں ابوجہل کی طرح کے مخالف اسلام تھے)

○ کون سے صحابی نے کھجوریں پھینک کر جام شہادت نوش کیا۔ ✧ عمیر بن الحمام

○ عتبہ بن ربیعہ ولید بن عتبہ اور شیبہ بن ربیعہ کے مقابلے میں کون سے صحابہ بھیجے گئے۔

✧ عتبہ کے مقابلہ پر عبیدہؓ۔ ولید بن عتبہ کے مقابلہ پر علیؓ اور شیبہ کے مقابلہ پر حمزہؓ کو بھیجا گیا۔

○ بدر کے غریب جنگی قیدیوں کو کس شرط پر رہا کیا گیا؟

✧ پڑھے لکھے غریب قیدیوں کو اس شرط پر رہا کر دیا گیا کہ وہ دس مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں

○ حضرت عمرؓ نے اپنے کس عزیز کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

✧ اپنے سگے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو)

○ ابوجہل کا سر کس نے قلم کیا؟ ✧ عبداللہؓ بن مسعود نے

○ کس قریشی سردار کی رائے یہ تھی کہ بدر میں جنگ کی بجائے واپس چلا جانا چاہئے۔

✧ عتبہ بن ربیعہ کی

○ عتبہ بن ربیعہ کس صحابی کا باپ تھا۔ ✧ حضرت ابوحذیفہؓ کا)

○ غزوہ احد کے موقعہ پر اسلامی لشکر میں شامل نوعمر صحابہ میں سے کسی دو کا نام بتائیں؟

✧ عبداللہ بن عمرؓ۔ زیدؓ بن ثابت۔ اسامہؓ بن زید۔ زیدؓ بن ارقم۔ براء بن عازب۔ عمروؓ بن حزم اور ابوسعیدؓ خدری۔

○ غزوہ احد میں مسلمان تیراندازوں کا سالار کسے مقرر کیا گیا تھا؟ ✧ حضرت عبداللہؓ بن جبیر کو

○ کس یہودی سردار نے مکہ جا کر قریش کو مدینہ پر حملے کی دعوت دی۔

✧ جنگ بدر کے بعد یہودی سردار کعب بن اشرف نے خود مکہ جا کر قریش کو مدینہ پر دوبارہ حملہ کرنے پر اکسایا۔

○ سب سے پہلے کس یہودی قبیلے کے خلاف کارروائی کی گئی اور کیوں؟

✧ غزوہ بدر کے بعد یہودی قبیلہ بنو قینقاع کے خلاف کارروائی کی گئی کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان خاتون کی بے حرمتی کی کوشش کی تھی۔

○ غزوہ بدر کے دوران حضور ﷺ کی کونسی بیٹی کا انتقال ہوا؟

✧ حضور ﷺ کی بیٹی رقیہؓ کی تدفین ہو رہی تھی جب مدینہ میں جنگ بدر کی فتح کی خبر پہنچی۔

○ رئیس المنافقین کسے کہتے ہیں اور وہ کس قبیلے سے متعلق تھا؟

✧ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا تعلق بنو خزرج قبیلے سے تھا۔

○ غزوہ بدر کے بعد حضور ﷺ پر حملہ کرنے کے لئے کون آیا اور کیوں؟

✧ صفوان بن امیہ نے عمیر بن وہب سے خانہ کعبہ کے پاس بیٹھ کر معاہدہ کیا کہ اگر وہ محمد ﷺ

کو قتل کر دے تو اس کے تمام قرضے ادا کر دے گا۔

○ غزوہ احزاب میں کھودی جانے والی خندق کی چوڑائی اور گہرائی بتائیں؟

✧ غزوہ احزاب کے موقعہ پر کھودی جانے والی خندق 5 گز چوڑی اور 5 گز گہری تھی۔

○ غزوہ خندق میں کفار مکہ اور بنو قریظہ کے درمیان تعلقات کیسے خراب ہوئے؟

✧ بنو غطفان کے ایک سلیم الطبع شخص نعیمؓ بن مسعود نے اسلام قبول کیا تو آپ ﷺ نے انہیں کفار میں پھوٹ ڈالنے کی خدمت سپرد کی کیونکہ یہودی قبیلہ بنو قریظہ جنگ خندق میں غداری پر آمادہ نظر آ رہا تھا۔

○ غزوہ خندق کے بعد بنو قریظہ کا انجام کیا ہوا؟

✧ بنو قریظہ نے بنو اوس کے سردار حضرت سعدؓ بن معاذ کو ثالث مقرر کیا جسے حضور ﷺ نے بھی قبول فرما لیا۔ سعدؓ بن معاذ کے فیصلہ کی رو سے بنو قریظہ کے تمام مرد قتل کر دیئے گئے اور عورتیں اور بچوں کو غلام بنا لیا گیا۔

○ بنو نضیر کا کونسا سردار بنو قریظہ کے ساتھ قتل ہوا؟

✧ بنو نضیر کا سردار حُیی بن اخطب بھی بنو قریظہ کے ساتھ ہی قتل کیا گیا۔

○ امہات المومنین میں سے ان دو کے نام بتایئے جن کے والد اسلام کے دشمن تھے؟

✧ حُیی بن اخطب کی بیٹی حضرت صفیہؓ حضور ﷺ کے نکاح میں تھی اور ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہؓ بھی حضور ﷺ کی بیوی تھی۔

○ کعب بن اشرف کو کس نے قتل کیا؟

✧ معروف سازشی کعب بن اشرف کو بنو اوس کے چار جوانوں نے قتل کیا ان کے قائد محمد بن مسلمہ انصاری تھے۔

○ غزوہ احد میں قریش کی افرادی قوت کیا تھی؟

✧ احد میں مکی فوج کے پاس 5 ہزار سوار، تین ہزار اونٹ اور دو سو گھوڑے تھے اور سات سو زرہ پوش تھے۔

○ غزوہ احد میں قریش کے لشکر میں کتنی عورتیں تھیں؟

✧ غزوہ احد میں قریشی لشکر میں 15 عورتیں بھی شامل تھیں تاکہ جنگ پر اکسائیں۔

○ حضرت حمزہؓ کو کس نے قتل کروایا اور کس نے قتل کیا؟

✧ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے حضرت حمزہؓ کو دھوکے سے قتل کروایا۔ حضرت حمزہؓ کو شہید کرنے والے کا نام وحشی بن حرب تھا۔

○ کس کی شہادت کی وجہ سے یہ افواہ پھیلی کہ حضرت محمد ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں؟

✧ غزوہ احد میں مصعب بن عمیرؓ کی شہادت کی وجہ سے یہ افواہ پھیل گئی حضور ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

○ غزہ احد میں اسلامی لشکر کی تعداد کتنی تھی؟
✧ غزوہ احد کے موقعہ پر اسلامی لشکر کی تعداد ایک ہزار تھی جس میں سے عبداللہ بن ابی کے تین سو ساتھی واپس لوٹ گئے۔
○ غزوہ احد میں مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کس نے کیا تھا؟
✧ خالد بن ولید نے احد میں تیراندازوں کو نہ پا کر پیچھے سے حملہ کر دیا۔
○ یہودیوں کے قبیلہ بنونضیر کے خلاف کیوں اور کیا کارروائی کی گئی؟
✧ یہودیوں کے قبیلہ بن نضیر نے حضور ﷺ کو دھوکے سے شہید کرنے کی کوشش کی اور اُسے مدینہ سے نکال دیا گیا۔
○ حضور ﷺ کے دندان مبارک کو کس نے شہید کیا تھا؟
❖ عتبہ بن ابی وقاص نے جو سعدؓ بن ابی وقاص کا بھائی تھا
○ عتبہ بن ابی وقاص کو کس نے قتل کیا ❖ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے
○ غزوہ احد میں کس مسلمان خاتون نے تلوار سے جہاد کیا؟
❖ ام عمارہؓ بنت کعبؓ انہوں نے بارہ زخم کھائے
○ غزوہ احد میں کس کافر کو خود حضور ﷺ نے زخمی کیا اور وہ چند کوس دور جا کر مر گیا۔
❖ ابی بن خلف کو جس کو آپ نے مکہ میں ہی کہہ دیا تھا کہ تو میرے ہاتھ سے قتل ہوگا۔
○ حضرت حمزہ کا کلیجہ کس نے چبایا؟ ❖ ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان نے
○ غزوہ احد میں پانی پلانے کی خدمت کن خواتین نے سرانجام دی۔
❖ ام سلیطؓ۔ حضرت عائشہؓ۔ اور ام سلیمؓ نے
○ غزوہ احد میں کس صحابی کو جنت کی بشارت دی گئی جس نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔
❖ اصیرم اصل نام عمروؓ بن ثابت وہ دوران جنگ مسلمان ہوئے جہاد کیا اور منصبِ شہادت پر فائز ہوئے۔
○ غزوہ احد میں کس یہودی نے اسلام کی حمایت میں جنگ کر کے شہادت کا مقام پایا
❖ مخریق ---- بنوثعلبہ کا یہودی
○ کس صحابی نے جنبیت کی حالت میں شہادت پائی اور فرشتوں نے اس کو غسل دیا۔
❖ حضرت حنظلہؓ نے
○ غزوہ احد میں کتنے مسلمان شہید ہوئے اور کتنے کافر مرے؟
❖ 70 (65 انصار میں سے ایک یہودی نسل کے مسلمان اور 4 مہاجرین میں سے) کافروں کی تعداد 22 یا 37
○ کس صحابی نے خندق کھودتے ہوئے اپنے پیٹ پر باندھا ہوا پتھر حضور ﷺ کو دکھایا تھا؟
❖ حضرت ابوطلحہؓ نے

✿ ✿ ✿

# SPREAD OF ISLAM AT MADINA III 6

## صلح حدیبیہ ❁ فتح مکہ ❁ حجۃ الوداع
## ❁ بین الاقوامی دعوت انقلاب ❁ غلبہ حق

غزوہ خندق وہ فیصلہ کن جنگ تھی جس کے نتیجہ کے طور پر مشرکین کے حوصلہ پست ہو گئے اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ مدینہ کی اسلامی حکومت کو ختم کرنا کفار عرب کے بس میں نہیں کیونکہ وہ غزوہ احزاب میں جتنی زیادہ سے زیادہ قوت فراہم کر سکتے تھے لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اس کے باوجود وہ ناکام و نامراد واپس لوٹے۔ بنو قریظہ کے خاتمے سے آستین کا سانپ ختم ہو گیا۔ بنو غطفان یہود اور قریش کے درمیان اتحاد ٹوٹ گیا سب سے بڑا سازشی حیی ابن اخطب بنو قریظہ کے ساتھ ہی قتل ہو گیا۔ اگر چہ ائمہ کفر اس کے بعد بھی عناد اور اسلام دشمنی کی روش پر قائم رہے لیکن انہیں بھی معلوم تھا کہ اسلامی حکومت اب ایک ایسی حقیقت ہے جس کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں۔ غزوہ احزاب سے واپسی پر حضور ﷺ نے بجا طور پر فرمایا تھا۔ ''اب ہم ان پر چڑھائیں کریں گے وہ ہم پر چڑھائی نہ کریں گے اب ہمارا لشکر ان کی طرف جائے گا۔'' غلبہ حق کا پہلا مرحلہ حدیبیہ کا معاہدہ تھا جس میں قریش مکہ نے اسلامی حکومت کو تسلیم کر لیا تھا۔

### صلح حدیبیہ ذیقعدہ 6ھ —— مارچ 628ء

خانہ کعبہ جتنا قریش مکہ کے لئے قابل احترام تھا اس سے کہیں زیادہ مسلمانوں کو عزیز تھا۔ یہ ان کا قبلہ تھا جس کی طرف منہ کر کے وہ نماز پڑھتے تھے اور جس کا طواف ان پر فرض تھا۔ اس لئے 6ھ میں حضور اکرم ﷺ نے عمرہ کا ارادہ کیا۔ سرزمین مکہ مومنین کو بہت عزیز تھی۔ مہاجرین کا تو یہ وطن تھا جس کو چھ سال سے وہ دیکھنے کو ترس گئے تھے۔ بعض کے بال بچے اور عزیز و اقارب بھی مکہ ہی میں تھے۔ اس وجہ سے آنحضرت ﷺ کی طرف سے عمرہ کے ارادے کا اظہار ہوتے ہی 1400 صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت تیار ہوگئی۔ آپؐ نے مدینہ سے ہی احرام باندھ لیا اور قربانی کے جانور ساتھ لئے تا کہ معلوم ہو جائے کہ جنگ کے ارادے سے نہیں جا رہے ہیں۔ دین ابراہیمی کے تحت کسی بھی شخص کو خانہ کعبہ کی زیارت سے نہیں روکا جا سکتا تھا اور عرب میں یہ بھی دستور تھا کہ حرام مہینوں میں وہ جنگ و جدل کو معطل کر دیتے تھے اور ہر شخص کو خانہ کعبہ کے طواف کی اجازت دیتے تھے۔ اس بنیاد پر حضور اکرم ﷺ کو توقع تھی کہ مکہ والے اپنے مذہب کا احترام کرتے ہوئے مسلمانوں کو عمرہ سے نہیں روکیں گے۔

مکہ کے قریب پہنچ کر آپؐ نے ایک خزاعی کو مکہ کے حالات دریافت کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ اس نے آ کر اطلاع دی کہ قریش کا ارادہ مزاحمت کرنے کا ہے اور وہ جنگی تیاریوں میں مصروف ہیں

اور انہوں نے خالد بن ولید کی قیادت میں ایک سوار دستہ مسلمانوں کو روکنے کے لئے روانہ بھی کر دیا ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے سفر کا راستہ بدل ڈالا اور مکہ کے نچلی جانب مقام حدیبیہ پر پڑاؤ ڈال دیا۔ خالد بن ولید نے اپنی قوت کی کمی کو محسوس کر کے مکہ کی راہ لی۔ آپؐ نے صحابہؓ سے مشورہ فرمایا تو سب نے بوقت ضرورت جنگ کرنے کا مشورہ دیا۔ تاہم آپؐ نے حرام مہینوں میں مکہ کی حرمت کو توڑنا پسند نہ فرمایا اور صلح کی گفت وشنید کو ترجیح دی۔

**صلح کی گفت وشنید** قریش مکہ نے سب سے پہلے بدیل بن ورقا خزاعی کو حضور ﷺ سے آمد کا مقصد پوچھنے کے لئے بھیجا کیونکہ بنو خزاعہ سے بنو ہاشم کا معاہدہ تھا۔ بدیل نے آنحضرت ﷺ سے آمد کا مقصد دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا۔

''ہم لڑنے کے ارادے سے نہیں آئے۔ احرام باندھے ہوئے ہیں اور قربانی کے جانور ہمارے ساتھ ہیں۔ قریش کو جنگ میں خسارہ ہے اس لئے اگر وہ چاہیں تو چند سال کے لئے مصالحت کر لیں۔''

بدیل واپس چلا گیا اور اس نے قریش مکہ کو سمجھایا کہ محمد ﷺ زیارت کعبہ کے ارادے سے آئے ہیں جس سے روکنے کا تمہیں حق نہیں پہنچتا لیکن نوجوانان قریش نے کہا کہ ہم انہیں مکہ میں نہیں آنے دیں گے۔ اس میں ہماری بے عزتی ہے۔

قریش نے اس کے بعد حلیس بن علقمہ کنانی کو روانہ کیا (جو مکہ کے اردگرد رہنے والے تمام قبائل جو باہمی معاہدہ کی وجہ سے قبائل احابیش کہلاتے تھے) کا سردار تھا۔ حلیس نے آ کر دیکھا کہ مسلمانوں کا جنگ کا کوئی ارادہ نہیں۔ قربانی کے جانور اور احرام اس بات پر گواہ ہیں تو وہ بغیر گفت و شنید واپس چلا گیا اور قریش سے جا کر کہا کہ محمد ﷺ صرف زیارت کعبہ چاہتے ہیں جس سے روکنے کا آپ کو کوئی حق نہیں۔ نوجوانان قریش نے بگڑ کر کہا تم جنگلی آدمی ایسی باتوں کو نہیں سمجھتے ہم انہیں مکہ میں نہیں گھسنے دیں گے۔ اس پر حلیس کو غصہ آ گیا اور اس نے قریش کے خلاف لڑنے کی دھمکی دی۔ اکابر قریش نے بڑی مشکل سے اس کا غصہ ٹھنڈا کیا۔

قریش کا تیسرا قاصد عروہ[1] بن مسعود ثقفی تھا جس نے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کو قریش کی قوت سے مرعوب کرنا چاہا اور کہا کہ قریش نے جنگی تیاریاں کر رکھی ہیں۔ وہ آپؐ کے بہت نزدیک ہیں اور کل وہ آپ کو بھگا دیں گے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے اسے بہت سخت جواب دیا اور اسے مخاطب کر کے فرمایا۔ ''چل دور ہو یہاں سے۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم حضور کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔'' عروہ عرب کے جاہلی دستور کے مطابق بات کرتا تو حضور ﷺ کی ریش مبارک کو پکڑ پکڑ کر بات کرتا۔ مسلمانوں کو اس کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری چنانچہ مغیرہؓ بن شعبہ[2] نے اسے سختی

---

① عروہ بن مسعود بعد میں مسلمان ہو گیا بلکہ طائف میں اشاعت اسلام کی کوشش کی وجہ سے اپنے ہی قبیلہ کے لوگوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔

② عروہ، مغیرہ کا چچا تھا

سے ڈانٹ دیا اور جب وہ ہاتھ آگے بڑھانے کی کوشش کی اس پر چھڑی مار کر پیچھے ہٹا دیا۔ حضور ﷺ نے عروہ پر یہ بات واضح کر دی کہ

''میں جنگ کے ارادے سے نہیں آیا تم لوگوں نے مجبور کیا تو میں اس وقت تک لڑوں گا۔ یہاں تک کہ میری ہڈیاں گوشت سے برہنہ ہو جائیں یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل ہو جائے۔''

عروہ واپس لوٹ گیا۔ اس نے جا کر قریش کو سمجھایا محمد ﷺ کے ساتھیوں کا تو حال یہ ہے کہ وہ ان کے وضو کے پانی کی بوند بھی زمین پر نہیں آنے دیتے اور اسے تبرکاً اپنے چہرے اور بازوؤں پر مل لیتے ہیں۔ اس لئے تمہارے لئے محمد ﷺ کا مقابلہ بہت مشکل ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اپنی طرف سے خراش بن امیہ خزاعی کو صلح کا پیغام دے کر روانہ کیا لیکن قریش نے نہایت غیر معقول رویہ اختیار کیا اور خراش کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا۔ خود اسے بھی قتل کر ڈالنا چاہتے تھے لیکن قبائل احابیش کے سردار حلیس نے اس کی حمایت کی اور اسے بخیریت واپس پہنچا دیا۔

آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد حضرت عمرؓ بن الخطاب کو سفیر بنا کر بھیجنا چاہا لیکن انہوں نے عرض کیا۔ ''مجھے عذر نہیں لیکن مکہ میں میرے قبیلہ کا کوئی آدمی نہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ عثمانؓ بن عفان کو بھیجا جائے کیونکہ ان کے قبیلہ بنو امیہ کے لوگ بااثر ہیں۔ انہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکے گا۔''

آنحضرت ﷺ نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور حضرت عثمانؓ کو صلح کا پیغام دے کر بھیجا گیا۔ سرداران قریش نے جواب دیا کہ ہم تمہیں تو اجازت دیتے ہیں کہ تم طواف کر لو لیکن محمد ﷺ کو اس کی اجازت نہیں دیتے لیکن حضرت عثمانؓ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کے بغیر طواف کرنے سے انکار کر دیا اس پر قریشی سردار برہم ہو گئے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کو مکہ میں ہی روک لیا۔

**بیعت رضوان** جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کافی دیر تک واپس نہ آئے تو یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں حضرت عثمانؓ کو شہید ہی نہ کر دیا گیا ہوں۔ اس پر آنحضرت ﷺ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور تمام مجاہدین سے جانبازی کی بیعت لی۔ اس بیعت کا مفہوم یہ تھا کہ ''جب تک جان میں جان ہے شکست تسلیم نہیں کریں گے۔'' اس بیعت پر آنحضرت ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا اور ان کی طرف سے خود ہی بیعت کی۔ اگرچہ حضرت عثمانؓ بہت جلدی واپس لوٹ آئے لیکن جانثاری کی اس بیعت نے قریش کے حوصلے پست کر دیئے اور انہوں نے صلح کرنے کا فیصلہ کر کے سہیل بن عمرو عامری کو شرائط صلح طے کرنے کے لئے بھیج دیا۔

سہیل بن عمرو نے گفتگو کے دوران بہت ہٹ دھرمی کا ثبوت دیا۔ تاہم حضور ﷺ نے صلح کو جنگ پر ترجیح دی۔ اور اس کی یکطرفہ شرائط کو بھی مانتے چلے گئے۔

## صلح حدیبیہ کی شرائط

1۔ مسلمان اس سال عمرہ کئے بغیر لوٹ جائیں۔
2۔ اگلے سال انہیں عمرہ کرنے کی اجازت ہو گی لیکن وہ تین روز سے زیادہ مکہ میں نہیں ٹھہریں گے۔
3۔ مسلمان اگلے ساتھ ہتھیار لگا کر نہ آئیں۔ صرف تلواریں ساتھ ہوں اور وہ بھی نیام میں رہیں اور نیام بھی تھیلوں میں ہوں۔
4۔ جو مسلمان مکہ میں مقیم ہیں انہیں ساتھ نہ لے جائیں لیکن اگر کوئی مدنی مسلمان مکہ میں ٹھہرنا چاہے تو اسے نہ روکیں۔
5۔ مکہ کے رہنے والوں میں سے اگر کوئی شخص اسلام قبول کر کے مدینہ چلا جائے تو اسے واپس کر دیا جائے لیکن اگر مدنی مسلمانوں میں سے کوئی آبائی دین کی طرف لوٹ جائے اور مکہ چلا آئے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔
6۔ قبائل عرب کو اختیار ہو گا کہ وہ جس فریق کے ساتھ چاہیں معاہدہ کر لیں۔ ان قبائل پر بھی اس معاہدہ کی شرائط کا نفاذ اسی طرح ہو گا جس طرح قریش اور مسلمانوں پر۔
7۔ دس سال تک مسلمان اور قریش آپس میں جنگ نہیں کریں گے

اس معاہدہ کی کتابت حضرت علیؓ نے فرمائی، جب وہ کتابت شروع کرنے لگے تو انہوں نے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا لیکن سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا کہ ہم کسی رحمٰن کو نہیں جانتے اس لئے ہمارے دستور کے مطابق باسمک اللھم لکھو چنانچہ آنحضرت ﷺ کے حکم سے یہ بات مان لی گئی۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے محمد رسول اللہ لکھا تو سہیل نے پھر اعتراض کیا کہ ہم محمدؐ کو رسول نہیں مانتے۔ حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ کاٹنے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ خود قلم پکڑ کر رسول اللہ کاٹ دیا اور اس کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھ دیا گیا۔

### ابو جندلؓ کا واقعہ

معاہدے کی شرائط بالکل یک طرفہ تھیں اور ان پر عمل درآمد بھی بعید از انصاف تھا۔ معاہدہ کی کتابت بھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ سہیل کا اپنا بیٹا ابو جندلؓ جو قبول اسلام کی وجہ سے مکہ میں طرح طرح کے مصائب برداشت کر رہا تھا بھاگ کر وہاں آ پہنچا۔ آنحضرت ﷺ نے سہیل کو سمجھایا کہ ابھی معاہدہ پر دستخط نہیں ہوئے اس لئے ابو جندلؓ کو ہمارے ساتھ جانے دو لیکن وہ نہ مانا۔ صحابہ کرام حضرت ابو جندلؓ کی حالت زار دیکھ کر بہت پیچ و تاب کھا رہے تھے لیکن حضور ﷺ نے انہیں صبر کی تلقین کی اور فرمایا کہ اللہ کوئی صورت ضرور نکالے گا۔ اسی دوران میں کم و بیش 40 آدمی گرفتار کر کے لائے گئے جو اسلامی لشکر پر حملہ کے ارادے سے آئے تھے لیکن آنحضرت ﷺ نے انہیں بھی واپس فرما دیا۔

## مسلمانوں کا اضطراب

صلح حدیبیہ کی شرائط پر مسلمان مضطرب تھے۔ اس کے دو اسباب تھے۔

(i) مسلمان عمرہ کرنے کی تمنا لے کر آئے تھے کیونکہ حضور ﷺ کو خواب میں اس کی بشارت دی گئی تھی لیکن وہ بغیر عمرہ کئے واپس لوٹ رہے تھے مسلمانوں میں اس مسئلہ پر بے چینی تھی وحی الٰہی میں اس کا جواب یہ تھا۔

''یقیناً اللہ نے اپنے نبیؐ کو سچا خواب دکھایا تھا جو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق تھا انشاء اللہ تم ضرور مسجد حرام میں پورے امن کے ساتھ داخل ہو گے اپنے سر منڈاؤ گے اور بال ترشواؤ گے اور تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔'' (سورہ الفتح)

یعنی حضور ﷺ کا خواب یقیناً پورا ہوگا اور اگلے سال بہتر طریقے سے پورا ہوگا۔

(ii) مسلمانوں کا احساس یہ تھا کہ ہمارے نبی برحق ہیں ہم حق پر ہیں اللہ نے اپنے دین کو غالب کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دباؤ کیوں قبول کیا ہے اور یہ یکطرفہ شرط کہ ''اگر کوئی شخص اسلام سے منحرف ہو کر مدینہ سے مکہ آ جائے تو واپس نہیں کیا جائے گا لیکن اگر کوئی شخص اسلام قبول کر کے مکہ سے مدینہ جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔'' مسلمانوں پر بہت شاق گزر رہی تھی۔ بالخصوص سہیل بن عمرو کے بیٹے حضرت ابو جندلؓ کو جس انداز میں واپس کیا گیا اور سہیل نے انہیں برسرِ عام مارا اور جس طرح ابو جندلؓ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ مجھے مشرکین کے حوالے نہ کرو اور جس طرح سہیل بن عمرو نے حضور ﷺ کی ذاتی اپیل (Personal appeal) کے باوجود اسے ساتھ لے جانے پر اصرار کیا اس سے مسلمانوں میں سخت بے چینی پیدا ہوئی اور حضرت عمرؓ سمیت بہت سے مسلمانوں نے اس بے چینی کا اظہار کیا۔

## حضرت عمرؓ کی بے چینی

صلح نامہ کی یک طرفہ شرائط سے حضرت عمرؓ کو تشویش لاحق ہوئی اور آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے سامنے اس کا اظہار فرمایا کہ جب ہمارا دین برحق ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں تو اس کمزور پوزیشن کو کیوں قبول کر رہے ہیں۔ اسی طرح گفتگو انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے بھی لیکن آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

''میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں اس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔''

اس پر حضرت عمرؓ کو ندامت ہوئی اور آپؓ نے کثرت سے نوافل پڑھے اور صدقہ دیا تا کہ توبہ قبول ہو جائے۔

## صلح حدیبیہ — فتح مبین

رب کریم نے اس موقعہ پر سورہ الفتح نازل فرمائی اور اس معاہدہ کو فتح مبین قرار دیا۔ صرف چند ماہ کے واقعات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ یہ فی الواقعہ کھلی کھلی مسلمانوں کی فتح تھی۔ اس سلسلے میں حسب ذیل نکات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

**(۱) اسلامی حکومت کو تسلیم کر لیا گیا** قریش نے مدینہ کی اسلامی حکومت کو تسلیم Recognise کر لیا تھا اور اب مسلمان باغی (Outlaw) نہیں بلکہ ایک تسلیم شدہ ریاست تھے۔

**(۲) اسلام۔ دین ابراہیمی قرار پایا** قریش نے مسلمانوں کو خانہ کعبہ کے گرد طواف کرنے اور عمرہ کی اجازت دے کر اسلام کو دین ابراہیمی مان لیا تھا اس سے پہلے وہ مسلمانوں کو صابی یعنی بے دین کہتے تھے۔

**(۳) عورتوں پر اطلاق نہیں ہوگا** صلح حدیبیہ کے فوراً بعد کچھ مسلمان عورتیں مکہ سے مدینہ پہنچیں تو حضور ﷺ نے ان کو واپس کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ معاہدہ کے الفاظ میں صرف مردوں کی واپسی کا ذکر تھا عورتوں کی واپسی کی کوئی شق موجود نہ تھی قرآن پاک نے مومن عورتوں کو کافروں کے حوالے کرنے سے واضح طور پر منع کر دیا۔ قرآن پاک میں اللہ نے اس فیصلہ کی توثیق فرما دی۔

**یکطرفہ شرائط منسوخ** کمزور مسلمانوں کا مسئلہ بھی اللہ نے جلد حل کر دیا حضور ﷺ نے حضرت ابو جندلؓ کو جو بشارت سنائی تھی اس کی تعبیر صرف چند ماہ میں ہی سامنے آ گئی جب ایک اور مسلمان ابو بصیرؓ جن کا تعلق بنو ثقیف سے تھا بھاگ کر مدینہ آئے، مکہ والوں نے ان کی واپسی کا مطالبہ کرنے کے لئے دو آدمی بھیجے۔ حضور ﷺ نے معاہدہ کے مطابق ان دونوں کو حوالے کر دیا لیکن راستے میں انہوں نے انہی کی تلوار لے کر ان میں سے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرا بھاگ کر مدینہ آیا۔ ابو بصیرؓ بھی اس کے پیچھے مدینہ پہنچے اور انہوں نے دیکھا کہ حضور مجھے دوبارہ کفار کے حوالے کر دیں گے تو وہ ساحل سمندر کے ساتھ اس تجارتی راستے پر جا آباد ہوئے جو مکہ سے شام کی طرف جاتا تھا۔ ابو جندلؓ کو معلوم ہوا تو وہ بھی کسی طرح سے مکہ والوں کی قید سے چھوٹ کر ابو بصیرؓ سے آ ملے رفتہ رفتہ مظلوم مسلمانوں کی کافی تعداد یہاں اکٹھی ہو گئی جن کی زندگی کا دارومدار قریش کے قافلوں سے چھینے ہوئے مال پر تھا چنانچہ قریش نے خود درخواست کی آپ اس یکطرفہ شرط کو منسوخ کر دیں جو آدمی چاہے مکہ سے مدینہ چلا جائے ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

**قریش میں اسلام کی اشاعت** صلح حدیبیہ نے اس مسلسل حالت جنگ کو ختم کر دیا جس کی وجہ سے سرداران قریش اسلام پر غور نہیں کر سکتے تھے اس لئے وہ ''دشمن کا دین'' تھا غیر جذباتی فضا میں غور و فکر کرنے پر اسلام بہت سے لوگوں کے دلوں میں داخل ہو گیا چنانچہ عمرو بن العاصؓ جو مسلمانوں کے تعاقب میں حبشہ بھی گئے تھے خود حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ خالدؓ بن ولید جو اہل مکہ کے سوار دستوں کے جرنیل تھے۔ غزوہ احد میں مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا باعث بنے تھے اور صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہراول دستے کے سربراہ تھے اب خود سر تسلیم خم کر کے بیعت کے لئے مدینہ پہنچے اور (سیف اللہ) اللہ کی تلوار قرار پائے۔ عثمانؓ بن طلحہ نے بھی اسی فضا میں اسلام قبول کیا جو خانہ کعبہ کے کلید بردار تھے۔ یہ سب

لوگ مکہ کی شہری حکومت کے وزراء تھے۔

6) **عرب قبائل میں اسلام کی اشاعت** قریش کی مخالفتِ اسلام نے تمام عربوں کو اسلام میں داخل ہونے سے روک دیا تھا اب یہ اجازت دے دی گئی تھی کہ جو قبائل عرب میں سے جو جس کے ساتھ چاہے معاہدہ کر لے گویا قریش نے اسلام کی مخالفت کا جو جھنڈا اٹھا رکھا تھا اب ان کے ہاتھ سے گر گیا اور اسلام تیزی سے پھیلنے لگا۔

7) **خیبر کی فتح** مدینہ کی اسلامی ریاست شمال و جنوب دونوں طرف سے دشمنوں میں گھری ہوئی تھی شمال میں یہود اپنے حامی قبائل کے ساتھ مل کر مدینہ پر حملے کا پروگرام بناتے اور جنوب میں قریش۔ صلح حدیبیہ نے اسلامی ریاست کو ایک طرف سے امن دے دیا تو آپؐ نے فوراً شمال کے مخالفین یعنی خیبر کے یہودیوں کی طرف توجہ کی اور خیبر فتح ہو گیا۔

8) **دنیا کے حکمرانوں کو اسلام کی دعوت** صلح حدیبیہ نے دراصل سرزمین عرب میں اسلام کی جڑیں گہری گاڑ دیں تو حضور ﷺ نے تمام دنیا کو دعوت اسلام دینے کے مرحلے کا آغاز کر دیا آپ نے نہ صرف قبائلی شیوخ کو خطوط لکھے بلکہ حبشہ، شام، مصر، روم اور ایران کے تمام اہم حکمرانوں کو دعوتی خطوط لکھے جن میں سے بہت سے خطوں کا جواب مثبت (positive) تھا۔

9) **فتح مکہ کا پیش خیمہ** صلح حدیبیہ کی رو سے بنو خزاعہ نے مسلمانوں کے ساتھ پیمان دوستی باندھا اور ان کے پرانے مخالف بنو بکر قریش کے ہم سفر قرار پائے۔ بنو بکر اور قریش نے مل کر بنو خزاعہ پر شب خون مارا اور اس میں صلح حدیبیہ پر دستخط کرنے والے سہیل بن عمرو نے بھی شرکت کی۔ حضور ﷺ نے شرائط صلح کے مطابق خون بہا کا تقاضا کیا اور قریش سے بنو بکر کی حمایت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کیا تو نوجوانان قریش نے جوش میں آ کر صلح کو توڑنے کا اعلان کر دیا چنانچہ صرف دو سال بعد ہی حضور ﷺ کو ان کے خلاف کارروائی کر کے مکہ فتح کرنے کا موقع مل گیا۔

10) **عراق و شام کے ساتھ رابطہ** صلح حدیبیہ نے مسلمانوں کے اثر و رسوخ کو عرب کے طول و عرض میں پھیلا دیا۔ عراق و شام جانے والی گزرگاہیں ان کے زیر اثر آ گئیں اور شام و عراق کے حکمرانوں کے متکبرانہ طرز عمل نے ان لڑائیوں کا آغاز کر دیا جن کا آخری نتیجہ ان ممالک کی فتح تھی۔

11) **صلح حدیبیہ کی اہمیت** ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس سیاسی صورت حال کا بہت خوب صورت تجزیہ کیا ہے جس میں صلح نامہ حدیبیہ تحریر کیا گیا۔ ان کے تجزیے کے مطابق مدینہ کی اسلامی ریاست اس وقت دو طرف سے دشمنوں سے گھری ہوئی تھی ایک طرف خیبر کی یہودی قوت اور ان کے حلیف قبائل بنو غطفان و بنو سلیم وغیرہ تھے۔ دوسری طرف قریش مکہ حضور ﷺ

دونوں دشمنوں سے باری باری نپٹنا چاہتے تھے، یہودی قابل اعتماد نہ تھے نیز جائیداد ین چھوڑ کر مدینہ سے نکلے تھے اس وجہ سے ان سے مصالحت مشکل تھی۔ مکہ کے لوگوں کو مصالحت پر آمادہ کرنا اس وقت ممکن بھی تھا اور مفید بھی۔ مفید اس لحاظ سے مکہ عرب کا مرکز تھا۔ وہاں کے مکین اس قبلہ (خانہ کعبہ) کو مانتے تھے جس کی طرف منہ کر کے اب مسلمان نماز پڑھتے تھے۔ ان کے اندر شجاعت، ایفائے عہد، ادبی ذوق، انتظام سلطنت کی صلاحیت اور بے باکی کی صفات موجود تھیں۔ اس وجہ سے مکہ کے مرکز کو تباہ کرنے کی بجائے وہاں کے باسیوں کو اپنا ساتھی بنا لینا زیادہ مفید تھا۔ اس وقت بعض ایسے عوامل تھے جو انہیں صلح پر آمادہ کر سکتے تھے۔ یمامہ پر مسلمانوں کے قبضہ نے ان کا دوسرا راستہ بھی بند کر دیا تھا جس پر ان کے تجارتی قافلے جاتے تھے گویا ان کی سپلائی لائن منقطع ہو چکی تھی۔ گزشتہ سال کے قحط کے دوران حضور ﷺ نے تمام مخالفتوں کے باوجود مکہ کے غرباء کے لئے پانچ سو اشرفیاں روانہ کی تھیں جن کو انہوں نے قبول کر لیا تھا (گویا اب وہ مائل بہ صلح تھے) نیز ابوسفیان کو جو مکہ کا اصل سردار تھا، سامان خوراک، (کھجوروں وغیرہ) کا ہدیہ بھیجا گیا۔ اس کی بیٹی ام حبیبہؓ اب حضور ﷺ کی بیوی تھیں۔ عرب روایات کا تقاضا تھا کہ اس سے اس کا دل نرم ہو جائے۔ قریش مکہ کو اس زمانے کی سپر پاور زمیں سے ایران کے ساتھ ہمدردی تھی جسے اس سال نینوئی کے مقام پر روم کے ہاتھوں شکست ہوئی تھی۔ اس لئے اہل مکہ کے حوصلے پست ہو گئے تھے۔ ان حالات میں حضور ﷺ نے حرام مہینوں میں ان کی دل پسند شرائط دے کر صلح کرنے کا منصوبہ بنایا جو بالآخر کامیاب ہوا۔ اس صلح کے نتائج نے یہ ثابت کر دیا کہ فی الواقع یہ صلح مسلمانوں کی صریح فتح تھی۔ کیونکہ اس سے مسلمانوں کو اپنی مخالفت کا دوسرا مرکز خیبر مسخر کرنے کا موقع مل گیا۔

قریش کے بہت سے اکابرین کے دل جیتنے اور ان کو سنجیدگی سے اسلام پر غور کرنے کا کام بھی اسی معاہدے کے ذریعے سرانجام پایا۔ اس صلح کے ذریعے حکومت مکہ نے اسلامی حکومت مدینہ کو تسلیم کر لیا تھا اور قبائل عرب میں سے جو اسلام کی طرف رجوع کرنا چاہتے تھے ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہ گئی تھی۔ آئندہ دو سالوں کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ یک طرفہ غیر معقول شرائط خود قریش کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئیں اور انہیں درخواست کر کے انہیں منسوخ کروانا پڑا نیز دو سال بعد جب قریش نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی تو محمد ﷺ اس وقت اپنے دوسرے حریف یہود خیبر سے فارغ ہو چکے تھے اس لئے ان سے یکسوئی سے نپٹنے کی پوزیشن میں تھے

## غزوہ خیبر 7ھ — 628ء

صلح حدیبیہ کے بعد قریش مکہ کی طرف سے اطمینان ہو گیا کہ وہ کم از کم چند سال تک مدینہ پر حملہ آور نہیں ہوں گے تو حضور ﷺ نے خیبر کی طرف توجہ فرمائی۔ مدینہ کے شمال میں واقع یہ بستی یہودیوں کا مرکز تھی۔ مدینہ سے نکلنے والے یہودی بھی یہاں ہی آباد ہوئے تھے۔ اور یہیں سے وہ اسلامی حکومت کے خلاف سازشیں کر رہے تھے۔ اس لئے مدینہ کی سلامتی کے لئے اس بستی کے

ساتھ معاملات طے کرنا ناگزیر تھا۔

## غزوہ خیبر کے اسباب

1- یہود خیبر کا معاندانہ رویہ: یہود خیبر نے اسلام اور اسلامی حکومت کے ساتھ دشمنی وعناد کا رویہ ترک نہیں کیا تھا۔ جس کی وجہ سے انہیں مدینہ سے جلاوطن کیا گیا تھا۔ وہ قریش مکہ کے ساتھ رابطہ رکھتے اور قریش اور دیگر قبائل کو مدینہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دیتے رہتے۔

2- غزوہ احزاب میں یہودیوں کا حصہ: غزوہ احزاب مدینہ پر تمام عرب کا مشترکہ حملہ تھا۔ اس غزوہ کا منصوبہ خیبر کے یہودیوں ہی نے بنایا تھا۔ رؤسائے یہود سلام بن ابی الحقیق حیی بن اخطب اور کنانہ بن الربیع نے مکہ پہنچ کر قریشی سرداروں کو حملہ مدینہ پر آمادہ کیا تھا۔ انہوں نے ہی بنو غطفان اور بنو سعد کو اس منصوبہ میں شریک کیا۔ حیی بن اخطب نے مدینہ پہنچ کر بنو قریظہ کو مسلمانوں کے ساتھ غداری کرنے پر آمادہ کیا۔ اور بنو قریظہ کے خلاف کارروائی کے دوران وہ بھی قتل کیا گیا تھا۔ غزوہ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے ان کے مذموم منصوبے خاک میں ملا دیئے لیکن خیبر کے یہودیوں کے عناد میں کمی نہ آئی اور وہ مسلسل سازشوں اور جنگی تیاروں میں مصروف رہے۔

3- مدینہ پر حملے کی تیاریاں: 6ھ میں یہودی سردار سلام نے بنو غطفان کو ساتھ ملا کر اسلامی حکومت کے خلاف ایک اور محاذ بنالیا اور مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے سازشیں شروع کر دیں۔ اس کی اس روش کی وجہ سے ایک انصاری صحابی عبداللہؓ بن عتیک نے بارگاہ رسالت سے اجازت لے کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد اس کا بھتیجا اسیر بن زرام گدی نشین ہوا تو اس نے کھلم کھلا اعلان کیا کہ ''میرے پیش روؤں کی تدابیر درست نہ تھیں۔ صحیح تدبیر یہ ہے کہ خود محمد ﷺ کے دارالریاست پر حملہ کیا جائے اور میں یہی طریقہ اختیار کروں گا۔''

حضورؐ نے حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کو 30 صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا تا کہ اسیر کے ساتھ معاملہ طے کیا جائے۔ حضرت عبداللہؓ نے اسیر کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ مدینہ میں جا کر حضورؐ سے براہ راست گفتگو کرے تو اسے خیبر کی حکومت کا سربراہ مان لیا جائے گا تاہم باہمی بداعتمادی کی وجہ سے دوران سفر اسیر نے ایک صحابی عبداللہؓ بن انیس سے تلوار چھیننی چاہی اس پر باہمی تصادم ہو گیا جس میں سوائے ایک کے سب یہودی قتل ہوئے۔ اس واقعہ نے کشیدگی میں اضافہ کر دیا۔

4- چراگاہ مدینہ پر چھاپہ: محرم 7ھ میں بنو غطفان کے ایک دستے نے ذی قرد کی چراگاہ پر چھاپہ مار کر 20 اونٹنیاں پکڑ لیں اور حضرت ابوذرؓ کے صاحبزادے کو جو اونٹنیوں کے محافظ تھے شہید کر دیا۔ مسلمانوں نے چھاپہ ماروں کا تعاقب کیا تو غطفان کا سردار خود مقابلے پر آیا۔ سلمہؓ نے اتنی مہارت سے تیراندازی کی کہ غطفان والے اونٹنیاں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تاہم یہ محسوس کیا گیا کہ جب تک خیبر کی سازشیں ختم نہیں ہوں گی مدینہ ہر وقت حملوں میں زد میں ہے۔

5- **صلح حدیبیہ:** 6ھ میں اہل مکہ کے ساتھ دس سال کے لئے صلح کا معاہدہ طے پایا گیا تھا۔ اس سے پہلے مدینہ کی اسلامی ریاست شمال اور جنوب دونوں طرف سے دشمنوں سے گھری ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے جنوب کی طرف سے حملے کا خطرہ ٹل جانے کی وجہ سے شمالی خطرے کے انسداد کا فیصلہ کیا اور خیبر کا قصد کیا۔

**واقعات** بعد ازاں حضور ﷺ 1600 صحابہ کی جماعت کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ (محرم 7ھ) ان میں سے 200 سوار باقی پیادہ تھے۔ آپؐ نے بنو غطفان کی بستیوں اور خیبر کے درمیان پڑاؤ کیا تاکہ دشمن باہم مل نہ سکیں۔ غطفان ہتھیار لگا کر مقابلے کے لئے نکلے لیکن اس خدشہ کے پیش نظر کہ کہیں ان کے اپنے گھروں پر حملہ نہ کر دیا جائے واپس لوٹ گئے۔

خیبر کی بستی چھ قلعوں پر مشتمل تھی۔ جن میں کم و بیش بیس ہزار قابل جنگ مرد موجود تھے۔ ان قلعوں میں سے قموص سب سے مضبوط تھا اس کا رئیس مرحب ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ یہ مدینہ سے آئے ہوئے قبیلے بنو نضیر کا مسکن تھا۔ اس کے علاوہ ناعم اور وطاۃ وغیرہ کے قلعے بھی خاصے مضبوط تھے۔

آنحضرت ﷺ نے جنگ کے بغیر معاملات سلجھانے کی کوشش کی لیکن یہود پوری جنگی تیاریوں سے مقابلے پر آئے اس لئے آپؐ نے بھی صحابہ کرامؓ کو جہاد کی ترغیب دی اور سب سے پہلے قلعہ ناعم پر فوج کشی کی۔ مسلمان دستے کے سالار محمودؓ بن مسلمہ تھے۔ ان کے حملے سے قلعہ تو فتح ہو گیا لیکن وہ خود ذرا ستانے کے لئے دیوار کے سائے میں بیٹھے تو دشمن نے قلعہ کی دیوار پر سے چکی کا پاٹ ان کے سر پر گرا کر انہیں شہید کر دیا۔

اس قلعہ کی فتح کے بعد یکے بعد دیگرے قلعے فتح ہو گئے البتہ قموص پر سخت مقابلہ ہوا۔ اس مہم کی قیادت آنحضرت ﷺ نے بڑے بڑے صحابہؓ کو سونپی لیکن کئی روز تک قلعہ فتح نہ ہوا۔ ایک شام حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ "کل میں اس شخص کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دے گا اور جو خدا اور خدا کے رسول کو چاہتا ہے اور خدا اور خدا کا رسول بھی اسے چاہتے ہیں۔"

بڑے بڑے صحابہؓ صبح اس روز مہم کی قیادت کے متمنی تھے۔ صبح حضورؐ نے پوچھا علیؓ کہاں ہیں؟ حضرت علیؓ آشوب چشم کی وجہ سے جنگ سے معذور تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی۔ آپؓ کی آنکھیں درست ہو گئیں اور علم ان کو سونپ دیا گیا۔ مرحب نے بھی اس روز باہر نکل کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ایک شاندار انفرادی مقابلے میں حضرت علیؓ نے تلوار کے ایک وار سے اس کے سر پر پڑے ہوئے پتھر کے خود کو کاٹ ڈالا اور ان کی تلوار مرحب کی کھوپڑی کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر گئی۔ مرحب کے قتل کے بعد یہودیوں نے یکبارگی حملہ کر دیا لیکن شکست کھائی اور بالآخر میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔[1]

---

① اس واقعہ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت النبیؐ علامہ شبلی نعمانی ج 1 ص 53-452

یہود نے اس موقع پر درخواست کی کہ خیبر کی زمینیں ان کے قبضے میں ہی رہنے دی جائیں۔ حضورؐ نے نصف پیداوار خراج مقرار کر کے زمینیں ان کو لوٹا دیں۔ جنگ کے بعد آپؐ نے حضرت صفیہؓ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ وہ حیی بن اخطب کی بیٹی اور کنانہ بن الربیع کی بیوی تھیں۔ دونوں یہودی سردار قتل ہو چکے تھے اس لئے رئیس زادی کی عزت افزائی کے لئے آپؐ نے انہیں اپنے نکاح میں لے لیا۔

جنگ کے بعد مرحب کی بھاوج اور سلام بن مشکم کی بیوی زینب نے حضور ﷺ کو زہریلا گوشت کھلانے کی کوشش کی۔ حضورؐ کو تو اللہ تعالیٰ نے بروقت مطلع کر دیا تاہم ایک اور صحابی بشرؓ بن براء نے اس گوشت کو پیٹ بھر کر کھایا اور اس زہر کے اثر سے شہید ہو گئے۔ زینب نے اقبال جرم کر لیا اس لئے اسے قصاص میں قتل کر دیا گیا۔

**غزوہ خیبر کی اہمیت** غزوہ خیبر میں مسلمانوں کی کامیابی اور یہود کو ذمّی بنا لینے سے اسلامی حکومت شمال کی طرف سے کسی حد تک محفوظ ہو گئی اور چند سال بعد قریش مکہ نے بدعہدی کی تو ان سے یکسوئی کے ساتھ نپٹنا آسان ہو گیا۔ غزوہ خیبر نے خراج لے کر امن دینے کا ایک نیا راستہ کھول دیا جس کے ذریعہ بعد کے ادوار میں وسیع و عرض علاقے اس حکومت میں شامل ہوئے۔ اس غزوہ کے بعد فدک کے باغ کو ''خالصہ'' زمین قرار دیا گیا۔ یعنی اسے اسلامی حکومت اور اس کے سربراہ کے تصرف میں دے دیا گیا۔ بعد کے زمانے میں اس مسئلہ پر کافی اختلاف پیدا ہو گا کہ یہ حضورؐ کی ذاتی ملکیت تھا اور کیا اسے وراثت میں منتقل کیا جانا چاہیے تھا؟

## مرحبا کر کتابے شیخ عرب اور فرمانروایان عجم کے نام دعوتی خطوط

آنحضرت ﷺ صرف عربوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے تھے بلکہ پوری دنیا کے انسانوں کے لئے پیغام ہدایت لے کر آئے تھے۔ وہ عالمگیر انقلاب کے داعی تھے اس لئے صلح حدیبیہ سے جو امن قائم ہوا اس سے آپؐ نے پورا فائدہ اٹھایا اور ان تمام شیوخ کی طرح دعوتی خطوط بھیجے جن کو ابھی تک اسلام کی دعوت نہیں پہنچائی جا سکی تھی۔ اس کے علاوہ مصر، روم، ایران اور حبشہ کے فرمانرواؤں کی طرف بھی دعوتی خطوط لکھے۔ ان میں سے بعض خطوط کا خلاصہ اور ان کے جوابات درج ذیل ہیں۔

### روم کا بادشاہ

**ہرقل قیصر روم** آنحضرت ﷺ نے ہرقل قیصر روم کے نام مندرجہ ذیل خط لکھا۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط اللہ کے رسول محمدؐ کی طرف سے رومیوں کے بادشاہ ہرقل کی طرف ہے۔ سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اما بعد اسلام قبول کر لو تو سلامتی پاؤ گے اور اللہ تمہیں دگنا اجر دے گا بصورت دیگر اگر روگردانی کرو گے تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تم پر ہو گا جس کو تو نہیں اٹھا سکے گا۔''

''اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے۔ وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔ اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ تم گواہ رہو، ہم تو مسلم ہیں۔''

ہرقل پہلے یہ مذہبی کتابوں میں پڑھ چکا تھا کہ ایک ایسی قوم میں جو ختنہ کراتی ہے ایک پیغمبر آنے والا ہے۔ اس لئے اس نے تحقیق احوال کے لئے حکم دیا کہ بلاد شام میں اگر کوئی عرب ہو تو اسے پکڑ کر لایا جائے۔ اتفاق سے ابوسفیان ان دنوں شام کے ایک ساحلی شہر غزہ میں تھا۔ اسے وہاں لے جایا گیا۔ اس وقت ابوسفیان اسلام کا شدید ترین دشمن تھا۔ اس کے ساتھ قیصر ہرقل کی حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

ہرقل: محمدؐ کا خاندان ونسب کیا ہے؟

ابوسفیان: ''شریف وعظیم''

قیصر نے تبصرہ کیا کہ واقعی نبی شریف گھرانوں سے متعلق ہوتے ہیں۔

ہرقل: ''محمدؐ سے پہلے کسی نے عرب میں اور اس کے قبیلہ قریش میں نبوت کا دعویٰ کیا؟''

ابوسفیان: ''نہیں۔''

اس پر ہرقل نے تبصرہ کیا کہ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اس نے کسی اور کی طرف دیکھ کر یہ کام کیا ہے۔ اس کے بعد اس نے تیسرا سوال کیا۔

''دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی اس نے جھوٹ بولا؟''

ابوسفیان نے جواب دیا ''نہیں۔''

''اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے۔'' ہرقل نے ایک اور سوال کیا۔

جواب تھا ''نہیں۔''

ہرقل نے کہا۔ ''اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ وہ بادشاہت حاصل کرنا چاہتا ہے۔''

''محمدؐ کے ماننے والے غریب ومساکین لوگ زیادہ ہیں یا سردار اور قوی لوگ؟'' ہرقل نے پوچھا۔

''مسکین وحقیر لوگ۔'' ابوسفیان نے جواب دیا۔ اس نے سوچا ہوگا کہ اب بادشاہ ضرور متنفر ہو جائے گا لیکن ہرقل نے جواباً کہا۔

''بے شک ہر نبی پر ایمان لانے والے ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔''

''ان لوگوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے؟'' ہرقل نے سوال کیا۔

''بڑھ رہی ہے'' ابوسفیان نے جواب دیا۔

''کوئی شخص اس کے دین سے بیزار ہو کر پھر بھی جاتا ہے؟'' ایک اور سوال کیا گیا۔

''نہیں'' اسلام کے سب سے مخالف نے گواہی دی اور ہرقل نے تبصرہ کیا کہ حق کی یہی تاثیر

ہوتی ہے کہ جس سینے میں وہ آتا ہے پھر واپس نہیں جاتا۔

پھر سوال کیا۔ ''یہ شخص کبھی وعدہ خلافی بھی کرتا ہے؟''

ابوسفیان نے بری رائے پیدا کرنے کے لئے عجیب وغریب جواب دیا۔ ''نہیں لیکن اس سال اس کا اور ہمارا معاہدہ ہوا ہے دیکھئے اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔''

قیصر نے ایک اور سوال کیا۔ ''کبھی اس کے ساتھ تمہاری لڑائی بھی ہوئی؟''

''ہاں'' ابوسفیان نے جواب دیا۔

قیصر نے پوچھا کہ ''جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟''

ابوسفیان نے جواب دیا ''کبھی وہ غالب رہا، کبھی ہم'' اور ہرقل نے کہا بے شک خدا کے نبیوں کا یہی حال ہوتا ہے۔''

اور پھر پوچھا ''اس کی تعلیم کیا ہے؟''

ابوسفیان نے بتایا کہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ خدا کی عبادت کرو۔ باپ دادا کے طریق یعنی بت پرستی کو چھوڑ دو۔ نماز، روزہ، سچائی، پاکدامنی اور صلہ رحمی کی پابندی کرو۔

القصہ ہرقل کی ہر طرح تسلی ہوگئی کہ آنحضرت ﷺ نبی برحق ہیں اور اس نے پیشگوئی کی کہ کوئی دن آئے گا جب وہ شام وفلسطین پر قابض ہو جائے گا۔ اس نے اپنے امراء کو مشورہ دیا کہ اسلام کو قبول کر لیا جائے لیکن درباری سخت برہم ہوئے اور اسے اپنے تخت وتاج کا خطرہ لاحق ہو گیا اور اس نے سفیر الاسلام کو دربار سے نکال کر ان کے ساتھ مصالحت کر لی۔

## ایران کا بادشاہ کسریٰ خسرو پرویز

حضور ﷺ نے ایک دعوتی خط خسرو پرویز شاہ ایران کے نام بھی ارسال کیا جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ کی طرف سے کسریٰ شاہ فارس کی طرف۔ سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ اما بعد میں اللہ کا رسول ہوں جو تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں تا کہ ان کو ڈراؤں۔ اگر تو اسلام لائے گا تو سلامت رہے گا اور اگر تو نے انکار کیا تو تمام مجوس کا گناہ تیری گردن پر ہوگا۔''

کسریٰ نے مکتوب مبارک کو پھاڑ ڈالا اور نہایت متکبرانہ انداز میں کہا کہ ''میرا غلام ہو کر مجھے یوں لکھتا ہے۔'' اس کے ساتھ ہی اس نے باذان گورنر یمن کو لکھا کہ عرب کے اس مدعی نبوت کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ گورنر یمن نے دو مضبوط آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس بھیجے۔ انہوں نے آ کر حضور اکرم ﷺ کو گورنر یمن کا پیغام دیا اور آپ کو ساتھ چلنے کے لئے کہا لیکن اس دوران حضور اکرم ﷺ کو بذریعہ وحی یہ معلوم ہو چکا کہ خسرو پرویز کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا ہے۔ آپؐ نے یہ خبر ایرانی سفیروں کو سنائی اور فرمایا کہ گورنر یمن سے کہہ دو کہ اسلام کی حکومت

کسریٰ کے پایہ تک پہنچ جائے گی۔ وہ خسرو پرویز کے قتل کی خبر سے بہت حیران ہوا لیکن چند روز کے بعد اسے شیرویہ کی طرف سے ایک حکم موصول ہوا جس سے اس خبر کی تصدیق ہو گئی گورنر یمن اس سے اس حد تک متاثر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

**نجاشی شاہ حبشہ** آنحضرت ﷺ نے تیسرا دعوتی خط نجاشی شاہ حبشہ کے نام بھیجا، اس خط میں آپؐ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریمؑ کے متعلق اسلام کا نظریہ بیان فرمایا تھا اور اسے قبول حق کی دعوت دی تھی۔ آپؐ نے ان مسلمانوں کو جو چند سال پہلے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ مدینہ بھیجنے کا مطالبہ بھی کیا تھا۔ نجاشی شاہ حبشہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آنحضرتؐ کے خیالات کی تصدیق کی۔ حضرت جعفرؓ طیار کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی اور عاجزانہ خط میں اپنے قبول اسلام کی اطلاع آپؐ کو بھجوائی اور وہ مسلمان بھی مدینہ پہنچ گئے جو کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ چلے گئے تھے اور اب تک وہیں مقیم تھے۔

**حارث رئیس غسّان** آنحضرت ﷺ کے بھیجے ہوئے دعوتی خطوط میں سے ایک اہم خط بنو غسان کے سردار حارث کے نام بھی تھا جس میں آپؐ نے اسے قبول اسلام کی دعوت دی تھی اور اسلام قبول کرنے کی صورت میں اس کی حکومت برقرار رکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن اس نے نہایت متکبرانہ جواب دیا اور مدینہ پر حملہ کرنے کا اعلان کیا۔ یہ اسلامی حکومت اور روم کے درمیان تصادم کا آغاز تھا۔

**شاہ مصر** مصر کی حکومت اگرچہ روم کے ماتحت تھی، تاہم یہاں کا بادشاہ داخلی طور پر خود مختار تھا۔ آپؐ نے ایک خط مقوقش عزیز مصر کے نام بھی روانہ فرمایا اس نے سلیطؓ بن عمرو سے جو قاصد بن کر گئے تھے آنحضرت ﷺ کے بارے میں سوالات کئے اور بالآخر یہ جواب دیا کہ میں نے ایک نبی کے ظہور کے بارے میں سن رکھا ہے لیکن مجھے توقع تھی کہ وہ نبی شام میں آئے گا بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ محمد ﷺ ساحر و کاہن نہیں بلکہ ان میں نبوت کی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ لیکن میں اس مسئلہ پر ابھی مزید غور کروں گا۔ اس جواب کے ساتھ اس نے ایک خچر (مشہور دلدل) اور دو لونڈیاں تحفتاً ارسال کیں۔ مندرجہ بالا بادشاہوں کے علاوہ بعض قبائلی سرداروں کے نام بھی دعوتی خطوط ارسال کئے گئے۔

## سریہ غزوہ موتہ 8ھ — 629ء

**اسباب** عرب کے دائیں بائیں روم و ایران دو عظیم ترین سلطنتیں تھیں جو آپس میں ٹکراتی رہتی تھی۔ جزیرہ عرب ان دونوں کے درمیان حائل تھا۔ دونوں حکومتیں اس کے سرحدی علاقوں میں اپنا اثر و رسوخ جما کر مطمئن تھیں۔ ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ سرزمین عرب میں بسنے والے قبائل کبھی متحد ہو ایک امت بھی بن سکتے ہیں لیکن ظہور اسلام نے جب باہمی لڑنے والے قبائل کو اخوت کے رشتے میں پرونا شروع کیا تو دونوں حکومتوں نے اسے ناپسند کیا۔ ایرانی

چونکہ عرب کو اپنی ملکیت سمجھتے تھے اس لئے کسریٰ نے آنحضرت ﷺ کو اپنا باغی قرار دیا اور شام کی عیسائی حکومت نے اس نئی ابھرنے والی قوت کو تشویش کی نظر سے دیکھا۔ اس سے باہمی کشیدگی کا آغاز ہو گیا۔

جنگ کا فوری سبب یہ تھا کہ صلح حدیبیہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے مختلف شاہان عرب وعجم اور شیوخ قبائل کو اسلام قبول کرنے کے لئے دعوت نامے بھیجے۔ اس سلسلے میں ایک دعوت نامہ شام یا بُصریٰ کے حاکم کے نام بھی بھیجا گیا۔ لیکن قیصر کی طرف سے عیسائی حکمران شرحبیل بن عمرو غسانی نے آپؐ کے سفیر حارثؓ بن عمیر کو راستے ہی میں شہید کر ڈالا۔ سفیر کا قتل اخلاق وانسانیت کی صریح خلاف ورزی ہی نہ تھی بلکہ مروجہ بین الاقوامی قانون کی بھی صریح مخالفت تھی اور یہ بھونڈے انداز میں ایک طرح کا اعلان جنگ بھی تھا کیونکہ اگر اسلامی حکومت اس واقعہ کا نوٹس نہ لیتی تو یہ گویا اپنی کمزوری کا اعتراف تھا جس کے نتیجے کے طور پر رومی گورنر کا مدینہ پر حملہ آور ہونا یقینی تھا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے سرحد شام کی طرف مہم بھیجنے کا اعلان کیا۔

**واقعات**

نبی اکرم ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ بن حارثہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور ہدایت کی کہ اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ ابن ابی طالب اور عبداللہؓ بن رواحہ یکے بعد دیگرے سربراہ بنائے جائیں اور یہ دونوں بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان اپنی مرضی سے جس کو چاہیں اپنا امیر منتخب کر لیں۔ ان صحابہ کی قیادت میں تین ہزار کا ایک لشکر تیار کر کے حدود شام کی طرف بھیجا گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ اتفاق ایک لاکھ کا لشکر ان کے مقابلے پر موجود ہے۔ مسلمانوں نے باہمی مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ چونکہ ہم شہادت کی تلاش میں گھر سے نکلے ہیں لہٰذا قلت تعداد کی وجہ سے مقابلہ ملتوی نہیں کریں گے چنانچہ اللہ کے شیروں کا مختصر سا یہ لشکر موتہ کی طرف جہاں دشمن فوج مقیم تھی، بڑھا۔

جنگ میں زیدؓ بن حارث شہید ہو گئے تو علم جعفر طیارؓ نے سنبھال لیا۔ آپ کا دایاں بازو کٹ گیا تو آپ نے علم کو بائیں ہاتھ میں تھام لیا جب وہ بھی کٹ گیا تو کٹے ہوئے ہاتھوں سے اسے سینے سے چمٹا لیا اور نیچے نہ گرنے دیا۔ لیکن دشمن کی کثیر تعداد نے آپ کو گھیرے میں لے کر شہید کر ڈالا۔ عبداللہؓ بن رواحہ نے فوراً آگے بڑھ کر علم سنبھالا لیکن وہ بھی شہید ہوئے۔ مجاہدین نے اس کے بعد خالدؓ بن ولید کو امیر بنایا۔ انہوں نے اس شدت کے حملے کئے کہ دشمن پیچھے ہٹ گئے۔ خالدؓ بن ولید نے اس فتح کو غنیمت جانا اور جنگ کو طول دینے کی بجائے مجاہدین کو واپس لے آئے۔ اس جنگ میں دس یا بارہ مسلمان شہید ہوئے جب کہ دشمن کے کئی سو آدمی قتل ہوئے۔ حضور ﷺ نے خالدؓ بن ولید کو اس جنگ میں شجاعت وحکمت کا بے مثال مظاہرہ کرنے پر ''سیف اللہ'' کا خطاب دیا۔ ①

① صحیح بخاری کی روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے جنگ کا نقشہ حضورؐ کو مدینہ میں دکھا دیا اور خالد بن ولید کی عدم موجودگی میں حضورؐ نے ان کو اللہ کی تلوار قرار دیا۔ شبلی نعمانی نے اسی لئے لکھا ہے کہ ''حضور انور ﷺ نے از روئے وحی فرمایا کہ پھر اللہ کی ایک اور تلوار یعنی خالد سیف اللہ نے علم کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے دشمن پر غلبہ دیا۔'' (سیرت النبیؐ جلد اول ص 469)

تین ہزار مسلمانوں کے ہاتھ سے ایک لاکھ عیسائیوں کو ناکامی کا جو منہ دیکھنا پڑا اس سے

**اہمیت** قیصر روم کو مزید تشویش لاحق ہوئی نیز شامی عربوں میں اپنے مقتولوں کا بدلہ لینے کے لئے انتقام کی آگ بھڑک اٹھی۔ چنانچہ انہوں نے مدینہ کی اسلامی حکومت پر حملہ آور ہونے کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے اور یہ جنگ غزوہ تبوک اور فتوحات شام و مصر کی تمہید ثابت ہوئی۔ اس فتح نے اسلامی حکومت کے رعب و داب میں اضافہ کیا اور اندرون عرب کے مخالفین حق کے حوصلے پست ہو گئے۔

## فتح مکہ 8ھ — 630ء

**اسباب**

1- **حق و باطل کی فطری کشمکش:** اسلام کے ظہور سے جو کشمکش حق و باطل کے درمیان چل رہی تھی وہ اس کے بغیر ختم نہ ہو سکتی تھی کہ ان میں سے ایک غالب ہو۔ صلح حدیبیہ میں مشرکین مکہ نے مسلمانوں کا عمرہ کرنے کا حق تسلیم کر لیا تھا لیکن معاہدہ کے مطابق جب آنحضرت ﷺ عمرہ کے لئے مکہ گئے تو روئسائے مکہ شہر چھوڑ کر باہر چلے گئے۔ گویا وہ اب بھی مسلمانوں کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے نہیں دیکھ سکتے تھے اس کے برعکس مسلمانوں کو بھی یہ بات شاق گزر رہی تھی کہ وہ خانہ خدا کا طواف کر رہے ہیں لیکن اس پر ابھی تک بتوں کا قبضہ تھا گویا حق و باطل کے درمیان جو کشمکش شروع ہوئی تھی وہ ابھی تک برقرار تھی۔

2- **مکہ کی مرکزی حیثیت:** اسی سلسلہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مکہ کو عرب میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ جب تک مکہ کے لوگ اسلام کی مخالفت پر قائم تھے عربوں کی اکثریت اسلام کو قبول نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے مرکزی جگہ سے اسلام کی دشمنی ختم کرنے کی خواہش قدرتی طور پر مسلمانوں کے اندر موجود تھی اور وہ چاہتے تھے کہ عرب کے اس مرکز سے کفر کی بجائے اسلام کی آواز بلند ہو۔

3- **بنو خزاعہ پر شب خون:** صلح حدیبیہ کی رو سے قبائل عرب کو اختیار تھا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ کر لیں اور ان قبائل پر بھی صلح نامہ کی شرائط کا اسی طرح اطلاق ہو گا۔ چنانچہ بنو بکر و بنو خزاعہ کے قبائل جن کے اندر قدیم دشمنی پائی جاتی تھی اس معاہدہ میں شامل ہو گئے۔ بنو خزاعہ نے اسلامی حکومت کے ساتھ اور بنو بکر نے قریش کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ معاہدہ کے مطابق ان قبائل کو بھی ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھانے کا حق حاصل نہ تھا لیکن بنو بکر نے قریش کی مدد سے بنو خزاعہ پر شب خون مارا اور جب بنو خزاعہ نے مجبور ہو کر حرم میں پناہ لی تو انہوں نے وہاں بھی قتل و غارت سے گریز نہ کیا حالانکہ حرم میں قتل و غارت شریعت ابراہیمی میں بھی ممنوع تھا اور عرب کی روایات کے خلاف بھی تھا۔ معاہدہ کی یہ خلاف ورزی تنہا بنو بکر ہی کا کام نہ تھا بلکہ قریش نے ان کی ہتھیاروں سے مدد کی تھی اور صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو (جس نے صلح نامہ

حدیبیہ پر دستخط کئے تھے) خود حملہ کرنے والوں میں شامل تھے۔ بنوخزاعہ نے اس ظلم کے خلاف آنحضرت ﷺ سے مدد طلب کی اور بدیل بن ورقا اور عمرو بن سالم نے بنوخزاعہ کی طرف سے مدینہ حاضر ہو کر آنحضرت ﷺ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔

4۔ **صلح حدیبیہ توڑنے کا اعلان:** نبی ﷺ نے قریش کی بدعہدی کے واقعات سننے کے بعد انہیں پیغام بھیجا کہ تین میں سے کوئی ایک صورت اختیار کی جائے۔

1۔ بنوخزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا ادا کیا جائے۔
2۔ قریش بنوبکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں تاکہ بنوبکر کو بدعہدی کی سزا دی جا سکے۔
3۔ اعلان کر دیا جائے کہ معاہدہ حدیبیہ ٹوٹ گیا ہے۔

اس پیغام کے جواب میں ایک قریشی قرطہ بن عمر نے کہا کہ ہمیں تیسری شرط منظور ہے اور قاصد یہ سن کر واپس لوٹ آیا۔

5۔ **ابوسفیان کی تجدید معاہدہ کی ناکام کوشش:** جب آنحضرت ﷺ کا قاصد واپس لوٹ آیا تو قریش کو احساس ہوا کہ صلح نامہ منسوخ کر کے انہوں نے شدید غلطی کی ہے۔ نبی ﷺ نے شام اور عراق جانے والی شاہراہوں پر پہرے بٹھا دیئے اور مکہ کی تجارت تباہ ہو گئی۔ انہوں نے ابوسفیان کو مدینہ بھیجا تاکہ تجدید معاہدہ کی کوئی صورت نکل آئے۔

ابوسفیان سب سے پہلے اپنی بیٹی ام المومنین ام حبیبہؓ کے پاس پہنچا۔ اس نے آنحضرت ﷺ کے بچھونے پر بیٹھنا چاہا تو ام المومنینؓ نے اسے روکا اور بچھونا لپیٹ کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ابوسفیان نے اس پر تعجب کا اظہار کیا تو ام المومنینؓ نے فرمایا: ''تم ایک مشرک اور ناپاک شخص ہو اور یہ بچھونا خاص حضور ﷺ کے لئے ہے تم اس پر نہیں بیٹھ سکتے۔ ابوسفیان اپنی بیٹی سے اپنی سفارش کی توقع لے کر آیا تھا۔ اس واقعہ سے وہ مایوس ہو گیا۔

ابوسفیان اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تجدید معاہدہ کی درخواست کی لیکن آپؐ نے جواب نہ دیا۔ وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچا اور ان سے سفارش کروانے کی کوشش کی لیکن آپؓ نے جواب نہ دیا۔ وہ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا۔ آپؓ کا جواب بہت سخت تھا۔ انہوں نے فرمایا۔ ''کیا میں تیری سفارش کروں۔ قسم ہے خدا کی اگر میرے پاس ایک تنکا بھی ہو گا تب بھی میں اس کے ساتھ تم لوگوں سے جنگ کروں گا۔'' حضرت علیؓ نے البتہ اس کے ساتھ مذاق کیا اور کہا کہ تم ''تم بھی تو بنو کنانہ کے سردار ہو مسجد نبویؐ میں جا کر تجدید معاہدہ کا خود ہی اعلان کر دو۔'' چنانچہ ابوسفیان نے مسجد نبوی میں یہ اعلان کیا کہ ''اے لوگو! میں صلح نامہ کی تجدید کے لئے یہاں آیا تھا اور یہ تجدید میں نے کر دی اور واپس جا رہا ہوں۔''

**لہانی واقعات** قریش نے جب یہ ساری روائیداد سنی تو انہوں نے کہا۔ علیؓ نے تجھے بے وقوف بنایا ہے۔ نہ یہ صلح ہے کہ اطمینان سے بیٹھ جائیں اور نہ جنگ ہے کہ لڑائی کا سامان کریں۔

ابوسفیان کی ناکام واپسی کے فوراً بعد مسلمانوں کو خفیہ طور پر جنگی تیاریوں کا حکم دے دیا گیا۔ آپؐ نے پوری کوشش کی کہ مکہ والوں کو ان تیاریوں کی اطلاع نہ ہونے پائے لیکن ایک صحابی حاطبؓ نے ایک عورت کو خط دے کر بھیجا تا کہ اہل مکہ ان کے احسان مند ہوں تاہم اللہ نے وحی کے ذریعے حضور ﷺ کو مطلع کر دیا اور آپ نے حضرت علیؓ، زبیرؓ اور مقدادؓ کو بھیج کر راستے میں سے ہی یہ خط برآمد کر لیا۔

لشکر اسلام دس ہزار کی تعداد میں رمضان 8ھ میں مدینہ سے روانہ ہوا۔ راستے میں دوست قبائل کے عساکر بھی شامل ہوتے چلے گئے۔ ذوالحلیفہ کے مقام پر حضرت عباسؓ ہجرت کر کے مدینہ آتے ہوئے ملے۔ آپؐ نے انہیں بھی ساتھ لے لیا۔ یہ لشکر عظیم مکہ کے قریب کی وادی مرالظہران میں فروکش ہوا اور دور دور تک پھیل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجاہدین کو اپنے اپنے خیموں کے سامنے آگ کا الاؤ جلانے کا حکم دیا تا کہ کفار مکہ پر دہشت طاری ہو مکہ کی طرف جانے والے چرواہوں نے اہل مکہ کو اس لشکر کی آمد سے خبردار کیا اور تحقیق احوال کے لئے ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ خزاعی وادی میں پہنچے۔ ابوسفیان کی سب سے پہلے ملاقات حضرت عباسؓ سے ہوئی۔

حضرت عباسؓ نے جب اسے بتایا کہ یہ لشکر محمد ﷺ کا ہے اور صبح مکہ پر حملہ آور ہوگا تو اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ اس نے فوراً پوچھا کہ اب کیا کیا جائے۔ حضرت عباسؓ نے اسے کہا کہ میرے پیچھے خچر پر بیٹھو۔ محمد ﷺ کے پاس چلتے ہیں وہیں سے تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے۔ راستے میں حضرت عمر فاروقؓ ملے جو تلوار ہاتھ میں لئے پہرہ دے رہے تھے۔ ابوسفیان کو دیکھ کر اس کے پیچھے بھاگے۔ یہ تینوں اس حالت میں حضور ﷺ کے سامنے پہنچے کہ حضرت عباسؓ پوری تیزی سے خچر کو دوڑا رہے تھے۔ ابوسفیان سہما ہوا ان کے پیچھے بیٹھا تھا اور فاروق اعظمؓ تلوار ہاتھ میں لہراتے ہوئے پیچھے دوڑے چلے آ رہے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا۔ ''یا رسول اللہ ﷺ یہ دشمن خدا بغیر کسی شرط کے ہمارے ہاتھ آ گیا ہے۔ اجازت دیجئے کہ اسے قتل کر دوں۔'' لیکن رحمت اللعالمینؐ کچھ اور ہی سوچ رہے تھے۔ انہوں نے ابوسفیان سے پوچھا[1] کہ کیا اب بھی تمہیں توحید الٰہی کا یقین نہیں آیا۔'' ابوسفیان نے کہا۔ ''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپؐ کس قدر حکیم و کریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں بے شک میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے ساتھ کوئی اور ہوتا تو ضرور مجھے فائدہ پہنچاتا۔'' حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''کیا اب بھی تمہیں میری رسالت کا یقین نہیں آیا؟'' اس کے جواب میں ابوسفیان نے کہا۔ ''اس بات سے اس وقت تک دل میں کچھ شک ہے۔'' لیکن عباسؓ نے فوراً کہا۔ ''تیرا ناس ہو کلمہ پڑھ لے کہ اس سے پہلے کہ تمہاری گردن ماردی جائے۔[2] چنانچہ ابوسفیان نے کلمہ

---

① طبری اور ابن ہشام میں اس واقعہ کی تفصیل میں یہ اختلاف ہے کہ طبری کے بیان کے مطابق اسی وقت یہ سوال جواب ہوا اور ابن ہشام کے بیان کے مطابق رات ابوسفیان کو سوچنے کے لئے دی گئی اور صبح حضور ﷺ سے ان کی گفت وشنید ہوئی۔ مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بعد میں شک ختم ہو گیا تھا۔

① سیرت ابن ہشام

پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے ابوسفیان کی جان ہی نہیں بخشی بلکہ مزید اس پر یہ انعام فرمایا کہ اس کے گھر کو دارالامن قرار دیا اور فرمایا کہ ''صبح جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ گزین ہو گا اس سے تعرض نہیں کیا جائے گا۔''

اگلے روز صبح عساکر اسلام فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے۔ ہر قبیلہ اپنے اپنے علم کے ساتھ گزر رہا تھا۔ تکبیر کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ نسلی تفاخر نام کو نہ تھا۔ یہ سب مسلمان تھے اور خدا تعالیٰ ہی کی تقدیس بیان کر رہے تھے۔ آپؐ نے ابوسفیان کو ایک بلند مقام پر کھڑا کر دیا تا کہ وہ اسلامی لشکر کو دیکھ سکے۔ ابوسفیان اس لشکر عظیم کی ہیبت سے سہما جا رہا تھا۔ اہل مکہ کو جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ اس لشکر کا مقابلہ ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ ان میں سے اکثر نے ان مسلمانوں پر شدید مظالم ڈھائے تھے۔ انہیں ان کے گھر بار سے محروم کیا تھا اور مدینہ بھی انہیں چین سے نہیں بیٹھنے دیا تھا۔ اب ان کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا تھا۔

آنحضرت ﷺ نے مکہ میں داخل ہوتے ہی اعلان فرمایا کہ کسی ایسے شخص پر ہتھیار نہ اٹھایا جائے جو حرم میں پناہ گزین ہو جائے، ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے، اپنے ہی گھر میں دروازے بند کر کے بیٹھ جائے یا ہتھیار پھینک دے۔

اس اعلان کے بعد مکہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ صرف ایک مقام پر چند سر پھروں نے حضرت خالدؓ بن ولید کے دستے کے سامنے مزاحمت کی جس میں 13 قریشی مارے گئے اور تین مسلمان شہید ہوئے۔

آنحضرت ﷺ سب سے پہلے خانہ کعبہ تشریف لے گئے اور اپنے دست مبارک سے وہاں سے ایک ایک بت کو توڑا۔ آپؐ بت گراتے جاتے تھے اور زبان سے آیت مبارک پڑھتے جاتے تھے۔

جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ اِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

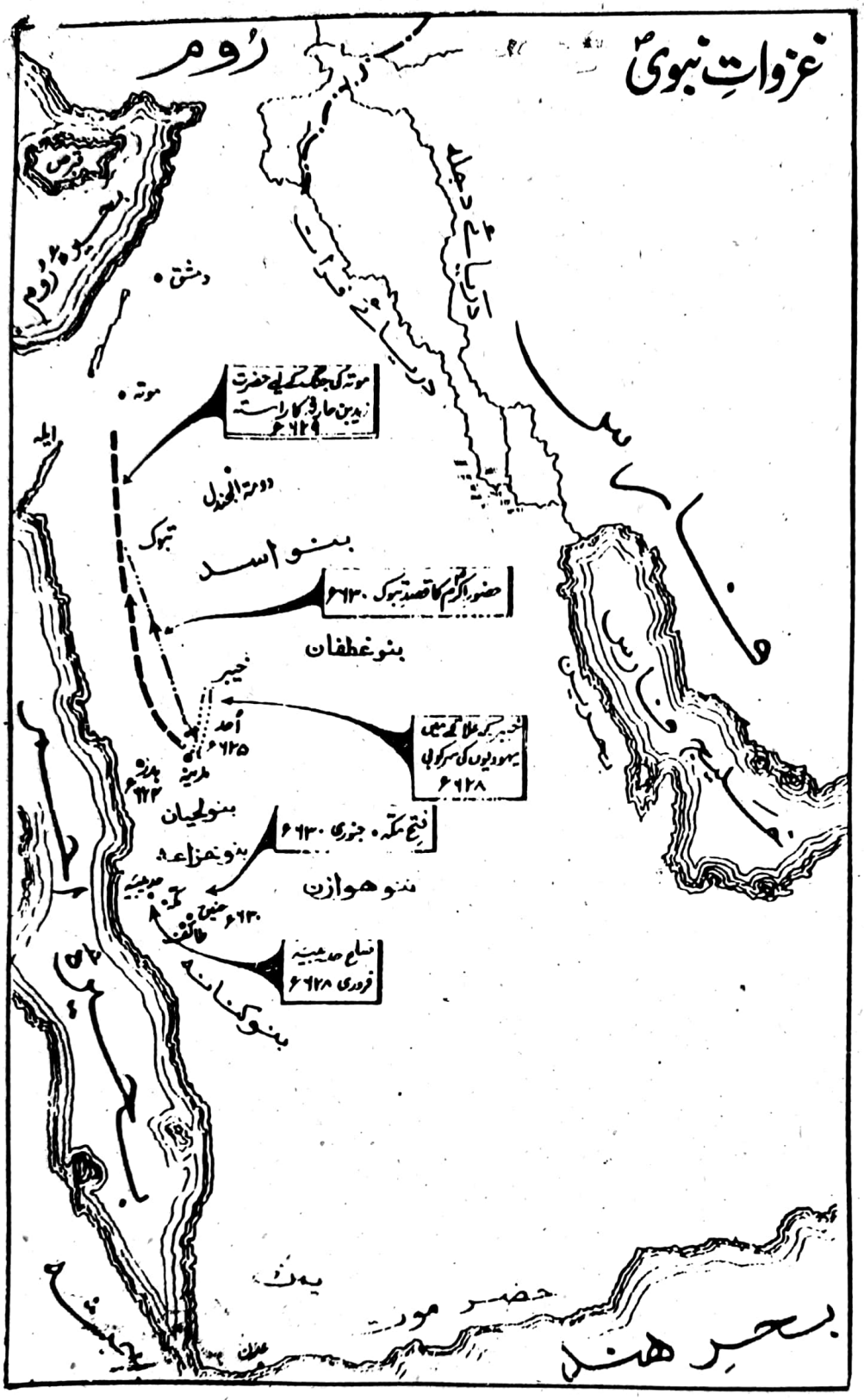
حق آ پہنچا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل مٹنے والی چیز ہے۔

حضرت عمرؓ نے آپؐ کے حکم سے دیوار کی تصاویر مٹائیں۔ خانہ کعبہ کی تطہیر سے فارغ ہو کر آپؐ نے نماز شکرانہ ادا فرمائی اور پھر قریش مکہ کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا:

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو واحد اور لاشریک ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تن تنہا مخالف جتھوں کو شکست دی۔

خبردار تمام نسبی غرور اور ایام جاہلیت کے خون اور مال کے دعوے میرے پاؤں کے نیچے ہیں سوائے کعبہ کی نگرانی اور حاجیوں کی آب رسانی کے اور کوئی امتیاز برقرار نہیں رکھا جائے گا۔''

''اے قریش! اللہ نے تم پر جاہلیت کا تکبر اور حسب نسب کا فخر ممنوع کر دیا ہے کیونکہ


غزواتِ نبویؐ
روم
دمشق
موتہ
موتہ کی جنگ کے لیے حضرت زید بن حارثہ کا راستہ ۶۲۹ء
ایلہ
دومۃ الجندل
تبوک
بنو اسد
حضور اکرمؐ کا قصد تبوک ۶۳۰ء
بنو غطفان
خیبر
خیبر کے علاقے میں یہودیوں کی سرکوبی ۶۲۸ء
اُحد ۶۲۵ء
مدینہ
بدر ۶۲۴ء
بنو لحیان
فتح مکہ ۱۰ جنوری ۶۳۰ء
بنو خزاعہ
بنو ہوازن
حدیبیہ
حنین ۶۳۰ء
طائف
صلح حدیبیہ فروری ۶۲۸ء
بنو کنانہ
یمن
حضر موت
بحرِ ہند
عمان

سب انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تم کو قوموں
اور قبیلوں کی صورت دی ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے
نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ بے شک
اللہ علیم اور خبیر ہے۔"

اس کے بعد آپؐ نے اہل مکہ سے سوال کیا۔ "اے اہل مکہ تمہارا کیا خیال ہے۔ میں تم سے کیا سلوک کرنے والا ہوں۔"

"آپؐ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔ یہ تھے اس التجا کے الفاظ جو مکہ کے سرداروں نے کی۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "میں تم سے وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ لَاتَثرِیبَ عَلَیکُمُ الیَوم اِذھَبُوا فَانتَم الطُلَقَاء

آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں جاؤ تم سب چھوڑ دیئے گئے ہو۔

اس کے بعد آپؐ نے چند اشتہاری مجرموں کے نام گنوا دیئے کہ ان کے علاوہ باقی سب کو امان دے دی گئی۔ یہ وہ لوگ تھے جو کسی قتل کے سلسلے میں ماخوذ تھے یا جن لوگوں نے اسلام قبول کر کے انحراف کیا تھا۔ مثلاً عبدالعزیٰ بن خطل اور مقیس بن صبابہ جن پر ارتداد اور قتل عمد کے جرم ثابت تھے قتل کئے گئے۔ ایک عورت بھی قصاص کے سلسلہ میں قتل کی گئی۔ اشتہاری مجرموں میں سے جن کو واقعی سزائے موت ہوئی ان کی تعداد زیادہ سے زیادہ چار تھی۔ باقی جب معافی مانگنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے تو انہیں معاف کر دیا گیا۔ مثلاً عبداللہ بن سعد ابی سرح کو حضرت عثمانؓ کی سفارش پر معاف فرما دیا گیا۔ حالانکہ وہ مرتد تھا۔ قیام مکہ ہی کے دوران ایک شخص فضالہ بن عمیر نے حضور ﷺ پر اس وقت حملہ کرنے کا ارادہ کیا جب آپؐ طواف کعبہ کر رہے تھے۔ حضور ﷺ اس کے حملے سے پہلے خود ہی اس کے پاس پہنچ گئے اور اسے اس کا ارادہ بتایا اور اس کے سینے پر دست مبارک رکھا جس سے اس کا سینہ منور ہو گیا اور اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی کو بھی معاف کر دیا گیا۔ حبار بن الاسود نے حضورؐ کی صاحبزادی حضرت زینب پر حملہ کیا تھا جس سے ان کا حمل ساقط ہو گیا تھا اور اسی سے ان کی موت واقع ہو گئی تھی۔ حضور ﷺ نے اسے بھی معاف کر دیا۔ علیٰ ہذا القیاس رحمۃ اللعالمینؐ نے بدترین مجرموں کو بھی معاف کر دیا۔[1] بعد ازاں آپؐ نے صفا میں ایک بلند مقام پر بیٹھ کر اہل مکہ سے بیعت لی۔ اہل مکہ کی عظیم اکثریت نے اسلام قبول کر لیا۔

**مسلمانوں کی کامیابی کے اسباب** مسلمانوں کی کامیابی کے بعض اسباب درج ذیل ہیں:

1- **نصرت الٰہی:** مسلمانوں کی فتح کا پہلا سبب اللہ تعالیٰ کی مدد تھی جو ان کے شامل حال رہی اسی

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے محسن انسانیت از نعیم صدیقی 12-511

وجہ سے محمد مصطفیٰ ﷺ کو کفر کی تمام قوتوں کے خلاف فتح حاصل ہوئی۔

2۔ اہل مکہ کی اخلاقی شکست: مسلمانوں کی کامیابی کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ مسلمانوں کی اخلاقی برتری اور اسلامی تعلیمات کی حقانیت نے اہل کفر کے دلوں میں بھی احساس کمتری پیدا کر دیا تھا وہ حق کے خلاف لڑتے ضرور تھے لیکن نہایت بددلی کے ساتھ۔ ذرا سی بدشگونی انہیں میدان سے بھگانے کے لئے کافی ہوتی تھی۔

3۔ معاشی دباؤ: مسلمانوں کی کامیابی کا ایک اہم سبب یہ تھا کہ اسلامی حکومت کا اثر ورسوخ دور دور تک پھیل چکا تھا اور شام اور عراق جانے والے تجارتی راستوں پر مسلمانوں نے پہرے بٹھا دیئے تھے۔ اس سے قریش کی مالی حالت خراب ہوگئی تھی یہاں تک کہ انہیں اناج بھی اب حسب ضرورت میسر نہیں آتا تھا۔

4۔ سرداران قریش کی موت: اس کامیابی کا ایک اور سبب یہ تھا کہ کفار مکہ کے سردار یکے بعد دیگرے اس طویل کشمکش میں مقتول ہو چکے تھے جو کفر اور اسلام کے درمیان برپا تھی۔ اب چوٹی کے لیڈروں میں سے صرف ابوسفیان موجود تھا اور اس بات سے مکہ کے عام لوگوں میں اپنے بتوں کی طرف سے بدظنی پیدا ہو چکی تھی۔ خود ابوسفیان یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ یہ لات ومنات آخر ان کی مدد کر بھی سکتے ہیں یا نہیں۔

5۔ اچانک حملہ: ایک اور اہم وجہ یہ تھی کہ لشکر اسلام اچانک مکہ پہنچ گیا تھا اور اہل مکہ کو تیاری کرنے اور اپنے حامی قبائل کو جمع کرنے کی کوئی مہلت نہ ملی تھی۔

6۔ باصلاحیت قریشیوں کا قبول اسلام: مسلمانوں کی فتح کا ایک اہم سبب یہ بھی تھا کہ مکہ کے باصلاحیت افراد اب قریش کا ساتھ چھوڑ کر مسلمان ہو چکے تھے جو مسلمانوں کی مضبوطی کا باعث بنے اور کفار مکہ ان کو کھو بیٹھنے کی وجہ سے کمزور ہو گئے۔ خالدؓ بن ولید اور عمروؓ بن العاص کے نام اس سلسلے میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

## فتح مکہ کی اہمیت.....شاندار انقلاب

مکہ پر اسلامی قبضہ دراصل ایک بہت بڑا انقلاب تھا جس کے دوررس اثرات مرتب ہوئے چند ایک کی نشان دہی ذیل میں کی جا رہی ہے۔

1۔ بتوں کی شکست: واضح ہوگئی اور بت پرستوں کو بھی سمجھ آ گئی کہ اگر ان بتوں میں کوئی طاقت ہوتی تو انہیں یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

2۔ خانہ کعبہ کی بتوں سے تطہیر: خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنا دراصل پورے عرب کے بتوں کے ٹوٹنے کے مترادف تھا کیونکہ جب سب سے بڑے بت ھبل کے خاتمے کے بعد چھوٹے بتوں کی کیا حیثیت رہ گئی تھی۔

3- قریش کا قبول اسلام: قریش صرف مفتوح ہی نہیں ہوئے تھے مسلمان بھی ہو گئے تھے جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ جو پورے عرب میں بت پرستی اور اسلام دشمنی کی پشت پناہی کرتے تھے اب خود اسلام کے حامی ہو گئے۔

4- اسلام کی وسیع اشاعت: قریش کے اسلام قبول کرنے کے بعد سارے عرب کے لوگوں نے دھڑا دھڑ اسلام قبول کرنا شروع کر دیا کیونکہ وہ اسی انتظار میں تھے کہ اس کشمکش کا فیصلہ کیا ہوتا ہے ان کے نزدیک اسلام کی حقانیت کی یہ سب سے بڑی دلیل تھی کہ اس کے مخالفین نے خود اس کو سچا مان لیا۔

5- عرب کا اتحاد: مکہ کے قبول اسلام نے عربوں کو اسلام کے پرچم تلے متحد کر دیا صرف بنوثقیف و بنو ہوازن نے مزاحمت کی باقی سبھی قبائل مطیع فرمان ہوتے چلے گئے۔

6- غیر عرب دنیا کے لیے دعوت اسلام: عرب کی یہ متحدہ اسلامی ملت اب پوری دنیا کے سامنے داعی اسلام کی حیثیت سے سامنے آ گئی جس نے اگلے پچیس تیس برسوں میں دنیا کا نقشہ بدل دیا۔

7- قریش کی صلاحیتیں اسلام کے لئے وقف: قریش عرب کے قائد تھے وہ بہادر تھے بلا کا حافظہ رکھتے تھے ذہین تھے۔ اچھے سیاستدان اور اچھے منتظم تھے جلد ہی ان کی یہ ساری صلاحیتیں اس وقت کی مہذب دنیا کو اسلام کے پرچم تلے لانے میں استعمال ہوئیں۔

8- پرامن انقلاب: بلاشبہ فتح مکہ انقلاب فرانس سے عظیم تر انقلاب ہے اس سے پہلے کی دنیا اس کے بعد کی دنیا سے بہت مختلف ہے۔ اس انقلاب میں کوئی خون ریزی نہیں ہوئی صرف 2 مسلمان شہید اور 12 جذباتی کافر قتل ہوئے چند گنے چنے مجرموں کے سوا باقی سب کو معاف کر دیا گیا۔ یہاں تک وحشی جیسے لوگ جنہوں نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا بھی معاف کر دیئے گئے۔ حضورؐ کی اپنی بیٹی کا قاتل اور آپؐ پر حملہ کرنے والا مجرم بھی نہ صرف معاف کر دیئے گئے بلکہ مشرف بہ اسلام بھی ہو گئے۔ اس کے برعکس انقلاب فرانس کے بعد ایک پیریڈ (Reign of Terror) ایسا بھی آیا جب روزانہ فرانس کی رگوں سے گندہ خون نکالا جاتا تھا۔

## مسلمانوں کی فتح کے اسباب

اس عظیم فتح کے اسباب میں حسب ذیل امور گنوائے جا سکتے ہیں:

1- اللہ تعالیٰ کی مدد: جس کو حضور ﷺ نے اس فتح کا اصل سبب قرار دیا۔

2- قریش کی تھکاوٹ: مسلسل لڑائی نے قریش کو تھکا دیا تھا اور ان کے بڑے بڑے سردار بھی سبھی اس کشمکش کی نظر ہو گئے تھے۔

3- دلوں کی تسخیر: امر واقعہ یہ ہے کہ اہل مکہ اب تک دلوں میں اس بات کے قائل ہو چکے تھے کہ

وہ ایک غلط مسلک پر اڑے ہوئے ہیں اور محمد ﷺ فی الواقعہ نبی برحق ہیں۔

4- **مسلسل معاشی دباؤ:** قریش کی مخالفت کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ وہ خانہ کعبہ کی تولیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے معاشی فائدے حاصل کرتے تھے عراق و شام کی شاہراہوں پر اسلامی قبضہ نے ان کی تجارت تباہ کر دی تھی اور قحط کی حالت میں وہ حضور ﷺ کا بھیجا ہوا غلہ اور دیگر امداد وصول کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

5- **بڑے مخالفین اسلام کی موت:** جنگ بدر میں بڑے بڑے ائمہ کفر ختم ہو گئے تھے۔ باقی رہنے والوں میں سے ابولہب عبرتناک موت کا شکار ہوا۔ عمروؓ بن العاص اور خالدؓ بن ولید اسلام کے علمبردار بن گئے اکیلے ابوسفیان کے لئے اب اسلام کی مخالفت میں جنگیں لڑنا ممکن نہ رہا تھا۔

6- **لشکر اسلام کی اچانک آمد:** اسلامی لشکر اس طرح اچانک مکہ پہنچا تھا کہ اہل مکہ کے لئے مدافعت کیلئے امداد حاصل کرنا، قبائل سے فوج جمع کرنا یا وسائل جمع کرنے کا کوئی موقعہ نہیں رہا تھا۔

6- **امن کی خواہش:** چوتھائی صدی سے اہل مکہ مسلسل نفسیاتی دباؤ کا شکار تھے اب وہ امن چاہتے تھے جو اسلام قبول کرنے سے مل سکتا تھا۔

## غزوہ حنین 8ھ — 630ء

**اسباب** فتح مکہ ہو گیا تو سارے عرب سے کفر و شرک کا زور ٹوٹ گیا اور مشرک قبائل لات و منات اور عزیٰ کے ٹوٹ جانے کے بعد اس حقیقت سے آگاہ ہو گئے کہ پتھر کے بت نہ اپنا کچھ سنوار سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی امداد پر قادر ہیں تاہم بعض قبائل ایسے بھی تھے جن پر اس واقعہ کا الٹا اثر ہوا۔ ان میں طائف و حنین کے علاقے میں بسنے والے بنو ثقیف و بنو ہوازن بھی شامل تھے۔ ان قبائل کی اسلام دشمنی بہت پرانی تھی۔ تجارت پیشہ ہونے کی وجہ سے کافی خوشحال تھے۔ طائف کے گردونواح میں زراعت بھی ہوتی تھی اور زمین کی زرخیزی نے بھی انہیں مال دار بنا دیا تھا چنانچہ یہ قبائل بہت مغرور تھے۔ انہوں نے فتح مکہ کے بعد یہ کہنا شروع کر دیا کہ جن قبائل کے ساتھ محمد کو اب تک واسطہ پیش آیا ہے وہ مرد میدان ہی نہیں تھے۔ ہمارے ساتھ واسطہ پیش آئے گا تو پتہ چلے گا۔ بنو ہوازن کا نوعمر سردار مالک بن عوف جوانی کے نشے میں اسلام کے خلاف منصوبہ بنانے لگا۔

**واقعات** حضور ﷺ کو جب بنو ہوازن و بنو ثقیف کی ان کارروائیوں کا علم ہوا تو آپؐ نے ایک صحابیؓ کو بھیج کر صورت حال کی تحقیق کروائی۔ معلوم ہوا کہ مشرکین حملہ آور ہونے کے لئے تیاریوں میں مصروف ہیں چنانچہ آنحضرت ﷺ نے حنین کی طرف بڑھنے کا حکم صادر فرمایا۔ 12 ہزار نفوس پر مشتمل یہ لشکر جس میں دو ہزار قریش مکہ بھی شامل تھے حنین کی طرف روانہ ہوا۔ بنو ہوازن نے مسلمانوں کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنے آدمی کمین گاہوں میں چھپا رکھے تھے۔ جونہی لشکر اسلام وادی میں داخل ہوا۔ انہوں نے کمین گاہوں سے نکل کر حملہ کر دیا۔ اسلامی لشکر کی ترتیب قائم

نہ رکھی جا سکی۔ آنحضرت ﷺ نے جب لشکر اسلام کو منتشر ہوتے دیکھا تو اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور پکار کر فرمایا۔

انا النبی لا کذب — انا ابن عبدالمطلب

میں نبی ہوں، جھوٹا نہیں ہوں — میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں

جب مسلمانوں نے اللہ کے رسول کو اپنی جگہ پر جما ہوا پایا تو وہ بھی واپس لوٹنے لگے۔ آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ نے انصارؓ و مہاجرین کو پکارا اور دیکھتے ہی دیکھتے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ صرف بنی مالک نے مسلمانوں کا جم کر مقابلہ کیا لیکن ان کا سردار عثمان بن عبداللہ قتل ہو گیا اور وہ بھی میدان چھوڑ گئے۔ مسلمانوں نے مال غنیمت جمع کرنا شروع کر دیا جس میں بیس ہزار بکریاں اور چھ ہزار قیدی شامل تھے۔

**بنو ہوازن کا تعاقب** بنو ہوازن میں سے ایک گروہ ہزاروں کی تعداد میں اوطاس کے کھجوروں کے ایک باغ میں جمع ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے ابو عامرؓ اشعری کو ان کے استیصال کے لئے روانہ کیا۔ ابو عامرؓ نے حملہ کیا تو انہوں نے تیر برسائے۔ ابو عامرؓ ایک تیر سے شہید ہوئے اور کمان ان کے بھتیجے ابو موسیٰ اشعریؓ نے سنبھالی۔ اب مشرکین باغ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں نے انہیں گھیر گھیر کر مارا اور بنو ہوازن کے تقریباً سبھی آدمی قتل ہوئے۔

**طائف کا محاصرہ** حنین کی شکست خوردہ فوج کا ایک حصہ طائف پہنچا اور رسد اور اسلحہ جمع کر کے قلعہ بند ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے طائف پہنچے اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل طائف نے قلعہ سے تیر اور پتھر برسانے شروع کئے تو اس کے جواب میں اسلامی لشکر نے بھی سنگ باری کی۔ آپؐ نے محاصرے کو طول دینا مناسب نہ سمجھا اور دشمن پر معاشی دباؤ ڈالنے کے لئے طائف کے باہر باغات کٹوا ڈالے یہ گویا انہیں اس بات کا احساس کروانا تھا کہ اسلام دشمنی کی یہ روش ان کی ساری خوشحالی کو برباد کر سکتی ہے۔ طائف کے گردونواح کے قبائل مشرف بہ اسلام ہو گئے اور آپؐ نے قلعہ کا محاصرہ ترک کر دیا۔

**مال غنیمت کی تقسیم** طائف سے جب آپؐ جعرانہ پہنچے تو آپؐ نے مال غنیمت کو تقسیم فرمایا۔ کافی دن تک جنگی قیودیوں کے لئے فدیہ کا انتظار کیا گیا۔ بالآخر ان کو بھی تقسیم کر ڈالا گیا۔ اس تقسیم میں آپؐ نے مکہ کے قریشی نومسلموں کو انصار و مہاجرین سے کہیں زیادہ حصہ دیا۔ اس کا مقصد تالیف قلب کے سوا کچھ نہ تھا لیکن نوجوان انصاری مسلمانوں کو یہ بات پسند نہ آئی اور انہوں نے اس پر تلخ تبصرے کئے۔ مثلاً ''قریش کو مال غنیمت دیا جاتا ہے اور ہم جن کی تلواروں سے کفار کا خون ٹپک رہا ہے اس سے محروم رکھے جاتے ہیں۔'' اور ''مشکلات میں ہماری یاد آتی ہے اور غنیمت کے وقت دوسروں کو یاد کیا جاتا ہے۔'' وغیرہ

جب یہ تبصرے نبی اکرم ﷺ تک پہنچے تو آپؐ نے انصارؓ کو طلب کیا اور فرمایا۔

"کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم گمراہ تھے۔ خدا نے میرے ذریعے سے تمہیں ہدایت بخشی۔ تم منتشر اور پراگندہ تھے، خدا نے میرے ذریعے سے تمہیں دولت مند بنایا۔"

انصار نے جواب دیا۔ "بے شک خدا اور رسول کا احسان سب سے بڑھ کر ہے۔"

آپؐ نے فرمایا۔

"نہیں تم یہ جواب دو کہ محمدؐ جس وقت لوگوں نے تجھے جھٹلایا۔ ہم نے تیری تصدیق کی۔ جب لوگوں نے تجھ کو چھوڑ دیا ہم نے تم کو پناہ دی۔ تو اپنے یہاں سے مفلس آیا تھا۔ ہم نے ہر طرح تیری مدد کی۔ تم یہ کہتے جاؤ اور میں کہتا جاؤں گا ہاں تم سچ کہتے ہو۔ لیکن کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر گھر جائیں اور تم محمدؐ کو لے کر اپنے گھر جاؤ۔"

اس پر انصار نے با آواز بلند کہا کہ ہمیں صرف محمد ﷺ درکار ہیں۔ بہت سے انصار صحابہؓ اس خطبہ پر دھاڑیں مار مار کر روئے اور انہوں نے جوانوں کے تبصروں کے لئے معذرت کی۔ آپؐ نے بھی انصارؓ کو سمجھایا کہ مکہ والوں کو مال غنیمت حق کی بنیاد پر نہیں تالیف قلب کے لئے دیا جا رہا ہے۔

**قیدیوں کی رہائی** مال غنیمت کی تقسیم کے بعد آنحضرت ﷺ ابھی جعرانہ ہی میں مقیم تھے کہ بنو ہوازن کا ایک وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی۔ چونکہ حضور ﷺ کی دایہ حلیمہ سعدیہؓ اسی قبیلہ سے متعلق تھی اس لئے رئیس قبیلہ زہیر بن مرو نے کہا "جو عورتیں چھپروں میں محبوس ہیں۔ انہی میں تیری پھوپھیاں اور تیری خالائیں ہیں۔" حضور ﷺ نے اس درخواست کو قبول فرمایا اور اپنے خاندان کے قیدی رہا فرما دیئے۔ مہاجرینؓ و انصار نے بھی یہ کہتے ہوئے آپؐ کی اقتداء کی کہ ہماری ملک رسول اللہ کی ملک ہے۔ اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے چھ ہزار جنگی قیدی رہا ہو گئے۔

## غزوہ تبوک رجب 9ھ 631ء

**اسباب** فتح مکہ اور غزوہ حنین نے عرب میں شرک کی کمر توڑ دی تھی۔ لات، منات اور ہبل و عزیٰ ٹوٹ چکے تھے اور تمام لوگوں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ نبی اکرم ﷺ کی دعوت کی عظمت سب پر عیاں ہو چکی تھی جو اسلامی معاشرہ وجود میں آیا تھا۔ ہر شخص دیکھ رہا تھا کہ جاہلی معاشرے سے بہت بہتر ہے۔ اسلامی حکومت نے جو عدل و انصاف اور خوشحالی برپا کی تھی وہ بھی سب کے سامنے تھی۔ اس لئے اب عرب قبائل کی اسلام قبول کرنے کی رفتار بھی پہلے سے بہت بڑھ گئی تھی اور صاف نظر آ رہا تھا کہ پورا عرب جلد ہی اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گا اور یہاں ایک منظم قوت ابھر آئے گی۔ ہرقل شاہ قسطنطنیہ اس نئی ابھرتی ہوئی قوت کو تشویش کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا اس لئے کسی وقت بھی اس کی طرف سے حملہ کی توقع کی جا سکتی تھی۔ **غزوہ موتہ** کے بعد سے تو اس کشیدگی میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔

31-630ء/9ھ میں مدینہ میں ایک قافلہ شام کی طرف سے آیا اور اس نے اطلاع دی کہ شام میں اسلامی ریاست پر حملہ آور ہونے کے لئے بہت بڑی فوج جمع کی جا رہی ہے اور ہرقل نے چالیس ہزار کا ایک لشکر اس مقصد کے لئے روم سے بھی روانہ کیا ہے چونکہ اس طرح کا حملہ متوقع تھا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ رومیوں کا مقابلہ حدود عرب سے باہر ہی کیا جائے۔

**واقعات**

آنحضرت ﷺ نے تمام مسلمانوں کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا۔ مدینہ میں اس سے پہلے سال فصل کمزور ہوئی تھی اور اب فصل پکی ہوئی تھی۔ اسے سنبھالنے کا مرحلہ درپیش تھا۔ مقابلہ بھی روم کی عظیم سلطنت سے درپیش تھا۔ موسم سخت گرمی کا تھا۔ اکثر صحابہؓ کو سواری میسر نہ تھی گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت آزمائش کی گھڑی آ پہنچی تھی۔

منافقین نے اس نازک موقعہ پر مسلمانوں میں بددلی پھیلانی شروع کر دی وہ ایک یہودی کے مکان میں جمع ہوتے تھے اور مہم کو ناکام بنانے کے لئے سازشیں کرتے تھے۔ اللہ کے رسول کو اس کی خبر ہو گئی اور اس مکان کو جلا کر تباہ کر دیا گیا، اس کے بعد منافقین نے ایک مسجد بنائی جس میں مسلمانوں کو نماز کی دعوت دی جاتی تھی اور نماز کے بعد انہیں ورغلانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ منافقین نے آنحضرت ﷺ سے بھی اس مسجد میں ایک مرتبہ نماز پڑھانے کی درخواست کی لیکن آپؐ نے مہم کے اختتام تک انہیں ٹال دیا۔

اس نازک مرحلہ پر مومنین نے جس عزیمت کا مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مجاہدین کے پاس لڑنے کے لئے ہتھیار تھے نہ سواری کے جانور۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک خطیر رقم پیش کی، جناب عثمان غنیؓ نے نو سو اونٹ، ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار دیئے۔ عمر فاروق اعظمؓ نے اپنا گھر کا نصف اثاثہ جس کی مالیت ہزاروں دینار تک پہنچتی تھی لا کر پیش کر دیا۔ صدیق اکبرؓ نے اپنے گھر کا سب کچھ خدمت اقدس میں پیش کر دیا اور گھر میں صرف اللہ اور اس کے رسول کا نام ''چھوڑا'' ایک انصاری صحابی نے تمام رات مزدوری کی اور چار سیر چھوہارے کمائے، ان سے دو سیر جہاد فنڈ میں دے دیئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان چھوہاروں کو تمام جمع شدہ مال پر بکھیر دینے کا حکم دے کر صحابیؓ کے جذبہ کی قدر افزائی کی۔ القصہ ہر صحابی نے حسب استطاعت چندہ دیا۔

آخر کار تیس ہزار کا جیش العسرۃ (غربت کا لشکر) تیار ہو گیا۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین بھی ساتھ گیا لیکن تھوڑی دور چلنے کے بعد اپنے ساتھیوں سمیت واپس لوٹ آیا۔ اس لشکر کی حالت یہ تھی کہ اوسطاً 18 افراد کے لئے ایک سواری میسر تھی۔ رسد اس حد تک کم تھی کہ بہت سی جگہوں پر درختوں کے پتے کھانے پڑے اس کے باوجود یہ خدائی لشکر روم کی عظیم سلطنت کے خلاف جنگ کے لئے جا رہا تھا۔

آپؐ تبوک پہنچ کر بیس روز تک دشمن کے منتظر رہے لیکن کوئی مقابلے پر نہ آیا۔ اس قیام کے دوران ایلہ کے عیسائی سردار یوحنا نے اطاعت قبول کی اور جزیہ دینے پر آمادگی ظاہر کی۔

بعض اور عیسائی سردار بھی حاضر خدمت ہوئے اور جزیہ دینے کے وعدہ پر انہیں امان دے دی گئی۔ دومتہ الجندل کا حاکم اکیدر بن عبدالملک جسے حضرت خالدؓ بن ولید نے گرفتار کر لیا تھا اطاعت قبول کر لینے کے وعدہ پر رہا کر دیا گیا وہ آنحضرت ﷺ کی واپسی کے بعد مدینہ حاضر ہوا اور صلح نامہ پر دستخط کئے۔

آنحضرت ﷺ کے بیس دن تک سرحد پر قیام سے اہل شام کے حوصلے پست ہو گئے اور انہوں نے آپ ﷺ کی زندگی میں اسلامی ریاست پر حملے کا ارادہ ترک کر دیا۔

## غزوہ تبوک کی اہمیت و اثرات

1- **عرب قبائل کا مرعوب ہونا:** موسم کی شدت اور شدید معاشی بحران کے باوجود آنحضرت ﷺ نے رومی حکمرانوں کا مقابلہ سرحد عرب سے باہر جا کر کرنے کا جو فیصلہ فرمایا۔ اس سے اہل عرب مرعوب ہو گئے اور دھڑا دھڑ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

2- **فتح شام کا پیش خیمہ:** غزوہ تبوک کے نتیجہ کے طور پر سرحد شام پر جنگ کا خطرہ وقتی طور پر ٹل گیا لیکن یہ کشیدگی بعد میں شام و مصر کی فتح کا موجب بنی۔

3- **دومتہ الجندل پر اسلامی حکومت کا اقتدار:** اس مہم میں حضرت خالدؓ نے نبی اکرم ﷺ کی ہدایت پر دومتہ الجندل پر چھاپہ مار کر وہاں کے حکمران اکیدر کو گرفتار کیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی مدینہ واپسی پر اکیدر خود مدینہ حاضر ہوا اور معاہدہ کر کے واپس لوٹا۔ اس نے جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ دومتہ الجندل جو شام، عراق اور حجاز کو جانے والی شاہراہوں کا سنگھم ہونے کی وجہ سے بہت اہم تھا، اسلامی حکومت کے زیر اثر آ گیا۔

4- **منافقین کا سد باب:** اس جنگ نے منافقین کو بے نقاب کر دیا چونکہ اس غزوہ کے وقت کٹھن حالات درپیش تھے اس لئے کھرے کھوٹے کی پہچان ہو گئی اور واپسی پر اللہ تعالیٰ نے منافقین کے ساتھ سخت طرز عمل اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔

5- **مسجد ضرار کا انہدام:** منافقین نے مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے جو مسجد بنائی تھی اور جس کے افتتاح کے لئے وہ حضور ﷺ کو بھی آمادہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے، غزوہ تبوک کے دنوں میں زبردست سازشی مرکز بن گئی چنانچہ مہم سے واپسی پر آپؐ نے اس کے انہدام کے احکام صادر فرما دیئے۔

6- **تربیتی اہمیت:** اس غزوہ سے مسلمانوں و تنگی و عسرت کی حالت میں خدا کی راہ میں جہاد کی تربیت ملی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل ہوا۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (توبہ:41)

"نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور اپنے اموال اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم علم رکھتے ہو۔"

یہ حکم اسی غزوہ کے لئے نازل ہوا۔ مخلص مسلمانوں کی سستی پر اللہ تعالیٰ کی گرفت اور حضرت کعبؓ بن مالک اور ان کے ساتھیوں کی استقامت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کے واقعات اسی غزوہ کے موقعہ پر وقوع پذیر ہوئے۔ مسلمانوں کی تربیت کے لئے اس غزوہ نے بہت اہم کام کیا۔

فتح مکہ کے بعد قبائل عرب کا ذہن اسلام کے بارے میں بالکل صاف ہو گیا تھا۔

**عام الوفود** بہت سے قبائل پہلے ہی سے اس انتظار میں تھے کہ قریش اور مدینہ کی اسلامی ریاست کے درمیان جو فیصلہ ہوا اس کے مطابق وہ اپنا طرف عمل ڈھال لیں یوں بھی ہبل کے پجاریوں کی شکست بتوں کی بے چارگی ثابت کرنے کے لئے کافی تھی۔ اسلام نے جو معاشرتی اصول دیئے تھے وہ جاہلی معاشرے سے یقیناً بلند تھے اس لئے ہر سوچنے سمجھنے والا شخص دل ہی دل میں اسلام کا مداح ہو چکا تھا۔ الغرض فتح مکہ نے عرب میں کفر و شرک کی کمر توڑ ڈالی۔ بنو ہوازن و بنو ثقیف کی شکست نے تو گویا بت پرستی کی قسمت پر مہر لگا دی تھی۔ غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی نمایاں کامیابی نے ان لوگوں کی امیدوں کو بھی خاک میں ملا دیا جو قیصر روم کے ہاتھوں اسلام کے خاتمے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ ان حالات میں عرب کے قبائل تیزی سے اسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ پہل ان قبائل نے کی جو پہلے سے اسلام قبول کرنے کے خواہشمند تھے مگر مزاحم قوتوں سے ڈرتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ تقریباً تمام قبائل ہی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہ قبائل اپنے وفود مدینہ منورہ بھیجتے تھے جو اسلام کے بارے میں سوالات کرتے اور اطمینان کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔ 9ھ میں ایسے بے شمار وفود مدینہ پہنچے اس لئے اس سال کو عام الوفود یعنی وفود کا سال کہا جاتا ہے جن قبائل کے وفود نے اسلام قبول کیا ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

بنو دوس، بنو مزنیہ، بنی ثقیف، بنی عبدالقیس، بنی حنیفہ، بنو طے، بنو اشعر، بنی ازد، بنو جزم، بنو ہمدان، بنی سعد، بنو اسد، بنو مہرہ، بنو عذرہ، بنو بکر بن وائل، بنو کندہ، بنو شیبان، بنی حارث بن کعب، بنو عیش، بنو ہذیل، بنو فزارہ، بنو اشجع، بنی تمیم، بنی عامر، بنو حمیر، بنو اسلم، بنو سلیم، بنو ربیعہ، بنو ثعلب، بنو سلامان، بنو کلب، بنو جرہم، ہبار بن الاسود، بنو زبید، بنو غسان، بنو خولان۔

**حجۃ الوداع** 10ھ — 632ء

جب اسلام سارے عرب میں پھیل گیا، حق و باطل کی کشمکش میں حق غالب آ گیا اور باطل سرنگوں ہو گیا، اسلامی حکومت قائم ہو گئی، اس کی تنظیم مکمل ہو گئی اور صلحا کی ایک جماعت دنیا کی امامت کے لئے تیار ہو گئی اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورہ نصر نازل فرمائی جس میں لوگوں کے قبول اسلام اور نصرت الٰہی کے شکرانے کے طور پر نماز پڑھنے اور قربانی دینے کی ترغیب دلائی گئی تھی۔

آنحضرت ﷺ نے محسوس کیا کہ اس سورہ کے نزول کے معنی یہ ہیں کہ آپ کا کام مکمل ہو گیا ہے لہٰذا جلد ہی بلاوا آنے والا ہے چنانچہ آخری بار حج کرنے کا ارادہ کیا تاکہ حج کے عظیم اجتماع میں مسلمانوں کے لئے بالخصوص اور ساری دنیا کے لئے بالعموم اسلام کے بنیادی اصولوں کا اعلان کر دیا جائے جو آپؐ کے بعد دنیا کی رہنمائی کا کام دیں۔ ایک انبوہ کثیر آنحضرت ﷺ کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوا۔ ذوالحلیفہ کے مقام پر احرام باندھا گیا اور کوہ دشت "لبیک لبیک" کی آواز سے گونج اٹھے۔

**کوہ صفا کا خطبہ** آپ نے مکہ کے قریب مقام سرف میں قیام فرمایا کعبہ کا طواف کیا۔ مقام ابراہیم میں دوگانہ نماز ادا کی، اور کوہ صفا پر چڑھ کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ ہی ملک اور تعریف اسی کے لئے ہے۔ وہ ہی زندہ رکھتا اور موت دیتا ہے اور وہ تمام چیزوں کی قدرت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور الا نہیں خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے تمام قبائل کو شکست دی۔"

## خطبہ حجتہ الوداع

9ھ ذوالحجہ کو نماز فجر کے بعد آپ میدان عرفات میں تشریف لے گئے اور اونٹنی پر سوار ہو کر وہ مشہور خطبہ دیا جو خطبہ حجتہ الوداع کے نام سے موسوم ہے۔ یہ خطبہ تمام اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔

خطبہ کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد اور توحید و رسالت کی شہادت سے کیا اور اپنے وصال کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا "لوگو میری باتیں غور سے سنو مجھے کچھ پتہ نہیں کہ اس سال کے بعد میں اس مقام پر آپ سے کبھی ملاقات کر سکوں نہ کر سکوں۔" اس کے بعد آپ نے جو ہدایات فرمائیں ان کا خلاصہ حسب ذیل ہیں۔

1- **خدا خوفی اور بھلائی کی تاکید:** اللہ کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی تاکید کرتا ہوں اس کی اطاعت کی تاکید کرتا ہوں اور اپنی بات کا آغاز خیر سے کرتا ہوں۔

2- **دستور جاہلیت کا خاتمہ:** آپ نے فرمایا: "جاہلیت کے تمام دستور آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔"

3- **رنگ و نسل کے امتیازات کا خاتمہ:** "لوگو بے شک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک، عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں امتیاز صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آباؤ اجداد پر فخر کو مٹا دیا ہے۔ تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔"

4- **اخوت و مساوات:** "ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مومنین آپس میں بھائی

بھائی ہیں۔"

5- **زمانہ جاہلیت کے خون:** "زمانہ جاہلیت کے تمام خون اور انتقام باطل کر دیئے گئے ہیں اور سب سے پہلے میں (اپنے خاندان کے) ربیعہ بن حارث کا خون باطل کرتا ہوں۔"

6- **امانت کی تاکید اور دورِ جاہلیت کا سود موقوف:** آپؐ نے تاکید فرمائی اگر کسی کے پاس امانت ہو تو وہ اسے ادا کرے سود موقوف کر دیا گیا ہے ہاں تمہیں تمہارا سرمایہ مل جائے گا سب سے پہلے میں عباس بن عبدالمطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔

7- **چھوٹے گناہوں سے بچنے کی تاکید:** "لوگو! تمہاری اس سرزمین میں شیطان اپنے پوجے جانے سے مایوس ہو گیا ہے لیکن چھوٹے گناہوں میں اپنی اطاعت سے خوش ہے اس لئے اپنے دین کو اس سے محفوظ رکھو۔"

8- **غلاموں کے حقوق:** "تمہارے غلام تمہارے ہیں جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ۔"

9- **عورتوں کے حقوق:** "عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔ عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی اور کو نہ آنے دیں اور عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ ان کو اچھی طرح کھلاؤ پلاؤ۔"

10- **جان و مال اور آبرو کا احترام:** "تمہارا خون، مال اور تمہاری آبرو قیامت تک اسی طرح محترم ہے جس طرح یہ دن اس مہینہ میں اور یہ مہینہ سال میں محترم ہے۔"

11- **قانونِ وراثت:** "اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے اب کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہے۔"

12- **انفرادی ذمہ داری کا اصول:** "مجرم اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے۔ باپ کے جرم کا بیٹا ذمہ دار نہیں اور بیٹے کے جرم کے لئے باپ جوابدہ نہیں ہے۔"

13- **اطاعت امیر:** "اگر ناک کٹا حبشی بھی تمہارا امیر ہو اور وہ تم کو خدا کی کتاب کے مطابق حکم دے تو اس کی اطاعت کرو۔"

14- **انصاف اور تحفظ حقوق کی تلقین:** عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرے، قرض ادا کیا جائے، عاریت واپس کی جائے ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے۔"

15- **کتاب اللہ:** "میں تم میں ایک چیز چھوڑ رہا ہوں اگر تم نے اسے تھامے رکھا تو گمراہ نہ ہو گے۔ وہ چیز 'قرآن' ہے۔"

16- **فرائض اسلام اور اطاعت رسولؐ:** "اپنے پروردگار کی عبادت کرو، نماز پنجگانہ کو قائم رکھو، ایک ماہ کے روزے رکھو اور میرے احکام کی اطاعت کرو۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔"



## خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت

**دینی تعلیمات کا نچوڑ:** یہ خطبہ تمام دینی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ اس کا نقطہ آغاز اللہ اور اس کے بندے کے درمیان صحیح تعلق کی وضاحت کرتا ہے اور بھلائی کی تلقین کرتا ہے۔

**معاشرتی نظام کی بنیادیں:** خطبہ حجۃ الوداع اسلام کے معاشرتی نظام کی بنیادیں مہیا کرتا ہے۔ معاشرتی مساوات، تفاخر کا خاتمہ، عورتوں کے حقوق، غلاموں کے ساتھ حسن سلوک اور دوسرے کے جان و مال اور عزت کا احترام یہی وہ بنیادیں ہیں جن پر اسلام کا معاشرتی نظام ترتیب پاتا ہے۔

**معاشی عدم توازن کا علاج:** اس خطبہ نے معاشی عدم توازن کا راستہ بند کرنے کے لئے ''سود'' کو حرام قرار دیا کیونکہ سود سرمایہ دار طبقہ کو محفوظ طریقہ سے دولت جمع کرنے کے مواقع فراہم کرتا ہے اور ان کی تمام افزائش دولت سودی سرمائے کے حصول ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

**اہم قانونی نکات:** اس خطبہ نے بہت سے اہم قانونی اصول متعین کئے ہیں۔ مثلاً انفرادی ذمہ داری کا اصول، وراثت کے بارے میں ہدایت۔

**انسانیت کا منشور اعظم:** سیاسی طور پر یہ خطبہ اسلام کے منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔ دنیا بھر کو اس خطبہ کے ذریعے بتایا گیا ہے کہ اسلامی حکومت کن اصولوں کی بنیاد پر تشکیل پائے گی اور ان اصولوں پر تعمیر ہونے والا یہ نظام انسانیت کے لئے رحمت ثابت ہوگا۔ اسی بناء پر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اسے ''انسانیت کا منشور اعظم'' قرار دیا ہے۔

**نبی ﷺ کا آخری پیغام:** ''یہ ہمارے محبوب نبی ﷺ کا آخری پیغام ہے اور اس میں ہم ہی مخاطب بنائے گئے ہیں۔ اس کی نوعیت پیغمبر ﷺ کی وصیت کی سی ہے۔ اس کے ایک ایک بول پر حضور ﷺ نے درد بھرے انداز سے آواز بلند کی ہے کہ میں نے بات پہنچا دی ہے لہٰذا لازم ہے کہ اسے پڑھ کر ہماری روحیں چونک جائیں۔ ہماری جذبے جاگ اٹھیں۔ ہمارے دل دھڑکنے لگیں اور ہم اپنی اب تک کی روش پر نادم ہو کر اور کافرانہ نظاموں کی مرعوبیت کا قلادہ گردنوں سے نکال کر محسن انسانیت کا دامن تھام لیں۔'' اس لحاظ سے یہ ایک دعوت انقلاب ہے۔

**تکمیل دین کا اعلان:** اس خطبہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی **الیوم الکملت لکم دینکم** ۔ الخ یعنی آج کے دن ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اس بات پر راضی ہوئے کہ اسلام تمہارا دین ہو۔ گویا یہ اسلام کی تکمیل کا اعلان تھا۔

## 10ھ کے چند اور واقعات

10ھ میں یمن سے اطلاع ملی کہ وہاں کا حاکم باذان جس نے اسلام قبول کر لیا تھا فوت ہو گیا ہے۔ آپؐ نے ملک یمن کو کئی حصوں میں تقسیم فرما کر ہر کسی پر ایک حاکم متعین فرمایا لیکن وہاں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کر کے بغاوت کر دی اور بہت سے لوگوں کو اپنے اردگرد جمع کرنے میں

کامیاب ہو گیا۔ لیکن اس کے ساتھیوں نے اسے مار ڈالا (تفصیل فتنہ ارتداد میں آئے گی) آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں وحی کی بنیاد پر لوگوں کو یہ خبر سنائی کہ گزشتہ شب اسود عنسی مارا گیا۔ اسی سال مسیلمہ کذاب نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور آنحضرت ﷺ سے ملک عرب تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا۔ قبائلی تعصب کی وجہ سے جنوبی عرب کے قبائل نے اپنے جھوٹے نبی کو قریش کے سچے نبی پر ترجیح دینی شروع کر دی۔ اس فتنہ کا خاتمہ صدیق اکبرؓ کے عہد حکومت میں ہوا۔

اس سال کا ایک اور واقعہ شام کی طرف سے نئے خطرے کا احساس تھا جس کے مقابلے کے لئے آنحضرت ﷺ نے ایک لشکر تیار کیا جس کا سپہ سالار اسامہؓ بن زیدؓ کو مقرر کیا گیا لیکن یہ لشکر ابھی زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کی خبر سن کر واپس لوٹ آیا۔

## حضور ﷺ کا وصال

خطبہ حجۃ الوداع میں جو الوداعی رنگ تھا، وہ سفر واپسی کے دوران بھی جاری رہا۔ راستے میں خم غدیر کے مقام پر فرمایا:

"اے لوگو! میں بہرحال ایک انسان ہوں۔ شاید جلد ہی میرے پاس خدا کا قاصد آپہنچے اور میں لبیک کہوں۔ میں ذمہ داری کے دو بوجھ تمہارے اندر چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے ایک خدا کی کتاب ہے اسی سے رہنمائی حاصل کرو اور دوسرے میرے گھر کے لوگ کہ ان کے بارے میں تمہیں خدا ہی کی یاد دلاتا ہوں۔"

ماہ صفر 11ھ کے آغاز ہی اب آپؐ احد تشریف لے گئے اور شہدائے احد کے لئے دعا کی۔ اس کے بعد صحابہؓ کو مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا۔

"لوگو! میں تم سے پہلے رخصت ہونے والا ہوں اور خدا کے سامنے تمہارے متعلق شہادت دینے والا ہوں۔ واللہ میں حوض کوثر کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ سلطنتوں کے خزانوں کی کنجیاں تفویض کر دی گئی ہیں۔ مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے۔ ڈر یہ ہے کہ دنیوی مفاد کی کشمکش میں نہ پڑ جاؤ۔"

آنحضرت ﷺ ماہ صفر 11ھ ہی کی کسی رات کو ابو رافعؓ کو ساتھ لے کر جنت البقیع تشریف لے گئے اور اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ یہیں سے واپسی پر آپؐ نے سر میں درد بھی محسوس کیا۔ 29 صفر کو ایک جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تو درد میں شدت آ گئی۔ آپؐ تمام امہات المومنین سے اجازت لے کر حضرت عائشہؓ کے حجرے میں مقیم ہو گئے اور مرض شدید ہوتا چلا گیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ سات کنوؤں سے پانی لایا جائے اور اس سے مجھے غسل دیا جائے۔ اس سے آپؐ کے مرض میں قدرے کمی ہو گئی۔ آپ مسجد نبوی تشریف لائے اور حمد باری تعالیٰ کے بعد شہداء بدر و احد کے لئے دعا فرمائی اور پھر فرمایا۔

"خدا نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ چاہے تو دنیا و مافیا کو قبول کر لے اور

چاہے تو وہ اس نعمت کو قبول کر لے جو خدا کے پاس ہے تو اس بندے نے وہی کچھ اختیار کیا جو خدا کی بارگاہ میں ہے۔"

اس میں وصال آنحضرت ﷺ کا اتنا صریح اشارہ تھا کہ حضرت ابوبکرؓ زاروقطار رونے لگے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ہم آپؐ پر اپنی جانیں اور اولاد قربان کرنے کو موجود ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ابوبکرؓ تم اپنی جگہ پر بیٹھو۔

جب آپؐ میں مسجد پہنچنے کی سکت نہ رہی تو حضرت ابوبکرؓ صدیق کو امامت کے فرائض سرانجام دینے کا حکم فرمایا۔ صحابہ کرام کی پریشانیوں کا اندازہ ہوا تو آپؐ بڑی مشکل سے مسجد نبوی میں تشریف لائے اور آخری خطاب فرمایا۔

"تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں۔ جنہوں نے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ تم ایسا نہ کرنا۔ میری قبر کو میرے بعد سجدہ گاہ نہ بنا لینا۔ اس گروہ پر اللہ کا سخت غضب آئے گا جس نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ میں تمہیں اس سے منع کر رہا ہوں۔ دیکھو میں نے بات پہنچا دی۔ الٰہی تو خود اس بات کا گواہ ہے۔"

نماز کے بعد آپؐ نے پھر صحابہ کو اس طرح خطاب فرمایا:

"لوگو! مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم میری موت سے ڈرتے ہو۔ جتنے بھی انبیاء معبوث ہو چکے ہیں، کیا کوئی بھی ان میں سے ہمیشہ زندہ رہا ہے۔ میں خدا سے ملنے والا ہوں اور تم بھی خدا سے ملنے والے ہو۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین اولین کے ساتھ بھلائی کرو اور میں وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کریں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ انصار کے ساتھ بھلائی کرو۔ انہوں نے تم سے پہلے مدنیہ کو اپنا وطن بنایا اور ایمان کو اپنے اوپر لازم کر لیا۔ کیا انہوں نے پھلوں میں تمہیں اپنا شریک نہ بنایا؟ کیا انہوں نے تمہاری خاطر مکانوں کو وسعت نہ دی۔ کیا انہوں نے باوجود احتیاج کے تم کو اپنے اوپر ترجیح نہ دی؟ دیکھو اپنے آپ کو ان پر ترجیح نہ دو۔ سنو کہ میں پہلے جاتا ہوں اور تم بھی مجھ سے آملو گے۔ حوض پر ملنے کا وعدہ ہے۔"

اسی خطبہ میں آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو دوست قرار دے کر آپؓ کی تعریف کی اور سوائے ابوبکر صدیقؓ کے دروازے کے مسجد نبوی میں کھلنے والے تمام دروازے بند کروا دیئے گئے۔ 12 ربیع الاول 11ھ کو آپؐ نے صبح کے نماز کے وقت حجرہ مبارک سے باہر جھانکا اور جماعت کھڑی ہوئی دیکھ کر آپؐ نے تبسم فرمایا اور بستر پر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپؐ پر غشی کی کیفیت طاری ہوگئی اور آپؐ کی زبان مبارک ذکر الٰہی میں مصروف ہوگئی۔ اسی حالت میں روح عالم اقدس میں پہنچ گئی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

# امتحانی سوالات

1۔ فتح مکہ کے اسباب، واقعات اور اہمیت پر روشنی ڈالیے۔ ڈیرہ غازی خان 2015ء
2۔ حضور پاک ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت بیان کیجئے۔ ملتان بورڈ 2015ء
3۔ صلح حدیبیہ کی شرائط تحریر کریں نیز تاریخ اسلام میں اس کی کیا اہمیت ہے۔ بہاولپور بورڈ 2015ء
4۔ فتح مکہ کے اسباب بیان کیجئے۔ بہاولپور بورڈ 2013ء
5۔ خطبہ حجۃ الوداع اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ تجزیہ کیجئے۔ آزاد کشمیر بورڈ 2013ء
6۔ میدانِ عرفات میں حضورؐ کے آخری خطبہ کے اہم پہلوؤں کو بیان کیجئے۔ ملتان بورڈ 2012ء
7۔ خطبہ الوداع کی چیدہ چیدہ خصوصیات بیان کریں۔ راولپنڈی 2011ء
8۔ صلح حدیبیہ کی شرائط کا جائزہ لیجئے۔ میرپور آزد کشمیر 2011ء
9۔ فتح مکہ کے واقعات اور اہمیت کا جائزہ لیجئے۔ فیصل آباد 2012ء بہاولپور بورڈ 2011ء
10۔ خطبہ حجۃ الوداع کے اہم نکات لکھئے۔ فیصل آباد بورڈ 2011ء

## مختصر سوالات Short Questions

❑ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

● قرآن نے فتح مبین کس کو قرار دیا ہے؟ ❖ صلح حدیبیہ کو
● حدیبیہ کہاں واقع ہے۔ ❖ مکہ کے جنوب میں
● حضور ﷺ عمرہ کے ارادہ سے مدینہ سے کب روانہ ہوئے۔ ❖ یکم ذی قعدہ 6ھ بروز سوموار
● اہل مکہ نے مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لئے کسے بھیجا۔
❖ خالد بن ولید کو دو سو سواروں کے ساتھ
● بیعت رضوان میں حضور ﷺ نے کس کی طرف سے خود ہی بیعت کی۔
❖ حضرت عثمانؓ کی طرف سے اپنا ہاتھ اُن کا ہاتھ قرار دیا۔
● شرائط صلح طے کرنے کے لئے قریش مکہ نے کسے بھیجا۔ ❖ سہیل بن عمرو کو
● ابو جندلؓ کون تھا؟
❖ سہیل بن عمر کا اپنا بیٹا جسے اسلام قبول کرنے کے سبب بیڑیاں پہنا دی گئی تھیں وہ اسی حالت میں معاہدہ والی جگہ پر پہنچے لیکن سہیل نے انہیں ساتھ لے جانے کی اجازت نہ دی۔
● سہیل بن عمرو کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
❖ بہترین مقرر و شاعر، جنگ بدر کا قیدی، اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ حضور ﷺ کے خلاف زبان نہیں کھولے گا اس کے بدعہدی کی، لیکن فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوگیا اور وصال نبوی کے بعد اہل مکہ کو مرتد ہونے سے اسی نے روکا۔

- مکہ کے کس قبیلے نے مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کیا۔ ❖ بنو خزاعہ نے
- کونسا قبیلہ قریش کا حلیف بنا ❖ بنو بکر
- نجاشی شاہ حبشہ جس نے اسلام قبول کیا اس کا نام کیا تھا؟ ❖ اصحمہ بن اَبجر
- جس شہنشاہ ایران کو آپ ﷺ نے دعوتِ اسلام دی اس کا نام کیا تھا؟ ❖ کسریٰ خسرو پرویز
- روم کے کون سے بادشاہ کو حضور ﷺ نے دین کی دعوت دی۔ ❖ قیصر ہرقل
- ہرقل قیصر روم نے کس عرب سے حضور ﷺ کے بارے میں سوالات کئے۔ ❖ ابوسفیان سے
- ہرقل کے پاس حضور ﷺ کا نامہ مبارک لے کر کون گیا۔ ❖ حضرت دَحیہ کلبی
- مصر کے کس بادشاہ کو دعوتی خط بھیجا گیا اور یہ خط کون لے کر گیا۔

❖ مقوقش۔ حاطب بن ابی بلتعہ

- شاہ ایران کے پاس دعوت نامہ کون لے کر گیا؟ ❖ عبداللہ بن حذافہ سہمی
- کسریٰ خسرو پرویز نے دعوتی خط کا کیا جواب دیا۔

❖ اس نے نامہ مبارک پھاڑ دیا اور اپنے گورنر یمن باذان کو لکھا کہ محمد ﷺ کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کرو۔

- خسرو پرویز کا انجام کیا ہوا؟

❖ حضور نے ارشاد فرمایا اس حکومت کے ٹکڑے ہو گئے جس نے میرے خط کے ٹکڑے کئے اور خسرو پرویز اپنے ہی بیٹے شیرویہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

- گورنر یمن شہر بن باذان کیوں مسلمان ہوا تھا؟

❖ حضور نے خسرو پرویز کے بارے میں جو اطلاع دی تھی نئے بادشاہ شیرویہ کے خط سے اس کی تصدیق ہوئی تو اسے رسالت محمدی کی حقانیت کا یقین ہو گیا

- شاہ حبشہ اور گورنر یمن کے علاوہ اور کون سا حکمران مشرف بہ اسلام ہوا۔

❖ عمان کا بادشاہ جیفر اور اس کا بھائی عبد

- عمان کی بادشاہ کی پاس دعوتی خط لے کر کون گیا؟ ❖ عمروؓ بن العاص
- خیبر کے یہودیوں نے پیغمبر اسلام کے خلاف محاذ بنانے کے لئے کس قبیلہ کو خیبر کی نصف پیداوار دینے کی پیش کش کی؟

❖ بنو غطفان کو جو ان کے پرانے حلیف تھے۔

- جعفرؓ بن ابی طالب حبشہ سے واپس کب آئے؟ ❖ غزوہ خیبر کے موقع پر
- غزوہ خیبر کے موقع پر کس عورت نے حضور ﷺ کو زہر آلود گوشت کھلانے کی کوشش کی؟

❖ سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے۔

- غزوہ موتہ میں اسلامی فوج کس کے خلاف بھیجی گئی تھی؟

❖ بنو غستان کے خلاف کیونکہ شرحبیل بن عمرو غسانی نے حضور ﷺ کے سفیر حارثؓ بن عمیر کو

شہید کر دیا تھا۔

○ غزوہ موتہ میں اسلامی لشکر کا سالار کسے مقرر کیا گیا؟

❖ حضور ﷺ نے تین سالار یکے بعد دیگرے نے مقرر فرمائے (i) زیدؓ بن حارث (ii) جعفر بن ابی طالب (iii) عبداللہ بن رواحہ نیز فرمایا اگر تینوں شہید ہو جائیں تو مسلمان کسی کو منتخب کر لیں۔

○ فتح مکہ کے موقعہ پر اسلامی لشکر کہاں ٹھہرا؟ ❖ وادی مرانظہر ان میں۔

○ ابوسفیان نے اسلام کب اور کیسے قبول کیا؟

❖ وادی مرانظہران میں، حضرت عباسؓ کے سمجھانے پر۔

○ مکہ میں کن لوگوں نے مقابلہ کی کوشش کی؟ ❖ عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو

○ فتح مکہ کے موقعہ پر اسلامی لشکر کے ہراول دستے کی قیادت کس نے کی؟

❖ خالدؓ بن ولید نے

○ خالدؓ بن ولید کے ساتھ جھڑپ میں کتنے کفار مارے گئے اور کتنے مسلمان شہید ہوئے؟

❖ 12 کفار مارے گئے اور صرف 2 مسلمان شہید ہوئے۔

○ فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان شہدا کے نام بتایئے؟

❖ کرز بن جابر فہری۔ حبیس بن خالد بن ربیعہ

○ فتح مکہ کے موقعہ پر خانہ کعبہ کی کنجی کسے دی گئی؟ ❖ عثمانؓ بن طلحہ کو جو بنی عبدالدار سے تھے۔

○ کعبہ کی چھت پر اذان کس نے دی؟ ❖ حضرت بلالؓ نے

○ فتح مکہ کے موقعہ پر کن لوگوں کو خون بہانے کا اعلان کیا گیا کوئی سے چار نام بتایئے؟

❖ (i) عبدالعزیٰ بن خطل (ii) عبداللہ بن سعد بن ابی سرح (iii) عکرمہ بن ابو جہل (vi) حارث بن نفیل بن وہب (v) ہبار بن الاسود

○ مذکورہ بالا حضرات میں سے کن کو معاف کر دیا گیا؟

❖ عبداللہ بن ابی سرح کو جو پہلے مرتد ہو چکا تھا حضرت عثمان کی سفارش پر معاف کیا گیا۔ عکرمہ بن ابی جہل کو جو پہلے بھاگ گیا تھا لیکن بعد میں اسلام قبول کیا حضور ﷺ نے معاف کر دیا بعد میں انہوں نے کئی جنگوں میں اسلامی لشکر کی قیادت کی اور خود بھی شہادت کے منصب پر فائز ہوئے ہبار بن الاسود کو بھی معاف کر دیا گیا جس نے حضور ﷺ کی بیٹی حضرت زینب پر حملہ کیا تھا جس سے ان کا حمل ساقط ہو گیا اور اسی صدمہ سے ان کی وفات واقع ہوئی تھی وحشی بن حرب جس نے حضرت حمزہ کو شہید کیا اور ابوسفیان کی بیوی ہندہ جس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا کو بھی معاف کر دیا گیا۔

○ جن لوگوں کو فتح مکہ کے موقع پر قتل کیا گیا ان میں سے کسی دو کا نام بتایئے؟

❖ عبدالعزیٰ بن اخطل، مقیس بن حبابہ (مرتد تھا اور ایک انصاری کو قتل کر کے مدینہ سے بھاگا

❖ (i) صفوان بن امیہ (جو پہلے بھاگ گیا تھا لیکن عمیر بن وہب نے اس کے لیے امان حاصل کی) فضالہ بن عمر جس نے طواف کے دوران حضور ﷺ پر قاتلانہ حملے کا ارادہ کیا لیکن حضور ﷺ نے اسے اس کا ارادہ بتا دیا جس پر وہ آپ کی حقانیت کا قائل ہو گیا۔

○ طائف کے اس نابینا ماہر جنگ بوڑھے کا نام بتائیں جس کو سردار بنو ہوازن مالک اپنے ساتھ لایا تھا۔ ❖ درید بن صمہ

○ غزوہ حنین کب لڑی گئی۔ ❖ شوال/ذیعقدہ 8ھ

○ غزوہ حنین میں حضور ﷺ کی کون سی رضاعی بہن گرفتار ہوئیں۔ ❖ شیما بنت حارث سعدیہ

○ طائف کے معرکہ کے بعد کس بات پر تلخی پیدا ہوئی۔

❖ حضورؐ نے مکہ کے نومسلموں کو مال غنیمت میں سے زیادہ حصہ دیا تو انصار نے اسے محسوس کیا۔

○ حضور ﷺ نے اس تلخی کو کیسے دور کیا؟

❖ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ یہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور محمد ﷺ کو ساتھ لے کر جاؤ۔

○ تبوک کا غزوہ کس کے خلاف تھا؟ ❖ رومیوں کے خلاف

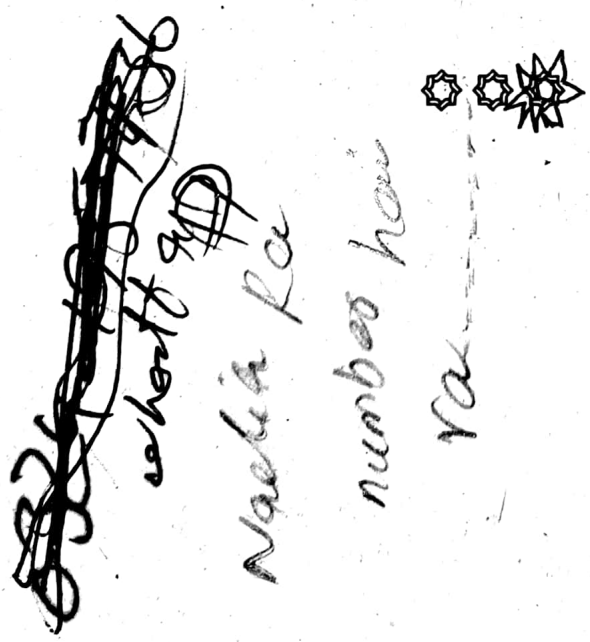
○ غزوہ تبوک کی خاص بات جو مسلمانوں کی تربیت کا باعث بنی۔

❖ کئی سال خشک سالی کے بعد فصل ہونے کی وجہ سے لوگوں کا دھیان فصل اکٹھی کرنے کی طرف تھا۔ حضورؐ نے چندہ کی اپیل کی صحابہ کرام نے ایثار کی ایسی مثالیں چھوڑ دیں جو آج تک مشعل راہ ہیں۔

○ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے جہاد فنڈ میں کیا پیش کیا؟

❖ حضرت ابوبکرؓ نے گھر کا سارا مال اور حضرت عمرؓ نے نصف۔

○ حضرت عثمان نے کیا پیش کیا؟ ❖ بے شمار نقدی، 3 سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے



7

# نبی ﷺ کی سیرت

## انسان کامل مکمل

کامل صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی ہے

نبی اکرم ﷺ کی زندگی پر طائرانہ نگاہ بھی ڈالی جائے تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو اپنی مثال آپ ہے۔ آپ ﷺ عام آدمیوں کے درمیان رہے۔ آپ ﷺ نے عام آدمیوں کی سی خوراک کھائی، شادیاں کیں۔ غرضیکہ بشریت کے تمام تقاضے آپ ﷺ کی ذات سے پورے ہوئے لیکن جو بلند اخلاقی معیار آپ ﷺ نے لوگوں کے سامنے قولاً و عملاً پیش فرمایا۔ اس کی وجہ سے آپ ﷺ کے قول و فعل کو معیارِ حق قرار دے دیا گیا۔ آپ ﷺ ہر لحاظ سے انسان کامل تھے اور آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو انسان کی ہدایت کا موجب ہے۔ ذیل میں چند پہلو نہایت ہی اختصار کے ساتھ سپردِ قلم کئے جا رہے ہیں۔

**شخصیت** چہرہ دل کا آئینہ ہوتا ہے۔ ''اہلِ نظر و بصیرت چہرے ہی سے دل کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے جذبات کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ عبداللہؓ بن سلام جو ایک یہودی عالم تھے جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فوراً پکار اٹھے۔ ''یہ چہرہ ایک جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔'' ایک اجنبی عورت بھی جس کو حضور ﷺ کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا یہ کہنے پر مجبور ہو گئی۔ ''مطمئن رہو۔ میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا تھا۔ جو چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن تھا۔ وہ کبھی تمہارے ساتھ بدمعاملگی کرنے والا شخص نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا آدمی اونٹ کی قیمت ادا نہ کرے تو میں اپنے پاس سے ادا کر دوں گی۔'' ابو ہریرہؓ ایمان لائے تو آپ کا تاثر یہ تھا کہ حضور ﷺ سے زیادہ خوب رو کسی کو نہیں دیکھا۔ ایسا لگتا ہے گویا آفتاب چمک رہا ہے۔'' حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ دیکھنے والا پہلی نظر میں مرعوب ہو جاتا۔'' ہند بن ابی ہالہ آپؐ کے چہرہ اطہر کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں۔ ''پیشانی کشادہ ابرو خمدار، باریک اور گنجان، دونوں جدا جدا، دونوں کے درمیان ایک رگ کا ابھار جو غصہ آنے پر نمایاں ہو جاتا۔'' کعبؓ بن مالک کہتے ہیں کہ پیشانی سے مسرت جھلکتی تھی۔ حضرت انسؓ نے آپؐ کی رنگت کا بیان اس طرح کیا۔ ''نہ چونے کی طرح سفیدی، نہ سانولا پن، گندم گوں جس میں سفیدی غالب تھی۔'' حضرت علیؓ چہرہ اقدس کو سفید سرخی مائل قرار دیتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ گویا چاندی سے بدن ڈھلا ہوا تھا۔'' آنکھیں سیاہ اور قدرتی سرگیں پلکیں دراز، پتلیاں سیاہ، نظریں نیچی، گوشہ چشم سے دیکھنے کا حیادارانہ انداز، دندان مبارک باریک آبدار، سامنے کے دانتوں میں خوشنما ریخیں، تکلم فرماتے تو دانتوں سے چمک سی نکلتی۔ بھرپور اور گنجان بال گردن تک اور لمبی جیسے مورتی کی خوب صورتی سے تراشی گئی ہو۔ بال قدرے خمدار درمیان سے نکلی ہوئی مانگ، بدن گٹھا ہوا۔ اعضاء کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی اور مضبوط، قد میانہ مائل بہ درازی،

سینہ چوڑا، سینہ اور پیٹ ہموار، کلائیاں دراز، ہتھیلیاں فراخ، انگلیاں موزوں حد تک دراز۔'' یہ ہے وہ تصویر جو عاشقان رسول ﷺ نے جنہیں حضور اکرم ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی مرتب فرمائی ہے۔ القصہ جو سلیم الفطرت آدمی محبوب خدا ﷺ کو دیکھتا، مفتوح ہو جاتا۔ (محسن انسانیت نعیم صدیقی)

**فقر و غناء**

آنحضرت ﷺ ایک جماعت کے قائد، ایک ریاست کے سربراہ اور اللہ تعالیٰ کے سب سے برگزیدہ بندے تھے۔ ان عظیم الشان مناصب کا حامل ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی زندگی نہ صرف تکلفات سے خالی تھی آپ ﷺ کی شان فقر کی آئینہ دار تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ بعض اوقات ایک ایک مہینہ برابر ہمارے چولہے میں آگ روشن نہ ہوتی اور صرف پانی اور کھجور پر گزارہ ہوتا۔ مدنی زندگی میں جہاں آپ ﷺ کی حیثیت اسلامی ریاست کے سربراہ کی تھی۔ آپ ﷺ نے تین دن تک متواتر گیہوں کی روٹی کبھی نہیں کھائی۔ فقر و درویشی کا عالم یہ تھا کہ جب آپ ﷺ نے انتقال فرمایا تو آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن تھی اور چراغ میں تیل ڈالنے کے لئے پڑوسن سے مانگنا پڑا تھا۔ آپ ﷺ اپنا کام بالعموم خود ہی کر لیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ لباس کو پیوند بھی خود ہی لگاتے اور اپنے جوتے کو مرمت بھی خود ہی کر لیتے۔ آپ ﷺ نے ساری عمر کانچ، مٹی، تانبے اور لکڑی کے برتنوں میں کھانا کھایا۔ سونے چاندی کے برتنوں کو حرام قرار دیا۔ میز کرسی پر بیٹھ کر کھانا اپنی شان فقر کے خلاف سمجھتے تھے۔

اس فقر میں بھی ایک خاص شان تھی۔ وہ ہر چیز میں صفائی ملحوظ خاطر رکھتے۔ لباس نہایت پاکیزہ پہنتے، کھانے کے آداب کا خود بھی خیال رکھتے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتے۔ ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے، کھانا اپنے آگے سے لیتے۔ کبھی برتن کے وسط میں ہاتھ نہ ڈالتے۔ ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھتے، مہمان کو کھانا کھلاتے تو اسے بے تکلفی سے کھانے کی ہدایت کرتے، محفل میں بیٹھتے ہوئے کوئی چیز لی یا کھائی جاتی تو دائیں ہاتھ سے شروع فرماتے۔ بڑی عمر کے لوگوں کو ترجیح دیتے۔

**صداقت و امانت**

آنحضرت ﷺ بچپن ہی سے راست گو اور راست باز تھے۔ آپؐ کے اسی شعار کی وجہ سے اہل مکہ اپنی امانتیں آپؐ کے پاس رکھا کرتے۔ باوجود شدید اختلاف کے ہجرت تک لوگوں کا یہ طریقہ قائم رہا چنانچہ جب آپؐ نے ہجرت فرمائی تو حضرت علیؓ کو کفار مکہ کی امانتیں واپس کرنے کے لئے مکہ ہی میں چھوڑ دیا۔ آپؐ کے صدق و امانت داری کا اقرار آپؐ کے بدترین مخالفین نے بھی کیا۔ خود ابو جہل نے ایک مرتبہ کہا تھا۔ ''محمدؐ! میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا لیکن تیری تعلیم پر دل ہی نہیں ٹھہرتا۔'' جب آپؐ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اس وقت بھی لوگوں سے پہلے اپنی صداقت کا اعتراف کروایا اور لوگوں سے سوال کیا۔ اگر میں تمہیں کہوں کہ پہاڑی کی دوسری طرف سے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے کے لئے آ رہا ہے تو کیا تم مان لو گے؟ ان کا جواب یہ تھا یقیناً کیونکہ ہم نے تمہیں کبھی جھوٹ بولتے نہیں پایا۔'' لیکن اس اعتراف کے باوجود حضور ﷺ نے جب دین حق کی تعلیمات پیش فرمائیں تو وہ مخالف ہو گئے۔ تاہم آنحضرت ﷺ

کے اس بلند کردار کی وجہ سے تمام وہ لوگ جن کے اندر سلامت طبع موجود تھی اسلام کی دعوت پر سوچنے کے لئے مجبور ہو گئے۔

**میانہ روی** آنحضرت ﷺ کو ہر معاملہ میں میانہ روی پسند تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

خَیرُ الاُمُورِ اَوسَطُھَا تمام امور میں میانہ روی بہتر ہے۔

آپ ﷺ کی اپنی زندگی اسی حقیقت کی آئینہ دار ہے۔ آپ ﷺ کھل کھلا کر کبھی نہیں ہنستے تھے لیکن تبسم آپ ﷺ کے ہونٹوں پر کھیلتا رہتا تھا آپ ﷺ بلا ضرورت کلام نہیں فرماتے تھے اور یوں بھی نہیں ہوتا تھا کہ کسی جگہ آپ ﷺ کے ارشاد کی ضرورت ہو اور آپ ﷺ خاموش رہیں۔ آپ ﷺ شاعرانہ کلام نہیں فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے کلام میں فصاحت و بلاغت بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ مسلمانوں کو راہ راست پر قائم رکھنا آپ ﷺ کا مقصد زندگی تھا لیکن آپ ﷺ روزانہ وعظ کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ خطبہ صرف جمعہ کے دن یا ضرورت کے وقت دیتے اور صحابہؓ کو روزانہ قرآن کا درس دینے سے منع فرماتے۔ آپ ﷺ سب سے بڑے عبادت گزار تھے لیکن جب ایک صحابیہؓ کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ تمام رات عبادت کرتی ہیں تو آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ عبداللہؓ بن عمرو العاص کے متعلق آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ روزانہ روزہ رکھتے ہیں اور ساری رات عبادت کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

''ایسا نہ کرو روزہ بھی رکھو اور کچھ وقت کے لئے چھوڑ بھی دو، رات کو عبادت کے لئے جاگو بھی اور سونے کا وقت بھی نکالو، دیکھو تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔ تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔''

**صبر و حلم** بڑے لوگ، عام طور پر گستاخی برداشت نہیں کر سکتے لیکن آنحضرت ﷺ صبر و حلم کے پیکر تھے۔ ایک مرتبہ ایک یہودی جس سے قرض لے کر آپؐ نے کسی صحابیؓ کی ضرورت پوری کی تھی وعدہ سے تین دن پہلے ہی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور آتے ہی شانہ مبارک سے چادر اتاری جسم کے کپڑے پکڑ لئے اور آنحضرت ﷺ کے آباء و اجداد کو برا بھلا کہنے لگا۔ جب حضرت عمرؓ نے اس کو یہ گستاخی کرتے دیکھا تو اسے جھڑکا، لیکن آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا اور حضرت عمرؓ سے ارشاد فرمایا کہ اس کا قرضہ ادا کر دیا جائے[1] اور قرضہ ادا کرنے کے بعد اسے سمجھایا کہ تمہارا قرضہ ابھی تین دن بعد واجب الادا تھا۔

ایک بدو ایک مرتبہ آپؐ کے پاس آیا۔ اس نے آپؐ کے گلے میں پڑی ہوئی چادر کو اس زور سے جھٹکا دیا کہ چادر کے موٹے کنارے سے آپؐ کی گردن میں نشان پڑ گئے۔ آپؐ نے نہایت آرام سے پوچھا کہ ''تم کیا چاہتے ہو؟'' اس نے کہا۔ ''یہ مال جو تمہارے پاس ہے۔ نہ تیرا ہے، نہ

[1] آپؐ نے اسے بیس صاع کھجور مزید دلوا دیں۔ دیکھئے سیرت النبی ج 2 ص 251 مطبوعہ الفیصل

تیرے باپ کا۔ اس میں سے مجھے بھی کچھ دو۔ آپؐ نے اطمینان سے جواب دیا۔ بے شک مال خدا کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔'' اور اس کے بعد اس کو اس مال میں سے ایک اونٹ پر لاد کر کھجوریں اور جو دینے کا حکم دیا۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کس حد تک متحمل مزاج اور صابر تھے۔

**عفو و رحم** حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے کبھی بھی کسی ایسے شخص سے انتقام نہیں لیا جس نے آپ کو نقصان پہنچایا ہو، غزوہ احد میں کفار مکہ نے آپ کو سخت اذیت پہنچائی یہاں تک کہ آپؐ ایک غار میں گر پڑے اور آپؐ کے دانت مبارک شہید ہو گئے لیکن فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے اس کا کوئی انتقام نہ لیا۔ ایک شخص ہبار نے آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب کے نیزہ مارا جس سے وہ اونٹ سے نیچے گر پڑیں۔ اس وقت وہ حاملہ تھیں۔ حمل ساقط ہو گیا اور اسی صدمہ سے ان کی موت واقع ہوئی لیکن جب اسی ہبار نے معافی کی درخواست کی تو آپؐ نے اسے بھی معاف کر دیا۔ آپؐ میں رحم کا جذبہ اس حد تک تھا کہ مکہ کے لوگ جب مخالفت حق پر کمر بستہ تھے اس وقت آپ کو اطلاع ملی کہ مکہ قحط کا شکار ہے۔ آپؐ نے اسی وقت کافی مقدار میں غلہ مکہ بھجوایا اور غرباء کے لئے زر نقد بھی روانہ فرمایا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر اسّی (80) کفار حالت نماز میں آپؐ پر حملہ آور ہوئے لیکن سب گرفتار ہو گئے۔ آپؐ نے ان کی معافی کی درخواست قبول کر لی اور بغیر فدیہ لئے ان کو رہا کر دیا۔

**حسن سلوک اور شفقت** آنحضرت ﷺ کا رویہ نہایت مشفقانہ تھا۔ آپ ﷺ کے خدام آپ ﷺ کے حسن سلوک کی وجہ سے اس حد تک آپ ﷺ کے گرویدہ تھے کہ اپنے والدین کے پاس رہنے کی نسبت آپ ﷺ کی خدمت میں رہنا پسند کرتے تھے۔ زیدؓ بن حارثہ آپ ﷺ کے غلام تھے۔ ان کے ورثاء آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زیدؓ کو آزاد کرنے کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے زیدؓ کو آزاد فرما دیا لیکن انہوں نے آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر اپنے والدین کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور آخر وقت تک حاضر خدمت رہے۔ انسؓ بن مالک نے دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی۔ اس پورے عرصے میں آپ ﷺ نے انہیں کبھی اف تک نہ کہا۔ حضرت انسؓ ہی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے تو خود سلام کہتے، ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور انہیں گود میں اٹھا لیتے۔ ضعیفوں کے ساتھ بھی لطف و عنایت سے پیش آتے۔ حضرت ابوبکرؓ کے والد قبول اسلام کے لئے حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بزرگوں کو کیوں تکلیف دی میں خود گھر چلا جاتا۔

**سخاوت** آنحضرت ﷺ میں سخاوت کا وصف بھی بدرجہ کمال موجود تھا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے کوہ احد کے برابر سونا بھی مل جائے تو میں اسے راہ خدا میں تقسیم کر دوں۔ آپ ﷺ کے پاس جتنا مال غنیمت جمع ہوتا۔ آپ ﷺ فوراً اسے تقسیم کروا دیتے۔ ایک مرتبہ گھر

میں چند درہم بچے رہ گئے تھے جو آپ ﷺ کو سوتے ہوئے یاد آئے۔ آپ ﷺ فوراً اٹھے اور ان کو تقسیم کر کے پھر سوئے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی سائل نے سوال کیا ہو اور آپ ﷺ نے استطاعت کے باوجود اس کا سوال پورا نہ کیا ہو۔ آپ ﷺ نے ذاتی ضرورت کے لئے کبھی قرض نہیں لیا لیکن جب کوئی حاجت مند آ جاتا تو اس کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اپنی زرہ تک گروی رکھ دیتے۔

**شجاعت** آنحضرت ﷺ اپنی مجاہد فورس کے سربراہ بھی خود ہی تھے۔ اس حیثیت سے آپ صحابہ کرامؓ کو مردانہ ورزشوں کا شوق دلایا کرتے۔ نشانہ بازی کی ترغیب دیتے، گھوڑ دوڑ کے مقابلے کرواتے۔ عرب کا مشہور پہلوان رکانہ یہ کہتا تھا کہ میں تو اسلام صرف اس صورت میں قبول کروں گا جب محمد ﷺ مجھے پچھاڑ دے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے تین مرتبہ مسلسل پچھاڑ دیا۔ میدان جنگ میں ساتھیوں کو ثابت قدم رہنے پر آمادہ کرتے، خود آپ ﷺ کی شجاعت کا یہ عالم تھا کہ غزوہ احد میں آخر وقت تک میدان میں جمے رہے۔ غزوہ حنین میں آپ ﷺ پکار پکار کر کہتے رہے۔ میں خدا کا بندہ اور رسول ہوں اور کسی قیمت پر اپنی جگہ سے ہٹنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ نے پلٹ کر میدان کا رنگ بدل ڈالا۔ بالعموم اخلاق کے پرچارک مرد میدان نہیں ہوا کرتے۔ لیکن آنحضرتؐ کے کردار کا یہ پہلو بھی تمام انسانوں سے ممتاز ہے۔

**ذہانت** آپ ﷺ کی صفات عالیہ کا بیان ادھورا رہ جائے گا اگر آپ ﷺ کی غیر معمولی صلاحیتوں کا ذکر نہ کیا جائے۔ آپ ﷺ دنیا بھر میں سب سے زیادہ باصلاحیت تھے۔ آپ ﷺ کی عقلمندی کے دوست دشمن سبھی معترف تھے۔ جب آپ ﷺ کی عمر پینتیس سال تھی۔ حجر اسود کو اس کی اصلی جگہ پر نصب کرنے کے بارے میں جو اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ اس میں جس عقل مندی سے آپ ﷺ نے قبائل مکہ کو باہمی قتل و غارت سے بچایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مدینہ جاتے ہی یہودیوں کے ساتھ میثاق مدینہ پر دستخط کر کے آپ ﷺ نے اعلیٰ درجے کی سیاسی بصیرت کا ثبوت دیا۔ صلح حدیبیہ کا مسودہ جو مسلمانوں کے لئے کامرانی کا پیش خیمہ ثابت ہوا اس کی ایک اور مثال ہے۔

**خوش مزاجی و مزاح** آنحضرت آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا مزاج دیا تھا کہ جو ان کے قریب آتا تھا پھر دور نہ ہٹ سکتا تھا۔ حضرت انسؓ بن مالک دس برس تک آپ ﷺ کے خادم رہے۔ ان کا بیان ہے کہ اس طویل عرصہ میں آپ ﷺ نے مجھے کبھی اف تک نہ کہی۔ گھر والوں کے ساتھ آپ ﷺ کی شفقت و محبت بھی مثالی ہے۔ اور گھر میں بے تکلفی کی فضا ہوتی تھی۔ مثلاً حضرت عائشہؓ بتاتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ایک کھانا جو قیمہ اور آٹے کو ملا کر پکایا جاتا ہے۔ مذاقاً حضرات سودہؓ کے چہرے پر مل دیا۔ آپ ﷺ اس سے بہت لطف اندوز ہوئے اور حضرت سودہؓ سے کہا کہ تم اس کے منہ پر ملو تاکہ حساب برابر ہو جائے۔" چنانچہ سودہؓ نے

ایسا ہی کیا اور آپ ﷺ خوب ہنسے۔ آپ ﷺ ازراہِ محبت صحابہؓ سے بھی مذاق کر لیتے لیکن مذاق میں خلاف حق بات کبھی نہ فرمائی۔ ایک مرتبہ کسی سائل نے ایک اونٹ کا سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم تمہیں اونٹنی کا بچہ دیں گے۔ سائل نے عرض کی۔ ''میں اس لے کر کیا کروں گا۔ آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا۔ ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے اس پر اس نے بھی مزاح سے لطف لیا۔ ایک بڑھیا نے ایک مرتبہ آپ ﷺ سے جنت کی دعا کے لئے عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہیں جائے گی۔ وہ بڑھیا رونے لگی۔ آپ ﷺ نے اسے سمجھایا کہ جنت میں جانے سے پہلے سب کو جوان کر دیا جائے گا اور وہ خوش ہوگئی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تقویٰ کا جو مفہوم آج کے زاہد خشک نے پیش کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے بہت مختلف معیار قائم فرمایا تھا۔

## Long Quest اللہ کے رسول ﷺ پر اتری کیں؟

''انسان کامل'' کو خالق کائنات نے بنی نوع انسان کا ہادی مقرر فرمایا تاکہ انسان کو بت پرستی اور توہم پرستی اور انسان کی غلامی سے نجات دلا کر صرف اپنے خدا کا بندہ بنایا جائے اور اپنے خداوند سے برگشتہ ہو کر شیطان کی پرستش کرنے والوں کو ان کے رب کا پیغام پہنچایا جائے۔ انسان کو مٹی پتھر کے بنے ہوئے بتوں کی پوجا سے بھی روکا جائے اور اپنی خواہشات نفس کی پوجا سے بھی غیر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے منع کیا جائے بلکہ یوم حساب کی یاد دلا کر اسے ذمہ دار زندگی گزارنے پر آمادہ کیا جائے تاکہ خدا کی زمین پر اصلاح ہو جانے کے بعد جو فساد برپا ہے اور ظلم کا جو بازار گرم ہو رہا ہے اس کا انسداد کیا جا سکے۔

انہوں ن قول و فعل سے حق کی دعوت دی اور اللہ تعالیٰ کی کتاب فرقان کے ذریعے حق کو باطل سے الگ چھانٹ کر رکھ دیا۔ آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ افراد کے نمائندہ اجتماع سے اس حقیقت پر گواہی لی کہ میں نے اللہ کا پیغام آپ تک پہنچا کر حق رسالت ادا کر دیا ہے۔

**مقصد زندگی** محمد مصطفیٰ ﷺ کو **لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ** کی بنیاد پر ہمہ گیر انقلاب برپا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ ان کو اسی لئے معبوث کیا گیا تھا کہ اس نظام زندگی (دین اسلام) کو باقی تمام نظام ہائے حیات (ادیان) پر غالب کر دیا جائے خواہ یہ بات مشرکین کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هُوَ الَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (توبہ:۳۳)

وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے سب ادیان پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

**تبلیغ دین** نبی ﷺ برحق نے اس مقصد کے لئے پوری عمر جدوجہد کی۔ خاموش تبلیغ سے آغاز کیا۔ ایسے متین فطرت نفوس کو اپنے گرد جمع کیا جو بت پرستی سے متنفر تھے۔ جو

معاشرے میں ہونے والے ظلم سے نالاں تھے یا خود اس میں شریک رہے تھے لیکن ان کی فطرت سلیم جلد یا بدیر اس حقیقت کو بھانپ گئی تھی کہ خدا کی بجائے کسی اور کی عبادت ہی دنیا میں فتنہ و فساد پھیلانے کا باعث ہے[1] اور یہ حق صرف خالق کائنات کا ہے کہ اسی کا حکم مانا جائے[2] آپ ﷺ نے اس دین حق کی تبلیغ کا حق ادا کیا ہے۔ اپنے خاندان والوں کو اس کی دعوت دی۔ سرداران قریش کو متنبہ کیا۔ خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں کے سامنے ان کی بے بسی اور رب کائنات کی ربوبیت کا اعلان عام کیا۔ اہل مکہ کے علاوہ عرب کے طول و عرض سے آئے ہوئے قبائل کو جو عکاظ کے میلے یا حج و عمرہ کی غرض سے مکہ آتے تھے اس حقیقت کو قبول کرنے کی دعوت دی۔ آپؐ کی دعوت مکہ سے باہر بھی پھیلی حبشہ کے بادشاہ نجاشی کا دل موم ہوا۔ اہل یثرب کو قبول اسلام کی توفیق ملی۔ ابوذر غفاریؓ اور سلمان فارسیؓ جیسی سعید روحیں دور دور سے کھنچی چلی آئیں۔ یہاں تک یہ ننھا منا شجر حق ایک تن آور درخت بن گیا جس کا ٹھنڈا سایہ حدود عرب سے باہر بھی دکھی انسانیت کے لئے پیغام نجات بنا۔

**استقامت**

ہادی برحق نے اپنی دعوت کو پھیلانے کے لئے شب و روز محنت کی۔ اس دعوت کے راستے میں مزاحم ہونے والوں کے پتھر بھی کھائے۔ ان کے پھینکے ہوئے کانٹوں سے تلوے بھی زخمی کئے۔ آپؐ کے ساتھیوں نے گرم ریت پر گھسیٹے جانے کے باوجود احد احد کے نعرے لگائے۔ گرم کوئلوں پر لیٹ کر توحید الٰہی کی تصدیق کی اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے شہادت حق کا حق ادا کیا۔ آپؐ نہ ظلم سے مرعوب ہوئے نہ دنیوی جاہ و جلال کی پیشکش آپ کو اس راہ حق سے منحرف کر سکی۔ آپؐ نے واضح کر دیا۔

> ''خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں تو بھی میں اس فریضہ کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ میں کامیاب ہو جاؤں یا اسی راہ میں میری جان کام آ جائے۔''

آپ ﷺ نے شعب ابی طالب کی صعوبتیں برداشت کیں۔ وطن چھوڑا، بدر و احد کے میدانوں میں اپنے سے کئی گنا زیادہ حملہ آوروں کا مقابلہ کیا۔ غزوہ احزاب میں قبائل عرب، قریش مکہ اور یہود کی مشترکہ جارحیت کا سامنا کیا۔ روم کی بڑی طاقت (Super Power) سے ٹکر لی لیکن آپ ﷺ کسی بھی ابتلاء میں جادہ حق ترک کرنے پر تیار نہ ہوئے۔

**حکمت تبلیغ**

تبلیغ اسلام کی حیثیت سے آپؐ کا انداز بہت حکیمانہ تھا۔ آپ ﷺ مخاطب کی نفسیات کا خاص خیال رکھتے اور اس کے مطابق اس سے گفتگو فرماتے۔ بدوؤں کو اونٹوں کی مثال سے سمجھاتے۔ زنا کی اجازت مانگنے والے قریشی کو یہ کہہ کر لاجواب فرما دیتے کہ کیا

---

① اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْم بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

② اِلا لَہُ الخلق والامر

تم اپنی ماں، بہن یا بیٹی کو اس کی اجازت دینے کو تیار ہو۔ جس علاقے سے کوئی سائل آتا تو اس کی مقامی بولی اور لہجے میں اس سے بات کرتے۔ روز روز کی تبلیغ اور لمبے خطبے سے اجتناب فرماتے تاکہ لوگ بور نہ ہو جائیں۔ کسی سے غلطی سرزد ہو جائے تو اسے زائل کرنے کے لئے خوبصورت طریقے استعمال فرماتے۔ جہالت وعناد کے مقابلے پر وسعت ظرف کا مظاہرہ کرتے۔ دین کو لوگوں کے لئے پرکشش بناتے اور مشکل پسندی سے گریز فرماتے۔ ①

**معلم انسانیت**

محمد مصطفیٰ ﷺ دنیا بھر میں علم کے چشمے جاری کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ۔

اِنَّما بُعِثْتُ معلماً ''بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

آپ ﷺ نے ہمیشہ ایسا علم حاصل کرنے کی ترغیب دی جو نفع بخش ہو۔ حصول علم کی مجلس کو مجلس ذکر سے بہتر قرار دیا۔ علم حاصل کرنا ہر مسلم مرد اور عورت کا فریضہ قرار دیا۔ اور علماء کو انبیاء کا وارث قرار دے کر ان کا حق پہچاننے کی ہدایت کی۔

معلم انسانیت کا پہلا مدرسہ مکہ کا محفوظ مقام دارارقم تھا مدینہ تشریف لانے کے بعد مسجد نبوی کو ایک بلند پایہ درس گاہ کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ جہاں علم کے طالب بھوکے پیاسے رہ کر علم حاصل کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی علم کی قدردانی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ بدر کے جنگی قیدی محض ان پڑھ مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھانے کے عوض رہا کر دیئے گئے۔

تبلیغ دین کی طرح آپ ﷺ کا تعلیم دینے کا انداز بھی حکیمانہ تھا۔ شاگردوں کے ساتھ شفقت فرماتے۔ انہیں بہت پیار سے سمجھاتے۔ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم کی طرف بھی توجہ دیتے۔ انصار کی خواتین کی تعریف کرتے کہ وہ علم حاصل کرنے کے معاملے میں حجاب نہیں رکھتیں۔ عورتوں کو انہی باتوں کی تعلیم دیتے جو ان کی روزمرہ زندگی سے متعلق ہیں یا جو ان سے متعلق ہیں۔ اس سلسلے میں ازواج مطہرات سے بھی مدد لیتے۔ اس سلسلے میں حضرت عائشہؓ کی خدمات بالخصوص قابل قدر ہیں۔

**خاتم النبیین**

علم کا بہت بڑا ذریعہ وحی الٰہی ہے جو انبیاء پر آتی ہیں۔ محمد ﷺ آخری نبی ہیں جن پر جبرائیل نازل ہوئے۔ اس کے بعد آپؐ نے واضح فرما دیا کہ۔

''میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی امت پیدا ہوگی۔''

آپؐ پر دین مکمل کر دیا گیا ہے۔ اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن پاک کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ کار نبوت آپ ﷺ کے بعد علماء کو سونپ دیا گیا اور اس امت کی تاکید فرما دی گئی کہ ارشادات ربانی اور فرمودات نبوی ﷺ کو لوگوں کے سامنے واضح کرنا اب ان کی ذمہ داری ہے۔ صلحائے امت تجدید دین کے کام میں مصروف رہتے ہیں اور یہ شرف صرف دین محمد ﷺ کو حاصل ہے کہ ہر دور میں کسی نہ کسی بزرگ کو یہ توفیق ملتی ہے کہ وہ دین کا

① تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو انسان کامل از ڈاکٹر خالد علوی

صاف ستھرا تصور لوگوں کے ذہن میں بٹھائے اور احکام دین کے نفاذ کے لئے عملی جدوجہد کرے۔

## Long Question = مصلح معاشرہ

سماجی مصلحین میں نبی اکرم ﷺ کا مقام بلند ترین ہے۔ جس معاشرے کی اصلاح پر آپ ﷺ کو متعین فرما دیا گیا تھا۔ وہ سب سے زیادہ بگڑا ہوا معاشرہ تھا اور جس عہد میں آپ ﷺ کو بھیجا گیا وہ تاریخ کا تاریک ترین عہد تھا۔ آپ ﷺ کی انقلابی تحریک نے عرب کے معاشرے کو نہیں دنیا بھر کو متاثر کیا۔ آپ ﷺ کی دعوت سے جو انقلابی تبدیلیاں ہوئیں ان کا ہلکا سا خاکہ درج ذیل ہیں۔

### بت پرستی کا خاتمہ

سرزمین عرب میں بسنے والوں کی اکثریت بت پرستی تھی۔ آپ ﷺ نے بت پرستی پر اتنی کاری ضرب لگائی کہ صدیوں سے پوجے جانے والے بت ٹوٹ گئے اور جزیرۃ العرب میں کوئی ایک بھی ایسا شخص نہ رہا جس نے دل میں بھی بت چھپا رکھے ہوں۔ لات و منات، ہبل، عزی، دوار سبھی پاش پاش ہوئے اور مشرکین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ کسی کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔

محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعوت نے بت پرستی کا خاتمہ صرف عرب سے ہی نہیں بلکہ شام، مصر، شمالی افریقہ، اندلس، عراق، ایران، ترکستان، افغانستان، بلوچستان و سندھ سے بھی بتوں کو ذلیل و رسوا ہو کر نکلنا پڑا۔ اب دنیا بھر میں صرف ہندو قوم ایسی ہے جو مورتیوں کی پوجا کرتی ہے ورنہ باقی تمام قابل ذکر قومیں اس مسلک کو ترک کر چکی ہیں اور خود ہندوؤں میں بھی ایسے افراد کی کمی نہیں جو بت پرستی پر تنقید کرتے ہیں۔ سکھ مذہب کا الگ وجود اسی بناء پر قائم ہوا کہ بابا گورو نانک نے بت پرستی کی بجائے مسلک توحید اختیار کر لیا۔

### توہم پرستی سے نجات

تمام مشرکانہ معاشروں کی طرح اہل عرب بھی توہم پرست واقع ہوئے تھے۔ ہر بات سے اچھے برے شگون لیتے، بتوں کے سامنے تیر ڈال کر اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلے کرتے۔ من گھڑت قصے کہانیوں پر سر دھنتے اور ان سے متاثر ہوتے۔ گائے کی دم کے ساتھ سوکھی جھاڑیاں باندھ کر اور اسے آگ لگا کر آسمانی بجلی کو چمکنے کی ترغیب دیتے۔ علی ھذا القیاس مالک حقیقی کو اپنا کارساز سمجھنے کی بجائے نہ جانے کیا کیا توہمات پالتے رہتے۔ دعوت محمدی نے انہیں ان تمام توہمات سے نجات دلا کر خدا کے ساتھ ان کا تعلق قائم کیا اور ان کے اندر جرأت، حوصلہ، توکل علی اللہ اور مردانگی پیدا کی کہ آج تک جذبہ جہاد سے سرشار مومن کی کاٹ سے سارے اہل باطل بدکتے ہیں۔

### غلاموں کے ساتھ حسن سلوک

یہ وہ دور تھا جب دنیا میں انسان مال مویشیوں کی طرح بکتے تھے۔ لونڈیاں اور غلام جو جنگ میں مغلوب ہو جانے کے سبب یا قرض تلے دب جانے کے سبب کسی اور کی ملک قرار پاتے تھے، وہ اپنے مالک کے رحم و کرم

پر ہوتے۔ وہ انہیں قتل کر سکتا تھا۔ ایذائیں دے سکتا تھا۔ ان کو گانا بجانا سکھا کر کمائی کا ذریعہ بنا سکتا تھا۔ غلامی کی اس لعنت کو ختم کرنے کے لئے تحریک اسلامی نے بہت سے طریقے اختیار کئے۔ آپ نے غلاموں کے حقوق مقرر فرما دیئے کہ غلاموں کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔ وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ ان سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ غلامی کو ختم کرنے کے لئے بہت سے راستے اپنائے گئے۔ مثلاً بہت سے گناہوں کا کفارہ غلام آزاد کرنا قرار پایا۔ مال زکوۃ و صدقات کی خرچ کی مدات میں غلام کو آزاد کرنا مستقل طور پر شامل کر لیا گیا۔ غلام کو اپنے مالک سے معاوضہ کی ادائیگی کا معاہدہ (مکاتبت) کا راستہ نکالا گیا۔ صاحب اولاد لونڈی کی فروخت ممنوع قرار پائی اور اس کی اولاد وراثت میں حصہ دار قرار پائی۔ وغیرہ۔

## عورت کی مظلومیت کا خاتمہ

آفتاب رسالت طلوع ہونے سے پہلے عرب کے لوگ عورت کو اپنی ملکیت سمجھتے تھے۔ ایک آدمی کئی کئی عورتوں سے شادی کرتا تھا اور اس کے فوت ہونے کے بعد اس کی منکوحہ عورتیں وراثت میں تقسیم ہو جاتی تھیں۔ شوہر اپنی بیوی کو جوئے میں ہار بھی سکتا تھا اور باپ اپنی بچی کو زندہ درگور کر کے اپنے بوجھ سے سبکدوش ہونے کی کوشش کرتا تھا۔ نبی رحمت ﷺ کی آمد کے بعد عورت کی یہ مظلومیت ختم ہو گئی۔ اب نہ بچی کو زندہ دفن کیا جا سکتا تھا نہ لا تعداد شادیاں کی جا سکتی تھیں۔ عورت گھر کی مالکہ تھی۔ وہ زندگی کی گاڑی کا دوسرا پہیہ تھی۔ ماں کی حیثیت سے اس کے قدموں میں جنت تھی۔ بیٹی کی حیثیت سے وہ جنت دلوانے کا ذریعہ تھی اور بہن کی حیثیت سے بھی قابل احترام تھی۔ وہ باپ اور شوہر کی وراثت میں حصہ دار تھی۔ جائیداد رکھنے کا حق اسے حاصل تھا۔ وہ معاشرے کی فلاح و بہبود میں کوشاں ہوتی تھی اور مستقبل کے قائدین کی تربیت اس کی اہم ذمہ داری تھی۔ سرزمین عرب سے باہر بھی اسلام نے عورت کو مظلومیت سے نجات دلائی اور جہاں جہاں اسلام کی لہریں پہنچیں انسانیت کے واجب الاحترام نصف حصے کو حقوق ملے۔

## تصور مساوات و آزادی

دین مصطفیٰ میں تمام انسانوں کا معاشرتی مقام یکساں تھا۔ مسلمانوں نے اس زمانے کی مہذب حکومتوں سے ٹکر لی تو واضح کر دیا کہ ہمارے ہاں یہ طریقہ نہیں ہے کہ ایک انسان خدا بن کر بیٹھا ہو اور دوسرے اس کے حضور بندے بن کر کھڑے ہوں۔ مسلمانوں کا سالار عام سپاہیوں کی طرح سادہ سے خیمے میں مقیم ہوتا اور امیر المومنین اپنے غلام کے ساتھ باری باری اونٹ پر بیٹھنے کا معاہدہ کرتے۔ اسلام نے رومی بادشاہوں کے جن اکھاڑوں کو بند کروا دیا جہاں قیصر روم تفریح کے طور پر انسانوں کو شیروں سے پھڑوا کر محظوظ ہوتا تھا۔ القصہ پسے ہوئے عوام کے لئے اسلام ہر جگہ پیغام آزادی لے کر پہنچا۔

## جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ

محمد مصطفیٰ ﷺ نے جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی نہ صرف دستوری ضمانت دی بلکہ عملاً اس کا

اہتمام کیا۔ خطبہ حجتہ الوداع میں فرمایا کہ

''تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن اس شہر کی اور اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔''

## رنگ و نسل اور لسانی امتیازات کا خاتمہ

حضور ﷺ سے پہلے عرب معاشرے میں آباء پرستی کی وبا عام تھی اور لوگ اپنے آباء و اجداد پر اس حد تک فخر کرتے تھے کہ اپنے اسلاف کی کسی غلطی کو غلطی ماننے کو تیار نہ تھے۔ آپ ﷺ نے نسل پرستی کا بت پاش پاش کر دیا۔ عربی و عجمی کے امتیاز کو مٹایا۔ سرخ و سیاہ کو برابر قرار دیا اور حضرت بلالؓ اور حضرت صہیبؓ رومی کو قبول حق میں سبقت کی وجہ سے بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ اولاد آدم میں ایک دوسرے پر فوقیت کے لئے صرف ایک بنیاد رکھی اور وہ تقوی تھی۔ اس طرح آپ ﷺ نے پندرہ صدیاں پہلے رنگ و نسل اور لسانی تعصبات کے وہ بت توڑ دیئے جنہیں آج تک جدید انسان سینے سے چمٹائے ہوئے ہیں۔

## اخوت و محبت

اخوت و محبت کا نعرہ تو بہت لوگ لگاتے نظر آتے ہیں لیکن عملاً جذبہ محبت کو دل کی گہرائیوں میں اتارنے کی مثال محمد مصطفیٰ ﷺ نے قائم کر کے دکھائی۔ عرب کے معاشرے میں جہاں نفرتوں کے سمندر اکثر خون ریزی کا باعث بنتے تھے وہ دور بھی آیا جب نبی اکرم ﷺ نے ایک مہاجر کو ایک انصاری کا بھائی قرار دیا اور اس انصاری نے اسے اپنے گھر بار مکان و کاروبار سب چیزوں میں شریک کیا۔ یہاں تک کہ اپنی دو بیویوں میں سے ایک بیوی کو طلاق دے کر اس کے نکاح میں دینے کی پیشکش بھی کی۔ وہ معاشرہ جو رسول اللہ ﷺ نے قائم فرمایا اس میں کسی شخص کے لئے جائز نہ تھا کہ وہ اس حالت میں پیٹ بھر کر سوئے کہ اس کا ہمسایہ بھوکا سویا ہو (اور اس ہمسائیگی کی حد چالیس گھروں تک مقرر کی گئی) جہاں بیماروں کی تیمارداری کی جاتی تھی۔ جہاں اقرباء کی اعانت کی جاتی تھی جہاں عفو و درگزر سے کام لیا جاتا تھا اور جہاں ایک انسان کی دوسرے انسان کے ساتھ محبت خالصتاً اللہ کے لئے تھی۔ جہاں ایک زخمی دوسرے زخمی بھائی کو اپنے سے پہلے پانی کا پیالہ پیش کرتا تھا۔ الغرض جہاں محبت و اخوت کے رشتوں نے پورے معاشرے کو جسد واحد (ایک ہی جسم) بنا کر رکھ دیا تھا۔ جس کے ایک عضو کو تکلیف ہو تو دوسرے سارے اعضاء بے چینی کا شکار ہو جاتے تھے۔

## فواحش سے پاک معاشرہ

حضور ﷺ نے جو معاشرہ قائم کیا اس میں شراب پر پابندی لگی تو اسے گلی کی نالیوں میں بہا دیا گیا اور اس کے پینے کے لئے رکھے ہوئے حسین پیمانے توڑ پھوڑ کر پھینک دیئے گئے۔ فواحش کے قریب تک جانے سے روک دیا گیا۔ اس معاشرے میں جہاں کسی کی بہو بیٹی کو کسی غزل کا موضوع بنایا جا سکتا تھا اور زنا ایک باعث فخر فعل سمجھا جاتا تھا وہاں زانی کے لئے رجم (پتھر مار مار کر مار ڈالنے) کی سزا نافذ کی گئی۔ بے حیائی

کو فعل شیطانی قرار دیا گیا۔ عورتوں کو اوڑھنیوں سے منہ ڈھانپ کر چلنے کا حکم دیا گیا۔ بدنگاہی کو آنکھوں کا زنا قرار دیا گیا اور قرآن پاک میں نگاہیں نیچی رکھنے کے حکم نے معاشرے کو ایسا حیادار بنا دیا کہ بیت المقدس کے عیسائی اسی حیاداری سے مرعوب ہو کر اطاعت قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

**قلوب کی اصلاح**

حضور ﷺ کی اصلاحی تحریک کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ آپؐ نے قانون کے زور سے اصلاح کرنے کی بجائے قلوب کی اصلاح پر توجہ دی۔ مومنین کو سمجھایا کہ جسم میں ایک ٹکڑا ہے کہ اس کی اصلاح ہو جائے تو پورا جسم درست ہو جاتا ہے اور وہ ٹکڑا دل ہے۔ اللہ کا خوف اور خدا سے ملنے کا شوق محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور محبت، آخرت کا تصور اور جواب دہی کا احساس ملائکہ کے وجود کا ادراک اور خداوند قدوس کی قدرت کاملہ کا احساس وہ بنیادی عوامل تھے جنہوں نے ایسے نفوس پاک پیدا کئے کہ دنیا آج تک ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

**نبی ﷺ سربراہ مملکت و منتظم**

نبی ﷺ مصلح معاشرہ ہی نہیں ایک ریاست کے سربراہ بھی تھے۔ اس حیثیت سے انہوں نے اسلامی حکومت کے خدوخال متعین کئے۔ ان کی تشکیل کردہ ریاست کے دستوری خدوخال کچھ اس طرح تھے۔

**تحریری دستور**

عہد نبوی میں اسلامی حکومت کا ایک باقاعدہ دستور موجود تھا۔ غالباً تاریخ عالم میں سب سے پہلا تحریری دستور میثاق مدینہ ہی ہے۔ اس میں اسلامی حکومت میں شامل ہونے والے مختلف قبائل کے حقوق و فرائض متعین کئے گئے ہیں۔ یہودی اور دوسری غیر مسلم رعایا کے اسلامی حکومت کے سربراہ کے ساتھ تعلقات کے بارے میں ضابطے بنائے گئے تھے اور قیام امن کے متعلق قانون وضع کیا گیا تھا۔ یہ پہلا دستور ہے جس میں عوام کے حقوق و فرائض کا تعین کیا گیا تھا۔

**حاکمیت الٰہی**

اسلامی حکومت میں حاکم (Sovereign) کا درجہ خدا کو دیا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں بھی اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلا لَهُ الخَلقُ وَالاَمر لوگو! مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہے اس لئے حکم بھی اس کا چلے گا۔

حاکمیت کا امتیاز یہ ہے کہ حاکم مطلق کے حکم کی خلاف ورزی ناممکن ہے چنانچہ علم سیاسیات کے ماہرین حاکم مطلق کی صفات میں سے ایک صفت یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے حکم پر کوئی اور غالب نہیں آ سکتا۔ (Whose will can not be overridden) قرآن پاک میں یہ صفت اللہ تعالیٰ کی بتائی گئی ہے۔ (فعال لما یرید وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے) کا یہی مفہوم ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے احکام کے متعلق پوچھ لیا کرتے تھے کہ یہ آپ کی ذاتی رائے ہے یا حکم خداوندی ہے۔

**رسول اللہ ﷺ کی اطاعت** اسلامی ریاست میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حیثیت تسلیم شدہ تھی کہ آپؐ کے ہر حکم کو واجب الاطاعت سمجھا جائے اور اس اطاعت کیلئے حاکم مطلق کی طرف سے سند موجود تھی۔ سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا تھا کہ

''خدا کی قسم یہ لوگ اس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی تنازعات میں رسول اللہ کو فیصلہ کن حیثیت نہ دیں اور اس کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم نہ کریں بلکہ اس کے فیصلے کے خلاف دل میں بھی کوئی ملال (حرج) محسوس نہ کریں۔''

صحابہ کرامؓ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کسی حکم کی کبھی مخالفت کر سکتے ہیں اور غیر مسلم رعایا سے یہ بات میثاق مدینہ کی رو سے منوائی گئی تھی، بعد کی فتوحات میں غیر مسلم جب ذمی قرار پا گئے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا وعدہ کرتے تھے۔

**شوریٰ** حاکمیت الٰہی اور رسالت مآبؐ کے واجب الاطاعت ہونے کے باوجود اسلامی نظام حکومت آمرانہ نہ تھا بلکہ صحابہ کرامؓ کے مشورے سے تمام امور طے ہوتے تھے۔ قرآن پاک میں واضح الفاظ میں فرما دیا گیا تھا کہ مومنین کے معاملات باہمی مشاورے سے طے ہوتے ہیں۔ (وَاَمرُھُم شُوریٰ بَینَھُم) خود آنحضرت ﷺ کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''ان سے حکومت کے بارے میں مشورے لیا کرو۔'' (شاورھم فی الامر) چنانچہ حضور ﷺ کا طریقہ پر تھا کہ تمام اہم مسائل پر صحابہؓ سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ مسجد نبویؐ گویا پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد کرنے کی جگہ تھی۔ اس مشورے میں مومنین کے علاوہ منافقین بھی شامل ہوتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کے مشورے اکثر و بیشتر قبول کر لئے گئے۔ صرف خدا تعالیٰ کے حکم ہی کی بناء پر یہ مشورے مسترد ہوتے تھے اور ایسی صورت میں خود مومنین بھی اصرار کرتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مسلم ہے۔ صلح حدیبیہ اس کی واضح مثال ہے۔

**قانون سازی** آنحضرت ﷺ کے عہد میں بالعموم قوانین اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتے تھے بعض امور میں آنحضرت ﷺ نے خود بھی قوانین وضع فرمائے لیکن صحابہ کرامؓ کو اس سلسلے میں جو ہدایات دی گئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں قرآن و سنت سے ہدایت نہ ملتی ہو وہاں قیاس و اجتہاد سے قانون وضع کیا جا سکتا ہے۔ حضرت معاذؓ بن جبلؓ کو جب ایک علاقہ (یمن) کا عامل و قاضی مقرر کیا گیا تو آپ کو یہی ہدایت کی گئی تھی۔

**سیکرٹیریٹ** آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کوئی باقاعدہ سیکرٹریٹ نہ تھا۔ تاہم اہم فرائض کو تقسیم کار کے طریقے پر ہی سرانجام دیا جاتا تھا۔ کتاب وحی کے لئے زیدؓ بن ثابت اور حضرت عثمانؓ اور آخری دور میں امیر معاویہؓ کو مقرر کیا گیا تھا۔ دوسری حکومتوں کے ساتھ خط و کتابت زیدؓ بن ثابتؓ کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی مہر مبارک حضرت حنظلہؓ کے پاس ہوتی تھی جو خط کی تکمیل کے بعد ثبت کی جاتی تھی۔ معاشی امور کا حساب کتاب مغیرہؓ بن شعبہ کے

ذمے تھا۔ عہد نامے بالعموم حضرت علیؓ لکھتے تھے۔ حضرت کعبؓ مال غنیمت کے حساب پر مامور تھے۔ زکوٰۃ صدقات کا حساب زبیرؓ بن العوام رکھتے تھے اس طرح سے دربار رسالت سے مختلف ذمہ داریاں مختلف صحابہ کرامؓ کے سپرد کی گئی تھیں جن کو وہ اپنی سعادت سمجھ کر انجام دیتے تھے۔

**روادارانہ سلوک** رسول مقبول ﷺ نے جو اسلامی حکومت قائم کی تھی اس میں یہودی و نصرانی بھی آباد تھے جو یمن اور شام کے علاقوں میں رہائش پذیر تھے۔ بحرین کی آبادی کا ایک حصہ مجوسی مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔ اسلام حکمران قوت تھا لیکن دیگر مذاہب کو کامل آزادی تھی۔ ان کی عبادت گاہیں نہ صرف حکومت کے ہاتھوں محفوظ تھیں بلکہ حکومت خود ان کی محافظ تھی۔ غیر مسلموں سے ان کی حفاظت کے عوض ایک معمولی سا ٹیکس جزیہ لیا جاتا تھا۔ انہیں اپنے عقائد کے اظہار کی کامل آزادی تھی۔ ان کے معاشرتی معاملات ان کے نجی قانون کے تحت ہی حل ہوتے تھے۔

**عدلیہ** عدلیہ کے سربراہ آپ ﷺ خود ہی تھے۔ آپؐ کی عدالت آخری عدالت تھی لیکن متعدد صحابہؓ کو مدینہ میں قضاء کے منصب پر فائز کیا گیا تھا۔ مدینہ سے باہر دور دراز کے علاقوں میں بھی قاضی متعین تھے۔

**نبی ﷺ بطور قانون ساز اور جج** حضرت محمد ﷺ دنیا کے عظیم ترین قانون ساز ہیں جن کے بنائے ہوئے قوانین آج تک اعلیٰ و برتر ہیں۔ ان قوانین کا پہلا ماخذ وحی الٰہی ہے جس کے ذریعے خود خالق انسان نے انسانی زندگی کے لئے ضابطے و قوانین وضع کئے۔ چور کے ہاتھ کاٹنے کا قانون، شراب پینے پر 80 کوڑے کی سزا، کنوارے زنی کے لئے کوڑے اور جھوٹی تہمت لگانے پر 80 کوڑے کی سزا، قرآن پاک میں واضح طور پر بیان کر دی گئی ہے۔ قصاص و دیت کا قانون بھی واضح کر دیا گیا ہے۔ خود نبی اکرم ﷺ کو بھی خدا کی طرف سے یہ حق دیا گیا تھا کہ وہ قانون سازی کریں۔ کیونکہ قرآن کا حکم تھا کہ

وَمَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔''

لہٰذا ان کا حکم قانون کا درجہ رکھتا ہے۔ اگر کسی معاملہ کے بارے میں خدا اور رسول کے احکام میں وضاحت (صریح نص) موجود نہ ہو تو صحابہ کرام قرآن و سنت کی روشنی میں خود اجتہاد فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن کا قاضی مقرر کیا گیا تو آپؐ نے ان سے پوچھا کہ معاملات کا فیصلہ کیسے کرو گے؟ عرض کیا کتاب اللہ کی روشنی میں۔ پوچھا اگر وہاں وضاحت نہ ہو عرض کیا رسول اللہ کی سنت سے۔ پھر پوچھا اگر یہاں بھی وضاحت نہ ہو تو عرض کیا پھر کتاب و سنت کی روشنی میں خود اجتہاد کروں گا۔ آپ ﷺ نے اس پر خدا کا شکر ادا کیا جس نے آپؐ کے ساتھیوں کو فیصلہ کرنے کا صحیح طریقہ سمجھایا۔

نفاذ قانون کے سلسلے میں حضور ﷺ کسی سے رو رعایت کے قائل نہ تھے۔ آپ ﷺ خود

سب سے بڑے جج تھے آپ نے مدینہ اور دوسرے شہروں کے لئے الگ قاضی بھی مقرر فرمائے تھے۔ سب لوگ قانون کی نظر میں مساوی تھے اور سب پر قانون یکساں نافذ ہوتا تھا۔ اس کی بہترین مثال ہمیں اس وقت ملتی ہے جب مکہ کے بااثر قبیلہ بنومخزوم سے متعلق فاطمہ بن الاسود چوری کے الزام میں پکڑی گئی اور جرم ثابت ہو گیا تو قریش نے اسے اپنی عزت کا مسئلہ بنا کر اسے سزا سے بچانے کی کوشش کی تو آپؐ نے اسامہ بن زیدؓ کو جو سفارشی بن کر حضور ﷺ کے پاس آئے تھے، مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''تم حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو۔ سنو اگر فاطمہؓ بنت محمد ﷺ بھی ایسا جرم کرتی تو میں حد جاری کرتا۔'' تم سے پہلے بنی اسرائیل کی ہلاکت کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ جب ان کے عام لوگ جرم کرتے تو ان پر قانون نافذ کیا جاتا۔ جب امراء غلط کام کرتے تو ان پر قانون نافذ نہ ہوتا۔''

چنانچہ آپؐ نے اس عورت پر حد جاری فرما دی اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ عدل کے معاملے میں آپؐ کا رویہ اس حد تک بے لاگ تھا کہ ایک مسلمان جو دراصل منافق تھا اور ایک یہودی کے درمیان ایک تنازعہ آپؐ کے سامنے لایا گیا اور آپؐ نے یہودی کو حق پر پا کر فیصلہ اس کے حق میں دے دیا۔

**احتساب** بد معاملگی، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی اور کم تولنے کے انسداد اور اخلاقی مفاسد کے خاتمے کے لئے باقاعدہ شعبہ احتساب کا اہتمام تو بعد کے ادوار میں ہوا لیکن نبی ﷺ اس مسئلہ کو ذاتی دلچسپی سے حل فرماتے تھے۔ جہاں کہیں اخلاقی برائیوں کی اطلاع ملتی بہ نفس نفیس تشریف لے جاتے۔ سٹہ بازی، قمار بازی اور جوئے کی دوسری اقسام سے منع فرماتے، تاجروں کو ایمانداری کی تلقین کرتے اور تاجروں کی بے راہ روی کا انسداد فرماتے۔ اس مقصد کے لئے خود مارکیٹ جاتے اور تاجروں کے طرز عمل کا جائزہ لے کر انہیں مناسب ہدایات دیتے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے گندم کے ایک ڈھیر میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو اندر نمی محسوس ہوئی۔ آپؐ نے دوکاندار کو حکم دیا کہ اس کے اندر کا نقص نمایاں کرو تاکہ کوئی شخص دھوکا نہ کھا جائے۔

**معاشی نظام** آنحضرت ﷺ نے جو معاشی نظام قائم فرمایا اس میں نہ تو امیر اور غریب کے درمیان بعد تھا اور نہ ہی معاشی مساوات کا غیر فطری نظام۔ تمام لوگوں کی بنیادی ضروریات پوری ہوتی تھیں لیکن وہ تمام ذرائع بند کر دیئے گئے تھے جن سے دولت چند ہاتھوں میں جمع ہوتی مثلاً سود ممنوع تھا۔ شراب کی کشید اور فروخت پر پابندی تھی۔ جوا اور شرط کی وہ تمام صورتیں جن میں راتوں رات امیر ہونے کے مواقع پائے جاتے ہیں حرام قرار دے دی گئیں۔ اس اسلامی حکومت کی اخلاقی تعلیمات اتنی بلند تھیں کہ مومن ایک دوسرے کی ضرورت کا احساس رکھتے تھے۔ جو رقم بیت المال میں جمع ہوتی وہ بھی حاجت مندوں میں تقسیم کر دی جاتی۔ ذرائع آمدن حسب ذیل تھے:

1- خمس غنائم: مال غنیمت کا پانچواں حصہ جو شرعاً رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت اور ناداروں و یتیموں اور غریبوں کا حق تھا۔

2- زکوٰۃ: صاحب نصاب مسلمانوں سے نقد روپیہ مویشیوں اور مال تجارت پر ڈھائی فیصد سالانہ زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی جو مساکین، ناداروں، مسافروں، قیدیوں اور غلاموں پر خرچ کی جاتی تھی۔

3- عشر: زمین کی پیداوار پر عشر وصول کیا جاتا تھا۔ بارانی زمینوں پر اس کی شرح 10% اور چاہی زمین پر 5% ہوتی تھی۔

3- خراج: مفتوحہ علاقے بعض اوقات خراج ادا کرنے کے وعدہ پر صلح کرتے تھے۔ معاہدہ کے مطابق خراج ان سے وصول کیا جاتا تھا اور مجاہدین میں تقسیم کیا جاتا تھا۔

4- جزیہ: غیر مسلم رعایا سے ان کی حفاظت کے عوض ایک ٹیکس وصول ہوتا تھا۔ یہ ٹیکس ہر عاقل و بالغ مرد سے وصول کیا جاتا تھا۔

5- فے: بعض زمینیں حضور ﷺ نے اجتماعی کاموں کے لئے وقف کر دی تھیں۔ ان کی آمدنی آنحضرت کے اہل بیت اور دیگر مستحقین پر صرف ہوتی تھی۔

6- صدقات: مومنین ان ٹیکسوں کے علاوہ بھی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے رہتے تھے۔ وہ یہ مال آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے اور آپ ﷺ اسے مستحقین میں تقسیم فرما دیتے۔

## غزوات سے شروع ہوئی سپہ سالار اعظم

حضور ﷺ ایک عالمگیر انقلاب کے داعی تھے جس کی بنیاد اس حقیقت پر تھی کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ (Sovereign) یعنی حاکم مطلق نہیں لا الـــــہ الا اللہ کے نعرہ انقلاب کی زد ان تمام خداؤں پر پڑتی تھی جن کی پوجا کی جا رہی تھی وہ مٹی و پتھر کے بنے ہوئے بت ہی نہ تھے بلکہ خواہشات نفس، خاندان و برادری کے بت، نسل پرستی اور ناجائز معاشی مفادات، سب اس کی زد میں آتے تھے۔ ظاہر ہے کہ محض تبلیغ سے ان لوگوں کو منایا نہیں جا سکتا تھا جو اپنے مفادات کی خاطر اشاعت اسلام کے راستے میں مزاحم تھے۔ ہجرت مدینہ کے بعد اسلامی حکومت قائم ہو گئی تو مخالفین اسے ختم کر ڈالنے پر تل گئے۔ لہٰذا جنگ ناگزیر تھی۔ ان جنگوں میں حضور ﷺ خود سپہ سالار ہوتے اور تمام صحابہؓ اس لشکر کے سپاہی سپہ سالار کی حیثیت سے آپ ﷺ نے جدید ترین طریقے اختیار کئے۔

عرب میں فوجی تنظیم کا معیار اتنا بلند نہ تھا۔ آپ ﷺ نے باقاعدہ صف بندی کا طریقہ اختیار کیا صفوں کو درست کرنے کے لئے سپیشل افسر (وازع) بھی مقرر فرمایا۔ صف بندی کے بعد آپ خود معائنہ کرتے تھے۔ اور کم عمر اور ناقابل اعتماد آدمیوں کو فوج میں سے نکال دیتے تھے۔ بوقت ضرورت لشکر کے ساتھ خواتین بھی جاتیں جو مرہم پٹی اور تیمارداری کی خدمات سرانجام دیتیں۔

مومنین پر پابندی تھی کہ جب تک حکم نہ دیا جائے لشکر حرکت میں نہ آئے۔ جب تک دشمن زد میں نہ آئے تیر نہ چلایا جائے۔ جب ذرا قریب آئے تو پتھراؤ کیا جائے اور اگر دشمن اور قریب آ جائے تو نیزہ اور تلوار سے مقابلہ کیا جائے۔ اسلامی لشکر میں شعار (Watch word) بھی استعمال کیا جاتا تھا تاکہ دوست اور دشمن میں پہچان کی جا سکے۔ عرب میں خندق کا استعمال سب سے پہلے آپ نے فرمایا۔ منجنیق اور دبابہ کا استعمال بھی کیا گیا۔

آنحضرت ﷺ دشمن فوج کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنے کے لئے فوجی جاسوس بھی مقرر فرماتے۔ خود اپنی فوج کی نقل و حرکت کو خفیہ رکھتے چنانچہ جب بھی کسی غزوہ پر نکلنا ہوتا۔ اصل مدمقابل کا نام ظاہر نہ کیا جاتا۔ (سوائے غزوہ تبوک کے) فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار کا لشکر مکہ پر حملہ آور ہوا لیکن دشمن کو اس لشکر کے مکہ پہنچنے سے پہلے اطلاع نہ مل سکی۔ آپؐ نے معاشی دباؤ ڈالنے کا طریقہ بھی استعمال کیا چنانچہ اہل مکہ نے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کی تو ان کے تجارتی سفروں کے راستے مسدود کر دیئے گئے اور اس طرح انہیں جھکنے پر مجبور کر دیا گیا۔

**اخلاقی حدود کی پاسداری**

حضور ﷺ نے جنگ کے بھی آداب مقرر کئے تھے۔ مثلاً عورتوں، بچوں، ضعیفوں اور راہبوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ آگ میں جلا کر مارنے سے بھی منع فرمایا۔ لوٹ کھسوٹ اور فصلوں کو برباد کرنے پر پابندی لگا دی اور اسے فساد فی الارض قرار دیا۔ البتہ بعض اوقات سرکش دشمن پر معاشی دباؤ ڈالنے کے لئے درختوں کو کاٹنے کی اجازت دی۔ کسی دشمن کا مثلہ کرنے یا باندھ کر قتل کرنے کو بھی ممنوع قرار دیا۔ دشمن کے سفیر کے قتل کو بھی جائز نہ رکھا۔ کبھی کسی دشمن کے ساتھ بدعہدی نہیں کی۔

**مقبول ترین سپہ سالار**

نبی ﷺ نے اپنی فوج کا حوصلہ ہمیشہ بلند رکھا۔ خدا اور آخرت کے تصور نے مومنین کے اندر ذوق شہادت پیدا کر دیا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ حضور ﷺ کے ساتھ اس حد تک محبت کرتے تھے کہ ان کے وضو کا پانی تک زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے۔ اس عشق رسولؐ نے مومنین کو ایسی قوت بنا دیا تھا جس کی مثال تاریخ عالم میں اور کہیں نہیں ملتی۔

**نئی ملّت کے معمار**

حضرت محمد ﷺ ایک روحانی رہنما اور پیغمبر خدا ہی نہیں ایک عظیم حکمران بھی تھے اور ایک نئی ملت کے معمار بھی۔ ملت نو کی تشکیل کے سلسلے میں حسب ذیل پہلو قابل غور ہیں:

**انتشار کی بجائے اتحاد**

سرزمین عرب میں بسنے والے قبائل ایک دوسرے کے خلاف جنگیں لڑتے رہتے تھے اور معمولی بات پر قبائل کی شیرازہ بندی کی اور ان سب کو ایک لڑی میں پرو کر ایک نئی ملت کی شکل دی۔

## بدامنی کی بجائے امن

عرب میں ڈاکہ ایک معزز پیشہ تھا اور قتل کرنا فخر کی بات۔ محمد ﷺ نے اس مسلسل خون خرابے اور بدامنی کو امن سے بدل دیا اور ایسی فضا پیدا کر دی کہ ایک عورت تنہا عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تنہا سفر کر سکتی تھی۔ یہ ملت سازی کی تاریخ میں ایک بے مثال کارنامہ ہے۔

## رنگ و نسل کی بجائے نظریات کی بنیاد

اسلام سے پہلے پوری دنیا میں تمام گروہ بندیاں، قومیں اور معاشرے نسل یا رنگ کی بنیاد پر تھے۔ نبی ﷺ نے واضح فرمایا کہ سرخ کو سیاہ اور عربی کو عجمی پر کوئی برتری حاصل نہیں۔ برتری کی بنیاد صرف تقویٰ یعنی کردار کی عظمت ہے۔ اس طرح ایک ایسی ملت تیار ہوئی جس کی بنیاد اخلاق و کردار کی برتری پر تھی اور اس میں انسان و انسان کے درمیان نفرت کی بجائے محبت کو فروغ دیا گیا تھا۔

## ابدی حقیقتوں پر مبنی امت

نئی امت کی بنائے اتحاد و عقائد تھے جو اس کائنات کی اصل حقیقت ہیں۔ یعنی اس کائنات کو اللہ نے پیدا کیا اور وہی اس کا مالک و الٰہ ہے باقی سب بندے ہیں۔ تمام بندے اپنے اچھے برے کاموں کے لئے اس کے سامنے جوابدہ ہیں۔ انہیں اس طریقے سے زندگی گزارنی چاہیے جو اللہ نے مقرر کیا ہے ایک وقت آئے گا جب ان کے اچھے کاموں کی جزا اور برے کاموں کی سزا دی جائے گی۔ جوابدہی کا یہ احساس جب دلوں کے اندر جاگزیں ہو گیا کہ ایک ایسی ملت تیار ہوئی جس کے افراد قابل اعتماد کردار کے حامل تھے جن سے اپنے ہی نہیں دشمن بھی انصاف کی توقع رکھتے تھے۔ ملت کی تعمیر کا یہ منفرد انداز حضرت محمد ﷺ کی تحریک میں ہی نظر آئے گا۔

## محسن انسانیت رحمتہ العالمین ﷺ

محمد مصطفیٰ ﷺ کو خود رب کریم نے رحمتہ اللعالمین قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء:109)

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے

سیرت نبوی ﷺ پر نگاہ ڈالی جائے تو یہ حقیقت ہر دور ہر واقعہ اور آپ ﷺ کے ہر عمل سے ہویدا ہے۔ ابتداء ہی سے آپ ﷺ یتیموں کے سرپرست، غریبوں کے مددگار، دکھیوں کے غمگسار، ضعیفوں کے خدمت گزار اور خطا کاروں کو معاف کرنے والے نظر آتے ہیں۔ مکی دور میں غلاموں کو آزاد کرنے میں گہری دلچسپی، حرف فجار اور حلف الفضول میں امن و امان، خیر سگالی اور ایک دوسرے کے حقوق کے احترام کے لئے کوشش اسی حقیقت کی آئینہ دار ہیں۔ اپنے دشمنوں تک سے حسن سلوک آپ ﷺ کی سیرت کی وہ صفت تھی جس کا اعتراف آپ ﷺ کے مخالفین کو بھی کرنا پڑتا تھا۔ جو عودت آپ ﷺ کے خوف سے مکہ چھوڑ رہی تھی اس کا سامان آپ ﷺ نے خود سر پر اٹھایا۔ یہاں تک کہ اس کہ نبی رحمت ﷺ کے بارے میں اپنی رائے تبدیل کرنی پڑی۔ نماز فجر

سے پہلے سر پر کوڑا ڈالنے والی عورت بیمار ہوئی تو آپ ﷺ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ طائف والوں نے پتھر مارے تو ان کی ہدایت کی دعا کی۔ غزوہ بدر کے بعد کفار کے قیدیوں سے ایسا حسن سلوک کیا کہ ان میں سے اکثر کے دل میں اسلام لانے کی خواہش پیدا ہو گئی۔ منافقین مدینہ کی تمام سازشوں کے باوجود رئیس المنافقین کے جنازے میں تشریف لے گئے اور اپنی قمیض اس کی تدفین کے لئے عطا کر دی۔ یہود مدینہ کی سازشی فطرت کے باوجود انہیں مدینہ سے چلے جانے دیا۔ اہل مکہ کی مخالفت حق، ایذا رسانی اور عمر بھر کی مخالفت کے باوجود ان پر قابو پایا تو عفو و درگزر کا رویہ اختیار کیا۔ کبھی کسی سے اپنے ساتھ زیادتی کا انتقام نہ لیا۔ غرض اس سیرت کا انسان نہ پہلے کبھی کسی نے دیکھا اور بعد میں کسی کو یہ عظمت نصیب ہوئی۔

رسول کریم ﷺ کی آمد ویسے بھی پوری بنی نوع انسان کے لئے رحمت تھی کیونکہ انہوں نے ظلمتوں میں بھٹکتی ہوئی انسانیت کو ہدایت کی راہ دکھائی۔ ان کی طفیل ظلمتوں کے پردے چاک ہوئے۔ انسان کو نور ہدایت نصیب ہوا ورنہ آج بھی لوگ پتھر و مٹی کے بت پوج رہے ہوتے یا بچھو سانپ گائے اور بڑھ کے درخت کے سامنے سجدہ ریز ہوتے۔ آپؐ نے انسان کو انسان کی غلامی سے نجات دلائی۔ عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کی حیثیت سے بلند مقام دیا۔ اس کے حقوق کا تعین کیا اور ان کا تحفظ کیا۔ حیا، عفت اور غیرت کو دین کی بنیادی قدریں بتایا اور ان کا تحفظ کیا۔ قتل اولاد اور دیگر غلط معاشرتی رسوم کا قلع قمع کیا اور اس کی جگہ فطری اور صالح نظام معاشرت جاری کیا۔ جس میں حسن ظن، تعاون، ہمدردی اور مساوات کا دور دورہ تھا۔

ایک متوازن معاشی نظام جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہے آپ ﷺ کا ایک اور احسان ہے۔ ایسا نظام جس میں اشتراکیت کا استبداد نہیں اور نظام سرمایہ داری کی جڑ بھی کٹتی ہے۔ امیر کو جائز ذرائع سے کمانے کی آزادی ہے لیکن اس کی کمائی کا ایک حصہ غریب کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے۔ وراثت کا قانون دیگر قوانین سے نظام جاگیرداری کی برائیاں ختم ہوتی ہیں۔ حرام ذرائع رزق پر پابندی اور خرچ کے ناروا طریقوں پر قدغن سے معاشرہ بہت سی برائیوں سے پاک رہتا ہے۔

آپ ﷺ نے ایک ایسے نظام سے نوازا جس میں نہ فرد شتر بے مہار ہے اور نہ حکومت کی ظالمانہ مرکزیت۔ ایک ایسا نظام قانون دیا جو فطرت انسان کے عین مطابق ہے اور جس کو جب بھی آزمایا گیا اس کے بہت عمدہ نتائج نکلے۔

تاریخ عالم کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یورپ میں نور علم کی کرنیں اسلام کی بدولت پہنچیں، جن کی بدولت انسان شناسی کی تحریک (Humanism) پیدا ہوئی۔ تحریک اصلاح مذہب (Reformation) بھی اسلامی اثرات کا ثمر ہے۔ تنقید کی روح، آزادی فکر اور تجرباتی طریقہ تحقیق مسلمانوں کے ساتھ رابطے ہی کی وجہ سے وجود میں آئے۔ وہ رابطہ اندلس کی یونیورسٹیوں میں ہوا ہو یا صلیبی جنگوں کے میدانوں میں۔ دین محمد ﷺ کی روشنی بہرحال



ظلمتوں پر اثر انداز ہوئی اس لئے اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ محمد ﷺ اپنے ذاتی اوصاف و محاسن کی وجہ سے بھی رحمتہ اللعالمین تھے اور ان کی نبوت بنی نوع انسان پر اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم احسان تھا اور وہ بلاشبہ سب سے بڑے محسن انسانیت ہیں۔

## امتحانی سوالات

1- سیرت النبیؐ پر ایک جامع نوٹ لکھئے۔ ملتان بورڈ 2011ء
2- حضور پاکؐ کی پیش کردہ انقلاب آفرین اصلاحات پر نوٹ لکھئے۔ بہاولپور بورڈ 2011ء
3- سیرت النبیؐ پر ایک جامع نوٹ لکھئے۔ بہاولپور بورڈ 2011ء
4- حضور ﷺ کی سیرت طیبہ پر ایک مضمون لکھئے لاہور بورڈ 2005ء

## مختصر سوالات (Short Questions)

☆ عرب کو جزیرہ نما کیوں کہا جاتا ہے؟
❖ عرب کے تین طرف سمندر ہیں اور صرف شمال کی طرف ملک شام واقع ہے۔
☆ آزاد عورتوں میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟
❖ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے
☆ اسلام کے پہلے شہید کا نام بتائیے؟
❖ حارثؓ بن ابی ہالہ..... حضرت خدیجہ کے پہلے شوہر کے بیٹے۔
☆ واقعہ معراج سے کیا مراد ہے؟
❖ حضور اکرم ﷺ کا بیت المقدس، جنت و دوزخ اور آسمانوں کا سفر۔
☆ حضور پاکؐ نے تمام انبیاء کی جماعت کی امامت کر کے کونسی مسجد میں نماز پڑھائی؟ ❖ مسجد اقصیٰ
☆ اسلام کی اولین درسگاہ کون سی تھی؟ ❖ دارِ ارقم
☆ خطبہ حجتہ الوداع کے وقت کتنے صحابہ موجود تھے؟
❖ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا ایک لاکھ چوالیس ہزار
☆ حضور اکرم ﷺ کن میلوں میں جا کر اسلام کی تبلیغ کرتے تھے؟ ❖ عکاظ ذوالمجاز
☆ غزوہ احد میں آنحضور ﷺ کے کتنے دانت مبارک شہید ہوئے؟ ❖ دو
☆ بدو کون تھے؟ ❖ صحرائے عرب کے رہنے والے خانہ بدوش
☆ حضرت محمد ﷺ کی پیدائش سے قبل کس علاقے کے عیسائی حکمران نے مکہ پر حملہ کیا؟
❖ یمن کے گورنر ابرہہ نے
☆ صلح حدیبیہ میں معاہدہ صلح کی کتابت کس نے کی اور قریش کی نمائندگی کس نے کی؟
❖ کتابت حضرت علیؓ، قریش کا نمائندہ سہیل بن عمرو

☆ غزوہ تبوک کے بعد حضور ﷺ نے کس مسجد کو جلا دینے کا حکم فرمایا اور کیوں؟
❖ مسجد ضرار کو جو منافقین کی شازشوں کا مرکز تھی۔
☆ غزوہ موتہ میں مسلمانوں کے شہید ہونے والے جرنیلوں کے نام لکھیں۔
❖ زیدؓ بن حارث۔ جعفرؓ طیار۔ عبداللہؓ بن رواحہ
☆ حرب فجار کی وجہ تسمیہ لکھیں اور یہ جنگ کن قبائل کے درمیان ہوئی؟
❖ بنو کنانہ اور بنو ہوازن کے درمیان یہ جنگ حرام مہینوں میں لڑی گئی اس لئے اسے فاجروں کی جنگ قرار دیا گیا۔
☆ ہجرت مدینہ کے وقت حضور پاکؐ نے کن کو اپنے بستر پر سونے کی ہدایت کی؟ ❖ حضرت علیؓ کو
☆ غزوہ خندق میں خندق کھودنے کی تجویز کس نے پیش کی تھی؟ ❖ حضرت سلمانؓ فارسی نے
☆ عرب میں صابئین کون لوگ تھے؟ ❖ ستارہ پرست بمعنی بے دین
☆ ورقہ بن نوفل کون تھے؟
❖ حضرت خدیجہؓ کے عزیز جن کے پاس وہ حضور ﷺ کو نزول وحی کے وقت لے کر گئیں۔
☆ جس غار میں آپ پر وحی نازل ہوئی اس کا نام لکھئے۔ ❖ غارِ حرا
☆ مدینہ میں سب سے پہلے کس فرد نے اسلام قبول کیا؟ ❖ سویدؓ بن صامت، ایاسؓ بن معاذ
☆ مدینہ کے قریب سب سے پہلی مسجد کا کیا نام ہے؟ ❖ مسجد قباء
☆ عام الحزن سے کیا مراد ہے؟
❖ وہ سال جس میں ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا۔
☆ فتح مکہ پر کس کو حکم اذان ملا؟ ❖ حضرت بلالؓ کو
☆ ہجرت کے دوران آپ ﷺ نے کس غار میں کتنے روز قیام کیا؟ ❖ غارِ ثور میں تین دن
☆ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی کنیت کیا تھی؟
❖ اُم شیما ہو سکتی ہے کیونکہ ان کی بیٹی شیما نے حضورؐ سے بنو ہوازن کے قیدی چھڑوائے تھے
☆ اہل صفہ کون تھے؟ ❖ مسجد نبوی کے چبوترے پر بیٹھ کر دینی علوم حاصل کرنے والے صحابہ کرام۔
☆ حلیمہ سعدیہؓ کا تعلق کون سے قبیلے سے تھا؟ ❖ بنو سعد سے جو بنو ہوازن کی ایک شاخ تھی۔
☆ حضرت خدیجہؓ سے شادی کے وقت رسول کریم ﷺ کی عمر مبارک کتنی تھی؟ ❖ 25 سال
☆ ابوجہل کا پورا نام کیا تھا؟ ❖ عمرو بن ہشام
☆ مدینہ منورہ کا قدیم نام تحریر کیجئے۔ ❖ یثرب
☆ ہجرت مدینہ کا واقعہ نبوت کے کون سے سال رونما ہوا؟ ❖ 27 صفر 13 نبوی
☆ جنگ خندق کس سن ہجری میں میں لڑی گئی؟ ❖ 5ھ
☆ صلح نامہ حدیبیہ کس سن ہجری میں طے پایا؟ ❖ ذیقعد 6ھ
☆ کس فتح کو پُرامن انقلاب کہا جاتا ہے؟ ❖ فتح مکہ کو

☆ حضرت آمنہؓ کی قبر کس مقام پر ہے؟ ❖ ابواء

☆ حضور اکرم ﷺ کا آخری غزوہ کون سا تھا؟ ❖ غزوہ تبوک

☆ بیعت عقبہ اولیٰ کیا تھی؟ اور کب ہوئی؟

❖ اہل مدینہ کی پہلی بیعت 6 انصاری صحابہ نے عقبہ پہاڑی کے دامن میں بیعت کی۔ ❖ 11 نبوی

☆ حضرت سلمان فارسیؓ کی وجہ شہرت کیا ہے؟

❖ غزوہ احزاب میں خندق کھودنے کی تجویز جس سے کفار اپنے ناپاک عزائم میں ناکام ہوئے۔

☆ عبداللہ بن ابی کون تھا؟ ❖ رئیس المنافقین

☆ قدیم عربوں کا پیشہ کیا تھا؟ ❖ تجارت، گلہ بانی، زراعت

☆ عرب کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

❖ عرب کے معنی ہیں صحرا و بے آب و گیاہ سرزمین (الرحیق المختوم)

☆ حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے آنحضور ﷺ نے کیا دعا فرمائی؟

❖ یا اللہ عمرو بن ہشام اور عمر بن الخطاب میں سے ایک کو قبول اسلام کی توفیق عطا فرما۔

☆ ابرہہ کا ذکر قرآن پاک کی کس سورت میں ہے اور کیسے؟

❖ سورہ فیل۔ اس نے ہاتھیوں کو ساتھ لے کر مکہ پر حملہ کیا تھا۔

☆ حرب فجار سے کیا مراد ہے؟

❖ حرام مہینوں میں لڑی گئی بنو کنانہ اور بنو ہوازن کے درمیان جنگ

☆ حضرت حمزہؓ کو کس نے اور کب شہید کیا؟ ❖ وحشی بن حرب۔ غزوہ احد میں۔

☆ مدینہ میں یہود کے کتنے قبیلے آباد تھے ان کے نام تحریر کریں؟

❖ تین۔ بنو قینقاع۔ بنو نضیر۔ بنو قریظہ

☆ خطبہ حجۃ الوداع میں کتنے مسلمان شریک تھے؟

❖ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا ایک لاکھ چوالیس ہزار (الرحیق المختوم)

☆ غزوہ خندق میں خندق کھودنے کی تجویز کس نے دی اور کہاں کے رہنے والے تھے؟

❖ سلمان فارسیؓ۔ فارس کے

☆ سیف اللہ کا خطاب کسے اور کیوں ملا؟

❖ خالدؓ بن ولید کو۔ غزوہ موتہ میں مسلمانوں کو محفوظ واپس لانے پر۔

☆ معراج شریف کا واقعہ نبوت کے کس سال پیش آیا؟ ❖ 27 رجب 10 نبوی

☆ حضور ﷺ کی اونٹنی کا کیا نام تھا؟ ❖ قصویٰ

☆ کس نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے سامنے تقریر کی تھی اور کیوں؟

❖ جعفرؓ طیار ——— عمرو بن العاص نے اہل مکہ کی طرف سے مطالبہ کیا تھا کہ مسلمان مہاجرین کو واپس کیا جائے۔

☆ ہجرت مدینہ کے وقت آنحضور ﷺ کا تعاقب کس نے کیا تھا اور کیوں؟

❖ سراقہؓ اور بریدہ اسلمیؓ نے تعاقب کیا اس لئے کہ قریش نے آپ ﷺ کی گرفتاری پر 200 اونٹ انعام مقرر کر رکھا تھا۔

☆ صلح نامہ حدیبیہ کس نے اور کب تحریر کیا تھا؟ ❖ حضرت علیؓ نے ——— 6ھ میں

☆ غزوہ احد میں کتنے تیراندزوں کا دستہ کس کی قیادت میں پہاڑ پر متعین تھا؟

❖ عبداللہؓ بن جبیر کی قیادت میں 50 تیرانداز مقرر کئے گئے تھے۔

☆ ورقہ بن نوفل کون تھے؟

❖ ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہ کے چچیرے بھائی تھے۔ پچھلی الہامی کتابوں کا علم رکھتے تھے اور حق کی تلاش میں عیسائی ہو گئے تھے۔

☆ عورتوں میں سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟

❖ حضرت خدیجہؓ نے جو حضور ﷺ کی شریک حیات تھیں۔

☆ مدینہ کے قریب سب سے پہلی مسجد کون سی ہے؟

❖ مسجد قباء۔ ہجرت کے بعد آپ نے چودہ روز قبا میں قیام فرمایا اور پہلی مسجد یہیں تعمیر کی۔

☆ ہجرت کے دوران آنحضورؐ کس غار میں ٹھہرے تھے؟ ❖ غار ثور میں۔

☆ آنحضورؐ کے والد ماجد کا نام کیا تھا؟ ❖ حضرت عبداللہ

☆ اہل صفہ کون لوگ تھے؟

❖ وہ صحابہ جو مسجد نبوی کے چبوترے 'صفہ' پر مقیم رہ کر حضور ﷺ سے فیض یاب ہوتے تھے۔

☆ غزوہ تبوک کب ہوا تھا؟ ❖ غزوہ تبوک 9ھ، 631ء میں وقوع پذیر ہوا۔

☆ حضرت عبدالمطلب کے کتنے بیٹے تھے؟ ❖ دس یا بارہ بیٹے تھے۔

☆ حضور اکرم ﷺ کا نام محمدؐ کس شخصیت نے رکھا؟ ❖ دادا عبدالمطلب نے۔

☆ جناب سرور کونین نے مدینہ منورہ میں کس کے گھر قیام فرمایا؟

❖ ابو ایوب انصاری۔ آپ کے ننھیالی قبیلے سے متعلق تھے۔

☆ دنیا کی پہلی اسلامی ریاست کہاں قائم ہوئی تھی؟ ❖ مدینہ منورہ میں۔

☆ اسلام کے پہلے موذن کون تھے؟ ❖ حضرت بلالؓ

☆ ''عام الفیل'' سے کیا مراد ہے۔

❖ جس سال ابرہہ نے ہاتھیوں کے ساتھ مکہ پر حملہ کر کے خانہ کعبہ کو ڈھانے کی کوشش کی اور فنا ہو گیا۔

☆ مدینہ سے تین میل دور رباط میں رکھے ہوئے بنو ہذیل کی معبود سواع کا بت توڑنے کی خدمت کس نے سرانجام دی؟ ❖ عمروؓ بن العاص نے

☆ فتح مکہ کے بعد عزیٰ کے بت کو توڑنے کی ذمہ داری کسے سونپی گئی؟ ❖ خالدؓ بن ولید کو

☆ غزوہ حنین کے بعد اہل طائف نے اسلام قبول کیا تو لات کے بت کو توڑنے کا کام کسے سونپا گیا؟

❖ مغیرہ بن شعبہ کو

☆ اہل یثرب کے پرانے معبودلات کا بت کس کے ہاتھ سے ٹوٹا۔ ❖ سعد بن زید اشہلی

☆ سفر ہجرت میں حضور ﷺ نے کتنے روز سفر میں گزارے؟

❖ تین روز غارِ ثور میں قیام کے علاوہ 8 دن مزید سفر میں۔ 22 صفر -- 8 ربیع الاول

☆ حضور ﷺ تک قیام فرمایا؟ ❖ 14 روز تک

☆ جنگ بدر میں قریش کے لشکر کی تعداد کتنی تھی؟ ❖ تقریباً ایک ہزار

☆ بدر میں جن دو بچوں نے کشتی لڑ کر لشکر میں شرکت کی اجازت لی ان کے نام بتایئے؟

❖ رافعؓ بن خدیج اور سمرہؓ بن جندب

☆ جنگ خندق کس سن ہجری میں لڑی گئی؟ ❖ ذوالحج 5ھ

☆ اسلام میں پہلے امیر حج کون تھے؟ ❖ حضرت ابوبکر صدیقؓ

☆ نبی کریم ﷺ کی وفات کا سن تحریر کریں؟ ❖ 12 ربیع الاول 11ھ - 7 جون 632ء

☆ مکہ کب فتح ہوا؟ ❖ 20 رمضان 8 ہجری 630ء

☆ حبشہ کے حکمران کا نام تحریر کیجیے؟ ❖ نجاشی اصحمہ

☆ حضور ﷺ کے کن دو چچاؤں نے اسلام قبول کیا؟ ❖ حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ

☆ حضور سے حضرت خدیجہؓ کا نکاح کا خطبہ کس نے پڑھا؟ ❖ حضرت ابو طالب

☆ زیدؓ بن حارث کون تھے؟

❖ حضور کے آزاد کردہ غلام، منہ بولے بیٹے، غزوہ موتہ کے سالار اول جنہوں نے وہاں جام شہادت نوش کیا۔

☆ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضرت عمرؓ نے اپنا کتنا سامان پیش کیا؟ ❖ نصف

☆ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضور ﷺ کے کون سے صحابی آپ کی طرف سے سفیر بن کر گئے؟

❖ حضرت عثمانؓ

☆ غارِ ثور مکہ سے کتنے فاصلے پر ہے؟ ❖ 5 میل

☆ بیعت عقبہ اولیٰ میں کتنے آدمی تھے؟ ❖ 12

☆ بیعت عقبہ ثانی میں کتنے آدمی تھے؟ ❖ ستر سے زیادہ

☆ حضور ﷺ کے ساتھ شادی کے وقت حضرت خدیجہ کی عمر کتنی تھی؟ ❖ 40 سال

☆ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کا نکاح کس سن ہجری میں ہوا؟ ❖ 2ھ

☆ دنیا کا پہلا تحریری دستور کون سا تھا؟ ❖ میثاق مدینہ

☆ جنگ بدر میں قریش مکہ کا کمانڈر کون تھا؟ ❖ عمرو بن ہشام ابوجہل

☆ بدر میں کفار کے لشکر کی تعداد کیا تھی؟ ❖ تعداد کم و بیش ایک ہزار تھی

☆ حضرت آمنہ کے والد کا کیا نام تھا؟ ❖ وہب بن مناف بنو زہرہ کے رئیس تھے

☆ دوسری ہجرت حبشہ میں کتنے لوگ شامل تھے؟ ❖ 82 یا 83 مرد اور 19 عورتیں

☆ حضری کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟ ❖ زمانہ جاہلیت میں جو شہروں میں رہتے تھے

☆ حضرت آمنہؓ کی وفات کے بعد آپ کی کفالت کس نے کی؟ ❖ آپ کے دادا عبدالمطلب نے

☆ حضور ﷺ سب سے پہلے کس معاہدہ میں شریک ہوئے؟ ❖ حلف الفضول

☆ جنگ احد میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟ ❖ 70

☆ حلف الفضول سے کیا مراد ہے؟

❖ بنوزہرہ، بنوتمیم اور قریش کے درمیان معاہدہ کہ مظلوم کی مدد کی جائے گی اس میں حضور بھی شریک تھے۔

☆ عرب میں سب سے پہلے بت کون لایا تھا اور کہاں سے لایا تھا؟

❖ عمرو بن لحی شام کے علاقہ بطرازیا سے

☆ عرب کے بڑے قبیلوں کے بتوں کے نام بتایئے؟

❖ (سواع، بنوہذیل، بنو مذحج اور جرش، یعوق، بنو ہمدان، ود، بنو کلب نسر، بنوحمیر، لات، بنوثقیف، منات بنواوس وخزرج، عزیٰ، بنوسلیم وبنوغطفان، ہبل، اہل مکہ کا جو خانہ کعبہ کی چھت پر نصب تھا۔

☆ جنوبی قبائل کو کس کس نام سے پکارا جا سکتا ہے؟

❖ بنوقحطان، بنوکلب، یمنی قبائل شام کے عیسائی بھی یمنی ہی تھے۔

☆ دوار کس کا بت تھا؟ ❖ کنواری لڑکیوں کا

☆ شہری مملکت مکہ کا بانی کون تھا؟ ❖ قصیٰ بن کلاب

☆ آنحضورؐ کی والدہ کا کیا نام تھا اور ان کا قبیلہ کونسا تھا؟ ❖ حضرت آمنہ، بنوزہرہ

☆ حرام مہینوں کے نام بتایئے؟ شعبان، ذی قعد، ذوالحجہ، محرم

☆ غلاموں اور خواتین میں سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟ ❖ زیدؓ بن حارث، حضرت خدیجہؓ

☆ حضورؐ کی دایہ کون تھیں؟ ❖ حلیمہ

☆ مدینہ میں آباد یہودی قبیلوں کے نام بتایئے؟ ❖ بنوقینقاع، بنونضیر، بنوقریظہ

☆ عمرو بن الحضرمی کون تھا؟

❖ قریش کا سردار جس کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے قریش نے بدر کا میدان گرم کیا۔

☆ بدر میں امیہ بن خلف کو کس نے بچانے کی کوشش کی اور کیوں؟

❖ عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے پرانی دوستی کی وجہ سے۔ حضرت بلال

☆ حضرت حمزہؓ کس جنگ میں اور کب شہید ہوئے؟

❖ جنگ احد میں وحشی بن حرب نے چھپ کر وار کیا۔

☆ جنگ خندق کو جنگ احزاب کیوں کہا جاتا ہے؟

❖ بہت سے لشکروں نے بیک وقت حملہ کیا تھا۔

☆ جنگ حنین کن کے درمیان ہوئی؟

❖ لشکر اسلام اور بنو ثقیف و بنو ہوازن کے درمیان

☆ حضرت عثمانؓ کا نکاح رسول کریمؐ کی کن بیٹیوں سے ہوا؟ ❖ رقیہؓ، ام کلثوم

☆ صلح حدیبیہ کو فتح مبین کیوں کہا گیا؟

❖ عمرہ کی اجازت دے کر قریش نے اسلام کو دین ابراہیمی مان لیا اور فتح مکہ کا پیش خیمہ

☆ جنگ موتہ میں مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟ ❖ تین ہزار

☆ خندق کھودنے کا مشورہ کس نے دیا؟ ❖ حضرت سلمان فارسی

☆ ابوایوب انصاریؓ کون تھے؟ ❖ حضور ﷺ کے میزبان۔ مزار قسطنطنیہ میں ہے۔

☆ حضرت ارقم کون تھے؟ ❖ وہ صحابی جن کے گھر کو تبلیغ اسلام کا مرکز بنایا گیا

☆ مواخات سے کیا مراد ہے؟ ❖ بھائی چارہ۔ ایک مہاجر ایک انصاری بھائی

☆ حضرت جعفر طیارؓ کون تھے؟

❖ حضرت علیؓ کے بھائی حبشہ میں نجاشی کے سامنے دعوتِ اسلام، غزوہ موتہ کے کمانڈر بنے شہید ہوئے

☆ رسول اللہ ﷺ کے سفر شام میں حضرت خدیجہؓ کا کونسا غلام آپ کے ساتھ تھا؟ ❖ میسرہ

☆ آنحضرت ﷺ کی پیدائش کس شہر میں ہوئی؟ ❖ مکہ میں

☆ حضرت محمد ﷺ کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟ نیز ان کے والد محترم کا نام بھی تحریر کریں؟

❖ بنو ہاشم، عبداللہ

☆ آنحضرت ﷺ نے کس کے کہنے پر کس ملک کا تجارتی سفر اختیار کیا؟

❖ حضرت خدیجہؓ

☆ ہجرت مدینہ کے وقت آنحضرت ﷺ کے ساتھ کس جلیل القدر صحابی نے سفر کیا؟

❖ حضرت ابوبکر صدیقؓ

☆ جنگ بدر کس سن ہجری میں لڑی گئی؟ اس میں مسلمانوں کی تعداد کیا تھی؟

❖ 2ھ، کم وبیش تین سو، عام خیال 313

☆ جنگ احد میں کونسے ممتاز صحابی شہید ہوئے؟ جن کو آپؐ نے سید الشہدا قرار دیا۔

❖ حضرت حمزہؓ۔ آپؐ کے چچا

☆ حضرت علیؓ نے کب اور کونسا قلعہ فتح کیا؟ ❖ خیبر۔ 7ھ

☆ یثرب میں آباد اسلام قبول کرنے والے دو قبائل کے نام لکھئے۔ ❖ بنو اوس، بنو خزرج

☆ نبی کریم ﷺ کی وفات کی تاریخ اور سن تحریر کیجئے۔ ❖ 12 ربیع الاول 11ھ

☆ عہد نبویؐ میں اسلامی حکومت کا سیکرٹریٹ کونسی جگہ تھی؟ ❖ مسجد نبوی

☆ حضرت آمنہ کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟ ❖ ابواء۔ جب حضور ﷺ کی عمر چھ سال تھی

☆ سریہ اور غزوہ میں فرق بیان کریں۔
❖ سریہ صحابہ کرام پر مشتمل دستے کی لڑائی، غزوہ جس میں حضور ﷺ نے خود شرکت فرمائی۔
☆ فتح مکہ کب ہوئی اس وقت مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟ ❖ 8ھ۔10 ہزار
☆ اسلام کے دفاع میں پہلا تیر کس نے چلایا اور کس قبیلے سے تعلق تھا؟
❖ شوال 1ھ میں سریہ رابغ، مسلمانوں کے قائد ابوعبیدہؓ بن حارث
☆ پہلی ہجرت حبشہ کب ہوئی اور کتنے مسلمان شامل تھے؟ ❖ 5 نبوی 12 مرد 4 عورتیں
☆ غزوہ تبوک کے بعد حضورؐ نے کس مسجد کو جلانے کا حکم دیا اور کیوں؟
❖ مسجد ضرار، سازشوں کا مرکز تھی۔
☆ رسول اکرم ﷺ سے شادی کے وقت حضرت خدیجہ کی عمر کیا تھی اور وہ کس قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ ❖ 40 سال بنو اسد
☆ شہروں اور مضافات میں بسنے والے عرب کیا کہلاتے تھے؟ ❖ حضری، بدری
☆ وہ کون سے نابینا صحابی تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا؟
☆ حضرت آمنہؓ کے والد اور والدہ کا نام کیا تھا؟
❖ وہب بن عبد مناف (بنو زہرہ سے) والدہ برہ بنت عبدالعزیٰ
☆ غزوہ بدر میں کتنے مسلمان شہید ہوئے اور کتنے کافر مارے گئے؟
❖ 14 مسلمان شہید 70 کافر مارے گئے۔
☆ حضور پاکؐ کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟ ❖ 9 ربیع الاول مکہ عام الفیل
☆ آپؐ نے (ہجرت مدینہ) روانگی سے پہلے کس کو اپنے بستر پر لٹایا؟ ❖ حضرت علیؓ
☆ جنگ بدر میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟ ❖ چودہ (14)
☆ خفیہ تبلیغ کا سلسلہ کتنے عرصہ جاری رہا اور کتنے لوگ مسلمان ہوئے؟ ❖ 3 سال تقریباً 125
☆ بنو نضیر کا سردار کون تھا؟ ❖ حیی بن اخطب
☆ حضرت حمزہ کس جنگ میں شہید ہوئے؟ ❖ غزوہ احد
☆ غزوہ تبوک میں سب سے زیادہ کس نے مالی ایثار کا ثبوت دیا؟
❖ حضرت عثمانؓ غنی نے سب سے زیادہ مال دیا اور حضرت ابوبکر صدیق نے گھر کا سارا اثاثہ پیش کیا۔
☆ فتح مکہ کو پرامن انقلاب کیوں کہا جاتا ہے؟
❖ مرکز عرب خون خرابے کے بغیر فتح ہوا اور لوگوں کے دل بھی جیت لئے۔
☆ غلاموں میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟ ❖ زیدؓ بن حارث
☆ آبِ زم زم کے پاس عورت نما بت کونسے رکھے ہوئے تھے؟ ❖ اساف اور نائلہ
☆ حضورؐ نے غار ثور میں کتنے دن قیام کیا؟ ❖ 3 دن

☆ آپ نے غزوہ احد میں مسلمان تیراندازوں کا سالار کس کو مقرر کیا؟ ❖ عبداللہؓ بن جبیر

☆ جنگ اُحد میں قریش کا سپہ سالار کون تھا؟ ❖ ابوسفیان

☆ حضرت ابوبکر کو صدیق کا لقب کیسے عطا ہوا؟ ❖ معراج نبوی کی تصدیق کرنے پر

☆ عام الفیل سے کیا مراد ہے؟ ❖ جس سال ابرہہ نے ہاتھیوں کے ساتھ مکہ پر حملہ کیا

☆ طاہرہ کس کا لقب ہے اور کیوں؟ ❖ خدیجہؓ پاکدامنی اور پاک بازی کے سبب

☆ اسلام کے پہلے شہید کا نام لکھیں۔ ❖ حارثؓ بن ابی ہالہ

☆ جنگ احد میں کتنے مسلمان شہید ہوئے۔ ❖ 70

☆ کعب بن اشرف کو کس نے قتل کیا؟ ❖ محمد بن مسلمہ انصاری اران کے ساتھی

☆ قرآن مجید نے فتح مبین کس کو قرار دیا؟ ❖ صلح حدیبیہ کو

☆ فتح مکہ کے موقع پر کعبہ کی چھت پر اذان کس نے دی؟ حضرت بلالؓ نے

☆ حضرت ابوجندلؓ کون تھے؟

❖ سہیل بن عمرو کے بیٹے جو صلح حدیبیہ کے موقعہ پر زنجیروں سمیت پہنچے۔

☆ غزوہ تبوک کس کے خلاف تھا؟ ❖ رومیوں کے خلاف

☆ عورتوں میں سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟ حضرت خدیجہؓ نے

☆ کن بتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھا جاتا تھا؟ ❖ منات، عزیٰ

☆ خانہ کعبہ کس نے تعمیر کیا؟ ❖ حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ اور حضرت جبریلؑ نے

☆ نجاشی کے دربار میں مسلمانوں کی واپسی کا مطالبہ کس قریشی سردار نے کیا؟ ❖ عمرو بن العاص

☆ بنو نضیر کا کون سا سردار بنو قریظہ کے ساتھ قتل ہوا؟ ❖ حُیی بن اخطب

☆ اسلام کی اولین درسگاہ کونسی تھی؟ ❖ دارِارقم

☆ حضرت عبدالمطلب کے والد کا نام لکھئے۔ ❖ ہاشم

☆ مواخات مدینہ میں حضورؐ نے اپنا بھائی کسے بنایا؟ ❖ حضرت علیؓ

❖ 70 صحابہ شہید، 30 کفار مارے گئے

☆ حضورؐ کے سفیر حارثؓ بن عمیر کو کس نے شہید کیا؟ ❖ بنوغسان کے سربراہ شرحبیل بن عمرو نے

☆ حضورؐ کی دو بیٹیوں کے نام لکھئے۔ ❖ حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ

❖ حضری شہروں میں آباد، بدوی مضافات میں رہنے اور صحرانورد

☆ بیعت عقبہ ثانی میں کتنے لوگ شامل تھے؟ ❖ 75 مرد اور دو عورتیں

عرب مستعربہ کون تھے؟ ❖ وہ عرب قبائل جو حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہیں

☆ رسول کریم ﷺ کی حالت بیماری میں مسجد نبوی کی امامت کے فرائض کس نے سرانجام دیئے تھے؟ ❖ حضرت ابوبکر صدیقؓ

☆ غزوہ احد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے کس قبیلہ کو مدینہ بدر کیا تھا؟ ❖ بنو

☆ مقوقش شاہِ مصر کو رسول اللہ کا خط ملا تو اس کا ردعمل کیا تھا؟
❖ اسلام قبول نہ کیا لیکن ایک خچر اور دو لونڈیاں تحفہ کے طور پر بھیجیں اور غور کا وعدہ کیا۔
☆ عمرو بن الحضرمی کیسے قتل ہوا؟
❖ غزوہ بدر سے پہلے عبداللہ بن جحش کے دستے سے تصادم میں۔
☆ حضرت بلال کا تعارف کرائیں۔
❖ امیہ بن خلف کے غلام تھے، حضرت ابوبکرؓ نے کرائے پر لے کر دوران سفر شام حضور کی خدمت پر لگایا، بے پناہ مظالم، ابوبکرؓ نے خرید کر آزاد کیا، مؤذن، بدر میں امیہ بن خلف کو قتل کیا۔
☆ رسول پاک ﷺ نے اپنا آخری خطبہ کب اور کہاں دیا تھا؟
❖ 9 ذی الحجہ 10ھ۔ میدان عرفات مکہ
☆ حبشہ کے بادشاہ کا کیا نام تھا؟ اور اس کا مذہب کیا تھا؟
❖ نجاشی اصحمہ، عیسائی، مسلمان ہوگیا۔
☆ حضور پاک ﷺ کی دو بیویوں کے نام لکھیں۔
❖ حضرت عائشہؓ، حضرت خدیجہؓ، حضرت حفصہؓ
☆ ابرہہ کون تھا؟
❖ حبشہ کی طرف سے یمن کا عیسائی گورنر جس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے حملہ کیا
☆ رسول پاک ﷺ کے پہلے اور آخری غزوہ کا نام لکھیں۔ ❖ غزوہ بدر۔ غزوہ تبوک
☆ حضرت حمزہؓ کو کس نے اور کب شہید کیا؟ ❖ وحشی بن حرب، غزوہ احد
☆ عرب کے دو اہم قبیلوں کے نام لکھیں۔ ❖ بنو عدنان، بنو قحطان
☆ حضور پاک ﷺ کے دو چچاؤں کے نام لکھیں۔ ❖ عباسؓ، ابوطالب
☆ عامر بن فہیرہ کہاں شہید ہوئے؟
❖ غزوہ احد کے بعد بنو کلاب کا سردار عامر بن طفیل دین سکھانے کے بہانے 70 صحابہ کو لے گیا اور راستے میں غداری کر کے شہید کر دیا ان میں عامر بن فہیرہ بھی تھے ان کا قاتل جبار بن سلمٰی کلابی ان کی شہادت کی عظمت سے متاثر ہو کر مسلمان ہوگیا۔
☆ ان صحابی کا نام لکھئے جو غزوہ بدر میں کھجوریں کھا رہے تھے انہوں نے کھجوریں پھینک دیں اور شوق شہادت میں بہت سوں کو قتل کر کے شہید ہوئے؟ ❖ عمیر بن حمام
☆ کون مدعی نبوت بعد میں مسلمان ہوگیا تھا؟ ❖ طلیحہ اسدی
☆ غار ثور میں حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق کو بکریوں کا دودھ کون مہیا کرتا تھا؟
❖ حضرت ابوبکر کا غلام عامرؓ بن فہیرہ
☆☆ اسیران بدر کی رہائی کا فیصلہ کس کے مشورہ سے ہوا؟ ❖ ابوبکر صدیقؓ کے مشورے سے
☆ حلف الفضول کا یہ نام کیوں رکھا گیا؟

❖ بنو جرہم کی ایک تنظیم حلف الفضول کے نام پر جس کے ارکان فضل فضالہ، مفضل اور فضیل تھے

☆ حجر اسود کا مختصر تعارف کروائیں

❖ جنت سے لایا ہوا کالے رنگ کا پتھر جو خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب ہے

☆ پہلی وحی کس سورہ میں درج ہے؟ ❖ سورۃ علق

☆ آپؐ نے دعوت عام کا آغاز کہاں سے کیا؟ ❖ صفا کی پہاڑی سے

☆ اسلام کا پہلا شہید کون تھا؟

❖ حضرت خدیجہؓ کے پہلے شوہر کے بیٹے حارثؓ بن ابی ہالہ

☆ نجاشی کے دربار میں مسلمانوں کی واپسی کا مطالبہ کس نے کیا؟ ❖ عمرو بن العاص نے

☆ حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد بنو ہاشم کا سردار کسے چنا گیا؟ ❖ ابولہب کو

☆ مسجد نبوی کی زمین کی قیمت کس نے ادا کی؟ ❖ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے

☆ مواخات مدینہ میں حضور ﷺ نے کس کے ساتھ رشتہ اخوت قائم کیا؟ ❖ حضرت علیؓ کے ساتھ

☆ ابوجہل کو کس نے قتل کیا؟ ❖ معاذؓ بن عمرو۔ معاذؓ بن عفراء

☆ ابوالبختری کہاں قتل ہوا؟ ❖ میدان بدر میں

☆ ابولہب کیسے مرا اور کہاں؟ ❖ طاعون یا چیچک سے، مکہ میں

☆ حضور ﷺ کے والد عبداللہ کی قبر کہاں ہے؟ ❖ مدینہ منورہ میں

☆ حضور ﷺ کی والدہ کی قبر کہاں ہے؟ ❖ ابواء مدینہ کے قریب ایک وادی میں

☆ جب آپ ﷺ کی والدہ کا انتقال ہوا آپ کی عمر کتنی تھی؟ ❖ 6 سال

☆ جب آپ ﷺ کے دادا کا انتقال ہوا آپ کی عمر کتنی تھی؟ ❖ 8 سال دو ماہ

☆ عبدالمطلب کا اصل نام بتائیے؟ ❖ عامر لقب شیبہ

☆ عبدالمطلب اس نام سے کیوں مشہور ہوئے؟

❖ آپ کو آپ کے چچا مطلب نے پالا تھا اس لیے ان کی طرف منسوب ہوئے

☆ عبدالمطلب کو شیبہ کیوں کہتے تھے؟

❖ شیبہ کے معنی بوڑھا آپ کے سر پر پیدائشی طور پر کچھ بال سفید تھے

☆ عبدالمطلب کے ننھیال کون تھے؟ ❖ بنو نجار۔ مدینہ میں

☆ حضور ﷺ کی رضاعی ماؤں کے نام بتائیے؟ ❖ ثویبہ ابولہب کی لونڈی اور حلیمہ سعدیہ

☆ آپ کے کون سے چچا آپ کے دودھ شریک بھائی تھے؟ ❖ حضرت حمزہؓ

☆ ابوطالب کا اصل نام کیا تھا؟ ❖ عبدمناف

☆ ابوطالب کی کنیت کی وجہ کیا تھی؟ ❖ ان کے ایک بیٹے کا نام طالب تھا

☆ حضور ﷺ نے سید الشہد کسے قرار دیا تھا؟

❖ حضرت حمزہؓ کو غزوہ احد میں ان کی شہادت کے موقعہ پر

☆ حضور ﷺ کے کس چچا کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے؟ ❖ ابولہب کا

☆ حضرت حمزہؓ کو کس نے شہید کیا تھا؟ اور کس کے کہنے پر؟

❖ وحشی بن حرب نے، ہندہ زوجہ ابوسفیان کے کہنے پر

☆ ہندہ نے حضرت حمزہ کو کیوں شہید کروایا؟

❖ اس کا باپ عتبہ ان کے ہاتھ سے بدر میں قتل ہوا تھا

☆ وحشی بن حرب نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا؟ اس کا کوئی اور کام جس کی وجہ سے وہ مشہور ہوا؟

❖ مسلمان ہوگیا اور بعد میں جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کو بھی قتل کیا

☆ غزوہ بدر میں آپ کے کون سے چچا قیدی بن کر مدینہ آئے؟ ❖ عباس

☆ بیعت عقبہ ثانی میں آپ کے کون سے چچا آپ کے ہمراہ تھے؟ ❖ حضرت عباسؓ

☆ آپ کے کون سے چچا نے مکہ میں رہ کر کفار مکہ کے منصوبوں سے آپ کو مطلع کیا؟ ❖ حضرت عباسؓ

☆ عتیبہ کی موت کیسے واقع ہوئی؟

❖ حضورؐ نے دعا کی تھی کہ یا اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر دے اور اسے سفر شام کے دوران ایک بھیڑیے نے پھاڑ کھایا تھا

☆ ابولہب کے کون سے بیٹے نے آپ ﷺ کی بیٹی ام کلثوم کو طلاق دی تھی؟ ❖ عتیبہ

☆ ام کلثومؓ کا نکاح آپ ﷺ نے کس سے کیا؟ ❖ حضرت عثمانؓ سے

☆ آپ ﷺ کی کون سی دوسری بیٹی حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں؟ ❖ حضرت ام کلثوم

☆ حضرت حمزہؓ کی شہادت کے بعد ان کا کلیجہ کس نے چبایا؟ ❖ ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان

☆ جعفر طیار کو ''طیار'' کیوں کہتے ہیں؟

❖ حضور کا ارشاد کہ میں نے جعفر کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا ہے

☆ حضرت جعفر حبشہ سے کب واپس لوٹے؟ ❖ فتح خیبر کے دن

☆ آپ ﷺ کی کس چچری بہن نے آپ کو معراج کا واقعہ بیان نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا؟

❖ ام ہانیؓ بنت ابوطالب

☆ سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟

❖ عورتوں میں حضرت خدیجہ بچوں میں حضرت علیؓ، غلاموں میں زیدؓ بن حارث، مردوں میں ابوبکر صدیقؓ

☆ حضور ﷺ کا نام محمد کس نے رکھا؟ ❖ دادا عبدالمطلب نے

☆ آپ ﷺ کا نام احمد کس نے رکھا؟ ❖ والدہ حضرت آمنہ نے

☆ آپ ﷺ کا نکاح کس نے پڑھایا تھا؟ ❖ عمرو بن اسد

☆ خطبہ نکاح کس نے پڑھا؟ ❖ ابوطالب، ورقہ بن نوفل

☆ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ نکاح کے بعد حضور ﷺ کتنی مرتبہ تجارتی سفر پر گئے؟

❖ بالکل نہیں گئے ضرورت نہ تھی

☆ حضور ﷺ کی عمر نکاح کے وقت کتنی تھی؟ ❖ 25 سال 2 ماہ

☆ نزول وحی کے وقت آپ پر سورۂ علق کی کتنی آیات نازل ہوئیں؟ ❖ پانچ

☆ ابتدائی دور میں حضور ﷺ کی تبلیغ و دعوت کا مرکز کہاں تھا؟ ❖ دارِ ارقم میں

☆ حضور ﷺ کے ساتھ گفت وشنید کے لیے سردارانِ مکہ نے کسے بھیجا تھا؟ ❖ عتبہ بن ربیعہ

☆ طائف کے کن سرداروں کو آپ نے اسلام کی دعوت دی؟ ❖ عبد یالیل، مسعود، حبیب

☆ آپ نے دو آدمیوں کا نام لے کر دعا فرمائی یا اللہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو اسلام کی توفیق دے وہ کون تھے؟ ❖ عمرو بن ہشام ابوجہل عمر بن خطاب (فاروق اعظمؓ)

☆ سفر معراج میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کس مقام پر آگے جانے سے معذرت کر دی تھی؟

❖ سدرۃ المنتہیٰ

☆ کس کافر نے حضور ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کی؟ ❖ عقبہ بن ابی معیط

☆ عتبہ کے باغ میں حضور کی دعوت سے کون متاثر ہوا؟ ❖ عتبہ کا غلام عداسؓ

☆ ہجرت کی رات آپ ﷺ نے کس کو اپنے بستر پر سلایا تھا؟ ❖ حضرت علیؓ

☆ غزوہ بدر کس تاریخ کو ہوا؟ ❖ 17 رمضان المبارک 2ھ

☆ رئیس المنافقین کسے کہتے ہیں؟ ❖ عبداللہ بن ابی سلول کو

☆ وہ کون تھا جو مکہ سے حضرت محمد ﷺ پر حملہ کرنے کے لیے آیا تھا لیکن مسلمان ہو گیا؟

❖ عمیر بن وہب

☆ جنگ بدر سے حاصل ہونے والی تلوار جو حضور ﷺ نے اپنے لیے پسند فرمائی؟ ❖ ذوالفقار

☆ اسیران بدر میں سے دو دشمنان دین قتل کیے گئے تھے ان کے نام بتائیے؟

❖ نضر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط

☆ حضور ﷺ کا ایک داماد اسیران بدر میں شامل تھا جس کی رہائی کے لیے آپ کی صاحبزادی حضرت زینب نے ایک ہار فدیہ کے طور پر بھیجا تھا اس کا نام بتائیے؟ ❖ ابوالعاص

☆ جنگ احد کے موقعہ پر کس کافر کو حضور ﷺ نے نیزہ مار کر زخمی کیا؟ ❖ ابی بن خلف

☆ غزوہ احد میں کس کی شہادت پر لوگوں کو شک گزرا کہ حضور کو شہید کر دیا گیا ہے؟ ❖ مصعبؓ بن عمیر

☆ غزوہ احد میں کس صحابی نے حضورؐ کے قدموں میں جان دی؟ ❖ حضرت زیادؓ بن سکن

☆ بنو قریظہ نے کس کو حکم (ثالث) تسلیم کیا تھا جس کے فیصلے سے ان کے مرد قتل کیے گئے اور عورتیں اور بچے غلام بنائے گئے؟ ❖ حضرت سعدؓ بن معاذ

☆ کون کافر خندق عبور کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا؟ ❖ عمرو بن عبدود

☆ خیبر کا قلعہ قموص کس نے فتح کیا؟ ❖ حضرت علیؓ

☆ کس جھوٹے نبی نے حضور ﷺ کو لکھا تھا کہ نبوت کا نصف حصہ میرے حوالے کرو؟ ❖ مسیلمہ

☆ فتح مکہ کے موقعہ پر خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر کس نے اذان دی؟
❖ حضرت بلالؓ بن طرماح

☆ کس مدعی نبوت کو اس کے گھر والوں ہی نے قتل کر دیا تھا؟ ❖ اسود عنسی

☆ خانہ کعبہ کی دیواروں کو تصویروں سے پاک کرنے کا کام کسے سونپا گیا؟ ❖ حضرت عمرؓ کو

☆ فتح مکہ کے موقعہ پر کن دشمنان دین کو قتل کرنے کے احکام جاری ہوئے؟ ❖ عبداللہ بن خطل اور حویرث

☆ وہ کون سا غزوہ تھا جس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سارا اثاثہ حضور کی خدمت میں پیش کیا؟
❖ غزوہ تبوک

☆ حضور ﷺ کا یوم وصال بنایئے؟ ❖ 12 ربیع الاول 11ھ بروز پیر

☆ حضور ﷺ کے بیٹوں کے نام بتایئے؟ ❖ قاسمؓ، عبداللہؓ، ابراہیمؓ

☆ حضور ﷺ کی بیٹیوں کے نام بتایئے؟ ❖ زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، فاطمہؓ

☆ آپ ﷺ کی کنیت کیا تھی؟ اور کیوں؟ ❖ ابوالقاسم اپنے صاحبزادے قاسم کی وجہ سے

☆ حضور ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے صحابی کا نام بتایئے؟ ❖ حضرت ابوبکر صدیقؓ

☆ جنگ بدر پر آپ کے سائبان پر پہرہ کس نے دیا؟ ❖ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے

☆ حضور ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے؟ اس بحث پر فیصلہ کن رائے کس نے دی؟
❖ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے

☆ حضور ﷺ کے نکاح پر آنے سے پہلے حضرت حفصہؓ کے شوہر کا کیا نام تھا؟
❖ حضرت حنیس بن حذافہ

☆ غارِ ثور کیوں مشہور ہے؟ ❖ ہجرت کے وقت آپ ﷺ نے وہاں تین دن قیام فرمایا تھا

☆ غار حرا مکہ سے کتنے فاصلے پر ہے؟ ❖ تین میل

☆ حضرت حمزہؓ کا حضور ﷺ سے کیا تعلق تھا؟ ❖ آپ ﷺ کے چچا تھے

☆ بیعت عقبہ ثانی میں کتنے افراد تھے؟ ❖ 73 مرد 2 عورتیں

☆ حضرت فاطمہ اور حضرت علی کا نکاح کس سن میں ہوا؟ ❖ 2ھ

☆ مسلمانوں نے مکہ کب فتح کیا؟ ❖ 8ھ/630ء

☆ خطبہ حجۃ الوداع کب اور کہاں دیا گیا؟ ❖ 9 ذی الحج 10ھ مقام عرفات

☆ حضور ﷺ کی زندگی میں کس کس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا؟
❖ اسود عنسی نے یمن میں اور مسیلمہ کذاب نے بنو حنیفہ میں

☆ حضور ﷺ نے اپنے وصال سے تھوڑا عرصہ پہلے شام کی طرف جو لشکر روانہ کیا اس کا سپہ سالار کس کو بنایا گیا؟ ❖ اسامہؓ بن زیدؓ بن حارث کو

☆ مدینہ کی اسلامی ریاست کس معاہدہ کے تحت قائم ہوئی؟ ❖ میثاق مدینہ

☆ عرب میں یہودیوں کا آخری مرکز خیبر کس نے فتح کیا ❖ حضرت علیؓ

☆ حضرت علی نے خیبر میں کس یہودی سردار کو قتل کیا تھا؟ ❖ مرحب

☆ حضور ﷺ نے روم کے کس بادشاہ کو دعوتی خط لکھا تھا؟ ❖ ہرقل

☆ کس فرمانروا نے حضور ﷺ کا نامہ مبارک پھاڑ دیا تھا؟ ❖ کسریٰ خسرو پرویز (ایران)

☆ یمن کے کس ایرانی گورنر نے اسلام قبول کیا؟ ❖ باذان

☆ حضرت جعفر طیارؓ نے کس کے دربار میں اسلام کی نمائندگی کی تھی؟ ❖ اصحمہ نجاشی شاہ حبشہ

☆ قرآن میں ثانی اثنین کس کو قرار دیا ہے؟ ❖ حضرت ابوبکر صدیقؓ

☆ حضرت بلالؓ آزاد ہونے سے پہلے کس کے غلام تھے؟ ❖ امیہ بن خلف

☆ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں نے پہلا حج کب کیا؟ اور امیر حج کون تھے؟

❖ 9ھ، حضرت ابوبکر صدیق

☆ ''عتبہ'' کون تھا اور اس کی موت کیسے واقع ہوئی؟

❖ عتبہ بن ربیعہ سرداران مکہ میں سے تھا۔ جنگ بدر میں قتل ہوا۔

☆ حضور ﷺ کی تلوار کا نام تحریر کریں جو آپؐ نے غزوہ بدر میں استعمال کی تھی۔ ❖ ذوالفقار

☆ حضور ﷺ کی اونٹنی کا نام تحریر کریں۔ ❖ قصویٰ

☆ عشرہ مبشرہ میں شریک اشخاص کے نام بتائیں۔

❖ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، سعیدؓ بن زید، سعدؓ بن ابی وقاص

☆ سراقہ بن جعشم جب بار بار گھوڑے سے گرا اور ڈرنے کے بعد اس نے آپؐ سے پناہ مانگی تو آپؐ نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

❖ امان نامہ، کسریٰ کے کنگن پہننے کی بشارت۔

☆ اس شخص کا نام بتائیں جس کے ساتھ وعدہ ایفاء کرنے کی خاطر حضور ﷺ ایک جگہ تین دن مقیم رہے۔ ❖ عبداللہؓ بن ابی الحمسا (بعد میں مسلمان ہوگئے)

☆ سب سے پہلا اسلامک سنٹر کونسا تھا جہاں تعلیم و تربیت دی جاتی تھی؟ ❖ دارارقم

☆ حضور ﷺ کن میلوں میں جا کر اسلام کی تبلیغ کرتے تھے؟ ❖ عکاظ، ذوالمجاز

☆ اہل صفہ کون تھے؟

❖ وہ صحابہ جو مسجد نبوی کے چبوترے پر بیٹھ کر دین سیکھتے تحریک اسلامی کے ہمہ وقتی کارکن تھے۔

☆ اس صحابی کا نام بتایئے جس نے اپنے منافق باپ کو خود قتل کرنے کی پیش کش کی تھی؟

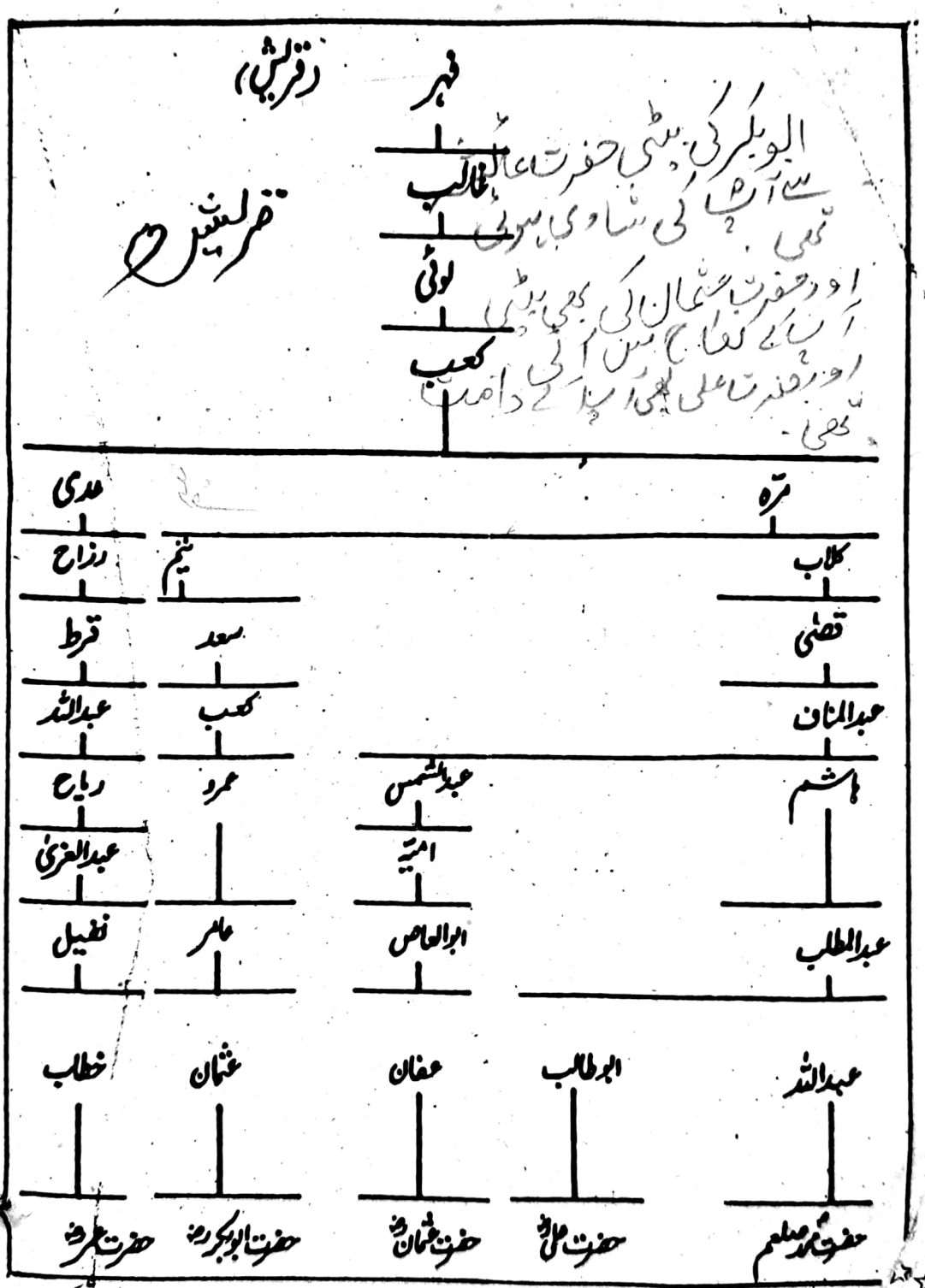
❖ عبداللہ بن عبداللہ نے اپنے باپ عبداللہ بن ابی کو قتل کرنے کی پیشکش کی تھی۔

☆ کس لشکر کے سالار ایک آزاد کردہ غلام تھے؟

❖ غزوہ موتہ، زیدؓ بن حارث، اسلامی لشکر کے سالار تھے۔

✿ ✿ ✿

# خلفائے راشدین کا شجرہ نسب



8

# خلافت راشدہ (i)

## حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ

ربیع الاول 11ھ تا 13ھ — 632ء تا 634ء

### تعارف

### ابتدائی حالات

حضرت ابوبکر صدیق کا تعلق قریش کی شاخ بنو تیم بن مرہ سے تھا۔ والد کا نام ابو قحافہ اور والدہ کا نام سلمٰی تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب چھ واسطوں سے حضور ﷺ سے مل جاتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ حضور ﷺ سے کم و بیش سوا دو سال چھوٹے تھے۔ ان کے گھر والوں نے ان کا نام عبدالکعبہ رکھا تھا لیکن قبول اسلام کے بعد حضور ﷺ نے تبدیل کر کے عبداللہ رکھ دیا۔ آپ کی کنیت ابوبکر تھی۔ دربار رسالت سے آپ کو دو لقب بھی ملے تھے۔ زمانہ قبل از اسلام میں بھی شراب، جوا، بدکاری اور بددیانتی جیسے کبیرہ گناہوں سے بچنے کی وجہ سے آپ کو العتیق[1] (آزاد) کا لقب ملا تھا جس کے معنی یہ تھے کہ وہ عذاب دوزخ سے آزاد قرار دیے گئے۔ صدق کو اپنانے اور نبوت کی صدق دل سے تصدیق کرنے کے سبب کو "صدیق" کا لقب ملا۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قریش کے ممتاز نوجوانوں میں سے تھے۔ تیغ زنی، شاہسواری، تیر اندازی اور دیگر فنون حرب سیکھنے کے ساتھ ساتھ آپ نے لکھنا پڑھنا بھی سیکھا تھا۔ آپ مکہ کے اُن سترہ یا انیس نوجوانوں میں سے تھے جو لکھ پڑھ سکتے تھے۔ آبائی پیشہ تجارت تھا جس کے سبب بچپن خوشحال گزرا۔

آپ نے پہلا تجارتی سفر اٹھارہ سال کی عمر میں حضور ﷺ کی معیت میں کیا۔ حضور کی عمر اس وقت بیس سال سے قدرے زیادہ تھی۔ آپ نے حضرت بلال کو ان کے مالک سے کرایہ پر لے کر حضور ﷺ کی خدمت پر مامور کر دیا۔ (غالباً اس سفر کے دوران بلال کا دل انوار مصطفیٰ سے منور ہونے لگا تھا) حضرت ابوبکرؓ مکہ میں کپڑے کی ایک دکان کے مالک تھے اور مکہ کے بہت مالدار آدمی نہ سہی خوشحال افراد میں ضرور شمار ہوتے تھے۔ قبول اسلام کے وقت ان کے پاس چالیس ہزار درہم کا سرمایہ موجود تھا جو انہوں نے اُخروی تجارت میں لگا دیا۔

## عہدِ نبوی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمات اسلام

حضرت ابوبکرؓ صدیق کا تعلق بنو تیم بن مرہ سے تھا۔ اس خاندان کو مکہ کی شہری ریاست میں دیت و قصاص کا فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ آپ کے والد ابو قحافہ نابینا ہو گئے تھے اس لئے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو چھوٹی عمر میں ہی یہ فریضہ سرانجام دینا پڑتا تھا پیشہ تجارت تھا مکہ میں کپڑے کی

[1] عباس محمود العقاد نے لکھا ہے کہ یہ نام اُن کی والدہ محترمہ نے رکھا تھا۔ ابوبکر ص 34

دکان تھی نہایت نرم مزاج، ملنسار اور خوش معاملہ تاجر تھے۔ پہلا تجارتی سفر اٹھارہ سال کی عمر میں حضور ﷺ کی معیت میں کیا۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر 20 سال تھی۔ اس سفر میں حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو ان کے آقا سے کرایہ پر لے کر حضورؐ کی خدمت پر مامور کیا۔ اس سفر نے نہ صرف آپ کی دوستی پکی کر دی بلکہ حضرت بلالؓ کا سینہ بھی محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت سے بھر دیا یہی محبت بعد میں قبول اسلام کا باعث بنی۔

## قبول اسلام اور اشاعت اسلام

حضرت ابوبکرؓ صدیق (پرانا نام عبدالکعبہ، حضور ﷺ کی طرف سے رکھا گیا نام عبداللہ، کبیرہ گناہوں سے بچنے کے سبب لقب العتیق اور حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کے سبب صدّیق) مردوں میں سے سب سے پہلے اسلام لائے آپ سے پہلے عورتوں میں سے حضرت خدیجہؓ اور بچوں میں سے حضرت علیؓ ایمان لا چکے تھے۔ لیکن آپ کے قبول اسلام کے بعد اسلام فی الواقعہ ایک تحریک بن گیا کیونکہ آپ نے قریشی معاشرے میں سے چن چن کر بہترے اسلام کے پرچم کے نیچے جمع کئے ان میں سے حضرت عثمانؓ، بن عفان، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ بن ابی وقا، عثمانؓ بن مظعون، ابو عبیدہؓ بن الجراح، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، ابوسلمہؓ اور ارقمؓ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے اکثر کو دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ جب کوئی شخص اسلام قبول کرنا چاہتا تھا وہ بالعموم حضرت ابوبکرؓ ہی سے رابطہ قائم کرتا۔ اس طرح آپ کو پیغمبر اسلام ﷺ کے نمائندے کی حیثیت حاصل تھی۔

ایک مرتبہ آپ مظالم سے تنگ آ کر ہجرت کر گئے لیکن دل نہیں چاہتا تھا۔ راستے میں ابن الدغنہ ملا جو مکہ کا ایک بااثر قبائلی سردار تھا۔ اس نے آپ کو واپس آنے پر آمادہ کر لیا لیکن جب اگلے روز صبح آپ نے اپنے گھر کی مسجد میں بلند آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کی تو اس نے آپ کو اس سے منع کیا۔ آپ نے اس کی پناہ واپس کر دی اور فرمایا کہ میں اللہ کی پناہ پر راضی ہوں مجھے کسی اور کی پناہ نہیں چاہئے۔

## مسلمانوں غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا

آپ کی ایک اہم خدمت یہ ہے کہ آپ نے ان مظلوم مسلمانوں کو خرید کر آزاد کر دیا جن پر اس کے کافر آقا ظلم ڈھا رہے تھے ان میں حضرت بلالؓ، عامرؓ بن فہیرہ اور زنیرہؓ اور نہدیہؓ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

## سورۃ روم کا نزول اور حضرت ابوبکرؓ کی شرط

اس زمانے کی دو معروف بڑی طاقتوں میں سے اہل مکہ کی ہمدردیاں ایران کے ساتھ تھیں اور وہ روم کی عیسائی طاقت کو مسلمانوں کے ساتھ منسلک کرتے تھے۔ جب دونوں کی جنگ میں روم کو شکست ہو گئی اور اس پر تبصرہ کرتے ہوئے سورۃ روم نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے چند سال میں روم کی فتح کی خوشخبری دی۔ اس پر ایک کافر ابی بن خلف نے مذاق اڑایا آپ نے قرآن کی حقانیت پر یقین کامل کی وجہ سے اس کے ساتھ شرط لگائی کہ چند سال میں (جن کی تعداد 9 تک ہو

سکتی تھی) روم دوبارہ غالب آ جائے گا اور قرآن کے الفاظ میں ''اس وقت اہل ایمان بھی اپنی کامیابی پر خوشی منا رہے ہوں گے۔'' 2ھ میں جنگ بدر میں مسلمان کامیاب ہوئے اسی سال روم و ایران کی دوبارہ جنگ ہوئی اور روم کو فتح حاصل ہوئی۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے ابی بن خلفؓ (جو جنگ بدر میں زخمی ہو کر مر چکا تھا) کے وارثوں سے سو اونٹ لے کر صدقہ کر دیئے کیونکہ اب شرط حرام ہو چکی تھی۔

## معراج نبوی کی تصدیق

حضور ﷺ نے معراج کا واقعہ بیان تو ابوجہل نے اسے ناممکن قرار دے کر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا کہ دیکھو تمہارا دوست کیسی عجیب وغریب باتیں سنا رہا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے فرمایا کہ اگر محمد ﷺ کہتے ہیں تو بالکل سچ کہتے ہیں۔ اس تصدیق کی خبر پر دربار رسالت سے آپ کو صدّیق کا خطاب ملا۔

## سفر ہجرت میں ساتھ

حضور ﷺ نے تمام صحابہ کرام کو ہجرت کی اجازت دے دی اور آخر پر خود ہجرت کا فیصلہ فرمایا اور اپنے ساتھ سفر کے لئے اپنے جاں نثار ابوبکرؓ صدیق کو منتخب کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس ہمراہی کو سراہا ہے۔ ①

## مسجد نبوی کی تعمیر

حضرت ابوبکرؓ صدیق کفار کے خلاف مسلح تصادم کے تمام مراحل میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔

① غزوہ بدر میں حضور ﷺ کے دفاع کی ذمہ داری آپ پر تھی۔
② غزوہ احد میں مشکل ترین لمحات میں آپ کا ساتھ حضور ﷺ کو میسر تھا۔
③ غزوہ بدر کے بعد قیدیوں کی رہائی کے بارے میں فیصلہ آپ ہی کی رائے کے مطابق کیا گیا۔
④ غزوہ خندق میں بھی حضور ﷺ کے معاون خصوصی تھے۔
⑤ یہود مدینہ کے خلاف کارروائیوں میں بھی آپ شریک تھے۔
⑥ صلح حدیبیہ میں بھی آپ حضور ﷺ کے مشیر خاص تھے۔
⑦ خیبر کی مہم میں آپ نے ایک روز قلعہ قموص پر حملے کی قیادت کی۔
⑧ فتح مکہ اور غزوہ حنین میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے اور آزمائش کی ہر گھڑی میں ثابت قدم رہے۔
⑨ غزوہ تبوک کے موقعہ پر گھر کی ہر چیز خدمت اقدس میں پیش کر دی اور جان و مال کے ایثار کا حق ادا کر دیا۔

## سفر حج کی قیادت

حضور ﷺ نے حجتہ الوداع سے پہلے حضرت ابوبکرؓ صدیق ہی کو امیر حج مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔ اور آپ ہی کو سورۃ توبہ کی تنبیہ اور فیصلہ کن احکام عوام کو سنانے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ②

---

① سورہ توبہ، رکوع 6
② اعلانِ برأت کے لئے مدینہ سے حضرت علیؓ کو خصوصی نمائندہ بنا کر بھیجا گیا تھا۔

**حضور ﷺ کی علالت کے دوران امامت**

حضور ﷺ نے اپنے آخری ایام میں مسجد نبوی کی امامت آپ ہی کو سونپی نیز ارشاد فرمایا کہ مسجد نبوی کی طرف کھلنے والے تمام دروازے بند کروا دیئے جائیں سوائے حضرت ابوبکرؓ کے دروازے کے۔ آپ نے ایک سوال کرنے والی عورت کو فرمایا کہ اگر پھر آؤ اور مجھ سے ملاقات نہ ہو تو ابوبکرؓ کے پاس چلی جانا۔ یہ دراصل آپ کے منصب خلافت کی طرف اشارہ تھا۔

## خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

**سقیفہ بنی ساعدہ**

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد بھی ان کی تجہیز و تکفین بھی نہ ہوئی تھی منافقین کی سازشوں کی وجہ سے خلاف کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اطلاع ملی کہ کچھ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہیں اور مسئلہ خلافت پر جذباتی انداز میں گفتگو کر رہے ہیں چونکہ یہ مسئلہ نہایت اہم تھا اگر اس سلسلے میں امت مسلمہ میں کوئی اختلاف پیدا ہو جاتا تو امت کا شیرازہ حضور کے فوراً بعد ہی بکھر جاتا اس لئے آپ حضرت عمر فاروقؓ اور ابوعبیدہؓ بن الجراح کو ساتھ لے کر فوراً وہاں پہنچے۔

انصار کی خلافت کو عام قبائل عرب تسلیم نہیں کر سکتے تھے کیونکہ قریش کا احترام مدتوں سے ان کے دل و دماغ میں پیوست تھا لیکن اس کے برعکس وہ بنو اوس و خزرج کو کوئی خاص حیثیت نہ دیتے تھے۔ نیز قبائل بنو اوس و خزرج قدیم زمانے میں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا رہے تھے اس لئے بنو خزرج کا خلیفہ بنو اوس کے نزدیک پسندیدہ نہ تھا۔ اس سے زیادہ خطرناک صورت حال اس وقت پیدا ہوئی جب کسی نے سوال کیا کہ اگر چہ مہاجرین نے کسی انصاری کی خلافت کو تسلیم نہ کیا تو کیا ہوگا؟ ایک دوسرے انصاری نے اس کا جواب یہ دیا کہ ہم ان سے کہیں گے کہ ایک خلیفہ ہم نے انصار میں سے بنا لیا ہے۔ اپنے لئے خلیفہ مہاجرین میں سے بنا لو اور اگر اس بات پر بھی وہ رضا مند نہ ہوں تو ہم بزور شمشیر ان کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ ظاہر ہے بیک وقت دو خلفاء کا ہونا یہ معنی رکھتا تھا کہ مسلمان متحد نہیں بلکہ منتشر ہو جائیں۔

اس موقع پر صدیقؓ، فاروقؓ، اور امین الملتؓ، ابوعبیدہؓ بن الجراح بھی پہنچ گئے۔ حضرت عمرؓ نے تقریر کرنی چاہی لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ کی طبیعت کی سختی سے واقف تھے۔ انہوں نے انہیں روک دیا اور خود کھڑے ہو کر تقریر شروع کی، صدیق اکبرؓ کا احترام انصار اور مہاجرین سبھی کرتے تھے اس لئے سب نے ان کی بات کو خاموشی سے سنا، آپ نے فرمایا:

"مجھے تم لوگوں کے فضائل و مناقب اور خدمات اسلامی سے انکار نہیں لیکن عرب قریش کے علاوہ اور کسی خاندان کی قیادت تسلیم نہیں کر سکتے، پھر مہاجرین اپنے تقدم فی الاسلام اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاندانی تعلق رکھنے کی وجہ سے آپ کی جانشینی کے زیادہ مستحق ہیں۔ لہذا امیر مہاجرین سے ہوا اور وزیر انصار میں سے۔"

حبابؓ بن منذر و انصاری نے اس کے جواب میں اپنی تجویز پیش کی کہ ایک امیر ہم میں سے ہو ایک تم میں سے لیکن ان کے جواب میں ایک دوسرے انصاری صحابی بشیرؓ بن سعد نے کہا۔

''بے شک آں حضرت ﷺ قبیلہ قریش سے تھے اور ان کے خاندان والے ہی ان کی خلافت کے زیادہ مستحق ہو سکتے ہیں یہ ٹھیک ہے کہ ہم نے اسلام کی نصرت کی، اور ہم سابق الایمان ہیں لیکن ہمارا اسلام لانا اور رسول اللہ ﷺ کی امداد کے لئے مستعد ہو جانا محض اس لئے تھا کہ خدائے واحد ہم سے راضی ہو جائے اس کا معاوضہ ہم دنیا میں نہیں چاہتے اور نہ ہم خلافت و امارت کے معاملے میں مہاجرین سے کوئی جھگڑا کرنا پسند کرتے ہیں۔''

حبابؓ بن منذر نے جواب دیا کہ تم نے بڑی بزدلی کی بات کہی ہے اور بنے بنائے کام کو بگاڑنا چاہتے ہو لیکن بشیرؓ نے کہا کہ میں بزدلی کی بات نہیں کرتا بلکہ اظہار حق کر رہا ہوں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔ الائمة من القریش (امام قریش میں سے ہوں گے) اس قول کی بہت سے اور انصاریوں نے بھی تصدیق کی چنانچہ حبابؓ اور ان کے حامیوں نے اپنی رائے تبدیل کر لی گویا سب لوگ اصولی طور پر اس امر پر متفق ہو گئے کہ خلیفہ قریش میں ہونا چاہیے۔

## بیعت خلافت

لوگوں کے خاموش ہوئے ہی حضرت صدیقؓ نے لوگوں سے کہا کہ یہ عمرؓ اور ابوعبیدہؓ دونوں آپ کے سامنے موجود ہیں جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو۔ یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر فرمایا کہ ''آپ ہم سب سے بہتر اور رسول اکرم ﷺ کے سب سے زیادہ مقرب ہیں لہٰذا ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔

حضرت صدیقؓ کی شخصیت سب کے لیے محترم تھی اس لئے جو لوگ اب تک متذبذب تھے ان کو بھی کم سے کم آپ کی ذات پر پورا اعتماد تھا اس لئے سب دوڑ پڑے اور اس طرح اسلامی حکومت کو چلانے کی ذمہ داری ایک متفق علیہ شخصیت پر پڑ گئی۔

## حضرت ابوبکرؓ کی تقریر

بیعت انصار کے بعد آپ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور دیگر مسلمانوں نے بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے بعد آپ نے ایک نہایت اہم تقریر کی جو ہر دور کے مسلمانوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا:

''میں آپ لوگوں پر حکمران بنایا گیا ہوں حالانکہ میں آپ میں سے سب سے بہتر انسان نہیں ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے یہ منصب اپنی رغبت اور خواہش سے نہیں لیا ہے، نہ میں یہ چاہتا تھا کہ کسی دوسرے کی بجائے یہ مجھے ملے، نہ میں نے کبھی خدا سے اس کے لئے دعا کی، نہ میرے دل میں کبھی اس کی حرص پیدا ہوئی۔ میں نے تو اسے بادلِ ناخواستہ اس لئے قبول کیا ہے کہ مجھے مسلمانوں میں فتنہ اختلاف اور عرب میں فتنہ ارتداد برپا ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ میرے لئے اس منصب میں کوئی راحت نہیں ہے بلکہ یہ ایک بارِ عظیم ہے جو مجھ پر

ڈال دیا گیا ہے جس کے اٹھانے کی طاقت مجھ میں نہیں ہے۔ الّا یہ کہ اللہ ہی میری مدد فرمائے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ میری بجائے کوئی اور یہ بار اٹھالے۔ اب بھی اگر آپ لوگ چاہیں تو اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی اور کو اس کام کے لئے چن لیں۔ میری بیعت آپ کے راستے میں حائل نہ ہوگی۔ آپ لوگ اگر مجھے رسول اللہ ﷺ کے معیار پر جانچیں گے اور مجھ سے وہ توقعات رکھیں گے جو حضور ﷺ سے آپ رکھتے تھے تو میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ شیطان سے محفوظ تھے اور ان پر آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی۔ اگر میں ٹھیک کام کروں تو میری مدد کیجئے اور غلط کروں تو مجھے سیدھا کر دیجئے۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت، تمہارے درمیان جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ میں اس کا حق اسے دلواؤں انشاء اللہ (اگر خدا چاہے) اور تم میں سے جو طاقت ور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک میں اس سے حق وصول کروں انشاء اللہ (اگر خدا چاہے) کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی قوم اللہ کی راہ میں جہاد چھوڑ دے اور اللہ اس پر ذلت مسلط نہ کر دے اور کسی قوم میں فواحش پھیلیں اور اللہ اس کو عام مصیبت میں مبتلا نہ کر دے۔ میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور رسول ﷺ کا مطیع رہوں اور اگر میں اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت تم پر نہیں ہے۔ میں پیروی کرنے والا ہوں نئی راہ نکالنے والا نہیں ہوں۔"

**خطبہ خلافت کی اہمیت** حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خطبہ خلافت بعض اہم نکات کا حامل ہے جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

1- **خود حکومت طلب کرنا جائز نہیں:** حضرت ابوبکرؓ نے واضح فرمایا کہ میں نے نہ کبھی خلافت کی خواہش کی نہ اس کے لئے دعا کی نہ اس کو اپنی خواہش سے قبول کیا۔ اس سے یہ مستقل شرعی اصول سامنے آیا کہ خود حکومت کی خواہش جائز نہ ہے۔

2- **ذمہ داری کا احساس:** حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کو بار عظیم یعنی بہت بڑا بوجھ قرار دیا یہ بات اس ذمہ داری کے احساس پر شاہد ہے ہر ذمہ دار کو محسوس کرنا چاہیے کہ امت مسلمہ کی قیادت ایک بار عظیم ہے۔ ①

3- **سنت کی پابندی کا عہد:** حضرت ابوبکر صدیقؓ نے واضح کر دیا کہ خلیفہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کے تابع ہے اور وہ خدا اور رسول کے فیصلوں کے خلاف فیصلہ کرنے کا حق نہیں رکھتا آپ نے فرمایا کہ میں اطاعت کرنے والا ہوں نئی راہ نکالنے والا نہیں۔

4- **اطاعت صرف معروف میں:** آپ نے واضح فرما دیا کہ جب تک خلیفہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے مطابق چلے اس وقت تک اس کی اطاعت فرض ہے، اگر وہ ان حدود سے تجاوز کرے

① آج کے دور میں ہر سیاسی لیڈر طلب جاہ رکھتا ہے۔

تو اطاعت فرض نہیں۔

5- **ظالم سے حق لینا اور مظلوم کی دادرسی:** خلیفہ الرسول نے پہلے خطاب میں حقوق کی ادائیگی کا مطالبہ کیا۔ زیادتی کرنے والے کی زیادتی ختم کرنا اور مظلوم کو اس کے حقوق دلوانا حکومت کی ذمہ داری قرار پائی۔

6- **جہاد کی تلقین:** جہاد فی سبیل اللہ کو امت کی زندگی کی ضمانت قرار دیا اور اسے ترک کرنے والوں کو اللہ کی طرف سے ذلت مسلط ہونے کی وعید سنائی۔

7- **فواحش پھیلنے کا انجام:** حضرت ابوبکر صدیقؓ نے واضح کیا کہ جس قوم میں فواحش (بے حیائی زنا کاری اور اخلاقی برائیاں) پھیل جاتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلت مسلط ہو جاتی ہے۔

## حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مشکلات

**مسلمانوں کے باہمی اختلافات** آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اگرچہ مسلمان خلافت صدیقی کے پرچم تلے جمع ہو گئے تھے لیکن تاحال ان میں وہ اتحاد پیدا نہیں ہوا تھا جو آں حضرت ﷺ کے زمانے میں تھا۔ سعدؓ بن عبادہ نے جن کو سقیفہ بنی ساعدہ میں خلیفہ بنانے کی تجویز زیر غور تھی حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی تھی۔ اس لئے منافقین مہاجرین و انصار میں باہمی چپقلش کروانے کی نت نئی تدبیریں کرتے رہتے تھے اسی طرح بعض روایات کے مطابق اہل بیت رسول اور ہاشمی معززین نے حضرت صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں تاخیر کی کیونکہ وہ خود کو خلافت کا زیادہ مستحق خیال کرتے تھے ان حالات میں حضرت صدیق اکبرؓ کی معمولی لغزش بھی مسلمانوں میں انتشار پیدا کر سکتی تھی۔

**فتنہ ارتداد** آں حضرت ﷺ کے وصال کے ساتھ ہی نومسلم بدو عرب دین سے منحرف ہو گئے اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اسلامی حکومت کی سیاسی قوت سے مرعوب ہو کر اسلام قبول کیا تھا اور وہ دین کو ابھی تک پوری طرح سمجھتے نہ تھے۔ بت پرستی ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد بظاہر اسلامی حکومت میں وہ مضبوطی نہ رہی تھی اس لئے انہوں نے دوبارہ اپنے پرانے معبودوں کی پرستش شروع کر دی۔

**مدعیان نبوت** آنحضرت ﷺ یتیم پیدا ہوئے تھے لیکن نبوت کی وجہ سے آپ کو پورے عرب کے تاجدار کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی اور مومنین کا ایک مضبوط گروہ پیدا ہو گیا جو آپ پر جان چھڑکتا تھا۔ بعض حقیقت ناشناس لوگوں نے سوچا کہ نبوت کی طاقت حاصل کرنے کا اچھا طریقہ ہے چنانچہ سرزمین عرب میں جگہ جگہ جھوٹے پیغمبروں کا ظہور ہونا شروع ہو گیا۔ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ بن خویلد تین مردوں کے علاوہ ایک عورت سجاح کو بھی دعویٰ پیغمبری کا شوق چرایا، ان جھوٹے مدعیان نبوت کا استیصال ضروری تھا ورنہ ناپختہ مسلمانوں کے گمراہ ہو جانے کے

پورے امکانات تھے۔ بالخصوص اس لئے بھی قبائلی تعصب ابھی پوری طرح سے ختم نہ ہوا تھا اور لوگ یہ کہتے تھے کہ ہمارا (بنو ربیعہ کا) جھوٹا نبی قریش کے سچے نبی سے بہتر ہے۔

**مانعین زکوٰۃ** عرب کسی حکومت کو ٹیکس دینا پسند نہیں کرتے تھے، کیونکہ مدتوں سے وہ بالکل آزاد چلے آ رہے تھے اور ان سے کبھی کسی نے ٹیکس وصول نہ کیا تھا۔ اسلامی حکومت نے اس کے برعکس ان سے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے شروع کر دیئے۔ اگرچہ یہ جمع شدہ ٹیکس انہیں کے غربا و مساکین میں تقسیم ہو جاتا تھا لیکن انہیں یہ بات گوارا نہ تھی کہ کوئی ان سے ٹیکس کا مطالبہ کرے، چنانچہ انہوں نے یہ محسوس کیا کہ ان کی آزادی چھن گئی ہے اور عمال کو زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا، یہ لوگ دین کی تمام باتوں میں ایمان رکھتے تھے لیکن زکوٰۃ ادا کرنے سے انکاری تھے۔

**شام کے عیسائی** بنو غسان کے ساتھ تصادم آنحضرت ﷺ کے زمانہ ہی سے شروع ہو چکا تھا جنگ موتہ میں عیسائی مسلمانوں کی قوت کا اندازہ کر چکے تھے۔ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ کس طرح مٹھی بھر مسلمان پوری عیسائی فوج کو شکست دے سکتے ہیں جنگ تبوک میں انہیں اسی لئے مقابلے پر آنے کی ہمت ہی نہ ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود بنو غسان کی پشت پر سلطنت روم کی پوری قوت تھی اس وجہ سے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اتنی جلدی باز آ جائیں۔ آنحضرت ﷺ کے آخری ایام میں انہوں نے اسلامی حکومت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی تھی اور اس کے سدباب کے لئے آنحضرت ﷺ نے اسامہؓ بن زید کی سرکردگی میں ایک لشکر بھی تیار فرمایا تھا لیکن آپ کی رحلت کی وجہ سے وہ لشکر رک گیا تھا۔ آپ کی وفات کی خبر سے عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے تھے الغرض عیسائی قوتوں کی طرف سے شدید خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔

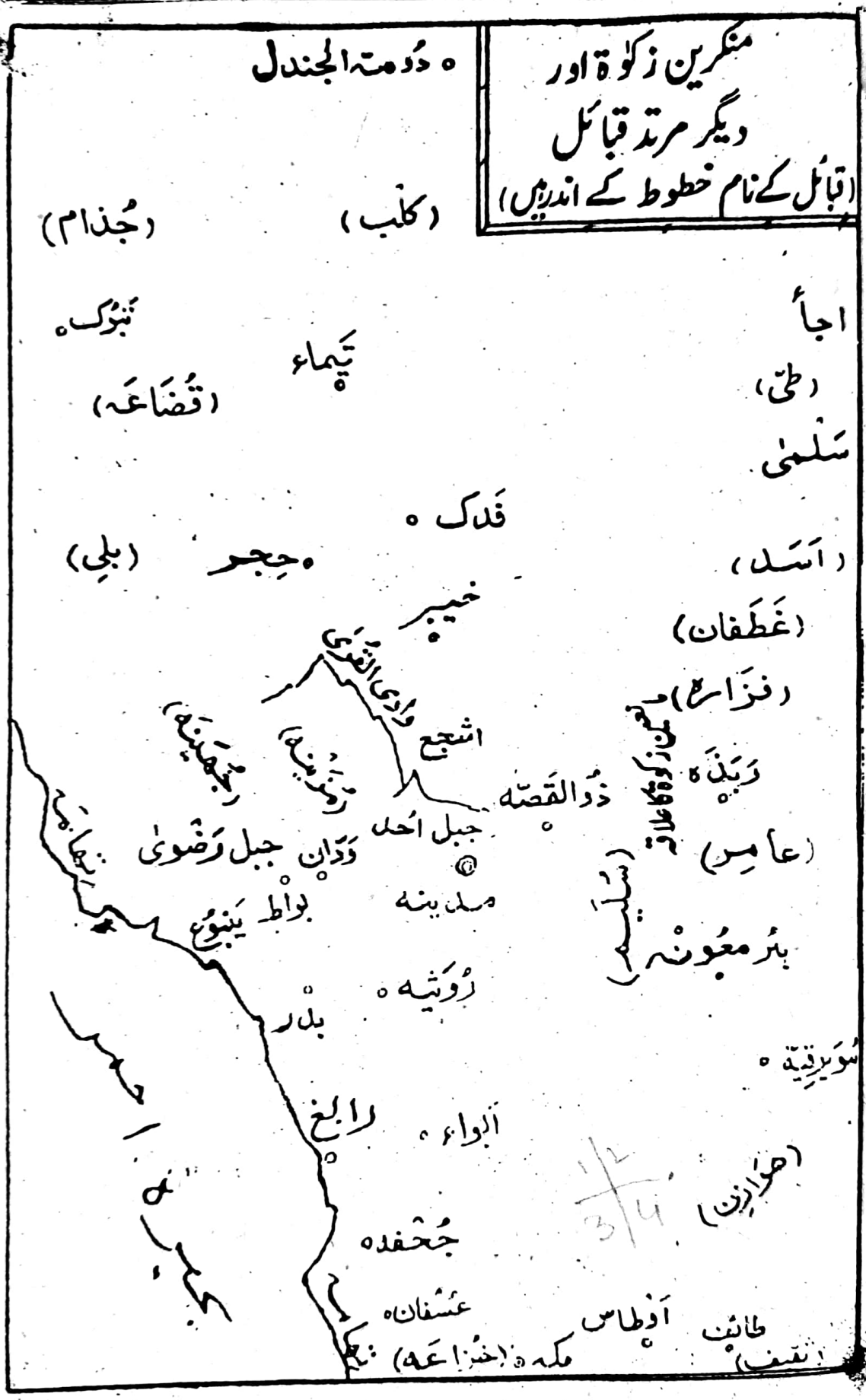
## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقدامات

حضرت ابوبکرؓ نے اسلامی حکومت کو مندرجہ بالا خطرات سے بچانے کیلئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے۔

**اسامہؓ بن زید کے لشکر کی روانگی** حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ بنتے ہی سب سے پہلے اسامہؓ بن زید کا لشکر روانہ فرمایا، مانعین زکوٰۃ اور مرتدین کی بغاوتوں کی وجہ سے اکثر صحابہ کرامؓ کی رائے یہ تھی کہ اسامہؓ کے لشکر کو روانہ نہ کیا جائے لیکن حضرت ابوبکرؓ کا جواب یہ تھا کہ۔

> "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مدینہ میں اتنا سناٹا ہو جائے کہ درندے آ کر میری ٹانگیں نوچیں تب بھی اس مہم کو جس کی روانگی کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا نہیں روک سکتا۔"

یہ جواب حضرت ابوبکرؓ کے ارشاد نبوی ﷺ پر عمل کرنے کے عزم کا آئینہ دار تھا۔ اس سے یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ محض نامساعد حالات کی بناء پر خدا اور رسول ﷺ کے احکام کو پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا۔


منکرین زکوٰۃ اور
دیگر مرتد قبائل
(قبائل کے نام خطوط کے اندر ہیں)
دُومۃ الجندل
(کلب)
(جُذام)
تبوک
تیماء
(قُضاعہ)
اجأ
(طی)
سَلمیٰ
فدک
(اَسَد)
حِجر
(بلی)
خیبر
(غَطَفان)
(فزارہ)
وادی القریٰ
اشجع
ربذہ
ذُوالقصّہ
(عامر)
جبل اُحد
مدینہ
وَدّان
جبل رَضوٰی
ینبوع
بواط
بئر معونہ
رُوَیثہ
بدر
سُوَیرقیہ
رابغ
اَبواء
(ہوازن)
جُحفہ
عُسفان
اَوطاس
طائف
(ثقیف)
مکہ
(خزاعہ)

حضرت ابوبکرؓ نے یہ لشکر روانہ فرمایا، اور خود اسے رخصت کرنے کے لئے پا پیادہ مدینہ کے باہر تک گئے۔ چالیس دن کے بعد یہ لشکر کامیاب و کامران واپس لوٹا۔ بظاہر حالات نہایت تشویشناک تھے لیکن لشکر کی روانگی کے نہایت خوشگوار اثرات مرتب ہوے اہل شام اس وجہ سے مقابلے پر نہ آئے کہ نہ جانے مسلمانوں کے پاس کتنی قوت ہے جو داخلی انتشار کے باوجود ہمارے مقابلے کے لئے نکل آئے ہیں اور باغی قبائل جو مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار ہو رہے تھے اس لئے رک گئے کہ اس قوت کا مقابلہ جو سلطنت روم کا مقابلہ کرنے چلی ہو اتنا آسان نہیں ہے۔ اس طرح سے مسلمانوں کو تمام مشکلات پر یکے بعد دیگرے قابو پانے کا موقعہ مل گیا اور وقتی طور پر عیسائیوں کی مخالفت دب گئی۔

**مدعیان نبوت کا استیصال**

خاتم یعنی حضور ﷺ نے واضح طور پر اعلان فرما دیا تھا کہ وہ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کسی نبی کی آمد متوقع نہیں لیکن دعویٰ نبوت کو ایک نفع بخش کاروبار سمجھتے ہوئے بہت سے لوگوں نے اپنی پیغمبری کا اعلان کر دیا۔ اسامہ کے لشکر کی واپسی کے بعد آپ نے ان کذّابوں کی طرف توجہ فرمائی۔

(1) طلیحہ بن خویلد اسدی کے خلاف خالدؓ بن ولید کی قیادت میں فوج بھیجی گئی۔ عدی بن حاتم طائی نے بنو طے کو طلیحہ کی حمایت سے الگ کر لیا۔ باقی ماندہ فوج کو خالدؓ کے ہاتھوں شکست ہوئی طلیحہ خود شام بھاگ گیا جہاں چند سال بعد اس نے تجدید اسلام کر لی، اور مدینہ واپس چلا آیا۔

(2) مسیلمہ کذّاب کے خلاف آپؓ نے شرحبیلؓ بن حسنہ اور عکرمہؓ بن ابوجہل کو بھیجا، عکرمہؓ بن ابوجہل نے بنوحنیفہ پر قبل از وقت حملہ کر دیا اور شکست کھائی۔ حضرت ابوبکرؓ کو جب اس شکست کی خبر پہنچی تو انہوں نے خالدؓ بن ولید کو اس مہم پر متعین فرمایا، اسی دوران سجاح بنت حارث جو عورت ہونے کے باوجود مدعی نبوت تھی مسیلمہ سے جا ملی، اور اس نے مسیلمہ کے ساتھ شادی کر لی۔ خالدؓ نے ان دونوں کی متحدہ فوجوں کو شکست دی، مسیلمہ میدان جنگ ہی میں قتل ہوا اور سجاح بھاگ کھڑی ہوئی۔

(3) اسود عنسی کی اپنی جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اس کی اپنی جماعت کے ایک فرد فیروز نے اس کو قتل کر دیا، اس طرح مدعیان نبوت کا استیصال ہو گیا۔ (تفصیل آگے آئے گی)

**مرتد امراء کا استیصال**

کچھ قبائل شیوخ محض خودسری کی وجہ سے مرتد ہو گئے تھے، مدعیان نبوت کے بعد ان کی باری آئی۔ نعمان بن منذر کے مقابلے کے لئے علاء بن الحضرمی کو بحرین بھیجا گیا، خذیفہؓ، لقیط بن مالک کا مقابلہ کرنے کے لئے عمان روانہ ہوئے اور زیاد کو کندہ کے علاقہ کے باغیوں کے استیصال پر مامور فرمایا گیا، تینوں مہمات اپنے مقاصد میں کامیاب رہیں، لقیط بن مالک قتل ہوا اور باقی باغیوں نے اطاعت قبول کر لی۔

**مانعین زکوٰۃ** مانعین زکوٰۃ نے مسئلہ میں بھی اس طرح اختلاف رائے تھا، جیسے لشکر اسامہؓ کو بھیجنے کے بارے میں تھا۔ بعض کبار صحابہ کا خیال تھا کہ یہ لوگ کلمہ گو مسلمان ہیں لیکن صرف زکوٰۃ سے منکر ہیں ان پر تلوار نہیں اٹھائی جا سکتی۔ حضرت ابوبکرؓ کی دینی بصیرت نے یہاں بھی نہایت صحیح فیصلہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔

''خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بکری کا ایک بچہ بھی زکوٰۃ میں دیتا تھا اگر وہ اسے دینے سے انکار کرے گا تو میں اس کے مقابلے میں جہاد کروں گا۔''

چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ بھی جو پہلے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کے مخالف تھے قائل ہو گئے اور دین میں تحریف کے امکانات ختم ہو گئے بصورت دیگر اس چیز کا امکان تھا کہ وہ لوگ جو صرف آج زکوٰۃ کے منکر ہیں کل صوم وصلوٰۃ یا کسی اور دینی حکم سے انکاری ہو جائیں اور اس انکار کو صحابہ کے عمل کی وجہ سے سند جواز مل جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے تمام مانعین زکوٰۃ کے خلاف فوجیں روانہ فرمائیں اور بنو عبس اور بذوذبیان کے خلاف خود گئے، اس طریقہ سے مانعین زکوٰۃ کا بھی سد باب ہو گیا۔

**مسلمانوں کے باہمی اختلافات** حضرت ابوبکرؓ کے مند خلافت پر بیٹھتے وقت مسلمانوں کے اندر جو اختلافات پائے جاتے تھے آپ نے ان کا علاج بھی کیا۔ اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کیا کہ وہ تمام مسلمانوں کے نمائندے ہیں۔ مہاجرین، انصار یا کسی قبیلے کے نمائندے نہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ آپ کی ذات پر پوری طرح متحد رہے (بعض روایات کے مطابق) سعدؓ بن عبادہ نے بیعت نہیں کی تھی۔ آپ نے ان سے تعرض نہ کیا۔ اس لئے کوئی فتنہ پیدا نہ ہوا۔ حضرت علیؓ اور ہاشمی صحابہ کرامؓ میں اگر چہ یہ احساس تھا کہ عرب کی روایات کے مطابق خلافت ان کا حق ہے لیکن انہوں نے بھی امت مسلمہ کا اجتماعی فیصلہ مان لیا اس کے علاوہ آپ نے جو حسن سلوک اہل بیت رسول ﷺ کے ساتھ کیا حضرت علیؓ نے بیعت کرتے ہوئے خود ہی اس کا اعتراف فرمایا، سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے خارجہ خطرات کا مقابلہ پوری جرات سے کیا اور مسلمانوں کی توجہ داخلی اختلافات سے ہٹا کر اصل خطرات پر مرتکز کر دی، چنانچہ ایران و شام کی سرحد پر جہاد کی موجودگی میں کوئی مسلمان مسئلہ خلافت کو چھیڑ کر انتشار نہیں پھیلانا چاہتا تھا۔

القصہ حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنتے ہی اتنے زیادہ مسائل درپیش تھے کہ آپ کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو شائد ان کو حل نہ کر سکتا لیکن آپ کی حق پسندی، تقویٰ، حسن سیرت، عقل وحکمت، دور اندیشی، صبر واستقامت اور جذبہ اتباع سنت نے ان تمام مسائل کو حل کر دیا۔

## فتنہ ارتداد کے اسباب

حضور ﷺ کی وفات کے بعد بہت سے عرب قبائل باغی ہو گئے ان میں سے بعض تو بالکل مرتد ہو کر اپنے آبائی دین بت پرستی کی طرف لوٹ گئے چند قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر کے مرکزی حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ نبوت کے جھوٹے دعویداروں نے بھی کئی بااثر قبائل کو ورغلا کر بغاوت پر آمادہ کر لیا۔ اس طرح عملاً عرب کا بڑا علاقہ مرتد ہو گیا اس فتنہ ارتداد کے پھیلنے کے اسباب مندرجہ ذیل تھے۔

**ایمان کی ناپختگی** آنحضرت ﷺ کے آخری زمانے میں جو قبائل عرب ایمان لائے تھے ان میں ایمان کی پختگی ابھی نہیں آئی تھی قرآن کے بیان کے مطابق یہ لوگ گروہ در گروہ مسلمان ہوئے تھے، لہٰذا ان کی تربیت نہیں ہو سکی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد انہوں نے خیال کیا کہ اسلام بھی داعی اسلام کے ساتھ ہی دفن ہو جائے گا اس وجہ سے انہوں نے اسے ترک کرنا شروع کر دیا۔

**آزادی کی خواہش** قبائل عرب مدتوں سے کسی مرکزی حکومت کے عادی نہ تھے، وہ مکمل آزادی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اگرچہ یہ مادر پدر آزادی ان کے انتشار اور نقصان کا باعث تھی۔ اسلامی حکومت کے قیام سے ان کی یہ آزادی چھن گئی تھی اور اس کو دوبارہ حاصل کرنا چاہتے تھے چنانچہ موقعہ ملتے ہی انہوں نے اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔

**زکوٰۃ سے نفرت** قبائل عرب کسی کو ٹیکس ادا کرنا اپنی توہین سمجھتے تھے زکوٰۃ اگرچہ ان سے وصول کر کے انہی کے ناداروں میں تقسیم کر دی جاتی تھی تاہم وہ اسے ادا کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ بعض قبائل نے اسلام کے دیگر تمام عقائد اور احکام کو تسلیم کرنے کا وعدہ کیا بشرطیکہ انہیں زکوٰۃ سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔

**لوٹ مار کی عادت** بعض عرب قبائل لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کے عادی تھے فتح مکہ کے بعد ان میں اتنی طاقت تو نہ تھی کہ اسلامی حکومت کا مقابلہ کرتے اس لئے ہوا کا رخ دیکھتے ہوئے مسلمان ہو گئے لیکن ڈاکہ زنی ان کا پیشہ تھا اس وجہ سے اسلام کی پابندیوں سے بہت پریشان تھے چنانچہ موقعہ ملتے ہی وہ اسلام سے منحرف ہو گئے۔

**نبوت ذریعہ اقتدار** بعض طالع آزما لوگوں نے یہ خیال کیا کہ دعویٰ نبوت کی وجہ سے آنحضرت ﷺ شہنشاہ عرب بن گئے ہیں اس لئے انہیں بھی حصول اقتدار کیلئے یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے چنانچہ انہوں نے اپنے اپنے قبیلہ میں دعویٰ نبوت کر دیا۔

**قبائلی تعصب** یمنی و مضری قبائل میں رقابت صدیوں سے چلی آ رہی تھی آنحضرت ﷺ کا تعلق مضری قبائل کے گروہ سے تھا۔ اس لئے یمنی قبائل اطاعت قبول کرتے

ہوئے ہچکچا رہے تھے چنانچہ مسیلمہ کی پیغمبری کے چلنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ اس کے حامی یہ کہتے تھے کہ ہمارے لئے ربیعہ کا جھوٹا نبی مضر کے سچے نبی سے عزیز تر ہے۔

## فتنہ ارتداد کا استیصال

**عبس و ذبیان کا مقابلہ** جب اسامہؓ بن زید کا لشکر روانہ ہو چکا تو مانعین زکوٰۃ میں سے قبیلہ عبس اور ذبیان نے بنو اسد و بنو کنانہ کے بعض آدمیوں کو ساتھ ملا کر مدینہ پر حملہ کر دیا، حضرت ابوبکرؓ نے پہلے سے حفاظتی تدابیر اختیار کر رکھی تھی۔ مدینہ میں موجود تمام مجاہدین کو تیار رہنے کا حکم دیا جا چکا تھا اور حضرت علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ اور عبداللہؓ بن مسعود چار صحابہ پر مشتمل حفاظتی دستہ مدینہ کے گرد چکر لگا رہا تھا تاکہ بروقت خطرے سے مطلع کیا جا سکے۔ چنانچہ اطلاع ملتے ہی صدیق اکبرؓ نے مجاہدین کو روانہ فرمایا جنہوں نے حملہ آوروں کو بھگا دیا، لیکن دوسری طرف سے پھر حملہ آور ہوئے اس دفعہ خود خلیفہ ان کے مقابلے کے لئے نکلے اور انہیں شکست دی اور ذوالقصہ تک ان کا تعاقب کیا اگرچہ انہوں نے ایک بار پھر مدینہ پر چھاپہ مارا لیکن مدینہ اب ان کے حملے سے محفوظ ہو چکا تھا۔

**دین حق کی دعوت** اسامہؓ کی واپسی پر آپ نے ایک دعوتی فرمان تمام قبائل عرب میں بھیجا، اس فرمان میں حمد و ثناء کے بعد یہ بیان کیا گیا تھا کہ

> ''رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرائض کو پوری تندہی سے ادا کیا اور تکمیل دین کے بعد وفات پا گئے آپ کی وفات قانون قدرت کے عین مطابق تھی اور قرآن مجید کی واضح آیات میں اس کی پیش گوئی پہلے سے موجود تھی، جو محمدؐ کی عبادت کرتے تھے انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ محمدؐ فوت ہو گئے ہیں اللہ حی و قیوم ہے نہ وہ فوت ہوا ہے نہ اسے نیند یا اونگھ آتی ہے پس تم اسلام کو دوبارہ قبول کرو، اور اللہ کے احکام کی اطاعت کرو۔ میں تمہاری طرف مہاجرین و انصار پر مشتمل لشکر بھیج رہا ہوں اور انہیں ہدایت کر رہا ہوں کہ جو کوئی ایمان لائے اس کی اعانت کی جائے، اور جو انکار کرے اس سے مقابلہ کیا جائے پس جو ایمان لائے اس کے لئے بہتری ہے ورنہ وہ خدا کو عاجز نہیں کر سکتا۔ میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ میرے اس اعلان کو ہر جگہ مجمع عام میں پڑھ کر سنا دے۔''

**گیارہ لشکر** اس فرمان کے بھیجنے کے بعد صدیق اکبرؓ نے مجاہدین کو گیارہ عساکر میں تقسیم کیا اور گیارہ سرداروں کو علم عنایت فرمائے۔

- پہلا علم خالد بن ولیدؓ کو دیا گیا اور علی الترتیب طلیحہ بن خویلد اور مالک بن نویرہ کے استیصال کا حکم ہوا۔
- دوسرا علم عکرمہؓ بن ابوجہل کو دیا گیا اور مسیلمہ کذاب کے مقابلے کا حکم ہوا۔
- تیسرا علم شرحبیل بن حسنہ کو دیا گیا اور انہیں عکرمہؓ کی امداد میں متعین کیا گیا اور مسیلمہ کی مہم

سے فراغت کے بعد بنو کندہ اور ہو قضاعہ پر حملہ کا حکم ہوا۔

- چوتھا علم خالدؓ بن سعید بن العاص کو عطا ہوا اور سرحد شام کے قبائل کی طرف بھیجا گیا۔
- پانچواں علم عمروؓ بن العاص کو ملا اور مرتدین قضاعہ کا قصد کرنے کا حکم ہوا۔
- چھٹا علم حذیفہؓ بن محسن کو دیا گیا اور ملک عمان میں ارتداد کا خاتمہ آپ کے سپرد ہوا۔
- ساتواں علم عرفجہؓ بن ہرثمہ کو دے کر حذیفہؓ کے ساتھ بھیجا گیا لیکن عمان سے فراغت کے بعد ان کو اہل مہرہ کی طرف جانے کا حکم ملا۔
- آٹھواں علم طریفہ بن حاجز کو دے کر بنو سلیم اور بنو ہوازن کی طرف بھیجا گیا۔
- نواں علم سویدؓ بن مقرن کو عطا ہوا اور یمن پر حملہ کرنے کی ہدایت ملی۔
- دسواں علم علاءؓ بن الحضرمی کو دے کر بحرین کی طرف بھیجا گیا۔
- گیارہویں علم کو پانے والے مہاجرینؓ ابی امیہ تھے جو صنعا میں استیصال ارتداد پر متعین ہوئے۔

ان سب امراء عسا کو ہدایت کی گئی کہ تقوی کی روش پر قائم رہیں قبائل کے سامنے پہلے اسلام پیش کریں اور انکار کی صورت میں ان پر حملہ کریں۔ ان کو عجلت اور فساد سے منع فرما دیا گیا اور جاسوسوں سے محتاط رہنے کی ہدایت بھی کی گئی۔

**طلیحہ اسدی کا استیصال** طلیحہ نے آنحضرت ﷺ کی زندگی میں دعوت نبوت کیا تھا اور حضرت ضرارؓ کو اس کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا گیا تھا لیکن رحلت نبویؐ کی وجہ سے ضرارؓ واپس آ گئے تو طلیحہ نے چشمہ بزاخہ (واقع نجد) میں کافی قوت جمع کر لی۔ قبائل غطفان، ہوازن، بنو اسد، بنو عامر اور بنو طے اس کے حامی تھے جن میں سے بنو طے حضرت عدیؓ بن حاتم طائی کے سمجھانے بجھانے سے اس سے علیحدہ ہو کر مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو گئے۔ ،خالدؓ بن ولید نے طلیحہ کی جمع شدہ قوت کے ساتھ مقابلہ کیا، گھمسان کا رن پڑا۔ خود طلیحہ ایک چادر لے کر لشکر سے الگ وحی کے انتظار میں بیٹھ رہا۔ اس کے ایک سردار نے اپنی فوج کے پاؤں اکھڑتے دیکھ کر اس سے دریافت کیا کہ کیا وحی نازل ہوئی ہے۔ دو ایک بار ٹالنے کے بعد بالآخر اس نے اسے جواب دیا۔ ''جبرائیل میرے پاس آیا تھا وہ کہہ گیا ہے کہ تیرے لئے وہی ہو گا جو تیری قسمت میں لکھا ہے۔'' اس طرح سے اس کا مکر کھل گیا اور سب لوگ میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ بھاگنے والوں میں سے بعض نے پھر جمع ہونا شروع کر دیا اور ایک عورت سلمی کو اپنا سردار بنایا۔ خالدؓ نے خبر پا کر حملہ کیا۔ سلمٰی مقتول ہوئی اور باغی قبائل کی قوت بری طرف ٹوٹ گئی۔ طلیحہ خود سرحد شام کی طرف بھاگ گیا، وہاں جا کر اس نے تجدید اسلام کر لی اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں مدینہ آ کر خلیفہ وقت کے ہاتھ پر بیعت کی۔

**سجاح بنت حارث اور مالک بن نویرہ** سجاح بنت حارث بنو تمیم کی شاخ بنو تغلب سے متعلق تھی اور نبوت کی دعویدار تھی اس نے سور کے

گوشت، شراب اور زنا کو حلال قرار دے دیا تھا۔ اس نے بنو تمیم کو مجبور کیا کہ وہ اس کا ساتھ دیں چنانچہ ایک لشکر جرار کے ساتھ مدینہ پر حملہ کے ارادے سے روانہ ہوئی۔ مسیلمہ کذاب نے اس کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے خط لکھا اور تنہائی میں ملاقات کی خواہش کی۔ سجاح اس سے ملنے کے لئے گئی جہاں ان دونوں کا آپس میں نکاح ہو گیا اور سجاح مسیلمہ کی نبوت پر ایمان لے آئی۔ حق مہر کے طور پر مسیلمہ نے سجاح کے لشکر کو عشاء اور فجر کی دو نمازیں معاف کر دیں۔

مالک بن نویرہ سجاح کا ساتھی تھا لیکن اس کے لشکر سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے علاقے میں مقیم ہو گیا تھا۔ خالدؓ جب اسلامی لشکر سمیت وہاں پہنچے تو دستور کے مطابق اذان دی گئی اور جواب نہ پا کر ان کی بستیوں پر حملہ کر دیا گیا۔ جب مالک بن نویرہ گرفتار ہو کر خالدؓ کے سامنے لایا گیا تو مسلمانوں میں ان کے قتل کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ابو قتادہ اور بعض دوسرے صحابہ کہتے تھے کہ مالک کی بستی سے اذان کے جواب میں اذان کی آواز آئی تھی لیکن اکثر کا خیال تھا کہ اذان کی آواز نہیں آئی۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے مالک سے گفتگو کی جس میں اس نے حضور ﷺ کا نام بڑے بے اعتنائی سے لیا جس سے یہ نتیجہ نکالتے ہوئے کہ مالک مسلمان نہیں ہے حضرت خالدؓ نے ضرار کو اشارہ کیا جنہوں نے مالک کی گردن مار دی، ابو قتادہؓ اس پر ناراض ہو کر بلا اجازت سپہ سالار مدینہ پہنچے یہاں حضرت فاروقؓ نے بھی معاملہ کی تحقیقات کا مطالبہ کیا، خالدؓ کو مدینہ آ کر جواب دہی کرنی پڑی، ابوبکر صدیقؓ نے ان کو سزا دینے کے مطالبے کو تسلیم نہ کیا اور فیصلہ دیا کہ زیادہ سے زیادہ اس مسئلہ کو اجتہادی غلطی قرار دیا جا سکتا ہے۔ فی الحقیقت معاملہ اتنا اہم تھا بھی نہیں لیکن خالدؓ نے مالک کی بیوہ سے شادی کر لی تھی جس کی وجہ سے سوئے ظن کی گنجائش پیدا ہو گئی تھی۔

## مسیلمہ کذاب اور سجاح

مسیلمہ اور سجاح دونوں میاں بیوی پیغمبری کے دعویدار تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کے خاتمہ کے لئے عکرمہؓ بن ابوجہل اور شرحبیلؓ بن حسنہ کو بھیجا۔ عکرمہؓ نے شرجیلؓ سے پہلے ہی حملہ کر دیا اس لئے شکست کھائی۔ خلیفہ نے ان کو یمن اور شرحبیلؓ کو عمروؓ بن العاص کی امداد کے لئے قضاعہ کے خلاف روانہ فرما دیا اور خالدؓ بن ولید کو مسیلمہ کے مقابلے پر متعین فرمایا۔ مسیلمہ کے حامی دراصل قبائلی تعصب کی وجہ سے اس کی حمایت کر رہے تھے اس لئے خوب بہادری سے لڑے چالیس ہزار اور تیرہ ہزار کے درمیان یہ مقابلہ نہایت سخت تھا۔ مسیلمہ پر نصرت الٰہی کی وحی بھی نازل ہوتی رہی مگر اس کے باوجود فتح لشکر اسلام کو ہوئی اور ربیعہ کا نبی بھاگنے کی کوشش کرتا ہوا وحشی (قاتل حمزہؓ) کے ہاتھوں مقتول ہوا اور بنو حنیفہ کو شکست فاش ہوئی۔ (جنگ یمامہ)

## بحرین میں ارتداد کا سدباب

حضرت ابوبکرؓ نے علاء بن الحضرمی کی قیادت میں بحرین کی طرف بھی ایک لشکر روانہ فرمایا تھا، وہاں بنو بکر اور عبدالقیس قبائل مرتد ہو چکے تھے۔ ان کا مرتد ہونے کے لئے استدلال یہ تھا کہ محمد نبیؐ ہوتے تو فوت کیوں ہو جاتے۔ عبدالقیس سے متعلق ایک صحابی جارودؓ بن المعلی نے اپنے قبیلے کو سمجھایا کہ آنحضرت ﷺ

سے پہلے بھی نبی آتے رہے ہیں اور وہ سب اپنی زندگی پوری کر کے فوت ہو گئے اسی طرح کہ آنحضرت ﷺ بھی اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ہیں، چنانچہ عبدالقیس قبیلہ کی سمجھ میں بات آ گئی اور دوبارہ اسلام پر قائم ہو گئے۔ البتہ بنو بکر کی مخالفت تیز تر ہو گئی اور انہوں نے حطم کو اپنا سردار بنایا مزید لشکر اکٹھا کرنا شروع کر دیا اور ارد گرد کے مسلمانوں پر حملے کرنے لگے۔ اسی دوران علاء بن الحضرمی بھی آ پہنچے اور انہوں نے ایک ماہ کے سخت مقابلہ کے بعد حطم کو شکست دی اور دشمن کے کافی آدمی مقتول ہوئے اور بہت سے اسلام کی طرف لوٹ آئے۔

## عمان میں قیام امن

عمان میں لقیط بن مالک نے علم بغاوت بلند کیا تھا، صدیق اکبرؓ کے حکم سے حذیفہؓ بن محصن، عرفجہؓ بن ہرثمہ اور عکرمہؓ بن ابوجہل نے لقیط پر حملہ کیا، سخت معرکے کے بعد لقیط کی فوج کو شکست ہوئی دس ہزار مرتدین قتل ہوئے اور چار ہزار قید میں آئے اور اس علاقہ میں امن قائم ہو گیا اور لوگ اسلام پر دوبارہ قائم ہو گئے۔

## اسود عنسی کے ساتھیوں کا سدباب

یمن میں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا لیکن اس کی اپنی جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اس لئے اس کے اپنے آدمیوں میں سے قیس بن مکشوح نے اسے قتل کر دیا۔ گویا اسود آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں مر چکا تھا لیکن مرتدین کی قوت ابھی نہیں ٹوٹی تھی اور قیس بن مکشوح اور عمرو بن معدی کرب کی قیادت میں انہوں نے مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالنا شروع کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مہاجرؓ بن امیہ کی سربراہی میں ایک فوج روانہ فرمائی۔ علاقہ نجران میں دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے میں آئیں۔ مسلمانوں کی تعداد اگرچہ بہت قلیل تھی لیکن فتح حق سبحانہ تعالیٰ نے انہیں ہی عطا کی اور دونوں سردار قیس و عمرو گرفتار ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر ان سرداروں نے اسلام قبول کر لیا اور یمن واپس چلے گئے اور بعد کی جنگوں میں اسلامی لشکر کی طرف سے بہادری سے لڑے۔

## علاقہ صنعا اور بنو کندہ کی سرزنش

مہاجرؓ بن امیہ یمن سے فارغ ہو کر صنعا پہنچے اور وہاں کے مرتدین کا سدباب کیا اس کے بعد بنو کندہ پر جو اشعث بن قیس کی سرکردگی میں خوسر ہو گئے ہوئے تھے حملہ ہوا۔ اشعث کو شکست ہوئی وہ قلعہ بند ہو گیا، لیکن محاصرے کی سختی سے مجبور ہو کر صرف نو آدمیوں کی جان بخشی کا وعدہ لے کر قلعہ مسلمانوں کے حوالے کر دیا، اتفاق سے ان نو آدمیوں میں وہ اپنا نام شامل کرنا بھول گیا۔ اس لئے اس سمیت باقی آدمیوں کو گرفتار کر کے مدینہ بھیج دیا گیا۔ مدینہ پہنچ کر ان لوگوں نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا اور حضرت ابوبکرؓ نے ان سب کی جان بخشی کر دی۔

اس طرح سے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور صدیق اکبرؓ کے استقلال و دانشمندی اور مومنین کی جانبازی کی بدولت سرزمین عرب ایک بار پھر اسلام کے پرچم تلے متحد ہو گئی یہ نوزائیدہ مستحکم قوت خارجی دشمنوں کے مقابلے کیلئے مستعد ہو گئی۔

# عہد صدیقی کی فتوحات

صدیق اکبرؓ عرب میں اسلامی حکومت کو مستحکم کر چکے تو انہوں نے خارجی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے اقدامات کئے۔ سرزمین عرب اس وقت کی عظیم ''ترین طاقتوں'' World power میں گھری ہوئی تھی۔ اس سرزمین میں مضبوط حکومت کا قیام دونوں عالمی طاقتوں کو ناگوار تھا اس لئے انہوں نے دشمنی کا رویہ اختیار کیا۔ جس کے نتیجہ کے طور پر دونوں محاذوں پر جنگ چھڑ گئی۔ یہ ان عظیم فتوحات کا آغاز تھا جن کی لہر آئندہ چند سالوں میں ایرانی حکومت کے خاتمے کا باعث بنی اور روم کی حکومت اپنے ایشیائی علاقوں سے محروم ہوگئی۔

## ایران کے ساتھ تصادم کے اسباب

**عرب وعجم کی قدیم چپقلش** عرب ایک بے آب وگیاہ علاقہ تھا، اس کے مقابلے میں ایران کے لوگ متمول اور مادی اعتبار سے مضبوط تھے، اس لئے اہل عرب عربوں کو ہمیشہ اپنے سے حقیر سمجھتے تھے، بار ہا انہوں نے یہ کوشش بھی کی کہ وہ عرب پر قابض ہو جائیں لیکن ہر دفعہ ان کے واپس جانے کے بعد عربوں نے اپنی آزادی دوبارہ حاصل کر لی۔ سابور بن اردشیر نے حجاز اور یمن پر قبضہ کر کے بہت مظالم ڈھائے وہ عربوں کو گرفتار کر کے ان کے شانے (کندھے) اکھڑوا دیتا تھا اس لئے اس کو عرب ذوالاکتاف (شانے والا) کے لقب سے یاد کرتے تھے، الغرض عرب وعجم میں زمانہ قدیم سے چپقلش موجود تھی، جو اسلامی حکومت اور ایران کی ٹکر کا ایک سبب بنی۔

**رسول اللہ ﷺ کے خط کی توہین** آنحضرت ﷺ نے تمام حکومتوں اور شیوخ عرب کو دعوتی خطوط لکھے تھے، خسرو پرویز شاہ ایران نے آنحضرت ﷺ کا خط پھاڑ دیا، سفیر کی توہین کی اور اپنے گورنر یمن کو آنحضرت ﷺ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ اس کی اس حرکت نے مسلمانوں کے اندر غم وغصہ پیدا کر دیا تھا۔

**عرب کی مضبوطی** اسلام نے قبائل عرب کو متحد کر کے ایک مضبوط قوت بنا دیا تھا ایرانیوں کو عرب کی یہ مضبوطی پسند نہ تھی اس لئے قدیم چپقلش کی وجہ سے وہ اسے اپنے لئے خطرہ سمجھتے تھے وہ عرب کو اپنا غلام سمجھتے تھے اور یہ مضبوطی گویا غلام علاقے کی بغاوت تھی۔

**ایران کی داخلی کمزوری** ایران کی حکومت داخلی طور پر کمزور ہوگئی تھی اس سے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہوئی، خسرو پرویز کے قتل کے بعد اس کا بیٹا شیرویہ تخت نشین ہوا جس نے تمام بھائیوں کو قتل کرا دیا لیکن خود بھی صرف آٹھ ماہ کی حکومت کے بعد چل بسا، اس کے بعد اس کا نابالغ بیٹا تخت پر بٹھایا گیا جس کو کسی درباری نے قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ امرائے سلطنت نے اس غاصب درباری کو قتل کر کے جواں شیر کو تخت پر بٹھایا لیکن صرف ایک سال

کی حکومت کے بعد وہ بھی چل بسا اس کے بعد ملکہ بوران دخت کو یزدگرد کے جوان ہونے تک تخت نشین کیا گیا یہی وہ عورت ہے جس پر تبصرہ کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس قوم کے دن گنے گئے جس پر عورت حکمران ہوگئی۔

**حیرہ کی ریاست کی طرف سے ارتداد کی حوصلہ افزائی** حیرہ کی عرب ریاست نے جو ایران کی حکومت کے ماتحت تھی فتنہ ارتداد میں باغی قبائل کی حوصلہ افزائی کی اور ان کی ہر طرح سے امداد کی یہ گویا اسلامی حکومت کے خلاف دشمنی کا اظہار تھا جس کا انتقام لینا ضروری تھا۔

**اشاعت اسلام کا جذبہ** دعوت اسلام پوری دنیا کے لئے ہے۔ حکومت کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ باقی سب حکمران ظالم ہیں اور ان کی خدائی ظلم کا سبب ہے مسلمان اس ظلم کو مٹانا چاہتے تھے اور اپنا فرض سمجھتے تھے کہ اللہ کے دین کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیا جائے۔

**عراق کے مظلوم عرب** عراق میں بعض قبائل عرب جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا ہمیشہ سے ایرانی حکومت کے ظلم کا شکار رہے تھے جنگ کی فوری وجہ انہی عرب قبائل کے ایک سردار مثنیٰ بن حارثہ کی امداد کی درخواست تھی۔

## فتوحات عراق

مثنیٰ نے حضرت ابوبکرؓ سے امداد کی درخواست کی چنانچہ آپؓ نے حضرت خالدؓ کو ان کی اعانت پر مامور فرمایا، اور کئی جنگوں کے نتیجہ کے طور پر حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں جنوبی عراق پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اس کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

**(1) کاظمیہ کی لڑائی۔ جنگ سلاسل** عراق پہنچ کر خالدؓ نے ہرمز گورنر عراق کو لکھا کہ ''یا اسلام قبول کرو یا جزیہ دو ورنہ تمہیں ایک ایسی قوم سے لڑنا پڑے گا جو موت کی اتنی ہی خواہش رکھتی ہے جتنی تم زندگی کی تمنا رکھتے ہو۔'' ہرمز نے جنگ کی راہ اختیار کی لڑائی میں ایرانیوں کو شکست ہوئی اور ہرمز مارا گیا۔ اس جنگ میں ہندوستان کی جاٹ قوم کے لوگ بھی ایرانی فوج میں شامل تھے انہوں نے اپنے پاؤں میں بیڑیاں پہنی ہوئی تھیں تاکہ وہ میدان سے بھاگ نہ سکیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ میدان ہی میں قتل ہوئے۔

**(2) مدار کی جنگ** ہرمز کی شکست کے بعد مسلمانوں کو اس کی فوج کے خلاف لڑنا پڑا جو قارن کی ماتحتی میں ہرمز کی امداد کے لئے بھیجی گئی تھی۔ قارن معہ دیگر اکابر لشکر کے مارا گیا اور مدار مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

**(3) دلجہ کی لڑائی** مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان اگلا مقابلہ دلجہ میں ہوا یہ نئی ایرانی فوج اندرزغر اور بہمن جاذویہ کے زیر کمان تھی، اس فوج کو بھی مسلمانوں کے ہاتھوں شکست فاش ہوئی۔

**الیس کی لڑائی** دلجہ کے بعد الیس کے مقام پر مسلمانوں کو ایرانیوں اور ان کے زیر اثر عرب قبائل کے متحدہ لشکر کا مقابلہ کرنا پڑا یہاں بھی کامیابی نے مسلمانوں ہی کے قدم چومے۔

**حیرہ کی فتح** اس کے بعد خالدؓ بن ولید حیرہ کی طرف بڑھے، حاکم شہر نے اپنے لڑکے کی قیادت میں کچھ فوج مسلمانوں کو راستے میں روکنے کے لئے بھیج دی۔ خالدؓ نے اس فوج کو شکست دی اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ حاکم شہر شہر چھوڑ کر بھاگ گیا اور اہل شہر نے ایک لاکھ نوے ہزار درہم سالانہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کر کے صلح کر لی۔

**انبار کی فتح** اس کے بعد خالدؓ شمالی عراق کی طرف بڑھے سب سے پہلے انبار کا محاصرہ کیا گیا، تیر اندازی کے شدید مقابلے کے بعد اس شہر پر قبضہ ہو گیا۔

**عین التمر پر قبضہ** عین التمر کے مقام پر مسلمانوں کو تازہ دم ایرانی فوج اور عرب قبائل کی متحدہ فوج سے مقابلہ کرنا پڑا۔ مسلمانوں نے دونوں کو شکست دی۔

**دومتہ الجندل کی بغاوت** دومتہ الجندل کے عیسائی سردار اکیدر بن عبدالمالک نے بدعہدی کرتے ہوئے بغاوت کر دی، دربار خلافت سے عیاضؓ بن غنم کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا، اکیدر نے بنو غسان سے بھی مدد مانگی تھی اس لئے جبلہ کی قیادت میں غسانیوں کا ایک لشکر بھی اس کی امداد کو آ رہا تھا چنانچہ خالدؓ بن ولید کو عیاضؓ کی امداد کے لئے جانا پڑا۔ خالدؓ کے پہنچتے ہی اکیدر نے ہتھیار ڈال دیئے اور عیاض نے جبلہ کو شکست فاش دی اس طرح دومتہ الجندل کی بغاوت کا خاتمہ ہو گیا۔

**فراض کی لڑائی** فراض کے مقام پر ایران و روم کی سرحدیں آپس میں ملتی تھیں اس لئے جب مسلمانوں نے فراض کی طرف پیش قدمی کی تو ایرانیوں اور رومیوں نے تمام باہمی اختلافات مٹا کر مسلمانوں کے خلاف اتحاد کر لیا اور ایک کثیر لشکر لے کر دریائے فرات کو عبور کیا اور لشکر اسلام پر حملہ کر دیا، لیکن شکست ہوئی۔ عقب میں دریا ہونے کی وجہ سے پسپائی کا راستہ بھی نہ ملا اور تقریباً تمام فوج مقتول ہوئی۔

**بابل کی لڑائی** قدیم تاریخی شہر بابل کے قریب مثنیٰ کی فوج اور تازہ دم ایرانی فوج ایک دوسرے کے مدمقابل آئیں۔ ابھی جنگ نہیں ہوئی تھی کہ حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہو گیا۔

## شام کے ساتھ تصادم کی وجوہات

**قدیم دشمنی** شام درحقیقت سلطنت روم کا ایک صوبہ تھا، رومی حکومت مذہبی وجوہات کی بنا پر عربوں کے ساتھ زمانہ قدیم سے ہی مخاصمت رکھتی تھی، ابرہہ گورنر یمن نے حبشہ کے بادشاہ کے حکم سے خانہ کعبہ کو تباہ کرنے کی جو کوشش کی تھی وہ شہنشاہ روم کے اشارے کی وجہ ہی سے

تھی، عرب میں ایک مضبوط حکومت کا قیام ان کی خواہشات کے بالکل خلاف تھا۔

**اسلامی سفیروں کی توہین** آنحضرت ﷺ نے جب تمام بادشاہوں اور رؤسائے عرب کو دعوت نامے بھیجے تو شامیوں نے ان کے ساتھ بالکل غیر معقول رویہ اختیار کیا دحیہ کلبی کو جو قیصر کی طرف نامہ مبارک لے کر جا رہے تھے لوٹ لیا گیا اور حارثؓ بن عمرو کو شہید کر دیا گیا یہ گویا شامیوں کی طرف سے اعلان جنگ تھا۔

**غزوہ موتہ، غزوہ تبوک اور لشکر اسامہؓ بن زید** مندرجہ بالا رویئے کے جواب میں آنحضرت ﷺ کے زمانے میں غزوہ موتہ وقوع پذیر ہوا پھر جب رومیوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کیں تو آنحضرت ﷺ کو مدافعت کے لئے تبوک تک جانا پڑا لیکن رومی حکومت کی طرف سے مستقل خطرہ رہتا تھا، اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے اسامہؓ بن زید کا لشکر روانہ فرمایا اور اس کی کامیاب واپسی کے تھوڑی دیر بعد اطلاع ملی کہ رومی پھر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں تو خالدؓ بن سعید کی قیادت میں دستہ روانہ کیا گیا۔

**خالد بن سعید کی شکست** خالدؓ بن سعید کے شامی سرحد کے قریب پہنچنے کی وجہ سے رومیوں کی تیاریوں میں اضافہ ہو گیا اس لئے انہوں نے کمک کی درخواست بھیجی، دربار خلافت سے عکرمہؓ بن ابوجہل اور ولید بن عقبہ کو بھیجا گیا ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی خالدؓ بن سعید نے رومیوں پر حملہ کر دیا، شکست کھائی اگر چہ عکرمہؓ بروقت پہنچ گئے اور انہوں نے مسلمانوں کو تباہی سے بچا لیا۔ لیکن یہ بات واضح ہو گئی کہ جب تک شام پر روم کا قبضہ ہے۔ جنگ جاری رہے گی لہذا حضرت ابوبکرؓ نے شام پر لشکر کشی کا ارادہ فرمایا۔

## فتوحات شام

صدیق اکبرؓ نے فتح شام کے لئے چار عساکر تیار کئے۔ دمشق پر حملہ کرنے کے بعد یزید بن ابوسفیان، حمص پر ابوعبیدہؓ بن الجراح، اردن پر شرحبیلؓ بن حسنہ اور فلسطین پر عمروؓ بن العاص مقرر ہوئے ہرقل شام حمص میں مقیم تھا اس نے ملک کے طول وعرض میں اپنی فوجیں پھیلا دیں، ابوعبیدہؓ کو کمک کی ضرورت محسوس ہوئی لہٰذا خالدؓ بن ولید کو عراق سے شام جانے کا حکم دے دیا گیا۔ تصادم کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

**بصریٰ کی فتح** خالدؓ بن ولید نے شام پہنچتے ہی بصریٰ کے غسانیوں پر حملہ کیا اور انہیں شکست دی، انہوں نے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر صلح کر لی۔

**اجنادین کا معرکہ** مسلمانوں کی فوج چار حصوں میں تقسیم تھی لیکن شام پہنچ کر انہوں نے محسوس کیا کہ الگ الگ رہ کر رومیوں کا مقابلہ کرنا خاصہ مشکل ہو گا چنانچہ وہ اجنادین کے مقام پر اکٹھے ہو گئے، خالدؓ بن ولید بھی یہیں سے آ ملے۔ ہرقل نے بھی مسلمانوں کے

اجتماع کی خبر پا کر تمام لشکر اجنادین ہی میں جمع کر لئے۔ ان کے لشکر کا سربراہ اس کا بھائی تھا۔ خود ہرقل اس کے لئے مزید کمک کا بندوبست کرنے میں مصروف تھا مسلمانوں کے سربراہ خالدؓ بن ولید تھے جنہوں نے اسی محاذ پر رسول اللہ ﷺ سے سیف اللہ کا خطاب حاصل کیا تھا، دونوں لشکر کافی دن تک ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈالے پڑے رہے۔

ایک دن خالدؓ کو اطلاع ملی کہ صبح رومی حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں چنانچہ انہوں نے اپنے لشکر کو چھوٹے چھوٹے دستوں میں تقسیم کیا اور ہر دستے پر ایک تجربہ کار کمانڈر مقرر کر کے اس کو مناسب ہدایات دیں اور چنے ہوئے بہادروں پر مشتمل ایک دستے کو اپنے ساتھ رکھا صبح سب سے پہلے چالیس ہزار رومیوں نے حملہ کیا۔ لیکن خالدؓ نے اپنے دستے کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور انہیں میدان سے بھاگنے پر مجبور کر دیا، ایک دوسرا لشکر جرجہ بن رومی کی قیادت میں بڑھا، جرجہ کے دل میں اسلام گھر کر چکا تھا اس نے خالدؓ کو بلایا اور اسلام کے متعلق چند سوالات کئے۔ اس کے بعد وہ لشکر کو چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ آ ملا اور اسی جنگ میں رومیوں کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہوا۔ جرجہ کی قبول اسلام کے بعد رومیوں نے یکبارگی حملہ دیا، مسلمان مجاہدین بہت بہادری سے لڑ رہے تھے لیکن لشکر کفار اور مسلمانوں میں کوئی تناسب نہ تھا۔ عکرمہؓ نے بلند آواز میں پکارا کون ہے جو میرے ہاتھ پر موت کے لئے بیعت کرتا ہے آناً فاناً چار سو جان نثاران حق نے موت کی بیعت کی اور لشکر کفار پر ٹوٹ پڑے۔ شام تک یہی سماں قائم رہا۔ رومی فوجیں تھک چکی تھیں انہوں نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی لیکن مسلمانوں نے تعاقب نہ چھوڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ ساری رات جاری رہی اور صبح تک کفر و باطل کے بادل چھٹ چکے تھے، رومیوں کی ایک کثیر تعداد مقتول ہوئی اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔ ①

اس کے بعد مسلمانوں نے شام کے کافی حصہ پر قبضہ کر لیا اور دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ صدیق اکبرؓ کی وفات کے وقت وہ دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت

### نبی ﷺ کے قریب ترین ساتھی

محمد مصطفیٰ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ ''جن لوگوں نے بھی ہم پر کوئی احسان کیا ہم نے ان کا بدلہ دے دیا سوائے ابوبکرؓ کے اس کا ہم پر اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا بدلہ خدا خود قیامت کے دن دے گا۔''

حضرت عمر فاروقؓ کی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں رائے یہ تھی۔ حضرت ابوبکرؓ ہم سب میں بزرگ تھے ہم سب سے بہتر تھے اور رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں ہم سب سے زیادہ عزیز تھے۔''

حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت محمد ﷺ کے جوانی کے رفیق اور عمر بھر کے ساتھی تھے۔ جوانی میں

---

① طبری اور ابن اثیر نے حضرت عکرمہؓ کی شہادت کو جنگ یرموک کے واقعات میں شامل کیا ہے تاہم وہ جنگ یرموک کو اجنادین سے پہلے کا واقعہ (13 ہجری) قرار دیتے ہیں۔

تجارتی سفر اکھٹے کیا تو بھی حضور ﷺ کے قلبی دوست تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اعلائے کلمۃ الحق کی ذمہ داری سونپی تو حضور ﷺ نے اپنے گھر والوں کے بعد یہ بات سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ ہی کے سامنے رکھی جنہوں نے بلا تامل ایمان قبول کیا اور منصب رسالت کی ذمہ داریوں میں ساتھ دینے کا یقین دلایا۔ اس عہد کو آپ نے عمر بھر نبھایا اور احسن طریقے سے پورا کیا۔ اسی وجہ سے آپ کو انبیاء کے بعد افضل ترین انسان ہونے کا شرف حاصل ہے۔ (افضل البشر بعد الانبیاء)

**تقویٰ کا معیار** محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جس طرح آسمان کے ستارے شمار کرنا مشکل ہے اسی طرح ابوبکرؓ کی نیکیاں بھی ان گنت ہیں۔ کامیاب تاجر تھے لیکن رزق حرام کا لقمہ نہیں کھایا ایک مرتبہ ایک غلام کی کہانت کی کمائی میں سے کچھ کھالیا جب پتہ چلا تو انگلی ڈال کر قے کر دی تاکہ لقمہ پیٹ میں نہ رہے۔ رات کو اللہ کے حضور کھڑے ہوتے، صبح خوش الحانی سے قرآن کی تلاوت فرماتے، کثرت سے روزے رکھتے، نماز کی حالت میں اتنا روتے کہ ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ حالت نماز میں یوں ساکن ہوتے جیسے کوئی سوکھی ہوئی لکڑی کھڑی ہو۔ کوئی دوست، رشتہ دار، تعلق دار آپ کو اللہ کی اطاعت کی حدود سے باہر نہیں نکال سکتا تھا۔ حق و انصاف کی بات کرتے اور ہمیشہ حق کا ساتھ دیتے۔

**باصلاحیت انسان** صدیق اکبرؓ ذاتی صلاحیتوں کے اعتبار سے بھی بلند ترین انسانوں میں سے تھے۔ نہایت سنجیدہ، دور اندیش، مستقل مزاج، عزم کے راسخ اور باتدبیر غرض انسانی عظمت کے لئے درکار تمام اوصاف آپ میں پائے جاتے تھے۔ زندگی کے معاملات کو سنجیدگی سے لیتے۔ دین اسلام کے غلبے کے مشن کو سنجیدگی سے قبول کیا اور مستقل مزاجی سے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ آپ کی معاملہ فہمی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کی میٹنگ کے خطرناک نتائج کو فوراً بھانپ گئے اور موقعہ پر پہنچے۔ انداز گفتگو اتنا موثر تھا کہ جو لوگ چند لمحے پہلے مہاجرین کو بزور شمشیر مدینہ سے نکالنے کی باتیں کر رہے تھے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت کر رہے تھے۔ سیاسی تدبّر کا اندازہ اسامہؓ بن زید کے لشکر کی روانگی کے فیصلہ سے کیا جا سکتا ہے جس سے نہ صرف قبائل عرب مرعوب ہو گئے بلکہ خود شامی و رومی مخالفین بھی مقابلے پر آنے سے گریز کر گئے اور اسلامی حکومت کا وقار بہت بلند ہوا۔ قریش کے باصلاحیت کمانڈروں کی صلاحیت سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ آپ کی فوجی بصیرت کی دلیل ہے۔

**فہم دین۔ نازک وقت میں اسلام کی حفاظت** حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دین کا فہم بدرجہ کمال حاصل ہوا تھا۔ منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کا فیصلہ کر کے آپ نے دین اسلام کے ارکان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منہدم ہونے سے بچا لیا۔ جمع قرآن کا فیصلہ قیامت تک کے مسلمانوں پر آپ کا گراں قدر احسان ہے۔ جب ہر طرف اہل عرب اسلام سے منحرف ہو رہے تھے آپ نے ارتداد کا جواں مردی سے مقابلہ کیا اور

اسلامی حکومت کو پہلے سے بھی زیادہ قوی کر دیا۔ شام و ایران کی جنگوں کا آغاز آپ کی بااصول خارجہ پالیسی ہی کا مظہر نہیں آپ کے توکل علی اللہ اور غیر معمولی سیاسی بصیرت کی بھی گواہی دیتا ہے۔ آپ نے اس زمانے کی بڑی طاقتوں سے مرعوب ہونے کی بجائے اللہ کے توکل پر چیلنج کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے ساتھ ہی عرب میں انتشار کی قوتیں دم توڑ گئیں اور سب مل کر خارجی خطرات سے نپٹنے میں مصروف ہو گئے۔

**فقر و درویشی** سیرت ابوبکرؓ صدیق کا یہ پہلو بہت نمایاں ہے کہ آپ ہر وقت ہر چیز اسلامی انقلاب کی جدوجہد میں صرف کرنے پر آمادہ رہے مکہ کا کامیاب تاجر آخرت کا طلبگار تھا اور خلیفہ بننے کے بعد بھی کندھے پر کپڑا ڈال کر بازار میں بیچنا چاہتا تھا جب صحابہ نے بااصرار بیت المال میں سے بقدر ضرورت وظیفہ مقرر کروایا تو وصیت کی کہ میرا مکان بیچ کر جو رقم میں نے اب تک بیت المال سے لی ہے واپس کر دی جائے۔ مسجد نبوی کو امور حکومت کے مرکز کی حیثیت حاصل رہی۔ نہایت سادہ زندگی برقرار رہی یہاں تک کہ جس لڑکی کی بکریوں کا دودھ خلیفہ بننے سے پہلے دوہا کرتے تھے خلیفہ بننے کے بعد بھی اس معمول کو جاری رکھا الغرض فقر و درویشی میں آپ نے سنت رسول کی بھرپور پیروی کی۔ حضرت محمد ﷺ محبت عالم۔

**عشق رسول ﷺ** حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیرت کا اہم ترین پہلو محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ والہانہ عقیدت ہے۔ مکہ کا دور ابتلا ہو یا زمانہ خلافت عشق رسول ﷺ ہمیشہ آپ کا رہنما (Guidig Principle) رہا۔ مکہ میں جب کفار مکہ حضور ﷺ پر ظلم کرتے تھے تو آپ نہایت عاشقانہ انداز میں جان ہتھیلی پر رکھ کر آپ کی مدافعت کرتے۔ مدینہ اور اسلامی جنگوں میں حضور ﷺ کی ذات اور خیمے کی حفاظت آپ ہی کے سپرد کی جاتی۔ مظلوم عاشقانِ رسول کی قدردانی آپ ہی نے کی اور بلالؓ اور صہیبؓ کو خرید کر آزاد کیا۔ بدر و حنین میں انتہائی آزمائش کے لمحوں میں جان نثاری کا ثبوت دیا اور خندق میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے۔ اسامہؓ بن زید کے لشکر کی روانگی کے بارے میں فیصلہ آپ کے عشق رسولؐ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ نے فرمایا:

> ”خدا کی قسم اگر مدینہ میں میرے علاوہ کوئی نہ رہے اور درندے میری پنڈلیوں کا گوشت نوچ کر لے جائیں تو بھی میں اس لشکر کو نہیں روک سکتا جس کو رسول اللہ ﷺ نے روانہ فرمایا تھا۔“

زندگی بھر آپ نے کوئی ایسا اقدام نہ کیا جو حضور ﷺ کو ناپسند ہو کوئی نئی راہ نہیں نکالی، شریعت سے کوئی انحراف برداشت نہیں کیا۔ کسی دشمن رسول کو معاف نہیں کیا کسی برائی کے ساتھ مصالحت نہیں کی دنیا کا کوئی فرعون آپ کو مرعوب نہ کر سکا۔ کوئی مشیر آپ کو سنت نبوی سے ہٹنے پر آمادہ نہ کر سکا۔ اس ساری عظمت کردار کا بنیادی سبب حضور ﷺ کے ساتھ آپ کی والہانہ محبت اور یہ قطعی عزم تھا کہ وہ اپنے محبوب کی راہ پر نہایت وفاداری کے ساتھ جمے رہیں گے۔

# صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمات اسلام

حضرت ابوبکر صدیق کی خدمات اسلام کا ایک مختصر اور جامع خاکہ دیا جا رہا ہے۔

## عہد نبویؐ کی خدمات

صدیق اکبرؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور اور اسلام کی خدمت میں لگ گئے۔ آپ نے اپنی جان اور اپنا مال دین کی سربلندی کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ عثمانؓ غنی، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، ابوعبیدہؓ بن الجراح، طلحہؓ اور زبیرؓ جیسے صحابہ نے آپ کے سمجھانے پر ہی اسلام قبول کیا۔ ہجرت میں نبی ﷺ کا ساتھ دیا اور یار غار کہلائے۔ غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ذاتی محافظ قرار پائے۔ مسجد نبویؐ کے لئے جگہ خرید کر وقف کی۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر گھر کا پورا اثاثہ آنحضرت ﷺ کی نذر کیا۔ القصہ آنحضرت ﷺ کے وصال تک اسلام کی خدمت کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کی خدمات کو خراج تحسین ان الفاظ میں پیش فرمایا کہ

''میں نے ہر شخص کے احسانات کا بدلہ دنیا میں ادا کر دیا لیکن ابوبکرؓ کے احسانات مجھ پر باقی ہیں۔ ان کا بدلہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ادا فرمائے گا''

## مسلمانوں کے اتحاد کو برقرار رکھنا

آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد امت مسلمہ انتشار کا شکار ہو گئی تھی۔ قریب تھا کہ مہاجرین اور انصار ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار ہو جائیں۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے عمر فاروقؓ اور ابوعبیدہؓ بن الجراح کی مدد سے صورت حال کو سنبھال لیا اور سقیفہ بنو ساعدہ میں صرف آپ ہی کی ذات تھی جس پر مہاجرین و انصار کا اتفاق ہو گیا اور آپ کی محترم شخصیت کے خلاف ابوسفیان کی کانا پھوسی بھی کارگر نہ ہوئی۔ اس لئے آپ کی ذات اتحاد بین المسلمین کا نشان بن گئی۔

## مستحکم حکومت کا قیام

صدیق اکبرؓ نے عرب کے قبائلی نظام پر بھرپور ضرب لگائی اور ایک مستحکم قومی اسلامی حکومت قائم کی جس کا موثر اور مضبوط کنٹرول مدینہ میں خلیفہ کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ اس وجہ سے بھی عرب کی انتشار کی طاقتیں زوال پذیر ہو گئیں۔

## مانعین زکوۃ کا استیصال

حضرت ابوبکرؓ نے ان قبائل کے خلاف جہاد کیا جنہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا۔ حالانکہ بعض کبار صحابہؓ کی بھی یہ رائے تھی کہ کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف جہاد نہیں کرنا چاہئے۔ اس طرح آپ نے دین کی ایک بنیاد کو منہدم ہونے سے بچا لیا۔

## مدعیان نبوت کا خاتمہ

آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا اور آپؐ نے وضاحت فرما دی تھی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا (لا نبی بعدی) اس وجہ سے حضرت ابوبکرؓ نے ان تمام مدعیان نبوت کے خلاف جہاد کیا جو دعویٰ نبوت کو حصول اقتدار کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ اس طرح آپ نے قیامت تک کے لئے اس بات کی توثیق کر دی کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے اور مسلمانوں کو اس

کے خلاف جہاد کرنا چاہیے۔

**شامی سرحد کا دفاع** آنحضرت ﷺ کے آخری زمانے میں مدینہ میں ہر وقت شامی حملے کا خطرہ محسوس ہوتا تھا۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے آپؐ نے حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کا لشکر تیار کیا تھا۔ آپ نے نہ صرف مشکل ترین حالت میں حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کا لشکر روانہ فرمایا بلکہ مسلسل مہمات بھیج کر اجنادین کے معرکے میں رومی طاقت پر کاری ضرب لگائی۔

**فتوحات کا آغاز** حضرت صدیق اکبرؓ نے مضبوط خارجہ پالیسی اختیار کی اور روم و ایران کی حکومتوں کے خلاف جہاد کا آغاز کر دیا جو مسلمانوں کے داخلی معاملات میں دخل دے رہی تھیں اور اسلامی حکومت کے استحکام کے خلاف سازشوں میں مشغول تھیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جنہوں نے دنیا بھر کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا اور کسریٰ کی عظیم سلطنت چند سالوں میں مسلمانوں کے قدموں میں تھی اور قیصر کو ایشیائی علاقوں کو خیر باد کہہ کر قسطنطنیہ واپس جانا پڑا اور مسلمان دنیا کی سب سے عظیم طاقت قرار پائے۔

**نظام خلافت راشدہ کی بنیاد** حضرت ابوبکرؓ نے نہ صرف یہ کہ عظیم فتوحات حاصل کیں بلکہ خلاف علیٰ منہاج النبوۃ قائم کر کے اسلامی نظام مملکت بھی دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ عہد نبویؐ تک حکومت کی رہنمائی خدا اور رسولؐ کیا کرتے تھے۔ خلافت میں مسلمانوں نے باہمی مشاورت سے حکومت چلانے کی تفصیلات طے کرنی شروع کیں۔ اس طرح سے پہلی اسلامی جمہوریہ وجود میں آئی۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ نے بیت المال کی شرعی حیثیت بھی واضح فرما دی۔ آپ نے بیت المال کو صرف اجتماعی کاموں پر صرف کیا۔ ذاتی طور پر آپ نے کچھ دیر تک تجارت سے گزر اوقات کی۔ اس کے بعد ساتھیوں کے مجبور کرنے پر بیت المال سے صرف گزارہ الاؤنس قبول کیا اور اس بارے میں بھی وصیت کر دی کہ ان کا مکان بیچ کر واپس کر دیا جائے۔ آپ نے وضاحت فرما دی کہ بیت المال پر میرا اتنا ہی حق ہے جتنا یتیم کے مال پر اس کے غریب سرپرست کا۔

**جمع قرآن** آپ کا ایک اور عظیم کارنامہ جمع قرآن ہے۔ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں حفاظ قرآن کی ایک کثیر تعداد شہید ہو گئی تو آپ نے حضرت عمرؓ کی تجویز پر بروقت اقدام کرتے ہوئے جمع قرآن کا اہتمام فرمایا۔ اس عظیم خدمت کے لیے حضرت زیدؓ بن ثابت کو منتخب فرمایا کیونکہ وہ حافظ قرآن بھی تھے اور کاتب وحی بھی رہ چکے تھے انہوں نے اس وقت کے حفاظ کی مدد سے قرآن پاک کی آیات کو اسی ترتیب سے لکھوایا جس ترتیب سے آنحضرت ﷺ رمضان میں جبرائیلؑ سے قرآن سنا کرتے تھے اور اس طرح سے قرآن پاک اپنی اصلی ترتیب کے ساتھ مرتب ہو گیا یہ قرآن پاک حضرت ابوبکرؓ صدیق کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس محفوظ رہا بعد ازاں ام المومنین حضرت حفصہؓ کی طویل میں چلا گیا۔ (جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء ص 113)

## ذمیوں کے حقوق

بالعموم مفتوحہ قومیں فاتحین کا شکار ہوا ہی کرتی ہیں۔ لیکن صدیق اکبرؓ نے اس سلسلے میں خصوصی اقدامات کر کے ذمیوں کے حقوق کی حفاظت کی۔ اسلامی عساکر کو ذمیوں کے بارے میں خصوصی ہدایات دی جاتی تھیں۔ مدینۃ النبیؐ میں بھی غیر مسلموں کی کافی تعداد موجود تھی جو معاشی، سماجی اور مذہبی آزادیوں سے ہم کنار تھے اور ان کے پاس کوئی زیادتی نہیں کی جاتی تھی۔ اس کا ثبوت وہ معاہدہ جو کہ حیرہ کے عیسائیوں کے ساتھ آپ نے کیا۔ اس میں واضح کیا تھا کہ عیسائیوں کی خانقاہیں اور گرجے نہیں گرائے جائیں گے۔ ان کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ ناقوس بجانے کی ممانعت نہ ہوگی اور نہ ہی تہوار کے موقع پر انہیں صلیب نکالنے سے روکا جائے گا۔ ان کے قلعے جو دشمن کے حملے کے وقت ان کی پناہ گاہیں ہوتی ہیں محفوظ رکھے جائیں گے۔''

سر ولیم میور اپنی پوری اسلام دشمنی کے باوجود یہ ماننے پر مجبور ہے کہ اگرچہ آپ کا عہدِ حکومت مختصر تھا لیکن محمد ﷺ کے بعد ابوبکرؓ سے زیادہ اسلام کی خدمت اور کسی نے نہیں کی۔ آپ نے نوزائیدہ اسلام کو ختم ہونے سے بچایا۔

"His reign was short but after Muhammad himself, there is no one to whom the Faith is more beholden. He saved the nascent Islam from extinction."

## امتحانی سوالات

1- حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمات اور کارناموں کا جائزہ لیجئے۔ لاہور بورڈ 2015ء
2- حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اسلامی خدمات بیان کریں۔ فیصل آباد بورڈ 2012ء
3- حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور کے اہم واقعات لکھئے۔ میر پور آزاد کشمیر 2011ء
4- حضرت ابوبکرؓ کی ابتدائی مشکلات تحریر کریں۔ بہاولپور بورڈ 2011ء
5- حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیرت و کردار اور کارہائے نمایاں بیان کیجئے۔ گوجرانوالہ بورڈ 2012ء
6- حضرت ابوبکر صدیق کی ابتدائی مشکلات بیان کریں۔ (فیڈرل بورڈ 2006ء)
7- حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خطبہ خلافت کی اہمیت بیان کیجئے۔
8- فتنہ ارتداد کے اسباب کا تجزیہ کیجئے۔

## مختصر سوالات (Short Questions)

- مختصر جواب دیں۔
- خالدؓ بن ولید
- ① مالک بن نویرہ کو کس نے قتل کیا تھا؟
- ② مانعین زکوٰۃ کا مقابلہ کرنے کیلئے جو دستے ترتیب دیئے گئے ان کے کمانڈروں کے نام لکھئے۔
- ❖ حضرت علیؓ۔ حضرت طلحہؓ اور عبداللہؓ بن مسعود

○ ان کبار صحابہ کا نام بتائیے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تبلیغ سے اسلام لائے۔
❖ عثمانؓ بن عفان۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ ابوعبیدہؓ بن الجراح۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ بن العوام
○ غزوہ تبوک پر کس نے سب سے زیادہ مالی ایثار کا ثبوت دیا؟
❖ حضرت ابوبکر صدیق نے' انہوں نے گھر کا پورا اثاثہ لاکر رکھ دیا
○ اجنادین کے معرکہ میں کون کون سے اسلامی سپہ سالاروں نے حصہ لیا۔
❖ یزیدؓ بن ابی سفیان۔ شرحبیلؓ۔ ابوعبیدہؓ بن الجراح اور خالدؓ بن ولید
○ اجنادین میں متحدہ لشکر کا کمانڈر کسے بنایا گیا؟ ❖ حضرت خالدؓ بن ولید کو.
○ کونسی جنگ میں رومی فوج کے ہراول دستے کے انچارج نے اسلام قبول کیا اور اس کا نام کیا تھا؟
❖ جنگ اجنادین میں جرجہ رومی نے اسلام قبول کیا جو رومی ہراول دستے کا سالار تھا
○ کس شہر کے لوگوں کو جزیہ واپس کیا گیا' کس نے؟ کب؟
❖ حضرت ابوبکرؓ کے دور میں حمص کے شہریوں کو' ابوعبیدہؓ بن الجراح نے جب سارے لشکروں کو اکٹھا کرنے کا فیصلہ کیا گیا
○ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کب ہوئی؟ ❖ 21 جمادی الثانی 13ھ (634ء)
○ حضرت ابوبکرؓ صدیق کا زمانہ خلافت کتنا تھا؟ دو سال' تین ماہ دس دن
○ کون سا عرب قبیلہ شام کے قرب و جوار میں آباد تھا مذہباً عیسائی تھا اور رومی حکومت کا حامی تھا۔ ❖ بنوغسان
○ دومۃ الجندل کا کونسا حکمران حضرت خالدؓ بن ولید کے دستے کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اکیدر بن عبدالملک
○ حضرت ابوبکر صدیق کے زمانہ میں ایران کی طرف سے لڑنے والے لشکروں میں سے کسی دو کے سپہ سالاروں کے نام لکھئے۔
❖ ہرمز گورنر عراق قارن جس نے دجلہ میں شکست کھائی اور بہمن جاذویہ جس نے الیس کی جنگ میں شکست کھائی۔
قرآن پاک کو جمع کر کے محفوظ کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔
جنگ یمامہ میں حفاظ کرام کی ایک کثیر تعداد شہید ہوگئی تو قرآن پاک کو لکھ کر محفوظ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔
○ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قرآن جمع کرنے کی ذمہ داری کس صحابی کو سونپی؟
❖ زیدؓ بن ثابت کو کاتب وحی تھے۔
○ حضور ﷺ کا وصال کب ہوا؟ ❖ حضور ﷺ کا وصال 12 ربیع الاول 11ھ کو ہوا۔
○ وصال نبوی کے بعد انصار مدینہ کہاں جمع ہوئے؟
❖ حضور ﷺ کے وصال کے بعد انصار مدینہ سقیفہ بنوساعدہ میں جمع ہوئے۔
○ خلافت کے بارے میں انصار کا موقف کیا تھا؟

CamScanner

❖ انصار کا دعویٰ تھا کہ ان کی تعداد اور خدمات زیادہ ہیں اس لئے انہوں نے سعدؓ بن عبادہ کا نام خلافت کے لئے تجویز کیا۔

○ سعد بن عبادہ کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟

○ سعد بن عبادہ کا تعلق بنو خزرج سے تھا۔

○ مہاجرین کے کون سے نمائندے سقیفہ بنو ساعدہ گئے؟

❖ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو لے کر سقیفہ بنو ساعدہ پہنچے۔

○ انصار میں سے سب سے پہلے کس نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔

❖ انصار میں سے سب سے پہلے بشیرؓ بن سعد انصاری نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔

○ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد انصاف قائم کرنے کے بارے میں کیا اعلان کیا؟

❖ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد اعلان کیا کہ تم سے جو طاقتور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق وصول نہ کرلوں۔

○ حضرت ابوبکرؓ نے شام کی طرف جانے والے لشکر کے بارے میں کیا فیصلہ کیا؟

❖ حضرت ابوبکرؓ نے اسامہؓ بن زید کا لشکر واپس بلانے سے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ جس پرچم کو حضور ﷺ نے لہرایا ہو میں اسے نہیں لپیٹ سکتا۔

○ کون سے جھوٹے نبی نے حضور ﷺ کی زندگی ہی میں نبوت کا دعویٰ کردیا تھا؟

❖ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب نے حضور ﷺ کی زندگی میں ہی نبوت کا دعویٰ کردیا تھا۔

○ حضور نے اسود عنسی کے بارے میں کیا اطلاع دی۔

❖ حضور ﷺ نے لوگوں کو بتایا کہ اسود عنسی اپنے ہی ساتھیوں کے ہاتھ سے قتل ہوگیا ہے۔

○ نبوت کے دعویداروں میں کس نے بعد میں توبہ کرلی؟

❖ جھوٹے نبوت کے دعویداروں میں سے طلیحہ بن خویلد اسدی نے بعد میں توبہ کرلی تھی اور اسلامی لشکر میں شمولیت بھی کی۔

○ مسیلمہ اور سجاح کا اتحاد کیسے ہوا؟

❖ مسیلمہ کذاب نے نبوت کی جھوٹی دعویدار سجاح سے شادی کرلی تھی۔

○ مسیلمہ کو کس جنگ میں شکست ہوئی؟

❖ مسیلمہ کی قوت کا خاتمہ یمامہ کی جنگ میں ہوا۔

○ مسیلمہ کذاب کو کس نے قتل کیا؟

❖ مسیلمہ کذاب کو وحشی بن حرب نے قتل کیا۔

○ اسود عنسی کا خاتمہ کیسے ہوا؟

❖ اسود عنسی کو ایک ایرانی نژاد خاتون آزاد نے قتل کروا دیا۔ جو شہر بن باذان کی بیوی تھی اور

اس کے ساتھ اسود نے زبردستی نکاح کرلیا تھا۔

○ کون سا باغی ایسا تھا جس نے وعدہ معاف لوگوں میں اپنا نام نہ لکھا اور پکڑا گیا؟

❖ کندہ کے باغی اشعث بن قیس نے 9 آدمیوں کی جان بخشی کے وعدہ پر ہتھیار ڈالے لیکن ان نو آدمیوں میں اپنا نام لکھنا بھول گیا۔

○ ایران کے بادشاہ شیرویہ نے اپنے باپ اور بھائیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

❖ ایران کے بادشاہ شیرویہ نے نہ صرف اپنے باپ خسرو پرویز کو قتل کردیا تھا بلکہ اپنے بھائیوں کا بھی صفایا کردیا۔

○ عراق میں اسلامی لشکر کس کی دعوت پر داخل ہوا؟

❖ عراق پر حملہ کا آغاز مثنیٰ بن حارثہ کے ایماء پر کیا گیا۔

○ جنگ سلاسل کو اس نام سے کیوں پکارتے ہیں؟

❖ جنگ سلاسل میں ہندوستان کے رہنے والے زط (جاٹ) قوم کے لوگوں نے بیڑیاں پہن کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اس لئے اس جنگ کو جنگ سلاسل یعنی زنجیروں کی جنگ کہتے ہیں۔

○ جنگ سلاسل کا انجام کیا ہوا؟

❖ جنگ سلاسل میں ایرانی جرنیل ہرمز قتل کردیا گیا اور ایرانیوں کو شکست ہوئی۔

○ شام کے محاذ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں کون سا بڑا معرکہ ہوا؟

❖ شام کے محاذ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں آخری معرکہ اجنادین کے مقام پر لڑا گیا۔

✿ ✿ ✿

دوسرے خلیفہ تھے۔
حضرت عمر فاروق
والد: خطاب بن نفیل
والدہ ختمہ

# 9 خلافت راشدہ (ii)

## عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

13ھ تا 23ھ 634ء تا 644ء

### ابتدائی حالات

عمر فاروق اعظم قریش کے معزز قبیلے بنو عدی کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد کا نام خطاب بن نفیل تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں جا کر آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے۔ آپ کی والدہ مشہور قریشی سردار ہشام بن المغیرہ کی بیٹی تھیں۔ آپ ہجرت سے 40 سال قبل پیدا ہوئے۔ فن خطابت میں آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ قریش کی طرف سے سفارت کا شعبہ بھی اسی خاندان کے سپرد تھا۔ بالعموم ثالث کے فرائض بھی اسی قبیلہ کے سربراہ کو انجام دینے پڑتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوت فیصلہ اور عدل و انصاف کے اعتبار سے بھی اس خاندان کو امتیاز حاصل تھا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب اور حرب بنی امیہ کے درمیان تنازعہ کا فیصلہ آپ کے دادا نفیل نے کیا تھا۔ یہ قبیلہ صفا و مروہ کے درمیان مقام صفا میں رہائش پذیر تھا۔

### قبول اسلام

آپ کی عمر 27 سال تھی جب آنحضرت ﷺ نے قریش مکہ کو دین کی طرف بلایا اور یہ پرجوش نوجوان اسلام کا مخالف ہو گیا۔ ان کے خاندان کنیز لبینہؓ مشرف بہ اسلام ہوئیں تو عمر بن خطاب نے ان پر بے پناہ سختی کی۔ جب وہ مار مار کر تھک جاتے تو کہتے ابھی تھوڑا سا ستا لوں پھر مارتا ہوں۔ لیکن آپ کا یہ تشدد لبینہؓ کے دل سے نور اسلام کو نہ نکال سکا تو یہ ارادہ کیا (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ کو ختم کر دیا جائے تا کہ آبائی مذہب محفوظ ہو جائے لیکن قدرت کاملہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ عمرؓ جب اس ارادہ سے گھر سے نکلے تو راستے میں نعیمؓ بن عبداللہ ملے جو اسلام قبول کر چکے تھے۔ انہوں نے عمر کے ہاتھ میں تلوار اور ماتھے پر تیور دیکھ کر ارادہ پوچھا تو جواب دیا۔ ''محمدؐ کا فیصلہ کرنے جا رہا ہوں۔'' انہوں نے فوراً کہا ''پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن اور تمہارے بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔'' غصے میں بہن کے گھر کی طرف لپکے اور دروازے کو اندر سے بند پایا اور قرآن پاک پڑھنے کی آواز سنی۔ دروازہ کھلوایا اور بہنوئی کو پیٹنا شروع کر دیا۔ بہن بچانے کو آئیں تو ان کی بھی خبر لی۔ یہاں تک ان کا بدن لہولہان ہو گیا۔ اسی حالت میں ان کی زبان سے نکلا ''عمر جو چاہو کرو اسلام اب دل سے نہیں نکل سکتا۔'' بہن کے اس غیر متزلزل ارادے نے بھائی کو بالآخر سوچنے پر مجبور کر دیا۔ کہا کہ آخر دکھاؤ تو وہ کیا چیز تھی جو تم پڑھ رہے تھے؟ بہن نے قرآن پاک کے اوراق دکھائے اور سورۃ حدید کی ابتدائی آیات پڑھ کر سنائیں۔ فصیح و بلیغ کلام، غضب کے زور بیان اور پرزور استدلال نے بالآخر عمر کے دل کو فتح کر لیا۔ آیت سبح للہ مافی

السمٰوٰت والارض وھو العزیز الحکیم ط (جو کچھ آسمان و زمین میں ہے۔ سب اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے اور وہ غالب و حکیم ہے) آپ کے دل میں اتر گئی اور آپ کی بہن نے آمنو باللہ و رسولہ (ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر) پڑھا تو وہ بے اختیار کلمہ شہادت پکار اٹھے۔ نبی اکرم ﷺ دارِارقم میں پناہ گزیں تھے۔ وہیں دربار رسالت میں پیش ہوئے۔ صحابہ کو معلوم ہوا کہ عمرؓ آ رہے ہیں تو گھبرائے۔ حضرت حمزہؓ نے فرمایا کہ ''آنے دو اگر نیک ارادے سے آیا ہے تو بہتر ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔'' چنانچہ حضرت عمرؓ کو اندر بلا لیا گیا اور آپ نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔

قبول اسلام کے بعد آپ کے ایماء پر حضور ﷺ اور صحابہ کرام خانہ کعبہ گئے اور سرعام نماز ادا کی اور کفار آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ آپ کی انہی صلاحیتوں کے سبب حضور ﷺ خود فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) میں سے کسی کو اسلام کی توفیق دے تاکہ اسلام کو تقویت حاصل ہو۔

## عہد نبوی میں خدمات اسلام

**کفار پر رعب** عمرؓ ابن خطاب ان بہادروں میں سے تھے جن کی شجاعت کا سکہ مکہ میں مانا جاتا تھا اس لئے آپ کے اسلام قبول کرنے سے اسلام کا رعب طاری ہو گیا۔ تاہم آپ کو بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح آزمائشوں میں سے گزرنا پڑا۔

ہجرت کا حکم ملا تو خانہ کعبہ گئے سرعام دو رکعت نماز پڑھی اور وہاں بیٹھے ہوئے سرداران قریش سے کہا جس کو آج اپنی ماں کو بے اولاد، بیوی کو بیوہ اور اولاد کو یتیم کرنا ہو وہ حدود حرم سے باہر آ کر میرا مقابلہ کرے'' کسی مائی کے لال میں اس چیلنج کو قبول کرنے کی ہمت نہ تھی آپ کو ''فاروق'' کا خطاب اسی وجہ سے ملا تھا کہ آپ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر کے دکھا دیا تھا۔

**آپؓ کی رائے کے مطابق وحی کا نزول** حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے اس کا سبب یہ ہے کہ آپ دین اسلام اور اسلام نظام کی روح سے واقف تھے چنانچہ اذان کا طریقہ آپ ہی کی رائے کے مطابق طے ہوا۔ غزوہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں آپ نے جو رائے دی اس کی تائید میں وحی الٰہی نازل ہوئی۔ حجاب (پردہ) کے احکامات بھی آپ کی رائے کے مطابق ہی آئے تھے۔ آپ کو قضاء کا منصب بھی حاصل تھا اور ایک یہودی کے مقابلے میں ایک منافق نے جب حضور ﷺ کے فیصلے کے بعد آپ سے فیصلہ لینا چاہا تو آپ نے اس کی گردن قلم کر دی اور فرمایا کہ مسلمان ہونے کا دعویٰ رکھنے کے بعد اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے بعد کسی اور سے فیصلہ مانگتا ہے تو اس کا فیصلہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اس فیصلے کی توثیق کی۔

## غزوات میں حصہ

حضرت عمر فاروقؓ عہد نبوی میں تمام غزوات میں شرکت کی غزوہ بدر میں اپنے رشتے کے ماموں عاصی بن ہشام کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ آپ کے قبیلہ بنو عدی نے اس غزوہ میں کفار مکہ کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ جب کہ لشکر اسلامی میں آپ کے قبیلہ کے 12 آدمی شریک تھے۔ غزوہ احد میں آپ ان بہادروں میں سے تھے جنہوں نے آخر وقت تک حضور ﷺ کی حفاظت کے لئے جان کی بازی لگائی۔ خالد بن ولید نے پہاڑی کا چکر لگا کر عقب سے حملہ کیا تو آپ کے دستے ہی نے مدافعت کی ابوسفیان نے ہبل کی جے کا نعرہ بلند کیا تو آپ ہی نے تکبیر الٰہی کا نعرہ لگایا۔

- غزوہ احزاب میں بھی مجاہدانہ اور قائدانہ شان کے ساتھ شرکت کی۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر گھر کا آدھا اثاثہ پیش کیا۔ غزوہ خیبر میں بھی ایک روز اسلامی لشکر کی قیادت آپ کو سونپی گئی۔ بنوقینقاع اور بنونضیر کے خلاف کارروائی میں بھی آپ کا کردار بہت نمایاں تھا۔
- صلح حدیبیہ میں آپ کو یک طرفہ شرائط پر تشویش تھی جس کا آپ نے حضور ﷺ کے سامنے اظہار کیا۔ سورۃ فتح نازل ہونے کے بعد آپ کا اضطراب دور ہو گیا۔ فتح مکہ کے موقع پر بت شکنی کا فریضہ آپ ہی کو سونپا گیا اور آپ نے خانہ کعبہ کی چھت سے ہبل کو گرایا اندر رکھے ہوئے اسلاف کے بت توڑے اور دیواروں پر سے بزرگوں کی تصاویر بھی مٹا دیں۔
- غزوہ حنین میں آپ نے بھرپور استقامت کا مظاہرہ کیا الغرض میدانِ جہاد میں آپ ہمیشہ صف اول میں ہوتے تھے۔

## وصال نبویؐ اور عاشقِ رسول کا طرزِ عمل

وصال نبوی کے موقعہ پر آپ کا اضطراب مسجد نبوی میں بے قراری کے عالم میں ادھر ادھر چکر لگانا اور با آواز بلند کہتے پھرنا ''جس منافق نے یہ کہا کہ محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں اس کا سر قلم کر دوں گا'' آپ کے عشق رسول کا بھرپور اظہار تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سمجھانے پر جب آپ کو وصال نبوی کا یقین ہو گیا تو آپ کی کیفیت و پریشانی کو دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا تھا کہ آپ کے دل پر کیا بیت رہی ہو گی۔

## عہد صدیقی میں خدمات

سقیفہ بنو ساعدہ میں انصار مدینہ کی طرف سے خلافت کے مطالبہ کا لازمی نتیجہ امت مسلمہ میں انتشار تھا۔ اس فتنہ کو سنبھالنے میں آپ نے حضرت ابوبکر صدیق اور ابوعبیدہؓ بن الجراح کے ساتھ مل کر جو اقدام کیا وہ آپ کی پختگی ایمان، فہم و فراست، جرات اور دور اندیشی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

عہد صدیقیؓ میں آپ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مشیر خاص کی حیثیت حاصل تھی، آپ دفاعی امور اور خارجہ پالیسی میں خصوصی مہارت رکھتے تھے اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے اسی وجہ سے آپ کو کو اسامہؓ بن زید کے لشکر میں شرکت کی بجائے مدینہ میں روک لیا گیا تھا۔

شام وعراق کی جنگوں میں آپ کے مشورے قابل قدر تھے۔ فتنہ ارتداد کو فرو کرنے میں آپ کی خدمات بھی نا قابل فراموش ہیں۔ آپ شریعت کے اصولوں پر سختی سے عمل کرنے کے داعی تھے اس وجہ سے آپ نے خالدؓ بن ولید کی بعض باتوں پر گرفت کی۔ قبائل عرب کے ساتھ معاملات میں آپ کی رائے کو بہت اہمیت دی جاتی تھی اور شائد ہی کبھی اس کے خلاف فیصلہ کیا گیا ہو۔

**انتخاب خلافت** حضرت ابوبکرؓ کی بیماری طول پکڑ گئی اور یہ اندازہ ہو گیا کہ آپ کا وقت انتقال آ پہنچا ہے تو آپ نے صحابہ کرامؓ سے اپنے جانشین کے بارے میں مشورے شروع کر دیئے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی حضرت عمرؓ کے بارے میں رائے یہ تھی ''عمر کی قابلیت میں کیا کلام ہے لیکن مزاج میں سختی ہے۔'' حضرت ابوبکرؓ نے جواب میں فرمایا ''ان کی سختی اس لئے تھی کہ میں نرم تھا جب کام ان پر ہی آن پڑے گا تو وہ خود بخود نرم ہو جائیں گے۔'' حضرت عثمانؓ نے یہ رائے دی کہ ''میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ عمرؓ کا باطن ظاہر سے اچھا ہے اور ہم لوگوں میں ان کا جواب نہیں۔''

حضرت طلحہؓ نے بھی حضرت عمرؓ کی سختی کی شکایت کی لیکن حضرت ابوبکرؓ نے انہیں بھی سمجھا دیا اور حضرت عثمانؓ سے وصیت نامہ لکھوایا جس میں حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کیا اور اپنے غلام کو وہ وصیت نامہ دے کر باہر بھیجا جہاں عامۃ المسلمین فیصلے کا انتظار کر رہے تھے۔ آپؓ کے غلام نے وصیت نامہ پڑھ کر سنایا اور حضرت ابوبکرؓ نے بالا خانے سے جھانک کر لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا انہیں حضرت عمرؓ کی خلافت منظور ہے؟ سب نے اس انتخاب کی توثیق کی پھر حضرت عمرؓ کو بلایا گیا اور حضرت ابوبکرؓ نے آپؓ کو بہت سی نصیحتیں کیں۔ اس طرح حضرت عمرؓ امیر المومنین بنے۔ اور تاریخ اسلام میں فاروق اعظمؓ کے سنہری دور کا اضافہ ہوا۔

## عہد فاروقی کی فتوحات

حضرت عمرؓ کی فتوحات اگر چہ بہت زیادہ تھیں اور سکندر و چنگیز سے کسی طرح کم نہ تھیں لیکن فاتح کی حیثیت سے آپ کا ان کے ساتھ مقابلہ کرنا سخت زیادتی ہے چنگیز و تیمور ایک طوفان کی طرح ایک عالم پر چھا گئے لیکن یہ طوفان جہاں کہیں بھی پہنچا لاشوں کے انبار اور تباہ شدہ کھنڈروں کے علاوہ کوئی شے نظر نہ آتی تھی برعکس اس کے عہد فاروقی میں خون ناحق کا ایک قطرہ بھی گرنے نہ پایا، ملک تو ملک شجر و حجر بھی ہر قسم کے ستم سے محفوظ رہے۔ لہلہاتی کھیتیاں لہلہاتی ہی رہیں اور ان کو نئے محافظ میسر آ گئے بوڑھوں بچوں اور عورتوں پر کوئی دست ظلم نہ اٹھا اور یہاں تک کہ خود مفتوحہ قومیں مسلمانوں کی پسپائی پر غمگین ہوتیں اور مسلمانوں کی حکومت کو اپنے لئے رحمت سمجھنے لگیں۔ تیمور چنگیز کا زور ٹوٹا تو لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔ مسلمانوں کی قوت میں کمزوری آئی تو خود مفتوحہ قومیں اسی مقصد زندگی کا علم لے کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ایک دفعہ جو علاقہ فتح ہوا اس پر عرب حکومت ختم ہو گئی لیکن اسلام کا قبضہ مستقل ثابت ہوا۔ لامحالہ ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ بطور فاتح حضرت عمرؓ کا مقام

دنیا کے دیگر عظیم فاتحین سے بلند۔ ۔

## ایران و عراق کی فتوحات

**جابان و نرسی کو شکست** عہد فاروقی کے آغاز میں ایرانی ملکہ بوران دخت نے زبردست تیاریوں کے بعد از سرِ نو جنگ کا آغاز کیا، مشہور ایرانی بہادر رستم کو مہم کا انچارج بنایا گیا اور جابان اور نرسی کو اس کی امداد پر مقرر کیا گیا جابان اور نرسی کا مقابلہ ایک اسلامی لشکر سے ہوا جس کی قیادت ابو عبید ثقفی کر رہے تھے۔ دونوں کو بالترتیب نمارق اور سقاطیہ کے مقامات پر شکستیں ہوئی، جابان گرفتار ہوا لیکن اسے ایک مسلمان نے دو غلاموں کے عوض رہا کر دیا۔ دوبارہ گرفتار ہوا لیکن ابو عبید نے ایک مسلمان کے معاہدے کو توڑنا پسند نہ کیا اور اس کو رہا کر دیا۔

**جنگ جسر** رستم نے مندرجہ بالا شکستوں کی خبر سن کر مردان شاہ کی قیادت میں فوج روانہ کی جس نے دریائے فرات کے کنارے جسر کے مقام پر ڈیرے ڈال دیئے ابو عبید بھی دریا کے دوسرے کنارے پڑے تھے۔ جوش جہاد میں انہوں نے دریا کو عبور کر کے ایرانی فوج پر حملہ کر دیا لیکن ایرانی فوج کے دیو قامت ہاتھیوں کو دیکھ کر عربی گھوڑے بدک گئے اسی دوران میں ایک ہاتھی نے ابو عبیدہ کو ہی شہید کر ڈالا، مسلمانوں نے جب اپنے سپہ سالار کو شہید ہوتے دیکھا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ لیکن پشت پر دریا تھا اس لئے بہت کم لوگ دریا کو پار کرنے میں کامیاب ہوئے مسلمانوں کے اس زبردست نقصان کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ کسی نے دریائے فرات پر کشتیوں کو جو پل باندھا گیا تھا اسے توڑ دیا تاکہ مسلمان بھاگنے کا ارادہ نہ کریں لہٰذا پل کے بغیر دریا کو عبور کرنے میں بہت سے مسلمانوں کی جانیں تلف ہوئی اس لئے اس لڑائی کو پل یا جسر کی لڑائی کہتے ہیں۔

**جنگ بویب** اسلامی فوج کی شکست کا اثر یہ ہوا کہ سرزمین عرب کے طول و عرض میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھی، ہر طرف سے مسلمان لشکرِ اسلامی میں شرکت کے لئے مدینہ پہنچنے لگے بلکہ عیسائی عرب بھی عجم کی قدیم مخاصمت کے جذبات کی وجہ سے عجمیوں سے عرب کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے اسلامی لشکر میں بھرتی ہونے لگے دربار خلافت سے یہ تازہ دم فوج عبداللہ بجلی کی قیادت میں روانہ ہوئی بوران دخت نے بھی مہران ہمدانی کی قیادت میں بارہ ہزار فوج روانہ کی بویب کے مقام پر زبردست مقابلہ ہوا۔ ایرانیوں کو شکست فاش ہوئی مثنیٰ کے دریا کے پل پر کھڑے ہو گئے اور بھاگنے والوں کا خاتمہ کرتے گئے یہ دن جسر کے دن کا جواب تھا۔

## جنگ قادسیہ ۔ مذاکرات

بویب کی شکست کا اثر یہ ہوا کہ اہل ایران نے ملکہ بوران دخت کو تخت سے اتار کر نوجوان یزدگرد کو تخت نشین کر دیا، یہ گویا ایک ایسا انقلاب تھا جس سے تمام ایرانی فوج اور عوام میں قوم پرستی کی ایک نئی روح دوڑ گئی عراق میں جگہ جگہ بغاوتیں ہونے لگیں اور مجبوراً مثنیٰ کو سرحد عرب تک پیچھے

ہٹنا پڑا۔ حضرت عمرؓ فاروق اعظم نے بھی جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ سارے عرب سے رضا کار اکھٹے کئے گئے۔ شعراء خطیب اور ماہرین حرب مدینہ پہنچنے لگے۔ حج کا موسم بھی آ گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس موقع پر صورت حال کی نزاکت مسلمانوں کے سامنے رکھی اور جہاد کی اپیل کی۔ حج کے بعد آپ مدینہ واپس لوٹے تو ایک کثیر لشکر جمع ہو چکا تھا۔ آپ نے خود محاذ پر جانے کا ارادہ کیا۔ عوام الناس نے بھی اس ارادہ کی تائید کی اور کہا کہ ''امیر المومنین یہ مہم آپ کے بغیر سر نہ ہو گی۔'' لیکن کبار صحابہؓ بالخصوص حضرت علیؓ نے اس رائے سے اختلاف کیا اور مشورہ دیا کہ امیر المومنین مدینہ ہی میں رہیں اور کسی صحابیؓ کو اس مہم کا امیر مقرر کیا جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ فتح دے تو بہتر ورنہ کسی اور صحابی کو روانہ کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح دے۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی تجویز پر سعدؓ بن ابی وقاص کو امیر لشکر مقرر کیا گیا لیکن حضرت عمرؓ نے انہیں ہدایت کی کہ کوئی اہم قدم ان کی اجازت کے بغیر نہ اٹھایا جائے۔

مثنیٰ جنگ جسر میں زخمی ہو گئے تھے۔ ان کے بھائی معنّٰی سعد بن ابی وقاص سے آ ملے۔ متحدہ لشکر نے حضرت عمرؓ کی ہدایات کے مطابق قادسیہ میں قیام کیا کیونکہ اس کے سامنے ملک عراق تھا اور پیچھے پہاڑیاں تھیں جو پسپا ہونے کی صورت میں مفید ثابت ہو سکتی تھیں۔ لشکر کی تنظیم بھی امیر المومنین کی ہدایات ہی کے مطابق کی گئی۔ دوسری طرف سے یزدگرد نے اپنے سپہ سالار رستم کو منتخب فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ ایرانی لشکر سے دارالحکومت مدائن تک مسلسل پیغام رسانی کا بندوبست کیا گیا تا کہ حسب ضرورت فوج کو رسد اور کمک مسلسل بھیجی جاتی رہے۔

**گفت وشنید** حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو حکم بھیجا کہ جنگ سے پہلے ایرانیوں کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے چودہ نامور شخص منتخب کئے۔ جن میں اشعثؓ بن قیس، عمروؓ بن معدی کرب، مغیرہؓ بن شعبہ، معنیٰؓ بن حارثہ، نعمانؓ بن مقرن، مغیرہؓ بن زرارہ اور حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عاصمؓ بھی شامل تھے۔ یہ سفیر اس شان سے مدائن پہنچے کہ ان کے گھوڑوں پر زین تک نہ تھی۔ لیکن ان کے گھوڑے رانوں سے نکلے جاتے تھے اور بار بار زمین پر ٹاپ مارتے تھے۔ یزدگرد نے ایک عظیم الشان اور مرعوب کن دربار منعقد کر کے ان سفیروں کو دربار میں طلب کیا لیکن یہ مردان حق اس مادی مال و متاع سے مرعوب ہونے والے نہ تھے۔ وہ دربار کی اس شان و شوکت سے بے پرواہ سیدھے بادشاہ کے سامنے پہنچے۔ اس وقت وہ عربی قبا پہنے اور یمنی چادریں کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ میں صرف ایک ایک کوڑا تھا۔ ایرانی ان کی اس سادگی اور جرات سے پوری طرح سے متاثر و مرعوب ہو رہے تھے۔ یزدگرد نے پوچھا کہ ''تم اس ملک میں کیوں آئے ہو؟ نعمانؓ بن مقرن نے جو اس وفد کے قائد تھے اسے اسلام کی دعوت دی۔ بصورت دیگر جزیہ قبول کر لینے کا مشورہ دیا۔ اور تیسری صورت تلوار (جنگ) کی بتائی۔ یزدگرد نے جواب میں کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم ایک ذلیل قوم ہو۔ اب تک جب کبھی بھی تمہاری سرکشی کی کوئی اطلاع ہمیں ملتی تھی ہم صرف اپنے سرحدی زمینداروں کو تمہارے مقابلے پر روانہ کرنا کافی

سمجھتے تھے اور وہ تمہارے سب کس بل نکال دیتے تھے۔ اس پر مغیرہؓ بن زراہ نے اپنی صف سے آگے بڑھ کر کہا۔ ''یہ سب روٴسائے عرب ہیں۔ زیادہ باتیں نہیں کیا کرتے۔ میں تمہیں جواب دیتا ہوں۔'' اس کے بعد انہوں نے کہا:

''یہ درست ہے کہ ہم ایسے ہی تھے جیسا کہ تم نے بیان کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل کیا اور ہم میں اپنا پیغمبر مبعوث کیا، ہم نے پہلے اسے جھٹلایا لیکن رفتہ رفتہ ہم اس کے قائل ہو گئے وہ جو کچھ کہتا تھا خدا کے حکم کے تحت کہتا تھا۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ اسلام کو دنیا بھر کے سامنے پیش کرو۔ جو اسے قبول کر لے وہ تمہارا بھائی ہے جو قبول نہ کرنا چاہے وہ جزیہ دے کر تمہاری حفاظت میں آ جائے اور اگر ان دونوں میں سے کوئی شرط منظور نہ ہو تو تلوار سے اس کا فیصلہ کر دیا جائے۔''

یزدگرد اس جواب پر بہت برہم ہوا اور چیخ کر کہا:

''اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو تم میں سے کوئی زندہ بچ کر نہ جا سکتا۔''

اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ مٹی کی ایک ٹوکری لائی جائے اور ان سے سوال کیا کہ تم میں سے سب سے زیادہ معزز کون ہے۔ ارکان وفد نے حضرت عاصمؓ بن عمرؓ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہمارے امیر المومنین کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عاصمؓ نے کہا ''میں'' اور یزدگرد نے یہ مٹی کی ٹوکری ان کے سر پر رکھوا دی اور کہا کہ ہماری زمین میں سے تمہارے حصے میں صرف یہ مٹی ہے۔ حضرت عاصمؓ نے وہ ٹوکری اٹھا لی اور کہا۔

''دشمن نے اپنی زمین خود ہمارے حوالے کر دی ہے۔''

یزدگرد نے رستم کو حکم بھیجا کہ بہت جلدی مسلمانوں کا صفایا کر دیا جائے لیکن رستم جنگ کو ٹالنے کی کوشش کرتا رہا۔ مسلمان اس دوران گردنواح میں حملے کر کے رسد جمع کرتے رہے بالآخر اس علاقے کے لوگوں کے بادشاہ کے پاس جا کر فریاد کی کہ مسلمانوں کا مقابلہ کیا جائے ورنہ ہم ان کی اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس نے رستم کو فوری کارروائی کرنے کا حکم بھیجا لیکن اس نے سعدؓ کو پیغام بھیجا کہ صلح کی گفت و شنید کے لئے کوئی سفیر روانہ کیا جائے۔ حضرت سعدؓ نے ربعیؓ بن عامر کو روانہ کیا۔ ربعیؓ اس شان سے رستم کے دربار میں پہنچے کہ گھوڑے پر زین نہ تھی اور تلوار پر نیام کی بجائے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے۔ وہ دربار کے سامنے جا کر گھوڑے سے اترے اور گھوڑے کی باگ کو ایک گاؤ تکیے سے اٹکا کر نیزے کی انی سے بلا تکلف قالین کو چھیدتے ہوئے رستم کے قریب جا پہنچے اور اپنے نیزے کو اس زور سے زمین پر مارا کہ قالین پھاڑتا ہوا زمین میں گڑ گیا۔ رستم نے سوال کیا کہ ''تم یہاں کیوں آئے ہو؟'' ربعیؓ بن عامر نے جواب دیا ''تاکہ مخلوق کی بجائے خالق کی عبادت کی جائے۔'' امرائے دربار نے تلوار دیکھ کر کہا۔ ''ان ہتھیاروں سے ایران فتح کرنے کا ارادہ ہے؟'' ربعیؓ نے تلوار میان سے نکالی تو اس کی چمک سے آنکھیں چندھیا گئیں اور جتنی ڈھالیں اس تلوار کی کاٹ آزمانے کے لئے پیش کی گئیں اس تلوار نے ان کے ٹکڑے اڑا

دیئے۔ رستم نے اپنے امراء سے مشورہ کر کے جواب دینے کا وعدہ کیا۔

آخری سفارت مغیرہؓ بن شعبہ کی تھی۔ مغیرہؓ بھی اپنی مخصوص سادگی کے ساتھ دربار میں پہنچے، اور سیدھے رستم کے ساتھ زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے۔ ملازموں نے آپ کو وہاں سے اٹھا دیا تو مغیرہؓ نے کہا ''میں خود نہیں آیا تمہارے بلانے سے آیا ہوں، مہمان کے ساتھ یہ سلوک روا نہیں۔ تمہاری طرح ہم لوگوں میں یہ دستور نہیں کہ کوئی شخص خدا بن کر بیٹھے اور تمام لوگ اس کے آگے بندہ ہو کر گردن جھکائیں۔'' اس پر رستم کو معذرت کرنی پڑی۔ رستم نے مغیرہؓ کے ترکش سے تیر نکال کر کہا۔ ''ان تکلوں سے کیا ہو گا؟'' مغیرہ نے فوراً جواب دیا۔ ''آگ کی لو خواہ چھوٹی ہو پھر بھی آگ ہے۔'' رسم نے کہا ''تلوار کا نیام کتنا بوسیدہ ہے۔'' مغیرہ نے جواب دیا ''لیکن تلوار پر باڑھ ابھی رکھی گئی ہے۔'' رستم ان کی حاضر جوابی سے مرعوب ہوئے بغیر نہ رہ سکا اس نے مسلمانوں کو واپس جانے پر آمادہ کرنا چاہا اور وعدہ کیا کہ اگر تم چلے گئے تو تمہاری خطا سے درگزر کیا جائے گا اور شہنشاہ سے انعام بھی دلوایا جائے گا۔ مغیرہؓ نے واضح کر دیا کہ ''اگر اسلام یا جزیہ منظور نہیں تو تلوار سے فیصلہ ہو گا۔''

رسم اس جواب پر بھڑک اٹھا اور چلایا۔ ''آفتاب کی قسم کل تمام عربوں کو برباد کر دوں گا۔'' مغیرہؓ واپس لوٹ آئے اور صلح کی گفت وشنید ناکام ہو گئی۔

## قادسیہ کی جنگ محرم 16ھ 635ء

اگلے دن صبح رستم نے ہتھیار پہنے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور بہت مغرورانہ انداز میں کہا۔ ''تمام عرب کو چکنا چور کر دوں گا۔'' کسی سپاہی نے کہا۔ ''ہاں اگر خدا نے چاہا۔'' لیکن رستم کے دماغ میں غرور کی ہوا سمائی ہوئی تھی۔ بولا ''خدا نے نہ چاہا تب بھی۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنی فوج کا میمنہ میسرہ اور قلب مرتب کئے۔ اسلامی لشکر بھی مرتب کیا گیا۔ سعدؓ بن ابی وقاص عرق النسا کی وجہ سے عملاً جنگ میں شریک نہ ہو سکے اور ایک بالاخانے پر بیٹھ کر فوج کو ہدایات دینے لگے۔ آپ نے خالدؓ بن ارفطہ کو اپنا جانشین بنایا۔

قادسیہ کی جنگ تین دن تک جاری رہی۔ پہلے دن انفرادی مقابلوں سے آغاز ہوا۔ ایک بھاری بھرکم ایرانی پہلوان ہتھیاروں، زیورات اور خوبصورت کپڑوں میں سجا ہوا میدان میں نکلا اور مدمقابل طلب کیا۔ عمروؓ بن معدی کرب نے اس کے وار کو خالی دے کر اسے کمر بند سے پکڑ کر ہوا میں معلق کر دیا۔ اور پھر زمین پر پٹک کر تلوار سے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ دو ایک اور انفرادی مقابلوں میں ایرانی سردار مارے گئے پھر ایرانی فوج نے بیک وقت حملہ کر ڈالا۔ مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا مسئلہ ایرانیوں کے ہاتھی تھے جو مسلمانوں کی پیادہ فوج کو روند ڈالتے تھے اور گھوڑوں کو بدکا دیتے تھے۔ اس دن مسلمان اسی آفت ناگہانی سے نپٹنے میں مصروف رہے۔ تیر اندازوں نے فیل بانوں کو ہلاک کر دیا۔ عماریاں الٹ ڈالیں لیکن اس دوران شام ہو گئی اور لڑائی دوسرے دن تک ملتوی ہو گئی۔

اگلے دن صبح جنگ کا از سرنو آغاز ہوا۔ شام کی طرف سے گرد اٹھی تو معلوم ہوا کہ امین الامت ابوعبیدہؓ نے کمک بھیجی ہے۔ مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اس کمک میں قعقاعؓ بن عمرو بھی تھے پہنچتے ہی میدان میں نکل کر پکارے کہ ''کوئی بہادر ہو تو مقابلے پر آئے'' دوسری طرف سے بہمن (مروان شاہ) نکلا۔ اسلامی لشکر سے آواز آئی۔ ''ابوعبیدؓ کا قاتل جانے نہ پائے۔'' (اس نے جنگ جسر میں ابوعبیدہؓ ثقفی کو شہید کر ڈالا تھا) اور قعقاعؓ نے دیکھتے ہی دیکھتے اس کے ٹکڑے کر ڈالے اور بھی کئی ایرانی سردار مقابلے پر آئے لیکن ان کا حشر بھی یہی ہوا۔ دونوں لشکر پھر گھتم گتھا ہو گئے۔ اسلامی کمک اس انداز سے پہنچ رہی تھی کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک دستہ پہنچتا اور اس کی آمد کے وقت اسلامی لشکر تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھتا۔ قعقاعؓ نے اس روز ہاتھیوں کا جواب اس طرح دیا کہ اونٹوں پر کالے برقعے ڈال کر انہیں میدان میں ہانک دیا۔ ان مصنوعی ہاتھیوں نے ایرانیوں کے گھوڑوں کو بدکا دیا۔ اسی دوران حضرت عمرؓ کے بھیجے ہوئے جنگی گھوڑے اور تلواریں آ پہنچیں۔ جو فوج کے نامور بہادروں کو انعام کے طور پر دی گئیں۔ اس سے ان کی اور حوصلہ افزائی ہوئی۔

اس دن کا ایک اور واقعہ ابومحجن ثقفی کا ہے جسے شراب پینے کے الزام میں پابہ زنجیر رکھا گیا تھا۔ وہ دور سے جنگ کے منظر دیکھ کر پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ بالآخر اس نے حضرت سعدؓ کی اہلیہ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ اس کی بیڑیاں کھول دی جائیں اور وہ جنگ میں جوہر دکھائے۔ اس نے وعدہ کیا کہ اگر زندہ واپس لوٹا تو خود بخود بیڑیاں پہن لے گا۔ ابومحجن میدان میں پہنچا تو اس نے صفیں الٹ دیں اور تمام لشکر اسلام نے اس کی شجاعت کے کارنامے دیکھے لیکن بہت کم لوگ اسے پہچان سکے۔ خود حضرت سعدؓ بھی اس کی شجاعت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ لیکن شام کو جنگ ختم ہوئی تو ابومحجن نے پھر سے بیڑیاں پہن رکھی تھی۔ جب سعدؓ نے اس کی شجاعت دیکھی تو اسے رہا کر دیا۔ اور اس نے بھی صدق دل سے شراب سے توبہ کی۔ اس روز دو ہزار مسلمان شہید ہوئے لیکن ایرانیوں کا نقصان کم از کم اس سے پانچ گنا تھا۔

تیسرا دن فیصلہ کن ثابت ہوا۔ مسلمانوں کے دستے ایرانیوں کو مرعوب کرنے کے لئے شام کی جانب سے سارا دن آتے نظر آتے رہے۔ ابوعبیدہؓ کا بھیجا ہوا 700 سواروں پر مشتمل ایک دستہ فی الواقع بھی آ پہنچا اور شام کی فتح کی خوشخبری بھی مسلمانوں کو مل گئی۔ اس روز عمروؓ بن معدی کرب نے ہاتھیوں کے محافظ پیدل دستوں کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ قعقاعؓ اور ان کے ساتھیوں نے نیزے مار مار کر ہاتھیوں کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں۔ بڑے ہاتھی کی سونڈ کاٹ ڈالی گئی اور جب وہ پیچھے بھاگا تو دوسرے ہاتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور ایرانی فوج ان کے پاؤں تلے روندی گئی۔ شام ہو چکی تھی لیکن جنگ رکنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ شب بھر کشت و خون جاری رہا۔ صبح کو اسلامی لشکر کو از سرنو ترتیب دیا گیا اور قعقاعؓ اور ان کے ساتھیوں نے رستم کے حفاظتی دستے پر حملہ کر ڈالا، بہت زور کا معرکا ہوا۔ لیکن ایرانی شجاعان اسلام کی اس یلغار کو نہ روک سکے۔ رستم تخت سے کود پڑا۔ تھوڑی دیر تک لڑتا رہا لیکن پھر بھاگنے کا ارادہ کیا۔ سامنے دریا تھا اس میں چھلانگ لگائی تاکہ تیر کر عبور کر

لے لیکن ایک مسلمان سپاہی بلال نے پہچان لیا اور اس کے پیچھے ہی چھلانگ لگا دی۔ اس نے رستم کو ٹانگ سے پکڑ کر باہر گھسیٹ لیا۔ اسے قتل کر ڈالا اور رستم ہی کے تخت پر چڑھ کر پکارا کہ میں نے رستم کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ایرانی فوج سپہ سالار کی موت کے بعد میدان سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ اس جنگ میں چھ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ اس فتح کی خبر فوراً حضرت عمرؓ کو پہنچائی گئی۔

## ایرانی دارالحکومت پر قبضہ 15ھ 636ء

ایرانی قادسیہ سے بھاگ کر بابل میں جمع ہوئے تھے۔ سعدؓ نے بابل پر حملہ کیا سبھی بھاگ نکلے۔ اس کے بعد کوثی میں شہریار نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ لیکن مغرور شہریار نے جب مدمقابل طلب کیا تو اسلامی لشکر سے ایک کمزور سے غلام کو اس کے مقابلے کے لئے بھیجا گیا جس کے ہاتھ سے وہ قتل ہوا۔ کوثی وہ جگہ تھی جہاں نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو قید کیا تھا۔ مسلمانوں نے اس شہر کو نشان عبرت کے طور پر دیکھا۔ سامنے بہرہ شیر کا قلعہ تھا جہاں کسریٰ کا سدھایا ہوا شیر رہتا تھا۔ وہی شیر پہلے اسلامی لشکر کے مقابلے پر آیا لیکن مسلمانوں کے ہراول دستے کے سپہ سالار ہاشم کی ایک ہی ضرب سے شیر مارا گیا اور حضرت سعدؓ نے بے اختیار اس کی پیشانی چوم لی۔ بہرہ شیر کا شہر بھی فتح ہو گیا۔

اب مدائن سامنے تھا۔ صرف دریائے دجلہ درمیان میں حائل تھا۔ دریا طغیانی پر تھا اور اس کو عبور کرنے کے لئے ذرائع موجود نہ تھے۔ حضرت سعدؓ نے مجاہدین کو مخاطب کر کے کہا۔ ''برادران اسلام دشمن نے ہر طرف سے مجبور ہو کر دریا کی پناہ لی ہے۔ یہ مہم بھی سر کر لی تو پھر مطلع صاف ہے۔'' یہ کہہ کر حضرت سعدؓ نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور پورا لشکر آپ کے پیچھے باتیں کرتا ہوا دریا سے پار ہو گیا۔ ایرانیوں نے یہ منظر دیکھا تو ''دیوان آمدند، دیوان آمدند'' (دیو آ گئے، دیو آ گئے) کہتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ صرف خرزاد نے تھوڑی سی فوج سے مقابلہ کیا لیکن جلد ہی وہ بھی بھاگ نکلا۔ بادشاہ پہلے ہی شہر چھوڑ چکا تھا۔ مدائن سے مسلمانوں کو بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ جس کا خمس مدینہ روانہ کر دیا گیا۔

## معرکہ جلولا 16ھ۔ 637ء

رستم کے بھائی خرزاد نے مدائن سے بھاگ کر جلولاء میں فوجی تیاریاں شروع کر دیں تھی۔ اس نے شہر کی فصیل کے باہر خندق کھدوا دی تھی۔ اس خندق سے آگے مسلمانوں کے حملے کے ممکنہ راستے پر لوہے کے گوکھرو بچھا دیئے تھے۔ مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا، لیکن مہینوں اس قلعہ کو فتح نہ کیا جا سکا۔ ایرانی گاہے بگاہے شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کرتے تھے لیکن پھر محصور ہو جاتے تھے۔ اس طرح کی ایک لڑائی کے موقعہ پر سخت آندھی آ گئی اور ایرانی فوج کو خود قلعے میں واپس جانے کے لئے خندق کو کئی جگہ سے پاٹ کر راستہ بنانا پڑا۔ قعقاعؓ بن عمرو بھی یلغار کرتے ہوئے قلعہ کے دروازوں تک پہنچ گئے اور قلعہ پر قبضہ کر کے ایرانیوں کا قتل عام کیا اور مال غنیمت کا خمس مدینہ بھجوا دیا۔

یزدگرد حلوان میں تھا۔ جلولاء کے حالات معلوم ہوئے تو رے چلا گیا۔

**عام معافی کا اعلان** قعقاعؓ نے آگے بڑھ کر حلوان پر قبضہ کر لیا۔ یہ عراق کا آخری شہر تھا۔ حضرت سعدؓ نے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ مختلف لوگ جزیہ ادا کرنے کی شرط پر صلح کرنے لگے اور عراق میں ایک مرتبہ امن قائم ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کی خواہش تھی کہ جنگ و جدل کا سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ وہ کہتے تھے کہ کاش ہمارے اور ایران کے درمیان کوئی دیوار حائل ہوتی اور اس سے مزید تصادم رک جاتا لیکن عملاً ایسا ممکن نہ تھا۔ یزدگرد جب تک زندہ موجود تھا ساسانی سازشیں ختم نہیں ہو سکتی تھیں وہ قومی جذبات کو اپیل کر کے عربوں کے خلاف بغاوت پھیلا رہا تھا اور اس کی سلطنت کے جو علاقے ابھی تک فتح نہ ہوئے تھے وہ ان میں زبردست فوجی تیاریاں کر رہا تھا۔

**جزیرہ پر اسلامی قبضہ 637ء/16ھ** سب سے پہلے جزیرہ والوں نے اسلامی حکومت کی مخالفت کی۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے عبداللہؓ کو تکریت پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ یہاں پر مقیم ایرانی فوجوں کو بعض عرب قبائل کی حمایت بھی حاصل تھی۔ لیکن عبداللہؓ نے نامہ و پیام سے انہیں ساتھ ملا لیا اور جب عملاً جنگ شروع ہوئی تو ان عربوں نے عجمی فوج پر پشت سے حملہ کر ڈالا۔ اس طرح عجمی دو طرف سے گھر کو شکست کھا گئے جزیرہ کے عقبی حصہ کی تسخیر عیاضؓ بن غنم کے حصے آئی اور انہوں نے یکے بعد دیگر تمام شہر فتح کر لیے۔

**خوزستان کی فتح 637ء/16ھ** فتح خوزستان کا آغاز مغیرہؓ بن شعبہ والئے بصرہ کے ہاتھوں ہوا اور انہوں نے اہواز پر حملہ کیا۔ اہواز والوں نے پہلے تو خراج ادا کر کے صلح کر لی لیکن بعد میں پھر بغاوت کر ڈالی چنانچہ گورنر بصرہ ابوموسیٰ اشعریؓ نے اسے پھر سے فتح کیا۔ سوس بھی فتح ہو گیا اسی دوران میں ایک ایرانی سردار ہرمزان نے یزدگرد سے ایران و فارس کی حکومت کا پروانہ حاصل کر کے فوجی تیاریاں شروع کر دیں۔ ابوموسیٰ اشعریؓ نے دارالخلافہ سے مزید فوجیں منگوائیں اور عثمانؓ بن یاسر اور جریرؓ بجلی کی معیت میں شوستر کے قلعہ پر حملہ کیا جہاں ہرمزان ٹھہرا ہوا تھا۔ ہرمزان کو میدان میں شکست ہوئی لیکن وہ قلعہ بند ہو گیا۔ مسلمانوں نے ایک خفیہ راستہ معلوم کر لیا اور 200 چیدہ جوان اس راستے سے شہر میں داخل ہو گئے اور دروازے کھول دیئے۔ تاہم ہرمزان نے اس شرط پر ہتھیار ڈالے کہ اسے مدینہ بھیج دیا جائے اور حضرت عمرؓ اس کی بابت جو فیصلہ کریں وہ اسے منظور ہو گا۔ ہرمزان حضرت عمرؓ کے سامنے نہایت شاندار لباس میں ملبوس ہو کر پیش ہوا۔ حضرت عمرؓ اس کی کئی مرتبہ کی بدعہدیوں اور متعدد مسلمانوں کے قتل کی وجہ سے اس کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن اس نے پانی مانگا۔ جب پانی اسے دیا گیا تو اس نے پیالہ ہاتھ میں لے کر درخواست کی کہ جب تک پانی نہ پی لوں مارا نہ جاؤں۔ حضرت عمرؓ نے اسے یقین دلایا اس نے فوراً پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا نہ میں پانی پیوں گا نہ آپ مجھے قتل کریں گے۔ حضرت عمرؓ اس کی اس

حرکت پر حیران رہ گئے لیکن اس نے اسی وقت کلمہ پڑھ لیا اور کہا کہ میں پہلے ہی مسلمان ہو چکا تھا۔ یہ حرکت میں نے اس لئے کہ کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ قتل کے خوف سے مسلمان ہو رہا ہوں چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسے معاف کر دیا اور مدینہ میں رہنے کی اجازت دے دی۔

خوزستان کا دوسرا اہم شہر جندی شاپور تھا۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے لشکر کے ایک غلام نے اہل شہر کو جزیہ کی شرط پر امان دے دی اور یہ شہر بھی فتح ہو گیا۔

**معرکہ نہاوند 641ء/21ھ** مسلمانوں کی مستقل پیش قدمی اور خوزستان کی فتح نے یزدگرد پر واضح کر دیا تھا کہ اب ایران کا بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے بچنا مشکل ہے۔ اس نے تمام عجمیوں کو عربوں کے خلاف بھڑکا کر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر جمع کیا۔ مردان شاہ کو جو ہرمز کا بیٹا تھا اس کا سپہ سالار مقرر کیا اور اس لشکر کو نہاوند کی طرف روانہ کیا۔ ایرانیوں کا عقیدہ تھا کہ جس جنگ میں درفش کاویانی (ایران کا مقدس تاریخی جھنڈا) ساتھ ہو اس میں ایران کو شکست نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ یزدگرد نے یہ جھنڈا بھی ساتھ کر دیا تا کہ ایرانیوں کا حوصلہ بلند رہے۔ حضرت عمرؓ کو جب ان حالات کا علم ہوا تو انہوں نے صحابہؓ سے مشورہ کیا حضرت عثمانؓ نے مشورہ دیا کہ امیر المومنین کو خود مقابلے کے لئے نکلنا چاہیے۔ لیکن حضرت علیؓ نے اس کی مخالفت کی ان کی رائے یہ تھی کہ حضرت عمرؓ کے دارالخلافہ سے ہٹنے کی صورت میں داخلی انتشار کا خطرہ ہے۔ انہوں نے یہ بھی مشورہ دیا کہ عراق سے تمام فوجیں نہ نکالی جائیں بلکہ تمام مفتوحہ علاقوں سے ایک تہائی فوج کو مردان شاہ کے مقابلے پر بھیج دیا جائے۔ امیر المومنینؓ نے اسی رائے کو قبول کیا اور نعمانؓ بن مقرن کو اس مہم کا ذمہ دار بنایا گیا۔

نعمانؓ بن مقرن تیس ہزار فوج لے کر مردان شاہ کے مقابلے پر پہنچے۔ پہلے مغیرہؓ بن شعبہ کو سفیر بنا کر بھیجا گیا لیکن یہ سفارت ناکام ہوئی تو جنگی تیاریاں شروع ہوئیں۔ عجمیوں نے مسلمانوں کے راستے میں گوکھرو بچھا دیئے تھے۔ اس موقع پر نعمانؓ بن مقرن نے قعقاعؓ کو تھوڑی سی فوج دے کر مقابلے کے لئے بھیجا اور باقی فوج کو محفوظ کر رکھا۔ قعقاعؓ نے پہلی جھڑپ کے بعد آہستہ آہستہ پسپا ہونا شروع کر دیا یہاں تک کہ خود ایرانی بھی اس علاقے سے آگے نکل آئے جہاں گوکھرو بچھائے گئے تھے۔ اس موقع پر نعمانؓ بن مقرن نے باقی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ایرانی اس اچانک حملہ کی تاب نہ لا سکے۔ تاہم انہیں معلوم تھا کہ میدان ہارنے کا مطلب یہ تھا کہ کسریٰ کی سلطنت کا باقی ماندہ حصہ بھی ہاتھ سے جاتا رہے اس لئے وہ خوب جان توڑ کر لڑے اس زور کا معرکہ ہوا کہ جنگ قادسیہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ اسلامی لشکر کے سپہ سالار نعمانؓ بن مقرن شہید ہو گئے اور قیادت ان کے بھائی نعیمؓ نے سنبھال لی۔ شام تک جنگ ہوتی رہی۔ بالآخر ایرانی تیس ہزار لاشیں میدان میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور کسریٰ کے تخت کو برقرار رکھنے کی آخری کوشش بھی ناکام ہو گئی۔

## اصفہان کی فتح 642ء/22ھ

نہاوند کے معرکہ کے بعد حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا کہ جب تک ایران مکمل طور پر فتح نہیں ہو جاتا عراق میں امن قائم رکھنا ناممکن ہے۔ اس لئے آپ نے ہر طرف لشکر کشی کے احکام جاری فرمائے۔ عبداللہ بن عبداللہ نے اصفہان پر حملہ کیا۔ اصفہان کے باہر براز جادویہ مقابلے پر آیا لیکن عبداللہ نے اسے قتل کر ڈالا اور اس کی فوج نے صلح کر لی۔ عبداللہ نے اصفہان شہر کا محاصرہ کیا۔ حاکم شہر فاذوسفان نے اس شرط پر صلح کر لی کہ جو شخص چاہے جزیہ دے کر شہر میں رہے اور جو شہر سے نکل جانا چاہے اسے اجازت ہے۔

## ہمدان ویلم اور رے کی فتح

اسی اثناء میں ہمدان کی بغاوت کی اطلاع ملی تو حضرت عمرؓ نے نعیم بن مقرنؓ کو روانہ فرمایا۔ انہوں نے شہر کا سخت محاصرہ کیا اور اردگرد کے تمام شہر فتح کر لئے تاکہ کسی طرف سے امداد نہ مل سکے۔ حاکم شہر نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی اور شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔

ویلم کے لوگوں نے ایک کثیر فوج جمع کر کے مقابلہ کیا لیکن ایک زبردست جنگ کے بعد شکست کھائی۔ رے پر بہرام چوبیں کے پوتے کی حکومت تھی اس نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا لیکن نعیمؓ بن مقرن نے اس کے ایک مصاحب کو ساتھ ملا لیا اور اس کی مدد سے شہر باسانی فتح ہو گیا۔

## آذربائیجان کی فتح 643ء/22ھ

عام لشکر کشی کے سلسلے میں حضرت عمرؓ نے آذربائیجان کی تسخیر رغیبہ بن فرقد کو مامور کیا جنہوں نے اسفندیار اور اس کے بھائی بہرام کو شکست دے کر آذربائیجان کو اسلامی قلمرو میں شامل کیا۔

## طبرستان 643ء/22ھ

نعیمؓ بن مقرن کے بھائی سوید نے جرجان، دبستان اور طبرستان کا رخ کیا تو تینوں علاقوں کے عوام نے جزیہ ادا کرنے کے وعدے پر صلح کر لی۔ طبرستان کے رئیس نے پانچ لاکھ درہم سالانہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

## آرمینیہ کی فتح 644ء

اسلامی فوجوں کے سالار آذربائیجان سے آرمینہ کی طرف بڑھے۔ آرمینیہ کے حاکم شہر براز نے اس شرط پر صلح کر لی کہ اس سے جزیہ وصول کیا جائے بوقت ضرورت وہ فوجی امداد مہیا کیا کرے گا۔ اس کی اس شرط کو قبول کر لیا گیا۔ عہد فاروقی کی اس محاذ پر یہ آخری فتح تھی۔

## فارس کی تسخیر 23ھ/644ء

فارس کی تسخیر کی ابتدائی کوشش 17ھ میں حضرت علاء بن الحضرمی نے کی تھی لیکن وہ ناکام ہو گئی تھی۔ معرکہ نہاوند کے بعد عثمان بن العاص کو بحرین کا حاکم مقرر کیا گیا انہوں نے میں فارس کے پورے علاقہ کو مسخر کر لیا۔

## کرمان کی تسخیر 23ھ/644ء

کرمان کی تسخیر پر سہیل بن عدی متعین ہوئے تھے۔ انہوں نے کرمان کے مرزبان کو شکست دے کر پورے علاقے کو فتح کیا۔

## سیستان ومکران کی تسخیر 23ھ/644ء

سیستان کی فتح کا سہرا عاصم بن عمرؓ کے سر ہے جنہوں نے جنگ میں یہاں کے لوگوں کو شکست دی اور بالآخر انہوں نے اس شرط پر صلح کر لی کہ ان کی مزروعہ زمینوں کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ اس فتح سے مکران اور سندھ کی فتح کا راستہ کھل گیا۔ چنانچہ حکم بن عمرو التغلبی نے مکران پر حملہ کیا۔ مکران فتح ہو گیا لیکن حکم نے امیر المومنین کے سامنے اس علاقہ کے بارے میں بہت بُری رائے کا اظہار کیا اس لئے آپ نے اس سے آگے فتوحات کا سلسلہ روک دیا۔

## خراسان کی فتح اور یزدگرد کی شکست 23ھ/644ء

یزدگرد خراسان میں مقیم تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو اس کے حال پر چھوڑنے کا فیصلہ کیا لیکن احنفؒ بن قیس نے مشورہ دیا کہ جب تک یزدگرد موجود ہے۔ اس کے ہم قوم مسلمانوں کے خلاف بغاوتیں کرتے رہیں گے چنانچہ حضرت عمرؓ نے انہی کو اس مہم پر مامور فرمایا۔ احنفؒ کے پہنچنے کی خبر پا کر یزدگرد مرو شاہجان سے مروالروز چلا گیا۔ احنفؒ نے تعاقب کیا یزدگرد بلخ بھاگ گیا۔ احنفؒ نے وہیں جا لیا اور یزدگرد کو شکست دی یزدگرد خاقان چین کے علاقے میں جا گھسا اور اس سے مدد لے کر پھر مقابلے پر آیا لیکن خاقان چین نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ مسلمانوں سے مقابلہ بے سود ہے۔ اس لئے وہ واپس لوٹ گیا۔ یزدگرد بھی اس کے ساتھ ہی چین چلا گیا اس کے ایرانی ساتھیوں نے احنفؒ بن قیس کی اطاعت قبول کر لی۔ احنفؒ نے حضرت عمرؓ کو فتح کی خوشخبری لکھی۔ آپؓ نے مسجد نبویؐ میں وہ خط پڑھ کر سنایا اور مسلمانوں کو اس عظیم سلطنت کے خاتمے سے عبرت پکڑنے کی ہدایت کی۔

# شام کی فتوحات

## دمشق کی فتح 14ھ/635ء

اجنادین دور صدیقی کا آخری معرکہ تھا اس کے بعد مسلمانوں نے دمشق کا رخ کیا اور شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ شامیوں نے محاصرہ کو طول دینے کی پالیسی پر عمل کیا۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمان سردیاں آتے ہی واپس لوٹ جائیں گے لیکن ان کی یہ امید بھی پوری ہوتی ہوئی نظر نہ آئی۔ ان کو حمص کی طرف سے امدادی فوجوں کی بھی توقع تھی لیکن حضرت خالدؓ نے اپنی فوج کا ایک دستہ بھیج کر اس فوج کو ایک منزل دور ہی روک لیا تھا۔ محاصرہ خاصا طول پکڑ گیا، بالآخر ایک دن بطریق دمشق کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کی خوشی منانے کے لئے خوب شراب پی گئی اور اہل شہر شام ہی سے غافل ہو کر سو رہے۔ خالدؓ بن ولید نے موقع غنیمت جانا اور مشک کے ذریعے خندق عبور کی۔ کمند پھینک کر دیوار چڑھ گئے اور اپنے بہت سے ساتھیوں سمیت شہر کے اندر اتر گئے۔ انہوں نے ایک دروازے کے پہرے داروں کو قتل کر کے دروازہ کھول دیا۔ اور اس طرح اسلامی فوج اندر داخل ہو گئی۔ دوسرے دروازے پر ابو عبیدہؓ تھے۔ شامیوں نے ان کی خدمت میں جا کر صلح کی درخواست کی اور شرائط صلح طے کر کے دروازے

کھول دیئے۔ شہر کے وسط میں خالدؓ اور ابوعبیدہؓ کی ملاقات ہوئی۔ خالدؓ بزورِ شمشیر شہر پر قابض ہوئے تھے لیکن ابوعبیدہؓ اہل شہر کو امان دے چکے تھے۔ اس لئے شہر والوں کو مال و جان کا تحفظ دے دیا گیا۔ تقویم تاریخی از عبدالقدوس ہاشمی میں فتح دمشق کی تاریخ 25 اپریل 635ء بمطابق ربیع الاول 74 دی گئی ہے۔

**اردن کی تسخیر 14ھ/635ء** اسلامی لشکر نے اس کے بعد اردن کے شہر فحل کا رخ کیا۔ رومیوں نے مسلمانوں کے راستے روکنے کے لئے نہروں اور دریاؤں کے بند کاٹ ڈالے اور پورے علاقے میں پانی اور کیچڑ پھیل گیا۔ اس کے باوجود اسلامی فوجیں چلی گئیں اور رومی لشکر کے سامنے جا کر خیمہ زن ہوئیں۔

فحل کی جنگ سے پہلے رومیوں نے صلح کے لئے سفارت طلب کی تو حضرت معاذؓ بن جبل کو بھیجا گیا۔ حضرت معاذؓ نے اس دیبائے زریں کے فرش پر بیٹھنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا جو رومیوں نے بچھا رکھا تھا کہ ''میں اس فرش پر نہیں بیٹھوں گا۔ جو غریبوں کا حق چھین کر تیار ہوا ہے۔'' رومیوں نے مسلمانوں کو تھوڑا سا علاقہ دے کر واپس کرنا چاہا۔ لیکن معاذؓ نے انکار کر دیا اور چلے آئے۔ پھر رومی سفیر آیا اور اس نے خود حضرت ابوعبیدہؓ سے گفتگو کی تو اسے اس مساوات پر بہت حیرت ہوئی جو اسلامی لشکر کے کیمپ میں پائی جاتی تھی حضرت ابوعبیدہؓ جو امیر لشکر تھے۔ زمین پر بیٹھے تیر درست کرنے میں مصروف تھے۔ سفیر نے دو اشرفیاں فی کس اسلامی لشکر کو دینے کی پیشکش کی لیکن حضرت ابوعبیدہؓ نے اسے مسترد کر دیا۔

جنگ ناگزیر تھی 56 ہزار رومی مقابلے پر آئے۔ بہت سخت معرکہ ہوا۔ حضرت خالدؓ نے رومیوں کی سوار فوج کا صفایا کر ڈالا۔ قیسؓ بن ہبیرہ نے رومیوں کا میسرہ (دایاں بازو) تباہ کر دیا اور ہاشم بن عتبہ نے قلب (مرکز) پر حملہ کر کے رومیوں کو میدان چھوڑ کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیا اس فتح سے اردن کا تمام علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔

**حمص کی فتح 14ھ/635ء** مسلمانوں کی اگلی منزل حمص کا شہر تھا۔ راستے میں بعلبک کا شہر بھی فتح کیا گیا اور حمص کے قریب جوسید کے مقام پر رومی فوجوں کے ساتھ مقابلہ ہوا رومی شکست کھا کر قلعہ بند ہو گئے۔ لیکن جب محاصرہ طول کھینچ گیا اور ہرقل کی طرف سے امداد بھی نہ پہنچی تو اہل حمص نے صلح کر لی اور شہر فتح ہو گیا۔

حمص کے گردونواح کے شہر بھی فتح کر لیے گئے۔ صرف لاذقیہ میں قدرے دقت پیش آئی۔ لیکن اسلامی لشکر نے ایک نئی جنگی چال استعمال کی۔ انہوں نے شہر کے گرد کچھ غاریں سی بنا لیں اور بظاہر محاصرہ اٹھا کر حمص کی طرف روانہ ہو گئے لیکن رات کو واپس آ کر ان غاروں میں چھپ رہے۔ اہل شہر نے اطمینان سے شہر کے دروازے کھول کر کاروبار شروع کیا تو مسلمانوں نے کمین گاہوں سے نکل کر حملہ کر دیا اور شہر فتح ہو گیا۔

# معرکہ یرموک 15ھ/636ء

حمص کی فتح کے بعد قیصر روم نے شام چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن ہر شہر اور ہر علاقہ سے عیسائیوں نے قیصر کے پاس پہنچنا شروع کر دیا۔ قیصر روم کو مجبوراً ایک مرتبہ پھر مقابلہ کرنا پڑا۔ اس مرتبہ اس نے اتنا لشکر جمع کیا جتنا اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ دوسری طرف حضرت ابو عبیدہؓ نے مجلس مشاورت بلائی اور اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ حمص چھوڑ کر یرموک پہنچا جائے اور وہیں جا کر رومی فوج کا مقابلہ کیا جائے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے فوراً حکم دیا کہ مفتوحہ علاقوں سے جو جزیہ اکٹھا کیا گیا ہے اسے واپس کر دیا جائے کیونکہ یہ عوام کی حفاظت کا معاوضہ ہے جس کی ذمہ داری اب ہم نہیں لے سکتے۔ اس سے مفتوحہ شہروں کے عوام پر بہت خوشگوار اثر ہوا اور انہوں نے مسلمانوں کی کامیابی کے لئے دعائیں کیں۔

یرموک مقابلے کے لئے نہایت موزوں تھا۔ یہاں سے عرب کی سرحد قریب تر تھی اس لئے کمک پہنچنی آسان تھی شام اور اردن کی باقی فوجیں بھی یہیں آ گئیں اور مسلمانوں کے متحدہ لشکر نے رومیوں کے مقابلہ کے لئے صف بندی کی لیکن تعداد اور سامان کے اعتبار سے رومیوں کا پلڑا بھاری تھا۔ تاہم اسلامی لشکر کے حوصلے بلند تھے۔

جنگ کا آغاز انفرادی مقابلے سے ہوا۔ ایک بطریق نے میدان میں بڑھ کر مدمقابل کے لئے پکارا تو قیسؓ بن ہبیرہ نے خالدؓ کا اشارہ پا کر مقابلہ کیا اور پہلے ہی وار میں بطریق کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ خالدؓ کے دستے نے جوش میں آ کر نعرہ تکبیر بلند کیا اور رومیوں پر حملہ کر دیا۔ رومی دستے پسپا ہو گئے۔ شام کو رومی سپہ سالار نے ایک قاصد روانہ کیا جس نے مسلمانوں کو نماز مغرب ادا کرتے دیکھا تو متاثر ہو گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں چند سوالات پوچھنے کے بعد مسلمان ہو گیا۔ اس کے باوجود حضرت ابو عبیدہؓ نے ایک دفعہ اپنے لشکر میں واپس جانے کی ہدایت کی اور خالدؓ بن ولید کو اپنے قاصد کی حیثیت سے روانہ کیا۔ خالدؓ کی سفارت خاصی دلچسپ رہی۔ باہان نے اپنے قیصر کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے شروع کئے تو حضرت خالدؓ نے بات ٹوک کر کہا کہ

"تمہارا بادشاہ ایسا ہی ہوگا لیکن جسے ہم نے اپنا سردار بنایا ہے اسے اگر ایک لمحے کے لئے بادشاہت کا خیال بھی آ جائے تو ہم فوراً اسے معزول کر دیں۔"

رومی سپہ سالار اس حریت فکر پر ششدر رہ گیا۔ اس نے مسلمانوں کو مال و دولت دے کر واپس کرنے کی کوشش کی۔ خالد نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور اپنی طرف سے اسلام کی دعوت پیش کی۔ جزیہ کی شرط پیش کی اور تیسری شرط تلوار بتائی۔ القصہ صلح کی گفت و شنید ناکام ہو گئی۔

اگلے روز صفیں درست کی گئیں۔ مسلمانوں کی قلت تعداد کی وجہ سے خواتین بھی جنگ میں شریک ہوئیں۔ مسلمان خطیبوں نے فوج کا لہو گرمایا۔ سورۃ انفال کی تلاوت کی گئی رومیوں میں سے تیس ہزار آدمیوں نے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر مقابلہ شروع کیا۔ عیسائی پادری صلیب و انجیل لے

کر میدان میں آئے آغاز جنگ رومیوں کی تیروں کی بارش سے ہوا۔ جس سے اسلامی لشکر کا دایاں بازو پسپا ہوگیا لیکن جب وہ خیموں کے پاس پہنچے تو مسلمان خواتین نے خیموں کی چوبیں نکال لیں اور مجاہدین کو وارننگ دی کہ اگر تم اس طرح پیچھے ہٹے تو ان چوبوں سے تمہارا سر پھوڑ دیا جائے گا۔ معاذؓ بن جبل اور ان کے صاحبزادے نے پسپا ہونے والے دستوں کو سنبھالا بنوازد نے استقلال کا مظاہرہ کیا اور بڑھتے ہوئے رومی دستے رک گئے۔ خالدؓ بن ولید نے بھرپور حملہ کر کے رومیوں کی صفیں درہم برہم کرنی شروع کر دیں۔ عکرمہؓ بن ابوجہل پکارے کہ ''کون موت کی بیعت کرتا ہے!''① چار سو سرفروش سامنے آئے اور اس بہادری سے لڑے کہ رومی سیلاب رک گیا اور عکرمہؓ بن ابوجہل سمیت سبھی شہید ہوگئے لیکن ان کے ہاتھوں رومیوں کے ہزاروں بہادر موت کے گھاٹ اتر چکے تھے رومیوں نے مسلمانوں کے بائیں بازو کا رخ کیا تو سعیدؓ بن زید، یزیدؓ بن ابوسفیان، عمروؓ بن العاص اور شرحبیلؓ بن حسنہ سے مقابلہ تھا۔ حملہ زور دار تھا لیکن فدایان رسول نے پیچھے ہٹنا نہ سیکھا تھا۔ مقابلہ برابر کا چل رہا تھا کہ قیسؓ بن ہبیرہ نے پشت سے نکل کر اچانک رومیوں پر حملہ کر دیا۔ رومی اس حملہ کی تاب نہ لا سکے اور بے ترتیبی سے پیچھے ہٹے۔ سعیدؓ بن زید بھی اپنے دستے کو لے کر رومیوں کی صفوں میں گھس گئے۔ رومیوں کو بھاگنے کے علاوہ کوئی چارہ کار دکھائی نہ دیا۔ لیکن پشت پر نالہ تھا۔ اس لئے بہت سے اس میں گر کر مرے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

اس جنگ کا ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ ایک مسلمان حباش بن قیس کا پاؤں جنگ میں کٹ کر گر گیا اور بے خودی کے عالم میں انہیں اس کی خبر تک نہ ہوئی۔ جنگ کے خاتمے پر وہ اپنا پاؤں تلاش کرتے پھرتے تھے۔①

حضرت عمر فاروقؓ کئی روز سے جنگ کی خبر کے لئے مضطرب تھے۔ فتح کی خبر ملی تو خدا کا شکر ادا کیا۔

**شام کی تسخیر کی تکمیل** یرموک کی جنگ نے شام کی قسمت کا فیصلہ کر دیا تھا۔ قیصر روم شام کو الوداع کہہ کر قسطنطنیہ روانہ ہوگیا اور مسلمانوں نے شام کی تسخیر کی طرف توجہ دی۔ ابوعبیدہؓ خود حمص گئے۔ خالدؓ کو قنسرین روانہ کیا۔ اس کے بعد حلب فتح ہوا۔ شام میں قیصر کا دارالحکومت انطاکیہ تھا۔ یہاں شکست خوردہ نوجوانوں کا کچھ حصہ موجود تھا۔ اس لئے اب حدود شام پر مسلمانوں کا مقابلہ ان کے بس کا روگ نہ تھا۔ ابوعبیدہؓ بن الجراح نے اس کے بعد لشکر اسلامی کو کئی دستوں میں تقسیم کر کے مختلف شہروں کی طرف بھیجا اور تمام شہروں کو فتح کر لیا۔

**بیت المقدس کی فتح 16ھ/637ء** شام کی تسخیر سے فارغ ہو کر حضرت ابوعبیدہؓ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوئے۔ فلسطین کے اکثر شہر فتح ہو چکے تھے اور عمرو بن بن العاص بیت المقدس کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ کے پہنچنے کے بعد

① واقدی، یعقوبی، اور بلاذری کے نزدیک موت کی بیعت کا یہ واقعہ اجنادین میں ہوا جبکہ طبری اور ابن اثیر نے حضرت عکرمہ کی شہادت کو یرموک کے واقعات میں لکھا ہے۔

تو بیت المقدس والوں کو اپنی شکست کا یقین ہو گیا۔ اس لئے انہوں نے صلح کی درخواست کی لیکن شرط یہ عائد کی کہ خود امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ تشریف لائیں۔ اور معاہدہ صلح ان کے ہاتھ سے لکھا جائے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس شرط کو منظور فرما لیا اور حضرت علیؓ کو نائب مقرر کر کے خود بیت المقدس کی طرف چل پڑے۔

حضرت عمرؓ جابیہ پہنچے تو سرداران لشکر اسلامی بھی یہیں سے ان سے آ ملے۔ یہیں معاہدہ صلح لکھا گیا۔ یہاں سے آپ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ اسلامی لشکر کے بعض سرداروں نے حضرت عمرؓ کے پیوند لگے لباس کو تبدیل کروانا چاہا تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا:

''خدا نے ہمیں جو عزت دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور یہی ہمارے لئے کافی ہے۔''

آپ نے مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔ فوج کے سپاہیوں نے افسروں کے خلاف شکایت کی کہ یہ اچھی غذا کھاتے ہیں اور عام سپاہیوں کو ایسی خوراک نہیں ملتی۔ آپ نے مال غنیمت اور تنخواہ کے علاوہ سپاہیوں کی خوراک کا بھی اہتمام کروا دیا۔ آپ نے سرداران لشکر کو قیمتی کپڑے پہننے پر بھی ٹوکا۔ غرض یہ کہ مومنوں کے امیر نے مومنین میں جو خرابیاں دیکھیں ان کی اصلاح فرمائی۔

**شام میں آخری معرکہ** قیصر اگرچہ شام سے چلا آیا تھا لیکن مسلمانوں کے دشمنوں کی حوصلہ افزائی کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ اس کے ایما پر جزیرہ سے تیس ہزار کا ایک لشکر حمص کی طرف روانہ ہوا۔ ابوعبیدہؓ نے ان کے مقابلے کی تیاریاں کیں اور حضرت عمرؓ کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے ہر طرف سے امدادی فوجیں بھجوائیں اور ولیدؓ بن عقبہ اور سہیلؓ بن عدی کو جزیرہ کی طرف روانہ کیا۔ جب جزیرہ والوں کو احساس ہوا کہ خود ان کا اپنا ملک خطرے میں پڑ گیا ہے تو وہ حمص سے جزیرہ کی طرف واپس چل دیئے تاہم ان کے شامی ساتھیوں نے محاصرہ جاری رکھا۔ ابوعبیدہؓ نے شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ اس جنگ میں بعض عرب قبائل بھی مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے آئے تھے۔ لیکن وہ عین موقع پر مسلمانوں کی مخالفت سے باز آ گئے۔

**عمواس کی وبا** 17ھ کے آخر میں اسلامی لشکر میں وبا پھوٹ پڑی۔ جس میں 25 ہزار جانباز فوت ہو گئے۔ ان میں اسلامی لشکر کے سپہ سالار ابوعبیدہؓ بن الجراح، معاذؓ بن جبل، یزیدؓ بن ابوسفیان، حارثؓ بن ہشام، سہیلؓ بن عمرو اور عتبہؓ بن سہیل جیسے اکابرین بھی شامل اس سے فتوحات کا سلسلہ رک گیا اور حضرت عمرؓ کو شام کا دورہ کر کے فوج کی از سر نو تنظیم کرنی پڑی۔

**قیساریہ کی فتح** شام کی فتوحات میں سے آخری فتح قیساریہ کی فتح تھی جو 19ھ میں امیر معاویہؓ کے ہاتھوں ہوئی۔

## مصر کی فتح محرم 21ھ دسمبر 641ء

مصر کی فتح دراصل عمرو بن العاصؓ کی تجویز کا نتیجہ تھا۔ عمواس کی وبا کے بعد حضرت عمرؓ بلاد شام کے دورے پر گئے تو عمرو بن العاصؓ نے مصر کی فتح کی تجویز پیش کر کے منظوری حاصل کر لی۔ حضرت عمرؓ نے 4 ہزار فوج دے کر یہ مہم انہی کے سپرد کی اور انہوں نے مصر میں پیش قدمی کی۔

**عریش کی فتح 640ء** بلاد مصر میں سب سے پہلے عریش کا شہر فتح ہوا۔ اس کے لئے رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک ماہ تک جنگ ہوتی رہی۔

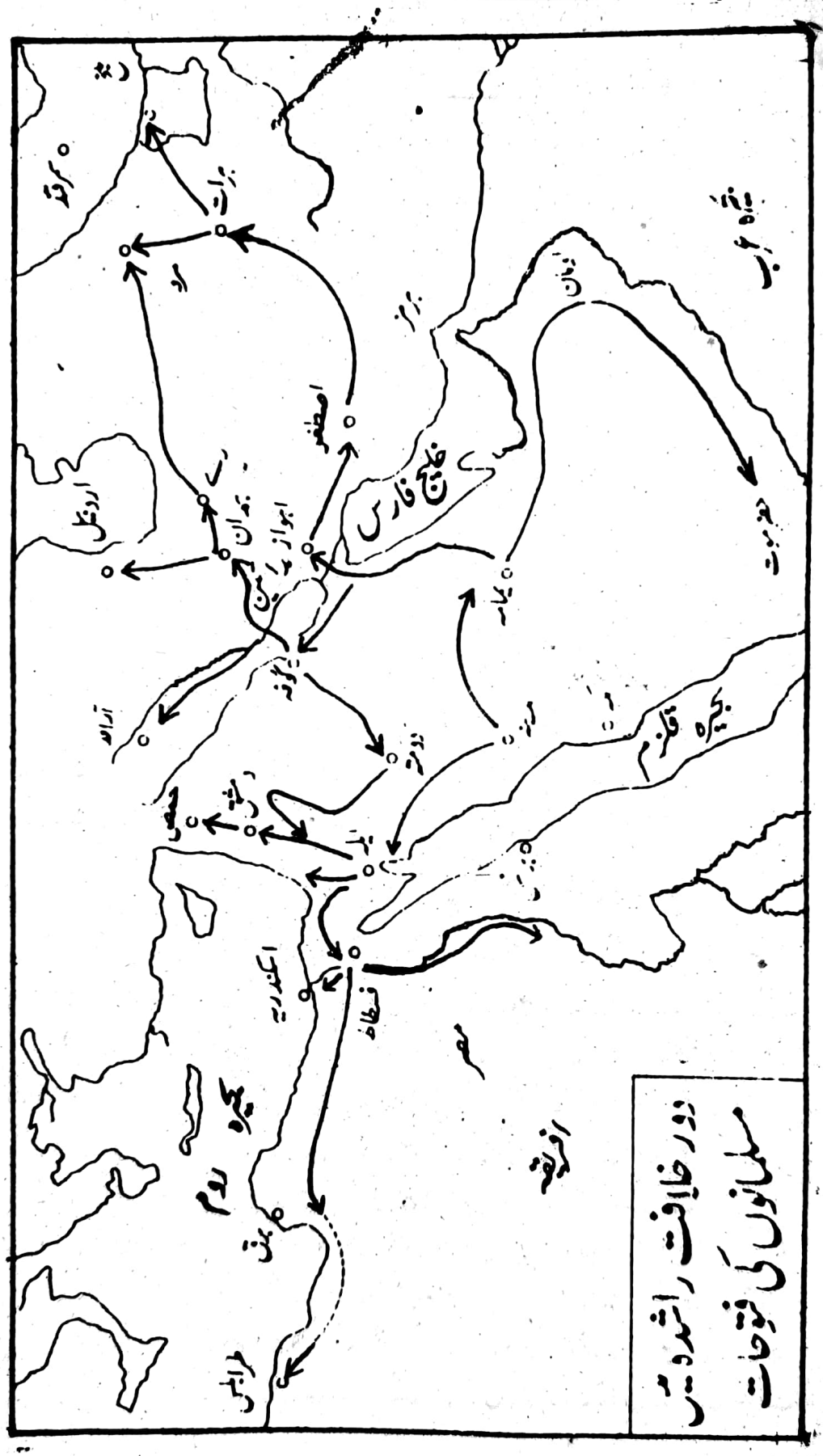
**فسطاط 641ء** عمروؓ بن العاص نے اس کے بعد فسطاط کے قلعے کا رخ کیا۔ دریائے نیل کے کنارے پر واقع یہ قلعہ فوجی نقطہ نظر سے بہت اہم تھا مقوقش جو مصر کا فرمانروا اور قیصر روم کا باجگزار تھا یہیں مقیم تھا۔ مسلمانوں کو اس دوران میں کمک بھی مل گئی جس کے سربراہ زبیرؓ بن العوام تھے۔ سات ماہ کے طویل محاصرے کے باوجود یہ قلعہ فتح نہیں ہو رہا تھا۔ حضرت زبیرؓ ایک روز زبردستی قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور اپنے ساتھیوں سمیت فصیل پر کھڑے ہو کر اس زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ رومی خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ زبیرؓ نے فصیل سے اتر کر دروازہ کھول دیا۔ اور قلعہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ مقوقش نے امان کی درخواست کی جو قبول کر لی گئی۔

**اسکندریہ 642ء** قیصر روم نے ایک اور ملک ہاتھ سے جاتا دیکھا تو تازہ دم فوج اسکندریہ روانہ کی۔ مسلمان بھی اسکندریہ کی طرف بڑھے۔ رومیوں نے مسلمانوں کو کثرت تعداد سے مرعوب کرنا چاہا لیکن مسلمان ہمیشہ سے اپنے سے بہت زیادہ فوج کا مقابلہ کرتے رہے تھے۔ اس لئے انہیں مرعوب کرنا آسان نہ تھا۔ جنگ شروع ہوئی مسلمان رومیوں کو دھکیل کر قلعہ کے اندر جا گھسے لیکن رومیوں نے جوابی حملہ کر کے مسلمانوں کو باہر نکال دیا اور قلعہ کے دروازے بند کر لئے۔ مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ نے طول پکڑا تو حضرت عمرؓ نے لکھا کہ معلوم ہوتا ہے تم لوگ عیش پرست ہو گئے ہو۔ میرا خط ملتے ہی مسلمانوں کو جمع کر کے جہاد پر خطبہ دو اور یکبارگی حملہ کر دو۔ چنانچہ اس ہدایت کے مطابق مسلمانوں نے پورے جوش و خروش سے شہر پر حملہ کیا اور شہر فتح ہو گیا۔

اس فتح کے بعد اسلامی لشکر کو دستوں میں تقسیم کر کے مصر کے مختلف شہروں کی طرف روانہ کیا گیا اور پورا مصر فتح ہو گیا۔ ہزاروں قیدی ہاتھ آئے۔ حضرت عمر نے ان کو غلام بنانے سے منع فرما دیا اور لکھا کہ ان کے سامنے اسلام یا جزیہ کی شرائط پیش کرو۔ چنانچہ اکثر نے اسلام قبول کر لیا بہت سارے اپنے مذہب پر قائم رہے۔

اسلامی حکومت کا پہلی دارالحکومت مدینہ تھا۔





## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت 24ء/644ء

فاروق اعظمؓ آدھی دنیا کے حکمران تھے۔ لیکن آپ نے کبھی حفاظتی دستے کا انتظام نہیں فرمایا تھا۔ مدینہ کے سبھی لوگ کسی وقت بھی آپ سے مل سکتے تھے۔ مغیرہؓ بن شعبہ کا ایک غلام فیروز ایک دن آپ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ مغیرہؓ نے اس پر محصول بہت زیادہ عائد کر رکھا ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کتنا؟ اس نے کہا "دو درہم روزانہ" آپؓ نے اس کا پیشہ پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ بڑھئی بھی ہے نقاش بھی اور لوہار بھی، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر تو یہ ٹیکس زیادہ نہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس سے یہ بھی پوچھا کہ سنا ہے کہ تمہیں ہوا کے زور سے چلنے والی چکی بنانی آتی ہے۔ فیروز نے جواب دیا کہ ہاں اگر زندگی نے مہلت دی تو میں تمہارے لئے ایسی چکی بناؤں گا جس کی شہرت دنیا کے دوسرے کنارے تک پھیلے گی۔ یہ کہہ کر فیروز چلا گیا۔ حضرت عمرؓ نے محسوس کیا کہ وہ دھمکی دے کر گیا ہے لیکن انہوں نے اس کی پروانہ کی۔ تاہم اگلے روز جب آپ صبح کی نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے تو فیروز خنجر لے کر گھات میں چھپا رہا اور جب آپ امامت کے لئے آگے بڑھے تو اس نے زہر آلود خنجر کے چھ وار کئے جن میں ایک جو ناف کے نیچے لگا مہلک ثابت ہوا اور اسی کی وجہ سے آپ نے یکم محرم 24ھ (بمطابق 7 نومبر 644ء) کو 10 سال 6 ماہ 4 دن کی خلافت کے بعد شہادت پائی۔

مدینہ میں عام تاثر یہ تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے پیچھے ایرانی عناصر کا ہاتھ ہے۔ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عبیداللہؓ نے اسی وجہ سے ہرمزان کو قتل کر دیا۔ چونکہ فیروز قاتل نے اسی خنجر سے اپنے آپ کو بھی ختم کر لیا تھا اس لئے اس سازش کا ثبوت فراہم کرنا ممکن نہ تھا۔

## حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نظام حکومت

آنحضرت ﷺ نے اسلامی حکومت عملاً قائم کر دیا تھا۔ لیکن آپ کے زمانے میں اسلامی حکومت کی حدود صرف عرب تک محدود تھیں۔ اسلامی ریاست کے مسائل بھی محدود تھے اور اس کے لئے کسی تفصیلی ڈھانچے کی ضرورت نہ تھی۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا زمانہ بھی اندرونی انتشار اور دفاع ریاست میں صرف ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں اسلامی سلطنت میں شام و مصر اور عراق و ایران بھی شامل ہو گئے تو یہ دنیا کی سب سے بڑی متمدن حکومت بن گئی۔ اس وسیع و عریض سلطنت کے انتظام کے لئے حضرت عمر فاروقؓ نے ایک تفصیلی نظام مدون کیا۔ جو آنحضرت ﷺ کے دیئے ہوئے اصولوں پر مبنی تھا۔ صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد زندہ تھی۔ انہوں نے اس نظام کی تشکیل میں آپ کی مدد کی اور ایک ایسا نظام تیار ہو گیا جو ایک طرف عقل و حکمت کے تمام تقاضے پورے کرتا تھا اور دوسری طرف اجماع امت کی وجہ سے اسے تمام عوام کا پورا اعتماد حاصل تھا۔ فاروقی عہد کے بعد حضرت عثمانؓ غنی اور حضرت علیؓ نے اس نظام کو کم و بیش اسی طرح برقرار رکھا۔ اس نے اسے خلافت

راشدہ کا نظام حکومت بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس کے اہم خدوخال حسب ذیل ہیں۔

**خلیفہ** خلافت راشدہ میں مرکزی حیثیت خلیفہ کو حاصل ہوتی تھی۔ خلیفہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا جانشین تھا۔ وہ زمین پر خدا کا سایہ (ظل اللہ) نہیں سمجھا جاتا تھا خلافت موروثی نہ تھی بلکہ عوام کی مرضی کے مطابق ہی حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا گیا تھا۔ مسلمان عوام کسی وقت بھی آپؓ پر تنقید کر سکتے تھے۔ عوام اور شوریٰ کے فیصلوں کی پابندی آپ پر ضروری تھی۔ آپ نے اپنے لئے امیرالمومنین کا لقب پسند فرمایا۔ بیت المال خلیفہ کا ذاتی مال نہیں بلکہ عوام کا مال سمجھا جاتا تھا اور حضرت عمرؓ نے خود واضح فرمایا تھا کہ مجھ کو تمہارے مال (یعنی بیت المال) میں اسی قدر حق ہے۔ جتنا یتیم کے مربی کو یتیم کے مال میں۔''

**شوریٰ** حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ ''خلافت مشورے کے بغیر سرے سے جائز ہی نہیں'' اس مشورہ کے لئے آپؓ نے صحابہ کرام کی مجلس بنا رکھی تھی۔ جس میں امور حکومت زیر بحث آتے تھے اور ان کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔ اس مجلس میں بنواوس بنوخزرج اور مہاجرین کی نمائندگی ہوتی تھی۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس میں حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، معاذؓ بن جبل، ابیؓ بن کعب اور زیدؓ بن ثابت جیسے صحابہ کرام شامل تھے۔ شوریٰ میں مہاجرین اور انصار کے دونوں قبائل (بنواوس بنوخزرج) کی نمائندگی ہوتی تھی شوریٰ کا یہ تصور آنحضرت ﷺ کی سنت ہی سے لیا گیا تھا کیونکہ آپ بھی اہم معاملات میں صحابہ سے مشورہ لیتے تھے۔

شوریٰ کے دوسری شکل مشاورت عامہ ہوتی تھی۔ زیادہ اہم مسائل پر فیصلہ کرنے کے لئے تمام مہاجرین و انصار کو مسجد نبوی میں جمع کیا جاتا تھا۔ اور دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد موضوع زیر بحث پر غور کیا جاتا تھا اسلامی جنگوں میں جب کبھی بھی نازک صورت حال پیدا ہوئی مشاورت عامہ کی ضرورت محسوس کی گئی۔ شام و عراق کے بارے میں جب بعض صحابہؓ نے مطالبہ کیا کہ ان ملکوں کے باشندے غلام بنائے جائیں اور زمینیں مجاہدین میں تقسیم کر دی جائیں تو حضرت عمر فاروقؓ نے اس پر اعتراض کیا۔ بالآخر صحابہؓ کرام کی عام مجلس میں اس پر طویل بحث ہوئی اور فیصلہ حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق ہوا۔

**کاتب** حضرت عمرؓ اگرچہ تمام امور خلافت خود ہی سرانجام دیتے تھے۔ لیکن خطوط کا جواب دینے اور اسی نوع کے دوسرے کاموں کے لئے آپؓ نے حضرت عبداللہؓ بن ارقم کو کاتب یا سیکرٹری بنا رکھا تھا۔ عبداللہؓ بہت پائے کے صحابی تھے اور خود رسول اللہ ﷺ کو آپ کی تحریر پسند تھی۔

## صوبائی نظام

**صوبائی تقسیم** شروع میں اسلامی سلطنت کو انتظامی سہولت کے لئے آٹھ صوبوں میں تقسیم کیا گیا تھا، مکہ، مدینہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر، فلسطین، لیکن مزید فتوحات حاصل ہونے پر فارس خوزستان اور کرمان کو بھی صوبہ کی حیثیت دی گئی اور فلسطین و مصر کو دو دو صوبوں میں

وہ ادارہ تھا جس میں مشورہ کرتا تھا۔



منقسم کر دیا گیا مصر میں ایک خاص نظام قائم تھا۔ حضرت عمروؓ بن العاص کو مصر کا گورنر جنرل بنایا گیا اور مصر کے دونوں صوبوں کے اسسٹنٹ گورنر الگ مقرر کئے گئے۔ اس طرح پوری سلطنت کو حسب ضرورت اتنے صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا کہ انتظام چلانا آسان ہو گیا۔

**عامل کا تصور** آپؓ کسی صوبے کا حاکم یا عامل وہاں کے عوام کی مرضی کے مطابق مقرر کیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے کوفہ، بصرہ اور شام کے عامل مقرر کرنے کے لئے وہاں کے عوام سے کہلا بھیجا کہ وہ سب سے اہل اور دیانت دار آدمی کا انتخاب کر کے بھیجیں اور حضرت عمرؓ نے انہی کی رائے کے مطابق گورنر (عامل) مقرر کر دیئے۔ عامل کی تقرری کے لئے مجلس شوریٰ سے بھی منظوری لی جاتی تھی۔ چنانچہ عثمانؓ بن حنیف کی تقرری مجلس شوریٰ ہی نے کی تھی۔ اگر کسی علاقہ کے عوام اپنے گورنر کے خلاف شکایت کرتے تھے تو اسے معزول کر دیا جاتا تھا۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت عمارؓ بن یاسر جیسے معزز صحابہ کرامؓ کو عوام کی شکایات کی بناء پر معزول کر دیا گیا۔

آپ جب کسی شخص کو عامل مقرر فرماتے تو اسے ایک فرمان عطا کرتے جس میں اس کے حقوق و فرائض درج ہوتے۔ اس فرمان پر مہاجرین و انصار کی گواہی ثبت ہوتی عامل جہاں جاتا اس فرمان کو عوام الناس کے سامنے پڑھ کر سناتا تاکہ وہ اس کی روشنی میں اس کے طرز عمل کا جائزہ لیتے رہیں۔ اور انحراف کی صورت میں امیر المومنین کے پاس شکایات کر سکیں۔

**گورنروں کو ہدایات** آپؓ جب کسی کو گورنر مقرر کرتے تو مندرجہ ذیل ہدایات فرماتے:

''سنو میں تمہیں حاکم اور سلطان بنا کر نہیں بھیج رہا ہوں بلکہ میں تمہیں لوگوں کا قائد بنا کر بھیج رہا ہوں تاکہ وہ تمہارے نقش قدم پر چلیں۔ مسلمانوں کو ان کے حقوق ادا کرو۔ انہیں پیٹنا شروع نہ کر دینا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ان کی بے عزتی کرو اور نہ ہی ان کے بے جا تعریف کرنا مبادا کہ وہ نظم و ضبط کے تقاضوں کو بھول جائیں۔ ان پر اپنے گھر کے دروازے بند نہ کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ ان میں سے قوی کمزور کو ہڑپ کر جائیں۔''

**عہد نامہ:** ہر عامل سے یہ عہد لیا جاتا کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا، باریک کپڑے نہیں پہنے گا، چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا، دروازے پر دربان نہیں رکھے گا، اہل حاجت کے لئے دروازہ کھلا رکھے گا۔ جب کسی شخص کو عامل مقرر کیا جاتا تو اس کے مال و اسباب کی ایک فہرست تیار کر لی جاتی۔ کسی وقت بھی اس کی جائیداد کی دوبارہ چیکنگ کی جا سکتی تھی اور اگر جائیداد میں غیر معمولی اضافہ ہوتا تو اسے ضبط کر لیا جاتا۔

**صوبائی گورنروں کا احتساب:** حضرت عمر فاروقؓ کے نظام میں صوبائی گورنروں کے احتساب کی کئی صورتیں تھیں۔ حضرت عمرؓ ہر سال خود حج کی قیادت کرتے اور اعلان عام ہوتا کہ جس کو کسی سرکاری افسر یا گورنر کے خلاف شکایت ہو پیش کرے اور آپؓ اس شکایت کا اسی وقت ازالہ کرتے۔ ایک گورنر کے خلاف جب ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ اسے بے قصور کوڑے مارے گئے ہیں تو آپ

نے اس آدمی کو بدلہ کا حق دیا۔ یہاں تک کہ حضرت عمروؓ بن العاص نے دو اشرفی فی کوڑا دے کر اس قربانی کو راضی کیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے بارے میں یہ شکایت ملی کہ انہوں نے اسیران جنگ کے ساٹھ رئیس زادے اپنے لئے رکھ چھوڑے ہیں اور کاروبار حکومت زیاد بن ابیہ کے حوالے کر رکھا ہے اور ان کے پاس ایک لونڈی ہے جس کو نہایت اعلیٰ درجے کی غذا مہیا کی جاتی ہے جو عام مسلمانوں کو میسر نہیں حضرت عمرؓ نے مواخذہ کیا۔ پہلا الزام غلط ثابت ہوا۔ زیادہ بن ابیہ کی قابلیت کی وجہ سے ابوموسیٰ کے طرز عمل کو تسلی بخش قرار دیا گیا تاہم لونڈی ان سے لے لی گئی۔ امیر معاویہ کا معیار زندگی بلند تر تھا۔ حضرت عمرؓ نے شام کے سفر کے دوران خود اس پر گرفت فرمائی اور پوچھا۔ ''یہ کسریٰ کا سا انداز کیوں اختیار کیا ہے؟''

**شعبہ تحقیقات:** حضرت عمر فاروقؓ نے ایک اور شعبہ کا بھی اضافہ کیا۔ آپؓ نے محمدؒ بن مسلمہ انصاری کو تحقیقات پر متعین فرمایا۔ جب بھی کسی گورنر کے خلاف شکایت موصول ہوتی۔ فوراً محمدؒ بن مسلمہ کو روانہ کیا جاتا۔ آپ جلیل المرتبت صحابی تھے۔ آپ کے سامنے غلط بیانی بہت مشکل تھی اور سعد بن ابی وقاصؓ جیسے معزز صحابی کو بھی تحقیقات کر کے گورنری سے معزول کیا جا سکتا تھا۔ بعض اوقات حضرت عمرؓ خود بھی تحقیقات فرماتے تھے۔ بالخصوص حج کے موقعہ پر تمام گورنروں کے بارے میں شکایات طلب کی جاتی تھیں اور امیر المومنین خود ان کی تحقیقات کرتے۔

**صوبہ کے دیگر عہدیدار:** صوبہ میں عامل یا والی کے علاوہ مندرجہ ذیل عہدیدار ہوتے تھے۔ کاتب (میر منشی) کاتب دیوان (فوج کا ریکارڈ رکھنے والا) صاحب الخراج (خراج اکٹھا کرنے کا ذمہ دار) صاحب احداث (پولیس انچارج) صاحب بیت المال (افسر خزانہ) اور قاضی۔ صوبے کو اضلاع میں تقسیم کیا گیا تھا اور ہر ضلع میں قاضی، خزانچی اور عامل (ٹیکس وصول کرنے والا) مقرر ہوتے تھے۔

## معاشی نظام

**بیت المال کا قیام:** آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیت المال قائم نہیں کیا گیا تھا بلکہ خراج اور مال غنیمت سے جتنی آمدنی ہوتی تھی وہ سب تقسیم کر دی جاتی تھی اور جب کوئی ضرورت پیش آتی تو مسلمانوں سے اپیل کر کے چندہ جمع کر لیا جاتا لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں عبداللہؓ بن ارقم کی تجویز پر باقاعدہ بیت المال قائم کیا گیا۔ اس مقصد کے لئے سادہ لیکن مضبوط عمارات تعمیر کی گئیں اور مال ضرورت کے اوقات کے لئے ان میں جمع رہنے لگا بیت المال کے حفاظت کے لئے اس پر پہرہ بھی بٹھایا گیا۔ صوبہ جات کے بیت المال میں جتنی رقوم ہوتی تھیں عامل ان میں سے حسب ضرورت رکھ کر باقی مدینہ کے مرکزی بیت المال میں بھجوا دیتے تھے۔

**ذرائع آمدن:** بیت المال کی آمدن کے حسب ذیل ذرائع تھے۔

خمس غنائیم: مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع ہوتا تھا۔

زکوٰۃ: صاحب حیثیت مسلمانوں کے مال پر ڈھائی فیصد وصول کی جاتی تھی صرف سونے چاندی اور نقد روپے پر ہی زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی۔ حضرت عمرؓ نے گھوڑوں پر بھی زکوٰۃ عائد کی کیونکہ ان کی وسیع پیمانے پر پرورش اور تجارت ہونے لگی تھی۔

عشر: مسلمانوں کی زمین کی پیداوار میں اسلامی حکومت کا حصہ عشر کہلاتا ہے۔ بارانی زمین کی پیداوار سے دسواں حصہ لیا جاتا تھا۔ لیکن وہ زمینیں جنہیں کنویں وغیرہ سے سیراب کیا جائے وہاں یہ شرح 5 فیصد ہوتی تھی۔

خراج: جن مفتوحہ علاقوں کی زمین مفتوحہ قوموں کے پاس رکھی جاتی تھی ان سے خراج وصول کیا جاتا تھا۔ جس کے شرح معاہدہ صلح میں طے کی جاتی تھی۔ بالعموم پیداوار کا 1/2 یا 1/4 حصہ ہوتی تھی اور حالات کے مطابق خراج میں کمی بیشی کی جاسکتی تھی۔ اگر ان خراجی زمینوں میں سے کوئی حصہ مسلمان خرید لیں تو بھی یہ زمین خراج ہی رہتی تھی۔ قحط سالی یا خشک سالی کی صورت میں خراج معاف ہو جاتا تھا اس کے برعکس عشر معاف نہیں ہوتا تھا۔

عشور: عشور نام ایک بالکل نیا تجارتی ٹیکس بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جو مسلمان تاجر غیر مسلم حکومتوں سے تجارت کرتے تھے وہاں ان سے دس فیصد ٹیکس وصول کیا جاتا تھا۔ لہٰذا حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی تجویز پر حضرت عمرؓ نے بھی یہ ٹیکس لگا دیا۔ یہ ٹیکس سال میں صرف ایک مرتبہ وصول کیا جاتا تھا اور اس پر سارا سال تجارت پر کوئی پابندی نہیں ہوتی تھی۔ بالعموم اس کی شرح حربیوں (دشمن قوموں کے افراد) سے 10 فیصد ذمیوں سے 5 فیصد اور مسلمانوں سے ڈھائی فیصد تھی اور دو سو درہم سے کم کے مال پر یہ ٹیکس نہیں لیا جاتا تھا۔

جزیہ: غیر مسلم رعایا پر اسلامی ریاست کی فوج میں بھرتی ہونا لازمی نہ تھا۔ بلکہ ان سے ایک حفاظتی ٹیکس "جزیہ" وصول کیا جاتا تھا۔ جزیہ کی شرح بالکل معمولی ہوتی تھی۔ یہ جزیہ بچوں اور بوڑھوں سے وصول نہیں کیا جاتا تھا اگر کوئی غیر مسلم فوجی خدمات پیش کر دے تو اس سے جزیہ نہیں لیا جاتا تھا۔

خالصہ زمین: آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی بہت سی زمین کو "خالصہ" قرار دیا۔ جس کی آمدن بیت المال میں جاتی تھی۔ مفتوحہ علاقوں میں شاہی خاندان کی جاگیریں، آتش کدوں کے اوقاف، لاوارث جائیدادیں نیز باغیوں اور مفروروں کی ضبط شدہ املاک بھی بیت المال کی ملکیت قرار دی گئیں۔

## زرعی اصلاحات

پیمائش زمین و افتادہ: قرونِ وسطیٰ کے معاشی نظام میں زمین کو جو اہمیت حاصل تھی اس کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیداوار بڑھانے اور سرکاری واجبات کی تشخیص کے لئے بہت سی اصلاحات کیں۔ عراق میں زمین کی ازسرنو پیمائش کروائی گئی، کل قابل کاشت رقبہ تین کروڑ سات

لاکھ جریب نکلا ہر فصل کے لئے فی جریب مالیہ تشخیص کر دیا گیا جو زمین بے کار پڑی ہوئی تھی اس کے متعلق اعلان کر دیا گیا جو شخص اسے زیر کاشت لے آئے اس کی ملکیت سمجھی جائے گی اس طرح تمام زمین زیر کاشت آ گئی اور زرعی پیداوار میں خاصا اضافہ ہوا۔ خراج کی رقم بھی ایک ہی سال میں سوا گنا ہو گئی۔

**جاگیرداری کا خاتمہ:** شام و عراق میں جاگیرداری نظام رائج تھا۔ زمین فوجی افسروں کی ملکیت سمجھی جاتی تھی اور کاشت کاروں کی حیثیت مزارعین کی تھی۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس نظام کی خرابی کو محسوس کیا اور اس کو یکسر ختم کر ڈالا۔ کاشت کار کو زمین کا مالک قرار دے دیا گیا بلکہ بعض مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ عراق و شام کی زمین مجاہدین میں تقسیم کر دی جائے، بھی مسترد کر دیا گیا۔

**مسلمانوں کو زمین خریدنے کی ممانعت:** حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قریشی سرداروں کو مفتوحہ علاقوں میں زمین خریدنے سے منع کر دیا تا کہ وہ مفتوحہ علاقوں میں ''شہزادوں'' یا زمینداروں کی حیثیت اختیار نہ کر لیں۔ اس پابندی سے دو فوائد حاصل ہوئے۔ مسلمانوں میں شجاعت و جذبہ جہاد برقرار رہا اور ماتحت علاقوں میں بغاوت و انتشار کے امکانات کم ہو گئے۔

**آبپاشی:** حضرت عمر نے آبپاشی کی طرف بھی توجہ دی۔ نئی نہریں بنائی گئیں، تالاب تیار کئے گئے، نہروں کے پانی کی تقسیم کا از سر نو انتظام کیا گیا۔ صرف مصر میں ان تعمیرات میں مصروف مزدوروں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بتائی جاتی ہے۔

## عدالتی نظام

**الگ شعبہ قضا کا قیام:** حضرت عمرؓ عدلیہ کی اہمیت سے واقف تھے۔ اس لیے جو جو علاقہ فتح ہوتا جاتا تھا وہاں قاضی مقرر کر دیئے جاتے تھے جب مفتوحہ علاقوں کا نظم درست ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قضا کا شعبہ الگ کر دیا اور تمام اضلاع میں عدالتیں قائم کی گئیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک فرمان جاری کیا جس میں قضا کے اصول بیان کئے گئے تھے۔ اس فرمان کے علاوہ بھی قاضیوں کی رہنمائی کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مختلف معاملات پر فتاوی بھجواتے رہتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ آج بھی مختلف کتابوں میں محفوظ ہیں اور فقہا کی رہنمائی کرتے ہیں۔

**مطلوبہ صفات:** فاروق اعظم کی خلافت میں ہر شہر میں ایک قاضی مقرر کیا جاتا تھا۔ ان قاضیوں کی تقرری براہ راست مرکزی حکومت کی طرف سے ہوتی تھی اور قاضی کو بغیر کسی معقول وجہ کے معزول نہیں کیا جا سکتا تھا۔ قاضی ایسے شخص کو مقرر کی جاتا تھا جو عاقل، بالغ مرد، آزاد شہری ہو۔ جس کا کردار بے داغ ہو جو سماعت و بصارت میں کمزور نہ ہو اور جو اسلامی قانون سے پوری طرح واقف ہو (بوقت ضرورت وہ ماہرین شریعہ سے مشورے لینے کا بھی مجاز تھا) وہ صاحب حیثیت اور معزز آدمی ہوتا کہ اس پر دباؤ نہ ڈالا جا سکے۔ قاضی کو معقول تنخواہ ملتی تھی اور اسے بلند معاشرتی مقام حاصل

تھا۔ اسے تجارت یا جز وقتی کاروبار کی اجازت نہ تھی۔

**قانون کی حکمرانی:** اگرچہ تمام قاضیوں کا تقرر امیرالمومنین کی طرف سے ہوتا تھا لیکن خود امیرالمومنین بھی بوقت ضرورت قاضی کی عدالت میں حاضر ہوتے تھے۔ مدینہ میں زیدؓ بن ثابت قاضی تھے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابیؓ بن کعب میں کوئی نزاع پیدا ہوا تو آپ خود عدالت میں گئے۔ حضرت زیدؓ نے تعظیم کی تو آپ نے ٹوکا کہ زید یہ پہلی ناانصافی ہے جو تم نے کی اور مقدمہ کا فیصلہ ہونے تک فریق مخالف ابیؓ بن کعب کے پاس بیٹھے رہے۔ قانون کی نظر میں مساوات کی اس سے بہتر مثال لانی ممکن نہیں ہے۔ آج کی جمہوری ریاستوں میں بھی سربراہ ریاست کو عدالت کے سامنے جوابدہ نہیں رکھا جاتا۔

قانون کی حکمرانی میں یہ بھی شامل ہے کہ عدالت کے دروازے ہر شخص کے لئے کھلے رہیں۔ آج کی مہذب ریاستوں میں بھی قانون سے استفادہ کرنے کے لئے ''کورٹ فیس'' لگانی پڑتی ہے اور ہر شخص عدالت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹا سکتا۔ فاروق اعظمؓ کی حکومت میں قاضی کے لئے الگ عدالت کی تعمیر اس لئے نہ کی تھی کہ اس سے سائل کے راستے میں رکاوٹ پیدا ہوسکتی ہے۔ مساجد کو عدالتیں قرار دیا گیا۔ کوئی شخص کسی بھی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا تھا اور اس کے لئے نہ کورٹ فیس ادا کرنا پڑتی تھی نہ وکیل کی فیس۔

**قانون کی نظر میں مساوات:** سربراہ مملکت اور گورنر حضرات کی عدالت میں حاضری کا ذکر اوپر ہو چکا ہے لیکن وہ سب دربار رسالتؐ کے تربیت یافتہ تھے اور اسلام کی روح انصاف کو سمجھتے تھے۔ تاہم بنوغستان کا بادشاہ جبلہ مسلمان ہوا تو اس نے ایک عام عرب کی پٹائی کردی۔ مظلوم نے حضرت عمر فاروقؓ کے پاس شکایت کی۔ حضرت عمرؓ نے دوٹوک فیصلہ سنا دیا۔ ''یہ کہ تم عرب بدو کو راضی کرو ورنہ وہ تمہاری ٹھیک اسی طرح خبر لے گا جس طرح تم نے اس کو پیٹا ہے، جبلہ اس فیصلے پر سخت پریشان ہوا اور پوچھا: ''کیا آپ کے نزدیک بادشاہ اور گنواروں میں کوئی فرق نہیں؟'' فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جواب تھا: ''بالکل نہیں تم دونوں کو اسلامی رشتے نے ایک سطح پر لا کھڑا کیا ہے۔'' جبلہ مرتد ہوگیا اور بھاگ کر روم چلا گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خود اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو جس نے ابوسروعہ کے ساتھ مل کر شراب پی تھی، حالت بیماری میں کوڑے لگوائے یہاں تک کہ وہ کوڑوں کی تاب نہ لاکر فوت ہوگئے۔

قانون کی نظر میں مساوات کا نعرہ لگانے والے آج بھی اس طرح کے انصاف کی نظیر پیش نہیں کرسکتے۔

**عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی:** سربراہ مملکت کی طرف سے قاضیوں کے تقرر سے عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی کے اصول میں کوئی حرج نہ ہوتا تھا اس لئے کہ صوبائی گورنر کو کسی قاضی کو الگ کرنے کا اختیار نہ تھا اور نہ صوبائی یا ضلعی قاضی ان کے ماتحت تھے۔ وہ براہ راست خلیفہ کے ماتحت

تھے اور خود خلیفہ بھی بغیر کسی شرعی وجہ کے قاضی کو الگ نہیں کرتا تھا۔

**شخصی قانون اور پنچائتی نظام:** ذمیوں کو شخصی قانون کی سہولت بھی حاصل تھی اور اپنے اکثر و بیشتر مقدمات کا فیصلہ اپنے شخصی قانون (Personal Law) کے تحت ہی کرتے تھے اور اس کے لئے انہیں قاضی کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہ تھی اور وہ اپنی پنچائتوں ہی میں تمام فیصلے کر لیتے تھے۔ یہ فاروقی نظام حکومت کی وہ صفت ہے جس کی مثال اس دور کے کسی سیکولر ملک میں بھی نہیں ملتی۔

**افتاء:** ''قانون سے ناواقفیت کوئی عذر نہیں۔'' (Ignorance of Law is no excuse) کا اصول بین الاقوامی طور پر مسلمہ ہے لیکن عام لوگوں میں قانون کی واقفیت پیدا کرنے کے لئے کوئی معقول انتظام کہیں بھی موجود نہیں۔ عہد فاروقی میں اس کے لئے افتاء کا شعبہ قائم کیا گیا تھا جگہ جگہ مفتی مقرر کئے جاتے تھے جو اسلامی قانون کے ماہرین ہوتے تھے کوئی شخص کسی بھی وقت مفتی کی طرف رجوع کر کے قانونی مشورے حاصل کر سکتا تھا اور اس کے لئے نہ اسے فیس ادا کرنی پڑتی تھی نہ معاوضہ، مفتی کا تقرر بھی خود خلیفہ کی طرف سے ہوتا تھا۔

**پولیس اور فوجداری نظام:** عہد فاروقی میں دیوانی و فوجداری مقدمات کی سماعت قاضی ہی کیا کرتے تھے البتہ فوجداری نظام کو موثر بنانے کے لئے آپؓ نے پولیس کا باقاعدہ محکمہ قائم کیا۔ پولیس کے انچارج کو صاحب الاحداث کہتے تھے۔ ہر صوبے میں الگ صاحب الاحداث مقرر کیا جاتا اور یہ تمام پولیس افسر خلیفہ کے ماتحت تھے۔ اس شعبہ کے ذمہ جو فرائض لگائے گئے تھے۔ ان میں اخلاق عامہ کی حفاظت، ناپ تول اور مارکیٹ کی نگرانی، شراب کی روک تھام۔ انسداد بے رحمی جانوروں، راستوں اور گزرگاہوں کی حفاظت بھی شامل تھی۔

**جیل خانہ جات کی تعمیر:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قیام امن کے لئے جیل خانہ جات بھی بنوائے۔ وہ مجرم جنہیں جرم سے باز رکھنا مشکل ہوتا جیل خانے بھیج دیئے جاتے تھے تاکہ لوگ ان کے شر سے محفوظ ہو جائیں اور جیل میں انہیں بھی اپنی اصلاح کا موقعہ مل سکے۔ سب سے پہلے مکہ میں صفوان بن امیہ کا مکان 4 ہزار درہم میں خرید کر اسے جیل قرار دیا گیا۔

**جلاوطنی کی سزا:** ناقابل اصلاح قسم کے مجرمین کو جلاوطن بھی کر دیا جاتا تھا۔ مثلاً ابو محجن ثقفی کو بار بار شراب پینے کا جرم کرنے پر ایک جزیرے میں جلاوطن کر دیا گیا۔

## عہد فاروقی کا فوجی نظام

**شعبہ فوج کا قیام:** نبی ﷺ کے عہد میں مسلمانوں کی تعداد محدود تھی اس لئے جنگ کی صورت میں تمام مسلمان جہاد میں شریک ہوتے تھے اور اس کے لئے کسی الگ شعبہ کی ضرورت نہ تھی۔ صدیق اکبرؓ کے زمانہ حکومت میں بھی یہی طریقہ جاری رہا لیکن عمر فاروقؓ کے عہد میں جنگوں کا سلسلہ بہت پھیل گیا تھا اس لئے کچھ لوگوں کو مستقل طور پر مصروف پیکار رہنا پڑتا تھا۔ چنانچہ آپؓ نے

15ھ میں شعبہ فوج کی باقاعدہ تشکیل کی۔ یہ شعبہ فوج کا مکمل ریکارڈ رکھتا تھا۔ فوجیوں کی تنخواہوں اور رسد اور ان کے بچوں کے لئے وظائف کا انتظام اس شعبہ کی ذمہ داری تھی۔

**باقاعدہ اور رضا کار فوج:** اسلامی فوج دو قسم کے مجاہدین پر مشتمل تھی کچھ لوگ ہمیشہ جنگی مہمات میں مصروف رہتے تھے گویا ان کی حیثیت باقاعدہ فوج کی تھی۔ اس کے علاوہ ایک کثیر تعداد ان مجاہدین کی تھی جو بوقت ضرورت میدان جنگ میں جاتے اور جہاد سے فارغ ہوکر پھر دیگر مصروفیات اختیار کر لیتے یہ رضا کار فوج تھی دونوں قسم کے مجاہدین کا الگ الگ اندراج ہوتا اور دونوں کو تنخواہیں ملتی تھی۔ ہر سال کم و بیش 30 ہزار فوج بھرتی کی جاتی تھی۔ فوج میں شروع شروع میں صرف عرب بھرتی ہوتے تھے لیکن فتوحات کی وسعت اور اسلام کی اشاعت کی وجہ سے دیگر قومیں بھی فوج میں بھرتی ہونے لگیں چنانچہ اسلامی لشکر میں شامی، رومی اور یہودی بھی بھرتی ہوئے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی جاٹ قوم کے لوگ بھی اسلامی لشکر میں موجود تھے۔ اہل عرب انہیں زط کہتے تھے۔ رضا کار دستوں میں ذمی بھی بھرتی ہوتے تھے۔ چنانچہ ہزاروں مجوسی مسلمان فوج کی طرف سے لڑے اور انہیں مسلمان سپاہیوں کے برابر تنخواہیں دی گئیں۔

**میدان جنگ میں فوج کی تنظیم:** میدان جنگ میں فوج کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا قلب یا مرکز میمنہ (دایاں بازو) اور میسرہ (بایاں بازو) لیکن ان سب سے آگے ہراول دستہ (مقدمہ) ہوتا تھا اور سب کے پیچھے ساقہ فوج ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ دشمن کی دیکھ بھال کرنے کے لئے گشتی دستے ترتیب دیئے جاتے تھے اور تیر انداز الگ ہوتے تھے اسلامی لشکر میں شتر سوار بھی ہوتے تھے گھڑ سوار بھی اور پیادہ بھی۔ خالدؓ بن ولید نے چھوٹے چھوٹے دستوں میں منقسم ہوکر لڑنے کا طریقہ بھی اختیار کیا۔ صحرائی علاقوں میں پانی اور چارہ کی تلاش کے لئے ایک دستہ الگ متعین کیا جاتا تھا۔

**اعشاری نظام:** فوج کو بالعموم اعشاری نظام کے مطابق مرتب کیا گیا تھا، دس سپاہیوں پر ''امیر العشرہ'' افسر ہوتا تھا سو پر قائد اور دس قائد ایک ''امیر'' کے تحت ہوتے تھے۔ ایک حصہ فوج کے کمانڈر کی کمان میں ایسے کئے امیر ہوتے تھے۔ یہ سارے سپاہی کمانڈر کے حکم پر براہ راست حرکت میں آتے تھے اور ان کے چھوٹے افسران کے دل بڑھانے اور ان کی تنظیم کو قائم رکھنے کے ذمہ دار تھے ساری فوجوں کی کمان خود خلیفہ کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔

**فوجی مراکز اور چھاؤنیاں:** فوج کو ٹھہرانے اور اس کی ضروریات کا انتظام کرنے کے لئے ملک میں جا بجا فوجی مراکز قائم کئے گئے تھے۔ عہد فاروقی میں ایسے مراکز مدینہ، کوفہ، بصرہ، موصل، فسطاط، دمشق، حمص، اردن اور فلسطین تھے۔ کوفہ، بصرہ اور فسطاط کو تو خود مسلمانوں نے فوج کے قیام ہی کے لئے آباد کیا تھا۔ وہ چھاؤنیاں ان فوجی مراکز کے علاوہ تھیں جو مفتوحہ علاقوں کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے بنائی گئی تھی اور ایسی چھاؤنیوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی تھی۔ ان فوجی مراکز میں گھوڑوں کے لئے چراگاہیں قائم کی جاتی تھیں۔ فوج کے لئے رسد اور اسلحہ کے ذخائر بھی یہیں

رکھے جاتے تھے اور فوج کا ریکارڈ بھی انہی مراکز میں رہتا تھا۔ ہر مرکز میں چار ہزار گھوڑے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ جنہیں کسی بھی وقت ہنگامی صورت میں کام میں لایا جاسکتا تھا۔ ان گھوڑوں کو باقاعدہ داغ دیا جاتا تھا اور ان کی پشت پر جیش فی سبیل اللہ کے الفاظ لکھے جاتے تھے اور ان کی دوڑیں بھی ہوتی رہتی تھیں۔

تنخواہ و وظائف: عہد فاروقی میں فوج کا باقاعدہ شعبہ قائم ہوا تو تنخواہ بھی باقاعدہ ملنے لگی۔ اس سلسلے میں سابقہ خدمات کو بھی ملحوظ رکھا گیا اور اس وقت کے جنگی کارناموں کو بھی سامنے رکھا گیا۔ چنانچہ سابقہ خدمات کے صلے میں جن صحابہؓ کو تنخواہیں ملتی تھیں ان میں سب سے زیادہ تنخواہ بدری صحابہ کی تھی اور ان کے بعد کے زمانے میں اسلام قبول کرنے والوں کی تنخواہیں بتدریج کم ہوتی جاتی تھیں۔ اس وقت فوجی سروس میں جو لوگ تھے ان کو کم از کم 200 درہم سالانہ ملتی تھی اور زیادہ سے زیادہ کمانڈر کو 7 ہزار ملتے تھے بعد میں اس شرح کو بڑھا دیا گیا اور کم از کم شرح 300 درہم اور زیادہ سے زیادہ دس ہزار درہم مقرر کی گئی۔ یہ تنخواہ عریف کے ذریعے تقسیم ہوتی تھی اور بالعموم یہ منصب قبیلہ کے سردار ہی کے پاس ہوتا تھا۔ فوجیوں کو جو تنخواہ ملتی تھی اس کے علاوہ ان کی بیویوں اور بچوں کے لئے وظائف مقرر تھے جن کی مقدار خاصی ہوتی تھی۔ شہداء کی بیویوں اور بچوں کے لیے وظائف بدستور قائم رہتے تھے۔ بہادری کا مظاہرہ کرنے والوں کو ترقی بھی ملتی تھی۔

رسد: رسد کا الگ محکمہ تھا۔ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو ہر فوجی کو ایک ماہ کی رسد مل جاتی تھی۔ بعض اوقات پکا پکایا کھانا دینے کا طریقہ بھی اختیار کیا گیا۔ سوار کو گھوڑے کا خرچ الگ ملتا تھا۔ تنخواہ اور خوراک کے علاوہ کپڑا بھی دربار خلافت سے ملتا تھا۔

آلات حرب: اسلامی لشکر فنون حرب میں خاصی مہارت رکھتا تھا۔ تمام ہتھیار استعمال کئے جاتے تھے جو قرون وسطی میں رائج تھے۔ تلوار، تیر کمان، ڈھال، زرہ بکتر اور اس طرح کے دوسرے ہتھیاروں کے علاوہ قلعہ شکن آلات بھی استعمال ہوتے تھے۔ سنگ باری کرنے کے لئے منجنیق استعمال ہوتی تھی۔ قلعہ کے قریب پہنچ کر حملہ کرنے کے لئے دبابہ استعمال کیا جاتا تھا۔ جس میں بیٹھا ہوا آدمی قلعہ کی طرف سے ہونے والی تیراندازی و سنگ باری سے محفوظ رہتا تھا۔ نقب لگانے کے لئے آلات بھی استعمال ہوتے تھے۔

رخصت: ہر فوجی کو بالعموم چار ماہ کے بعد گھر جانے کے لئے اجازت مل جاتی تھی۔ کوچ کے دوران جمعہ کے دن چھٹی ہوتی تھی۔

جاسوسی اور خبر رسانی: اسلامی لشکر کے ساتھ جاسوسی کا بھی ایک نظام موجود تھا جو دشمن کی نقل و حرکت کے بارے میں اطلاعات بہم پہنچاتا رہتا تھا۔ بالعموم اس میں مفتوحہ قوموں کے لوگ ہی شامل ہوتے تھے۔

# عہد فاروقی میں غیر مسلموں کے ساتھ طرز عمل

عمر فاروق اعظم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دیئے ہوئے اصولوں کی بنیاد پر ایک تفصیلی نظام حکومت مرتب کیا اور اپنی خداداد صلاحیت اور تفقہ فی الدین (دین کی سمجھ) کی طفیل ان تمام مسائل کا حل نکالا جو سلطنت کی وسعت اور بے شمار لوگوں کے اسلامی حکومت کی رعایا بننے سے پیدا ہوئے۔ ان میں سے ایک نہایت اہم مسئلہ غیر مسلموں کے حقوق و فرائض کا تعین تھا۔ صحابہ کرام کی کثیر تعداد موجود تھی وہ مشورے میں شریک ہوتے تھے اس لئے آپ کے فیصلوں کو اجماع امت کی حیثیت حاصل ہوگئی اس طرح آپ کے اقدامات امت مسلمہ کے لئے قیامت تک رہنمائی کا ذریعہ بن گئے۔

**معاہدہ بیت المقدس** غیر مسلموں کے حقوق کا اہم چارٹر وہ معاہدہ ہے جو امیر المومنین عمر فاروق اعظمؓ نے بیت المقدس کا قبضہ لیتے ہوئے وہاں کے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ اس کے الفاظ حسب ذیل تھے۔

"یہ وہ امان نامہ ہے جو امیر المومنین حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کے باشندوں کو لکھ کر دیا اس میں ان کے جان و مال، گرجا اور صلیب کی امان دی جاتی ہے اور اس میں تندرست و بیمار غرض ان کے مذہب کے تمام لوگ شامل ہیں۔ ان کے گرجوں کو رہائش گاہ نہیں بنایا جائے گا نہ وہ (گرجا گھر) گرائے جائیں گے اور نہ ان کا احاطہ (رقبہ) کم کیا جائے گا۔ نہ ان کی صلیب اور ان کے اموال کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ مذہب کے بارے میں ان پر جبر نہیں کیا جائے گا نہ اس کی وجہ سے انہیں کوئی ضرر پہنچایا جائے گا۔ بیت المقدس میں ان کے ساتھ یہودی نہیں بسائے جائیں گے ① البتہ انہیں مدین کے لوگوں کی طرح جزیہ ادا کرنا ہوگا۔"

**جزیہ کی ادائیگی اور جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری** غیر مسلموں سے ایک خصوصی ٹیکس لیا جاتا تھا جسے جزیہ کہتے تھے۔ اس کی ادائیگی کے بعد وہ ذمی قرار پاتے تھے۔ یعنی ان کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت اور مسلم معاشرے پر عائد ہوتی تھی۔ اس کے لئے ایک عام قانون تھا یعنی جو علاقے بھی فتح ہوں ان کے باشندوں پر فی کس جزیہ لگا دیا جائے لیکن اس کی خصوصی صورت یہ تھی کہ جب کوئی شہر فتح ہوتا تو اس کے باسیوں کے ساتھ ایک معاہدہ طے پا جاتا جس کی رو سے وہ پورے شہر سے ایک رقم سالانہ ادا کرنے کا وعدہ کرتے اور انہیں وہ تمام حقوق حاصل ہو جاتے جو اسلامی ریاست کے شہریوں کو حاصل تھے۔

جان و مال کے تحفظ اور جزیہ کے باہمی تعلق کی وضاحت اس بات سے بخوبی ہو جاتی ہے جب مسلمان رومی لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے شام کے مختلف شہروں کا قبضہ چھوڑ کر ایک جگہ جامع

① ان دنوں یہودی ان سے بیت المقدس چھیننا چاہتے تھے یا ان کے ساتھ حصہ دار بننے کے خواہشمند تھے۔

ہونے لگے تو انہوں نے گھر گھر جا کر جزیہ کی رقم واپس کر دی اور معذرت کر دی کہ چونکہ وہ اب ان کی حفاظت نہیں کر سکتے اس لئے رقم واپس کر رہے ہیں۔

**دین کے معاملے میں جبر نہیں** قرآن پاک نے اس اصول کو واضح کر دیا تھا کہ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں (لا اکراہ فی الدّین) اس اصول کی روشنی میں پوری تاریخ اسلام میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ کسی شخص کو زبردستی مسلمان کیا گیا ہو۔ یا ان کے مذہب میں مداخلت کی گئی ہو۔ عیسائیوں کو صلیب نکالنے کی آزادی تھی اور وہ ناقوس بجا سکتے تھے۔ یہی حقوق مجوسیوں کو بھی دیئے گئے۔

**ذاتی قانون (Personal Law)** غیر مسلموں کو اجازت تھی کہ وہ اپنے مقدمات کا فیصلہ اپنے رائج قوانین کے تحت کروائیں۔ ان کے نکاح طلاق اور وراثت کے معاملات پر ان کے پرسنل لاء کا اطلاق ہوتا تھا۔ بلکہ انہیں اپنے داخلی معاملات اپنی پنچائتوں ہی میں طے کرنے کا موقعہ دیا جاتا تھا البتہ پبلک لاء کے تحت مقدمات مسلمان قاضی سنتے تھے اور اگر کسی مقدمہ کا ایک فرقہ مسلمان ہو تو مقدمہ مسلمان قاضی کے سامنے آتا تھا۔

**قانون کی نظر میں مساوات (Equality Before Law)** فاروق اعظمؓ نے قانون کی نظر میں مساوات کے اصول کو سختی سے نافذ کیا۔ ذمی کا قاتل قتل کیا جاتا تھا بلکہ اسے مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا جاتا تھا۔ ذمی کا مقدمہ اس طرح سنا جاتا تھا جیسے مسلمانوں کا۔

قبیلہ بکر بن وائل کے ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کیا تو اسے مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا گیا جنہوں نے انتقاماً اسے قتل کر دیا۔ اسلامی لشکر کے گزرنے سے ایک غیر مسلم کی فصل خراب ہو گئی تو اس نے شکایت کی اسے اس فصل کا معاوضہ دلوایا گیا۔

**جاگیرداری اور ظلم سے نجات** عملی لحاظ سے غیر مسلم رعایا کو اسلامی حکومت کا فائدہ پہنچا۔ اس لئے حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو ان جاگیرداروں سے نجات دلائی جنہوں نے ان کو غلام بنا رکھا تھا۔ نیز ان کے وہ تمام ٹیکس معاف ہو گئے جو امراء، شہنشاہوں اور مذہبی پرہوتوں کی طرف سے ان پر عائد تھے۔ ان کو اس ظلم سے بھی نجات ملی جو ان کے سابقہ حکمران ان کے ساتھ کر رہے تھے۔ مثلاً مصر فتح ہوا تو مصریوں کو رومیوں کے ظلم سے نجات ملی اس لئے ان کو مسلمانوں کی حکومت قبول کرنے میں کوئی پریشانی نہ ہوئی۔ مقوقش جو مصر کا سابق فرمانروا تھا مسلم حکومت کا مشیر تھا اسکندریہ کا لاٹ پادری کھلم کھلا یہ کہتا تھا کہ اس کے ساتھ مسلمانوں کا رویہ رومیوں سے کہیں بہتر ہے۔ کسریٰ کی حکومت بھی عملاً اہل ایران کے لئے بھاری زنجیروں کا باعث تھی مسلمانوں نے معروف طریقے سے ٹیکس طے کر لئے اور اس کے بعد انہیں ان کی تمام پرانی زنجیروں سے نجات دلا دی۔

## خراج کی وصولی میں روادارانہ پالیسی

حضرت عمرؓ فاروق کی حکومت میں خراج و جزیہ کی رقم اس سے کہیں کم تھی جو عوام اپنے سابقہ آقاؤں کو ادا کیا کرتے تھے عمال کو خاص طور پر تاکید کی جاتی تھی کہ اس سلسلے میں کوئی ظلم نہ ہونے پائے بلکہ خراج اکٹھا کر کے معززین علاقہ سے حلفیہ اقرار کرایا جاتا تھا کہ خراج اکٹھا کرنے میں کوئی ظلم نہیں ہوا۔

## دوسرے معاہدات کی پابندی

غیر مسلموں کے ساتھ کئے گئے معاہدات کی جس خلوص کے ساتھ پابندی کی گئی اس کی وجہ سے مسلمان عمال کا وقار بلند ہوا اور وہ غیر مسلموں کی نظروں میں قابل احترام ٹھہرے اس سلسلے میں حضرت عمرؓ فاروق کی طرف سے بار بار تاکیدی خطوط لکھے گئے کہ مفتوحہ قوموں کے ساتھ کسی قسم کی بدعہدی ہو نہ ہی کوئی ظلم ہونے پائے اس دور میں عمال کے لئے حضرت عمرؓ فاروق اعظم کی ہدایات کو نظر انداز کرنا ممکن نہ تھا۔

## غریب و نادار غیر مسلموں کو بیت المال سے وظائف

اسلامی حکومت انسانی قدروں کا کس حد تک احترام کرتی تھی اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ایک بوڑھے آدمی کو بھیک مانگتے دیکھا تو تعجب ہوا۔ اس سے پوچھا بھیک کیوں مانگ رہے ہو اس نے بتایا کہ غیر مسلم ہوں اور جزیہ ادا کرنے کے لئے بھیک مانگ رہا ہوں۔ آپ نے نہ صرف اس کا جزیہ معاف کر دیا بلکہ بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کیا نیز یہ اصول بنا دیا کہ ''ہم نے ان کی جوانی سے فائدہ اٹھایا ہے اس لئے بڑھاپے میں ان کی ضروریات پوری کرنا ہماری ذمہ داری ہے'' چنانچہ یہ طے پایا کہ غریب، بوڑھے اور محتاج ذمی کا بیت المال پر اس طرح حق ہے جیسے مسلمان حقدار کا۔

## مسلم اکثریت کا احترام

غیر مسلموں کے تمام حقوق کے ساتھ ان پر پابندی یہ تھی کہ وہ مسلمانوں کے حقوق کا بھی احترام کریں گے مثلاً وہ مسلمانوں کی مساجد کے سامنے صلیب نہیں نکالیں گے اور نماز کے اوقات میں ناقوس نہیں بجائیں گے۔ اگر کسی یہودی نے مسلمان کے خلاف سازش کرنے کی کوشش کی تو گرفت کی گئی اگر کسی کو جلا وطن کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو اس کی جائیداد کی دگنی قیمت ادا کی گئی۔

## اشاعت اسلام کا سبب

عہد فاروقیؓ میں مسلمانوں کا غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک آخر کار انہیں اسلام کے قریب تر لے آیا اور مفتوحہ قوموں کے دل جلد مسخر ہو گئے یہاں تک کہ عراق، فارس، ایران، شام، مصر، شمالی افریقہ اور یمن وغیرہ ممالک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حلقہ بگوش اسلام ہوئے سمرقند و بخارا مسلم علوم کے مرکز بنے۔ مصر و شام کی حکومتوں نے تاریخ میں اہم کردار ادا کیا۔ یہاں تک کوفہ و بصرہ مسلمانوں کی علمی و سیاسی قوت کے مراکز بنے اور غیر مسلم نہ صرف مسلمان بنے بلکہ اسلامی تہذیب کے علمبردار اور باقی دنیا میں اسلام

پھیلانے کے داعی بن گئے۔

## حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت

**خشیت الٰہی** عمر فاروقؓ تاریخ اسلام ہی کے نہیں تاریخ عالم کے بھی مثالی حکمران ہیں۔ جس پہلو سے بھی آپؓ کی سیرت کا جائزہ لیا جائے بالکل بے داغ نظر آتی ہے آپ احکام شریعت کے نفاذ کے بارے میں بہت سخت تھے لیکن خدا کے خوف کا یہ عالم تھا کہ فرمایا کرتے تھے کاش! میں بھی خس و خاشاک ہوتا۔ کاش! میری ماں مجھے نہ جنتی اور میں پیدا ہی نہ ہوتا تا کہ مجھے حساب نہ دینا پڑتا۔ آخرت کے مواخذہ سے اس حد تک ڈرتے کہ باوجود اس کے آپ نے پوری زندگی خدا کے دین کی خدمت کے لئے وقف کر دی تھی۔ ایک مرتبہ فرمایا۔ ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں تو صرف اس قدر چاہتا ہوں کہ بے مواخذا چھوٹ جاؤں۔''

نماز میں بالعموم وہ آیات تلاوت کرتے جن میں قیامت کا ذکر آتا اور پھر زاروقطار روتے۔

**حب رسول** حب رسولؐ کا یہ عالم تھا کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے موقعہ پر آپ کو یقین نہیں آتا تھا کہ واقعی آپ وصال پا گئے ہیں چنانچہ آپ پکار رہے تھے کہ جس نے کہا کہ رسول ﷺ فوت ہو گئے ہیں اس کا سرتن سے جدا کر دوں گا۔ اس محبت کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے متعلقین کا ہمیشہ بہت خیال رکھتے تھے اور وظائف وغیرہ کی تقسیم میں ان کے ساتھ ترجیحی سلوک کرتے۔ سنت کی پابندی کا احترام کرتے اور سنت سے ہٹی ہوئی بات کو خواہ وہ مباح ہی کیوں نہ ہو پسند نہ فرماتے۔ آپ کی زندگی کی سادگی ضرب المثل ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو اس خیال ہی سے نفرت تھی کہ اس سے خوشحال تر زندگی بسر کی جائے جیسی کہ آنحضرت ﷺ بسر فرماتے تھے۔

**سادگی** سادگی آپؓ کی زندگی کا ایک ایسا پہلو تھا کہ مخالفین واحباب سبھی حیران تھے۔ ایک طرف جاہ وجلال کا یہ عالم تھا کہ خالدؓ بن ولید جیسے فاتح آپ سے کانپتے تھے اور اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ عمرؓ کی موجودگی میں دم مارنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے اور دوسری طرف مصر و شام اور ایران کا یہ فاتح پیوند لگا ہوا کرتہ پھٹی ہوئی پگڑی اور ٹوٹی ہوئی جوتی پہنے ہوئے ہوتا تھا۔ ایک طرف قیصر و کسریٰ کے خلاف مہمات میں ہدایات دی جا رہی ہوتی تھیں اور دوسری طرف بیوہ عورتوں کے گھر میں پانی بھرنے کے لئے مشک کندھوں پر ہوتی تھی اور جب تھک جاتے تو مسجد نبوی (ﷺ) کے کسی کونے میں فرش ہی پر سو رہتے ..... بیت المقدس کے صلح نامہ کے وقت جب صحابہؓ نے آپ سے قیمتی لباس پہننے کی درخواست کی تا کہ دشمن کے سامنے سبکی نہ ہو تو آپ نے فرمایا: ''خدا نے ہمیں جو عزت دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور وہ ہمارے لئے کافی ہے۔''

**سخت گیری** آپ کے مزاج میں ذرا سختی تھی۔ اسلام کے قبول کرنے سے پہلے اسی مزاج کا نتیجہ تھا کہ آپ آنحضرت ﷺ کی جان لینے کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور بارگاہ رسالتؐ کے اہم رکن کی حیثیت سے لوٹے۔ اسلام کی حالت میں بھی کفار کو اپنی تلوار سے مرعوب

کیا۔ اسلامی اصولوں کی مخالفت کو سختی سے دبا دیتے تھے۔ یہ حالت خلیفہ بننے کے بعد اعتدال پر آ گئی تھی اور اسی مزاج کا نتیجہ تھا کہ سبھی تسلیم کرتے تھے کہ عمر فاروقؓ کی موجودگی میں انتشار کا کوئی سوال نہیں۔ اتنی بڑی سلطنت کو مدینہ میں بیٹھ کر قابو میں رکھنا آپ کے اسی مزاج کی وجہ سے ممکن ہوا کہ آپ کے ماتحت لڑنے والے بڑے بڑے سردار بھی جانتے تھے کہ کوئی غلط کام کرنے کے بعد عمرؓ سے یہ توقع رکھنا کہ وہ برداشت کر جائیں گے بالکل خارج از امکان ہے۔ آپ اسلامی احکام کو اپنے اور اپنے خاندان کے اوپر پوری طرح نافذ کرتے تھے اور کسی اور کو بھی ان کی خلاف ورزی کی اجازت نہ دیتے تھے۔

**ذاتی صلاحیتیں** حضرت عمر فاروق انتہائی ذہین سلیم الطبع، بالغ نظر اور صائب الرائے تھے۔ قرآن پاک کی متعدد آیات آپ ہی کی رائے کے مطابق اتریں مثلاً اذان کا طریقہ۔ عورتوں کے لئے پردے کا حکم، شراب کی حرمت وغیرہ کے احکام آپ کی رائے کے مطابق اترے فصاحت و بلاغت اور خطابت میں عرب کے ممتاز ترین افراد میں سے تھے۔ شاعری سے دلچسپی تھی اگر چہ دینی خدمت کے جذبے نے اتنا غلبہ پالیا تھا کہ اس ذوق کے اظہار کا موقعہ نہیں ملتا تھا۔ نیز قدیم جاہلی شاعری کی اصلاح کے علمبردار تھے فنون سپہ گری اور بہادری میں بچپن ہی سے ممتاز تھے۔ آپ اپنے والد کی طرح مشہور نساب تھے۔ یعنی قبائل کے نسب آپ کو یاد ہوتے تھے۔ زندگی کا اکثر حصہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گزارا لیکن محتاط مزاج کی وجہ سے احادیث کی روایت کم کرتے تھے۔ فقہ میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ عبداللہؓ بن عمرؓ، عبداللہؓ بن عباسؓ، عبداللہؓ بن مسعود جن تک آئمہ فقہ کے سلسلے جا کر ملتے ہیں آپ ہی کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ کے تفقہ کی صداقت کی گواہی اس واقعہ سے ملتی ہے جب ایک یہودی اور ایک منافق مسلمان کا کسی چیز کے بارے میں تنازعہ ہو گیا انہوں نے آنحضرت ﷺ سے فیصلہ کروایا۔ آپ نے بیانات لینے کے بعد فیصلہ یہودی کے حق میں دیا۔ وہ منافق مسلمان یہودی کو لے کر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا اور آپ سے فیصلہ لینا چاہا۔ اس کا خیال تھا حضرت عمرؓ ایک یہودی کے مقابلے میں مجھے ترجیح دیں گے لیکن آپ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس مقدمہ کا فیصلہ نبی کریم ﷺ پہلے فرما چکے ہیں اور منافق محمد مصطفیٰ ﷺ کے فیصلے کے بعد مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے تو فوراً تلوار اٹھا لائے اور اس کا سر قلم کر دیا۔ قرآن پاک نے سورہ نساء میں اس فیصلہ کی توثیق کی اور مستقل طور پر یہ اصول قرار پایا کہ نبی ﷺ کے فیصلے کو آخری حیثیت حاصل ہے اور جو اس فیصلے کو تسلیم نہ کرے وہ مومن نہیں ہے۔

**مؤرخین کے تبصرے** حضرت عمرؓ کی شخصیت اتنی بلند ہے کہ جدید مورخین اور مستشرقین بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر رہ نہیں سکتے تھے چنانچہ انہوں نے آپ پر بہت دلچسپ تبصرے کئے ہیں:

سید امیر علی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''وہ سخت گیر لیکن منصف مزاج تھے۔ اپنے

عوام کے کردار کو مکمل طور پر جاننے والے تھے اور غیر متمدن عربوں کی قیادت کی خصوصی اہلیت رکھتے تھے۔ انہوں نے حکومت کی عنان مضبوطی سے تھامے رکھی اور خانہ بدوش اور نیم مہذب قوموں کے شہری زندگی میں جانے کے بعد غیر اخلاقی حرکات میں ملوث ہونے کے فطری رجحان کو سختی سے دبا دیا۔"

"Stern but just, thorougly versed in the character of his people, he was specially fitted for the leadership of unruly Arabs, He has held the helm with a strong hand and severely repressed the natural tendency to demoralization among nomadic tribes and semi civilized people when coming in contact with the luxry and vices of cities."

آپ کی وفات پر امیر علی کا تبصرہ یہ تھا۔ "حضرت عمرؓ کی وفات اسلام کے لئے فی الواقعہ ایک سانحہ تھا۔" "The death of Hazrat Omar was a real claimity to Islam."

ولیم میور نے آپ کی وفات پر حسب ذیل تبصرہ کیا ہے۔

"اس طرح عمر کا انتقال ہو گیا جو پیغمبر ﷺ کے بعد اسلام کی سلطنت میں عظیم ترین تھے کیونکہ آپ ہی کی حکومت کے دس سالوں میں آپ کی عقلمندی اور صبر اور قوت سے شام مصر اور ایران فتح ہوئے۔"

So died Omar next to the prophet, the greatest in the kingdom of islam, for it was all within these ten years that, by his wisdom, patience and vigour, the dominion was achieved of SYRIA EGYPT and PERSIA.

آپ کی اس عظمت کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ

**اگر مسلمانوں میں ایک عمرؓ اور ہوتا تو دنیا بھر میں اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کا وجود ہی نہ رہتا۔**

## حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمات اسلام اور کارنامے

عہد نبویؐ میں آپ نے جو خدمات سرانجام دیں ان کا مختصر تذکرہ پہلے گزر چکا ہے (طلبہ کی سہولت کے لئے) خلافت کی خدمات کا ایک مختصر سا خاکہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

### فتوحات و توسیع سلطنت

جس وقت فاروق اعظم نے بار خلافت سنبھالا شام و عراق میں مسلح تصادم کا آغاز ہو چکا تھا۔ آپ نے نہایت کامیابی کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کیا اور ایک طرف عراق ایران جزیرہ خوزستان اور آذر بائیجان کے تمام علاقے اسلامی سلطنت میں شامل ہو گئے اور دوسری طرف شام اردن اور مصر اسلامی حکومت کا حصہ بنے اور

شمالی افریقہ کے بھی بعض شہر فتح ہوئے۔ اس طرح اسلامی حکومت بہت وسیع ہوگئی اور دنیا بھر میں طاقت کے اعتبار سے اس کو اوّل حیثیت (First Position) حاصل ہوگئی۔ اس مقصد کے لئے جو جنگیں لڑی گئیں ان کی تفصیل گزر چکی ہے۔ ان جنگوں کی نوعیت دنیا کی دوسری جنگوں سے بالکل منفرد اور علیحدہ ہے۔ اس سے پیشتر دنیا میں جس قدر جنگیں لڑی گئیں وہ اپنی غارت گری اور ظلم کی خصوصیات کی وجہ سے مشہور ہیں۔ لیکن ان اسلامی فتوحات کی بدولت مفتوحہ قوموں نے ظلم و استبداد سے نجات پائی اور ان کی ایک کثیر تعداد نے برضا و رغبت اسلام قبول کر کے دنیا میں نئے تمدن کی بنیادیں رکھیں۔ ایک ایسا تمدن جو معاشرتی انصاف اور تکریم انسانیت پر مبنی تھا۔

**منظّم اسلامی نظام حکومت** حضرت عمر فاروقؓ صرف فاتح ہی نہ تھے منتظم بھی تھے۔ وسیع و عریض مفتوحہ علاقوں کا انتظام کرنا ان کے علاوہ شاید کسی اور کے بس کا روگ نہ تھا۔ عمر فاروقؓ نے پورے علاقے کو صوبوں میں تقسیم کیا۔ صوبوں کا مفصل نظام مرتب کیا۔ صوبائی سطح کے عہدیداران مقرر کئے اور ان کا معیار بھی مقرر فرمایا۔ عوام کے بنیادی حقوق کا خاص خیال رکھا۔ حکومت کی تمام سرگرمیوں کا محور عوام کی خدمت قرار پایا خود اس فرض کو ادا کرنے کے لئے شب و روز محنت کی۔ اس طرح ایک مثالی اسلامی حکومت قائم کی۔ چنانچہ خلافت راشدہ کے باقی حصے میں نظام حکومت انہی خطوط پر قائم رہا۔

**آزاد عدلیہ کا قیام** حضرت عمر فاروقؓ نے عدلیہ کا ایسا ڈھانچہ مرتب فرمایا جس کی بدولت صدیوں تک عوام معاشرتی انصاف سے مستفید ہوتے رہے۔ آپ نے مرکز اور صوبوں میں قاضی مقرر فرمائے۔ شہروں کے قاضی ان کے ماتحت کر دیئے۔ قاضیوں کو سرکاری افسروں کے کنٹرول سے آزاد رکھا اور ان کی تقرری و معزولی صرف سربراہ مملکت کے ہاتھ میں رکھی۔ معزولی کے لئے معقول وجہ کا ہونا لازمی تھا۔ خود سربراہ مملکت اسی طرح عدالت میں طلب کیا جا سکتا تھا جیسے کوئی عام آدمی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے قاضی کے تقرر کے لئے معیار مقرر کیا تاکہ صحیح معنوں میں اہل آدمی ہی انصاف کی کرسی پر بٹھائے جائیں۔ آپ نے قاضیوں کو بہت اونچی تنخواہیں اور معاشرتی تحفظ دیا تاکہ وہ انصاف کر سکیں۔ ان کو تجارت وغیرہ کے مشاغل سے روک دیا تاکہ ان کے کاروباری تعلقات انہیں انصاف کی راہ سے نہ ہٹا سکیں۔

**نظام شورائیت کا قیام** حضرت عمرؓ نے نظام مملکت کے اس ڈھانچے میں رنگ بھرا جو عہد رسالت مآبؐ اور عہد صدیقی میں مرتب ہوا تھا۔ آپ نے مستقل طور پر مجلس اور مشاورت عامہ کا اہتمام کر کے ان کو باقاعدہ سیاسی ادارے بنا دیا جن کے سامنے خود خلیفہ بھی جواب دہ ہوتا تھا اور اس طرح سے اسلامی جمہوریت کی بنیاد رکھی۔

**فلاحی مملکت (Welfare State) کا قیام** عمر فاروقؓ اعظم کی حکومت میں حکومت کا فرض عوام کی خدمت قرار پایا۔ عوام کی کفالت، ان

کے مسائل کا حل اور رفاہی امور پر توجہ کی وجہ سے آپ نے فلاحی مملکت کی بھی ایک مثالی صورت پیش کر کے دکھا دی۔ جس حکومت کا سربراہ راتوں کو گلیوں بازاروں اور جھونپڑیوں میں یہ دیکھتا پھرتا کہ کوئی آدمی ایسا تو نہیں جس کو کسی قسم کی کوئی حاجت ہو اس سے بہتر فلاحی مملکت اور کونسی ہو سکتی ہے۔

**بیت المال کا قیام** آپ کا ایک اور کارنامہ باقاعدہ بیت المال کا قیام ہے اس سے پہلے جتنی آمدنی تھی تقسیم کر دی جاتی اور ضرورت کے وقت چندہ جمع کر لیا جاتا تھا لیکن آپ نے باقاعدہ بیت المال قائم کیا اور تجارتی ٹیکس وغیرہ لگا کر معاشی استحکام پیدا کیا تاکہ حکومت ہر صورت حال سے فوری طور پر نپٹ سکے۔

**باقاعدہ فوج کا نظام** آپ کی حکومت کے دوران باقاعدہ فوج بھرتی کی گئی جس کو ہمیشہ چھاؤنیوں میں مقیم رہنا پڑتا تھا۔ اس فوج کی بدولت اسلامی حکومت روم وایران کی حکومتوں کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوئی۔

**زرعی اصلاحات** زمین کا انتظام قرون وسطی میں حکومت کا سب سے بڑا فرض رہا ہے۔ آپ نے شام، عراق اور مصر کی زمینوں کو ان کے کاشتکاروں کے قبضے میں دے کر کاشت کاروں کی حوصلہ افزائی کی۔ جاگیردار طبقہ ختم ہو گیا۔ زمین کی پیمائش اور آب پاشی کے نظام کی اصلاح آپ کے دیگر کارنامے ہیں۔

**اشاعت اسلام** آپ ایک حکمران ہی نہ تھے اسلامی جماعت کے سربراہ بھی تھے۔ آپ نے اسلام کی اشاعت کے لئے مختلف ذرائع اختیار کئے۔ قرآن پاک کو حضرت ابوبکرؓ ہی کے زمانے میں جمع کیا جا چکا تھا آپ نے اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں افراد کو قرآن پاک حفظ کروا دیا گیا۔ احادیث کی روایت کے لئے قابل اعتماد افراد متعین کر دیئے گئے۔ فقیہہ صحابہ کو معلم مقرر کیا گیا۔ اس طرح علم کے مینار تمام سلطنت کے طول وعرض میں قائم کر دیئے گئے۔ اسلام کو غیر مسلموں کے سامنے بھی پیش کیا گیا اور نو مسلموں کے ذہن نشین کرنے کے لئے بھی اقدامات کئے گئے۔ آپ کی کوششوں سے اس وقت مہذب دنیا کے اکثر حصے میں اسلام کے شیدائی پیدا ہو گئے۔

**نہروں کی تعمیر** جناب فاروق اعظمؓ کے زمانے میں رفاہ عامہ کے کاموں کی طرف خاص توجہ دی جاتی تھی چنانچہ آپ کے عہد میں پانی کی قلت دور کرنے کے لئے مندرجہ ذیل انہار بنوائیں۔

1- نہر ابوموسیٰ: بصرہ کی پانی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے دریائے دجلہ سے یہ نہر نکالی گئی۔

2- نہر معقل: یہ نہر بھی دریائے دجلہ سے نکالی گئی تھی۔

3- نہر سعد: انبار کی پانی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے سعدؓ بن ابی وقاص نے اس نہر کا آغاز کیا لیکن اس کی تکمیل حجاج بن یوسف کے ہاتھوں ہوئی۔

4- نہر امیر المومنین: دریائے نیل کو بحیرہ قلزم سے ملانے والی یہ نہر اس وقت تعمیر کی گئی جب مصر کو خشکی کے راستے سے غلہ پہنچنے میں دیر ہوئی۔ اس نہر کی بدولت کم وقت میں مصر سے مدینہ پہنچا جا سکتا تھا۔ اس نہر کی لمبائی 68 میل تھی اور اس میں بڑے بڑے جہاز سفر کر سکتے تھے۔

**حرم محترم کی وسعت** مسلمانوں کی روز افزوں تعداد کے پیش نظر حضرت فاروق اعظمؓ نے خانہ کعبہ کے گرد و نواح کے مکان خرید کر عمارت میں توسیع کروائی۔ اور حرم کے گرد دیوار کھنچوا کر اس پر چراغ جلانے کا اہتمام فرمایا۔ آپ نے خانہ کعبہ کا غلاف عمدہ چمڑے کا بنوایا۔

**مسجد نبوی کی مرمت و وسعت** فاروق اعظمؓ نے مسجد نبوی میں بھی توسیع کروائی اس کا طول 100 گز کی بجائے 140 گز ہو گیا عرض میں بھی 20 گز کا اضافہ ہوا۔ عمارت کی مرمت بھی کروائی گئی لیکن عمارت کی سادگی کو برقرار رکھا گیا۔

**عمارات** حضرت عمرؓ کے عہد میں بیشمار عمارات تعمیر ہوئیں۔ مفتوحہ علاقوں میں مساجد، فوجی چھاؤنیاں، بارکیں اور قلعے تعمیر کئے گئے۔ سرکاری دفاتر اور بیت المال کے لئے نئی عمارات تعمیر کی گئیں۔ شاہراہوں پر مسافر خانے تعمیر کئے گئے لیکن یہ تمام عمارات نہایت سادہ تھیں۔

**نئے شہروں کی تعمیر** فاروق اعظمؓ نے مفتوحہ علاقوں کا موثر انتظام کرنے کے لئے نئی بستیاں بھی آباد کروائیں۔ کوفہ کا مشہور شہر حیرہ کے قدیم شہر کے قریب بسایا گیا۔ اس میں مختلف قبائل کے لئے مختلف محلے بنائے گئے سیدھی سڑکیں ان محلوں کو آپس میں ملاتی تھیں۔ ہر محلے میں ایک مسجد اور ایک مارکیٹ تھی اور شہر کے عین درمیان میں جامع مسجد بنائی گئی۔ اس مسجد کے پاس دارالامارہ (گورنمنٹ ہاؤس) بنایا گیا تھا۔

اس کے علاوہ دجلہ و فرات کے سنگم پر **بصرہ** کا شہر بسایا گیا۔ اس شہر کے لئے اس جگہ کا انتخاب اس وجہ سے کیا گیا کہ اس کی آب و ہوا عربوں کے لئے موزوں تھی۔ اس کا نقشہ کوفہ سے مشابہ تھا۔

مصر میں **فسطاط** کا شہر تعمیر کیا گیا۔ یہ شہر دریائے نیل کے مشرقی کنارے پر واقع ہے۔ 642ء میں اس شہر کی تعمیر شروع ہوئی۔ اس شہر کی تعمیر کا مقصد یہ تھا کہ عربوں کو مصریوں کی عیاشیوں سے بچایا جائے نیز امیر المومنین نہیں چاہتے تھے کہ مصر کا اسلامی دارالحکومت دریائے نیل کے پار ہو اس میں سب سے پہلے جامع مسجد تعمیر کی گئی۔ اس کے بعد اس کے گرد مختلف قبائل کے کوارٹر تعمیر ہوئے۔

**سڑکیں پل** سفر کی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے بہت سی سڑکیں بنوائی گئیں۔ شام کے علاقہ میں حسب ضرورت پل بھی تعمیر ہوئے۔ مدینہ اور مکہ کے درمیان کے راستے پر سرائیں اور چشمے تک بنائے گئے۔

# عظیم سپہ سالار

جنہوں نے چند سالوں میں دنیا کا نقشہ بدل کر تاریخ عالم کے نئے رخ متعین کئے۔

## ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ

ابوعبیدہؓ ابن الجراح جن کو دربار رسالت سے امین الملت کا خطاب ملا قبیلہ فہر سے متعلق تھے جو قریش ہی کی ایک شاخ تھی۔ اصل نام عامر بن عبداللہ تھا۔ ہجرت مدینہ کے وقت عمر 40 سال تھی۔ بالکل ابتدائی زمانے میں ہی مشرف با اسلام ہوئے۔ دیگر السابقون الاولون کی طرح قریش کے مظالم کا شکار ہوئے۔ حضورؐ سے اجازت لے کر حبشہ ہجرت کر گئے لیکن مکی دور ہی میں واپس لوٹ آئے۔ نبی کریم ﷺ سے چند روز قبل اذنِ نبویؐ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حضورؐ کی آمد تک قبا میں قیام کیا۔ مواخات مدینہ میں معزز انصاری صحابی ابوطلحہؓ کے بھائی بنائے گئے۔ بے مثال خدمات اسلام کی وجہ سے حضور ﷺ نے جن صحابہ کو دنیا میں جنت کی بشارت دی ان میں سے ایک ہیں۔

ابوعبیدہؓ ابن الجراح بے حد ذہین، سلیم الطبع، متقی اور بہادر تھے۔ لمبا قد، بظاہر لاغر و کمزور نظر آنے والی شخصیت لیکن ایمان کامل (Conviction) کے سبب انتہائی پرنور چہرہ اور آہنی عزم کے مالک۔ ابوعبیدہؓ بن الجراح نے اپنے زمانے کی سب سے بڑی عالمی طاقت روم کے خلاف ٹکر لی اور اسے ایشیائی علاقوں سے پیچھے دھکیل دیا۔

عہد صدیقیؓ میں ابوعبیدہؓ بن الجراح کو حمص کی فتح پر مامور کیا گیا۔ آپ کئی گنا دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے اور بُصریٰ کو فتح کرتے ہوئے جابیہ پہنچے جہاں سے رومیوں اور شامیوں کی جنگی تیاریوں اور منصوبے کے بارے میں اپنی رپورٹ دربارِ خلافت بھیجی۔ حضرت ابوبکرؓ نے یزیدؓ بن ابوسفیان، شرحبیلؓ بن حسنہ اور عمروؓ بن العاص کو آپ کے پاس پہنچنے کی ہدایت کی۔ مشرقی محاذ سے خالدؓ بن ولید وہاں پہنچے اور اسلامی لشکر نے آپؓ کی قیادت میں اجنادین کا معرکہ جیتا۔

عہد فاروقی میں چند سال شام کے لشکر کی قیادت خالدؓ بن ولید کرتے رہے لیکن کم و بیش پانچ سال بعد (17ھ میں) فاروقؓ اعظم نے خالدؓ بن ولید کو ابوعبیدہؓ ابن الجراح کے ماتحت کر دیا۔ قیادت کی ان تبدیلوں سے جہاد کے مقاصد کے حصول اور مہمات کی ترتیب و کامرانی میں کوئی فرق نہ آیا۔ اس کا بہت بڑا سبب ابوعبیدہؓ بن الجراح کا وہ منجھا ہوا انداز قیادت تھا جس کی وجہ سے وہ دوسری پوزیشن میں رہتے ہوئے بھی اپنی صائب رائے پیش کرتے۔ اس پر عمل کرتے اور کرواتے اور اپنے ساتھیوں کا بھرپور تعاون حاصل کرتے۔ خالدؓ بن ولید بھی ان کی شخصیت اور صلاحیتوں کے معترف تھے اور آپ کی پرکشش شخصیت اور سادہ اور پروقار زندگی ایک طرف رومیوں کے سفیر کو اسلام کی حقانیت کا قائل کرنے والی تھی اور دوسری طرف سرفروشان اسلام کو عزم جہاد دینے والی۔ ابوعبیدہؓ بن الجراح جنگ یرموک کے فاتح ہیں جس نے ہرقل شاہ روم کو شام چھوڑنے پر مجبور کر دیا

فارس اور روم کی سلطنتیں
سنہ ۶۳۰ء میں
سلطنت روم
سلطنت فارس
روم اور فارس کی سرحد
میل

(تفصیل گزر چکی ہے) بیت المقدس کے فاتح ہیں جو دنیا کا عظیم روحانی مرکز ہے۔ آپؓ نے بیت المقدس میں پہلی نماز وہاں پڑھی جہاں آج کل مسجد عمر ہے۔

ابوعبیدہؓ بن الجراح فتح شام کے بعد شام کے پہلے گورنر بنے۔ وہ جرنیل بھی تھے، اچھے منتظم بھی اور دین اسلام کے مبلغ بھی۔

امین الملت کی زندگی کا آخری معرکہ حمص کی وہ خونریز جنگ ہے جس میں ہرقل نے شام واپس لینے کی آخری کوشش کی لیکن ناکام ہوا اور اس کے بعد اس نے کبھی شام کا رخ نہ کیا۔

## ابوعبیدہؓ بن الجراح کی وفات

18ھ میں مسلمانوں کے لشکر میں طاعون کی وبا پھوٹ نکلی جسے ''عمواس کی طاعون'' کہا جاتا ہے۔ اس موذی وبا نے ہزاروں مسلمانوں کی جان لے لی ان میں ان کے ایک سپہ سالار اعظم امین الملت ابوعبیدہؓ بن الجراح بھی تھے۔ جن کو فاروقؓ اعظم نے مدینہ واپس بلانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے جواب دیا کہ ''میں مسلمانوں کی فوج میں ہوں اور میرا دل ان سے جدا ہونے کو نہیں چاہتا'' اس طرح اٹھاون برس کی عمر میں یہ تاریخ ساز شخصیت مالک حقیقی سے جا ملی۔

فاتح شام اور فاتح بیت المقدس کی شان فقر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جب فاروق اعظمؓ بیت المقدس تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے ''بھائی'' ابوعبیدہؓ بن الجراح سے فرمائش کر کے ان کے ہاں کھانا کھایا جس میں صرف سوکھے ہوئے ٹکڑے تھے جن کو ابوعبیدہؓ پانی میں بھگو کر کھایا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''شام میں آ کر سب ہی بدل گئے لیکن ابوعبیدہؓ ایک تم ہو کہ اپنی اسی وضع پر قائم ہو۔''

ایک اور موقعہ پر فاروق اعظمؓ نے آپؓ کے بارے میں فرمایا: ''الحمدللہ مسلمانوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کی نظر میں سیم وزر کی کچھ حقیقت نہیں۔''

## سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

فاتح ایران سعدؓ بن ابی وقاص کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو زہرہ سے تھا جو حضور ﷺ کا ننھیالی خاندان ہے اس لئے آپ رشتے میں حضورؐ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ حضرت حمزہؓ کی والدہ آپ کی سگی پھوپھی تھی۔ ہجرت مدینہ سے تیس برس پہلے پیدا ہوئے۔ نزول وحی کے ساتویں روز حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ترغیب دلانے پر مشرف با اسلام ہوئے اور عمر بھر حضور ﷺ کے محافظ خصوصی کے فرائض انجام دیئے۔

سعدؓ بن ابی وقاص بہت مضبوط جسم کے انسان تھے۔ قد چھوٹا ہونے کے باوجود رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا بڑا سر آپ کے مدبر ہونے کی غمازی کرتا تھا اور مضبوط انگلیاں قوت بازو کی شاہد تھیں۔ تیر اندازی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ اسلام کی خاطر سب سے پہلے کسی کافر کا خون بہانے کا شرف آپ کو حاصل ہوا۔ جب دور ابتلاء میں کفار نے نبی اکرم ﷺ پر

حملہ کرنا چاہا تو آپ نے ایک مردہ اونٹ کی ہڈی سے دشمنوں پر حملہ کر کے ان میں سے ایک کو لہولہان کر دیا اور باقی سب بھاگ جانے پر مجبور ہو گئے۔

## غزوات میں شرکت

سعدؓ بن ابی وقاص اور ان کا خاندان ذوق جہاد میں بہت ممتاز تھے۔ غزوہ بدر میں آپؓ کے کم عمر بھائی عمیرؓ نے اصرار کر کے شرکت کی اجازت لی اور معروف پہلوان عمرو بن عبدود کے ساتھ مقابلہ کر کے جام شہادت نوش کیا۔ سعدؓ نے قریش کے ناقابل شکست سردار سعد بن العاص کو جہنم رسید کیا اور تین کافروں کو باندھ کر حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا۔

غزوہ احد میں آپؓ نے تیراندازی سے حضور ﷺ کی اس وقت حفاظت کی جب مسلمان تیراندازوں کے پشت سے ہٹ جانے کے سبب خالد کے دستے نے عقب سے حملہ کر کے بہت نازک صورت پیدا کر دی تھی۔ اس موقعہ پر حضورؐ فرما رہے تھے۔ ''اے سعدؓ تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں تیر چلاتے جاؤ۔'' غالباً اس انداز سے حضور نے کسی اور صحابی کو کبھی مخاطب نہیں کیا۔

آپ کی زندگی کا بہت عظیم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اس نازک وقت میں اسلامی لشکر کی قیادت کی جب ایران کے محاذ کی صورت بہت تشویشناک تھی۔ جسر کی جنگ میں ابوعبیدہ ثقفی شہید ہو گئے تھے۔ ایران میں نوجوان بادشاہ یزدگرد نے اقتدار سنبھال کر ایران کی قومی حمیت کو اپیل کی تھی اور ایک لشکر جرار تیار کر کے اسلامی سلطنت پر حملہ آور ہونے کے احکامات جاری کئے تھے۔ ان حالات میں بعض صحابہ کی رائے یہ تھی کہ امیر المومنین عمرؓ بن خطاب کو خود محاذ پر جانا چاہئے چنانچہ وہ مدینہ سے اس نیت سے روانہ بھی ہو گئے لیکن بعد میں حضرت علیؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے سعدؓ بن ابی وقاص کو سپہ سالار مقرر کرنے کی تجویز پیش کی۔ اس طرح یہ جہاندیدہ اور بہادر جرنیل محاذ جنگ پر پہنچا۔

قادسیہ کی جنگ طویل ترین سب سے زیادہ فیصلہ کن اور اہم جنگ تھی۔ تین روز کی اس جنگ میں شجاعت کے نئے ریکارڈ قائم ہوئے۔ جنگی چالوں میں دشمن کو مات دی گئی اور کسریٰ کی عظیم فوج کی شکست سے اس کی سلطنت کی بنیادیں ہل گئیں۔ (تفصیلات گزر چکی ہیں)

جنگ کے بعد سعد بن ابی وقاص نے یکے بعد دیگرے ایران کے تمام فوجی مراکز کو سرنگوں کیا اور ایرانی دارالحکومت مدائن کی طرف سے پیش قدمی کی۔ دریائے دجلہ کی طغیانی اور تند و تیز موجیں بھی لشکر اسلام کا راستہ نہ روک سکیں اور سعدؓ بن ابی وقاص نے خدا کا نام لے کر اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا۔ مسلمان ہنستے کھیلتے دریا عبور کرنے لگے تو ایرانی ''دیو آ گئے، دیو آ گئے'' پکارتے ہوئے راہ فرار اختیار کر گئے۔ مدائن کے بعد جلولا اور دوسرے شہر فتح ہوئے اور نوادرات اور مال غنیمت مدینہ روانہ کر دیئے گئے۔

سعدؓ بن ابی وقاص مفتوحہ ایران کے پہلے امیر تھے۔ آپ نے کچھ دیر تک مدائن کو اپنا مرکز

حکومت بنایا پھر 17ھ میں کوفہ کا شہر بسایا۔ آپؓ کے دور امارات میں بے شمار مدرسے کتب، مساجد، پل نہریں بنائی گئیں۔

## خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر لانگ کوئسچن Long Questions

سیف اللہ خالدؓ بن ولید مکہ کے مشہور مالدار سردار ولید بن مغیرہ کے صاحب زادہ تھے۔ باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام کی شدید مخالفت کی۔ لیکن سلیم الطبع اور بہادر انسان تھے۔ اس لئے حضور ﷺ ان کی ہدایت کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے۔

خالدؓ بن ولید نے بدر و احد میں مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑی۔ ان کا خاندان بنو مخزوم سامان حرب کا نگران ہوتا تھا اور سوار دستے کی کمان بھی انہی کے پاس تھی اس لئے فوجی اعتبار سے بنو مخزوم بنو امیہ سے کم اہم نہ تھے۔ غزوہ احد میں مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا اس کا سبب خالد بن ولید کا عقب سے حملہ تھا۔ جنگ خندق میں خالد بن ولید ان لوگوں میں سے تھے جو خندق کے کنارے منڈلاتے رہتے تھے کوئی موقعہ ملے اور وہ مدینہ میں داخل ہو کر مسلمانوں کو نقصان پہنچا سکیں۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر وہ سوار دستہ جس نے حضور ﷺ کا راستہ روکنے کی کوشش کی اس کے سالار آپ ہی تھے۔ لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں روشنی پیدا فرما دی۔

صلح حدیبیہ کے بعد محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے صحابہ عمرہ کے لئے مکہ معظمہ گئے تو خالدؓ بن ولید اس منظر کو دیکھنے سے گریز کرتے ہوئے شہر سے نکل گئے۔ حضور ﷺ نے آپ کے بھائی ولیدؓ بن ولید (جو بہت پہلے اسلام قبول کر چکے تھے) سے فرمایا کہ خالد ہمارے پاس نہیں آیا اگر وہ آتا تو ہم اس کا گرم جوشی سے استقبال کرتے۔ ولیدؓ نے مدینہ جا کر خالد کو خط لکھا جس میں انہیں حق کو پہچاننے اور اسلام کا دامن تھامنے کی دعوت دی۔ اسی دعوت پر خالدؓ بن ولید نے ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچا اور اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے دوست عثمانؓ بن طلحہ بھی ساتھ تھے جس کا باپ اور چار بھائی جنگ احد میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو چکے تھے اس کے باوجود اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر اسلام کے لئے عازم مدینہ ہوئے تھے۔ دوسری طرف سے عمروؓ بن العاص حبشہ سے اسی قصد سے مدینہ پہنچے اور تینوں نے بیک وقت اسلام قبول کیا۔

خالدؓ بن ولید جن کی قسمت میں اللہ کی تلوار بننا لکھا تھا قبول اسلام کے بعد مدینہ میں مقیم ہو گئے تو حضور ﷺ نے ان کے لئے مکان کا بندوبست خود فرمایا۔ قبول اسلام کے صرف دو ماہ بعد غزوہ موتہ میں آپ کی جنگی قابلیت کے جوہر کھلے اور آپ اپنی شجاعت اور حسن تدبیر سے اسلامی لشکر کو بچا کر لے آئے اسی وجہ سے حضور ﷺ نے آپ کو اللہ کی تلوار قرار دیا۔ فتح مکہ کے بعد جو ذمہ داری آپ کو سونپی گئی وہ عزیٰ کے بت کو توڑنا اور اس کے مندر کو مسمار کرنا تھا۔ آپ نے جس شدت سے اسلام کی مخالفت کی تھی اب اسی قوت سے کفر و شرک کو ختم کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اس سے آپ کو غزوہ حنین میں مقدمۃ الجیش (ہراول دستہ) کا افسر مقرر کیا گیا تھا۔ آپ اس جنگ

میں زخمی ہو گئے لیکن حضور ﷺ کی دعا سے جلد صحت یاب ہو گئے غزوہ تبوک میں خالدؓ حضور ﷺ کے ہمراہ تھے۔ نصرانی سردار اکیدر بن عبدالملک کو آپ ہی نے گرفتار کر کے حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا تھا۔

خلافت راشدہ میں آپ نے اتنی مستعدی، شجاعت اور مہارت سے ایران و روم کے خلاف جہاد میں حصہ لیا کہ آپ کا کسی جنگ میں پہنچ جانا مومنین کے حوصلے بلند کرنے اور کفار کے دل توڑنے کا باعث بنتا۔

فتنہ ارتداد پر قابو پانے میں آپ کی خدمات بہت نمایاں ہیں آپ نے جھوٹے نبی طلیحہ بن خویلد کو بزاخہ کے مقام پر شکست دے کر بھگا دیا۔ بنو تمیم کے سردار مالک بن نویرہ کو شکست دی اور سب سے بڑے دشمن اسلام مسیلمہ کذاب کا خاتمہ کیا۔ آپ نے اسے یمامہ کی لڑائی میں شکست دی اور وہ وحشی بن حرب کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔

عراق کے خلاف جنگوں کا آغاز بھی آپ ہی کے ہاتھوں ہوا۔ آپ نے جنگ سلاسل میں ایرانی جرنیل ہرمز کو قتل کر دیا۔ مزار کی جنگ میں ایرانی سالار قارن اور 20 ہزار ایرانی قتل ہوئے۔ حیرہ کی عرب ریاستیں جو ایرانیوں کے زیر اثر تھی آپ ہی کے ہاتھوں فتح ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے انبار کا شہر فتح کیا اس محاذ پر آپ کا آخری معرکہ عین التمر کی جنگ تھی اس کے بعد آپ دومتہ الجندل کی طرف چلے گئے جو ایران و روم کے سنگم پر تھا۔

شام کے محاذ پر نے دومتہ الجندل کے بعد فراض کی جنگ جیتی۔ (بنو غسان) عیسائی عربوں کی بستی بصریٰ پر قبضہ کیا۔ عہد صدیقی کا آخری معرکہ اجنادین کے مقام پر ہوا جس میں تمام اسلامی لشکر اکھٹے ہوئے ان سب کی قیادت حضرت خالدؓ بن ولید نے کی۔ یہ جنگ جیتنے کے بعد آپ نے شام کے تمام اہم شہروں پر قبضہ کرنے کے لئے دستے مقرر کئے اور دمشق کی فتح کے لئے خود روانہ ہوئے۔

عمر فاروق اعظمؓ خلیفہ بنے تو انہوں نے خالدؓ بن ولید کی بجائے ابوعبیدؓ بن الجراح کو قائد لشکر مقرر کیا اور حضرت خالدؓ ان کے نائب بنا دیئے گئے تاہم جنگی سکیموں کی تیاری سوار دستے کی قیادت اور فوج کی عمومی نگرانی خالدؓ بن ولید ہی کرتے۔ جنگ یرموک تک خالدؓ بن ولید لشکر اسلام کی روح رواں رہے تو انہوں نے جرجہ رومی کو مسلمان کر کے دشمن کی قوت توڑ دی اور اسلام کی حقانیت کا لوہا منوایا۔ جاندار سفارت سے رومی لشکر میں اضطراب پیدا کر دیا اور داد شجاعت دیتے ہوئے رومیوں کی کمر توڑ دی۔

## عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر نوٹ لکھیں؟

عمرو بن العاص مکہ کے مشہور مالدر سردار عاص بن وائل کا بیٹا تھا جس نے اپنے باپ کی سرکردگی کئی سال تک اسلام کی شدید مخالفت کی۔ یہاں تک کہ مومنین نے اہل مکہ کی زیادتیوں سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کی تو عمرو بن العاص نے شاہ حبشہ سے جا کر مطالبہ کیا کہ ہمارے باغی ہمیں

ولیس کئے جائیں۔ بدر و احد اور احزاب کی جنگوں میں عمروؓ بن العاص نے قریش کی طرف سے شرکت کی۔

غزوہ احزاب کے بعد عمروؓ بن العاص نے سنجیدگی سے سوچنا شروع کر دیا کہ اگر بتوں میں کوئی جان ہوتی تو اتنا بڑا لشکر کبھی ناکام نہ ہوتا۔ ان کے اندر سے یہ آواز بھی آئی کہ اگر آخرت کا وجود نہ ہو تو اس دنیا میں کئے گئے ظلم و جور کا حساب کہاں ہوگا۔ اس ذہنی الجھنوں کے دور میں انہوں نے حبشہ کا سفر کیا اور وہاں شاہ نجاشی کی خدمت میں چمڑے کا تحفہ پیش کر کے حضور ﷺ کے سفیر عمروؓ بن امیہ ضمری کو قتل کے لئے اپنے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ نجاشی اس وقت تک مسلمان ہو چکا تھا۔ اس نے نہایت غضب ناک ہو کر جواب دیا۔

''کیا تم ایک شخص کو مجھ سے قتل کرنے کے لئے مانگتے ہو جو اس ہستی کا قاصد ہے جس کے پاس ناموس اکبر آتا ہے۔ وہی ناموس اکبر جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔''

عمروؓ بن العاص کا اپنا بیان ہے کہ اس جواب سے یک سو ہو گیا اور اپنے ساتھیوں سے کچھ کہے بغیر مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں خالدؓ بن ولید ملے۔ وہ قبول اسلام کی غرض سے مدینہ جا رہے تھے۔ چنانچہ دونوں نے حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اپنے ماضی سے استغفار کیا۔

قبول اسلام کے بعد حضور ﷺ نے حضرت عمروؓ بن العاص کو ذات السلاسل اور سواع کی مہمات کا امیر مقرر کیا۔ اور دونوں آپ نے کامیابی سے سر کیں۔ موخر الذکر مہم سواع بت اور اس کے مندر کو مسمار کرنے کی مہم تھی جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر رباط کے مقام واقع تھا۔ آپ نے بلی اور عذرہ قبائل کو بھی دعوت حق پہنچا کر مشرف با اسلام کیا اور عمان کے سرداروں عبید اور جیفر کو جو مجوسی تھے مسلمان کرنے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا۔ حضور ﷺ نے آپ کو عمان کا عامل مقرر فرما دیا۔

خلافت صدیقی میں آپ عمان ہی کے عامل رہے یہاں تک کہ انہیں تسخیر فلسطین کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اجنادین کے معرکہ میں آپ نے نوے ہزار مجاہدین کی کمان کی۔ اسی معرکہ میں آپ کے بھائی ہشامؓ بن عاص شہید ہو گئے۔ (جو آپ سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے) اجنادین کی فتح کے بعد فحل و بیسان کے لوگوں میں بھی آپ نے کامیابی حاصل کی اور یرموک کے فیصلہ کن معرکہ میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔

طاعون عمواس نے پچیس ہزار مسلمانوں کی جانیں لے لیں جس میں قائد لشکر امین الملت ابو عبیدہؓ بن الجراح اور معاذ بن جبلؓ بھی شامل تھے۔ ان دونوں کے بعد عمروؓ بن العاص لشکر کے قائد بنے تو انہوں نے حسن تدبیر سے مسلمانوں کی جانیں بچائیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو وبا والے علاقہ سے فوراً ہٹا لیا۔ اور پہاڑوں پر منتشر کر دیا اس طرح وبا کے جراثیم ایک سے دوسرے تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اس طرح جلد ہی مسلمان اس وبا سے محفوظ ہو گئے۔

عمرو بن العاص کو جس کارنامہ کی بدولت امتیاز حاصل ہوا وہ فتح مصر ہے۔ آپ نے صرف چار ہزار جانبازوں کے ساتھ مصر کی سرحد عبور کی۔ بابلیون اور العریش پر قبضہ کر کے عین شمس پہنچے اور طویل محاصرے سے قصر شمع کو فتح کیا۔ اس قلعہ کے پاس آپ نے فسطاط کا شہر بسایا جو بعد میں اسلامی مصر کا دارالحکومت قرار پایا۔

اس فتح کا سب سے اہم معرکہ اسکندریہ کی فتح ہے جس کے بعد مقوقش شاہ مصر نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی اور مصر کی تسخیر مکمل ہو گئی۔ مصر کے بعد عمروؓ بن العاص نے طرابلس بھی فتح کیا تاہم امیر المومنین نے افریقہ (تیونس اور الجزائر اور مراکش) کی طرف پیش قدمی روک دی۔

## امتحانی سوالات

1- حضرت عمر فاروقؓ نے غیر مسلموں کے ساتھ کیا سلوک کیا، تنقیدی جائزہ لیجئے۔ ڈی جی خان 2015ء

2- حضرت عمر فاروق کے فوجی نظام پر روشنی ڈالئے۔ ملتان بورڈ 2015ء، بہاولپور بورڈ 2011ء

3- حضرت عمرؓ کی اسلامی خدمات اور کارہائے نمایاں بیان کریں۔ بہاولپور بورڈ 2015ء

4- فتح ایران کے اہم واقعات قلمبند کریں۔ بہاولپور بورڈ 2011ء

5- حضرت عمرؓ کے دور میں ذمیوں کے حقوق پر بحث کریں۔ فیصل آباد بورڈ 2011ء

6- حضرت عمر فاروقؓ کے فوجی نظام پر روشنی ڈالیں۔ (ملتان بورڈ 2007ء/ فیصل آباد بورڈ 2006ء)

7- صلح نامہ بیت المقدس پر نوٹ لکھئے۔ (لاہور بورڈ 2006ء)

8- حضرت عمرؓ کے عہد کی اہم فتوحات کا مختصراً جائزہ لیجئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 1989ء)

9- عہد فاروقی میں ایران کے مسلمانوں کی اہم جنگوں کا حال بیان کیجئے۔ (سرگودھا بورڈ 1987ء)

10- حضرت عمر فاروقؓ کا بحیثیت منتظم جائزہ لیجئے۔ (لاہور بورڈ 1989ء)

11- حضرت عمر فاروقؓ کے انتظام حکومت کے اہم خدوخال بیان کیجئے۔ (سرگودھا بورڈ 1988ء)

12- حضرت عمر فاروقؓ نے رفاہ عامہ کیلئے جو خدمات سرانجام دیں، بیان کیجئے۔ (راولپنڈی بورڈ 1989ء)

13- خلیفہ عمر فاروقؓ کے عہد میں فتح ایران یا فتح عراق تفصیل سے بتائیے۔ (راولپنڈی بورڈ 1996ء)

14- حضرت عمر فاروقؓ کے انتظام سلطنت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیجئے۔ (لاہور 1996ء)

15- حضرت عمرؓ کے دور میں فلسطین اور شام کی فتح کا حال بیان کیجئے۔ (لاہور بورڈ 1997ء)

## مختصر جواب دیں۔

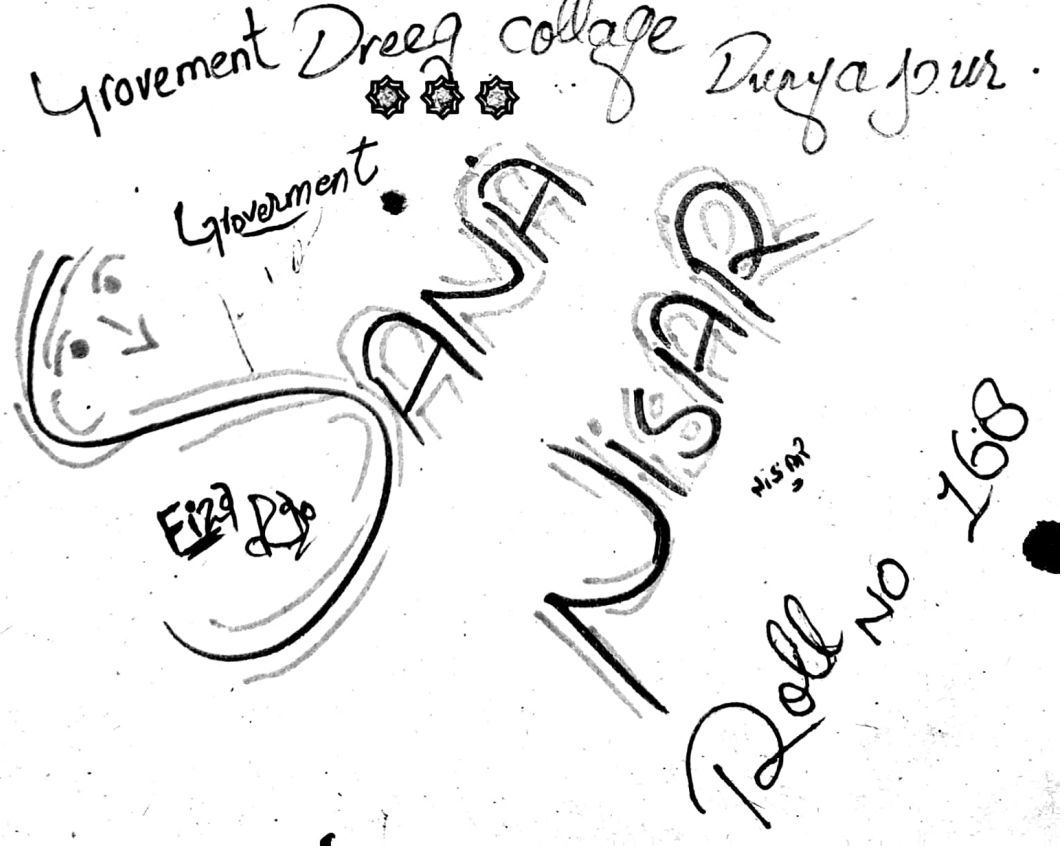
○ اسیران بدر کے بارے میں حضرت عمرؓ فاروق کی رائے کیا تھی؟

ہر شخص اپنے عزیز کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے تا کہ کفر کی طاقت ٹوٹ جائے اور اسلام کا رعب

قائم ہو جائے

- مسجد عمرؓ کہاں واقع ہے؟
  اس جگہ پر واقع ہے جہاں خندق کھودنے کا کام حضرت عمرؓ کو سونپا گیا تھا
- غزوہ احد میں ابوسفیان کی للکار کا جواب کس نے دیا؟ حضرت عمر فاروقؓ نے
- ہندہ نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا تو اس نے حضور کے پاس جانے کے لئے کس کی وساطت تلاش کی؟ حضرت عمرؓ بن خطاب کی
- یزدگرد کے دربار میں سفیر بن کر جانے والے مسلمانوں کے نام بتایئے؟
  اشعثؓ بن قیس۔ عمروؓ بن معدی کرب۔ مغیرہؓ بن شعبہ۔ معنّٰی بن حارثہ۔ نعمانؓ بن مقرن۔ مغیرہؓ بن زرارہ۔ عاصمؓ بن عمرؓ
- یزدگرد کے پاس جانے والے سفیروں کا قائد کون تھا؟ نعمانؓ بن مقرن
- جنگ قادسیہ میں حضرت خالدؓ بن ولید کی طرف سے کمک لے کر کون آیا؟ قعقاعؓ بن عمرو
- جنگ قادسیہ میں مسلمانوں نے ہاتھیوں کے جواب میں کیا تدابیر اختیار کیں؟
  اونٹوں پر سیاہ برقعے ڈال کر ان کو میدان میں دھکیل دیا جس سے ہاتھی خوفزدہ ہو گئے
- دورِ فاروقی میں حمص میں جزیہ کی رقم کس نے واپس کی تھی؟
  حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح نے جنہوں نے شہر فتح کیا تھا۔
- سعدؓ بن ابی وقاص کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟ بنوزہرہ سے۔
- فاتح ایران کون تھے؟
  سعدؓ بن ابی وقاص جنہوں نے قادسیہ کی جنگ جیتی اور مدائن تک کے علاقہ پر قبضہ کیا۔
- کس صحابی کو حضور ﷺ نے کہا تھا ''تیرے ماں باپ تجھ کر قربان ہوں تیر چلاتے جاؤ''
  حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو غزوہ احد میں
- مسیلمہ کذاب کے مقابلے پر اسلامی لشکر کی قیادت کس نے کی؟ حضرت خالدؓ بن ولید نے
- حضرت عمر فاروقؓ کا تعلق قریش کی کس شاخ سے تھا؟ بنوعدی
- بنوعدی کو مکہ کی شہری ریاست میں کیا ذمہ داری دی گئی؟ سفارت
- عمر بن خطاب ایمان لانے سے پہلے اپنی کس لونڈی کو پیٹتے تھے؟ لبینہؓ
- عمر حضور ﷺ پر حملے کے ارادے سے نکلے تو راستے میں کس نے روکا؟ نعیم بن عبداللہ
- غزوہ تبوک میں حضرت عمرؓ نے اپنے گھر کے ساز و سامان میں سے کیا پیش کیا؟ نصف حصہ
- قادسیہ میں ایرانی فوجوں کا سپہ سالار اعظم کون تھا؟ رستم
- ایران کے محاذ پر آخری اہم جنگ کہاں لڑی گئی؟ نہاوند
- بیت المقدس کی فتح کب ہوئی؟ 16 ہجری، 637 عیسوی
- مصر کی فتح کب ہوئی، مسلمانوں کا کمانڈر کون تھا؟ 640ء۔ عمرو بن العاص

- حضرت عمرؓ کب شہید ہوئے؟ یکم محرم 24 ہجری، 7 نومبر 644ء
- اذان کا طریقہ کس کی رائے کے مطابق طے ہوا؟ حضرت عمر فاروقؓ
- قادسیہ کی جنگ میں مسلمانوں کی قیادت کس نے کی؟ سعدؓ بن ابی وقاص۔
- یزدگرد کے پاس جانے والوں سفیروں میں حضرت عمرؓ کے کونسے صاحبزادے شامل تھے؟ عاصم بن عمرؓ
- آخری ایرانی بادشاہ کا نام کیا تھا؟ یزدگرد۔
- ابوعبیدہؓ بن الجراح کیسے شہید ہوئے؟ عمواس کی طاعون میں۔
- حضرت معاذؓ ابن جبل کس جنگ میں شہید ہوئے؟ کسی جنگ میں نہیں۔ عمواس کی طاعون میں۔
- امیر معاویہ شام کی فوج کے کمانڈر کیسے بنے؟
  اپنے بڑے بھائی یزید بن ابوسفیان کی عمواس کی طاعون میں ہلاکت کے بعد۔
- عہد فاروقی کے کوئی سے چار فوجی مراکز کے نام بتائیے۔
  کوفہ، بصرہ، فسطاط، موصل، دمشق، حمص۔
- کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروقؓ کی رائے کے موافق وحی نازل فرمائی۔ کوئی ایک مثال دیجئے۔
  (i) اذان (ii) جنگ بدر کے قیدی (iii) پردہ کے احکام (iv) حضور کے فیصلے کے بعد کسی اور سے فیصلہ لینے والے منافق کا قتل۔
- خالدؓ بن ولید نے کس کے خط پر غور کر کے اسلام کے بارے میں سنجیدگی سے سوچا اور مدینہ کی راہ لی؟
  ان کے بھائی ولیدؓ بن ولید نے، جو پہلے اسلام قبول کر چکے تھے، صلح حدیبیہ کے بعد حضور نے جو عمرہ کیا اس کے بعد خالد کو ایک خط کے ذریعے قبول اسلام کی دعوت دی۔



10

# خلافت راشدہ (iii)

## حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ Long Question لکھیں؟

24ھ تا 35ھ 644ء تا 656ء

حضرت عثمانؓ بن عفان کا تعلق قریش کے معروف قبیلہ بنوامیہ سے تھا۔ آپ کے والد مکہ کے چوٹی کے تاجروں میں سے تھے۔ ان کا انتقال بھی ایک تجارتی سفر کے دوران ہی ہوا۔ انہوں نے اپنے اکلوتے بیٹے عثمانؓ کے لئے ایک کثیر رقم اور عمدہ کاروبار وراثت میں چھوڑا۔ عثمانؓ خود بھی باصلاحیت تاجر تھے انہوں نے اس میں مسلسل اضافہ کیا۔ عمر میں وہ حضور ﷺ سے کم وبیش چھ سال چھوٹے تھے۔

**قبول اسلام** حضرت عثمانؓ سلامت طبع کے سبب اچھے لوگوں کی صحبت پسند کرتے تھے آپ کی سب سے زیادہ دوستی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ تھی آپ نے انہی کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔ اس سے پہلے حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ بن حارث اور حضرت ابوبکرؓ ہی مسلمان ہوئے تھے۔ البتہ آپ کے قبول اسلام کے ایک روز بعد عبدالرحمٰنؓ بن عوف بھی مشرف بااسلام ہو گئے۔

قبول اسلام کے بعد اور کسی میں آپ کو تنگ کرنے کی جرات نہ تھی لیکن آپؓ کے اپنے چچا حکم بن العاص نے آپ کو باندھ کر قید کر دیا تاہم آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔

**حضور ﷺ کے ساتھ قرابت داری** نزول وحی کے بعد جب ابولہب نے اپنے بیٹے کو کہہ کر حضور ﷺ کی بیٹی رقیہؓ کو جن کا نکاح اس کے ساتھ ہوا تھا۔ طلاق دلوا دی تو حضور ﷺ نے ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت رقیہؓ آپ کے ساتھ ہی تھیں۔ وہ تھوڑی دیر کے بعد حبشہ سے لوٹ آئے حضرت رقیہؓ کے ساتھ آپ کے حسن سلوک کو مثالی قرار دیا جا سکتا ہے۔ غزوہ بدر کے موقعہ پر حضرت رقیہؓ بیمار تھیں اس لئے حضور ﷺ کے حکم پر آپؓ نے ان کی تیمارداری کی۔ اسی بیماری سے حضرت رقیہؓ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت رقیہؓ اور حضرت عثمان کے دو سالہ بیٹے عبداللہ بھی فوت جلد ہی فوت ہو گئے۔ تھوڑے عرصہ بعد حضور ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی ام کلثومؓ کا نکاح بھی آپ کے ساتھ کر دیا اس لئے آپ ''ذوالنورین'' (دو نوروں والا) کہلائے۔

## خدمات اسلام

**بے پناہ سخاوت** حضرت عثمانؓ شروع ہی کے فیاض طبع واقع ہوئے تھے قبول اسلام کے بعد آپ نے اسلام کی شاعت کے لئے فراخ دلی سے مالی تعاون کیا ہجرت

مدینہ کے بعد آپ کو حضرت اوسؓ بن ثابت کا بھائی بنایا گیا تھا لیکن آپ ایک سمجھدار تاجر تھے بہت جلد آپ نے اتنی کمائی کر لی کہ مدینہ کے مالدار ترین لوگوں میں شمار ہونے لگے۔ فیاضی و دولتمندی نے آپ کو ''غنی'' کے بلند مقام پر فائز کیا۔

**میٹھے پانی کا کنواں** مدینہ میں پانی کی قلت تھی میٹھے پانی کا کنواں بیئر رومہ ایک یہودی کی ملکیت تھا جو پانی کی اتنی قیمت طلب کرتا تھا کہ عوام کے لئے ادائیگی مشکل ہو رہی تھی۔ حضرت عثمانؓ نے اس کنوئیں کو اس سے خرید کر عام مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا اس طرح مسلمانوں کو پانی فری ملنے لگا۔

**جہاد میں شرکت** حضرت عثمانؓ غنی حضرت رقیہؓ کی بیماری اور وفات کے سبب غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے لیکن باقی تمام اسلامی جنگوں میں آپ نے شرکت کی۔

- غزوہ احد میں آپؓ ان ثابت قدم صحابہ میں سے تھے جو آخر وقت تک حضور ﷺ کے دفاع کے لئے ان کے ساتھ رہے۔
- یہودی قبائل کے خلاف کارروائیوں میں بھی آپ شریک تھے اور غزوہ خندق میں بھی۔
- صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آپ ہی کو سفیر بنا کر مکہ بھیجا گیا تھا اور جب آپ کی شہادت کی افواہ پھیلی تو بیعت رضوان میں حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دے کر آپ کی طرف سے بیعت کی۔ بجا طور پر نشاندہی کی گئی ہے کہ یہ شرف صرف آپ ہی کے حصے میں آیا۔

**مال کے ساتھ جہاد** حضرت عثمان غنیؓ کا ایک اور شرف یہ ہے کہ آپ جہاد بالمال میں باقی تمام صحابہ سے آگے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے وسیع رزق دیا تھا اور فراخ دلی بھی عنایت کی تھی دین اسلام میں سبقت اور دین کی اشاعت کے ساتھ وابستگی کے سبب آپ نے ہر موقعہ پر اپنے مال کو بے دریغ خرچ کیا صرف غزوہ تبوک کے موقعہ پر آپ نے دس ہزار سے زائد مجاہدین کو جملہ ضروریات اسلحہ اور سامان سفر مہیا کیا اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ ستر گھوڑے اور ایک ہزار دینار نقد خدمت نبوی میں پیش کیے۔

**صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کے مشیر خاص** حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں آپ ان چند صحابہ میں تھے جن سے ہر معاملہ میں مشورہ کیا جاتا تھا حضرت ابوبکرؓ نے آخر وقت پر وصیت نامہ لکھنے کے لئے آپ ہی کو بلایا تھا۔ جب وہ اپنے جانشین کا نام لکھوانے والے تھے ان پر غشی طاری ہو گئی۔ آپ نے خود ہی حضرت عمر فاروقؓ کا نام لکھ دیا کیونکہ آپ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے مزاج شناس تھے تھوڑی دیر بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہوش آیا تو آپؓ نے حضرت عثمانؓ کی بصیرت کی تعریف کی۔ اور لفافہ بند کر کے عوام سے بیعت لی۔

حضرت عمر فاروقؓ بھی آپ کو ہر مشورہ میں شریک رکھتے تھے یہاں تک کہ خلافت کا فیصلہ کرنے کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی اس کے آپ بھی رکن تھے۔

# انتخاب خلافت

حضرت عمرؓ کی شہادت کا وقت قریب آیا تو آپ نے مسلمانوں میں سے سب سے زیادہ بااثر چھ افراد کو منتخب کیا اور حضرت مقدادؓ کو فرمایا کہ میری وفات کے بعد ان چھ حضرات کو ایک مکان میں جمع کرنا، وہ تین دن کے اندر اندر خلافت کا فیصلہ کریں اور ''جو شخص مسلمانوں کی مرضی کے بغیر زبردستی امیر بننے کی کوشش کرے اسے قتل کر دو۔'' یہ چھ حضرات عثمان غنیؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور سعدؓ بن ابی وقاص تھے۔ عبداللہؓ بن عمرؓ کے بارے میں آپ نے واضح طور پر ہدایت فرمائی کہ انہیں خلیفہ نہیں بنایا جائے گا تاکہ خلافت موروثی نہ ہو جائے۔ چنانچہ حضرت مقدادؓ نے حسب ہدایت چھ اکابرین کو جمع کیا۔ کافی گفت وشنید کے بعد بھی کوئی فیصلہ نہ ہوا تو عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے تجویز پیش کی کہ جو شخص جسے زیادہ اہل سمجھتا ہو اس کے نام پیش کرے۔ سعدؓ نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا نام پیش کیا لیکن آپ نے اپنا نام فوراً واپس لے لیا۔ حضرت طلحہؓ نے حضرت عثمانؓ کا نام تجویز کیا اور حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ کا نام تجویز کیا۔ گویا اب زیرِ غور نام صرف دو رہ گئے تھے۔ علیؓ اور عثمانؓ۔ ان چھ اکابرین نے آخر کار حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف ہی کو یہ اختیار دیا کہ وہ عوام کی رائے معلوم کر کے ان دونوں میں سے کسی کے حق میں فیصلہ فرما دیں۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے حج سے واپس جانے والے قافلوں میں گھوم پھر کر رائے عامہ معلوم کی۔ خود ان دونوں حضرات سے بھی گفتگو کی اور آخر کار مسجد نبوی ﷺ میں تمام مسلمانوں کو اکٹھا کر کے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنانے کا اعلان کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی اور دیکھتے ہی دیکھتے سب نے بیعت کر کے فیصلے کی توثیق کر دی۔ اس طرح حضرت عثمانؓ غنی کی خلافت کا آغاز ہوا۔

حضرت عثمانؓ کے سامنے سب سے پہلے حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عبیداللہؓ بن عمر کا

**پہلا مقدمہ** مقدمہ پیش کیا گیا جنہوں نے ہرمزان کو قتل کر دیا تھا۔ ہرمزان ایک ایرانی جرنیل تھا جس نے اسلام قبول کر لیا تھا حضرت عمرؓ فاروق کا قاتل ابولولو فیروز ایرانی تھا اس لیے عبیداللہؓ کو شک گزرا کہ یہ ہرمزان کی سازش ہے اس لیے انہوں نے جوش انتقام میں ہرمزان کو قتل کر دیا۔ اسلامی قانون کی رو سے انہیں قانون اپنے ہاتھ میں لینے کا اختیار نہ تھا۔ اس لیے ہرمزان کے قاتل کے طور پر امیر المومنین عثمانؓ کے سامنے پیش کیے گئے۔

حضرت عثمانؓ نے محسوس کیا کہ کل حضرت عمرؓ شہید ہوئے ہیں آج ان کے بیٹے کو قتل کروانا اچھا نہیں لگتا اس لیے آپ نے ہرمزان کے قتل کی دیت اپنی جیب سے ادا کر کے عبیداللہؓ کو رہا کر دیا۔ آپ کے ناقدین نے آپ کے نرم رویہ پر تنقید کی ہے تاہم ہرمزان کا کوئی وارث نہ تھا اس لحاظ سے مسلمانوں کا خلیفہ ہی اس کا وارث تھا اس لیے حضرت عثمانؓ کو ان کی طرف سے معاف کرنے اور خون بہا لینے کا اختیار حاصل تھا۔ آپ نے اپنی جیب سے خون بہا بیت المال کو ادا کیا اور اس

طرح قانون کا تقاضہ پورا کر دیا۔

## دور عثمانیؓ کی فتوحات

### مصر کی بغاوت کا خاتمہ

حضرت عمرؓ کی شہادت کی خبر روم پہنچی تو قیصر روم نے مصر میں اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کروا دی اور اپنا بحری بیڑہ اسکندریہ کی بندرگاہ بھیج کر باغیوں کی مدد کی۔ فاتح مصر حضرت عمروؓ بن العاص وہیں موجود تھے انہوں نے بغاوت کو سختی سے کچل دیا اور اسکندریہ کے گرد بنی ہوئی فصیل کو مسمار کروا دیا تا کہ آئندہ وہاں کے لوگ قلعہ بند ہو کر نہ لڑ سکیں۔

### آرمینیا اور آذربائیجان

ایشائے کوچک میں بھی اسی نوعیت کی بغاوتیں ہوئیں اٹھیں آرمینیا اور آذربائیجان کے خلاف ولید بن عقبہ نے فوجی کارروائی کی۔ آذربائیجان کے لوگوں نے 80 ہزار درہم سالانہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کر کے دوبارہ اطاعت قبول کر لی جبکہ آرمینیا کی مقامی حکومت ختم کر کے اسے اسلامی حکومت کے براہ راست کنٹرول میں لے لیا گیا۔

### حبیب بن مسلمہ کی مہم

ایشائے کوچک کے سب سے بڑے پادری نے مذہبی بنیادوں پر بغاوت پھیلا کر ایک بڑی فوج بھرتی کی اور مسلمانوں کے مقبوضہ علاقوں پر حملہ کر دیا حبیب بن مسلمہ نے اس چیلنج کو قبول کیا۔ ولید بن عقبہ نے بھی امدادی فوج بھیجی، دونوں فوجوں کے درمیان زبردست مقابلہ ہوا اور رومیوں کو شکست ہوئی۔ اسی دوران امیر معاویہؓ نے شام کی طرف سے ایشائے کوچک پر حملہ کر دیا اور الظا کیہ اور طرطوس پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح نہ صرف رومی سازشیں ناکام ہوئیں بلکہ مزید علاقے بھی فتح ہوئے۔

### شمالی افریقہ کی فتوحات

حضرت عمرؓ کی وصیت کے مطابق جلد ہی عمروؓ بن العاص کو مصر کی گورنری سے علیحدہ کر دیا گیا اور عبداللہ بن ابی سرح کو یہ منصب سونپا گیا۔ عبداللہ بن ابی سرح مہم جو طبیعت کے مالک تھے۔ انہوں نے شمالی افریقہ میں پیش قدمی کا فیصلہ کیا اور طرابلس (Tripoli) کا علاقہ رومیوں سے چھین لیا ممالک اسلامیہ میں جہاد میں شرکت کی اپیل کی گئی تو بڑے بڑے صحابہ اس محاذ پر پہنچ گئے ان میں سے عبداللہؓ بن زبیر، عبداللہؓ بن عباس، عبداللہؓ بن عمرو بن العاص، حضرات حسنؓ اور حسینؓ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

### قیصر قسطنطین کی شکست

مصر و طرابلس کے چھن جانے سے قیصر قسطنطین (Constantine) سخت برہم ہوا اور اس نے بذات خود افریقہ کا رخ کیا۔ وہ بحری بیڑہ لے کر سکندریہ پہنچا اور سکندریہ پر حملہ کر دیا۔ تاہم عبداللہ بن ابی سرح اور امیر معاویہؓ کی متحدہ فوجوں نے اسے عبرتناک شکست دی وہ خود بھی زخمی ہو گیا اور اسی حالت میں سسلی (مسلمانوں کی زبان میں صقلیہ) چلا گیا لیکن اس کی ہوا اس قدر اکھڑ چکی تھی کہ سسلی والوں نے اسے حمام میں قتل کر دیا۔ (طبری، ابن اثیر)

**قبرص کی فتح** اس وقت قبرص (Cyprus) کا جزیرہ رومی فوجی قوت کا مرکز تھا اور تمام فوجی مہمات وہیں سے بھیجی جا رہی تھیں۔ امیر معاویہؓ نے دربار خلافت سے اجازت لے کر قبرص پر حملہ کر دیا۔ رومی بھاگ گئے اور اہل جزیرہ نے خراج ادا کرنے کا وعدہ کر کے صلح کر لی نیز آئندہ سے رومیوں کو مدد نہ دینے اور مسلمانوں کی امداد کا وعدہ کیا۔

**روڈس پر قبضہ** روڈس (Rhodes) بحیرہ روم کا ایک اور اہم جزیرہ تھا جسے فوجی اہمیت حاصل تھی اس لیے مسلمان فوجیں قبرص کے بعد روڈس پر حملہ آور ہوئیں اور جزیرہ پر مکمل اسلامی قبضہ ہو گیا۔

**اندلس پر پہلا حملہ** افریقہ کے گورنر عبداللہ بن نافع نے دور عثمانی میں اندلس پر پہلا حملہ کیا جزیرہ نما کی فتح نہ مطلوب تھی نہ اس کی اجازت تھی اس لئے عبداللہ بن نافع کامیاب فوجی کارروائی کے بعد واپس لوٹ آئے۔

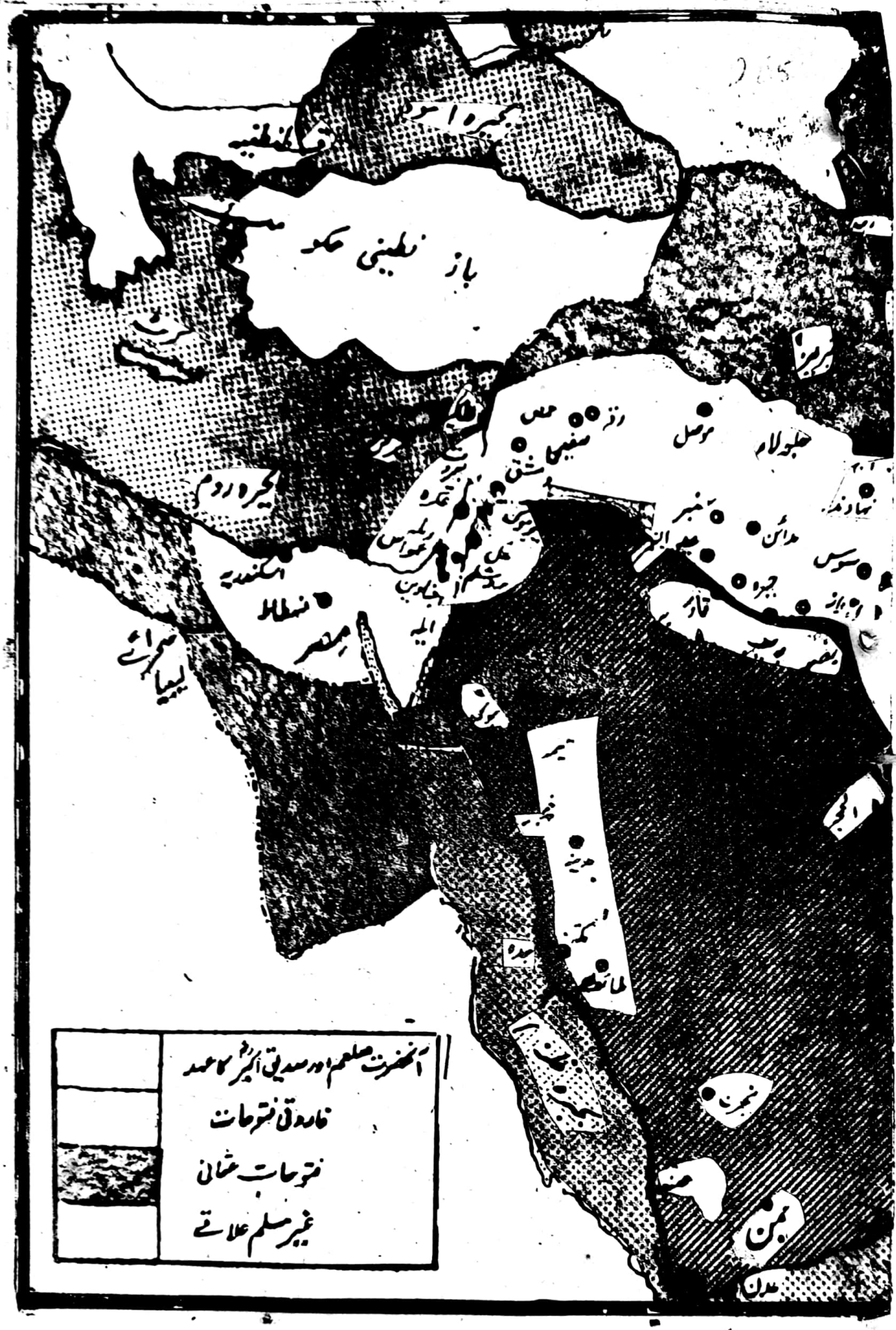
## ایران و فارس کی فتوحات

**ایران کی بغاوت** ایک ایرانی کے ہاتھوں حضرت عمرؓ کی شہادت نے اہل ایران کے حوصلے بلند کر دیئے نیز یزدگرد ابھی تک زندہ تھا اور وہ ترکستان سے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے بغاوت پھیلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے اس نازک موقعہ پر خاصی کامیابی ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے فارس و کرمان سے خراسان تک تمام شہروں میں بغاوت ہو گئی۔ حضرت عثمانؓ کو ایران کی دوبارہ تسخیر کرنی تھی۔

**فارس پر قبضہ** فارس پر دوبارہ قبضہ کے لئے حضرت عثمانؓ نے پہلی مہم عبیداللہ بن معمر کی قیادت میں بھیجی لیکن باغیوں کی کثیر تعداد اور مذہبی جذبہ کی وجہ سے وہ کامیاب نہ ہو سکے اور شہید کر دیئے گئے اس کے بعد عبداللہؓ بن عامر والے بصرہ نے حضرت عثمانؓ کی ہدایت پر یہ مہم اپنے ذمے لی انہوں نے فارس پر چڑھائی کی اور ایک ایک قریہ دوبارہ فتح کیا۔

**طبرستان** طبرستان کے باسیوں نے بھی عہد فاروقی میں اطاعت کا جو معاہدہ کیا تھا اس سے انحراف کیا تو سعید بن العاص نے دربار خلافت کی ہدایت پر فوج کشی کی۔ اس موقعہ پر مسلمانوں میں جو جوش و خروش پایا جاتا تھا اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے حضرت عبداللہؓ بن عباس، حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ اور حضرت حسن بن علیؓ بھی اس جہاد میں شرکت کے لئے پہنچے۔ مسلمانوں کا پہلا ٹارگٹ جرجان کا شہر تھا۔ اہل شہر کو جلد اندازہ ہو گیا کہ اسلامی لشکر کا مقابلہ ان کے بس کا روگ نہ ہے اس لیے انہوں نے 2 لاکھ درہم سالانہ خراج دینے کا وعدہ کر کے معافی حاصل کی اس کے بعد طبرستان کے باقی شہر بھی یکے بعد دیگرے فتح ہوتے چلے گئے۔ ان میں سے کرمان اور سجستان کے شہر قابل ذکر ہیں۔


اسلامی حکومت
عہد نبوی و خلافتِ راشدہ
سمرقند
بخارا
مرو
نیشاپور
خراسان
ہرات
کرمستان
سجستان
کابل
مکران


بحیرہ روم
بحیرہ احمر
بحر فارس
بحر عرب
بحر ہند
خلیج عدن
خلیج عقبہ
خلیج سویز
بحر قلزم
بحر لوط
بحر طبریہ
بحر مردار
بحر میت
بحر جرجان
بحر خزر
بحر ارال
بحر کیسپین
بحر اسود
بحر ایجہ
بحر ادریاتک
بحر احمر
بحر ہند
بحر عرب
بحر فارس
بحر قلزم
بحر لوط
بحر طبریہ
بحر مردار
بحر میت
بحر جرجان
بحر خزر
بحر ارال
بحر کیسپین
بحر اسود
بحر ایجہ
بحر ادریاتک
آنحضرت صلعم اور صدیقی اکبرؓ کا عہد
فاروقی فتوحات
فتوحات عثمانی
غیر مسلم علاقے

**خراسان**

یزدگرد اس وقت خراسان میں مقیم تھا اس لیے سعید بن العاص نے خراسان کے خلاف مہم کی قیادت عبداللہ بن عامر کو سونپی اس نے مرکزی شہر نیشاپور کا محاصرہ کر لیا۔ ایک ماہ کے طویل محاصرے کے بعد معلوم ہوا کہ یزدگرد بھاگ گیا ہے اہل شہر نے ہتھیار ڈال دیئے۔ مسلمان لشکر کو دستوں میں بانٹ کر خراسان کے باقی شہر بھی فتح کر لئے گئے۔

**طخارستان کی مہم**

عبداللہ بن عامر نے طخارستان کی فتح کے لئے احنف بن قیس کو روانہ کیا جس نے طالقان، جوزجان اور فاریاب کے مشترکہ لشکر کو شکست دے کر اپنی بالادستی منوائی اور اس کے بعد مختلف سمتوں میں بھیج کر طخارستان کے تمام شہروں پر قبضہ کیا گیا۔

**کرمان اور سجستان**

عبداللہ بن عامر نے اس کے بعد کرمان کی طرف ایک لشکر بھیجا جس کی قیادت مجاشع بن مسعود کو سونپی گئی۔ اور ربیع بن زیاد کو سجستان کی طرف بھیجا گیا دونوں نے کامابی کے ساتھ کرمان و سجستان پر قبضہ کر لیا۔

**غزنی و کابل کی فتح**

اسلامی لشکر نے پرانے مقبوضات پر قبضہ بحال کرنے کے بعد غزنی و کابل کی طرف بھی پیش قدمی کی اسلامی لشکر کے سالار عبدالرحمٰن بن سمرہ نے کوہ روز کے اس بت پر قبضہ کر لیا جس کی حفاظت کے لئے تمام شہروں سے لوگ جمع تھے۔ یہ بت سونے کا بنا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں یاقوت کی بنی ہوئی تھیں۔ عبدالرحمٰن نے بت کے بازو کاٹ لیے اور آنکھیں بھی نکال لیں پیٹ اس کے پجاریوں کے حوالے کر دیا اور کہا کہ میں صرف یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ یہ بت کسی کا کچھ نہ بگاڑ سکتے ہیں نہ سنوار سکتے ہیں۔ اس کے بعد اسلامی فوجیں غزنی اور کابل تک بڑھتی چلی گئیں اور سارا علاقہ زیرنگین آ گیا۔

**یزدگرد کی موت**

یزدگرد اب اپنی حکومت کی بحالی سے مایوس ہو کر در بدر کی ٹھوکریں کھا رہا تھا وہ ایک جنگل میں ایک دیہاتی کے جھونپڑے میں پناہ گزین تھا کہ اس نے اس کے قیمتی لباس اور ہیرے جواہرات پر قبضہ کرنے کے لئے اسے قتل کر دیا اس طرح ساسانی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

حضرت عثمانؓ کی فتوحات کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے عملاً عجم کو دوبارہ فتح کیا اور اس میں کابل و غزنی کا اضافہ بھی کیا اور مغربی محاذ پر مصر کی بغاوت کے خاتمے کے علاوہ شمالی افریقہ کے بہت سے ممالک فتح ہوئے بحیرہ روم کے جزائر اسلامی مملکت میں شامل ہوئے اور اندلس پر حملہ کا آغاز ہوا۔

"وسط ایشیا اور مصر و افریقہ کی فتوحات تیسرے خلیفہ راشد کے دور کا ایک

# فتنہ کا آغاز اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

بدقسمتی سے حضرت عثمانؓ کے زمانہ حکومت میں دور فتن کا آغاز ہو گیا اور اسلامی فتوحات کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اس کے برعکس داخلی انتشار پیدا ہونے لگا اور بعض لوگوں کی مفسدانہ سرگرمیوں نے اس حد تک طول پکڑا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے۔ اس شہادت نے تاریخ اسلام پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ اس فتنہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

## عبداللہ بن سباء کی سرگرمیاں

عبداللہ بن سباء ایک یہودی تھا۔ اسلام کی سربلندی سے یہودیوں کو جو نقصان اٹھانا پڑا تھا وہ اس کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ یہودی رہتے ہوئے اس کے لئے یہ ممکن نہ تھا، اس لئے وہ بظاہر مسلمان ہو گیا۔ اس منافق نے اپنی سرگرمیوں کا آغاز اہل بیت کی محبت کے نام پر کیا۔ اس نے لوگوں میں عجیب و غریب عقائد پھیلانے شروع کر دیئے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں دوبارہ آئیں گے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ ہر نبی کا ایک وصی (جس کے حق میں وصیت کی گئی ہو) ہوتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی علیؓ ہیں۔ اس لئے ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ غاصب ہیں۔ خلافت پر اصل حق حضرت علیؓ کا ہے۔ اس کے نظریات کو شاہ پسند عجمیوں میں کچھ حامی مل گئے۔ کیونکہ عجم صدیوں سے موروثی بادشاہت کا عادی تھا، اس لئے قرابت داری عجمیوں کے نزدیک جانشینی کی واحد بنیاد تھی۔ عبداللہ بن سباء نے اس طرح سے اپنے گروہ کے اندر بہت سے لوگ شامل کر لئے۔

## سازش

حضرت عثمانؓ کے خلاف سازش کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ ابن سباء نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نعرہ لگا کر کچھ لوگوں کو ساتھ ملا لیا۔ اس کے بعد اس نے حضرت عثمانؓ کے مقرر کردہ عمال کو بدنام کرنا شروع کر دیا کیونکہ اکثر عمال اموی تھے اس لئے اس نے حضرت عثمانؓ پر کنبہ پروری کا الزام لگانا شروع کر دیا۔ مفتوحہ قومیں طبعاً شاہ پسند تھیں اس لئے ان پر حسب اہل بیت کا جادو چلنے لگا اور چونکہ اسلام ان کے دل میں اچھی طرح نہیں اترا تھا اس لئے وہ عبداللہ بن سباء کا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ بعض مخلص اور سادہ دل بزرگ بھی ابن سباء کے جھانسے میں آ گئے۔ ابن سباء نے اپنے کام کا آغاز بصرہ سے کیا تھا، لیکن ابن عامرؓ والئی بصرہ نے اسے بصرہ سے نکال دیا تو وہ مصر جا پہنچا اور مصر ہی میں اپنی تحریک کو فروغ دیا۔

## بغاوت کا آغاز

بغاوت کا آغاز کوفہ سے ہوا۔ مالک الاشتر نخعی اور اس کے ساتھیوں نے حضرت عثمانؓ کو بدنام کرنا شروع کر دیا۔ سعید ابن العاص حاکم کوفہ نے حضرت عثمانؓ کے پاس شکایت کی تو حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں کو امیر معاویہؓ کے پاس بھجوا دیا۔ امیر معاویہؓ نے انہیں سمجھانے کی ناکام کوشش کے بعد انہیں حمص بھیج دیا۔ جہاں عبدالرحمٰنؓ بن خالدؓ بن ولید نے انہیں سختی سے سمجھایا اور وہ لوگ بظاہر تائب ہو گئے۔

**یزید بن قیس کا خروج**

عبداللہ بن سباء اور اس کے حامی خفیہ طریق سے حضرت عثمانؓ کے خلاف منافرت پھیلانے میں مصروف رہے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اپنے واقف کاروں کے نام خطوط لکھتے تھے۔ جن میں عثمانی عمال کے مظالم کی من گھڑت کہانیاں لکھتے تھے۔ ان خطوط کو دکھا کر ہر علاقے کے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی جاتی تھی کہ سوائے ان کے علاقے کے باقی سب جگہ پر مظالم ہو رہے ہیں۔ جب یہ سازشی تحریک قدرے آگے بڑھی تو سب سے پہلا عملی اقدام کوفہ میں یزید بن قیس نے اٹھایا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ کی راہ لی تا کہ حضرت عثمانؓ سے دست برداری کا مطالبہ کیا جا سکے۔ راستے میں قعقاع بن عمروؓ نے انہیں گرفتار کر لیا۔ لیکن جب اس نے کہا کہ ہم تو صرف سعید بن العاص کی معزولی چاہتے ہیں تو اسے چھوڑ دیا۔ اس نے اشتر نخعی کو شام سے بلایا۔ سعید بن العاص بھی مدینہ سے آتے ہوئے انہیں مل گئے۔ اشتر نے ان کے غلام کو قتل کر ڈالا اور کہا عثمانؓ سے کہو ابوموسیٰ اشعری کو بھیج دے۔ وہ واپس لوٹ گئے اور حضرت عثمانؓ سے گزارش کی کہ فتنہ پسندوں نے میری معزولی کو بہانہ بنایا ہے اس لئے بہتر ہے کہ آپ ابوموسیٰ اشعریؓ کو بھیج دیں۔ حضرت عثمانؓ نے ابوموسیٰؓ کو گورنر کوفہ مقرر فرما دیا۔ اور وقتی طور پر فتنہ دب گیا۔

**عمال سے مشورہ**

جب ہر طرف سے فساد کی خبریں آنے لگیں تو حضرت عثمانؓ نے صورت حال پر غور کرنے کے لئے اپنے گورنروں کی میٹنگ بلائی اور ان سے اس صورت حال کو ختم کرنے کے لئے مشورہ طلب کیا۔ عبداللہ بن عامر والئی بصرہ کی رائے یہ تھی کہ لوگوں کو جہاد میں لگا دینا چاہئے تا کہ ان کی توجہ فتنہ و فساد کی طرف نہ جا سکے۔ سعید بن العاص نے شورش پسند لیڈروں کے خاتمے کا مشورہ دیا۔ امیر معاویہؓ نے کہا کہ ہر گورنر کو اپنے علاقے میں امن کا ذمہ دار قرار دیا جائے اور شام کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ عبداللہ بن سعد نے شورش پسندوں کو مال و دولت سے راضی کرنے کا مشورہ دیا۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ ''آپ لوگوں کی مرضی کے خلاف کام کرتے ہیں۔ انصاف سے کام لیجئے یا خلافت سے کنارہ کشی اختیار کیجئے ورنہ پھر ہمت کر کے جو دل میں آئے کیجئے۔'' یہ آخری رائے بہت عجیب تھی لیکن مجلس کے خاتمے کے بعد عمرو بن العاصؓ نے وضاحت کی کہ مجھے معلوم تھا کہ مخالفین ہماری گفتگو کی ٹوہ میں ہیں۔ میں نے یہ رائے اس لئے دی کہ وہ مجھے اپنا ہم خیال سمجھ کر راز دار بنا لیں اور مجھے آپ کو ان سے شر سے بچانے کا موقعہ ملے۔ اس اجلاس کے بعد حضرت عثمانؓ نے عمال کو اپنے علاقوں میں واپس جانے کا حکم دیا۔ سعید بن العاص جب کوفہ کی طرف لوٹے تو راستے میں اشتر نخعی اور اس کے ساتھی ملے۔ انہوں نے سعید کو واپس کر دیا۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کی تقرری کا مطالبہ کیا جو منظور کر لیا گیا۔

**حضرت علیؓ اور اکابر صحابہؓ کا مشورہ**

عبداللہ بن سباء کے پیروکار ہر طرف پروپیگنڈہ میں مصروف تھے۔ اس نازک صورت حال میں حضرت

زیدؓ بن ثابت انصاری، ابو اسیدؓ ساعدی، کعب بن مالکؓ اور حسانؓ بن ثابت نے حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت علیؓ نے پہلے حضرت عثمانؓ کی شان اور مرتبہ کا اعتراف کیا۔ اور پھر اموی اعمال کی تقرری کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ حضرت عثمانؓ نے عام مسلمانوں کے اجتماع میں اس وقت کے حالات کے بارے میں ایک تقریر کی اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔

**تحقیقاتی کمیشن** آپ نے صحابہ کرامؓ کے مشورے سے صوبوں کے حالات دریافت کرنے کے لئے کبار صحابہ کو بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ محمدؓ بن مسلمہ کو کوفہ، اسامہؓ بن زید کو بصرہ، عمارؓ بن یاسر کو مصر اور عبداللہؓ بن عمر کو شام بھیجا گیا۔ ان بزرگوں نے عوام سے رابطہ قائم کیا۔ اکابرین سے گفتگوئیں کیں۔ عام حالات اور گورنروں کے طرز عمل کا جائزہ لیا اور سوائے حضرت عمارؓ بن یاسر کے باقی سب نے رپورٹ دی کہ حالات بالکل درست ہیں۔ ہر طرف امن و امان ہے۔ صرف چند سازش پسند سازشوں میں مصروف ہیں البتہ عمارؓ بن یاسر جو بہت سادہ دل بزرگ تھے سبائیوں کے ہاتھ آ گئے اور دیر سے مدینہ لوٹے۔

**اعلانِ عام** حضرت عثمانؓ نے ان تحقیقات کے بعد بھی عوام کے اطمینان کے لئے ایک اعلان جاری فرمایا کہ جس کسی کو میرے کسی عامل کے بارے میں شکایت ہو وہ حج کے موقعہ پر اس کی شکایت کرے اور اپنا حق وصول کرے۔ آپؓ نے عمال کو لکھ بھیجا کہ سب کے سب حج پر آئیں۔ حج کے موقعہ پر کسی عامل کے خلاف کوئی شکایت نہیں پیش کی گئی۔

حج کے خاتمہ پر آپؓ نے پھر عمال سے مشورہ کیا۔ سعید بن العاص نے سازش کے سرغنوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا۔ عبداللہ بن سعد نے کہا جب آپ لوگوں کے حقوق ادا کرتے ہیں تو آپ ان سے فرائض کا بھی مطالبہ کیجئے۔ اور معاویہؓ نے شام کے بارے میں اطمینان دلایا کہ میرے ہاں کوئی بدامنی نہیں ہے۔ عمروؓ بن العاص نے کہا: ''آپ نرمی سے زیادہ کام لیتے ہیں۔ لوگوں کو عمرؓ سے زیادہ ڈھیل دیتے ہیں۔ ابوبکرؓ و عمرؓ کا طریقہ اختیار کیجئے۔ سختی کے موقع پر سختی کیجئے اور نرمی کے موقع پر نرمی سے کام لیجئے۔''

حضرت عثمانؓ نے عمال کو ہدایت دے کر رخصت کر دیا۔ امیر معاویہ نے جاتے ہوئے حضرت عثمانؓ سے درخواست کی کہ حالات خراب ہو رہے ہیں اس لئے میرے ساتھ چلئے لیکن حضرت عثمانؓ نے انکار کر دیا۔ امیر معاویہؓ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں شام سے فوج بھیج دوں جو بوقت ضرورت آپ کی حفاظت کرے لیکن حضرت عثمانؓ نے فرمایا..... میں ہمسائیگان رسول کو فوج کے مصائب میں مبتلا نہ کروں گا۔ امیر معاویہؓ نے کہا مجھے آپ پر ناگہانی حملہ کا خطرہ ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں صرف حسبي الله نعيم الوكيل کہا۔

## شورش پسندوں کا مدینہ پر حملہ

صورت حال دن بدن خراب ہوتی چلی گئی۔ اگلے سال شوال میں سبائیوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ حج کی وجہ سے مدینہ کے باشندے بھی کافی تعداد میں مکہ روانہ ہو گئے تھے۔ کوفہ، بصرہ اور مصر سے ایک ایک ہزار سبائی حج کے بہانے سے مدینہ آوارد ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر انہوں نے حضرت طلحہؓ، زبیرؓ اور علیؓ کو ساتھ ملانے کی کوشش کی لیکن سب نے انہیں جھڑک دیا۔ شورش پسندوں نے اہم علاقوں پر قبضہ کر کے اپنی پوزیشن مستحکم کر لی تھی۔ جمعہ کا دن آیا تو حضرت عثمانؓ نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز کے بعد باغیوں کی فہمائش کی باغیوں نے مسجد پر پتھراؤ شروع کر دیا اور حضرت عثمانؓ کو اتنے پتھر لگے کہ آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ صحابہ کرام نے آپ کو گھر پہنچایا۔ آپ نے حضرت علیؓ سے باغیوں کو سمجھانے کے لئے کہا۔ حضرت علیؓ نے 30 صحابہ کی جماعت کے ساتھ جن میں مہاجرین و انصار دونوں شامل تھے باغیوں کو سمجھایا اور انہیں واپس جانے پر آمادہ کر لیا چنانچہ باغی مدینہ سے باہر اپنی لشکر گاہوں کی طرف واپس لوٹ گئے۔

حضرت علیؓ کے مشورہ سے حضرت عثمانؓ نے عام مسلمانوں کے سامنے تقریر کی جس میں آئندہ کے لئے اپنی پالیسی کی وضاحت کی۔ یہ تقریر اتنی پرسوز تھی کہ صحابہ کرام روتے رہے۔

## خلافت سے دستبرداری کا مطالبہ

اگلے روز بلوائی غیر متوقع طور پر مدینہ پر آ دھمکے اور ان کے قائدین حضرت علیؓ اور محمدؓ بن مسلمہ جوان کو سمجھا بجھا کر واپس بھیجنے میں پیش پیش تھے کہ ساتھ لے کر حضرت عثمانؓ سے ملے اور اس خط کے بارے میں سوال کیا جو انہوں نے ایک سرکاری قاصد سے چھینا تھا اور جس میں عامل مصر کو ان کو سخت سزا دینے کی ہدایت کی گئی تھی۔ حضرت عثمانؓ نے اس خط سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ چنانچہ محمدؓ بن مسلمہ نے فرمایا یہ کام مروان کا ہے۔ لیکن بلوائی اس خط کی وجہ سے برہم ہو گئے تھے اور انہوں نے کہا ''تعجب کا مقام ہے کہ اس قسم کے خطوط تمہاری مہر سے لکھے جائیں اور تمہارا غلام لے کر جائے اور تم کو اس کی اطلاع نہ ہو۔ پس تم جھوٹے ہو یا سچے۔ بہرصورت تم کو معزول کرنا مناسب ہے کیونکہ جھوٹے کو مسلمانوں کا ولی بنانا جائز نہیں ہے اور اگر تم سچے ہو تو اس قدر کمزور اور طبعاً ضعیف ہو گئے ہو کہ بلا اجازت و اطلاع جس کا جو جی چاہتا ہے کرتا ہے لہٰذا بہتر ہے کہ تم خود خلافت چھوڑ دو۔'' امیر المومنین عثمانؓ نے فرمایا ''میں اس لباس کو نہیں اتارنا چاہتا جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنایا ہے ہاں اگر مجھ سے غلطی ہو گئی ہو تو میں توبہ کروں گا۔'' لیکن بلوائی نہ مانے اور شور کرنے لگے حضرت علیؓ نے بڑی مشکل سے انہیں وہاں سے ہٹایا اور خود بھی واپس لوٹ آئے۔

## حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ

بلوائیوں نے اس کے بعد حضرت عثمانؓ کے مکان کو گھیر لیا۔ اہل مدینہ بھی مدافعت کے لئے جا پہنچے لیکن حضرت عثمانؓ نے انہیں قسم دے کر واپس کر دیا۔ صرف حسنؓ بن علیؓ، محمدؓ بن طلحہؓ اور عبداللہؓ بن زبیرؓ دروازے پر

پہرہ دیتے رہے۔ چالیس روز تک یہ محاصرہ ایسے ہی جاری رہا۔ یہاں تک کہ خبر مشہور ہوئی کہ اسلامی فوجیں دوسرے صوبوں سے مدینہ پہنچ رہی ہیں۔ بلوائیوں نے محاصرہ سخت کر دیا اور حضرت عثمانؓ کا پانی بند کر دیا۔ حضرت علیؓ اور ام المومنین ام حبیبہؓ نے بلوائیوں کو سمجھا بجھا کر حضرت عثمانؓ کو پانی اور کھانے کی چیزیں پہنچانے کی کوشش کی لیکن بلوائیوں نے اجازت نہ دی۔

حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بلا بھیجا تو بھی بلوائیوں نے انہیں اندر جانے کی اجازت نہ دی اور آپ نے اپنا عمامہ اتار کر قاصد کو دیا اور کہا کہ ''جو حالت ہے دیکھ لو اور جا کر کہہ دو''

**حضرت عثمانؓ کی تقریر** جب عثمانؓ ذوالنورین ہر طرف سے کٹ گئے تو انہوں نے اتمام حجت کے لئے چھت پر سے بلوائیوں کو مخاطب کیا اور اپنی پوزیشن کی وضاحت کی۔

آپ نے اپنی خدمات اسلام گنوائیں۔ آنحضرت ﷺ نے جو مرتبہ آپ کو دیا تھا اس کا ذکر کیا۔ لیکن شورش پسندوں سے مس نہ ہوئے۔ آخر پر آپ نے ان سے سوال کیا کہ اسلام میں کسی انسان کا قتل صرف تین صورتوں میں جائز ہے۔ کوئی شادی شدہ آدمی زنا کرے یا کوئی قتل عمد کا ارتکاب کرے یا اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے۔ میں نے ان تینوں میں سے کون سا جرم کیا ہے کہ تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔''

آپ نے ان کو متنبہ کیا کہ ''یاد رکھو بخدا اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو پھر تا قیامت نہ ایک ساتھ نماز پڑھو گے اور نہ ایک ساتھ جہاد کرو گے۔''

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

اس مرحلے میں صحابہؓ کرام نے جنگ کی اجازت طلب کی۔ زیدؓ بن ثابت انصار کی جماعت لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ عبداللہؓ بن زبیر اور ان کے نوجوان ساتھی بھی قصر خلافت ہی میں موجود تھے۔ لیکن حضرت عثمانؓ نے عبداللہؓ بن عباس کو امیر الحج بنا کر روانہ فرما دیا اور باقی لوگوں کو خدا کی قسم دے کر لڑنے سے منع کیا۔ مغیرہؓ بن شعبہ نے جو عرب کے مدبرین میں شمار ہوتے تھے مشورہ دیا کہ تین میں سے ایک صورت اختیار کیجئے یا تو ہم لوگوں کو ساتھ لے کر نکلئے اور مقابلہ کیجئے یا عقبی دروازے سے نکل کر مکہ کی طرف نکل جایئے کہ وہاں امن ہے یا شام چلے چلئے کہ وہاں معاویہ موجود ہیں لیکن حضرت عثمانؓ نے ان میں سے کوئی مشورہ بھی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ جوار رسول نہیں چھوڑنا چاہتا اور نہ اپنی جان کے لئے مسلمانوں کی خونریزی پسند کرتا ہوں چنانچہ آپ کو یقین ہو گیا کہ آپ شہید کر دیئے جائیں گے۔

دروازے پر امام حسینؓ عبداللہ بن زبیرؓ، محمدؓ بن مسلمہ اور بہت سے صحابہ زادے پہرہ دے رہے تھے۔ شورش پسندوں نے دروازے سے اندر داخل ہونے کی کوشش کی لیکن معمولی سے کشت و خون کے بعد وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے انہوں نے دروازوں کو آگ لگا دی اس دوران میں کچھ

بلوائی دوسرے مکانوں پر چڑھ کر اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ تلاوت قرآن پاک میں محو تھے۔ محمد بن ابی بکر ① نے جو حضرت عثمانؓ کے مخالفین میں سے تھا آگے بڑھ کر حضرت عثمانؓ کی داڑھی سے پکڑ لیا لیکن حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ ''بھتیجے! تمہارے والد کبھی ایسا نہ کرتے اور اگر وہ تمہیں دیکھتے تو تمہارا یہ فعل کبھی پسند نہ کرتے۔'' طبری کی ایک روایت ہے کہ محمد بن ابی بکر شرمندہ ہو کر واپس لوٹ آئے۔ ایک غافقی آگے بڑھا اور اس نے قرآن پاک کو پاؤں سے ٹھوکر ماری دی۔ ایک اور شخص کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی مبارک پر لوہے کی لاٹھی ماری جس سے خون کا فوارہ بہہ نکلا اور آپ گر کر بے ہوش ہو گئے اور ایک ظالم نے سینے پر بیٹھ کر کئی وار کئے اور آپ کو شہید کر ڈالا اور حضرت نائلہ چھڑانے کے لئے آئیں تو ان کی تین انگلیاں کٹ گئیں۔ اس طرح وہ عظیم سانحہ پیش آیا جس نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر ڈالا۔

**تجہیز و تکفین** حضرت عثمانؓ کی شہادت جمعہ کے دن ہوئی۔ مدینہ پر باغیوں کا قبضہ تھا اور خوف کی فضا چھائی ہوئی تھی۔ ایک دن لاش مبارک بے گور و کفن پڑی رہی۔ ہفتہ کی شام کو بعض صحابہ نے ہمت کی اور کابل سے مراکش کے فرمانروا کو سترہ آدمیوں کی مختصر سی جماعت نے سپرد خاک کیا اور باغیوں کے خوف سے قبر کا نشان چھپا دیا۔

## شہادت عثمانؓ کے اثرات

یہ شہادت عظمیٰ ایک معمولی واقعہ نہ تھا۔ یہ ایک فرد کے قتل کا معاملہ نہ تھا بلکہ ملت اسلامیہ کے اتحاد کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خون ہو گیا تھا حضرت عثمان کے وہ الفاظ .....

یاد رکھو! خدا اگر تم نے قتل کر دیا تو پھر تا قیامت نہ ایک ساتھ نماز پڑھو گے اور نہ ایک ساتھ جہاد کرو گے .....

ابتک درد دل رکھنے والوں کے کانوں میں گونجتے ہیں۔ ملت اسلامیہ اس کے بعد کبھی متحد نہ ہو سکی۔ اس واقعہ نے ان کا اتحاد پارہ پارہ کر دیا اب وہ مسلم نہیں بلکہ شیعہ، سنی، خارجی یا عثمانی تھے اور اس واقعہ کے بعد اب تک ان کی تلواریں متحد ہو کر دشمنان اسلام کے سر پر کبھی نہیں چمکیں بلکہ ہمیشہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے میں مصروف رہی ہیں حضرت حذیفہؓ نے ٹھیک فرمایا تھا۔ عثمانؓ شہادت سے وہ رخنہ پیدا ہو گیا ہے جسے پہاڑ بھی بند نہیں کر سکتا۔'' شہادت عثمانؓ کے اثرات میں چند ایک اہم نکات درج ذیل ہیں۔

1- **زبردست بے چینی:** امیر المومنین حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی شہادت ایک ایسا واقعہ تھا جس

① حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے وقت محمد بن ابی بکر کی عمر صرف پانچ سال تھی اور ان کی والدہ اسماء بنت عمیسؓ نے حضرت علیؓ سے شادی کر لی۔ پندرہ سولہ سال کی عمر میں محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمانؓ سے تقاضا کیا کہ انہیں بھی کسی علاقہ کا گورنر بنایا جائے حضرت عثمانؓ نے انہیں اس قابل نہ سمجھا اس سے وہ حضرت عثمانؓ کے خلاف ہو گئے۔ حکیم محمد احمد ظفر 468 بحوالہ طبری و ابن اسیر

میں مدینہ کا ہر شخص سخت پریشان ہوا کسی کو توقع نہ تھی کہ معاملات یہاں تک چلے جائیں گے۔ پریشانی کے عالم میں طرح طرح کے تبصرے ہو رہے تھے۔ سباہیوں نے اہل بیت کی خلافت کا عقیدہ پھیلایا تھا اس لئے حضرت علیؓ نے بے چینی کے عالم میں دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا "اے اللہ گواہ رہنا میں خون عثمان سے بری ہوں۔" حضرت عبداللہؓ بن عباس کا تبصرہ یہ تھا اگر "ساری مخلوق اس قتل میں شریک ہوتی تو اس پر آسمان سے پتھر برستے" غرض ہر شخص اس قبیح فعل کی مذمت کر رہا تھا۔

2- **اتحاد کا خاتمہ۔ فرقوں کا آغاز:** حضرت عثمانؓ کے قتل سے مسلمان فوری طور پر دو گروہوں میں بٹ گئے جنہوں نے حضرت علیؓ کو خلیفہ منتخب کیا وہ شیعان علی قرار پائے اور جو قصاص عثمان کی دعوت لے کر اٹھے وہ عثمانی کہلائے ایک تیسرا گروہ بھی تھا جو محاذوں پر جہاد میں مصروف تھا۔ وہ غیر جانبدار ہو گیا۔ اس طرح امت مسلمہ کا اتحاد ختم ہو گیا اور فرقوں کا آغاز ہو گیا۔

3- **قبائلی تعصب ابھر آیا:** حضور ﷺ نے قبائلی تعصّبات کا خاتمہ کر دیا تھا لیکن شہادت عثمانؓ کے بعد بنو امیہ اور بنو ہاشم کے درمیان پرانی رقابت ابھر آئی اور رفتہ رفتہ تمام جاہلی تعصّبات نے دوبارہ سر اٹھانا شروع کر دیا۔

4- **مرکز حکومت مدینہ کی بجائے کوفہ:** شہادت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا تو انہوں نے دارالخلافہ مدینہ سے کوفہ منتقل کر دیا۔ اس کا مقصد تو یہ تھا کہ باہمی کشمکش میں نبی ﷺ کا شہر محفوظ رہے لیکن اس فیصلہ کے دورس اثرات سامنے آئے شوریٰ میں اہل کوفہ کی نمائندگی بڑھ گئی اور رفتہ رفتہ اس کا دینی رنگ پھیکا پڑ گیا۔

5- **مفتوحہ قوموں کا اثر ورسوخ:** حضرت علیؓ کی شوری میں کوفی وعراقی کافی تعداد میں شامل ہو گئے۔ اور امیر معاویہؓ نے شامیوں کو اپنا دست و بازو بنایا اس طرح وہ قومیں جو اسلام کی نوخیز طاقت سے شکست کھا گئی تھیں پھر سے اہم بن گئیں۔

6- **خوارج کا وجود:** مفتوحہ قوموں کے بے سمجھ اور اکھڑ لوگوں نے وقتی طور پر تو حضرت علیؓ کا ساتھ دیا لیکن بعد میں ان سے بھی بگڑ گئے اور خارجی کہلائے۔ یہ خوارج کئی صدیوں تک مسلمانوں کے لئے مسئلہ بنے رہے۔

7- **یہودی سازش کی کامیابی:** حضرت عثمانؓ کی شہادت یہودی سازش کی کامیابی تھی۔ عبداللہ بن سبا نے ایسے عقائد کا آغاز کر دیا جو بالکل بے بنیاد تھے لیکن بعد میں مسلمانوں میں بالخصوص مفتوحہ قوموں میں جڑھ پکڑ گئے۔

8- **حضرت علیؓ کے لئے مشکلات:** شہادت عثمانؓ کے بعد مدینہ پر بلوائیوں کا قبضہ تھا جنہوں نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو حضور ﷺ کی امت کے ایک گروہ نے حضرت عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ اٹھایا۔ حضرت علیؓ فوری طور پر ان لوگوں کے خلاف جنگ نہیں کر سکتے تھے جو قتل عثمانؓ میں ملوث تھے اور خود ان کو فوج میں شامل تھے اس سے غلط فہمیوں میں مزید اضافہ ہوا اور

قصاص عثمانؓ کے مطالبہ پر حضرت عائشہؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ نے حضرت علیؓ کے خلاف جنگ لڑی جسے جنگ جمل کہتے ہیں۔ اس کی تلخی بہت بعد تک محسوس کی جاتی رہی۔

الغرض شہادت عثمانؓ ایسا سانحہ تھا جس سے امت مسلمہ کی گاڑی پٹڑی سے اتر گئی اور بار بار کوشش کے باوجود آج تک اتحاد امت مسلمہ کا خواب کبھی پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔

## شہادت عثمان کے اسباب

حضرت عثمانؓ کے عہد میں جو فتنہ رونما ہوا اس کے اسباب کا تجزیہ کیا جائے تو مندرجہ ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

1- کبار صحابہؓ کی کمی: عہد فاروقی تک حکومت کے اہم مناصب بڑے بڑے صحابہ کے پاس تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے شجر اسلام کو خون پسینے سے سینچا تھا اور جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے براہ راست فیض حاصل کیا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں ان میں سے بہت سے فوت ہو چکے تھے اور جو باقی تھے وہ اتنے معمر (بزرگ) ہو گئے تھے کہ ذمہ داریاں سنبھالنا ان کے لئے مشکل ہو گیا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ مناصب حکومت ان لوگوں کے ہاتھ آئے جو نہ اس حد تک محترم تھے اور نہ ہی دین کے ساتھ اس حد تک مخلص، عوام کے اندر ان کے خلاف ردعمل پیدا ہونا غیر فطری نہ تھا۔

2- اکابرین قریش کو مدینہ سے باہر جانے کی اجازت: فاروق اعظمؓ نے قریش کے سرداروں کو مفتوحہ علاقوں میں زمینیں خریدنے اور آباد ہونے سے منع فرما دیا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اس پابندی کو اٹھا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ پرست قوموں نے انہیں ''شہزادے'' بنا ڈالا۔ اور بعض لوگ ان سے حسد کرنے لگے۔ اس طرح انتشار پیدا ہوا۔

3- مفتوحہ قوموں کا جذبہ انتقام: جو قومیں عربوں سے شکست کھا گئی تھیں ان کے بعض افراد ابھی تک عربوں سے انتقام لینے کی سوچ رہے تھے چنانچہ ابن سباء نے سارا ہنگامہ اسی جذبہ کے تحت کھڑا کیا۔

4- دولت کی فراوانی: حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت کے صرف دس سالوں میں مسلمان عراق، فارس، ایران، خراسان، شام، مصر اور شمالی افریقہ کے وسیع و عریض علاقوں پر قابض ہو گئے۔ ان علاقوں کے عوام نے حسن سلوک کا سابقہ آقاؤں کے مظالم سے مقابلہ کیا تو وہ جوق در جوق مسلمان ہونے لگے۔ اگرچہ حضرت فاروق اعظمؓ نے اسلام کی تعلیمات کو پھیلانے کیلئے انتظامات کئے لیکن لوگوں کے مسلمان ہونے کی رفتار اتنی زیادہ تھی کہ چند سالوں میں ان کی تربیت نہیں کی جا سکتی تھی چنانچہ ان لوگوں میں اپنی سابقہ تہذیب کی بہت سے باتیں برقرار رہیں۔ تربیت کی اس خامی کی وجہ سے ان میں سبائی فتنہ بہت تیزی سے پھیلا اور انتشار کی قوتوں کی حوصلہ افزائی ہوئی۔

5- تربیت کی کمی: اسلامی فتوحات کی بدولت مسلمانوں میں دولت کی فراوانی ہو گئی تھی۔ اور دولت

کی زیادتی سے مزاج پر جو اثرات ہوتے ہیں وہ ظاہر ہونے لگے تھے۔

6- **قبائلی تعصب**: عرب میں قبائلی تعصب قدیم زمانے سے ہی موجود تھا۔ قریش حکومت کے سیاہ وسفید کے مالک تھے اس کے برعکس دوسرے قبائل جو فتوحات میں برابر کے شریک تھے اقتدار سے محروم تھے۔ ان سے ان کے ذہن میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ خود قریش کے مختلف قبائل بھی باہمی اتحاد نہ رکھتے تھے۔ بنو امیہ اور بنو ہاشم کے درمیان قدیم چپقلش موجود تھی۔ اگرچہ بنو ہاشم نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کے خلاف کوئی ناروا قدم نہیں اٹھایا۔ لیکن مفسدوں نے اس رنجش سے فائدہ اٹھایا۔

7- **عبداللہ بن سباء کی سازش**: عبداللہ بن سباء نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کے خلاف اتنی کامیاب سازش کی کہ عثمانی عمال اس کا سدباب نہ کر سکے۔ (اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔)

8- **اموی عمال کا تقرر**: حضرت عمرؓ نے اپنے خاندان بنو عدی میں سے اعلیٰ حکام مقرر کرنے سے گریز کیا تھا۔ اس کے برعکس حضرت عثمانؓ کے نزدیک صوبوں کی حکومت کے لئے جو لوگ قابل اعتماد تھے وہ اموی ہی تھے۔ حضرت عثمانؓ نے خواہ کتنے بھی خلوص سے ان کو مقرر کیا ہو مخالفین کو خویش پروری کا الزام لگانے کا موقع ہاتھ آ جاتا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے باوجود توجہ دلانے کے ان عمال کو برقرار رکھا اس سے مفسد بہت برہم ہوئے۔

9- **جنگی مصروفیات میں کمی**: عہد فاروقی تک مسلمانوں کو اتنے محاذوں پر لڑنا پڑا تھا کہ انہیں باہمی اختلافات اور قبائلی تعصبات کی ہوش ہی نہیں رہی تھی لیکن عہد عثمان کے آخری سالوں میں پوری ریاست میں امن وسکون تھا اور صرف کہیں کہیں جنگ جاری تھی اس وجہ سے پرانے قبائلی تعصبات اور ایک دوسرے کے خلاف عناد دوبارہ ابھر آیا۔ اس فضا میں کسی بھی مفسد کے لئے لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا آسان ہو گیا۔

10- **حضرت عثمانؓ کی نرم مزاجی**: حضرت فاروق اعظمؓ نہایت سخت گرفت کرنے کے عادی تھے۔ اس کے برعکس حضرت عثمانؓ کا مزاج نرمی کی طرف مائل تھا۔ آپ کے مخالفین کھلم کھلا آپ کے خلاف سازشیں کرتے لیکن آپ ان پر گرفت نہ فرماتے۔ فتنہ وفساد برپا ہونے کے باوجود آپ نے صحابہ کو مفسدین کے خلاف جنگ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اس نرم مزاجی کے سبب ان کے خلاف سازشیں کامیاب ہو گئیں۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف عائد کردہ الزامات کا تجزیہ

حضرت عثمانؓ کے خلاف عائد کیے گئے الزامات کا تجزیہ مندرجہ ذیل ہے۔

**کبار صحابہ کی معزولی**

سب سے پہلا اعتراض جو حضرت عثمان پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے بڑے بڑے صحابہ مثلاً مغیرہؓ بن شعبہ، ابو موسیٰ اشعریؓ، سعدؓ بن ابی

وقاصؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور عمروؓ بن العاص کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ اپنے خاندان کے ناتجربہ کار لوگوں کو مقرر کیا۔

کسی والی یا عامل کی معزولی خواہ وہ صحابی ہی کیوں نہ ہو قطعاً قابل اعتراض نہیں ہو سکتی اگر اس کے لئے معقول وجوہ موجود ہوں۔ حضرت عمرؓ نے سیف اللہ خالدؓ بن ولید کو معزول کر دیا تھا اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہ تھی، حضرت عثمانؓ نے مغیرہؓ بن شعبہ کو اس لئے معزول کیا کہ حضرت عمرؓ اس کی وصیت کر گئے تھے، ابوموسیٰ اشعریؓ کے خلاف بصرہ کے عوام نے شکایت کی تھی اس وجہ سے انہیں معزول کر دیا گیا لیکن چند سال بعد کوفہ کا گورنر بنا دیا گیا۔ سعدؓ بن ابی وقاص کی معزولی کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے بیت المال سے ایک رقم قرض لی تھی لیکن وہ اسے ادا نہ کر سکے اور مہتمم بیت المال عبداللہ بن مسعودؓ سے تلخ کلامی تک نوبت آئی۔ عبداللہؓ بن مسعود کو ضعف پیری کی وجہ سے ریٹائر کیا گیا اور ان کی جگہ زیدؓ بن ثابت جیسے معزز صحابی کی تقرری عمل میں آئی عمروؓ بن العاص کی گورنری میں مصر میں اونٹنی نے دودھ کم دینا شروع کر دیا تھا یعنی آمدنی میں کمی واقع ہو گئی تھی ان کے جانشین عبداللہؓ بن سعد نے آمدنی کی کمی کو پورا کر کے دکھا دیا۔

اس اعتراض کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ صحابہ کی معزولی کے بعد اپنے خاندان کے نوجوانوں کو مقرر کیا یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اولاً تو آپ نے جن عمال کو معزول کیا ان میں عمروؓ بن العاص، سعیدؓ بن العاص اموی بھی شامل تھے اور غیر اموی عمال بھی معزول ہوئے۔ دوسرے یہ کہ جب سعیدؓ بن العاص اموی کو معزول کیا گیا تو ابوموسیٰ اشعریؓ غیر اموی کو مقرر کیا گیا۔ نیز نوجوانوں کی تقرری کوئی قابل گرفت چیز نہیں ہے کیونکہ صلاحیت کے اعتبار سے انہوں نے اپنا لوہا منوایا اور سلطنت کی محدود کو چین ہندوستان اور سپین تک وسیع کیا۔ صحابہ کرام کی اکثریت طوالت عمر کے سبب سے کوئی بڑا کام کرنے کے قابل نہ تھی اس لئے صحابہ زادوں کا تقرر ضروری تھا۔

## اکابر صحابہؓ سے بدسلوکی

حضرت عثمانؓ پر دوسرا الزام یہ رکھا جاتا ہے کہ انہوں نے ابوذر غفاریؓ عمارؓ بن یاسر اور عبداللہؓ بن مسعود سے بدسلوکی کی۔

ابوذرؓ غفاری کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ انہیں جلاوطن کیا گیا تھا۔ حالانکہ یہ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ شام میں سرمایہ داری کے خلاف وعظ کرتے پھرتے تھے۔ ان کے مسلک کے مطابق کل کے لئے کچھ بچا کر رکھنا بھی توکل کے خلاف تھا اس لئے امیر معاویہؓ کا طرز رہائش انہیں بہت کھٹکتا تھا ان کے وعظ سے خدشہ تھا کہ شام میں بدامنی پھیل جائے گی اس لیے خلیفہ نے انہیں واپس مدینہ بلا لیا اور کہا کہ آپ یہیں رہیں میں آپ کی کفالت کروں گا لیکن ابوذرؓ غفاری دنیاوی مال و متاع سے بے نیاز تھے اس لئے مکہ کے قریب ایک بستی میں سکونت پذیر ہو گئے اور تمام معاملات سے قطع تعلق کر لی۔

عمارؓ بن یاسر مصر کے سبائیوں کے ہتھے چڑھ گئے تھے اس پر حضرت عثمانؓ نے ان کی اس بات پر فہمائش کی تھی کہ انہیں مصر میں مقیم ہونے کی بجائے مدینہ واپس آ کر رپورٹ دینی چاہئے تھی اور یہ کوئی غلط بات نہیں ہے۔ حضرت عثمانؓ جیسے نرم خو آدمی سے یہ توقع بھی نہیں کی جا سکتی کہ وہ کسی سے

بدسلوکی کریں گے۔

عبداللہؓ بن مسعود کا وظیفہ بند کرنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمانؓ نے امت مسلمہ کو ایک قرآن متحد کیا لیکن عبداللہؓ اپنے مصحف ہی کو پڑھنے پر اصرار کرتے رہے اس وقت کے لوگ تو اس بات کو سمجھتے تھے کہ عبداللہؓ بن مسعود نے اپنی پسند کے مطابق کتاب اللہ کو ترتیب دے رکھا ہے۔ اصل ترتیب وہی ہے جو حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں دی گئی تھی اور جس کا نسخہ حضرت حفصہؓ سے لے کر حضرت عثمان غنیؓ نے اس کی نقلیں کروائی تھیں لیکن بعد میں آنے والے کسی غلط فہمی کا شکار ہو سکتے تھے اس لیے خلیفہ نے نہایت معقول قدم اٹھایا اور عبداللہؓ بن مسعود سے ان کا مصحف حاصل کرنے کے لئے سختی کی۔ آج کا مسلمان اس بات کی اہمیت کو اچھی طرح محسوس کر سکتا ہے کہ باوجود ہزارہا اختلافات کے پوری امت مسلمہ ایک ہی کتاب اللہ پر متفق ہے۔

## بیت المال میں ناجائز تصرف

اس الزام کی اصلیت یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کو اللہ تعالیٰ نے غنی بنایا تھا وہ اپنی دریا دلی کی وجہ سے اپنے مال سے اپنے اعزہ و اقارب اور دیگر حاجت مندوں کو ہمیشہ امداد دیتے رہتے تھے ان کی اس بے پناہ سخاوت نے بعض لوگوں کے ذہن میں غلط فہمی پیدا کر دی۔

اس سلسلے میں بعض اوقات کا بھی حوالہ دیا جاتا ہے مثلاً یہ کہ مروان کو طرابلس کے مال غنیمت کا خمس دے دیا تھا، یہ بات صریحاً غلط ہے۔ مروان نے اس مال کو پانچ لاکھ درہم میں خریدا تھا اور یہ کوئی معیوب بات نہیں اسی طرح یہ کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح کو طرابلس کے خمس کا پانچواں حصہ دیا حالانکہ اصل واقعات یہ ہیں کہ عبداللہ کی حوصلہ افزائی کے لئے آپ نے انعام کے طور پر یہ وعدہ فرمایا تھا لیکن جب مسلمانوں نے اعتراض کیا تو آپ نے ان سے یہ مال واپس لے لیا۔ عبداللہؓ بن خالد کو بھی ان کی خدمات کے صلہ میں پچاس ہزار درہم دیئے گئے تھے لیکن مسلمانوں کے اعتراض پر واپس لے لئے۔

## بقیع کی چراگاہ کا ذاتی استعمال

خلیفہ سوم پر ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ انہوں نے بقیع کی چراگاہ صرف اپنے لئے وقف کر لی۔

بقیع کی چراگاہ حضرت عمرؓ کے زمانے ہی سے بیت المال کے جانوروں کے لئے وقف ہو چکی تھی اور اس کی یہی صورت حضرت عثمانؓ نے بھی قائم رکھی، حضرت عثمانؓ کے اپنے پاس صرف دو اونٹ تھے جن کے لئے کسی چراگاہ کو اپنے لئے وقف کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

## عمال کی بدعنوانیوں کا تدارک نہ کرنا

حضرت عثمانؓ کے خلاف پانچواں الزم یہ ہے کہ انہوں نے عمال کی بے قاعدگیوں کا تدارک نہیں کیا۔ اس الزام کی کوئی دلیل نہیں حقیقت یہ ہے جو شکایت حضرت عثمانؓ کو موصول ہوئی آپ نے اس کا ازالہ کر دیا جس گورنر کے خلاف لوگوں نے جس بداعتمادی کا اظہار کیا اس کو معزول کر دیا گیا۔ سعید بن العاص کی معزولی اس پر شاہد ہے۔

## اجرائے حدود میں تغافل

ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے شرعی حدود نافذ کرنے میں تغافل برتا اس سلسلے میں دو واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عبیداللہؓ سے ہرمزان کے قتل کا قصاص نہ کیا۔ دوسرے یہ کہ ولید بن عقبہ پر شراب خوری کی حد جاری نہ کی۔

عبیداللہؓ بن عمر فاروقؓ نے ہرمزان نامی ایرانی سردار کو اس شبہ میں قتل کر دیا تھا کہ حضرت عمرؓ کو شہید کرنے میں اس کا بھی ہاتھ ہے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے بعد سب سے پہلا مقدمہ جو آپ کے سامنے پیش کیا گیا یہی تھا، حضرت عثمانؓ نے مجلس شوریٰ کی اکثریت کا رجحان یہ دیکھا کہ فاروق اعظمؓ کی شہادت کے فوراً بعد ان کے بیٹے کا قتل مناسب نہیں اس لیے ان کی طرف سے خود ہی خون بہا ادا کیا ہرمزان کے ورثا چونکہ موجود نہ تھے اس لئے اسلامی ریاست ہی اس کی وارث تھی اور اسلامی حکومت کے سربراہ کی حیثیت سے مقتول کی طرف سے قصاص معاف کرنے کا آپ کو پورا حق تھا۔ اس لئے اس میں نہ کوئی چیز شرعی ہے اور نہ قابل اعتراض بلکہ اگر اس کے برعکس کیا جاتا تو وہ نہایت نامناسب ہوتا اس واقعہ کو اعتراض کی شکل دینے والے نہایت شقی القلب واقع ہوئے ہیں۔

دوسرا مقدمہ ولید بن عقبہ پر حد جاری کرنے کا ہے۔ ولید بن عقبہ کوفہ کے گورنر تھے ابو زبیدہ شاعر سے دوستانہ مراسم رکھتے تھے۔ یہ شاعر نصرانیت ترک کر کے اسلام قبول کرنے کے باوجود شراب کی عادت ترک نہیں کر سکا تھا۔ اس کے ساتھ دوستی کی وجہ سے لوگ ولید کے متعلق بھی گمان رکھتے تھے کہ وہ شراب پیتے ہیں۔ جب اس امر کی شکایت خلیفہ کے پاس کی گئی تو حسب ضابطہ گواہیاں طلب کی گئیں لیکن شہادت مہیا نہ ہو سکی اس لئے حد جاری نہ کی گئی بالآخر اس حد تک شہادت فراہم ہوگئی کہ ولید نے شراب کی قے کی ہے۔ اس لئے ان پر حد جاری کر دی گئی لہٰذا حد جاری کرنے میں تغافل نہیں برتا گیا بلکہ شہادت نہ ملنے کی وجہ سے تاخیر ہوئی اور بالآخر حد بھی جاری کی گئی اور انہیں معزول بھی کر دیا گیا۔

## قرآن کے نسخوں کو ضائع کرنا

ساتواں اعتراض جو کیا جاتا ہے یہ ہے کہ آپ نے مصحف صدیقی کے علاوہ قرآن پاک کے تمام نسخے ضائع کر دیئے سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بات کس لحاظ سے قابل اعتراض ہے۔ تھوڑی سی سمجھ بوجھ رکھنے والا آدمی بھی اس بات کو بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ ایک مصحف پر سب مسلمانوں کو جمع کرنا نہایت ہی مستحسن اقدام ہے جس کے لئے امت مسلمہ آپ کی بہت ممنون ہے۔

## بدعات کا رواج

آپ پر یہ الزام بھی ہے کہ آپ نے یہ بدعت شروع کی کہ منیٰ میں دو کی بجائے چار رکعتیں نماز ادا کی، حضرت عثمانؓ نے اس کی تصریح خود ہی کر دی تھی کہ چونکہ مکہ پہنچ کر میرا ارادہ یہاں مستقل قیام کرنے کا ہو گیا تھا اس لئے میں نے دوگانہ کی بجائے پوری نماز ادا کی، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ منیٰ میں دو رکعتیں سفر کی وجہ سے نہیں

بلکہ حج کی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہیں اور حضرت عثمانؓ نے دو کی بجائے چار رکعتیں پڑھ کر اجتہادی غلطی کی ہے لیکن اسے بدعت قرار دینا انتہا پسندی اور تشدد کی علامت ہے۔

## حکم بن العاص کی جلا وطنی کو ختم کرنا

حکم بن العاص کو آنحضرت ﷺ نے جلا وطن کر دیا تھا، لیکن آخر زمانہ میں حضرت عثمانؓ نے آپ سے اس کی واپسی کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ لوگوں کو یہ بات معلوم نہ تھی اس لئے جب حکم بن العاص واپس مدینہ آیا تو عوام کو یہ بات کھٹکی۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے وضاحت کر دی کہ آنحضرت ﷺ نے وصال سے قبل اس کی واپسی کی اجازت دے دی تھی۔

## مصری وفد سے بدعہدی

سب سے بڑا الزام جس کی بنا پر مصری مفسدین نے آپ کو شہید کیا یہ تھا کہ آپ نے ان کے ساتھ بدعہدی کی ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ جب پہلے کوفہ، بصرہ اور مصر کے فسادی مدینہ پہنچے تو حضرت علیؓ اور دیگر اکابر صحابہ کی کوشش سے وہ واپس چلے گئے۔ لیکن ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ ایک تیز رفتار قاصد انہیں مصر جاتا ہوا نظر آیا۔ انہوں نے اس کو پکڑ کر تلاشی لی تو اس کے پاس سے ایک خط برآمد ہوا جو خلیفہ کی طرف سے حاکم مصر کے نام لکھا گیا تھا اور اس میں سارے مصری وفد کو قتل کر دینے کا حکم تھا۔ ظاہر ہے کہ جس وفد کو صلح و آشتی سے واپس کیا جائے اس کے قتل کا حکم مصر بھیجنے کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ اس پر وہ وفد واپس لوٹ آیا اور اس دفعہ نہایت سختی سے خلافت سے دست برداری کا مطالبہ شروع کیا۔ بڑے بڑے صحابہ نے مداخلت کی اور اس واقعہ کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ خط مروان بن حکم بن العاص نے لکھا تھا اور کسی طرح سے اس پر مہر خلافت بھی لگا دی تھی۔ مصری وفد کو مطمئن کرنے کی کوشش کی گئی کہ امیر المومنین خود اس خط سے سرے سے بے خبر ہیں اور یہ سب مروان کی شرارت ہے لیکن وہ مطمئن نہ ہوئے۔ تاہم عثمان غنیؓ پر اس الزام کی حقیقت منظر عام پر آ گئی۔

# عثمانی کارناموں پر ایک نظر

حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے عہد حکومت کے حالات اور ان کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کے بیان کے بعد بطور خلیفہ ان کے کارناموں کا ایک مختصر خاکہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ (خلیفہ بننے سے پہلے ان کی خدمات اسلام کی تفصیل بھی گزر چکی ہے)

## بغاوتوں کا خاتمہ

حضرت عمر فاروق اعظمؓ کی وفات کی خبر سے ان تمام عناصر کی حوصلہ افزائی ہوئی تھی جو اسلامی حکومت کے خلاف باغیانہ منصوبے بنا رہے تھے۔ چنانچہ کسریٰ میں قیصر روم نے سکندریہ میں بغاوت پھیلائی، خراسان، آذربائیجان اور آرمینیا میں بھی بغاوتیں ہوئیں۔ غرض یہ کہ وہ تمام علاقے جو دارالخلافہ سے قدرے دور تھے، باغی ہونے لگے۔ حضرت عثمانؓ نے نہ صرف ان تمام بغاوتوں کو کامیابی سے دبایا بلکہ آئندہ کے لئے بغاوتوں کو روکنے کے لئے موثر

اقدامات کئے۔

**فتوحات** خلافت عثمانؓ کے ابتدائی چھ سات سال اسلامی عساکر نے مسلسل فتوحات حاصل کیں۔ ایک طرف ایشائے کوچک، شمالی افریقہ اور قبرص کی فتوحات حاصل ہوئیں اور دوسری طرف فارس وطبرستان وخراسان کی بغاوتوں کے خاتمے کے بعد کرمان وسجستان پر قبضہ کیا گیا اور اسلامی مملکت کو دوار، غزنی اور کابل تک وسعت دی گئی (تفصیل گزر چکی ہے)

**انتظامی اصلاحات** حضرت عثمانؓ نے نظام حکومت کو فاروقی خطوط پر قائم رکھا البتہ شام کے چار صوبوں کو ملا کر ایک صوبہ بنا دیا۔ جس پر امیر معاویہؓ گورنر مقرر ہوئے۔ وہ چونکہ خود اچھے منتظم اور جرنیل تھے اس لئے نہ صرف اس علاقہ کا نظم وضبط بہتر ہوا بلکہ مزید فتوحات میں شام نے اہم کردار ادا کیا۔ امن وخوشحالی اور حضرت عثمانؓ کی فطری فراخ دلی ونرمی کی وجہ سے احتساب کا وہ نظام تو برقرار نہ رہا جو عہد فاروقی کا طرہ امتیاز تھا۔ تاہم حج کے موقعہ پر گورنروں کا احتساب ہوتا تھا اور عوام کو شکایات کا موقع ملتا تھا۔

**نئی فوجی چھاؤنیاں** حضرت عثمانؓ کے عہد میں نئی فتوحات سے اسلامی حکومت کی حدود اتنی وسیع ہو گئی تھیں کہ وسیع وعریض مملکت کو سنبھالنے کے لئے خصوصی اقدامات کرنے پڑے۔ اس سلسلے میں عہد عثمانی میں شام ومصر کے علاقے میں بہت سی فوجی چھاؤنیاں بسائی گئیں۔ جن میں فوجی ساز وسامان، گھوڑے اور فوجی جوان رکھے جاتے تھے۔ فوجی گھوڑوں کو پالنے کے لئے وسیع وعریض چراگاہیں بھی قائم کی گئیں۔

**بحری فوج کی ترقی** بنو امیہ مکہ کے فوجی سالار تھے۔ اس لئے اموی گورنروں نے فوج کو ہر طرح سے ترقی دی۔ قیصر روم نے شمالی افریقہ ومصر میں بغاوت پھیلائی تو فیصلہ کیا گیا کہ بحری فوج کی ترقی کے بغیر رومی مداخلت روکنا مشکل ہے لہٰذا امیر معاویہؓ کو اپنے پرانے منصوبے پر عمل کرنے کا موقع مل گیا اور بحری بیڑہ تیار کر کے بحیرہ روم میں رکھا گیا۔ قبرص کے جزیرہ پر اس بحری بیڑے نے قبضہ کیا تھا۔ قیصر روم نے چھ سو جہازوں پر مشتمل بحری بیڑے سے شام کے ساحل پر حملہ کیا تو عبداللہ بن سرح کے بیڑے نے اسے شکست فاش دی۔

**مدینہ کو سیلاب سے محفوظ کرنا** مدینہ ایک نشیبی بستی ہے۔ جس میں کبھی کبھار شمال کی طرف سے سیلاب آ جاتا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے خیبر کی جانب ایک بند بنوایا تا کہ سیلابی پانی مدینہ کی طرف نہ آئے اور ایک نہر کھدوا کر اس کے بہاؤ کا رخ تبدیل کر دیا۔

**مسجد نبوی کی توسیع** عثمانی دور کا ایک اور قابل ذکر کارنامہ مسجد نبوی کی تعمیر وتوسیع ہے۔ اس مقدس عمارت کو نہ صرف چونا وپتھر کے استعمال سے مضبوط بنایا گیا بلکہ نقش ونگار سے خوبصورت بھی بنایا گیا ستون جو کبھی کھجور کے تنے کے ہوتے تھے پتھر کے بنوائے گئے اور سیسہ استعمال کر کے انہیں مضبوط تر کر دیا گیا۔

**جمع واشاعت قرآن** حضرت عثمانؓ نے تمام مسلمانوں کو مصحف صدیقی پر جمع کیا۔ حضرت حفصہؓ سے محفوظ نسخہ لے کر اس کی نقول تیار کروائی گئیں اور ان کو دور دراز علاقوں میں بھجوا دیا گیا۔ اس نسخہ سے مختلف ترتیب رکھنے والے نسخوں کو تلف کر کے امت میں کتاب اللہ کے بارے میں اختلافات کا راستہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔

**نماز با جماعت کا اہتمام** حضرت عثمانؓ نے وسیع وعریض سلطنت میں جا بجا جامع مساجد تعمیر کروائیں۔ عام مساجد میں بھی مؤذن رکھے۔ ان کی تنخواہیں مقرر کیں تا کہ وہ بروقت اذان دے کر مسلمانوں کو جمع کر سکیں اور نماز با جماعت کا اہتمام ہو۔ یہ مساجد نہ صرف عبادت کا گھر تھیں بلکہ علوم دینی کی اشاعت کا مرکز بھی تھیں۔ نومسلم یہاں سے عقائد و ارکان اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے تھے۔ فقہ یعنی اسلامی قانون کے بارے میں سوال کر سکتے تھے۔ الغرض یہ مساجد اسلامی تہذیب کی ثقافت کا مرکز بنیں۔

**رفاہ عامہ کے کام** دور عثمانیؓ میں مالی وسائل کی کمی نہ تھی۔ عوام اس حد تک خوشحال تھے کہ زکوۃ لینے والا نہیں ملتا تھا اس لئے ''غنی'' کی دریا دلی ہر جگہ اپنا رنگ دکھاتی رہی۔ آپ نے پبلک عمارات کی تعمیر پر کافی رقم خرچ کی۔ بے شمار سڑکیں، پل، مسافر خانے اور سرائیں تعمیر کروائی گئی۔ کئی راستوں پر میٹھے پانی کے کنوئیں کھدوائے گئے۔ مدینہ کو سیلاب سے بچانے کے لئے ایک بند بنوایا گیا اور ایک برساتی نہر کھود کر اس کا رخ تبدیل کر دیا گیا۔ مدینہ منورہ میں پانی کا انتظام ناکافی تھا ایک اور کنواں خرید کر وقف کر دیا گیا۔ الغرض حضرت عثمانؓ کے دور حکومت میں آپ کی فیاضی طبع سے عوام بھرپور طریقے سے فیض یاب ہوئے۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت

**ذاتی صلاحیتیں** حضرت عثمانؓ غنی بہت ذہین، نرم خو، معاملہ فہم اور سمجھدار انسان تھے آپؓ ان چند لوگوں میں سے تھے جو شروع ہی سے پڑھنا لکھنا جانتے تھے، اسلام کے ابتدائی دور میں ہی مشرف با اسلام ہو گئے تھے اور ہر مشکل سے مشکل وقت میں بھی استقامت دکھائی آپ ان صحابہؓ میں سے تھے جنہیں دنیا میں جنت کی بشارت مل گئی تھیں۔ قانون وراثت کے ماہرین میں بھی آپ کا شمار ہوتا تھا۔

**غنی** آپ کی سب سے نمایاں خصوصیات غناء تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار دولت سے نوازا تھا۔ لاکھوں روپے کا تجارتی کاروبار تھے۔ نقد دولت اور تجارت کے علاوہ کافی زمین آپ کی ملکیت تھی۔ آنحضرت ﷺ نے بھی خیبر میں ایک قطعہ زمین آپ کو عنایت فرمایا تھا۔ تاہم آپ نے عمر بھر دولت کو خدا کی راہ میں بے دریغ خرچ کیا۔ عہد نبویؐ میں آپ کی فیاضی کا حال گزر چکا ہے۔ آپ سینکڑوں بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں کی کفالت کرتے تھے۔ اپنے عزیز و اقارب کی بھی اکثر

امداد کرتے رہتے۔ ہر جمعہ کو ایک غلام خرید کر آزاد کرتے۔ عہد فاروقی میں جب مدینہ میں قحط پڑا تو آپؓ نے کئی اونٹ غلہ باہر سے منگایا۔ حضرت عمرؓ نے اس غلے کو بیت المال سے خرید کر غریبوں میں تقسیم کرنا چاہا اور اس کے لئے آپ کو اصل قیمت سے دوگنی کی پیشکش کی لیکن آپ نے فرمایا میں نے اس کا سودا کر لیا ہوا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے غلہ مفت تقسیم کر دیا اور فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس کا سات گنا اجر دیں گے اس لئے یہ سودا زیادہ بہتر ہے۔''

**حیا** آپ کے کردار کا اہم پہلو حیا ہے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ چند صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور زانوئے مبارک سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ حضرت عثمانؓ کو آتے دیکھا تو فوراً کپڑا درست کر لیا۔ صحابہؓ نے وجہ پوچھی تو فرمایا۔ ''عثمان کی حیا سے فرشتے بھی شرماتے ہیں۔''

**عفو و تحمل** آپ میں صبر و تحمل اور عفو و درگزر کا وصف اس حد تک تھا کہ آپ کے عہد کے آخری حصے میں لوگوں نے شورش برپا کر دی۔ اس دوران آپ نے تمام مصائب صبر اور تحمل کے ساتھ برداشت کیے۔ طاقت اور قوت کے استعمال کی بجائے ان سے نرمی کا سلوک کیا اور انہیں شر و فساد سے روکنے کی پوری کوششیں کی۔ لیکن فسادیوں اور بلوائیوں نے آپ کی نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں اپنے گھر میں محصور ہونے پر مجبور کر دیا آپ چالیس دن اس حالت میں گھر میں مقید رہے۔ اگرچہ آپ طاقت کے استعمال سے اس شر و فساد کا قلع قمع کر سکتے تھے لیکن آپ نے مسلمانوں میں باہمی خون ریزی کی ابتدا کرنے کی بجائے خود جام شہادت نوش کر لیا۔ اگر آپ کے مزاج میں اس حد تک درگزر و عفو کا مادہ نہ ہوتا تو مخالفین کو اتنی ہمت کبھی نہ ہوتی کہ وہ آپ کو شہید کر دیں۔

**خشیت الٰہی** حضرت عثمان پر خدا کا خوف بہت غالب رہتا تھا۔ کسی قبر کے پاس سے گزرتے تو آخرت کے خوف سے اس قدر روتے کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ کسی آدمی کے خلاف سخت رویہ اختیار کرنے سے پیشتر بہت دفعہ سوچتے کہ مبادا کہیں اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ بہت نرم مزاج تھے۔ آپ کے پاس لونڈی غلاموں کی کمی نہ تھی لیکن رات کے وقت کبھی کسی کو تکلیف نہ دیتے اور اپنے کام خود ہی کرتے۔

**حب رسولؐ** حضرت عثمانؓ مجسمہ خلق و محبت تھے بالخصوص نبی ﷺ کی ذات سے تو آپ کو بے حد محبت تھی، آنحضرت ﷺ کے ساتھ جب تک رہے آپ کی ہر تکلیف پر بے چین ہوئے۔ آپ کی خدمت میں حاضری باعث سعادت سمجھتے۔ خود نبی ﷺ کو بھی آپ سے بہت محبت تھی۔ آپؐ کی اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ آپؐ نے اپنی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے ساتھ بیاہیں اور فرمایا کہ میرے سو لڑکیاں ہوتیں اور وہ مرتی جاتیں تو میں برابر یکے بعد دیگرے عثمانؓ کے ساتھ بیاہتا جاتا اور اسی وجہ سے حضرت عثمانؓ ذوالنورین کہلائے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کی عقیدت کا یہ حال تھا کہ جس ہاتھ سے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ساری عمر اسے جسم کے

کسی ناپاک حصے کے ساتھ مس نہیں کیا۔

**اشاعت دین میں دلچسپی** حضرت عثمانؓ سابقون الاولون میں سے تھے۔ ان کی زندگی کا مقصد خدا کے دین کی سربلندی تھا۔ انہوں نے اس اشاعت دین کے سلسلے میں مزید آگے بڑھایا جو فاروق اعظمؓ نے شروع کیا تھا۔ آپ نے مفتوحہ علاقوں میں آئمہ مساجد کے علاوہ مؤذن مقرر کئے تاکہ بروقت نماز کا اہتمام ہو سکے۔ مؤذنوں کو معقول تنخواہیں دی جاتی تھیں تاکہ وہ مساجد کی خدمت میں بھرپور دلچسپی لیں۔

مدینہ طیبہ میں آنے والے مسلمانوں کی تعداد روز افزوں تھی۔ آپ نے ضرورت کے پیش نظر مسجد نبویؐ کی توسیع و تعمیر نو کا بندوبست کیا۔ مسجد کے طول و عرض میں 30 گز کا اضافہ کیا گیا۔ نئی عمارت پر وقار تھی اور اسے پتھر، چونے اور سیسے سے تعمیر کیا گیا تھا۔ اس طرح مسجد خوب صورت بھی ہوگئی اور پائیدار بھی۔

القصہ دور عثمانیؓ ہر لحاظ سے تعمیر و ترقی کا دور تھا اور اگر سبائی سازش نے انتشار نہ پیدا کر دیا ہوتا تو اسلامی مملکت مزید وسیع اور مضبوط ہو سکتی تھی۔

## امتحانی سوالات

1- حضرت عثمانؓ کی شہادت کے اثرات بیان کیجئے۔ ساہیوال بورڈ 2015ء

2- حضرت عثمان غنی کی سیرت اور کردار پر روشنی ڈالئے۔ ساہیوال بورڈ 2015ء

3- حضرت عثمان غنیؓ کی سیرت اور کردار کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالئے۔
ملتان بورڈ 2015ء، ڈی خان 2015ء

4- حضرت عثمانؓ کی شہادت کے اثرات و نتائج لکھیں۔ میرپور آزاد کشمیر 2011ء

5- عہد فاروقی کے فوجی نظام پر نوٹ لکھئے۔ ملتان بورڈ 2011ء

6- خلیفہ حضرت عثمانؓ پر لگائے گئے الزامات تحریر کریں۔ (بہاولپور بورڈ 2007ء)

7- حضرت عثمان کے انتخاب خلافت پر جامع مضمون لکھئے۔ (لاہور 1978ء، راولپنڈی 1982ء)

8- حضرت عثمانؓ کے خلاف اعتراضات اور الزامات کا تجزیہ کیجئے۔ (راولپنڈی 1984ء)

9- حضرت عثمانؓ کی شہادت کے نتائج وضاحت سے بیان کریں۔ (لاہور بورڈ 1977ء)

10- حضرت عثمانؓ کی مخالفت کے اسباب کیا تھے نیز آپ کی شہادت کے نتائج لکھئے۔ (سرگودھا 1987ء)

11- حضرت عثمانؓ کے عہد کی فتوحات بیان کیجئے۔ (لاہور 1988ء)

12- حضرت عثمان کے خلاف لگائے گئے الزامات کا تنقیدی جائزہ پیش کیجئے۔ (لاہور بورڈ 1997ء)

13- حضرت عثمان غنیؓ کی سیرت اور کارنامے تفصیل سے لکھئے۔ (سرگودھا بورڈ 1996ء)



# 11 خلافت راشدہ (iv)

## حضرت علیؓ و حضرت حسنؓ

35ھ تا 41ھ 656ء تا 661ء

### حضرت علیؓ کے ابتدائی حالات

حضرت علیؓ ابن ابی طالب خاندان بنو ہاشم کے چشم و چراغ تھے۔ آپؓ کے والد ابو طالب نے آنحضرت ﷺ کی پرورش کی تھی اور حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ کے گھر میں پرورش پائی تھیں۔ خانوادہ بنو ہاشم اور بچوں میں سب سے پہلے آپؓ مشرف با اسلام ہوئے۔ آپؓ بالعموم آنحضرت ﷺ کے ساتھ تبلیغی دوروں پر جایا کرتے تھے۔ ہجرت مدینہ کے وقت آنحضرت ﷺ نے آپ ہی کو اپنے بستر پر لٹایا تھا۔ 2ھ میں آپؓ کی شادی خاتون جنت فاطمہؓ بتول سے کر دی گئی۔ آپؓ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ کا خاص کارنامہ یہ ہے کہ خیبر کی فتح کا سہرا اللہ تعالیٰ نے آپؓ ہی کے سر باندھا۔ صدیقی و فاروقی عہد حکومت میں آپؓ شوریٰ کے رکن رہے۔ حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے آخر وقت تک کوشاں رہے لیکن جب صورت حال قابو سے باہر ہو گئی اور حضرت عثمانؓ نے جنگ کی اجازت بھی نہ دی تو خانہ نشین ہو گئے۔

### انتخاب خلافت

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے تین دن بعد تک مدینہ میں سراسیمگی چھائی رہی۔ زیادہ دیر تک وسیع و عریض اسلامی دنیا بغیر کسی قائد کے نہیں رکھی جا سکتی تھی۔ چنانچہ مہاجرین کی ایک جماعت جس میں طلحہؓ و زبیرؓ بھی شامل تھے، حضرت علیؓ کے پاس گئی اور عرض کیا کہ خلیفہ کا انتخاب ضروری ہے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں تم جسے منتخب کرو گے میں اسے قبول کر لوں گا۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ کے ہوتے ہوئے اور کوئی اس منصب کا استحقاق نہیں رکھتا۔ حضرت علیؓ نے پھر معذرت کی اور کہا کہ مجھے امیر کی نسبت وزیر رہنا زیادہ پسند ہے۔ لوگوں نے پھر اصرار کیا تو فرمایا کہ ''میری بیعت خفیہ طریقہ سے نہیں ہو سکتی۔ عام مسلمانوں کی رضا کے بغیر ایسا ممکن نہیں ہے۔'' مسجد نبویؐ میں اجتماع عام ہوا۔ تمام انصار و مہاجرین نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی صرف چند بزرگوں نے اس سے اجتناب کیا لیکن مخالفت انہوں نے بھی نہیں کی۔ بدقسمتی سے ان مفسدین نے بھی حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا اور غالباً اس وقت کے حالات کے تحت انہیں اس امر سے روکنا ممکن بھی نہ تھا۔

### قصاص عثمانؓ کا مطالبہ

خلافت کے بعد حضرت زبیرؓ اور طلحہؓ نے حضرت علیؓ سے مطالبہ کیا کہ عثمانؓ کے قاتلین سے انتقام لیا جائے لیکن حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ ''تم لوگ جو کہہ رہے ہو میں اس سے غافل نہیں ہوں لیکن ایسی جماعت کے ساتھ

کیا کروں جس پر میرا کوئی قابو نہیں ہے۔''

اس جواب پر مدینہ میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ مروان اور دوسرے اموی شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ امیر المومنینؓ نے باہر سے آئے ہوئے لوگوں کو مدینہ سے واپسی کا حکم دیا تو انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ اس طرح مدینہ میں امن و امان اور قانون کی حکومت قائم نہ کی جا سکی۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کو درپیش مشکلات

**بدامنی** سب سے پہلا مسئلہ حضرت علیؓ کے سامنے یہ تھا کہ ملک میں بدامنی اور خوف و ہراس کا دور دورہ تھا۔ قانون فیل ہو چکا تھا کہ عوام اپنی جان و مال کو محفوظ نہیں محسوس کرتے تھے اس لئے یہ ضروری تھا کہ سب سے پہلے امن قائم کیا جائے۔

**قصاص عثمانؓ کا مسئلہ** حضرت علیؓ کے لئے دوسرا اہم مسئلہ قصاص عثمانؓ کا مسئلہ تھا۔ خلیفہ کی حیثیت سے یہ آپ کا فرض تھا کہ عثمانؓ کے قاتلین سے انتقام لیا جائے اور ان پر شرعی حد جاری کی جائے لیکن قاتل کا سراغ لگانا آسان کام نہ تھا، خود مفسدین بتانے کو تیار نہ تھے اور ان کے علاوہ صرف حضرت نائلہؓ موقعہ کی گواہ تھیں لیکن وہ پردہ نشین اور معمر خاتون تھیں، نیز مدینہ سے باہر کے لوگوں کو وہ جانتی نہ تھیں اس لئے وہ صرف محمد بن ابی بکر کو پہچانتی تھیں جس کے بارے میں وہ خود گواہی دیتی تھیں کہ وہ شرمسار ہو کر واپس لوٹ گیا تھا۔ اس لئے اولاً تو قاتل کی تلاش بہت مشکل تھی اور اگر وہ مل بھی جاتا تو اس کو سزا دینا اور بھی زیادہ مشکل تھا۔

**عثمانی عمّال** حضرت عثمانؓ ایک نرم مزاج حکمران تھے انہوں نے بالعموم اموی عمّال مقرر کیے اور ان پر سخت کنٹرول قائم نہ رکھا۔ عثمانی عمال نیم خود مختار حکمران ہوتے تھے، اس لئے حضرت علیؓ کو قطعاً پسند نہ تھے نیز بنو امیہ اور بنو ہاشم میں قدیم چپقلش کی وجہ سے حضرت علیؓ کے نزدیک وہ قابل اعتماد بھی نہ تھے اس لئے ان کو معزول کر کے نئے عمال کا تقرر حضرت علیؓ کے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔

**کبار صحابہ کے درمیان رنجش** حضرت علیؓ کے زمانے تک کبار صحابہ جواب کافی معمر ہو چکے تھے وہ اتحاد قائم نہیں رکھ سکتے تھے جو آنحضرت ﷺ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے زمانے میں پایا جاتا تھا، طلحہؓ و زبیرؓ خود حضرت علیؓ کے متعلق غلط فہمیاں رکھتے تھے سعدؓ بن ابی وقاص اور عبداللہؓ بن مسعود کے باہمی تعلقات ٹھیک نہیں تھے غرض یہ کہ اتحاد کے فقدان کی وجہ سے سب لوگ ایک ٹیم کی طرح کام نہیں کر سکتے تھے۔

**ذاتی اغراض کو ترجیح** بعض صحابہ کرامؓ نے ذاتی اغراض کو امت مسلمہ کے مفادات پر ترجیح دینی شروع کر دی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ مال غنیمت کی بہتات کی وجہ سے اخلاقی اور روحانی قوت نسبتاً کمزور ہو گئی تھی اور جاہ و جلال کی طرف رجحان بڑھ گیا تھا۔ عام طور پر یہی قیاس کیا جاتا ہے کہ عمروؓ بن العاص اور امیر معاویہؓ کے تمام اقدامات میں ان کی ذاتی سوچ اور

مقاصد ہی کارفرما تھے۔

**مفتوحہ قوموں کی کم فہمی** حضرت علیؓ کے لئے ایک دقت یہ بھی تھی کہ مفتوحہ قومیں دینی بوجھ سے خالی تھیں اور پورے اخلاص کے ساتھ ایسی حرکتوں پر اصرار کرتی تھیں جو معاملات کو سلجھانے کی بجائے مزید الجھا دیتی تھیں، حضرت علیؓ کے حامیوں میں اکثریت کوفہ و بصرہ والوں کی تھی لیکن وہ ہر معاملے میں اپنی کم فہمی کو حضرت علیؓ پر مسلط کرتے، چنانچہ جنگ صفین میں قرآن کے ورقوں کی وجہ سے جیتی ہوئی جنگ کو ہارنا، حکمین کا تقرر اور ابوموسیٰ اشعریؓ کے تقرر پر اصرار ان کی کم فہمی کی واضح مثالیں ہیں۔ لیکن سب سے بڑھ کر اس سلسلے میں قابل ذکر بات خوارج کا ظہور ہے جو آیت ان الحکم الا للہ کی تفسیر صحیح نہ سمجھ سکے اور حضرت علیؓ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد کے واقعات

حضرت علیؓ نے مندرجہ بالا مشکلات پر قابو پانے کے لئے جو کوششیں کیں ان کو سمجھنے کے لئے ان کے عہد کے واقعات کا مختصراً جائزہ لینا ضروری ہے۔

**قاتلین عثمانؓ کی تلاش** حضرت علیؓ پوری کوشش کے باوجود حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو تلاش کرنے میں ناکام رہے۔ اسلامی قانون کے تحت کسی شخص کو قتل کے جرم میں سزا نہیں دی جا سکتی جب تک اس کے خلاف مطلوبہ شہادت موجود نہ ہو، اور چونکہ مفسدین شہادت دینے سے انکاری تھے اور حضرت نائلہ و زوجہ عثمانؓ کسی کو نہیں پہچانتی تھیں اس لئے کسی پر حد جاری نہیں کی جا سکتی تھی، حضرت علیؓ کی یہ ناکامی بہت دوررس اثرات کا باعث بنی۔

**عثمانی عمّال کی معزولی اور اس کے اثرات** حضرت علیؓ نے خلافت سنبھالتے ہی امیر معاویہؓ کو معزول کر دینے کا فیصلہ کیا۔ مغیرہؓ بن شعبہ (جو سیاست و تدبر میں بہت بلند مانے جاتے تھے) حضرت علیؓ کو اس اقدام سے منع کرتے رہے لیکن حضرت علیؓ نے اپنا فیصلہ برقرار رکھا۔ عبداللہ بن عباسؓ نے بھی مشورہ دیا کہ فی الحال امیر معاویہؓ کو معزول نہ کیا جائے لیکن حضرت علیؓ نے اس مشورہ کو بھی تسلیم نہ کیا اور تمام اموی عمال کو بیک قلم معزول کر کے نئے گورنر مقرر فرما دیئے۔ چنانچہ بصرہ پر عثمانؓ بن حنیف کوفہ پر عمارہ بن شہابؓ یمن میں عبداللہ بن عباسؓ، مصر پر قیسؓ بن سعدؓ اور شام پر سہیل بن حنیف کو والی مقرر کیا گیا۔ اس نئے والیوں میں سے کوفہ کا نامزد والی راستے ہی سے پلٹ آیا کیونکہ وہاں کے لوگ ابوموسیٰ اشعریؓ کی جگہ کسی اور کو والی بنانے کے لئے تیار نہ تھے۔ قیس بن سعد نے بڑی حکمت سے مصر کی حکومت کا قبضہ لیا۔ یمن اور بصرہ میں حضرت علیؓ کے عمال کو تسلیم کر لیا گیا۔ شام کے نامزد گورنر سہیل بن حنیف جب سرحد شام میں داخل ہوئے تو انہیں روک دیا گیا اور وہ بھی واپس لوٹ آئے۔

امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے خلاف فضا تیار کرنے کے لئے مدینہ سے حضرت عثمانؓ کے

خون آلود کپڑے اور حضرت نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں منگوالیں اور ان کو دمشق کی جامع مسجد میں رکھ دیا تاکہ سب لوگ دیکھیں۔ شامی سرداروں کو یہ تاثر دیا گیا کہ یہ سب کچھ حضرت علیؓ کی وجہ سے ہوا ہے اور شامیوں نے ماتم کرنا اور قصاص کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا۔ اسی دوران حضرت علیؓ کا قاصد پہنچا جس کے ذریعے انہوں نے امیر معاویہ کو سمجھانے کی کوشش کی اور قصاص عثمانؓ کے بارے میں اپنا نقطہ نظر لکھا۔ امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے دلائل کا جواب دینے کی بجائے ایک سفید کاغذ لفافہ میں بند کر کے انہیں بھیج دیا۔ حضرت علیؓ صورت حال کو بھانپ گئے۔ قاصد نے زبانی تمام حالات بیان کئے کہ کیسے ہزاروں شامی حضرت عثمانؓ کا انتقام لینے کے لئے بے قرار ہیں چنانچہ حضرت علیؓ نے امیر معاویہؓ کا مقابلہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔

## جنگ جمل

حضرت عائشہؓ حج بیت اللہ کے لئے مکہ میں مقیم تھیں جب انہیں شہادت عثمانؓ کی خبر ملی اور ساتھ ہی یہ اطلاع بھی ملی کہ مفسدین نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور حضرت علیؓ قاتلین عثمان کو سزا دینے میں ناکام رہے ہیں تو انہوں نے اپنے طور پر خود قصاص لینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس مقصد کے لئے رؤسائے مکہ کی مدد سے ایک عظیم الشان لشکر جمع کیا گیا اور لشکر بصرہ کی طرف روانہ ہوا۔ طلحہؓ و زبیرؓ بھی مدینہ سے مایوس ہو کر مکہ آ گئے تھے۔ انہوں نے بھی حضرت عائشہؓ کا ساتھ دیا۔

بصرہ کے گورنر عثمانؓ بن حنیف نے حضرت عائشہؓ کو روکنے کی کوشش کی لیکن وہ شکست کھا کر گرفتار ہوئے۔ حضرت عائشہؓ کے حکم سے انہیں رہا کر دیا گیا۔ بصرہ سے بہت سے سبائی گرفتار کر کے قتل کر دیئے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چھ ہزار بصری حضرت عائشہؓ کے خلاف ہو گئے۔ حضرت علیؓ کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو انہوں نے امیر معاویہؓ کے مقابلے کو ملتوی کر دیا اور نظام خلافت کو بچانے کے لئے بصرہ کی طرف پیش قدمی کی۔ اس موقع پر بہت سے اکابر صحابہؓ نے آپؓ کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا جس میں سعدؓ بن ابی وقاص، اسامہؓ بن زیدؓ، عبداللہؓ بن عمرؓ اور محمدؓ بن مسلمہ بھی شامل تھے۔ محمد بن مسلمہؓ نے فرمایا۔

> ”مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ میں اپنی تلوار کفار کے مقابلہ میں استعمال کروں اور جب مسلمانوں سے لڑنے کا وقت آئے تو اس کو کوہ احد پر مار کر توڑ دوں چنانچہ میں نے کل اس کو توڑ دیا۔“

تاہم حضرت علیؓ کو دس ہزار کوفی فوج میسر آ گئی اور آپ اسے لے کر بصرہ پہنچے۔

### قعقاعؓ بن عمرو کی گفت وشنید

قعقاعؓ بن عمرو ایک صحابی اور بہت بہادر جرنیل تھے وہ کوفہ میں مقیم تھے۔ انہوں نے اصلاح احوال کی کوشش کی اور حضرت علیؓ سے گفتگو کر کے ان کا مسلک سمجھا اور حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ سے گفتگو کی۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا ”اماں! آپ یہاں کیوں آئی ہو؟“ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا ”صرف

اصلاح کے لئے۔'' حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے بھی ان کی تائید کی۔ قعقاعؓ نے پوچھا ''وہ کیسے ممکن ہے۔'' سب نے جواب دیا۔ ''عثمانؓ کا قصاص لے کر۔ اگر اسے چھوڑ دیا گیا تو قرآن کو چھوڑ دیا گیا۔ اگر اسے لے لیا گیا تو قرآن کو زندہ کیا گیا۔''

اس کے جواب میں قعقاعؓ نے ان کو سمجھایا کہ ''آپ نے بصرہ کے قاتلین عثمانؓ کو قتل کیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چھ ہزار بصری آپ کا ساتھ چھوڑ گئے۔ آپ نے حرقوص بن زبیر کو گرفتار کرنا چاہا تو یہی چھ ہزار بصری مزاحم ہوئے اور آپ کو انہیں رہا کرنا پڑا۔ گویا آپ جس قصاص کا دعویٰ لے کر آئے خود ہی اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے جنگ کا ارادہ ترک نہ کیا تو یہی چھ ہزار بصری آپ کے خلاف لڑیں گے۔''

اس گفتگو کا اچھا اثر ہوا اور حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ صلح پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت علیؓ کو بھی اس گفت و شنید سے خوشی ہوئی انہوں نے اعلان فرمایا کہ ''جو لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل میں کسی طرح بھی شریک ہیں انہیں ہم سے اچھی توقع نہ رکھنی چاہیے۔''

## سبائیوں کی سازش اور جنگ

اس کے باوجود جنگ ہو کر رہی۔ سبائی گروہ اس صلح کو اپنے لئے مہلک سمجھتا تھا چنانچہ انہوں نے پہلے تو حضرت علیؓ، زبیرؓ اور طلحہؓ تینوں کو ختم کرنے کا ارادہ کیا اور پھر یہ فیصلہ ہوا کہ صلح کے معاہدہ کو آخری شکل ملنے سے پہلے ہی جنگ شروع کر دی جائے چنانچہ صبح ہونے سے پہلے پہلے سبائی مکہ سے آنے والے لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ جب حضرت علیؓ نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ دوسرے لشکر کی طرف سے پہل ہوئی ہے۔ حضرت عائشہؓ یہ سمجھیں کہ حضرت علیؓ کے لشکر کی طرف سے بدعہدی ہوئی ہے اس طرح میدان کارزار گرم ہو گیا۔ بصری حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے گرد جمع ہو گئے اور تمام جنگ اسی اونٹ کے گرد ہوئی اسی وجہ سے اسے جنگ جمل کہتے ہیں۔ عین میدان میں حضرت زبیرؓ اور حضرت علیؓ آمنے سامنے ہوئے تو حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا۔ زبیرؓ! تمہیں یاد ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک مرتبہ تم علیؓ کے خلاف ناحق لڑو گے؟ یہ سنتے ہی حضرت زبیرؓ نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا لیکن ایک سبائی نے آپؓ کو جاتے دیکھا تو پیچھے ہو لیا اور جب آپؓ حالت نماز میں تھے آپؓ پر حملہ کر کے آپؓ کا سر کاٹ لیا اور حضرت علیؓ کے پاس لے آیا۔ حضرت علیؓ نے اس پر اسے بہت ملامت کی۔ حضرت طلحہؓ بھی زبیرؓ کی طرف دیکھ کر جنگ سے الگ ہو گئے۔ لیکن مروان بن حکم نے جو ان کے ساتھ مکہ سے آیا تھا ایک تیر سے آپؓ کو شہید کر دیا۔ جنگ کا خاتمہ اس طرح ہوا کہ حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے پاؤں زخمی کر کے اسے بٹھا دینے کا حکم دیا۔ اونٹ کے بیٹھتے ہی بصری فوجیں منتشر ہو گئیں اور حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ آمنے سامنے ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے صرف اتنا کہا ''ام المومنینؓ خدا ہمیں معاف فرمائے۔ اور حضرت عائشہؓ نے ''آمین'' فرمایا۔ حضرت علیؓ نے ام المومنین کو نہایت احترام کے ساتھ مدینہ بھجوا دیا۔

**جنگ جمل کی اہمیت** جنگ جمل محض غلط فہمی کا نتیجہ تھی۔ اس بات کا اعتراف بعد میں حضرت عائشہؓ نے بھی فرمایا۔ یہ جنگ یقیناً ٹل سکتی تھی لیکن دونوں لشکروں میں شرارتی عناصر موجود تھے۔ جو ہر قیمت پر جنگ چاہتے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں کی تلواریں ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔ دس ہزار قیمتی جانیں باہمی تصادم کی نذر ہوگئیں۔ اس جنگ نے حضرت علیؓ کی قوت کم کر دی۔ امیر معاویہؓ کو تیاری کا مزید موقع فراہم کر دیا۔ حضرت علیؓ کو بہت سے مخلص ساتھیوں سے محروم کر دیا۔ طلحہؓ و زبیرؓ جیسے لوگوں کی شہادت نے بہت سے لوگوں کو دل برداشتہ کر دیا اور بحیثیت مجموعی اس جنگ سے امیر معاویہؓ کو بہت فائدہ پہنچا۔

**دارالخلافہ کی تبدیلی** مسلمانوں کی باہمی جنگوں میں اہل مدینہ کی اکثریت نے شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت علیؓ کے حامیوں کی زیادہ تعداد کوفہ میں تھی اس لئے آپ نے دارالخلافہ مدینہ سے کوفہ منتقل کر دیا اس میں یہ مصلحت بھی پیش نظر تھی کہ شام کے خلاف جنگ میں سہولت رہے گی اور یہ بھی کہ حرم رسولؐ (مدینہ) جنگ کا مرکز نہیں بنے گا لیکن اس کا یہ نتیجہ ضرور ہوا کہ حکومت کے مشیر صحابہؓ و تابعین کی بجائے کوفی سردار بن گئے۔

## جنگ صفین کے اسباب

**حضرت عثمانؓ کی شہادت اور حضرت علیؓ کی خلافت** 35ھ میں عبداللہ بن سبا کے پیروکاروں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا اس سانحہ کے تین دن بعد تک مدینہ پر باغیوں کا قبضہ رہا۔ انہوں نے اہل مدینہ سے مطالبہ کیا کہ جلد خلیفہ کا انتخاب کریں۔ چنانچہ مہاجرینؓ و انصار کی ایک جماعت حضرت علیؓ کے پاس گئی۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ مجھے خلافت کی حاجت نہیں ہے تم جس کو چنو گے میں بھی اسے تسلیم کرلوں گا لیکن انہوں نے آپ سے خلافت قبول کرنے پر اصرار کیا۔ آپ نے پھر جواب دیا کہ "مجھے خلیفہ سے وزیر رہنا زیادہ پسند ہے" لیکن حالات کی نزاکت کے پیش نظر آپ کو خلافت کو قبول کرنا پڑا اکثر صحابہ کرام نے آپ کی بیعت کر لی، بعض صحابہ نے مشروط بیعت کی کہ اگر آپ حضرت عثمانؓ کا قصاص لیں تو ہم آپ کو خلیفہ تسلیم کرتے ہیں اور بعض لوگ مدینہ سے شام کی طرف روانہ ہو گئے یا گھروں میں بند ہو کر بیٹھ رہے۔

**قصاص عثمان میں ناکامی** حضرت علیؓ نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی حضرت عثمانؓ کے قاتلین تلاش کرنے کی کوشش کی، لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی سانحہ کے وقت صرف حضرت نائلہؓ موقعہ پر موجود تھیں لیکن وہ پردہ دار اور ضعیف العمر خاتون تھیں اس لئے وہ کسی کو پہچان نہیں سکتی تھیں، وہ صرف محمد بن ابی بکر کو جانتی تھیں لیکن خود ان کا بیان تھا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پہلے وہ شرمندہ ہو کر دروازے سے باہر نکل گئے تھے۔ اسلامی قانون کی رو

سے جب تک کسی شخص کے خلاف عینی گواہ موجود نہ ہوں اس پر حد جاری نہیں کی جا سکتی اس لئے کسی کو بھی قتل عثمانؓ کا مرتکب قرار نہیں دیا جا سکتا تھا، تمام بلوائی حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے لیکن حضرت علیؓ کو ان پر کوئی کنٹرول حاصل نہ تھا۔ چنانچہ خلافت کے تیسرے روز جب آپ نے انہیں اپنے اپنے علاقوں میں واپس جانے کا حکم دیا تو انہوں نے منتشر ہونے سے انکار کر دیا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ منتشر ہونے کی صورت میں ان سے قصاص آسانی سے لیا جا سکتا ہے۔ قصاص لینے میں ناکامی کا اثر یہ ہوا کہ اکابر صحابہ حضرت علیؓ کی طرف سے بدظن ہو گئے۔

## عثمانی عمّال کی معزولی

خلافت سنبھالتے ہی حضرت علیؓ نے تمام عثمانی عمال کو معزول کر دیا اور نئے عمال مقرر کیے۔ بصرہ میں عبداللہ بن عامر کی جگہ عثمان بن حنیف کو کوفہ میں عمارہ بن شہاب کو یمن میں عبداللہؓ بن عباس کو، مصر میں عبداللہ بن ابی سرح کی جگہ قیسؓ بن سعد کو اور شام میں امیر معاویہؓ کی جگہ سہیلؓ بن حنیف کو مقرر کیا گیا۔

امیر معاویہؓ کو معزول کرنا شدید غلطی تھی، مغیرہؓ بن شعبہ نے جو عرب کے مشہور مدبر تھے حضرت علیؓ کو سمجھایا کہ پہلے امیر معاویہ سے بیعت لیجئے پھر انہیں معزول کیجئے لیکن آپؓ نہ مانے، عبداللہؓ بن عباس نے بھی سمجھانے کی ناکام کوشش کی۔

امیر معاویہؓ خود بہت عقل مند آدمی تھے انہوں نے سہیلؓ بن حنیف کو شام کی حدود میں داخل ہی ہونے نہ دیا۔ حضرت علیؓ نے بیعت کے لئے لکھا لیکن جب قاصد واپس آیا تو امیر معاویہؓ کا جواب کھول کر دیکھا تو لفافہ بالکل خالی تھا۔ اس سے حضرت علیؓ کو صورت حال کا اندازہ ہو گیا۔

## قصاص عثمانؓ کی دعوت

امیر معاویہؓ نے عمرو بن العاص کے مشورے سے مدینہ سے حضرت عثمانؓ کے خون آلود کپڑے اور حضرت نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں منگوائیں اور نمائش کے لئے انہیں جامع مسجد دمشق میں رکھ دیا اور ایک بااثر سردار شرحبیل کو بلا کر یہ تمام چیزیں دکھائیں۔ عوام الناس اور شیوخ شام ان چیزوں کی طرف دیکھ کر روتے تھے اور قصاص کا مطالبہ کرتے تھے، حضرت علیؓ کو جب حالات کا علم ہوا تو سمجھ گئے کہ امیر معاویہؓ نے اپنے اقتدار کو محفوظ رکھنے کے لئے قصاص عثمانؓ کا بہانہ سامنے رکھا ہے۔

## مصالحت کی ایک اور کوشش

حضرت علیؓ نے امیر معاویہ کو سمجھانے کے لئے ایک خط لکھا جس کو جریرؓ بن عبداللہ کے ہاتھ امیر معاویہ کے پاس بھیجا گیا، خط کا مضمون یہ تھا کہ جن لوگوں نے ابوبکرؓ و عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اس لئے تم بھی بیعت کر لو اگر تم واقعی قصاص عثمانؓ چاہتے ہو تو پہلے میری اطاعت کرو اس کے بعد باضابطہ مقدمہ پیش کرو میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق اس کا فیصلہ کروں گا۔

امیر معاویہؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ خلیفہ عثمانؓ تمہاری موجودگی میں قتل ہوئے اور تم

نے اپنے قول و فعل سے روکنے کی کوشش نہیں کی قاتلین عثمان تمہارے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ اور اس وقت تمہاری اصل قوت اور مشیر وہی ہیں اگر تم قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دو تو ہم سب بیعت کرنے کو تیار ہیں جب اس خط کا علم اہل کوفہ کو ہوا تو وہ دس ہزار کی تعداد میں مسلح ہو کر جامع مسجد میں پہنچے اور نعرے لگانے لگے کہ ہم سب عثمانؓ کے قاتل ہیں۔ حضرت علیؓ نے یہ منظر امیر معاویہؓ کے قاصد کو دکھایا اور کہا کہ قاتلین عثمانؓ کو حوالے کرنا میرے بس سے باہر ہے چنانچہ مصالحت کی یہ کوشش بھی ناکام رہی۔

**جنگ صفین** مندرجہ بالا خط و کتابت کے بعد حضرت علیؓ نوے ہزار فوج کے ساتھ سرحد شام کی طرف روانہ ہوئے امیر معاویہؓ بھی اپنے لشکر سمیت آگے بڑھے صفین کے میدان میں دونوں فوجیں بالمقابل ہوئیں خیر خواہان امت نے مصالحت کروانے کی کوشش کی لیکن کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی، چنانچہ شدید جنگ شروع ہو گئی۔ کئی ہفتے کی مسلسل لڑائی کے بعد حرام مہینوں کی آمد کی وجہ سے جنگ رک گئی۔ صفر کے مہینے میں جنگ دوبارہ شروع ہوئی ایک ہفتہ کے انفرادی مقابلوں کے بعد ایک روز عام جنگ شروع ہوئی۔ جو صبح سے شروع ہو کر اگلے دن تک جاری رہی۔ پینتالیس ہزار شامی فوج مقتول ہو چکی تھی اور قریب تھا کہ شامیوں کو شکست فاش ہو جائے عمروؓ بن العاص کے مشورے سے امیر معاویہؓ نے قرآن مجید کے ورق نیزوں پر بلند کروا دیئے۔ اور شامیوں نے پکارنا شروع کر دیا کہ قرآن مجید ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ حضرت علیؓ جانتے تھے کہ یہ ایک جنگی چال ہے لیکن علوی فوج قرآن مجید کے درمیان آنے کے بعد لڑنے پر آمادہ نہ ہوئی۔

**حکمین کا تقرر** گفت و شنید سے یہ طے کیا گیا کہ دونوں فریق ایک ایک ثالث مقرر کر دیں اور وہ دونوں بیٹھ کر تنازعہ کا فیصلہ کریں اور فریقین اس فیصلے کو ماننے پر مجبور ہوں۔

امیر معاویہؓ نے اپنی طرف سے عمروؓ بن العاص کو مقرر کیا۔ حضرت علیؓ، عبداللہؓ بن عباس کو مقرر کرنا چاہتے تھے لیکن ان کی فوج ان کے حکم سے باہر تھی اس نے مطالبہ شروع کر دیا کہ ابو موسیٰؓ اشعری کو مقرر کیا جائے ابو موسیٰؓ ایک سادہ لوح بزرگ تھے، عمروؓ بن العاص کی شطارت کا جواب ان کے پاس نہیں تھا لیکن اس کے باوجود حضرت علیؓ کو مجبوراً انہیں نامزد کرنا پڑا۔

دونوں ثالث چھ ماہ تک دومتہ الجندل میں غور و فکر کرتے رہے بالآخر دونوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ دونوں کو معزول کر دیا جائے۔ اور اکابرین امت کو ایک دفعہ پھر موقعہ دیا جائے کہ وہ موزوں آدمی خلیفہ منتخب کریں۔ فیصلہ کا اعلان سننے کے لئے تمام بڑے بڑے صحابہ دومتہ الجندل پہنچے، عمرو بن العاصؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے کہا کہ آپ بزرگ ہیں آپ پہلے فیصلے کا اعلان کریں۔ ابو موسیٰؓ سادہ لوح بزرگ تھے سیاسی چال میں آ گئے اور اعلان کیا کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دونوں کو معزول کر دیا جائے اور خلیفہ کا انتخاب نئے سرے سے ہو۔

عمروؓ بن العاص نے اس کے بعد منبر پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ ابو موسیٰؓ نے اپنے آدمی کو معزول کر دیا ہے میں بھی انہیں معزول کرتا ہوں اور امیر معاویہؓ کو بحال رکھتا ہوں کیونکہ وہ شہید خلیفہ کے ولی ہیں۔

امیر معاویہؓ کے حامیوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ فیصلہ ان کے حق میں ہوا ہے۔ دوسری طرف حضرت علیؓ نے اس کو صریح غداری قرار دیا اور فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

## جنگ صفین کے اثرات

اس واقعہ کے تاریخ اسلام پر بہت دوررس اثرات مرتب ہوئے۔

**خوارج کا ظہور** اس واقعہ کا سب سے بڑا اثر یہ ہوا کہ حضرت علیؓ کی فوج ایک حصہ حضرت علیؓ کا ساتھ چھوڑ گیا، اور حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ دونوں کو کافر قرار دیتے ہوئے دونوں کے خلاف جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ یہ لوگ متشدد قسم کے حکمت دین سے عاری مسلمان تھے، جب جنگ صفین کے موقعہ پر حکم مقرر کیے گئے تو انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ خدا کے علاوہ کوئی اور حکم ہو ہی نہیں سکتا وہ آیت کو ان الحکم الا للہ ① (حکومت صرف اللہ ہی کے لئے ہے) سے استدلال کرتے ہوئے کہتے تھے کہ حکم مقرر کرنے والا مشرک اور مرتد ہے۔ اس لئے واجب القتل ہے ہم نے جب حکم بنانے کے فیصلے کو تسلیم کیا تھا ہم بھی کافر ہو گئے تھے لیکن اب ہم نے توبہ کر لی ہے۔ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ دونوں کافر ہیں اور وہ اور ان کے ساتھی واجب القتل ہیں۔ یہ گروہ جو بہادری میں اپنی مثال آپ تھا حضرت علیؓ کے لئے یہ ایک نئی مصیبت ثابت ہوا۔ یہ لوگ جہاں جاتے تھے ظلم وستم کا بازار گرم کر دیتے تھے، اس لئے حضرت علیؓ کو قیام امن کے لئے ان کا مقابلہ کرنا پڑا اور نتیجہ یہ نکلا کہ امیر معاویہؓ کے خلاف جدوجہد جاری نہ رکھی جا سکی۔

**امیر معاویہؓ کی خلافت** اب تک امیر معاویہؓ قصاص عثمان کے دعویدار تھے، لیکن عمروؓ بن العاص نے انہیں شہید خلیفہ کے ولی کی حیثیت سے خلیفہ قرار دیا، چنانچہ شامیوں نے فوراً آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، اس طرح اموی خلافت کی داغ بیل ڈالی گئی۔

**اسلامی اتحاد کا خاتمہ** اس واقعہ کے بعد امیر معاویہؓ نے عمروؓ بن العاص کو بھیج کر مصر پر بھی قبضہ کر لیا اور اس طرح اسلامی سلطنت کا مغربی حصہ امیر معاویہؓ کے قبضے میں آ گیا اور مشرقی حصے پر حضرت علیؓ کی حکومت قائم ہو گئی اور اسلامی سلطنت کا اتحاد ختم ہو گیا۔

**موروثی خلافت کی بنیاد** عمروؓ بن العاص کے فیصلے کی بنیاد یہ تھی کہ شہید خلیفہ کے ولی کی حیثیت سے امیر معاویہ خلیفہ ہیں۔ یہ گویا موروثیت کے اصول کی بنیاد رکھی گئی ہو بعد میں باقاعدہ شکل اختیار کر گئی اور باپ کے بعد بیٹا خلیفہ ہونے لگا۔

---

① خوارج نے اس کا ترجمہ لَا حَکَمَ اِلَّا اللہ اللہ کے سوا کوئی حکم نہیں ہو سکتا۔

## مصر پر امیر معاویہؓ کا قبضہ 39ھ۔659ء

مصر پر حضرت علیؓ نے قیس بن سعدؓ کو گورنر بنایا تھا جو نہایت مدبر تھے۔ امیر معاویہؓ نے انہیں ساتھ ملانے کی ناکام کوشش کی لیکن قیسؓ نے سخت جواب دیا۔ امیر معاویہؓ نے ان کے متعلق مشہور کر دیا کہ وہ ہمارے خاص آدمی ہیں اس لئے انہیں برا بھلا نہ کہا جائے اور قیس کی طرف سے ایک فرضی خط لوگوں کو پڑھ کر سنایا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ قیسؓ واقعی امیر معاویہؓ کے ساتھ ہیں۔ حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں سے جذباتی لوگوں کو جب یہ افواہیں ملیں تو انہوں نے قیسؓ کی معزولی پر اصرار کیا اور حضرت علیؓ کو مجبور کر کے محمد بن ابی بکر کو مصر بھجوا دیا۔ قیس کو یہ بات پسند نہ آئی اور وہ مستعفی ہو کر مدینہ چلے گئے۔ محمد بن ابی بکر کے رویے نے مصر میں بہت سے مخالفین پیدا کر دیئے جنہوں نے امیر معاویہؓ کے ساتھ خط و کتابت شروع کر دی مالک الاشتر نخعی کو محمد بن ابی بکر کی مدد کے لئے بھیجا گیا لیکن امیر معاویہؓ نے راستے ہی میں اسے قتل کر ڈالا اور عمروؓ بن العاص کو مصر پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ عمروؓ بن العاص مصر کے فاتح تھے اس لئے انہیں مصر میں پہلے ہی کافی اثر و رسوخ حاصل تھا اس لئے محمد بن ابی بکر مقابلہ نہ کر سکا اور میدان سے بھاگ کر روپوش ہو گیا۔ عمروؓ بن العاص نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

## امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ میں مصالحت

امیر معاویہؓ نے اس کے بعد حضرت علیؓ کے مقبوضہ علاقوں پر حملے کروانے شروع کر دیئے۔ عین التمر، انبار، مدائن، جزیرہ اور دومتہ الجندل پر حملے کروائے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ حجاز پر قبضہ کرنا ضروری تھا چنانچہ انہوں نے اپنی جانب سے ایک امیر الحج بھی مقرر کیا اس کے بعد انہوں نے بسر بن ابی ارطاط کو مدینہ و مکہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ بسر نے دونوں جگہ کے لوگوں سے زبردستی بیعت لی اور اصحاب رسول کو قتل کی دھمکیاں دیں۔[1] اس کے بعد یمن پر حملہ کر کے وہاں پر مظالم ڈھائے۔ حضرت علیؓ نے بھی ہر جگہ مقابلہ کے لئے فوجیں روانہ کیں لیکن حرمین میں بدامنی کوئی پسندیدہ چیز نہ تھی اس لئے حضرت علیؓ نے 40ھ میں امیر معاویہؓ کے ساتھ مصالحت کر لی اور شام، شمالی افریقہ اور مصر پر ان کا قبضہ تسلیم کر لیا۔

# خوارج

## خارجی کون تھے؟

خارجی زیادہ تر بنو تمیم اور بعض دیگر عرب قبائل کے عرب اور ان کے عجمی حمایتی (موالی) تھے جو عدنانی عربوں کے ساتھ عناد رکھتے تھے اس لئے وہ قریش کی خلافت کے خلاف تھے اس منفی سوچ میں ان کے ساتھ مفتوحہ قوموں کے لوگ بھی شامل ہو گئے کیونکہ وہ بھی عربوں کی حکومت کے دل سے خلاف تھے۔

حضرت عثمان غنیؓ کے خلاف تحریک میں بہت سے عناصر شامل تھے ان کا باہمی اتحاد صرف

① تفصیل کے لئے دیکھئے خلفائے راشدین از شاہ معین الدین ص 280

ایک نکتہ پر تھا یعنی حضرت عثمانؓ کی مخالفت۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد انہوں نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ان کی فوج میں شامل ہو گئے۔ جنگ جمل اور جنگ صفین میں یہ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ یہ لوگ دین اسلام کا صحیح شعور نہ رکھتے تھے۔ اللہ کی توحید رسالت اور آخرت پر ایمان تو لے آئے تھے لیکن اپنے نسلی تعصّبات اور قومی رجحانات پر ابھی تک قائم تھے۔

## خارجی فرقہ کا ظہور

جنگ صفین کے دوران جب امیر معاویہؓ نے عمروؓ بن العاص کے مشورے سے قرآن کے اوراق نیزوں پر اٹھا کر نعرے لگوائے کہ قرآن ہمارے اور تمہاری درمیان فیصلہ کرے گا تو حضرت علیؓ کی فوج کے بیشتر لوگوں نے لڑنے سے انکار کر دیا اور حضرت علیؓ کو مجبور کیا کہ وہ جنگ بند کریں اور اپنی طرف سے حکم مقرر کریں حضرت علیؓ اپنی طرف سے عبداللہؓ بن عباس کو مقرر کرنا چاہتے تھے لیکن انہوں نے اصرار کیا کہ ابو موسیٰ اشعریؓ کو مقرر کیا جائے بعد میں ان لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ حکم مقرر کرنا ہی غلط تھا تاہم انہوں نے اس کو عقیدہ کا مسئلہ بنا لیا اور یہ نعرہ لگایا کہ اللہ کے علاوہ کوئی حکم (ثالث) نہیں ہو سکتا۔ حضرت علیؓ نے عبداللہؓ بن عباس کو انہیں سمجھانے کے لئے بھیجا لیکن وہ انہیں قائل نہ کر سکے اس لئے حضرت علیؓ خود ان کے پاس گئے اور انہیں سمجھایا کہ میں نے تمہارے کہنے سے حکم مقرر کیا اب تم چاہتے ہو کہ میں عہد شکنی کروں اور فیصلہ آنے سے پہلے ہی حملہ کر دوں یہ غیر مناسب ہے اس پر خوارج نے نعرے لگائے **لا حکم الا اللہ** (اللہ کے سوا کوئی حکم نہیں ہو سکتا) انہوں نے کہا حکم مقرر کرنا شرک ہے ہم نے حکم مقرر کرنے کی رائے دے کر شرک کیا حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ بھی اقرار کریں کہ آپ نے شرک کیا ہے اور پھر توبہ کریں۔ ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ جیسا عالم وفقیہ اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہ تھا کہ ثالث مقرر کرنا کفر و شرک ہے اس لئے حضرت علیؓ نے اس مطالبہ کو ماننے سے انکار کر دیا اس پر یہ لوگ حضرت علیؓ سے علیحدہ ہو گئے اور عجیب و غریب نظریات کا پرچار کرنے لگے۔

## خوارج کے عقائد

جن عقائد کا خوارج نے پرچار کیا ان میں سے اہم ترین حسب ذیل ہیں۔

1۔ حکم صرف خدا کی ذات ہے اس کے علاوہ کسی انسان کو حکم ماننا شرک ہے۔

2۔ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کفر ہے اور جو اسلام قبول کرنے کے بعد کفر کرے وہ مرتد اور واجب القتل ہے لہٰذا گناہ کبیرہ کے مرتکب قتل کیے جا سکتے ہیں۔

3۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت برحق تھی حضرت عثمانؓ کا انتخاب بھی صحیح تھا لیکن خلافت سے دستبردار ہونے سے انکار کر کے انہوں نے کفر کیا اس لئے وہ واجب القتل تھے۔ (نعوذ باللہ) اور ان کا قتل برحق تھا۔

4۔ حضرت علیؓ کا انتخاب صحیح تھا لیکن انہوں نے حکم مان کر کفر کیا لہٰذا وہ بھی واجب القتل ہیں (نعوذ باللہ)

5۔ امیر معاویہ کا انتخاب بھی غلط تھا تاہم حکم مان کر انہوں نے کفر کیا لہٰذا وہ بھی مرتد قرار پائے

اور واجب القتل ہیں۔

6۔ خلافت کے بارے میں پہلے ان کا نظریہ یہ تھا کہ خلافت پر ہر آزاد عرب کا حق ہے قریش کی اجارہ داری نہیں خلیفہ منتخب ہو جانے کے بعد اس سے جھگڑا جائز نہیں البتہ اگر وہ ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرنے اور عامتہ المسلمین کی بات نہ مانے تو اسے معزول بھی کیا جا سکتا ہے اور قتل بھی۔ اسی عقیدہ کی بناء پر حضرت عثمانؓ کا قتل جائز قرار دیتے تھے۔

خوارج میں غیر عرب قومیں شامل ہوئیں تو نظریہ خلافت میں یہ تبدیلی آ گئی کہ خلافت صرف عربوں کی اجارہ داری نہیں کوئی بھی مسلمان خواہ عرب ہو یا غیر عرب خلیفہ بن سکتا ہے البتہ اس کا عادل ہونا ضروری ہے۔

7۔ بعد کے ادوار میں خلافت کے بارے میں ایک اور نظریہ انہوں نے پیش کیا اور یہ تھا کہ ایک شخص کو امام بنانا ضروری نہیں مختلف اقوام کی منتخب کمیٹی کو امت کی سربراہی کرنی چاہیے (جدید اصلاح میں وہ Pluralist تھے)

8۔ خلافت کے بارے میں آخری دور میں ان کا نظریہ یہ تھا کہ اگر لوگ آپس میں انصاف کا برتاؤ کریں اور کسی کے حقوق پر ڈاکہ نہ ڈالیں تو امام ہونا ضروری نہیں۔ گویا وہ کسی بھی حکومت کو صرف ناگزیر ضرورت کی صورت میں برداشت کرتے تھے ان کا یہ نظریہ انتشار پسندی Anarchism کا باعث بنا۔

9۔ سب سے خطرناک نظریہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی عجیب و غریب تشریح تھی یعنی ہر مسلمان پر فرض ہے کہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے جو یہ کام نہ کرے وہ واجب القتل ہے۔ چنانچہ وہ اپنا نظریہ لوگوں کے سامنے رکھتے تھے جو اقرار کرے اسے کہتے تھے کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو اور اس نظریے کو پھیلاؤ اور جو انکار کرے اسے مرتد قرار دے کر قتل کر دیتے تھے۔

## عبداللہ بن خبابؓ بن ارت کا قتل

جب حضرت علیؓ کوفہ واپس لوٹ آئے تو خوارج نے پورے زور و شور سے اپنے نظریات کا پرچار شروع کر دیا اس کے لئے تشدد کا طریقہ اختیار کیا جس کے واضح مثال عبداللہ بن خبابؓ بن ارت کا وحشیانہ قتل ہے حضور ﷺ کے ایک شیدائی خبابؓ بن ارت کے صاحبزادے عبداللہ اپنی حاملہ بیوی کو ساتھ لے کر جا رہے تھے ان کے گلے میں اللہ کی کتاب تھی۔ خوارج نے انہیں پکڑ لیا اور ان سے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے بارے میں سوال کیا آپ نے ان کے لئے کلمہ خیر کہا پھر انہوں نے حضرت عثمانؓ کے بارے میں پوچھا (عبداللہ نے ان کے بارے میں بھی اچھی رائے کا اظہار کیا) انہوں نے پھر حضرت علیؓ کے حکم ماننے کے بارے میں سوال کیا تو ان کا جواب یہ تھا علیؓ قرآن و سنت کو سے بہتر جانتے ہیں تم سے زیادہ نیک اور صاحب بصیرت و فراست ہیں" خوارج نے کہا "تم سچ کی پیروی نہیں کرتے بھاری بھرکم ناموں کی پیروی کرتے ہو"

یہ کہہ کر عبداللہ بن خبابؓ کو پکڑ کر نہر کے کنارے لے گئے ان کو ذبح کر کے نہر میں پھینک دیا اور ان کی بیوی کا پیٹ بھی پھاڑ ڈالا یہ کہتے ہوئے کہ کافر بچہ بھی کافر ہی نکلے گا۔

## حضرت علیؓ کے ساتھ تصادم

اب جبکہ خوارج ہر جگہ خون خرابہ کرتے پھر رہے تھے۔ اسلامی ریاست کا سربراہ ان کا نوٹس لینے پر مجبور تھا چنانچہ حضرت علیؓ نے ان سے خطاب کر کے انہیں قرآن وسنت سے دلائل دیئے۔

☆ قرآن کی آیت جس میں میاں بیوی کے درمیان اختلاف کی صورت میں دونوں طرف سے ایک ایک حکم مقرر کرنے کا حکم دیا گیا تھا پیش کی اور بتایا کہ حکم مقرر کیا جا سکتا ہے۔

☆ حضور ﷺ کا عمل پیش کیا کہ حضور ﷺ نے شادی شدہ مرد کو زنا کرنے کی صورت میں سنگسار کرنے کا حکم دیا لیکن اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی اور اس کی وراثت بھی تقسیم کی۔ چور کے ہاتھ کاٹے لیکن چور کو قتل نہیں کیا سزا یافتہ لوگ بدستور اسلامی معاشرہ کا حصہ رہے اور ان کو مال غنیمت میں سے حصہ بھی ملتا رہا۔

خوارج لاجواب ہو گئے اور ایک ہزار کے لگ بھگ خارجی تائب ہو کر واپس لوٹ گئے لیکن باقی نے حضرت علیؓ کا مقابلہ کیا۔

## جنگ نہروان

حضرت علیؓ شام پر حملہ کرنا چاہتے تھے لیکن مجبوراً قیام امن کے لئے انہیں پہلے خوارج کی طرف متوجہ ہونا پڑا آپ فوج لے کر نہروان پہنچے اور خوارج کو سمجھانے کی کوششوں میں ناکام ہونے کے بعد آپ نے حضرت ابوایوبؓ انصاری کو علم امان دے کر ایک طرف کھڑا کر دیا اور اعلان کیا کہ جو شخص ان کے علم کے نیچے آ جائے گا یا اپنے گھر چلا جائے گا اس سے تعرض نہیں کیا جائے گا۔ یہ تدبیر کارگر ثابت ہوئی اور خوارج کے اکثر فوجی منتشر ہو گئے یا ابوایوبؓ انصاری کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ صرف چار ہزار خوارج مقابلے پر آئے جو نہایت بہادری سے لڑے اور تقریباً سب کے سب میدان جنگ ہی میں مقتول ہوئے اگرچہ خوارج کو شکست ہوئی لیکن جو باقی بچے انہوں نے اپنی خفیہ سرگرمیاں جاری رکھیں۔

## حضرت علیؓ کی شہادت

میدان جنگ میں شکست کھانے کے بعد چند خارجی ایک جگہ اکٹھے کھڑے ہوئے اور انہوں نے یہ طے کیا کہ امت مسلمہ کے کام خراب ہونے کی وجہ تین اشخاص علیؓ، معاویہؓ اور عمروؓ بن العاص ہیں۔ اگر ان تینوں کو قتل کر دیا جائے تو امت مسلمہ پھر سے متحد ہو سکتی ہے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن ملجم نے حضرت علیؓ کو برک بن عبداللہ نے امیر معاویہ کو عمرو بن بکر نے عمرو بن العاص کو قتل کرنے کا ذمہ لیا اور یہ طے ہوا کہ تینوں ایک ہی دن مقررہ وقت پر ان تینوں کا خاتمہ کر دیں۔ چنانچہ یہ تینوں کوفہ، دمشق اور فسطاط روانہ ہو گئے 17 رمضان 40ھ کو تینوں حملہ آور صبح کی نماز کے وقت مساجد میں منتظر رہے۔ ابن ملجم حضرت علیؓ کو شہید کرنے میں کامیاب ہو گیا، امیر معاویہ کے زخم کاری نہ تھے عمروؓ بن العاص کی بجائے خارجہ بن

SANANSAR



خذافہ شہید ہوگئے کیونکہ اس دن امامت کے لئے عمروؓ بن العاص خود نہیں آئے تھے اس طرح سے خوارج نے حضرت علیؓ سے اپنی شکست کا انتقام لے لیا۔

## فتنہ خوارج کے اثرات

خوارج کا ظہور گہرے اثرات کا باعث بنا، حضرت علیؓ کی فوج جنگ نہروان میں خوارج کی بہادری کی وجہ سے اس حد تک تھک گئی تھی کہ اس جنگ کے بعد اس نے شامیوں کے خلاف لڑنے سے انکار کر دیا اور منتشر ہونا شروع کر دیا، اس طرح سے امیر معاویہؓ کو اپنی حکومت مضبوط کرنے کا موقعہ مل گیا اور حضرت علیؓ اس کے بعد اس پر حملہ نہ کر سکے خوارج حضرت علیؓ کی شہادت کا بھی سبب بنے جس سے اموی خلافت کی راہیں بالکل ہموار ہوگئیں۔ لیکن ہاشمیوں کی شکست کے بعد یہی خوارج بنو امیہ کے خلاف لڑنے میں مصروف ہوگئے یہ جنگیں بنو امیہ کے لئے جان لیوا ثابت ہوئیں۔ عبداللہؓ بن زبیر کو بھی ان کے ہاتھوں نقصان اٹھانا پڑا، آخری اموی خلیفہ مروان ثانی ابو مسلم خراسانی کی بغاوت کے وقت خوارج ہی سے لڑنے میں مصروف تھا۔ گویا یہ ایک ایسی تحریک تھی جو کافی دیر تک زندہ رہی اور ہر مضبوط حکومت کو مٹانے کے درپے رہی۔

# حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت

## بچپن ہی سے دین حق کے علمبردار

حضرت علیؓ کی پرورش براہ راست محمد ﷺ کی نگرانی میں ہوئی تھی کیونکہ بچپن میں ہی آپ کے والد ابو طالب نے انہیں حضور ﷺ کی کفالت میں دے دیا تھا اس لئے آپ کے اخلاق و کردار میں نبی ﷺ کا کردار پوری طرح منعکس ہوا تھا۔ آپ ابھی دس سال کے بچے تھے جب حضور ﷺ پر وحی نازل ہوئی آپ نے بچوں میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کیا خفیہ دعوت کے دور میں حضور ﷺ کے ساتھ رہتے اور چھپ کر کی جانے والی عبادت میں بھی ساتھ ہی ہوتے۔ حج کے موقعہ پر جب حضور ﷺ مکہ سے باہر آنے والوں کو دعوت دین دیتے تو آپ بھی ساتھ ہوتے بعض روایات کے مطابق جب کبھی داؤ لگتا تو خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں کو تھوڑ پھوڑ دیتے یا ان کے اعضا کاٹ دیتے۔ آپ کی عمر پندرہ سال تھی جب حضور ﷺ نے خاندان کی دعوت کر کے انہیں اسلام کی طرف بلایا۔ اس دعوت کا انتظام حضرت علیؓ ہی نے کیا تھا۔ اور شرکاء مجلس کے لئے بکرے کے پائے پکائے تھے۔ دعوت کے بعد جب آپ نے لوگوں سے پوچھا "اے بنی عبدالمطلب خدا کی قسم میں تمہارے سامنے دنیا کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں۔ بولو تم میں سے کون میرا ساتھ دیتا ہے تو اس کے جواب میں صرف ایک آواز آئی "گو میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں اور مجھے آشوب چشم کی بیماری ہے، میری ٹانگیں پتلی ہیں تاہم میں آپ کا دست و بازو بنوں گا، حضرت علیؓ المرتضی کی آواز تھی۔

## ایثار و جاں نثاری

آپ کی زندگی میں ایثار و جاں نثاری کا وہ وقت بے مثال ہے جب ہجرت کی رات مکہ کے لوگوں نے نعوذ باللہ حضور ﷺ کو ختم کرنے کے لئے ان

کے گھر کو آ گھیرا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی رات آنحضرت ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا۔ حضور ﷺ محاصرہ کے کرنے والے خونخوار بھیڑیوں کے درمیان سے نکل کر سفر ہجرت پر روانہ ہو گئے اور اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو سلا دیا۔ صبح ہوئی تو کفار مکہ اپنے ناپاک ارادے کو پورا کرنے کے لئے مکان میں گھس آئے اور حضور ﷺ کی جگہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کو پا کر سخت برہم ہوئے اور پوچھا محمد کہا ہے؟ حضرت علیؓ کا جواب تھا ''مجھے کیا خبر پہرہ تم دے رہے تھے یا میں؟ تم لوگوں نے انہیں نکل جانے دیا اور وہ نکل گئے'' قریش غصے اور ندامت سے حضرت علیؓ پر بل پڑے ان کو گھسیٹتے ہوئے اور خانہ کعبہ تک پکڑ لائے تھوڑی دیر تک قید رکھا آخر چھوڑ دیا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ بطور عالم

محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔''

واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ قرب کے سبب آپ نے سب کے زیادہ فیض حاصل کیا آپ دین اسلام کی روح کو سمجھتے تھے نہایت باصلاحیت و ذہین تھے دین کے اصولوں کو حالات پر منطبق کرنے میں ممتاز تھے اسی لئے حضرت عمر فاروقؓ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا ''علی کی موجودگی میں کوئی اور فتویٰ نہ دیا کرے'' عبداللہؓ بن عباس جو خود بھی بڑے عالم و فقیہ تھے حضرت علیؓ سے متاثر تھے۔ آپ کی رائے تھی کہ ''علی علم و فراست اور بہادری و سخاوت میں بے مثل ہیں۔ امیر معاویہؓ نے سیاسی مخالفت کے باوجود حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر سن کر کہا تھا ''علیؓ کی شہادت سے فقہ و حکمت دونوں رخصت ہو گئے۔''

**قرآن پاک کا علم** حضرت علیؓ حافظ قرآن تھے اور آپ کے استاد براہ راست نبی کریم ﷺ تھے ہر سورۃ کا شان نزول معلوم تھا اور آپ اس کا صحیح مفہوم بھی واضح کرتے تھے۔ جب خوارج نے حَکَم مقرر کرنے پر اعتراض کیا آپ نے فوراً سورۃ نساء کی وہ آیت پڑھی جس میں میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہو جانے کی صورت میں ایک حکم مرد کے رشتہ داروں سے ایک حکم عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور ثابت کیا کہ حکم مقرر کرنا جائز ہے اگر چہ اس وقت سیاسی حالات کا تقاضہ یہ تھا کہ وہ خارجیوں کو راضی کرنے کے لئے تھوڑی دیر کے لئے اپنی غلطی مان کر توبہ کا اعلان کر دیتے لیکن آپؓ نے دین کی غلط تشریح قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

**محدث** حضور ﷺ کے قرب کی وجہ سے حضرت علیؓ کو حضور ﷺ کے ارشادات سننے کا زیادہ موقعہ ملا اس لئے احادیث کی کافی تعداد آپ سے مروی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں مفتی کا منصب آپ کے پاس تھا اس لئے آپ حضور ﷺ کے مختلف اقوال کے مطابق فتوے دیتے آپ سے احادیث روایت کرنے والوں میں عبداللہؓ بن مسعود، ابوہریرہؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ جیسے محدث بھی شامل تھے۔ ذکر الٰہی اور عبادات سے آپ خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔

اس لئے بہت سی دعائیں اور اذکار آپ ہی کے ذریعے اگلی نسلوں کو منتقل ہوئے۔

**تصوف** تصوف کے تمام سلسلے خواجہ حسنؒ بصری سے جا کر ملتے ہیں جو براہ راست حضرت علیؓ سے فیض یاب ہوئے تھے تمام صوفیاء آپ کو ابوالتصوف یعنی تصوف کا جدا اعلیٰ مانتے ہیں۔

**فقہ** حضرت علیؓ کو فقہ و اجتہاد میں جو فضیلت حاصل تھی اسی کے سبب آپ کو فتویٰ دینے کا اختیار دیا گیا تھا۔ ایک مرتبہ ایک مجنون عورت نے زنا کا ارتکاب کیا تو حضرت عمرؓ نے اس پر حد جاری کرنے کا ارادہ کیا آپ نے فوراً منع کیا کہ پاگل اور فاتر العقل پر حد جاری نہیں کی جا سکتی موزے (جراب) پر مسح کے بارے میں حضرت عائشہؓ نے آپ سے دریافت کیا کہ وضو کر کے موزہ پہنا جائے تو اس پر کتنی دیر تک مسح ہو سکتا ہے۔ حضرت علیؓ نے اس کی حد مقرر کی مسافر تین دن تین رات تک مسح کر سکتا ہے جب کہ مقیم ایک دن ایک رات تک۔ سیاسی مخالفت کے باوجود کبھی کبھی امیر معاویہؓ بھی آپ سے مسئلہ پچھواتے تھے حضرت علیؓ نے ایسے ایک موقعہ پر تبصرہ کیا تھا ''خدا کا شکر ہے کہ ہمارے دشمن بھی علم دین میں ہمارے محتاج ہیں۔''

**زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت** حضرت علیؓ کا معروف قول ہے: ''دنیا مردار ہے جو اسے حاصل کرنا چاہے اسے کتوں کی صحبت کے لئے تیار رہنا چاہیے۔'' مال غنیمت میں سے جو کثیر رقم حصے میں آتی آپ اسے خیرات کر دیتے اور خود فاقہ مستی کی زندگی بسر کرتے۔ معمولی سا گھر تھا اور سادہ سا بستر اوپر لینے کی ایک چادر اور وہ بھی ایک ایسی کہ سر ڈھانکیں تو پاؤں ننگے ہو جائیں خاتون جنت حضرت فاطمہؓ بتول اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھیں اور گھر میں کوئی خادمہ موجود نہ تھی۔ آپ شب زندہ دار انسان تھے یعنی رات کو اللہ کے حضور کھڑے ہوتے اور دن کو عام طور پر روزہ رکھتے۔ کبھی کبھی کھانے کو سوکھی روٹی میسر ہوتی جسے چباتے ہوئے آپ کے ماتھے پر پسینہ آ جاتا۔

**بیت المال کے بارے میں دیانت** حضرت علیؓ بیت المال سے صرف اتنا ہی لیتے جتنا گزارے کے لئے ناگزیر تھا۔ ایک مرتبہ سردی میں ایک پھٹی پرانی چادر لئے کانپتے جا رہے تھے کہ کسی نے امیر المومنین آپ کا اور آپ کے جسم کا بھی بیت المال پر حق ہے تو آپ نے فرمایا میں تمہارے حق کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ آپ مسلمانوں کے مشترکہ مال سے اپنے عزیز و اقارب کو نہیں نوازتے تھے درآں حالیکہ حضرت معاویہؓ نے اسی دور میں اپنے حامیوں کو خوش رکھنے کے لئے بیت المال کے دروازے کھول رکھے تھے۔ آپ کے بھائی عقیل کو اپنا قرضہ اتارنے کے لئے چالیس ہزار درہم کی ضرورت پیش آئی تو حضرت علیؓ نے بیت المال سے یہ رقم ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ جب کہ امیر معاویہؓ نے اپنے بیت المال سے یہ رقم ادا کر دی۔ اس پر ان کا تبصرہ یہ تھا۔ ''میں نے دین کے معاملے علیؓ سے اور دنیا کے معاملے میں معاویہؓ سے بہتر انسان نہیں دیکھا۔''

# حضرت علی رضی اللہ عنہ بطور سپاہی و جرنیل

حضرت علیؓ کی شخصیت کا دوسرا ابھرا ہوا پہلو آپ کی شجاعت ہے آپ نے حضور ﷺ کی زندگی میں شجاعت کے ریکارڈ قائم کیے اور شیر خدا۔ ''اسد اللہ'' کا خطاب حاصل کیا۔ آپ کی شجاعت کے سلسلے میں حسب ذیل واقعات مختصراً پیش کیے جاتے ہیں۔

☆ مکی دور میں ہر نازک وقت میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے اور جب ضرورت پیش آئی آپ کا دفاع کیا۔

☆ غزوہ بدر میں قریش کی طرف سے تین نامور سردار عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ نے میدان میں آگے آ کر مبارز طلب کیے تو مقابلے کے لئے حضرت عبیدہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ کو بھیجا گیا۔ حضرت علیؓ نے نہ صرف اپنے مدمقابل ولید بن عتبہ کو جہنم رسید کیا بلکہ عتبہ کا بھی کام تمام کیا۔ عتبہ اس وقت تک اپنے مدمقابل حضرت ابو عبیدہؓ کو زخمی کر چکا تھا۔ حضرت علیؓ عبیدہؓ کو زخمی حالت میں اٹھا کر اپنے لشکر لے آئے۔ غزوہ احد میں حضرت مصعبؓ بن عمیر کے شہید ہونے کے بعد لشکر اسلام کا علم (جھنڈا) آپ ہی نے سنبھالا تھا جب مومنین کے پاؤں اکھڑے تو چند جاں نثاروں نے حضور ﷺ کے گرد حلقہ بنا لیا ان میں حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کے علاوہ حضرت علیؓ بھی شامل تھے۔ یہ اصحاب حضور ﷺ کو پہاڑ کے محفوظ مقام پر لے گئے اور آپؓ نے حضرت فاطمہؓ کے ساتھ مل کر حضور ﷺ کے زخم دھوئے۔

☆ غزوہ احزاب میں جب عمرو بن عَبدِ وَدّ نامی معروف کافر، جسے دو ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا خندق عبور کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اس نے مبارز طلب کیا شیر خدا حضرت علیؓ نے اس کے مقابلے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا اور اسے مخاطب کر کے کہا سنا ہے تم دشمن کے تین سوالوں میں سے ایک ضرور پورا کرتے ہو، ابن عبد وَدّ نے متکبرانہ انداز میں کہا۔ ہاں بولو کیا مانگتے ہو۔ حضرت علیؓ کا پہلا سوال تھا۔ ''تم اسلام قبول کر لو۔'' اس نے کہا ''ایسا نہیں ہوسکتا۔'' حضرت علیؓ نے کہا ''تم واپس چلے جاؤ۔'' اس نے کہا ''یہ بھی نہیں ہوسکتا۔'' حضرت علیؓ کا تیسرا سوال یہ تھا۔ ''پھر مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ۔'' عمرو بن عَبدِ وَدّ کو ساری زندگی کسی نے اس طرح بے باکانہ چیلنج نہیں کیا تھا۔ اس نے چلّا کر حضرت علیؓ پر بھرپور وار کیا لیکن حضرت علیؓ بڑی تیزی کے ساتھ حرکت کر گئے اور اس کا وار خالی گیا حضرت علیؓ نے اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی اس پر ایسا وار کیا کہ اس کے ٹکڑے ہو گئے۔

☆ آپ یہودیوں کے خلاف تمام جنگوں میں شریک رہے تھے لیکن ان کا یادگار کارنامہ خیبر کی فتح کے موقع پر قلعہ قموص کے پہلوان سردار مرحب کا قتل ہے جو خیبر کا بادشاہ تھا۔ خود اس کے مقابلے پر آئے اور یہ اشعار پڑھے۔

ترجمہ: ''میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے۔ جنگل کے شیر کی طرح

خوفناک۔ میں اپنے دشمن کو نہایت سرعت سے قتل کرتا ہوں۔''

اور مرحب کے سر پر تلوار کا بھرپور وار کیا جو دشمن خدا کے سر اور جبڑے چیرتی ہوئی گردن تک جا پہنچی مرحب کے قتل کی وجہ سے آپ کو فاتح خیبر کہا جاتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب باقی دو روز تک مسلمان اس قلعہ کو فتح نہ کر سکے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ آج میں قیادت ایسے شخص کو دوں گا جو فتح کر کے ہی لوٹے گا جب حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کا نام پکارا تو لوگ حیران رہ گئے۔ اس لئے حضرت علیؓ اس وقت آشوب چشم میں مبتلا تھے حضور ﷺ نے لب مبارک لگایا اللہ کا شیر تندرست و توانا اور مقابلے کے لئے تیار تھا۔

☆ غزوہ احزاب کے بعد بنو قریظہ کو سزا دینے کا فیصلہ کیا گیا تو اسلامی لشکر کا علم حضرت علیؓ کے ہی حوالے کیا گیا۔

☆ فتح مکہ کے موقعہ پر جب انصاری صحابی سعدؓ بن عبادہ نے وہ اشعار پڑھے جن سے انتقام کے جذبات کا اظہار ہوتا تھا اور ان کا مفہوم یہ تھا کہ ''آج خونریز جنگ کا دن ہے اور آج حرم میں خونریزی جائز ہے'' حضور ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ علم علیؓ کے حوالے کر دیا جائے اور فرمایا کہ آج تو کعبہ کی عظمت کا دن ہے۔

اس سے پہلے اس عورت کو گرفتار کرنے والے بھی حضرت علیؓ ہی تھے جو خفیہ رقعہ لے کر مکہ جا رہی تھی۔

☆ غزوہ حنین میں آپ ان دس بارہ نفوس پاک میں سے تھے جو ثابت قدم رہے اور انہوں نے حضور ﷺ کی حفاظت کی نیز آپ کی شجاعت اور جنگی تدبیر نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔

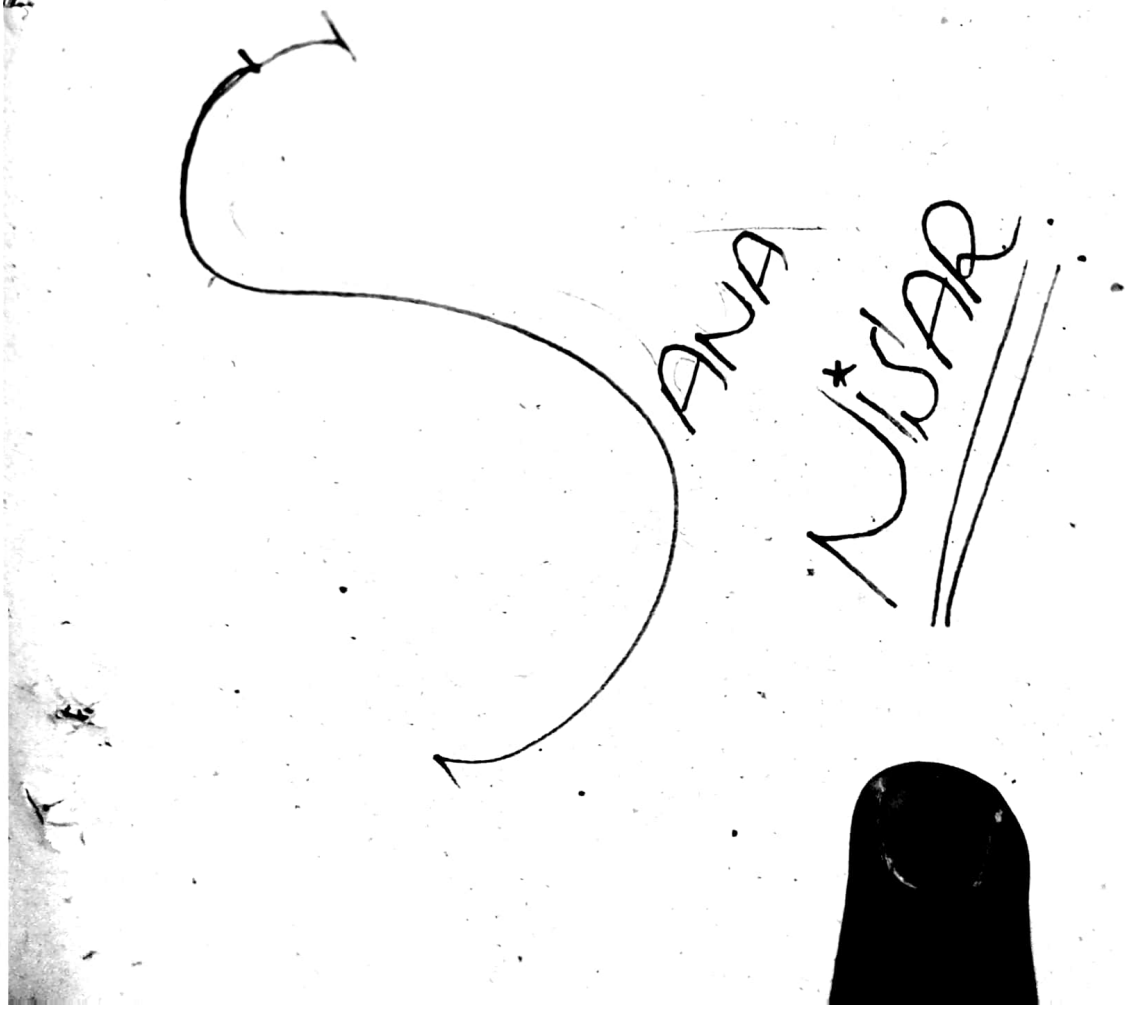
القصہ حضرت علیؓ نے دور نبوی میں اپنی عسکری صلاحیت کا لوہا بنوایا اسد اللہ کا خطاب پایا اور آج تک شجاعت و بہادری میں آپ کا نام ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔

☆ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے زمانے میں اسامہؓ بن زید کے لشکر کی روانگی کے بعد جب مدینہ میں صرف چند لوگ باقی رہ گئے اور منکرین زکوۃ کے مدینہ پر حملہ کا ارادہ کیا تو حضرت علیؓ مدینہ کے گرد پہرہ دینے والے دستے کے سالار تھے۔

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے ادوار حکومت میں دفاعی پالیسی کی تشکیل میں حضرت علیؓ کا کردار بہت نمایاں تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کو میدان جنگ میں روانہ ہونے کے بعد روک کر ان کی جگہ سعدؓ بن ابی وقاص کو بھجوانے والے حضرت علیؓ ہی تھے اور یہ نہایت حکیمانہ پالیسی تھی جس کے بہت خوشگوار اثرات مرتب ہوئے۔

# امتحانی سوالات

1- حضرت علیؓ کا کردار اور کارنامے بیان کیجئے۔ آزاد کشمیر 2013ء
2- حضرت علیؓ کے کارناموں پر مختصر نوٹ لکھئے۔ سرگودھا 2013ء
3- حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں کن مشکلات کا سامنا کیا؟ تبصرہ کیجئے۔ فیصل آباد بورڈ 2012ء
4- حضرت علیؓ کی خوارج کے خلاف لڑائیوں کا جائزہ لیجئے۔ لاہور بورڈ 2011ء
5- حضرت علیؓ کے کردار اور کارناموں کو بیان کریں۔ فیڈرل 2006ء/ بہاولپور 2006ء
6- خارجیوں کے مذہبی، سیاسی عقائد بیان کیجئے۔ سرگودھا 1996ء/ لاہور 2006ء
7- حضرت علیؓ کے نظام حکومت، ان کی شخصیت پر مضمون لکھیں۔ فیصل آباد 1996ء
8- جنگ صفین کے اسباب، واقعات اور نتائج مفصل لکھئے۔ راولپنڈی 1989ء
9- حضرت علی کو خلافت سنبھالتے وقت کون کون سی مشکلات درپیش تھیں؟ وہ ان پر کس حد تک قابو پا سکے؟ گوجرانوالہ 1984ء



# 12 خلافت راشدہ (v)

## خلافت راشدہ کے بعض اہم پہلو

اس باب میں خلافت راشدہ کے بعض خاص پہلو بیان ہوں گے، جو تمام دور خلافت راشدہ سے متعلق ہیں۔ خلافت راشدہ اس دور کو کہتے ہیں جس میں خلافت ان اصولوں پر قائم رہی جو اسلام نے دیئے تھے۔ اسلام کا نظام حکمرانی اس میں موجود رہا اور خلیفہ نے نہایت خلوص و اخلاص کے ساتھ ان مقاصد کے لئے کام کیا جو اسلامی حکومت کے مقاصد قرار دیئے گئے تھے۔ خلافت راشدہ کی اہم خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

## خلافت راشدہ کی خصوصیات

**منتخب خلیفہ** خلافت راشدہ میں خلیفہ کے انتخاب کے لئے سرکاری دباؤ نہیں ڈالا جاتا تھا اور کسی شخص کو خلیفہ بنانے کے لئے تلواریں بے نیام نہیں ہوتی تھیں بلکہ عوام اپنی رضا و رغبت سے کسی شخص پر اعتماد کا اظہار کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے انتخاب کی تجویز انصار کے اجتماع میں پیش ہوئی اور مسجد نبویؐ میں سبھی لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت عمرؓ کا نام حضرت ابوبکرؓ نے کبار صحابہ کے مشورہ سے تجویز کیا اور عام لوگوں سے اس انتخاب کی توثیق کرائی۔ حضرت عثمانؓ کے انتخاب کے لئے ایک چھ رکنی کمیٹی بنائی گئی۔ جس کے فیصلے کو عوام نے تسلیم کیا۔ حضرت علیؓ کے پاس جا کر صحابہؓ نے مجبور کیا تو انہوں نے مسجد نبوی میں عوام سے پوچھ کر خلافت سنبھالی۔ خلفائے راشدین میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو عوام کی منشاء کے خلاف کرسی خلافت پر متمکن ہوا ہو۔ ابوموسیٰ اشعریؓ نے خلافت راشدہ اور بادشاہت میں فرق اس طرح واضح کر فرمایا:

**"خلافت وہ ہے جسے قائم کرنے میں مشورہ کیا گیا ہو اور بادشاہی وہ ہے جس پر تلوار کے زور سے غلبہ حاصل کیا گیا ہو۔"**

**نمائندہ مجلس شوریٰ کا وجود** خلافت شوریٰ کے بغیر جائز نہیں ہے، کیونکہ قرآن پاک نے ہدایت فرمائی ہے کہ مومنین کے مسائل باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں۔ خود حضور ﷺ کے زمانے میں معزز صحابہ کرامؓ سے امور ریاست کے بارے میں مشورہ لیا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے تمام اہم معاملات پر شوریٰ سے فیصلہ کروایا۔ اہل شوریٰ کو اپنی بات پوری آزادی کے ساتھ پیش کرنے کا حق حاصل ہوتا تھا۔ شوریٰ خلیفہ کی ذات پر بھی تنقید کر سکتی تھی اور عملاً اگر شوریٰ خلیفہ سے اختلاف کرے اور خلیفہ کے پاس کوئی صریح نص (قرآن و سنت سے ملنے والی واضح ہدایت) موجود نہ ہو تو اسے شوریٰ کی رائے کے سامنے جھکنا پڑتا تھا۔

## بیت المال کو عوام کا مال سمجھنا

شخصی حکومت میں بیت المال حکمران کا مال ہوتا ہے، لیکن خلافت راشدہ کا نظام بیت المال کو عوام کی امانت قرار دیتا ہے۔ خلیفہ کا حق اس میں صرف اتنا ہے جتنا ایک یتیم کے وارث کو یتیم کے مال پر ہو سکتا ہے۔ خلیفہ صرف گزارہ الاؤنس لینے کا مجاز تھا اور وہ بھی اس صورت میں کہ اس کا کوئی دوسرا ذریعہ آمدن نہ ہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے عمر بھر میں تقریباً 80 ہزار درہم بیت المال سے لئے تھے لیکن وفات کے وقت وصیت کی کہ میرے ترکے میں سے یہ رقم بیت المال میں دوبارہ جمع کرا دی جائے۔ حضرت عمرؓ بھی محض گزارہ الاؤنس لیتے تھے اور وہ خلیفہ ہونے کے باوجود جیسی درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت عثمانؓ اتنے مالدار تھے کہ انہیں بیت المال سے کچھ لینے کی کبھی ضرورت پیش نہیں آئی۔ حضرت علیؓ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کے مسلک پر عمل کیا اور اسی وجہ سے عمر بھر کوئی خادم میسر نہ آیا۔ بیت المال کے بارے میں خلافت راشدہ اور بادشاہت کے طرز عمل کے فرق کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت علیؓ کے بھائی عقیل نے جب بیت المال سے کچھ رقم مانگی تو حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ ''کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا بھائی مسلمانوں کا مال تمہیں دے کر جہنم میں جائے۔''

حضرت عقیلؓ ناراض ہو کر امیر معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔ جنہوں نے بلا تکلف وہ رقم بیت المال سے دلوا دی۔

## کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اللہ کے مطابق حکومت

خلافت راشدہ کسی شخص کی ذاتی حکومت نہ تھی اور نہ خلیفہ کی صوابدید (Sweet Will) کا کوئی زیادہ دخل حکومت میں ہوتا تھا۔ بلکہ خلیفہ اور اس کے عمال کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق مسلمانوں کے معاملات کو چلانا تھا۔ ظالم کے ظلم کو روکنا اور مظلوم کی دادرسی خلیفہ کا فرض منصبی تھا۔ اس مقصد کے لئے خلیفہ اور عوام کے درمیان پردے حائل نہیں ہونے دیئے جاتے تھے۔ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ جب درّہ لے کر بازاروں میں نکلتے اور لوگوں کے ناپ تول کی پڑتال کرتے تو کوئی شخص ان کی طرف دیکھ کر یہ اندازہ نہ لگا سکتا تھا کہ ایک وسیع و عریض سلطنت کا سربراہ جا رہا ہے۔ خلافت کے اس مقصد کو حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان نے اپنی پہلی تقریر میں واضح کر دیا تھا اور حضرت علیؓ نے اپنے عمال کو جو خطوط لکھے ان میں بار بار ان کو اسی چیز کی طرف متوجہ کیا۔

## قانون کی حاکمیت (Rule Of Law)

خلافت راشدہ میں قانون کی حاکمیت کا تصور مکمل طور پر پایا جاتا تھا۔ قانون کی نظر میں سب مساوی تھے۔ خواہ وہ ذمی ہوں یا مسلمان نیز عدلیہ خود مختار، دیانتدار اور عاملہ کے کنٹرول سے آزاد تھی۔ ذمی کے قتل پر مسلمان قاتل کو قتل ہی کی سزا ملتی تھی۔ خلیفہ وقت اور کسی ذمی کے درمیان بھی اگر کوئی جھگڑا پیدا ہو جاتا تو خلیفہ کو عدالت میں حاضر ہو کر فریق مخالف کے ساتھ قاضی کے سامنے کھڑا ہونا

پڑتا۔ حضرت علیؓ نے جب وہ خلیفہ تھے، اپنی زرّہ حاصل کرنے کے لئے عدالت میں استغاثہ دائر کیا تو نصرانی کے ساتھ عدالت میں حاضر ہوئے اور کافی ثبوت مہیا نہ کر سکنے کی وجہ سے آپ کا استغاثہ خارج کر دیا گیا۔ آج کی مہذّب و جمہوری دنیا میں بھی قانون کی حاکمیت کا تصور اس حد تک مکمل نہیں ہے کہ خود سربراہ ریاست کو بھی عدالت میں طلب کیا جا سکے بلکہ صدر کو استثنیٰ حاصل ہوتا ہے۔

**جمہوریت کی روح** خلافت راشدہ میں عوام کو خلیفہ کے ہر کام میں تنقید کا حق حاصل تھا۔ وہ اسے مشورے دے سکتے تھے اس سے سوالات پوچھ سکتے تھے۔ اسے غلط کام سے روک سکتے تھے خلیفہ عوام سے الگ تھلگ نہیں رہتا تھا بلکہ پانچوں وقت مسجد میں ان کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ اس کے مکان پر کوئی دربان نہیں ہوتا تھا۔ وہ عام لوگوں کے اندر گھومتا پھرتا تھا۔ اس لئے ہر شخص کسی وقت بھی اس سے اپنی بات کہہ سکتا تھا۔ خلفاء خود اپیل کرتے تھے کہ انہیں غلطی سے روکا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پہلی تقریر میں فرمایا تھا کہ اگر میں ٹھیک کام کروں تو میرا ساتھ دو اگر غلط کام کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ حضرت عمرؓ کو کئی مرتبہ تنقید کے نتیجے کے طور پر اپنی رائے بدلنی پڑی۔ حضرت عثمانؓ نے عمر بھر لوگوں کی تنقیدیں سنیں اور جان دے دی، لیکن لوگوں کے حقوق سلب نہیں کیے۔ حضرت علیؓ نے خوارج تک کو اظہار رائے کی آزادی دی۔ اس لحاظ سے خلافت راشدہ میں عوام کو اس سے زیادہ جمہوری حقوق حاصل تھے جو کہ موجودہ جمہوریتوں میں حاصل ہوتے ہیں۔

**فلاحی ریاست** خلافت راشدہ کے دور میں حکومت کا مقصد عوام کی فلاح و بہبود تھا۔ خلیفہ کا فرض تھا کہ وہ ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرے۔ حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا کہ ''اگر دریائے دجلہ کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مر جائے تو اس کی ذمہ داری بھی سربراہ ریاست پر ہوگی۔''

وہ رات کو رعایا کے حالات سے باخبر رہنے کے لئے چکر لگاتے۔ ضرورت مند کو اناج پہنچاتے مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے کی کوشش کرتے۔ حضرت عثمانؓ غنی کے عہد میں دولت کی فروانی کی وجہ سے زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔ حکومت آمدورفت کو بہتر بنانے کے لئے راستے بنواتی، پانی مہیا کرنے کے لئے نہروں کا اہتمام کرتی، زراعت کی ترقی کے لئے اقدامات کرتی، تجارت کے فروغ کے لئے ضابطے بناتی، تعلیم کے فروغ کے لئے اقدامات کئے جاتے غرضیکہ عوام کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے ہر قسم کی کوششیں کی جاتیں۔

**اشاعت دین کا اہتمام** انسان کی سب سے بڑی ضرورت ''ہدایت'' ہے۔ اس لئے خلافت راشدہ میں حکومت دین کی اشاعت کو حکومت کے مقاصد میں اوّلیت حاصل تھی۔ مساجد کا قیام مؤذنوں کا تقرر، ان کی تنخواہیں مقرر کرنا اور عوام کی دینی تعلیم کا بندوبست اسی سلسلے کے اقدامات تھے۔

## انسانی حقوق کا احترام

خلافت راشدہ ایک دستوری حکومت تھی۔ عام لوگوں، قبائل اور اقلیتوں کے حقوق کے سلسلے میں میثاق مدینہ میں جو بنیادیں فراہم کی گئی تھیں، خلافت راشدہ میں برقرار رہیں۔ غیر مسلموں کو ''ذمی'' قرار دے کر ان کے حقوق کا باقاعدہ اعلان کیا گیا، اور ان کو سماجی، معاشی، اور مذہبی آزادی دی گئی۔ مسلم عوام کے حقوق کا بھی تحفظ کیا گیا۔ جب حضرت عمرو بن العاصؓ نے کسی شخص کو ناحق سزا دی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ''عمرو تم نے ان کو کب سے غلام بنایا ہے۔ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا۔'' حقوق انسانی میں ایک اہم حق اظہار رائے کی آزادی کا بھی ہے۔ جس کا احترام خلفائے راشدہ کیا کرتے تھے۔ اسی آزادی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے عبداللہ بن سبا نے حضرت عثمانؓ کے خلاف سازش کی اور خوارج نے حضرت علیؓ کے خلاف پروپیگنڈہ مہم چلائی خلافت راشدہ کے بعد کے ادوار میں حکومت کے خلاف اظہار رائے کی اتنی آزادی نہ تھی۔

## جمہوریت کی روح

ساتویں صدی عیسوی میں انتخاب کا اس طرح کا نظام تو نافذ نہیں کیا جا سکتا تھا، جو آج کل ہے اور نہ ہی لوگ اپنے خلاف رائے کو برداشت کرنے کے سلسلے میں اتنے تنگ نظر تھے کہ ''خفیہ بیلٹ'' کی ضرورت پیش آئے تاہم خلافت راشدہ میں جمہوریت کی روح موجود تھی۔ یعنی خلیفہ عوام کی مرضی معلوم کر کے بنایا جاتا تھا۔ بلکہ گورنروں کا تقرر بھی عوام کی رائے سے ہوتا تھا۔ اگر عوام کسی گورنر کی شکایت کرتے تو اسے معزول کر دیا جاتا تھا۔ بعض اوقات عوام کو پیغام بھیجا جاتا تھا کہ ''عامل'' کے تقرر کے لئے کسی مناسب آدمی کا انتخاب کر کے خلیفہ کو اطلاع دیں اور اس شخص کی تقرری عمل میں آتی تھی۔ ①

## عصبیتوں سے پاک حکومت

خلافت راشدہ کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس دور میں فیصلے قبائلی عصبیتوں کی بنیاد پر نہیں کیے گئے بلکہ جن لوگوں نے اس عصبیت کو بھڑکانے کی کوشش کی انہیں ناکامی ہوئی مثلاً بعض انصاری صحابہ نے آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد خلافت کا فیصلہ قبائلی بنیاد پر طے کرنے کی کوشش کی عامۃ المسلمین نے حضرت ابوبکرؓ کو خدمات اسلامی اور ذاتی بلندی کی بناء پر منتخب کر لیا۔ مسیلمہ کذب نے اپنی نبوت کو منوانے کے لئے قحطانی قبائل کے تعصب کو بھڑکا دیا، لیکن اسے شکست ہوئی بعد میں وہی قحطانی قبائل اسلامی جنگوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ ابوسفیان نے قبائلی بنیادوں پر حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے خلاف بھڑکانا چاہا تو حضرت علیؓ نے سخت جواب دیا۔ حضرت عثمانؓ کے خلاف فتنہ انگیزی میں بنو ہاشم کے اکابرین نے حضرت عثمانؓ کے دفاع کی بھرپور کوشش کی۔ حضرت علیؓ کے دور حکومت کو بھی ''ہاشمی'' دور قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ آپ نے اپنے اعزہ و اقارب کو کبھی ناجائز فائدے نہیں پہنچائے۔ الغرض امیر معاویہؓ پہلے حکمران ہیں جنہوں نے امویوں کو ''شاہی خاندان'' قرار دیا اسی

① Arab Administration by S. A. Q. Hussaini P38

وجہ سے ان کا دور خلافت راشدہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔

# مسلمانوں کی فتوحات کے اسباب

**خلافت راشدہ** تاریخ عالم کا حیرت انگیز دور ہے جس میں صرف چند سالوں میں ایک ایسی ملت نے جسے قائم ہوئے صرف چند سال ہوئے تھے دنیا کی دو بڑی طاقتوں (World Powers) کے خلاف ٹکر لی اور دیکھتے ہی دیکھتے ان میں سے ایک یعنی ایرانی حکومت پاش پاش ہوگئی اور دوسری طاقت (رومی سلطنت) بھی اپنے ایشیائی اور افریقی علاقوں سے محروم ہو گئی۔ اور اسلامی سلطنت کی حدود ایک طرف چین و ہندوستان تک جا پہنچیں اور دوسری طرف شمالی افریقہ پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا اور ایرانی و رومی جن عربوں کو اپنا غلام سمجھتے تھے وہ اتنے طاقتور ہو گئے کہ وہ اپنی فوجی و مادی پوری قوت کے باوجود ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اس عظیم تاریخی تبدیلی کے اسباب میں سے بعض کا ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

**مسلمانوں کا جذبہ ایمانی** مسلمانوں کی کامیابی کا سب سے اہم سبب مسلمانوں کا پختہ ایمان (Conviction) تھا۔ انہیں یقین تھا کہ اس کائنات کے مالک قیصر و کسریٰ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ کامیابی و ناکامی اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ مالک الملک ہے جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کبریائی صرف اس کی ذات کے لئے ہے باقی سب بت ہیں جو لوگوں نے گھڑ رکھے ہیں۔ اس عقیدہ کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ کسریٰ کے دربار کی شان و شوکت سے مرعوب ہوئے اور نہ قیصر کی لا تعداد فوجیں ان کے حوصلے پست کر سکیں۔ انہیں معلوم تھا کہ کئی بار چھوٹے چھوٹے گروہ اللہ کی نصرت سے فتح یاب ہوئے ہیں اور بڑے بڑے فرعون و نمرود تباہ و برباد ہوئے ہیں۔ اس عقیدہ نے ان کو یہ حوصلہ دیا کہ وہ بڑی سے بڑی فوج سے ٹکرا جائیں۔

**جذبہ جہاد** مسلمانوں کا نظریہ یہ تھا اور یہ ہے کہ حکومت کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے کسی انسان کو یہ حق نہیں کہ وہ انسانوں کو اپنا غلام بنائے۔ ان کا خون چوسے ان کی آزادی پر ڈاکہ ڈالے اور ان کا استحصال کرے۔ یہی بات ہے جو مسلمان سفیر نے رستم سے کہی تھی کہ ہمارا طریقہ یہ نہیں ہے کہ ایک انسان خدا بن کر تخت پر بیٹھے اور باقی اس کے حضور بندے بن کر کھڑے ہوں۔

ان کا نظریہ یہ تھا کہ انسان پر دوسرے انسان کی خدائی شرک اور ظلم عظیم ہے اور مسلمان اس ظلم عظیم کو ختم کرنے پر مامور ہیں۔ ان کا مذہبی فریضہ تھا کہ وہ آزادی کے اس پیغام کو ہر شخص تک پہنچائیں اور ہر وہ شخص حکومت یا طاقت جو خدا کی خدائی کے خلاف بغاوت کئے ہوئے ہو اس کے خلاف ٹکرائیں۔ اس کو ہم جذبہ جہاد کہہ سکتے ہیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اس ''جہاد'' میں اگر کوئی مسلمان جان دے دے تو وہ ''شہید'' ہے اور وہ زندہ جاوید بھی ہے اور جنت الفردوس کا مستحق بھی اور اگر وہ بچ کر واپس آ جائے تو وہ غازی ہے۔ اور اس کے تمام گناہ معاف ہو گئے یہی وہ بات ہے

جو اسلامی سفیر نے ایرانی جرنیل سے کہی تھی کہ ''اسلام قبول کرلو یا جزیہ دینا قبول کرو ورنہ تمہیں ایک ایسی قوم سے جنگ لڑنی پڑے گی جو موت سے اتنی ہی محبت کرتی ہے جتنی تم زندگی سے کرتے ہو۔'' ایسی قوم کے خلاف لڑ کر فتح حاصل کرنا قریب قریب ناممکن ہے۔

**عربوں کی بہادری**

ان اخلاقی و روحانی اسباب کے ساتھ کچھ مادی اسباب بھی تھے۔ ان میں سے ایک عربوں کی بہادری ہے۔ دور جاہلیت کے عربوں میں بے شمار برائیاں تھیں لیکن کچھ اچھائیاں بھی تھیں۔ ان میں سے ایک شجاعت و بہادری بھی تھی۔ یہ قوم سخت کوش تھی جنگ و جدل کی عادی تھی۔ تہذیب کی برائیوں نے ابھی تک ان کی صلاحیتوں کو گھن نہیں لگایا تھا۔ اس لئے جب یہ میدان میں آئے تو دوسری قوموں سے برتر ثابت ہوئے۔

**مسلمان سپہ سالار**

فوج کی فتح کا بہت زیادہ انحصار سالار کی قابلیت پر بھی ہوتا ہے۔ اس زمانے میں مسلمانوں کو جو سپہ سالار میسر آئے تھے وہ صلاحیتوں اور جذبہ جہاد کے اعتبار سے بہت ممتاز تھے۔ خالدؓ بن ولید، ابوعبیدہؓ بن الجراح، اسامہؓ بن زید، سعدؓ بن ابی وقاص، عکرمہؓ بن ابوجہل اور عمروؓ بن العاص میں سے ہر کوئی ایرانی و رومی سالاروں سے بہت اونچا تھا۔ تھوڑی تعداد کے ساتھ کثیر فوج کا حوصلے اور عقل سے مقابلہ کرنا انہیں آتا تھا اور اسی وجہ سے ہر جگہ فتح نے مسلمانوں کے قدم چومے۔

**ایران و روم کی جاگیردارانہ فوج**

ایران و روم میں مستقل فوج (Standing Army) کا رواج کم تھا۔ جاگیردار اپنی فوج رکھتے تھے اور بوقت ضرورت وہی ان کی قیادت کرتے ہوئے انہیں میدان جنگ میں لاتے تھے۔ ایسی فوج کمانڈر انچیف کے نہیں بلکہ انہی جاگیرداروں کے ماتحت ہوتی تھی۔ اگر جاگیردار مارا گیا یا بھاگ گیا تو اس کے فوجی دستے بھی ساتھ ہی بھاگ جاتے۔ اس فوج میں ڈسپلن قائم کرنا عملاً ناممکن تھا۔ اس کے برعکس مسلمانوں کی فوج زیادہ منظم ہوتی تھی۔ پوری فوج کمانڈر انچیف کے کنٹرول میں ہوتی تھی اور اپنے سپہ سالار کے حکم پر فوراً حرکت میں آجاتی تھی۔ پیچھے ہٹنا مسلمانوں کے مذہب ہی میں حرام تھا۔ اس لئے ان کا میدان چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

**ایران کی سیاسی صورت حال**

سلطنت ایران جو عرب کی اسلامی ریاست سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئی کچھ دیر سے اندرونی انتشار کا شکار تھی۔ نوشیروان کی اولاد نے ایک دوسرے کے خلاف لڑنا شروع کر رکھا تھا۔ شیرویہ نے اپنے باپ کو قتل کر کے حکومت پر قبضہ کیا اور باقی تمام شہزادوں کو قتل کر ڈالا لیکن اس کی عمر نے بھی وفا نہ کی اور ملکہ بوران دخت کو امور سلطنت کا نگران بنایا گیا۔ بورن دخت امراء کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہی اور یہ سازشی ماحول بدستور قائم رہا اور اسلامی فوجیں اس گھن لگی ہوئی سلطنت کو ڈھا کر نئی عمارت بنانے میں مصروف ہوگئیں۔ یزدگرد نے صورل حال کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن اس وقت تک ایرانی

مسلمانوں سے بری طرح مرعوب ہو چکے تھے۔

## بازنطینی حکومت کا داخلی انتشار

قیصر کی حکومت بظاہر بہت مضبوط نظر آتی تھی لیکن سازشیں بازنطینی سلطنت کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھیں۔ 565ء تک بازنطینی حکومت کی کل باسٹھ فرمانروا تخت نشین ہوئے جن میں سے 42 کو قتل کیا گیا۔ 3 نے خودکشی کر لی اور دو کو تخت سے دستبردار ہونا پڑا۔ حکمران طبقے کی سازشوں کا اثر صرف بادشاہ ہی پر نہیں پڑتا تھا بلکہ عوام بھی اس کا شکار ہوتے تھے شروع میں یہ حکومت عیسائیت کی مخالف تھی اس لئے اس نے عیسائیوں پر بہت شدید ظلم ڈھائے۔ جب قیصر خود عیسائی ہوا تو عیسائی مذہب میں فرقے پیدا ہونے لگے۔ سرکاری فرقے کو چھوڑ کر باقی تمام فرقے ہمیشہ مظلوم ہوتے تھے۔ مذہبی اختلافات کی بناء پر پھانسی کا رواج غالباً بازنطینی حکوت نے ہی سب سے پہلے شروع کیا تھا۔ طبقہ امرا خاص دنوں میں مشغلہ کے طور پر قیدیوں کو درندوں سے پھڑوا کر تماشا دیکھنے کا عادی تھا۔ عوام اس قسم کی ظالمانہ حکومت کو ختم کرنے کا کوئی موقعہ کیسے ہاتھ سے کھو سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ شام و مصر کے عوام نے اپنے آقاؤں کے خلاف مسلمانوں کی مدد کی۔

## مسلمانوں کا حسن سلوک

بازنطینیوں نے جن قوموں کو فتح کیا ان کے ساتھ ان کا سلوک اتنا اچھا نہ تھا۔ ایرانی فوج بھی فتح حاصل کرنے کے بعد بے پناہ مظالم ڈھایا کرتی تھی لیکن اسلامی نظام حیات میں جنگ کا باقاعدہ ضابطہ اخلاق موجود تھا جن کی سختی کے ساتھ پابندی کروائی جاتی تھی۔ مسلمان مجاہدین خود بھی چونکہ مذہبی جذبات سے سرشار تھے۔ اس لئے وہ اپنے مذہب کی مقرر کی ہوئی حدود سے قطعاً تجاوز نہیں کرتے تھے۔ اس کا مفتوحین پر اچھا اثر پڑتا اور وہ یا تو اسلام قبول کر لیتے یا کم از کم مسلمانوں کے ساتھ تعاون کی راہ اختیار کرتے۔

جزیہ کا ایک معمولی ٹیکس دینے کے بعد مفتوحہ کو ہر طرح کی حفاظت حاصل ہوتی، بلکہ اوروں سے ان کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہو جاتی اور اگر مسلمان اس ذمہ داری کو نباہ نہ سکتے تو جزیہ واپس کر دیتے اس سے مفتوحین پر بہت اچھا اثر پڑا۔

شکست خوردہ قوموں کے ساتھ جتنا حسن سلوک اسلامی لشکر نے کیا اس وقت اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا حضرت عمرؓ نے ان جنگی قیدیوں کو بھی غلام بنانے کی اجازت نہ دی جو مصر سے حاصل ہوئے تھے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ جو قوم بحیثیت مجموعی اطاعت قبول کرے اس کا شیرازہ بکھیرنا ضروری نہیں رہتا۔ مصر پر اس کا بہت ہی خوشگوار اثر ہوا اسی طرح اہل فارس میں سے بھی کافی لوگ مسلمانوں کی طرف سے جنگوں میں شریک ہوتے رہتے۔

## مخالفین اسلام کے اخلاقی مفاسد

فوج اسلامی لشکر کی اخلاقی برتری کو اس کے مخالفین بھی تسلیم کرتے تھے۔ برعکس اس کے مخالفین اسلام کے فوجی شراب کے رسیا تھے اور رعایا کی عزت و آبرو کا خیال نہیں رکھتے تھے اس لئے عوام کے اندر ان کے

خلاف ردعمل پایا جاتا تھا۔ اس سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا۔

**مسلمانوں کا رعب** مسلمانوں نے جب ابتدائی معرکوں میں مخالفین کے دانت کھٹے کئے تو اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے دل میں ان کا رعب بٹھا دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی لشکر کی آمد کی خبر کے ساتھ ہی مخالفین کے دل بیٹھنے لگتے اور تعداد میں قلت کے باوجود فتح مسلمانوں ہی کو حاصل ہوتی۔ مسلمانوں کے رعب کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب اسلامی لشکر مدائن پر حملہ آور ہوا تو وہاں کے لوگ ''دیوان آمدند دیوان آمدند'' کہتے ہوئے بھاگ گئے۔

**نصرت الٰہی** فتح کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت مسلمانوں کے شامل حال تھی اس لئے وہ جہاں گئے فتح ان کے قدم چومتی رہی۔

## خلافت راشدہ کا نظام حکومت

حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے دور خلافت میں فتنہ ارتداد اور جنگوں میں مشغولیت کی بناء پر نظام حکومت کی تدوین کے لئے خاطر خواہ اقدامات نہ کر سکے۔ دوسرے ان کا عہد حکومت انتہائی مختصر بھی تھا۔ خلافت راشدہ کے نظام کی تفصیلات حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں طے ہوئیں اور حضرت عثمانؓ و علیؓ کے ادوار میں انہی خطوط پر کاروبار مملکت چلایا جاتا رہا۔ اس کی تمام تر تفصیلات اس سے پہلے کے باب میں دی جا چکی ہیں۔ اس کا ایک نہایت مختصر سا خاکہ درج ذیل ہیں۔

## مرکزی نظام

خلافت راشدہ کا مرکزی ڈھانچہ خلیفہ شوریٰ اور کاتب پر مشتمل تھا۔

**خلیفہ** حکومت کا سربراہ تھا۔ وہ وسیع اختیارات کا مالک تھا۔ لیکن قرآن و سنت رسول ﷺ کے خلاف فیصلے کرنے کا مجاز نہ تھا۔ وہ شوریٰ کے فیصلوں کا بھی پابند تھا اور اکثر معاملات شوریٰ کے مشورے ہی سے طے کرتا تھا۔ اس کے فرائض میں امن و امان کا قیام، ریاست کا دفاع، نظام عدل کو برقرار رکھنا اور اشاعت دین کے لئے اقدامات شامل تھے۔ وہ عمال اور قاضیوں کا تقرر کرتا اور دینی سربراہ کی حیثیت سے جمعہ کا خطبہ بھی دیتا تھا۔ اس خطبہ میں خدا اور رسول ﷺ کے احکام کی یاددہانی کروائی جاتی تھی اور تازہ ترین ملکی صورت حال پر اظہار خیال بھی ہوتا تھا۔

**شوریٰ** خلافت راشدہ میں شوریٰ مہاجرینؓ و انصارؓ میں سے چیدہ چیدہ اصحاب پر مشتمل تھی۔ تاہم مدینہ میں موجود قبائلی شیوخ بھی مشورہ میں شامل ہوتے تھے۔ اس کے اجلاس مسجد نبوی میں ہوتے تھے اور اس وقت مسجد میں موجود عام مسلمان بھی رائے دینے کے مجاز تھے۔ حضرت عثمانؓ نے امور حکومت کے بارے میں صوبائی گورنروں سے بھی مشورہ کیا۔ حضرت علیؓ نے دارالخلافہ کوفہ

منتقل کیا تو صحابہ کے علاوہ کوفہ کے معززین شوریٰ میں شامل کئے گئے۔ اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اس وقت تک کبار صحابہؓ کی کثیر تعداد فوت ہو چکی تھی یا ضعف پیری کی وجہ سے امور حکومت میں حصہ لینے کی پوزیشن میں نہ تھی۔

**کاتب** امور حکومت سے متعلق امور کا ریکارڈ رکھتا تھا اور خلیفہ کی طرف سے خط و کتابت کرتا بالعموم خلیفہ کی مہر اسی کے قبضہ میں ہوتی تھی۔

**صوبائی نظام** فاروقی عہد حکومت میں اسلامی سلطنت آٹھ صوبوں پر مشتمل تھی۔ فارس، خوزستان اور کرمان کی فتح کے بعد ان کو الگ صوبے بنایا گیا۔ مصر اور فلسطین کو دو دو ذیلی صوبوں میں منقسم کیا گیا تھا۔ شام پہلے چار صوبوں کا مجموعہ تھا عثمانی عہد میں ان سب کو اکٹھا کر کے امیر معاویہؓ کو ان کا گورنر بنا دیا گیا۔ اسی طرح مشرقی صوبوں پر عبداللہ بن عامر کو گورنر جنرل بنایا گیا تھا۔ حضرت علیؓ کے عہد میں آدھی سلطنت پر امیر معاویہؓ کا قبضہ ہو گیا تھا اس لئے مصر و شام کے صوبے مرکزی حکومت سے علیحدہ ہو گئے تھے۔

صوبائی حکام میں والی، عامل، قاضی، کاتب دیوان اور صاحب بیت المال شامل تھے۔ صوبائی نظم کو کنٹرول کرنے کے لئے ہر صوبہ میں دارالامارۃ اور الایوان تعمیر کئے جاتے تھے۔ دارالامارہ (گورنر ہاؤس) والی کا دفتر تھا۔ جبکہ الایوان محکمہ دفاع کا مرکز اور سیکرٹریٹ ہوتا تھا۔

ہر ضلع میں عامل، خازن اور قاضی مقرر کئے جاتے تھے۔

**معاشی نظام** دور صدیق اکبرؓ میں باقاعدہ بیت المال موجود نہ تھا بلکہ عہد نبویؐ کی طرح مال غنیمت اور دوسرے ذرائع سے حاصل ہونے والی رقوم کو تقسیم کر دیا جاتا تھا اور بوقت ضرورت عوام سے اپیل کر کے وسائل فراہم کئے جاتے تھے۔ ایران و روم کے خلاف جنگیں چھڑیں تو فوجی اخراجات نے مستقل حیثیت اختیار کر لی۔ اس لئے عہد فاروقی میں باقاعدہ بیت المال قائم کیا گیا۔ جس سے حکومتی مشینری اور دفاع کے اخراجات پورے ہوتے تھے آمدنی کے ذرائع میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ، عُشر (زرعی پیداوار کا دسواں یا بیسواں حصہ) خراج (مفتوحہ علاقوں کی زمین کی آمدنی کا حصہ) عشور (تجارتی مال پر ٹیکس) اور جزیہ (غیر مسلموں سے ان کی حفاظت کا معاوضہ) کے علاوہ سرکاری زمینوں کی آمدن بھی شامل تھے۔ حضرت علیؓ نے گھوڑوں پر زکوۃ لینے کے فاروقی فیصلے کو منسوخ کر دیا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے قریشی سرداروں کو مفتوحہ علاقوں میں زمینیں خریدنے کی اجازت دے دی۔ باقی تمام پہلوؤں سے فاروق اعظمؓ کے عہد کے فیصلوں کو برقرار رکھا گیا۔ افتادہ زمین کی آبادکاری اور آبپاشی کے لئے خصوصی اقدامات کئے گئے۔ جن میں نہروں کی کھدائی اور پانی کو ذخیرہ کرنے کے لئے تالابوں کی تعمیر بھی شامل تھے۔

**فوجی نظام** ایران و روم کے خلاف مستقل جنگوں اور وسیع حکومت کے دفاعی تقاضوں کے پیش نظر حضرت فاروق اعظمؓ نے دفاع کا مستقل محکمہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا تھا رضا کاروں کے ساتھ ساتھ مستقل فوج رکھی جانے لگی تھی۔ جس میں شامل مجاہدین کو تنخواہ ملتی تھی۔ فوجی چھاؤنیاں قائم کرنے کی پالیسی بھی اختیار کی گئی تا کہ مفتوحہ علاقوں کا مئوثر دفاع کیا جا سکے۔ کوفہ، بصرہ، موصل، فسطاط، دمشق اور حمص اہم فوجی چھاؤنیاں تھیں۔ کوفہ، بصرہ اور فسطاط ان شہروں میں سے تھے جو مسلمانوں نے اس دور میں خود آباد کئے تا کہ اپنی فوجوں کو وہاں مقیم رکھا جا سکے۔ فوجی چھاؤنیوں میں فوج کے علاوہ گھوڑے اور اسلحہ کا سٹاک بھی موجود ہوتا تھا۔ سپاہیوں کو خوراک ولباس کے علاوہ تنخواہ بھی ملتی تھی اور ان کے بیوی بچوں کو وظائف بھی دیئے جاتے جو ان کی شہادت یا وفات کے بعد بھی جاری رہتے۔

**عدلیہ** فاروق اعظمؓ نے عدلیہ کے ڈھانچے کو جس عمدگی سے قائم کیا اس کو باقی خلفاء کے عہد میں بھی برقرار رکھا گیا۔ قاضی کی تقرری کے لئے اعلیٰ اخلاقی معیار، قابل اعتماد کردار، ذہنی صلاحیتوں اور اسلامی قانون کے علم کو معیار بنایا جاتا۔ قاضی گورنروں کے ماتحت نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی عامل ان کو معزول کر سکتا تھا۔ عدلیہ اس حد تک آزاد و بااختیار تھی کہ خود خلیفہ کو بھی عدالت میں طلب کیا جا سکتا تھا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اپنے اپنے زمانے میں خود عدالت میں پیش ہوئے اور قاضی وقت نے ضرورت محسوس کی تو ان کے خلاف بھی فیصلہ سنایا۔

غیر مسلموں کو شخصی قانون کے تحت اپنے مقدمات کا فیصلہ کروانے اور اپنی پنچائتوں میں فیصلے کروانے کا حق حاصل رہا۔ مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے مفتی مقرر کئے گئے جو مفت قانونی مشورہ دیتے تھے۔

**پولیس اور جیل خانہ جات** جرائم کی روک تھام اور مشتبہ افراد کی نگرانی کے لئے شعبہ احداث یعنی پولیس کا محکمہ بھی قائم کیا گیا۔ حضرت علیؓ نے ضرورت کے تحت اس شعبہ کو مضبوط تر بنایا۔ ان کے زمانے میں پولیس رات بھر شہروں میں پہرہ دیتی۔ مشتبہ افراد کو جیلوں میں بند کیا جا سکتا تھا۔ بعض جرائم کی سزا کے طور پر بھی جیل بھیجا جاتا تھا۔ جہاں مجرم کو توبہ کی طرف مائل کیا جاتا تھا۔

**اشاعت دین اور تعلیم کا فروغ** خلافت راشدہ میں دین کی اشاعت حکومت کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد تھا۔ مفتوحہ علاقوں میں مساجد کا قیام، مدارس کی تعمیر اور نماز با جماعت کا اہتمام اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ مساجد، مدارس میں قرآن و حدیث اور اسلامی قانون فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی اور اسلام کی تعلیمات اور اخلاق حسنہ کے فروغ کی کوشش کی جاتی تھی۔

نے امور

**رفاہ عامہ** القصہ خلافت راشدہ کا نظام ہر لحاظ سے ترقی یافتہ تھا اور اس میں منظم معاشرے کے قیام اور انسانوں کی بہتری کے لئے اقدامات کی پوری صلاحیت موجود تھی۔

## دور خلافت راشدہ کے معاشرتی و ثقافتی حالات

خلافت راشدہ کے دور کے معاشرتی و ثقافتی پہلو پر اگر غور کیا جائے تو ہمیں مندرجہ ذیل امور بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔

**تقویٰ کا ماحول** خلافت راشدہ کا ماحول مجموعی طور پر تقویٰ اور خشیت الٰہی کا ماحول تھا۔ چونکہ صحابہ کرام کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ اس لئے تقویٰ اور خدا خوفی کا ماحول قائم تھا۔ کسی بھائی سے اگر کوئی غلطی ہو جاتی تو اس کی نشاندہی اس طرح کرائی جاتی کہ ''اللہ سے ڈرو اور اپنی اصلاح کر۔'' صحابہؓ کرام کے درمیان بعض غلط فہمیاں پیدا ہوئیں اور جنگ تک نوبت بھی پہنچی۔ لیکن تقویٰ اس حد تک غالب تھا کہ غلطی واضح ہو جانے کے بعد رجوع فوراً کیا جاتا۔ جب یہ صورت حال ختم ہوئی تو خلافت راشدہ کا دور بھی ختم ہو گیا۔

**قبائلی نظام** عرب کے قدیم قبائلی نظام کے کچھ اثرات خلافت راشدہ میں بھی موجود تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کی بگڑی ہوئی شکل (فتنہ ارتداد) کی اصلاح کی۔ حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے پوری کوشش کی کہ قبائلی تعصبات مٹ جائیں۔ انہوں نے اسی وجہ سے اپنے خاندان کے لوگوں کو عہدے و منصب دینے سے پرہیز کیا اور اس طرح کے جراثیم جہاں کہیں بھی نظر آئے انہوں نے انہیں ختم کرنے کی کوشش کی۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں آپ کے اموی عمال کے خلاف ردّ عمل ہوا۔ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان ذہنی تصادم اس وقت اور بھی بڑھ گیا جب امیر معاویہؓ نے قصاص عثمانؓ کے نعرے پر حضرت علیؓ کے خلاف تلوار اٹھائی اس طرح عرب کے مسلمانوں میں ایک بار پھر قبائلی عصبیتوں کے فتنے نے سر اٹھا لیا۔ یہ تفریق بڑھتے بڑھتے عربی و عجمی، یمنی و مضری باہمی آویزشوں کی صورت اختیار کر گئی۔

**غلامی کا خاتمہ** اسلام کا رجحان شروع ہی سے غلامی کے خلاف تھا۔ آنحضرت ﷺ نے جو ہدایات دیں ان کا مقصد غلامی کا خاتمہ تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے غلامی کے خاتمے کے لئے کئی ایک تدابیر اختیار فرمائیں۔

- آپ نے عربوں کو غلام بنانے پر مکمل پابندی عائد کر دی۔ عجم کی جنگوں میں بھی ماسوائے چند مقامات کے کسی جگہ غلام بنانے کی اجازت نہ دی گئی۔
- آپ نے قانون بنا دیا کہ جس لونڈی کے اولاد ہو جائے اس کو خریدا یا بیچا نہیں جا سکتا۔
- غلاموں کو یہ بھی اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے مالک سے معاہدہ کر لیں اور اپنی قیمت قسط وار ادا کر کے آزاد ہو جائیں۔
- کفارہ اور فدیہ کے ذریعے رہائی کے طریقے اس کے علاوہ تھے۔

o لونڈی اور غلام کو گھر میں جو حقوق دیئے گئے تھے۔ ان کی وجہ سے غلام کا معاشرے میں مقام بھی خاصہ بلند ہو گیا تھا۔

**عورت کا مقام** اسلام نے معاشرہ میں عورت اور مرد کے حقوق و فرائض باقاعدہ متعین کر دیئے تھے۔ عورت کو قابل احترام سمجھا جاتا تھا وہ گھر کی ملکہ تھی اور اسے اگلی نسل کی تربیت کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ عورتوں کو زندہ دفن کرنے کی رسم بد ختم ہو چکی تھی۔ کثرت ازواج پر بھی پابندی لگائی جا چکی تھی۔ زنا پر قدغنیں لگا کر عورت کی آبرو کی حفاظت کا بھی اہتمام کیا گیا۔ عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت تھی۔ عام طور پر خواتین ملکی معاملات میں دلچسپی بھی لیتی تھیں۔ وہ بعض جنگوں میں بھی شریک ہوئیں مرہم پٹی یا اس طرح کے دوسرے فرائض ان کو سونپے جا سکتے تھے تاہم عورت پر وہ تمام ذمہ داریاں نہیں ڈالی جاتی تھیں جو مرد اٹھاتا ہے۔

**طرز بود و باش** طرز بود و باش میں خلافت راشدہ کی شان امتیاز سادگی ہے۔ آسودہ حال گھروں میں بھی پر تکلف نشست اس طرح لگتی تھی کہ کمرے کے فرش پر کھال ڈال لی جاتی اور میزبان اپنے مہمانوں کے ساتھ یہیں بیٹھتا یہیں پر کھانا کھایا جاتا۔ عورتیں الگ کھانا کھاتی تھیں۔ چھری کانٹے کا رواج نہ تھا۔ ہاتھ سے کھانا کھایا جاتا اور تین انگلیوں سے زیادہ پلیٹ میں ڈالنا بدتمیزی خیال کا جاتا تھا۔

بدوؤں کا لباس اس وقت بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ اب ہے۔ ایک لمبا سا کرتا جس کی آستین کلائیوں تک پڑتی تھی اور جسے کمر پر ایک پٹی سے کسا ہوتا تھا۔ اب تک مردوں اور عورتوں کا یہی لباس چلا آتا ہے۔ کرتے کے اوپر ایک ڈھیلی ڈھالی عبا ہوتی تھی جو عام طور پر اونٹ کے بالوں سے بنی ہوتی تھی۔ شہری عرب، قبائلی شیوخ اور اعلیٰ طبقہ کے لوگ شلوار یا پاجامہ جس کے اوپر ایک کرتا ہوتا تھا پہنتے تھے۔ اس کے اوپر ایک کسا ہوا چغہ اور کمر کے ارد گرد ریشم یا شال کا ایک پٹکا ہوتا تھا۔ ان سب کے اوپر جبہ یا عبا ہوتی تھی۔ پاؤں میں سینڈل استعمال ہوتے تھے یا بوٹ، عورتوں کا لباس ایک ڈھیلی شلوار اور ایک ایسے کرتے پر مشتمل ہوتا تھا جو گردن پر کھلا رہتا تھا اس کرتے کے اوپر خاص کر سردیوں میں ایک کسی ہوئی جیکٹ پہنی جاتی تھی۔ گھر سے باہر نکلتے وقت سب سے اوپر ایک ڈھیلا لباس پہنا جاتا تھا جس سے چہرہ چھپانا اور کپڑوں کو گرد و غبار اور کیچڑ سے بچانا مقصود ہوتا تھا۔

(ماخوذ سید امیر علی)

**تعمیرات** خلافت راشدہ کے نصف اول میں فن تعمیر میں سادگی برقرار رہی۔ مکانات پتھروں یا اینٹوں کو گارے سے لگا کر بنائے جاتے تھے۔ مسجد نبویؐ بھی سادہ بنی ہوئی تھی۔ حضرت عمرؓ فاروق ویسے ہی اس معاملے میں اسراف کے قائل نہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے مسجد نبویؐ کی توسیع کروائی تو بھی سادگی کو برقرار رکھا۔ تاہم ضرورت پیش آنے پر حضرت عمرؓ بھی عمدہ اور مضبوط نے امور عمارت کا اہتمام فرماتے۔ عہد فاروقی میں کوفہ بصرہ اور فسطاط وغیرہ شہر بسائے گئے تو حضرت عمرؓ نے کے ستون اور گھاس پھوس کی چھت کا حکم دیا۔ لیکن جب کوفہ بصرہ میں ان مکانات کو آگ

گئی تو آپ نے سب مکانات کو پکا بنانے کا حکم دیا۔ آپ نے جو مکانات بنوائے تھے ان میں صرف تین کمرے بنانے کی اجازت تھی۔ بعض عمال نے اپنے لئے ڈیوڑھی یا بالا خانہ تعمیر کروایا تو آپ نے اس امتیاز کو پسند نہ فرمایا اور اسے گروا دیا۔ عہد فاروقی میں مصر میں ایک قلعہ بنایا گیا جو بہت مضبوط تھا اور اس کی تعمیر میں پورا ایک سال صرف ہوا۔ کوفہ میں جو مسجد بنائی گئی وہ بلند تر چبوترے پر بنائی گئی مضبوط اور وسیع تھی اور اس میں چالیس ہزار نمازی اکٹھے آ سکتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے تک بہت سے غیر ملکی معمار یہاں پہنچ گئے تھے جنہوں نے غیر ملکی فن تعمیر کا رواج شروع کر دیا۔ چنانچہ بعض صحابہ کرام نے بھی اچھے اچھے مکانات کی تعمیر کرائی۔ حضرت علیؓ نے بہت سی مساجد اور بیت المال تعمیر کروائے خلافت راشدہ کے بعد کے عہد میں فن تعمیر نے خوب ترقی کی۔ لیکن وہ عظیم الشان سادگی ختم ہوتی چلی گئی جو حضرت عمرؓ نے قائم کی تھی۔

**مسجد کا مقام** خلافت راشدہ تک مسجد اسلامی معاشرے کا ثقافتی و علمی مرکز تھی۔ اس کی حیثیت قومی اجتماع گاہ کی تھی۔ یہاں پر مذہبی، علمی، سیاسی اور ثقافتی سرگرمیاں فروغ پاتی تھیں۔ خلافت راشدہ کے بعد شاہی دربار اور مدارس الگ ہوتے چلے گئے اور مسجد صرف نماز پڑھنے کی جگہ رہ گئی۔

**تعلیم کی اشاعت** تعلیم کی اشاعت کا اہتمام بھی خلافت راشدہ میں کیا گیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے ابتدائی مدارس قائم کئے جن میں قرآن مجید، اخلاقی اشعار اور امثال عرب کی تعلیم دی جاتی تھی۔ قرآن پاک جمع کر لیا گیا تھا اس لئے اب حدیث کی اشاعت کی طرف توجہ دی جا رہی تھی۔ بڑے بڑے علماء حفاظ جن میں سے اکثر و بیشتر صحابہؓ تھے تعلیم و تعلم میں مشغول رہتے تھے۔ مدرسین و معلمین باقاعدہ تنخواہیں لیتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے اس نظام کو برقرار رکھا بلکہ اس میں ترقی کی کوشش کی حضرت علیؓ بھی علم کے قدردان تھے۔ انہوں نے بھی اس سلسلے میں خصوصی توجہ دی۔

**مذہبی آزادی** خلافت راشدہ میں تمام مذاہب کو آزادی حاصل تھی۔ ذمی حسب منشاء پوری آزادی کے ساتھ اپنی عبادت گاہوں میں عبادت کرتے۔ بہت سے شہر فتح کرتے ہوئے اسلامی فوج کے جرنیلوں نے جو مذہبی حقوق ذمیوں کو دیئے اس کی مثال آج بھی کم ملتی ہے۔ اس کی تفصیل عہد فاروق میں گزر چکی ہے۔

## امتحانی سوالات

1- خلافت راشدہ کی اہم خصوصیات بیان کریں۔ ساہیوال بورڈ 2015ء
فیصل آباد 2015، ملتان بورڈ 2015، بہاولپور بورڈ 2013ء

2- خلافت راشدہ کی نمایاں خصوصیات تحریر کیجئے۔ فیڈرل بورڈ 2010ء

3- خلفاء راشدین کے انتخاب کے طریق کار کی تفصیل بیان کریں۔ لاہور بورڈ 1997ء

4- خلافت راشدہ کا مرکزی و صوبائی نظام لکھئے۔ ملتان بورڈ 2006ء، بہاولپور بورڈ 2006

5- ایرانی بازنطینی شہنشاہوں کے خلاف مسلمانوں کی عظیم فتوحات کی وجوہات وضاحت سے بیان کیجئے۔

## مختصر سوالات (Short Questions)

☆ حضرت ابوبکرؓ کے والد کا نام اور ان کا قبیلہ کونسا تھا؟ ❖ ابو قحافہؓ۔ بنو تیم بن مرہ

☆ جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کے سپہ سالار کون تھے اور مقابل کون تھا؟ ❖ سعدؓ بن ابی وقاص

☆ بیت المقدس کب فتح ہوا اور کن کے عہد میں ہوا؟ ❖ 15ھ۔ عہد فا

☆ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد مسند خلافت کتنے دن خالی رہی؟ ❖ 3 دن

☆ اسود عنسی کس ملک کا رہنے والا تھا؟ ❖ یمن

☆ حضرت عثمانؓ کا تعلق کس قبیلہ سے تھا اور آپ کے والد کا کیا نام تھا؟ ❖ عفان، بنو امیہ

☆ جنگ صفین کن کے درمیان لڑی گئی؟ ❖ حضرت علیؓ۔ امیر معاویہؓ

☆ موالی کی تعریف کریں۔

❖ غیر عرب قبائل جو عرب قبائل کے ساتھ بھائی چارہ قائم کر لیتے تھے اس لئے عرب قبیلہ کے موالی کہلاتے تھے۔

☆ حضرت عثمانؓ کو "ذوالنورین" کیوں کہا جاتا ہے؟

❖ حضور ﷺ کی دو بیٹیاں (حضرت رقیہؓ، ام کلثوم) آپ کے نکاح میں آئیں۔

☆ حضرت علیؓ نے اپنا دارالخلافہ کس شہر کو بنایا؟ ❖ کوفہ

☆ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد کون خلیفہ بنا؟ ❖ حضرت حسن

★ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ نے کن کو ثالث بنایا؟ ❖ ابوموسیٰ اشعری، عمروؓ بن العاص

★ مسیلمہ کذاب کون تھا؟ اسے کس نے قتل کیا؟ ❖ جھوٹا نبی، جنگ یمامہ، وحشیؓ بن حرب

★ آخری ایرانی بادشاہ کا نام کیا تھا؟ ❖ یزدگرد

★ جنگ جمل کن کے درمیان لڑی گئی اور کیوں؟

❖ حضرت عائشہ۔ حضرت علیؓ (قصاص عثمان کا مطالبہ)

☆ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو کس کس نے شہید کیا اور کیوں؟

❖ حضرت عمرؓ کو ابولولو فیروز نے۔ (مغیرہ بن شعبہ کے ساتھ تنازعہ میں عمرؓ فاروق نے اس کے خلاف فیصلہ دیا تھا۔) حضرت علیؓ کو عبدالرحمن بن ملجم نے جو خارجی تھا۔

☆ عہد فاروقیؓ میں دو نئے شہر بسائے گئے۔ ان کے نام لکھئے۔ ❖ کوفہ، بصرہ، فسطاط

☆ زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟

❖ مسلمانوں کے جمع شدہ مال پر 2½ فیصد اسلامی حکومت وصول کر کے غرباء کو دیتی تھی۔

☆ کوفہ اور بصرہ کس کے حکم پر آباد ہوئے؟ ❖ حضرت عمر فاروقؓ

☆ حضرت عثمانؓ کا لقب کیا تھا اور کیوں دیا گیا؟

ذوالنورین۔ حضور ﷺ کی دو بیٹیاں آپ کے نکاح میں آئیں۔

☆ شام کب اور کس خلیفہ کے وقت میں فتح ہوا؟ ❖ عمر فاروقؓ، 14ھ۔15ھ
☆ اسلامی ریاست کے دو ذرائع آمدن کے نام لکھیں۔ ❖ خراج، عشر
☆ تیسرے خلیفہ راشد کا دور خلافت کب سے کب تک ہے؟ ❖ 24ھ تا 35ھ۔ 644ء تا 656ء
☆ مصر کو کس سپہ سالار نے کس سن میں فتح کیا؟ ❖ عمرو بن العاص 640ء تا 642ء
☆ حضرت علی کو کب اور کس نے شہید کیا؟ ❖ عبدالرحمٰن ابن ملجم خارجی 17 رمضان 40ھ
☆ روم کے محاذ پر کونسی فیصلہ کن جنگ لڑی گئی نیز جنگ میں مسلمانوں کے قائد کون تھے؟
❖ جنگ یرموک ابوعبیدہ بن الجراح
☆ جنگ نہروان کس سن ہجری میں اور کس کس کے درمیان لڑی گئی؟ ❖ حضرت علیؓ۔ خوارج۔ 37ھ
☆ حضرت ابوبکرؓ کا نام اور کنیت کیا تھی؟
❖ عبدالکعبہ جسے حضور ﷺ نے عبداللہ سے بدل دیا کنیت ابوبکر
☆ جنگ جمل کس سن ہجری میں اور کس کس کے درمیان لڑی گئی؟
❖ حضرت علیؓ۔ حضرت عائشہؓ جمادی الثانی 36ھ۔ 656ء
☆ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں آباد کردہ دو شہروں کے نام تحریر کریں۔ ❖ کوفہ، بصرہ، فسطاط
☆ حضرت ابوبکرؓ کو جامع القرآن کیوں کہا جاتا ہے؟
❖ انہوں نے یمامہ میں 70 حفاظ کی شہادت کے بعد زیدؓ بن ثابت کاتب وحی کی نگرانی میں صحیح ترتیب کے ساتھ مرتب کروا کر حضرت حفصہ کے پاس رکھ دیا۔
☆ خراج سے کیا مراد ہے؟
❖ مفتوحہ علاقوں کی زرعی پیداوار میں اسلامی حکومت کا حصہ بمطابق معاہدہ۔
☆ اذان کا طریقہ کس کی رائے سے طے پایا؟ ❖ عمر فاروقؓ
☆ حضرت عثمانؓ کا تعلق قریش کے کس قبیلے سے تھا؟ ❖ بنوامیہ
☆ حضرت علی کی پہلی شادی کس سے ہوئی؟ ❖ حضرت فاطمہؓ
☆ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان کونسی جنگ ہوئی؟ ❖ جنگ جمل
☆ اسود عنسی کس ملک کا رہنے والا تھا؟ ❖ یمن
☆ حضرت علی کو کس نے اور کہاں شہید کیا؟ ❖ ابن ملجم کوفہ کی جامع مسجد
☆ باقاعدہ فوج کا شعبہ کس کے دور میں شروع ہوا؟ ❖ حضرت عمر فاروقؓ
☆ جزیہ کن پر لاگو ہوتا ہے؟ ❖ اسلامی حکومت کی غیر مسلم رعایا
☆ وہ کونسا غزوہ ہے جس میں حضرت علیؓ نے شرکت نہ کی اور کیوں؟
❖ غزوہ تبوک۔ حضور ﷺ نے مدینہ میں اپنا نائب بنایا تھا۔
☆ فاتح ایران کون تھا؟ ❖ سعدؓ بن ابی وقاص
☆ حضرت عمرؓ کس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے؟ ❖ بنوعدی

☆ حضرت ابوبکر نے خلافت کے بارے میں کیا وصیت کی؟ ❖ حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ بنایا
☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد اور والدہ کا نام لکھئے۔ ❖ ابوقحافہ، سلمیٰ ام الخیر
☆ مالک بن نویرہ کون تھا؟ اسے کس نے قتل کیا؟
❖ مدعی نبوت سجاح کا ساتھی، خالدؓ بن ولید نے قتل کیا سجاح بنت حارث
☆ ایران اور مصر کو فتح کرنیوالے صحابہ کرامؓ کے نام لکھئے۔ ❖ سعدؓ بن ابی وقاص عمرو بن العاصؓ
☆ حضرت عمرؓ کا دور حکومت کتنا ہے؟ ❖ 10 سال 6 ماہ 4 دن
☆ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان کونسی جنگ لڑی گئی؟ ❖ جنگ صفین
☆ حضرت عثمان کی عدالت میں سب سے پہلا مقدمہ کونسا پیش ہوا؟
❖ عبیداللہ بن عمر کا مقدمہ ہرمزان کا قتل
☆ امیر المومنین کا لقب کس نے اختیار کیا؟ ❖ حضرت عمر فاروقؓ
☆ عبداللہ بن سباء کون تھا؟ ❖ یمنی یہودی جس نے حضرت عثمان کے خلاف تحریک چلائی۔
☆ خارجیوں کے دو عقائد لکھئے۔
❖ اللہ کے سوا کوئی حکم نہیں ہوسکتا۔ امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ دونوں نے کفر کیا
☆ حضرت عثمان نے مصر کی گورنری سے کس کو ہٹایا؟ ❖ عمرو بن العاص کو حضرت عمرؓ کی وصیت تھی۔
☆ حضرت عثمان نے شام کا گورنر کسے بنایا؟ ❖ امیر معاویہؓ
☆ جنگِ قادسیہ کتنے دن جاری رہی؟
❖ چار دن، تیسرے دن رات بھر جنگ جاری رہی چوتھے روز دوپہر کو فیصلہ ہوا۔
☆ میزبانِ رسول کس کو کہا جاتا ہے؟ ❖ ابو ایوبؓ انصاری
☆ رسول اللہؐ کے وصال کے بعد انصار کس کو خلیفہ منتخب کرنا چاہتے تھے؟ ❖ سعدؓ بن عبادہ
☆ امیر المومنین کا لقب پہلی دفعہ کس خلیفہ نے اختیار کیا؟ ❖ حضرت عمر فاروقؓ
☆ جنگ صفین کن دو صحابیوں کے درمیان لڑی گئی۔ ❖ حضرت علیؓ، امیر معاویہؓ
☆ بیت المال کا باقاعدہ آغاز کس کے دور سے ہوا؟ ❖ حضرت عمر فاروقؓ
☆ کس خلیفہ نے نہر ابوموسیٰ بنوائی؟ ❖ حضرت عمر فاروقؓ
☆ جنگ جمل کس سن ہجری اور کس کس کے درمیان لڑی گئی؟ ❖ حضرت علیؓ۔ حضرت عائشہؓ۔ 36ھ
☆ باغ فدک کا کیا مسئلہ تھا؟
❖ فتح خیبر، باغ فدک حضور ﷺ نے اپنے لئے رکھا۔ وصال نبوی کے بعد حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کا مطالبہ، نبیوں کی میراث نہیں حضرت علیؓ نے بھی اسی فیصلے کو برقرار رکھا۔
☆ حضرت علی اور خوارج کے درمیان لڑی جانے والی جنگ کا نام لکھئے؟ ❖ جنگ نہروان
☆ سجاح نے کس کے ساتھ شادی کر لی تھی؟ ❖ دوسرے جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کے ساتھ
☆ حضرت عمرؓ فاروق نے شام کے محاذ کے کس کمانڈر کو معزول کر دیا؟ ❖ خالدؓ بن ولید کو

☆ خالدؓ بن ولید کو معزولی کے لیے کس کو بھیجا گیا؟ ❖ حضرت محمدؓ بن مسلمہ انصاری کو
☆ عبداللہ بن سباء یہودی کا تعلق کس شہر سے تھا؟ ❖ یمن کے دارالحکومت صنعا کے ساتھ
☆ کس گورنر نے حضرت عثمانؓ کو حفاظت کی پیش کش کی تھی؟ ❖ گورنر شام امیر معاویہؓ نے
☆ کس نے حضرت عثمانؓ کو مکہ یا دمشق چلے جانے کا مشورہ دیا تھا؟ ❖ معروف مدبر مغیرہؓ بن شعبہ نے
☆ خلفائے راشدین میں سے کس نے سب کے بعد ہجرت کی؟ ❖ حضرت علیؓ نے
☆ سن ہجرت جاری کرنے کا فیصلہ کس نے کیا؟ ❖ فاروق اعظم حضرت عمرؓ نے
☆ سن ہجرت جاری کرنے کے مشورہ کس نے دیا؟ ❖ حضرت علیؓ
☆ حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان مصالحت کی کوشش کے لیے کس کو بھیجا گیا تھا؟
❖ معروف صحابی قعقاعؓ بن عمرو کو
☆ حضرت علی کے کون سے بھائی ان سے ناراض ہو کر امیر معاویہ کے پاس چلے گئے تھے؟ ❖ حضرت عقیلؓ
☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کون سے بیٹے نے یزید کے سامنے اس کی ولی عہدی پر تنقید کی اور اسے کسریٰ کا طریقہ قرار دیا؟ ❖ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ
☆ حضرت ابی بکرؓ کے کس بیٹے کو حضرت علیؓ نے پالا تھا؟ ❖ محمد بنؓ ابی بکر
☆ حضرت عائشہ کب فوت ہوئیں اور اس وقت ان کی عمر کتنی تھی؟ ❖ 57ھ - 63 سال
☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی کس بیوی کو طلاق دی تھی اور کیوں؟
❖ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ' اسلام قبول نہیں کیا تھا؟
☆ امین الملت کس کا خطاب تھا؟ ❖ ابوعبیدہؓ بن الجراح
☆ کون سے قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا؟ ❖ عبس، ذبیان، غطفان' فزارہ
☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا جانشین بنانے کے لیے کن لوگوں سے مشورہ کیا تھا؟
❖ عبدالرحمنؓ بن عوف، عثمانؓ بن عفان، سعیدؓ بن زید، اسیدؓ بن حضیر
☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یوم وفات بتائیے؟ ❖ 21 جمادی الآخر 13ھ 23 اگست 634ء
☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قبر کہاں ہے؟ ❖ حضور ﷺ کے پہلو میں
☆ حضرت ابوبکرؓ کے والد ان کی وفات کے بعد کتنی دیر زندہ رہے؟ ❖ چھ ماہ
☆ عمر فاروقؓ کا تعلق قریش کے کس قبیلے سے تھا؟ ❖ بنو عدی سے
☆ عمر فاروقؓ کے خاندان کے پاس مکہ کی شہری ریاست کون سا شہر تھا؟ ❖ سفارت
☆ اذان دینے کا طریقہ کس کی رائے کے مطابق طے ہوا؟ ❖ حضرت عمرؓ نے
☆ شام کے محاذ پر فوج کی قیادت کس نے کی؟ ❖ کبھی ابوعبیدہؓ الجراح نے کبھی خالدؓ بن ولید نے
☆ بیت المال کا باقاعدہ قیام کب عمل میں آیا؟ ❖ حضرت فاروق اعظمؓ کے دور میں
☆ حضرت عثمانؓ نے صوبوں کی صورتِ حال معلوم کرنے کے لیے کن صحابہ کو بھیجا؟
❖ محمد بن مسلمہؓ کو کوفہ۔ اسامہ بن زید کو بصرہ۔ عمارؓ بن یاسر کو مصر۔ عبداللہؓ بن عمر کو شام

☆ حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش میں سبائیوں کو سمجھا کر واپس کس نے بھیجا تھا؟
❖ حضرت علیؓ اور محمدؓ بن مسلمہ انصاری
☆ بلوائیوں نے حملہ کیا تو ان کے مکان کے باہر کون سے صحابہ پہرہ دے رہے تھے؟
❖ حسنؓ بن علی، محمدؓ بن مسلمہ، عبداللہ بن زبیر
☆ ''یاد رکھو اگر تم نے مجھے قتل کیا تو پھر تا قیامت نہ ایک ساتھ نماز پڑھو گے اور نہ ایک ساتھ جہاد کرو گے۔'' کس نے یہ تنبیہ کی تھی؟
❖ حضرت عثمانؓ غنی نے مفسدین سے خطاب کرتے ہوئے
☆ حضرت عثمانؓ کے مقرر کردہ کس گورنر پر شراب خوری کی حد جاری کی گئی؟ ❖ ولید بن عقبہ پر
☆ باجماعت نماز تراویح کس نے شروع کی؟ ❖ حضرت عمرؓ فاروق
☆ بیت المقدس کے عیسائیوں کے ساتھ صلح نامہ کس مقام پر تحریر کیا گیا؟ ❖ جابیہ
☆ بیت المقدس میں حضرت عمر فاروقؓ کی فرمائش پر کس نے اذان دی؟ ❖ حضرت بلالؓ
☆ فیروز کس کا غلام تھا؟ ❖ مغیرہؓ بن شعبہ کا
☆ حضرت عمر فاروق نے اپنے جانشین کے انتخاب کے لیے کن صحابہ پر مشتمل کمیٹی بنائی تھی؟
❖ عثمان غنیؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، سعدؓ بن ابی وقاص
☆ فاروق اعظم نے اس کمیٹی کو کتنے روز کی مہلت دی تھی؟ ❖ تین روز کی
☆ عثمان غنیؓ کے سامنے سب سے پہلے کون سا مقدمہ پیش کیا گیا؟
❖ عبیداللہ بن عمر نے ہرمزان کو قتل کر دیا تھا
☆ حضرت عثمانؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو آپ کے ساتھ کون تھا؟
❖ آپ کی بیوی حضرت رقیہ جو حضورؐ کی صاحبزادی تھیں
☆ کس ثالث نے حضرت عثمانؓ کو بطور خلیفہ منتخب کیا؟ ❖ عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے
☆ حضرت عثمانؓ نے خلیفہ بننے کے فوراً بعد کوفہ کا گورنر کسے بنایا اور کیوں؟
❖ سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت عمرؓ فاروق کی وصیت تھی
☆ حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی میں خطاب کیا تو کس نے ان کی حمایت کی؟
❖ محمدؓ بن مسلمہ انصاری نے
☆ ان اموی اکابرین کے نام بتائیے جن کی تقرری پر بعض صحابہ اعتراض کرتے تھے؟
❖ مروان بن حکم، امیر معاویہ، عبداللہ بن عامر، سعید بن العاص
☆ حضرت عثمانؓ کی طرف سے جعلی خط کس نے لکھا تھا؟ ❖ مروان بن حکم نے
☆ حضرت عثمانؓ نے سعدؓ بن ابی وقاص کو کوفہ کی گورنری سے کیوں معزول کیا تھا؟
❖ انہوں نے بیت المال سے قرض لے کر واپس نہیں کیا تھا
☆ سجاح نے کس کے ساتھ شادی کر لی تھی؟ ❖ دوسرے جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کے ساتھ

☆ مسیلمہ کے حامی کون تھے؟ ❖ اس کے قبیلہ بنو حنیفہ کے لوگ
☆ حضرت عمرؓ فاروق نے شام کے محاذ کے کس کمانڈر کو معزول کر دیا؟ ❖ خالدؓ بن ولید کو
☆ خالدؓ بن ولید کو معزولی کے لیے کس کو بھیجا گیا؟ ❖ حضرت محمدؓ بن مسلمہ انصاری کو
☆ حضرت عمر کے صاحبزادے کون سے بیٹے زہد و تقویٰ میں بے مثال تھے؟ ❖ عبداللہؓ بن عمر
☆ کوفہ میں حضرت عثمانؓ کے خلاف باغیانہ سرگرمیوں کا آغاز کس نے کیا؟
❖ سب سے پہلے یزید بن قیس نے خرچ کیا،
☆ عبداللہ بن سباء یہودی کا تعلق کس شہر سے تھا؟ ❖ یمن کے دارالحکومت صنعا کے ساتھ
☆ کس گورنر نے حضرت عثمانؓ کو حفاظت کی پیش کش کی تھی؟ ❖ گورنر شام امیر معاویہؓ نے
☆ خلفائے راشدین میں سے کس نے سب کے بعد ہجرت کی؟ ❖ حضرت علیؓ نے
☆ سن ہجری جاری کرنے کے مشورہ کس نے دیا؟ ❖ حضرت علیؓ
☆ بنو تیم بن مرہ کی مکہ کی شہری ریاست میں کیا ذمہ داری تھی؟ ❖ خون بہا اور دیت کے فیصلے کرنا
☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے چار بچوں کے نام بتائیے؟ ❖ عبداللہؓ، اسماءؓ، عبدالرحمٰنؓ، عائشہؓ
☆ حضرت ابوبکرؓ کی اس بیٹی کا نام بتائیں جسے ابوجہل نے تھپڑ مارا تھا؟ ❖ حضرت اسماءؓ
☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا کون سا بیٹا جنگ بدر میں کافروں کی طرف سے لڑا؟
❖ عبدالرحمٰن بن ابی بکر ایمان لانے سے پہلے
☆ حضرت ابوبکرؓ کی کون سی بیٹی نے غزوہ احد میں زخمیوں کو پانی پلایا تھا؟ ❖ حضرت عائشہؓ
☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کون سے بیٹے نے یزید کے سامنے اس کی ولی عہدی پر تنقید کی اور اسے کسریٰ کا طریقہ قرار دیا؟ ❖ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ
☆ حضرت ابی بکرؓ کے کس بیٹے کو حضرت علیؓ نے پالا تھا؟ ❖ محمد بنؓ ابی بکر
☆ حضرت عائشہ کب فوت ہوئیں اور اس وقت ان کی عمر کتنی تھی؟ ❖ 57ھ - 63 سال
☆ سقیفہ بنی ساعدہ میں کس انصاری صحابی کا نام خلافت کے لیے تجویز کیا؟ ❖ سعدؓ بن عبادہ
☆ کس انصاری صحابیؓ نے سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی؟ ❖ بشیر بن سعد
☆ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ساتھ کون کون بزرگ صحابی گئے تھے؟
❖ حضرت عمر فاروقؓ، ابوعبیدہؓ بن الجراح
☆ امین الملت کس کا خطاب تھا؟ ❖ ابوعبیدہؓ بن الجراح
☆ صلح حدیبیہ میں قریش کی نمائندگی کس نے کی؟ ❖ سہیل بن عمرو
☆ وصال نبویؐ کے بعد کس نے اہل مکہ کو ارتداد سے باز رکھا؟ ❖ سہیلؓ بن عمرو
☆ کون سے صحابی نے بنو طے کو فتنہ ارتداد میں حصہ لینے سے روکا؟ ❖ عدیؓ بن حاتم طائی
☆ کون سے قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا؟ ❖ عبس، ذبیان، غطفان، فزارہ
☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یوم وفات بتائیے؟ 21 جمادی الآخر 13ھ 23 اگست 634ء

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا جانشین بنانے کے لیے کن لوگوں سے مشورہ کیا تھا؟
❖ عبدالرحمٰنؓ بن عوف، عثمانؓ بن عفان، سعیدؓ بن زید، اسیدؓ بن حضیر

☆ عمر فاروقؓ کے خاندان کے پاس مکہ کی شہری ریاست کون سا شہر تھا؟ ❖ سفارت

☆ اذان دینے کا طریقہ کس کی رائے کے مطابق طے ہوا؟ ❖ حضرت عمرؓ نے

☆ فاتح مصر کون تھا؟ ❖ عمروؓ بن العاص

☆ شام کے محاذ پر فوج کی قیادت کس نے کی؟ ❖ کبھی ابوعبیدہؓ الجراح نے کبھی خالدؓ بن ولید نے

☆ بیت المال کا باقاعدہ قیام کب عمل میں آیا؟ ❖ حضرت فاروق اعظمؓ کے دور میں

☆ ''یاد رکھو اگر تم نے مجھے قتل کیا تو پھر تا قیامت نہ ایک ساتھ نماز پڑھو گے اور نہ ایک ساتھ جہاد کرو گے۔'' کس نے یہ تنبیہ کی تھی؟ ❖ حضرت عثمانؓ غنی نے مفسدین سے خطاب کرتے ہوئے

☆ حضرت عثمانؓ کے مقرر کردہ کس گورنر پر شراب خوری کی حد جاری کی گئی؟ ❖ ولید بن عقبہ پر

☆ باجماعت نماز تراویح کس نے شروع کی؟ ❖ حضرت عمرؓ فاروق

☆ بیت المقدس کے عیسائیوں کے ساتھ صلح نامہ کس مقام پر تحریر کیا گیا؟ ❖ جابیہ

☆ بیت المقدس میں حضرت عمر فاروقؓ کی فرمائش پر کس نے اذان دی؟ ❖ حضرت بلالؓ

☆ حضرت عمرؓ کا قاتل کون تھا؟ ❖ ابولولو فیروز

☆ فیروز کس کا غلام تھا؟ ❖ مغیرہؓ بن شعبہ کا

☆ حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی میں خطاب کیا تو کس نے ان کی حمایت کی؟ ❖ محمدؓ بن مسلمہ انصاری نے

☆ ان اموی اکابرین کے نام بتائیے جن کی تقرری پر بعض صحابہ اعتراض کرتے تھے؟
❖ مروان بن حکم، امیر معاویہ، عبداللہ بن عامر، سعید بن العاص

☆ حضرت عثمانؓ کی طرف سے جعلی خط کس نے لکھا تھا؟ ❖ مروان بن حکم نے

☆ حضرت عثمانؓ نے سعدؓ بن ابی وقاص کو کوفہ کی گورنری سے کیوں معزول کیا تھا؟
❖ انہوں نے بیت المال سے قرض لے کر واپس نہیں کیا تھا

☆ دو صحابہ زادے جو حضرت عثمان کے خلاف سرگرم ہوئے؟ ❖ محمد بن ابی بکر، محمد بن ابی حذیفہ

☆ قصاص عثمان کا مطالبہ کرنے والے لوگوں میں سے نمایاں لوگوں کے نام بتائیے؟
❖ طلحہؓ، زبیرؓ، معاویہؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ

☆ عشر کسے کہتے ہیں؟
❖ زرعی پیداوار میں اسلامی ریاست کا حصہ جو چاہی زمین پر 5٪ اور بارانی زمین پر 10٪ ہوتا ہے

☆ سجاح کون تھی؟ ❖ وہ عورت جس نے نبوت کا دعویٰ کیا

☆ دیوان البرید کسے کہتے ہیں؟ حکومت کا وہ شعبہ جو خبر رسانی اور رسل و رسائل کا اہتمام کرتا

☆ حضرت علیؓ کا زمانہ خلافت کتنا تھا؟ ❖ 4 سال 8 ماہ 24 دن

☆ حضرت علیؓ کا یوم شہادت بتائیے؟ ❖ 17 رمضان 40ھ / 25 جنوری 661ء

☆ کن صحابہ نے حضرت علیؓ کی بیعت کے وقت شرط لگائی کہ اگر آپ قرآن وسنت کے مطابق فیصلے کریں گے اور قاتلین عثمان سے بیعت لیں گے تو ہم بیعت کرتے ہیں؟ ❖ حضرت طلحہؓ / حضرت زبیرؓ

☆ حضرت علیؓ نے حضرت عثمان کے مقرر کردہ گورنروں کو معزول کرنے کا فیصلہ کیا تو اس سے کس نے منع کیا تھا؟ ❖ مغیرہؓ بن شعبہ نے

☆ امیر معاویہ کو معزول نہ کرنے کا مشورہ حضرت علیؓ کے کس مشیر نے دیا تھا؟ عبداللہؓ بن عباس

☆ حضرت عمر فاروقؓ کی بیوی ام کلثومؓ کس کی بیٹی تھی؟ ❖ حضرت علیؓ

☆ خلیفہ الرسول کیلئے امیر المومنین کا لقب کب اختیار کیا گیا؟ ❖ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں

☆ حضرت عمرؓ کی خلافت پر یہ اعتراض کس نے کیا تھا کہ عمر طبیعت کے سخت ہیں؟ ❖ طلحہؓ بن عبداللہ

☆ عہد فاروقی میں پہلا لشکر کہاں بھیجا گیا؟ ❖ مثنیٰ بن حارثہ کی مدد کے لئے عراق کی طرف

☆ حضرت عمر کا زمانہ خلافت کتنا تھا؟ ❖ 10 سال 6 ماہ 8 دن

☆ مثنیٰ کی امداد کیلئے عراق کی طرف بھیجی جانے والی افواج کا کمانڈر کسے بنایا گیا؟ ❖ ابوعبید ثقفی

☆ مثنیٰؓ بن حارثہ کے زخمی ہونے کے بعد ان کا منصب کس نے سنبھالا؟ ❖ ان کے بھائی معنیٰ نے

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ کہاں منتخب کیا گیا؟ ❖ سقیفہ بنو ساعدہ میں

☆ انصار مدینہ میں سب سے پہلے کس سے حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کی تائید کی؟ ❖ بشیرؓ بن سعد

☆ بنو قریظہ کے مرد قتل کرنے اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنانے کا فیصلہ کس ثالث نے سنایا تھا؟ ❖ حضرت سعدؓ بن معاذ

☆ حضرت عمرؓ کی خلافت کے دوران قائم ہونے والے محکموں میں سے دو کے نام لکھیں۔

☆ کس نے حضرت عثمانؓ کو مکہ یا دمشق چلے جانے کا مشورہ دیا تھا؟ ❖ معروف مدبر مغیرہؓ بن شعبہ نے

☆ حضرت علیؓ کا نیا دارالحکومت کون سا شہر تھا؟ ❖ کوفہ

☆ حضور ﷺ کس کو ابوتراب کہہ کر پکارتے تھے؟ ❖ حضرت علیؓ کو

☆ حضرت علیؓ کی کنیت کیا تھی؟ ❖ ابوالحسن

☆ حضور ﷺ کی ہجرت کی رات آپ کے بستر پر کون سویا تھا؟ ❖ حضرت علی کرم اللہ وجہ

☆ سن ہجرت جاری کرنے کا فیصلہ کس نے کیا؟ ❖ فاروق اعظم حضرت عمرؓ نے

☆ فتح مکہ کے موقعہ پر کس صحابی نے حضور ﷺ کے کندھوں پر سوار ہو کر خانہ کعبہ کے اونچے نصب کئے ہوئے بت گرائے؟ ❖ حضرت علیؓ نے

☆ کس صحابی کو آپ نے اپنے ساتھ وہ نسبت دی جو ہارونؑ کو موسیٰ سے تھی؟

❖ اپنے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ کو جب انہیں غزوہ تبوک میں مدینہ میں چھوڑا تھا

☆ صلح حدیبیہ کی کتابت کس نے کی؟ ❖ حضرت علیؓ نے

☆ حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان مصالحت کی کوشش کے لیے کس کو بھیجا گیا تھا؟

❖ معروف صحابی قعقاعؓ بن عمرو کو

☆ عمر فاروق ؓ کی کونسی صاحبزادی ام المومنین ہیں؟ ❖ حضرت حفصہ ؓ

☆ بعث نبوی کے وقت حضرت عمر کی عمر کتنی تھی؟ ❖ 27 سال

☆ جنگ بدر میں حضرت عمرؓ نے اپنے ہاتھ سے اپنے ماموں کو قتل کیا اس کا نام کیا تھا؟ ❖ عاصی بن ہشام

☆ حضرت عمرؓ کی بہن اور بہنوئی کا نام بتائیے جن کے ساتھ گفتگو کر کے آپ مسلمان ہوئے؟

❖ فاطمہؓ، سعیدؓ بن زید

☆ کس شخص کے آپ کو راستے میں روک کر کہا تھا "عمر پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو" ❖ نعیمؓ بن عبداللہ

☆ حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا اس وقت مسلمانوں کی تعداد کیا تھی؟ ❖ 40 سے زیادہ 50 سے کم

☆ حضرت عمرؓ کو ان کی بہن اور بہنوئی نے کون سی سورۃ سنائی تھی جس نے ان کی کایا پلٹ دی۔ ❖ سورۃ حدید

☆ حضرت عمرؓ سے تین روز پہلے کس شخصیت نے اسلام قبول کیا؟ ❖ حضرت حمزہؓ نے

☆ عبدالمطلب کے عہد میں ابرہہ نے مکہ پر حملہ کیا وہ کس ملک کی طرف سے یمن کا گورنر تھا؟ ❖ حبشہ

☆ غزوہ بدر میں آپ کی کس صاحبزادی کے خاوند ابوالعاص گرفتار ہوئے؟ ❖ حضرت زینبؓ

☆ جنگ قادسیہ کے فریقین لکھئے؟ ❖ اسلامی لشکر کا قائد سعد بن ابی وقاص اور ایرانی لشکر کا قائد رستم

☆ ابو قحافہ کون تھے؟ ❖ حضرت ابوبکر صدیق کے والد محترم

☆ حضرت ابوبکرؓ نے جن مسلمان غلاموں کو آزاد کرایا ان کے نام لکھئے؟ ❖ حضرت بلالؓ عامرؓ بن فہیرہ

☆ حضرت ابوبکرؓ نے سورۃ روم کے نازل ہونے کے بعد کس کے ساتھ شرط لگائی تھی؟ ❖ ابی بن خلف

☆ سقیفہ بنو ساعدہ میں انصار کے کس قائد کا نام خلیفہ کے لیے تجویز کیا جا رہا تھا؟ ❖ سعدؓ بن عبادہ

☆ عہد صدیقی میں عراق کے ساتھ جنگوں کا آغاز ہوا اس وقت ایران کا حکمران کون تھا؟ ❖ ملکہ بوران دخت

☆ ذمی کون تھے؟ ❖ غیر مسلم جن کی حفاظت کی ذمہ دار اسلامی حکومت تھی۔

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مدت خلافت کتنی تھی؟ ❖ دو سال تین ماہ 10 دن

☆ فوج کی رسد کا محکمہ کس خلیفہ راشد کے دور خلافت میں بنایا گیا؟ ❖ حضرت عمر فاروقؓ

☆ حضرت عثمان غنی قبیلہ قریش کے کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے؟ ❖ بنو امیہ سے

☆ طلیحہ بن خویلد کون تھا؟ ❖ نبوت کا ایک مدعی۔ نے بعد میں توبہ کر لی۔

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو "صدیق" کا لقب کیسے عطا ہوا؟ ❖ واقعہ معراج کی تصدیق پر

☆ جنگ جمل کن کے درمیان لڑی گئی؟ ❖ حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان

☆ سقیفہ بن ساعدہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ اور کون تھے؟

❖ حضرت عمرؓ اور ابوعبیدہؓ بن الجراح

☆ پہلے خلیفہ راشد کا زمانہ حکومت کب سے کب تک تھا؟

❖ 13 ربیع الاول 11ھ تا 28 جمادی الثانی 13ھ (جون 632ء تا جولائی 634ء)

☆ حضرت عمرؓ فاروق نے قریش سرداروں کو مفتوحہ علاقوں میں زمینیں خریدنے سے کیوں منع کیا؟

❖ اس سے سیاسی انتشار کا خطرہ تھا نیز زمینداری نظام قائم ہو جاتا۔

☆ ایران کو کس صحابی رسول نے فتح کیا؟ ❖ سعدؓ بن ابی وقاص نے

☆ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان جن دو اشخاص کو ثالث بنایا گیا ان کے نام لکھئے۔

❖ ابوموسیٰؓ اشعری اور عمروؓ بن العاص

☆ ان تین خارجیوں کے نام لکھیں جنہوں نے حضرت علیؓ، امیر معاویہؓ، عمروؓ بن العاص کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا نیز حملہ کی تاریخ بھی تحریر کیجئے۔

❖ عبدالرحمٰن بن ملجم نے حضرت علیؓ کو برک بن عبداللہ نے امیرؓ معاویہ کو اور عمرو بن بکر نے عمروؓ بن العاص کو۔ حملہ کی تاریخ 17 رمضان المبارک 40ھ۔

☆ جزیہ سے کیا مراد ہے؟ ❖ غیر مسلموں سے حفاظت کے معاوضے کے طور پر لیا جانے والا ٹیکس

☆ اسلامی کیلنڈر کی ابتداء کس خلیفہ نے کی؟ ❖ حضرت عمر فاروقؓ نے۔

☆ حضرت عمر فاروقؓ کتنے سال خلیفہ رہے؟ ❖ 10 سال چھ ماہ 4 دن

☆ ثقیفہ بنو ساعدہ سے کیا مراد ہے؟

❖ بنو ساعدہ کی اجتماع گاہ جہاں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا فیصلہ ہوا۔

☆ نہر امیر المومنین کس خلیفہ راشد کے عہد میں کھودی گئی؟ ❖ حضرت عمر فاروقؓ

☆ والی یا امیر کن کو کہا جاتا ہے؟ ❖ صوبائی گورنروں کو

☆ موالی کن کو کہتے تھے؟ ❖ وہ غیر عرب جو عرب قبائل کے ساتھ بھائی چارہ قائم کر لیتے تھے۔

☆ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کیوں جمع ہوئے تھے؟

❖ وصال نبوی ﷺ کے بعد انصار مدینہ کو خلافت دلانے کے لئے۔

☆ عہد فاروقی میں کون سے نئے محکمے قائم کئے گئے؟ ❖ بیت المال، شعبہ تحقیقات، شعبہ فوج۔

☆ حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین کا لقب کیوں ملا؟

❖ حضورؐ کی دو بیٹیاں حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔

☆ جنگ جمل کو جمل کیوں کہا جاتا ہے؟ ❖ حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے گرد لڑی گئی۔

☆ ارتداد کا مطلب کیا ہے؟ یہ مسئلہ کس دور میں پیش آیا؟

❖ اسلام قبول کرنے کے بعد کفر کی طرف لوٹنا، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں

☆ حضرت علیؓ کا دور خلافت کتنے سال تھا؟

❖ 35ھ تا 40 ہجری تقریباً 5 سال (656ء تا 661ء)

☆ نہر امیر المومنین کس خلیفہ راشد کے عہد میں کھودی گئی تھی؟

❖ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں مصر میں دریائے نیل کو بحیرہ قلزم سے ملاتی ہے۔

☆ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے بیٹوں کے نام لکھئے۔ ❖ حضرت حسنؓ۔ حضرت حسینؓ

☆ جنگ صفین میں کون کون سے دو حکم (ثالث) مقرر ہوئے۔

❖ ابوموسیٰ اشعری حضرت علیؓ کی طرف سے اور حضرت عمرو بن العاص امیر معاویہ کی طرف سے۔

☆ جنگ قادسیہ میں مسلمانوں اور ایرانیوں کے سپہ سالار کون تھے؟
❖ جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کے سالار سعد بن ابی وقاصؓ تھے اور ایرانیوں کا سالار رستم۔
☆ اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہری کیا کہلاتے تھے؟
❖ ذمی کیونکہ ان کی حفاظت اسلامی حکومت کی ذمہ داری تھی۔
☆ ''عمواس کی طاعون'' کیا تھی؟
❖ عہد فاروقی میں شام کے محاذ پر طاعون کی وباء پھوٹ نکلی ابوعبیدہؓ بن الجراح اور معاذؓ بن جبل دو عظیم کمانڈر اس کی نذر ہو گئے۔
☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ''جمع قرآن'' کا اہتمام کیوں کیا؟
❖ جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظ کرام شہید ہو گئے تھے اس لئے قرآن پاک کو محفوظ کرنے کا اہتمام کیا گیا۔
☆ حضرت عمر کو فاروق کا خطاب کب ملا؟
❖ جب قبول اسلام کے بعد خانعہ کعبہ میں کھلم کھلا اعلان حق کیا۔
☆ جنگ قادسیہ میں ابوعبیدہ ثقفی کے قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے کس نے؟ کس کے؟
❖ قعقاعؓ بن عمرو نے بہمن (مروان شاہ) کے۔
☆ جنگ قادسیہ میں ایک مسلمان قیدی نے قید سے نکل کر داد شجاعت دی وہ کون تھے؟ ❖ ابومحجن ثقفی
☆ کس شہر میں مسلمانوں نے جزیہ کی رقم ذمیوں کی واپس کی اس لئے کہ وہ ان کی حفاظت نہیں کر سکتے تھے؟ ❖ حمص
☆ یروشلم پر اسلامی قبضہ کب اور کس کے دور حکومت میں ہوا؟ ❖ 16ھ 637ء فاروق اعظمؓ کے دور میں
☆ مصر کی فتح کا سہرا کس کے سر ہے؟ ❖ عمروؓ بن العاص
☆ خلافت راشدہ میں جو زمین حکومت کی ملکیت ہوتی تھی اسے کیا کہتے تھے؟ ❖ خالصہ زمین
☆ غیر مسلموں سے ان کی حفاظت کے معاوضہ کے طور پر ٹیکس وصول کیا جاتا تھا اسے کیا کہتے تھے؟ ❖ جزیہ
☆ عہد فاروقی میں جو نئے شہر بسائے گئے ان میں سے کس دو کا نام لکھئے؟ ❖ کوفہ بصرہ' فسطاط
☆ دربار نبوت سے امین الملّت کا خطاب کسے ملا تھا؟ ❖ ابوعبیدہؓ بن الجراح
☆ کس صحابی رسول نے جنگ جمل میں شرکت سے یہ کہہ کر معذرت کی تھی کے مجھے ایسی تلوار بتاؤ جو کافر اور مسلمان میں امتیاز کر سکے؟ ❖ سعدؓ بن ابی وقاص
☆ حضرت عمرؓ نے شہادت کے وقت کن چھ صحابہ کو خلیفہ منتخب کرنے کا اختیار سونپا؟
❖ حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت زبیرؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف
☆ حضرت عثمان نے کن حضرات کو مختلف صوبوں کے حالات کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا؟
❖ محمدؓ بن مسلمہ کو کوفہ، اسامہؓ بن زید کو بصرہ، عمارؓ بن یاسر کو مصر اور عبداللہؓ بن عمر کو شام بھیجا گیا
☆ حضرت عثمان کے مکان پر کون سے صحابہ پہرہ دے رہے تھے؟
❖ حضرت حسنؓ بن علیؓ، محمدؓ بن طلحہ، عبداللہؓ بن زبیر

☆ حضور ﷺ کی کون کون سی بیٹیاں عثمان کے نکاح میں آئیں؟
❖ حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثوم

☆ حضرت فاطمہؓ کے جہیز میں کیا چیزیں شامل تھیں؟
❖ ایک پلنگ، ایک بستر، ایک چادر، دو چکیاں اور ایک مشکیزہ

☆ غزوہ خندق میں عمرو بن عبدود کا قاتل کون تھا؟
❖ حضرت علیؓ

☆ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان جنگ کو جنگ جمل کیوں کہتے ہیں؟
❖ جنگ کا فیصلہ کن مرحلہ حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے گرد لڑا گیا اونٹ بیٹھ گیا اور جنگ ختم ہوگئی

☆ حضرت عمرؓ فاروق نے کس معروف جرنیل کو معزول کرنے کا حکم دیا؟
❖ خالد بن ولید

☆ حضرت عمرؓ فاروق کا تعلق قریش کے کس قبیلہ سے تھا؟
❖ بنو عدی

☆ سجاح کون تھی؟
❖ نبوت کی دعویدار بنو تمیم کی ایک عورت جس کی شادی بنو تغلب میں ہوئی تھی

☆ فلسطین کس خلیفہ کے دور میں فتح ہوا؟
❖ حضرت عمر فاروق اعظمؓ

☆ جنگ نہروان میں فریقین کے نام بتایئے؟
❖ امیر المومنین حضرت علی اور خوارج

☆ مصر کس خلیفہ کے دور میں فتح ہوا؟
❖ امیر المومنین حضرت عمرؓ فاروق

☆ مسیلمہ کذاب کون تھا؟
❖ جنوبی قبائل سے متعلق جھوٹا مدعی نبوت

☆ کوفہ کو کس خلیفہ نے دارالخلافہ قرار دیا؟
❖ حضرت علی

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تعلق قریش کی کس شاخ سے تھا؟
❖ بنو تیم بن مرہ

☆ ابوقحافہؓ کون تھے؟
❖ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں کن لوگوں نے نبی ہونے کا دعوی کیا؟
❖ اسوہ عنسی اور مسیلمہ کذاب عہد نبوی میں نبوت کا دعوی کر چکے تھے۔ طلیحہ بن خویلد اور سجاح نے عہد صدیقی میں نبوت کا دعوی کیا۔

☆ جنگ نہروان کس سال لڑی گئی؟
❖ 37ھ 657ھ

☆ جنگ جمل کب لڑی گئی؟
❖ 36ھ 656

☆ آخری خلیفہ راشد کون تھے؟
❖ حضرت حسنؓ بن علیؓ

☆ حضرت علیؓ کا جعفر طیارؓ سے کیا رشتہ تھا؟
❖ بھائی تھے

☆ حضرت عثمانؓ کا تعلق قریش کے کس خاندان سے تھا؟
❖ بنو امیہ

☆ حضرت علیؓ کا تعلق قریش کے کس قبیلہ سے تھا؟
❖ بنو ہاشم

☆ عشر کسے کہتے ہیں؟
❖ زرعی پیداوار میں اسلامی حکومت کا حصہ بارانی زمین میں پیداوار کا دس فیصد اور چاہی زمین میں 5 فیصد۔

☆ خیبر کا قلعہ کس صحابی کے ہاتھوں فتح ہوا؟
❖ حضرت علیؓ

☆ خیبر میں حضرت علی نے کس یہودی کو قتل کیا تھا؟
❖ مرحب

☆ زیاد بن ابیہ کا تعلق کس شہر سے تھا؟ (طائف)

☆ اس رومی جرنیل کا نام بتائے جو اجنادین کے معرکہ سے پہلے مسلمان ہو گیا اور مسلمانوں کی طرف سے لڑتا ہوا شہید ہوا؟ ❖ جرجہ رومی

☆ خالد بن ولید ؓ کون تھے؟

❖ عظیم جرنیل جنہیں غزوہ موتہ میں شاندار کارکردگی پر سیف اللہ کا خطاب ملا۔

☆ حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنے آخری ایام میں صحابہ کے اصرار پر ایک خلافت کمیٹی تشکیل دی تھی اس کمیٹی کے ارکان کے نام تحریر کریں۔

❖ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص۔

☆ حضرت ابوبکر کے کس بیٹے کو حضرت علی نے پالا تھا؟ ❖ محمد بن ابی بکر کو

☆ ایران کے قومی جھنڈے کا ابتدائی نام کیا تھا؟ ❖ درفشِ کادیانی

☆ عکرمہؓ کس کے بیٹے تھے اور ان کی شہادت کس غزوہ میں ہوئی؟

❖ ابوجہل کے، اجنادین اور بعض روایات میں یرموک کی جنگ میں۔ (چار سو مجاہدین نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور دشمنوں کا منہ موڑ دیا)

☆ جنگ یمامہ کب اور کس کے عہد میں لڑی گئی؟

❖ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ حضرت ابوبکر صدیق کے عہد میں لڑی گئی۔





# درست جواب کا انتخاب MCQ's

## ہر سوال کے چار جواب دیئے گئے ہیں درست جواب پر نشان ✓ لگائیں۔

☆ یمن میں نبوت کا دعویٰ کس نے کیا؟

(i) اسود عنسی ✓ (ii) طلیحہ اسدی (iii) مسیلمہ کذاب (iv) مالک بن نویرہ

☆ کونسا مدعی نبوت بعد میں مسلمان ہوگیا؟

(i) اسود عنسی (ii) طلیحہ اسدی ✓ (iii) مسیلمہ کذاب (iv) مالک بن نویرہ

☆ مسلیمہ کذاب کے حامی کون تھے؟

(i) بنو حنیفہ ✓ (ii) بنو عدنان (iii) بنو ثقیف (iv) بنو غطفان

☆ سقیفہ بنی ساعدہ میں کون سے انصاری صحابی نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی؟

(i) سعدؓ بن معاذ (ii) سعدؓ بن عبادہ (iii) زیدؓ بن ثابت (iv) بشیرؓ بن سعد ✓

☆ عہد صدیقی کے آغاز میں ایک لڑائی میں مسلمانوں کو شکست ہوئی جس کے بعد پوری اسلامی مملکت میں جوش جہاد ابھر آیا وہ کونسی لڑائی تھی؟

(i) بویب (ii) جسر ✓ (iii) سقاطیہ (iv) قادسیہ

☆ جنگ قادسیہ میں اسلامی لشکر کی قیادت کس نے کی؟

(i) خالدؓ بن ولید (ii) قعقاعؓ بن عمرو (iii) ابوعبیدہؓ بن الجراح (iv) سعدؓ بن ابی وقاص ✓

☆ عہد فاروقی میں شام کے محاذ کے کس کمانڈر کو معزول کر دیا گیا؟

(i) ابوعبیدہؓ بن الجراح (ii) عمروؓ بن العاص (iii) زیادؓ بن ابی سفیان (iv) خالدؓ بن ولید ✓

☆ خالد بن ولید کی معزولی کے لیے کس صحابی کو بھیجا گیا؟

(i) ✓ محمدؓ بن مسلمہ انصاری (ii) زیدؓ بن ثابت (iii) حضرت علیؓ (iv) قعقاعؓ بن عمرو

☆ آخری ساسانی بادشاہ کا نام کیا تھا؟

(i) خسرو پرویز (ii) شیرویہ (iii) بوران دخت (iv) یزدگرد ✓

☆ عکرمہؓ بن ابی جہل کی شہادت کس جنگ میں ہوئی؟

(i) صفین (ii) اجنادین (iii) نہاوند (iv) یرموک ✓

☆ مصر کی فتح کا سہرا کس کے سر ہے؟

(i) معاویہ بن ابی سفیان (ii) یزید بن ابی سفیان (iii) ✓ عمروؓ بن العاص (iv) ابوعبیدہؓ بن الجراح

☆ حضرت عمرؓ کے کون سے صاحبزادے زہد و تقویٰ میں بے مثال تھے؟

(i) عبداللہ بن عمر ✓ (ii) عبیداللہ بن عمر (iii) عاصم بن عمر (iv) کوئی اور

☆ بنوغسان کے عرب کس ملک میں آباد تھے؟

(i) عراق (ii) شام ✓ (iii) مصر (iv) یمن

☆ حضرت عمر فاروقؓ کے قاتل کا نام کیا تھا؟

(i) عبدالرحمان بن ملجم (ii) ہرمزان (iii) حکم بن العاص (iv) ابولولو فیروز ✓

☆ حضرت عمر فاروقؓ کا قاتل کس کا غلام تھا؟

(i) عبدالرحمان بن عوف (ii) مغیرہ بن شعبہ ✓ (iii) حضرت عثمانؓ (iv) حضرت علیؓ

☆ ہرمزان کو کس نے قتل کیا؟

(i) عبداللہ بن عمر (ii) عبیداللہ بن عمر ✓ (iii) عاصم بن عمر (iv) سعید بن زید

☆ جنگ یمامہ کس کے خلاف لڑی گئی؟

(i) رومیوں کے خلاف (ii) ایرانیوں کے خلاف (iii) طلیحہ اسدی کے خلاف (iv) مسیلمہ کذاب کے خلاف ✓

☆ مسیلمہ کذاب کو کس نے قتل کیا؟

(i) خالد بن ولیدؓ نے (ii) عمرو بن الحضرمی نے (iii) عکرمہ بن ابی جہل نے (iv) وحشی بن حرب نے ✓

☆ یروشلم پر قبضہ کے موقعہ پر صلح نامہ کس نے لکھا؟

(i) حضرت عمرؓ نے ✓ (ii) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے

(iii) ابوعبیدہؓ بن الجراح نے (iv) خالدؓ بن ولید نے

☆ مدائن کی فتح کے موقع پر دریا کے طغیانی کے باوجود مسلمانوں نے اس میں گھوڑے ڈال دیئے اور باتیں کرتے ہوئے دریا عبور کر گئے مسلمانوں کا کمانڈر کون تھا؟

(i) نعمانؓ بن مقرن (ii) قعقاعؓ بن عمرو (iii) سعدؓ بن ابی وقاص ✓ (iv) کوئی اور

☆ دریائے نیل کو بحیرہ قلزم سے ملانے والی نہر کا کیا نام رکھا گیا؟

(i) نہر معقل (ii) نہر عمرو بن العاص (iii) نہر سعد (iv) نہر امیر المومنین ✓

☆ دربار رسالت سے امین الملت کا خطاب کسے ملے تھا؟

(i) ابوبکر صدیقؓ کو (ii) معاذؓ بن جبل کو (iii) سعدؓ بن ابی وقاص کو (iv) ابوعبیدہؓ بن الجراح کو ✓

☆ کون سے صحابی نے جنگ جمل میں شہادت پائی اور اس کا حضرت علیؓ کو بہت افسوس ہوا؟

(i) طلحہؓ (ii) زبیرؓ ✓ (iii) زیدؓ بن ثابت (iv) محمدؓ بن مسلمہ انصاری

☆ عبداللہ بن سبا جس نے حضرت عثمان کے خلاف سازشی تحریک چلائی کہاں کا رہنے والا تھا؟

(i) بصرہ (ii) کوفہ (iii) صنعا ✓ (iv) مصر

☆ بصرہ کا شہر کس کے دور میں آباد ہوا؟

(i) ابوبکرؓ صدیق (ii) عمر فاروقؓ ✓ (iii) حضرت علیؓ (iv) امیر معاویہؓ

☆ بصرہ کی پانی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے جو نہر بنائی گئی اس کا کیا نام رکھا گیا؟

(i) نہر ابوموسیٰ ✓ (ii) نہر مقل (iii) نہر سعد (iv) نہر امیر المومنین

☆ بیت المال کا باقاعدہ نظام کس نے قائم کیا؟

(i) حضرت عثمانؓ نے (ii) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے (iii) ✓ حضرت عمرؓ نے (iv) بنو امیہ نے

☆ کوفہ کے شہر کی تعمیر سعد بن ابی وقاص نے کی کس کے حکم سے؟

(i) فاروق اعظمؓ ✓ (ii) حضرت عثمانؓ (iii) حضرت علیؓ (iv) امیر معاویہؓ

☆ بصرہ کا شہر حضرت عمرؓ کے حکم سے بنایا گیا اس کا اہتمام کس نے کیا؟

(i) سعد بن ابی وقاص نے (ii) ✓ عتبہ بن غزوان نے (iii) نعمان بن مقرن نے (iv) ابوموسیٰ اشعری نے

☆ نماز تراویح باجماعت پڑھانے کا آغاز کس نے کیا؟

(i) حضرت علیؓ نے (ii) حضرت عثمانؓ نے (iii) ✓ عمر فاروقؓ نے (iv) عمر بن عبدالعزیز نے

☆ جلاوطنی کی سزا کا آغاز کس دور میں ہوا؟

(i) دورِ صدیقی میں (ii) ✓ دور فاروقی میں (iii) عثمانی دور میں (iv) حضرت علی کے عہد حکومت میں

☆ کون سے صحابی ایسے تھے جس کی تیراندازی سے خوش ہو کر حضور ﷺ نے فرمایا "میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں تیر چلاتے جاؤ۔"

(i) سعدؓ بن ابی وقاص ✓ (ii) ابو دجانہ (iii) عبداللہ بن جبیر (iv) عبدالرحمٰن بن عوف

☆ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کس جنگ میں شہادت پائی؟

(i) جنگ قادسیہ (ii) جنگ نہاوند (iii) جنگ یرموک (iv) کسی جنگ میں بھی نہیں ✓

☆ عمواس کی طاعون سے نجات کے لیے مسلمانوں کے سالار نے یہ تدبیر اختیار کی کہ فوج کو پہاڑیوں پر بکھیر دیا جائے تاکہ ایک کے جراثیم دوسرے تک منتقل نہ ہوں اس طرح صرف چند جانیں ضائع ہوئیں باقی بچ گئیں مسلمانوں کے کمانڈر کا نام بتائیے؟

(i) ✓ سعدؓ بن ابی وقاص (ii) ابوعبیدہ بن الجراح (iii) معاذ بن جبل (iv) عمرو بن العاص

☆ قیصر قسطنطین کو مسلمانوں کے کس کمانڈر نے شکست دی۔

(i) زیاد بن ابی سفیان (ii) عبداللہ بن ابی سرح ✓

(iii) عمرو بن لعاص (iv) امیر معاویہ (دونوں نے مل کر قیصر کو شکست دی تھی)

☆ طرابلس Tripoli کس کے عہد میں مسلمانوں کے قبضے میں آیا؟

(i) عہد فاروقی میں (ii) عثمانی دور حکومت میں ✓

(iii) امیر معاویہ کے زمانے میں (iv) ولید بن عبدالملک کے زمانے میں

☆ غزنی کے قرب و جوار میں ایک بت تھا جس کے تمام اہل علاقہ پوجا کرتے تھے؟ مسلمانوں کے

ایک کمانڈر نے بت پر قبضہ کر کے اس کی آنکھیں نکال لیں اور سونے کا بت یہ کہہ کر اس کے پجاریوں کے حوالے کر دیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں صرف یہ بتانا چاہتا تھا کہ یہ بت بے بس ہیں اور کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کمانڈر کا نام بتائیے؟

(i) عبداللہ بن عامر (ii) ربیع بن زیاد (iii) ✓ عبدالرحمان بن سمرہ (iv) احنف بن قیس

☆ عہد عثمانی میں ایک گورنر پر شراب خوری کی حد جاری کی گئی مگر تاخیر سے نام بتائیے؟

(i) ولید بن عتبہ (ii) ✓ ولید بن عقبہ

(iii) سعید بن العاص (iv) عبداللہ بن ابی سرح

☆ حضرت عثمانؓ نے مختلف صوبوں میں صورت حال کی تحقیق کے لیے تحقیقاتی کمیشن بھیجے، مصر میں جانے والے صحابی واپس نہ لوٹے بلکہ سبائیوں کے ہتھے چڑھ گئے ان کا نام بتائیے؟

(i) محمد بن مسلمہ انصاری (ii) اسامہؓ بن زید (iii) ✓ عمارؓ بن یاسر (iv) عبداللہ بن عمر

☆ کس جنگ نے شام کی قسمت کا فیصلہ کیا؟

(i) جنگ یرموک ✓ (ii) جنگ قادسیہ (iii) جنگ یروشلم (iv) فسطاط کی لڑائی

☆ حضرت فاروقؓ نے باقاعدہ فوج کا شعبہ کب قائم کیا۔

(i) 10 ہجری (ii) 12 ہجری (iii) ✓ 1 ہجری (د) ✓ 15 ہجری

☆ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟

(الف) ✓ بارہ سو (ii) تیرہ سو (iii) پندرہ سو (iv) سترہ سو

☆ قبول اسلام کے وقت حضرت عثمانؓ کی عمر کتنی تھی؟

(i) 26 سال (ii) 28 سال (iii) 31 سال (د) ✓ 34 سال

☆ حضرت ابوایوب انصاریؓ کا مزار مبارک کہاں واقع ہے؟

(i) مدینہ (ii) مکہ (iii) مصر (iv) ✓ قسطنطنیہ

☆ فاتح مصر کون تھے؟

(i) حضرت خالدؓ بن ولید (ii) ✓ حضرت عمرو بن العاصؓ (iii) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح (iv) حضرت علی

☆ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان کون سی جنگ لڑی گئی؟

(i) جنگ جمل (ii) ✓ جنگ صفین (iii) جنگ موتہ (iv) جنگ نہروان

☆ حضرت عمر فاروق نے باقاعدہ طور پر فوج کا شعبہ کس سن ہجری میں قائم کیا؟

(i) 12ھ (ii) 10ھ (ج) ✓ 15ھ (iv) 8ھ

☆ حضرت علی کی والدہ محترمہ کا کیا نام تھا؟

(i) زمیسا (ii) اسماءؓ (iii) سلمیٰؓ (د) ✓ فاطمہؓ



☆ قبول اسلام کے وقت حضرت عثمان کی عمر کیا تھی؟

(i) 1 سال (ii) 28 سال (ج) ✓ 34 سال (iv) 26 سال

☆ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں کتنے مسلمان شہید ہوئے تھے؟

(i) پندرہ سو (ii) ✓ بارہ سو (iii) آٹھ سو (iv) ایک ہزار

☆ مصر کو فتح کرنے کا سہرا کس کے سر ہے؟

(i) حضرت سعد بن ابی وقاص (ii) ✓ عمرو بن العاص (iii) منذر بن ساوی (iv) حضرت خالد بن ولید

☆ حضرت عمر فاروقؓ اپنے آپ کو کیا کہلانا پسند کرتے تھے؟

(i) خلیفۃ الرسول (ii) گورنر (iii) ✓ امیر المومنین (iv) والی

☆ کس جنگ میں مسلمان بھاگتے ہوئے دریا کی نذر ہو گئے؟

(i) جنگ نمارق (ii) کنکر (iii) جنگ بویب (iv) ✓ جنگ جسر

☆ بیت المقدس کس خلیفہ کے عہد میں فتح ہوا؟

(i) حضرت ابوبکرؓ (ii) ✓ حضرت عمرؓ (iii) حضرت عثمانؓ (iv) حضرت علیؓ

☆ جنگ قادسیہ میں ایرانی سپہ سالار کون تھا؟

(i) یزدگرد (ii) ✓ رستم (iii) مہران (iv) مردان شاہ

☆ ان صحابی کا نام لکھئے جو آپ کا خط مبارک لے کر قیصر روم کے پاس گئے؟

(i) ✓ دحیہ کلبیؓ (ii) عبداللہؓ بن حذیفہ (iii) علاء بن الحضرمیؓ (iv) عمرؓ بن امیہ

☆ مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ کہاں ہوئی؟

(i) میزاخہ (ii) ✓ یمامہ (iii) کاظمہ (iv) کسار

☆ حضرت عثمانؓ کی اہلیہ کا کیا نام تھا جن کی بلوائیوں نے انگلیاں کاٹ دیں۔

(i) زینبؓ (ii) ام کلثومؓ (iii) رقیہؓ (iv) ✓ نائلہؓ

☆ حضرت علیؓ کی حضرت فاطمہؓ سے شادی کے وقت کتنے سال عمر تھی؟

(i) بیس (ii) ✓ پچیس (iii) تیس (iv) پینتیس

☆ حضرت علیؓ کے قاتل کا کیا نام تھا؟

(i) ✓ عبدالرحمٰن (ii) عبداللہ (iii) عبدالرحیم (iv) عبدالوہب

☆ مسیلمہ کذاب نے کس شے کا دعویٰ کیا تھا؟

(i) حکمرانی (ii) وزارت (ج) ✓ جھوٹا نبی (iv) بغاوت

☆ حضرت علیؓ کے قاتل کا نام کیا تھا؟

(i) ہرمزان (ii) شبیب (ج) ✓ ابن ملجم (iv) سلیمان

☆ عبداللہ بن سبا کہاں کا رہنے والا تھا؟

(i) تبوک (ii) ✓ یمن (iii) طائف (iv) نجد

☆ جنگ جمل کب لڑی گئی؟

(i) 34ھ (ب) ✓ 36ھ (iii) 32ھ (iv) 38ھ

☆ اسلامی بحری بیڑے کی بنیاد کس نے رکھی؟

(i) ولید اول (ii) ✓ حضرت عثمانؓ (iii) حضرت علیؓ (iv) مروان

☆ خوارج کس کے لشکر سے جدا ہوئے؟

(i) امیر معاویہؓ (ii) یزید (iii) ✓ حضرت علیؓ (iv) حضرت عائشہؓ

☆ نہر امیر المومنین کی لمبائی کتنی تھی؟

(الف) ✓ 99 میل (ii) 101 میل (iii) 89 میل (iv) 79 میل

☆ اسلام میں زکوٰۃ کی شرح کتنی مقرر ہے؟

(i) 2 فیصد (ii) 3 فیصد (ج) ✓ 2½ فیصد (iv) 1½ فیصد

☆ حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کتنے دن جاری رہا؟

(i) 25 روز (ii) 15 روز (ج) ✓ 40 روز (iv) 20 روز

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ قبیلہ قریش کی کون سی شاخ سے تعلق رکھتے تھے؟

(i) ✓ بنو تیم (ii) بنو عدی (iii) بنو مخزوم (iv) بنو امیہ

☆ جنگ قادسیہ میں مسلمان فوجوں کے سپہ سالار کون تھے؟

(i) حضرت ابوعبیدہؓ (ii) حضرت عمروؓ (iii) حضرت خالدؓ بن ولید (iv) ✓ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص

(x) اسود عنسی نے کہاں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا؟

(i) مصر (ii) عراق (iii) ✓ یمن (iv) بحرین

(xi) بیعت رضوان کس صحابی کی وجہ سے ہوئی؟

(i) حضرت ابوبکر (ii) حضرت عمر (iii) ✓ حضرت عثمان (iv) حضرت علی

☆ حضرت علیؓ نے اپنا دارالخلافہ مدینہ سے کس شہر منتقل کیا؟

یثرب ✓ کوفہ شام بصرہ

☆ حضرت عثمانؓ کے دور میں مشرقی علاقوں کا مرکز کونسا شہر تھا؟

✓ کوفہ مکہ شام طائف

☆ سانحہ کربلا کس کے عہد میں وقوع پذیر ہوا؟

حضرت امیر معاویہؓ حضرت عثمانؓ ✓ یزید بن معاویہ قشام بن عبدالملک

☆ جنگ ٹورس کس خلیفہ کے دور میں لڑی گئی؟

ولید بن عبدالملک عمر بن عبدالعزیز ✓ ہشام بن عبدالملک مروان ثانی

☆ طاعون کی وباء کس خلیفہ کے عہد میں پھیلی تھی؟

حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ ✓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ

☆ خسرو پرویز کس ملک بادشاہ تھا؟

روم عراق مصر ✓ ایران

☆ قبول اسلام کے وقت حضرت عثمانؓ کی عمر تھی۔

28 سال 31 سال ✓ 34 سال 35 سال

☆ حضرت عثمانؓ کے والد کا نام تھا۔

ہاشم ✓ عفان عبداللہ ابراہیم

☆ حضرت عمرؓ اپنے آپ کو کہلانا پسند فرماتے تھے؟

خلیفۃ الرسول گورنر ✓ امیرالمومنین والی

☆ حضرت عمرؓ کا لقب کیا تھا۔

✓ فاروق عتیق حیدر صدیق

☆ سن ہجری کا آغاز کس نے کیا؟

✓ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت حسنؓ حضرت معاویہؓ

☆ حضرت عمرؓ کے بعد کون خلیفہ بنا۔

✓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت حسنؓ حضرت امیر معاویہؓ

☆ حضرت علیؓ نے خلیفہ کی حیثیت سے حکومت کی۔

چار سال۔ ✓ پانچ سال۔ چھ سال۔ سات سال

☆ دارالحکومت کوفہ سے شام کس نے منتقل کیا؟

حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ ✓ حضرت امیر معاویہؓ حضرت امام حسن

☆ جنگ قادسیہ میں ایرانی سپہ سالار کون تھا؟

(i) ✓ رستم (ii) یزدگرد (iii) مہران (iv) مروان

☆ سجاح نے کس جھوٹے نبی سے شادی کی؟

(i) طلحہ (ii) اسود عنسی (iii) ✓ مسیلمہ (iv) ارادی

☆ مصر کس سن ہجری میں فتح ہوا۔

(i) 19ھ (ii) 20ھ (iii) ✓ 21ھ (iv) 22ھ

☆ ابن سبا ء نے اپنی تحریک کا آغاز کس شہر سے کیا؟

(i) کوفہ (ii) ✓بصرہ (iii) مکہ (iv) دمشق

☆ عہد فاروقی میں کتنی طرح کی فوج تھی۔

(i) ✓دو (ii) تین (iii) چار (iv) پانچ

☆ اس کمیٹی کے ممبران کتنے تھے جس میں حضرت عثمانؓ کا انتخاب ہوا۔

(i) 5 (ii) 6✓ (iii) 7 (iv) 8

☆ حضرت علیؓ کی خلافت کا کتنا عرصہ ہے۔

(i) تین سال (ii) چار سال (iii) ✓پانچ سال (iv) چھ سال

☆ حبشہ کے بادشاہ کا لقب تھا؟

قیصر کسریٰ ✓نجاشی مقوقس

☆ حضرت حمزہ کو کس نے شہید کیا؟

✓وحشیؓ مسیلمہ کذاب ابوجہل ہندہ

☆ حضرت عمرؓ بن العاص کون سے صوبے کے گورنر تھے؟

(i) کوفہ (ii) بصرہ (iii) ✓مصر (iv) شام

☆ حضرت علیؓ کے قاتل کا کیا نام تھا؟

(i) ✓ابن ملجم (ii) فیروز ویلمی (iii) کنانہ بن بشیر (iv) ابولولو

☆ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان کون سی جنگ لڑی گئی؟

(i) ✓جنگ صفین (ii) جنگ موتہ (iii) جنگ جمل (iv) جمل نہروان

☆ اسلامی بحری بیڑے کی بنیاد کس نے ڈالی؟

ولید بن عبدالملک۔ ✓حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ امیر معاویہؓ

☆ حضرت علیؓ کی والدہ محترمہ کا کیا نام تھا؟

رمیاؓ اسماءؓ سلمیٰ ✓فاطمہؓ

☆ دریائے نیل کو بحیرہ قلزم سے ملانے والی نہر کا کیا نام تھا؟

نہر معقل۔ نہر سعد۔ ✓نہر امیر المومنین۔ نہر وقاص

☆ سجاح نے کس جھوٹے نبی سے شادی کی؟

(i) طلحہ (ii) اسود عنسیٰ (iii) ✓مسیلمہ (iv) ارادی

☆ حضرت علیؓ کی ولادت کس قمری ماہ میں ہوئی؟

(i) شعبان (ii) رمضان (iii) شوال (iv) ✓رجب

☆ سقیفہ بنو ساعدہ میں خلیفہ منتخب ہوئے:
✓ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ

☆ مسلیمہ کذاب کے پاس جنگجو سپاہی تھے۔
✓40000۔ 30000۔ 20000۔ 10000

☆ حضرت عثمانؓ کی کونسی بیوی جنگ بدر کے موقع پر بیمار تھیں؟
حضرت کلثومؓ ✓حضرت رقیہؓ حضرت نائلہؓ کوئی بھی نہیں

☆ حضرت علیؓ کی والدہ محترمہ کا نام تھا۔
سلمٰی اسماء ✓فاطمہ عائشہ

☆ شیر خدا کا لقب دیا گیا۔
حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ ✓حضرت علیؓ

☆ حضرت عثمان قریش کے کس خاندان سے تھے؟
(i) بنومخزوم (ii) بنوتمیم (iii) بنوعدی ✓(iv) بنوامیہ

☆ خوارج کس کے لشکر سے جدا ہوئے؟
(i) یزید ✓(ii) حضرت علیؓ (iii) حضرت معاویہؓ (iv) حضرت عائشہؓ

☆ خالدؓ بن ولید کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟
(i) بنوعدی سے (ii) بنوتمیم سے (iii) بنوامیہ سے ✓(iv) بنومخزوم سے

☆ حضرت عثمان کے زمانے میں فتنہ پھیلانے کا کام ایک یہودی نے کیا جس کا نام تھا۔
(i) عبداللہ بن ابی (ii) عبداللہ بن عبداللہ ✓(iii) عبداللہ بن سبا (iv) عاتکہ بن خالد

☆ حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے جنگ جمل میں کس کا ساتھ دیا؟
(i) حضرت علیؓ کا (ii) حضرت امیر معاویہؓ ✓(iii) حضرت عائشہؓ کا (iv) عمر فاروقؓ کا

☆ کس فقیہ کو مصر علم حدیث کی تعلیم کے لئے روانہ کیا؟
(i) ابوترابؓ ✓(ii) حضرت نافعؒ (iii) حیان بن شریح (iv) ابوعبیدہ

☆ طاعون عمواس میں جو مسلمان فوت ہوئے ان میں قائد لشکر تھے:
(i) عمروؓ بن العاص ✓(ii) ابوعبیدہؓ بن الجراح (iii) مغیرہ بن شعبہ (iv) محمد بن عمرو

☆ وصال نبویؐ کے بعد اہل مکہ کو ارتداد سے باز رکھا۔
✓(i) سہیلؓ بن عمرو نے (ii) عدیؓ بن حاتم طائی نے (iii) سعد بن عبادہ نے (iv) شیر بن سعد نے

☆ حضرت ابوبکر صدیق کے والدان کی وفات کے بعد کتنی دیر زندہ رہے؟
(i) دو ماہ (ii) پانچ ماہ ✓(iii) چھ ماہ (iv) ایک ماہ

☆ ثقیفہ بنوساعدہ میں کس انصاری صحابہ کا نام بطور خلیفہ تجویز کیا گیا؟

(i) سعد بن معاذؓ کا (ii) ✓ سعد بن عبادہؓ کا (iii) محمدؐ بن مسلمہ کا (iv) زیدؓ بن حارث کا

☆ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کب ہوئی؟

(i) ✓ ذوالحج 35ھ (ii) ذوالحج 36ھ (iii) ذوالحج 37ھ (iv) ذوالحج 38ھ

☆ حضرت خالد بن ولید نے جنگ میں شہادت پائی؟

(i) جنگ قادسیہ (ii) جنگ نہاوند (iii) جنگ یرموک (iv) ✓ کسی جنگ میں بھی نہیں

☆ بیت المال کا باقاعدہ نظام قائم کیا۔

(i) حضرت عثمانؓ نے (ii) حضرت ابوبکرؓ نے (iii) ✓ حضرت عمرؓ نے (iv) حضرت علیؓ نے

☆ دریائے نیل کو بحیرہ قلزم سے ملانے والی نہر کا نام ہے۔

(i) نہر معقل (ii) نہر سعد (iii) نہر عمرو بن العاص (iv) ✓ نہر امیر المومنین

☆ حضرت عمرؓ نے حضرت خالد بن ولید کو کس صحابی کے ماتحت کر دیا؟

(i) حضرت جعفرؓ (ii) حضرت سعد بن ابی وقاص (iii) ✓ حضرت ابوعبیدہ (iv) حضرت سعد بن معاذؓ

☆ حضرت علیؓ کب خلافت مسند پر متمکن ہوئے؟

(i) محرم 30ھ (ii) محرم 34ھ (iii) محرم 24ھ (iv) ✓ محرم 36ھ

☆ جنگ جمل کب لڑی گئی؟

(i) صفر 44ھ (ii) رمضان 40ھ (iii) ✓ جمادی الثانی 36ھ (iv) شوال 33ھ

☆ سعد بن ابی وقاص کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟

(i) بنوہوازن (ii) ✓ بنوزہرہ (iii) بنوامیہ (iv) بنوعدی

☆ بلاد مصر میں سب سے پہلے کون سا شہر فتح ہوا؟

(i) ✓ عریش (ii) قسطاط (iii) سکندریہ (iv) قادسیہ

☆ آذربائیجان کب فتح ہوا؟

(i) 20ھ (ii) 42ھ (iii) ✓ 22ھ (iv) 21ھ

☆ بصرہ کی پانی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے جو نہر بنائی گئی اس کا نام رکھا گیا۔

(i) ✓ نہر ابوموسیٰ (ii) نہر سعد (iii) نہر معقل (iv) نہر امیر المومنین

☆ ابوعبیدہ بن الجراحؓ کا اصل نام کیا تھا؟

(i) ✓ عبداللہ (ii) عامر بن عبداللہ (iii) سلیمان بن خالد (iv) عبدالوہاب

☆ عشور نام کا ایک بالکل نیا تجارتی ٹیکس کس کے دور میں لگا:

(i) ✓ حضرت عمر فاروقؓ (ii) حضرت علیؓ (iii) حضرت عثمانؓ (iv) حضرت ابوبکرؓ

☆ بلادِ مصر میں سب سے پہلے کون سا شہر فتح ہوا؟

(i) ✓عریش (ii) قبسطاط (iii) سکندریہ (iv) قادسیہ

☆ بیت المقدس کی فتح کب ہوئی؟

(i) ✓16ھ (ii) 17ھ (iii) 18ھ (iv) 19ھ

☆ جلاوطنی کے سزا کا آغاز دور میں ہوا۔

(i) دورِ صدیقی میں (ii) ✓دورِ فاروقی میں (iii) دورِ عثمانی میں (iv) حضرت علیؓ کے دور میں

☆ بصرہ کا شہر حضرت عمرؓ کے حکم سے بنایا گیا اس کا اہتمام کس نے کیا تھا۔

(i) سعد بن ابی وقاص نے (ii) ✓عتبہ بن غزوان نے (iii) نعمان بن مقرن نے (iv) ابوموسیٰ اشعری نے

☆ آخری ساسانی بادشاہ کا نام تھا۔

(i) خسرو پرویز (ii) شیرویہ (iii) بوران دخت (iv) ✓یزدگرد

☆ مسیلمہ کذاب کا تعلق کس قبیلے سے تھا۔

(i) بنو تمیم (ii) بنو ہوازن (iii) ✓بنو حنیفہ (iv) بنو مخزوم

☆ جنگ سلاسل کس خلیفہ کے دور میں ہوئی؟

(i) امیر معاویہؓ کے (ii) ✓حضرت ابوبکرؓ کے (iii) ولید بن عبدالرحمٰن (iv) عبدالملک

☆ دریائے نیل کو بحیر قلزم سے ملانے والی نہر کا نام تھا:

(i) نہر معقل (ii) نہر سعد (iii) ✓نہر امیر المومنین (iv) نہر ابوموسیٰ

☆ بنو غسان عرب کے ملک میں آباد تھے۔

(i) عراق (ii) ✓شام (iii) مصر (iv) یمن

☆ مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔

(i) خالد بن ولید نے (ii) عمرو الحضرمی نے (iii) عکرمہؓ نے (iv) ✓وحشی بن حرب نے

☆ یروشلم پر قبضہ کے موقعہ پر صلح نامہ لکھا تھا۔

(i) حضرت عمرؓ نے (ii) سعدؓ بن ابی وقاص نے (iii) ابوعبیدہؓ بن الجراح نے (iv) ✓خالدؓ بن ولید نے

☆ بصرہ کا شہر دور میں آباد ہوا۔

(i) ابوبکر صدیقؓ (ii) ✓عمر فاروقؓ (iii) حضرت علیؓ (iv) امیر معاویہ

☆ حضرت طلحہؓ کی شہادت کس کے ہاتھوں ہوئی؟

(i) ✓مروان (ii) حجاج بن یوسف (iii) یزید (iv) حصین بن نمیر

☆ حضرت عثمان کی شہادت کے کتنے دن بعد حضرت علی نے خلافت سنبھالی؟

(i) ایک دن (ii) دو دن بعد (iii) ✓تین دن بعد (iv) چار دن بعد

☆ قلعہ قوص فتح کیا:

(i) حضرت خالدؓ بن ولید نے (ii) ✓ حضرت علیؓ نے (iii) حضرت عمرؓ فاروق نے (iv) حضرت عثمانؓ نے

☆ جنگ جمل ہوئی

(i) 33ھ میں (ii) 34ھ میں (iii) 35ھ میں (iv) ✓ 36ھ میں

☆ شام کے گورنر نے حضرت علی کی بیعت سے انکار کیا:

(i) حضرت عباسؓ نے (ii) ✓ حضرت امیر معاویہؓ نے

(iii) حضرت سہیل بن حنیفؓ نے (iv) حضرت مغیرہ بن شعبہ نے

☆ صحابی کی چار نسلیں تھیں:

(i) حضرت عثمانؓ (ii) ✓ حضرت ابوبکرؓ (iii) حضرت زبیرؓ (iv) حضرت طلحہؓ

☆ حضرت ابوبکر صدیق کا روبا کرتے تھے۔

(i) قالینوں کا (ii) برتنوں کا (iii) زیورات کا (iv) ✓ کپڑے کا

☆ اسلام قبول کرتے وقت حضرت ابوبکر کے پاس درہم تھے:

(i) تیس ہزار (ii) دس ہزار (iii) ساٹھ ہزار (iv) ✓ چالیس ہزار



# بنوامیہ کا شجرۂ نسب

## خلفائے بنوامیہ

1- امیر معاویہ 41ھ تا 60ھ

2- یزید بن معاویہ 60ھ تا 64ھ

3- معاویہ بن یزید 64ھ تا 64ھ

4- مروان بن حکم 64ھ تا 65ھ

5- عبدالملک بن مروان 65ھ تا 86ھ

6- ولید بن عبدالملک 86ھ تا 96ھ

7- سلیمان بن عبدالملک 96ھ تا 99ھ

8- عمر بن عبدالعزیز 99ھ تا 101ھ

9- یزید بن عبدالملک 101ھ تا 105ھ

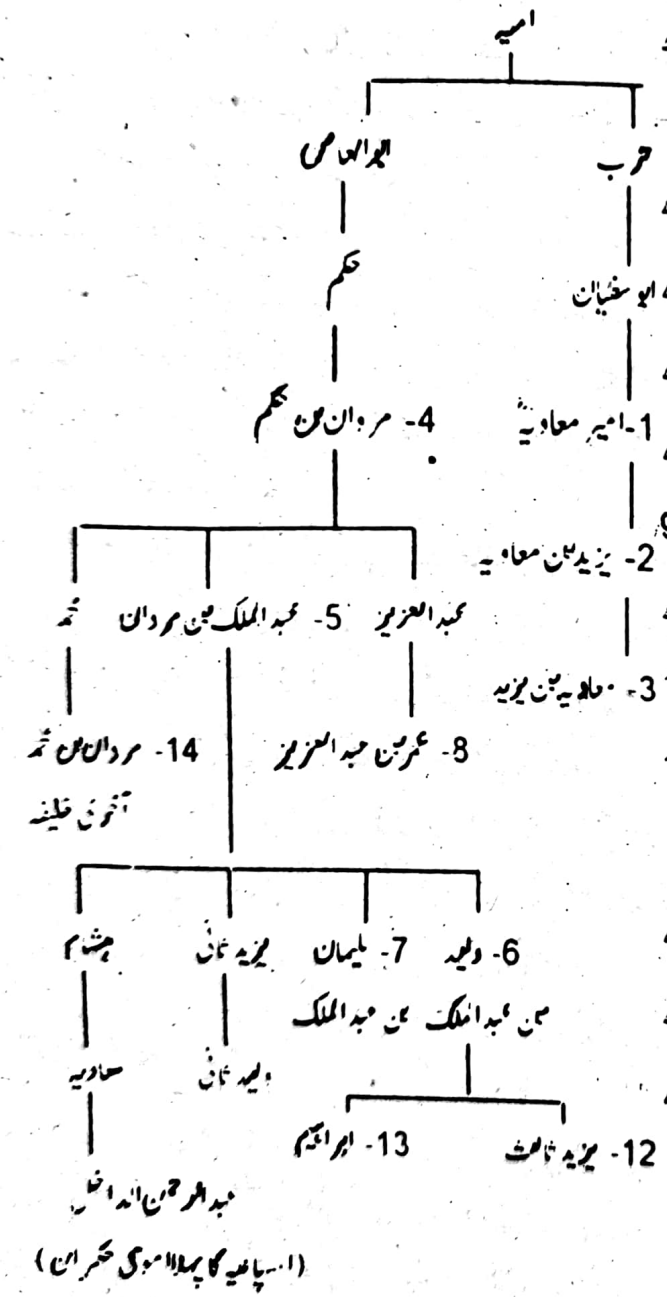
10- ہشام بن عبدالملک 105ھ تا 125ھ

11- ولید بن یزید 126ھ تا 126ھ

12- یزید بن ولید 126ھ تا 126ھ

13- ابراہیم بن ولید 126ھ تا 127ھ

14- مروان بن محمد 127ھ تا 132ھ



13

# خلافت بنوامیہ

## حضرت امیر معاویہ

40ھ تا 60ھ 661ء تا 680ء

**ابتدائی زندگی** اموی خلافت کے بانی حضرت امیر معاویہؓ ابوسفیان بن حرب کے بیٹے تھے۔ ظہور اسلام سے قبل ابوسفیان کا شمار روسائے عرب میں ہوتا تھا۔ فتح مکہ کے بعد جب نبی کریم ﷺ نے عام معافی کا اعلان کیا تو ابوسفیان اور ان کے تمام خاندان نے اسلام قبول کرلیا۔ امیر معاویہؓ بھی ان میں شامل تھے۔ ہجرت مدینہ سے تقریباً پندرہ برس پیشتر مکہ میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ اعلان نبوت کے وقت آپ کی عمر کوئی چار برس کے قریب تھی۔ جب اسلام لائے تو زندگی کے پچیسویں برس میں تھے۔ فتح مکہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کی تالیف قلب کے لئے ابوسفیان کے گھر کو بیت الامن قرار دیا (یعنی جو شخص ان کے گھر چلا جائے اس کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔) ان کے بیٹے معاویہؓ کو آپؐ نے کاتب وحی مقرر کیا۔ اس کے علاوہ بیرون ملک سے آئے ہوئے لوگوں اور ملاقاتیوں کی مہمان نوازی اور دیکھ بھال کا کام بھی اس کے سپرد کیا۔ یہ دور حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی کا آخری دور تھا۔ اس لئے امیر معاویہ زیادہ عرصہ حضور ﷺ کی صحبت سے فیض یاب نہ ہو سکے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کے بھائی یزیدؓ بن ابوسفیان کو شام کے محاذ پر بھیجا تو امیر معاویہؓ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ عہد فاروقی میں یزید کی ملاقات کے بعد آپ کو ان کی جگہ دمشق کا حاکم مقرر کیا گیا رومیوں کے خلاف جنگوں میں سے قیساریہ کی جنگ آپ کی قیادت میں لڑی گئی۔ جس میں 80 ہزار رومی قتل ہوئے تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے آپ کو دمشق، اردن اور فلسطین تینوں صوبوں کا والی مقرر کیا اور اس پورے علاقہ کو شام کا نام دیا گیا والیٔ شام کی حیثیت سے آپ کا بڑا کارنامہ اسلامی بحری بیڑے کی تشکیل اور قبرص کی فتح ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ آپ پر بہت اعتماد کرتے تھے اور آپ کا شمار عرب کے چار نامور مدبرین میں ہوتا تھا۔

**اموی خلافت کا قیام** شہادت عثمانؓ کے بعد آپ نے قصاص لینے کا مطالبہ کیا اور حضرت علیؓ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت علیؓ نے آپ کو معزول کرنا چاہا تو آپ نے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا اور قصاص عثمانؓ کی دعوت بلند کی، جس کے نتیجہ کے طور پر 657ء میں جنگ صفین ہوئی جس میں عمروؓ بن العاص کے مشورے کے مطابق امیر معاویہؓ کی فوج نے قرآن کے ورق نیزوں پر بلند کئے اور مطالبہ کیا کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیا جائے چنانچہ ثالث مقرر کرنے کا فیصلہ ہوا۔ آپ کی طرف سے عمروؓ بن العاص اور حضرت علیؓ کی طرف سے

ابوموسیٰ اشعریؓ ثالث مقرر ہوئے عمروؓ بن العاص نے فیصلے کا اعلان کرتے ہوئے نہ صرف امیر معاویہؓ کو معزول نہ کیا بلکہ آپ کی خلافت کا بھی اعلان کیا، اس پر شامیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی حضرت علیؓ خوارج کی بغاوت کو دبانے میں مصروف ہو گئے اور انہیں آپ کے خلاف نکلنے کا موقعہ نہ ملا۔ چنانچہ آپ کو اپنی حکومت مضبوط کرنے کا موقعہ مل گیا۔

**مصر پر قبضہ** امیر معاویہؓ کا مقصد یہ تھا کہ تمام اسلامی مقبوضات پر مستحکم اموی حکومت قائم ہو جائے خواہ اس کے لئے کچھ ناروا ذرائع بھی کیوں نہ اختیار کرنے پڑیں۔ چنانچہ آپ نے مصر کے علوی گورنر قیسؓ بن سعد کے بارے میں یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ وہ ہمارے خاص آدمی ہیں اس طرح حضرت علیؓ کے مشیر قیسؓ سے بدظن ہو گئے انہوں نے حضرت علیؓ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ محمد بن ابی بکر کو مصر بھجوائیں قیسؓ بن سعد نے پوچھا کہ کیا امیر المومنین نے کسی اور کو بھی میرے ساتھ حکومت میں شریک کر دیا ہے۔ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ حکومت آپ ہی کی رہے گی لیکن عملاً انہوں نے ہر معاملہ میں دخل اندازی شروع کر دی تو قیسؓ بن سعد مستعفی ہو کر مدینہ چلے گئے۔ محمد بن ابی بکر نے ان لوگوں کے خلاف بھی جنگ چھیڑ دی جو اب تک غیر جانبدار تھے۔ اس موقع پر امیر معاویہؓ نے فاتح مصر عمروؓ بن العاص کو بھیج کر مصر پر قبضہ کر لیا کیونکہ ان کا وہاں پہلے ہی کافی اثر ورسوخ تھا۔

**حضرت علیؓ کے ساتھ معاہدہ** مصر پر امیر معاویہؓ کے قبضہ کے بعد حضرت علیؓ کی پوزیشن اور کمزور ہو گئی نیز خارجیوں کے خلاف جنگ کی وجہ سے ان کی فوج تھک چکی تھی اس لئے شام پر فوج کشی کے لئے تیار نہ تھی امیر معاویہؓ اس کمزوری سے آگاہ تھے انہوں نے حضرت علیؓ کے مقبوضہ علاقوں پر حملے کرنے شروع کر دیئے۔ عین التمر، انبار اور مدائن پر حملوں کے بعد اموی فوجیں مکہ اور مدینہ پر بھی حملہ آور ہوئیں اس میں شک نہیں کہ یہ ساری مہمات کامیاب نہ ہوئیں لیکن اس سے حضرت علیؓ کو سکون سے نظام درست کرنے کا موقع نہ ملا۔ ذوالحجہ 39ھ میں امیر معاویہؓ نے اپنی طرف سے امیر الحج بھی مقرر کر کے بھیجا حج کے موقعہ پر باہمی جھگڑا پسندیدہ نہ تھا اس لئے معروف صحابی ابوسعیدؓ خدری نے تیسرا غیر جانبدار امیر حج (شیبہ بن عثمانؓ) مقرر کر دیا جن کی امامت میں حج کیا گیا۔ جزیرہ دومتہ الجندل کی طرف بھی اموی فوجوں نے پیش قدمی کی 40ھ میں امیر معاویہ کے بھیجے ہوئے لشکر نے مدینہ پر قبضہ کر کے زبردستی امیر معاویہؓ کی بیعت لی۔ اس کے بعد یہ فوج مکہ کی طرف بڑھی اور وہاں بھی امیر معاویہؓ کی بیعت کے لئے دباؤ ڈالا گیا۔ مکہ سے یہ لشکر یمن کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ بات واضح تھی کہ باہمی کشمکش کی اس فضا میں نہ عوام چین سے رہ سکتے تھے۔ نہ حضرت علیؓ نیز حرمین کا احترام بھی مجروح ہو رہا تھا اس لئے حضرت علیؓ نے 40ھ میں امیر معاویہؓ کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ حجاز و یمن اور مشرق (عراق فارس و ایران) حضرت علیؓ کے قبضہ میں رہے اور مصر و شام اور مغرب (افریقہ) پر امیر معاویہؓ کا قبضہ تسلیم کر لیا گیا۔

### حضرت حسنؓ کی دستبرداری

اسی سال حضرت علیؓ ایک خارجی عبدالرحمٰن ابن ملجم کے ہاتھ سے شہید ہو گئے اور حضرت حسنؓ بن علیؓ ان کے جانشین ہوئے تو امیر معاویہؓ نے دوبارہ عراق پر حملہ کر دیا۔ حضرت حسنؓ کی طرف سے قیسؓ بن سعد انصاری مقابلہ کے لئے بڑھے اچانک افواہ پھیل گئی کہ قیسؓ بن سعد قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اس پر عراقی لشکر نے لوٹ مار شروع کر دی۔ یہاں تک حضرت حسنؓ کا خیمہ بھی لوٹ لیا گیا اور وہ جس جائے نماز پر نماز پڑھ رہے تھے وہ بھی چھین لیا گیا۔ اس سے حضرت حسنؓ کو کافی لشکر کی وفاداری کی حقیقت سمجھ آ گئی اور انہوں نے جنگ کا ارادہ ترک کر کے امیر معاویہؓ سے صلح کر لی اور چند شرائط منوا کر امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ یہ معاہدہ جولائی 661ء میں طے پایا۔

## استحکام سلطنت کے لئے اقدامات

### حجرؓ بن عدی اور ان کے ساتھیوں کا قتل

حجرؓ بن عدی حضرت علیؓ کے فدائیوں میں سے تھے۔ جب امیر معاویہؓ کے عہد اقتدار میں حضرت علیؓ کو خطبہ جمعہ میں برا بھلا کہنا شروع کیا گیا تو حجرؓ بن عدی حضرت علیؓ کی توہین برداشت نہ کر سکے انہوں نے بھی جواب میں امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ کوفہ کی اموی گورنر زیاد نے حجرؓ بن عدی اور ان کے چند ساتھیوں کو گرفتار کر کے امیر معاویہؓ کے ہاں پیش کر دیا۔ امیر معاویہؓ نے زیاد کی رپورٹ پر حجرؓ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرا دیا۔

### خوارج کا مقابلہ

مخالفین بنو امیہ میں سب سے زیادہ منظم اور خطرناک گروہ خوارج کا تھا۔ امیر معاویہؓ کے تخت نشین ہونے کے فوراً بعد 661ء میں ایک خارجی فروہ بن نوفل نے کوفہ کے قریب علم بغاوت بلند کیا۔ سرکاری افواج ان کے عزم و ہمت کا مقابلہ نہ کر سکیں اور شکست کھانے پر مجبور ہو گئیں۔ امیر معاویہؓ نے اس بغاوت کے لئے اہل کوفہ کو ذمہ دار سمجھتے ہوئے انہیں تنبیہ کی کہ اگر انہوں نے فروہ کو گرفتار کر کے حکومت کے سپرد نہ کیا تو انہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اس دھمکی کا خاصہ اثر ہوا اور کوفیوں نے فروہ کو گرفتار کرا دیا لیکن خوارج نے اس کے باوجود عبداللہ بن ابی الحوسا کی کی زیر سرکردگی اپنی سرگرمیوں کو بدستور جاری رکھا۔

حضرت امیر معاویہؓ نے کوفہ میں خوارج کی سرگرمیوں کے تدارک کے لئے مغیرہؓ بن شعبہ کو مقرر کیا۔ مغیرہؓ مسلسل ایک برس تک ان کے خلاف برسر پیکار رہے۔ اس دوران خوارج نے عید کے دن عین حالت نماز میں اچانک حملہ کرنے کی سازش کی لیکن بروقت علم ہو جانے کی وجہ سے مغیرہؓ نے ان کے عزائم کو ناکام بنا دیا۔ مغیرہ کی زبردست کوششوں کے نتیجہ کے طور پر خوارج کو دوبارہ سر اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی اور ان کے رہنما مارے گئے۔

کوفہ کے بعد خوارج کا دوسرا مرکز بصرہ تھا۔ بصرہ کے خوارج کی سرکوبی کے لئے زیاد بن ابیہ کو بصرہ کی ولایت سپرد کی گئی۔ زیاد بن ابیہ نے اہل بصرہ کے جذبہ خودسری کو کچل دیا۔ اس کے سخت

گیری اور تشدد کی بدولت تمام عراق میں امن و امان قائم ہوا۔ مغیرہؓ کی وفات کے بعد کوفہ کی ولائت بھی اس کے سپرد کر دی گئی۔

**بغاوتوں کی روک تھام** 661ء میں بلخ، بخارا، ہرات اور باذغیس کے حکمرانوں نے اموی اقتدار کے خلاف بغاوت کر دی۔ امیر معاویہؓ کی طرف سے خراسان کے والی قیس نے ان علاقوں پر لشکر کشی کی اور انہیں اطاعت قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔

663ء میں کابل کے حکمران نے بھی بغاوت کر دی عبدالرحمٰن بن سمرہ اس بغاوت کو فرو کرنے پر مامور ہوا۔ اس نے شہر کا محاصرہ کرنے کے بعد فوج کو سنگباری کا حکم دیا۔ محصورین نے مجبور ہو کر شہر کے پھاٹک کھول دیئے اس کے بعد اموی افواج اردگرد کے علاقوں کو فتح کرتی ہوئی غزنہ پہنچیں۔ اہل غزنہ نے تھوڑی سی مزاحمت کے بعد شکست قبول کر لی۔ اسی طرح بخارا سے لے کر غزنہ اور کابل تک اموی حکومت کا قبضہ بحال ہو گیا۔

## فتوحات

**سندھ پر حملہ** امیر معاویہؓ کے زمانہ میں سندھ پر دو طرفہ حملہ کیا گیا ایک مہم مہلب کی کمان میں اور دوسری ساحل بلوچستان سے منذر کی زیر سرکردگی روانہ کی گئی۔ مہلب کابل، قندھار فتح کرتا ہوا سرزمین سندھ میں داخل ہوا۔ دوسری طرف منذر مکران کا علاقہ فتح کرتا ہوا قلات کی طرف آگے بڑھا۔ یہ دونوں مہمات بڑی کامیاب رہیں اور بہت سا مال غنیمت حاصل کر کے واپس ہوئیں۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے کئی ایک مہمات روانہ کی گئیں جو کامیاب ہو کر واپس لوٹیں۔

**ترکستان کی فتوحات** اگرچہ عبیداللہ ابن زیاد کے زمانہ میں ترکستان کی فتح کے لئے کئی ایک کامیاب مہمات روانہ کی گئی تھیں لیکن سعید بن عثمانؓ کی ولایت کوفہ کے زمانہ میں ترکستان پر باقاعدہ لشکر کشی کی گئی۔ سعید دریا جیحوں پار کر کے اہل سغد کے پایہ تخت تک جا پہنچا۔ ملکہ قبق نے صلح کی خواہش کا اظہار کیا لیکن سغدیوں نے ملکہ کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور ایک لاکھ بیس ہزار سپاہی لے کر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکل پڑے۔ بخارا میں دونوں افواج کے درمیان زبردست جنگ ہوئی لیکن سغدی باہمی پھوٹ کا شکار ہو گئے اور ملکہ صلح کرنے پر مجبور ہو گئی۔ بخارا پر قبضہ کے بعد اسلامی لشکر نے سمرقند کا محاصرہ کر لیا۔ اہل سمرقند کے بعد ترمذ کا علاقہ بھی فتح کر لیا گیا۔ اس طرح ترکستان کا بیشتر حصہ اموی سلطنت کا جزو تھا۔

**شمالی افریقہ کی فتوحات** شمالی افریقہ کا بیشتر حصہ خلافت راشدہ کے زمانہ میں فتح ہو چکا تھا۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں ان علاقائی فتوحات میں مزید توسیع کی گئی۔

عمروؓ بن العاص شمالی افریقہ کے گورنر تھے۔ آپ نے عقبہ بن نافع اور معاویہ بن خدیج کو شمالی افریقہ کی فتح کے لئے نامزد کیا۔ 661ء میں عقبہ نے شمالی افریقہ پر فوج کشی کر کے طرابلس، تیونس اور الجزائر کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد بوازنہ اور زناطہ تک اپنے حلقہ اقتدار کو

وسیع کیا۔ 663ء میں سوڈان پر لشکر کشی کی گئی اور اس کے کثیر حصہ پر قبضہ کر لیا گیا افریقہ کے سرکش بربروں کو کچل دیا گیا اور قیروان کی مشہور چھاؤنی قائم کی گئی تا کہ افریقہ میں مستقل اور پائیدار امن قائم رہے۔

**قسطنطنیہ پر حملہ** شام اور مصر پر اسلامی غلبہ کے باوجود رومی آئے دن اسلامی سرحدوں پر حملے کرتے رہتے تھے کیونکہ رومیوں کو ایشیائے کوچک اور یورپی مقبوضات پر ابھی تک پوری طرح بالادستی حاصل تھی۔ نیز مشرقی کلیسا کے مرکز کی حیثیت سے بھی بازنطینی حکمران عیسائیوں کی امیدوں کا مرکز تھے۔ اسی بناء پر وہ اس کوشش میں لگے رہتے تھے کہ اپنے کھوئے ہوئے علاقے دوبارہ حاصل کریں۔ رومی حملوں کی روک تھام کے لئے امیر معاویہؓ نے بالآخر بازنطینی حکومت کے دارالحکومت قسطنطنیہ کی تسخیر کا باقاعدہ منصوبہ بنایا آپ کے اس منصوبہ کی اطلاع جب مکہ و مدینہ تک پہنچی تو اکابر صحابہ نے بھی اس میں شمولیت کے لئے آمادگی کا اظہار کیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فاتحین قسطنطنیہ کو مغفرت کی بشارت دی تھی[1] 55ھ میں سفیان بن عوف ازدی کو اس فوج کا انچارج بنایا گیا۔ اس مہم میں حضرت ابو ایوبؓ انصاری، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ جیسے مقتدر صحابی بھی شریک ہوئے۔ فوج کے ایک دستہ کی کمان امیر معاویہؓ کے بیٹے یزید کے ہاتھ میں تھی۔ قسطنطنیہ چونکہ مشرقی کلیسا کا مرکز تھا اس لئے رومیوں نے بھی اس کے دفاع کے زبردست انتظامات کر رکھے تھے۔ محاصرہ کے دوران شہر کی بلند فصیل سے مسلمانوں پر آگ کے گولے برسائے گئے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھانے کا حکم دیا گیا۔ یہ حملہ اگرچہ ناکام رہا لیکن رومیوں پر اس قدر خوف طاری رہا کہ آئندہ کئی برسوں تک انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی نہ کی۔

اس محاصرہ کے دوران مشہور صحابی حضرت ابو ایوبؓ انصاری وفات پا گئے۔ مسلمانوں نے آپ کو شہر کی فصیل کے نیچے لے جا کر دفن کر دیا۔ مسلمانوں نے رومیوں کو خبردار کر دیا کہ وہ لاش کی یا مزار کی بے حرمتی نہ کریں وگرنہ اس کے نتائج اچھے نہ ہوں گے۔ لیکن آہستہ آہستہ خود رومی بھی ان کا احترام کرنے لگے۔ ان کے مزار پر منتیں ماننے لگے۔ عثمانی ترکوں کے زمانہ میں آپ کے مزار پر مقبرہ بنوایا گیا اور مسجد تعمیر کی گئی جو جامعہ مسجد ایوبیہ کہلائی۔

**جزائر روڈس اور ارواڑ کی فتح** شامی علاقہ کے تحفظ کے نقطہ نظر سے جزائر روم کی فتح ضروری تھی چنانچہ اس مقصد کی خاطر اس سے پیشتر جزیرہ قبرص فتح کیا جا چکا تھا۔ امیر معاویہؓ نے اپنے زمانہ اقتدار میں ایک قدم مزید آگے بڑھا کہ جزیرہ روڈس پر قبضہ کر لیا۔ یہ اناطولیہ کے قریب جنوب مغرب میں واقع ہے۔ جزیرہ سسلی پر بھی قبضہ کی کوشش کی گئی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد 54ھ میں جزیرہ ارواڑ پر قبضہ ہوا۔

[1] اصل حدیث میں یہ وضاحت بھی ہے جو شخص قسطنطنیہ فتح کرے گا اس کا نام ایک پیغمبر کے نام پر ہوگا۔ یہ پیشین گوئی سلطان محمد فاتح کے ہاتھوں 1453ء میں پوری ہوئی۔

# نظام حکومت.....انتظامی اصلاحات

امیر معاویہؓ نے عالم اسلام کو متحد کیا۔ نظم ونسق حکومت کی اصلاح کر کے حکومت کو استحکام بخشا فوجی اور دیگر اصلاحات سے ملک کو بیرونی حملوں سے تحفظ دیا۔ ان کے نظام حکومت کا خاکہ مندرج ذیل ہے۔

**خلیفہ کے اختیارات میں اضافہ** امیر معاویہؓ نے اپنے 19 سالہ دور حکومت میں ملک سے بدامنی اور خانہ جنگی دور کر کے ایک مضبوط حکومت قائم کی۔ جو داخلی انتشار اور خارجی حملوں کا مقابلہ کر سکتی تھی۔ اس حکومت کی بنیاد خلیفہ کے وسیع اختیارات پر تھی۔ انہوں نے خلافت راشدہ کے شورائی طرز حکومت کی بجائے ایسی مضبوط مرکزی حکومت قائم کی جو خدا کے سوا کسی کے سامنے جوابدہ نہ ہو۔ اگر چہ دور خلافت کے قائم کردہ ادارے بظاہر اسی طرح قائم تھے۔ لیکن ان کے اندر جمہوری روح باقی نہیں رہی تھی۔ مجلس شوریٰ کا وجود قائم تھا اور اس میں عرب کے معروف مدبّر عمروؓ بن العاص، مغیرہؓ بن شعبہ، زیاد بن ابی سفیان اور دیگر اکابرین سلطنت شامل تھے۔ جن کا انتخاب خلیفہ کی ذاتی پسند یا ناپسند پر مبنی تھا۔ خلیفہ کسی بھی شخص کو شوریٰ کا رکن بنا سکتا تھا اور وہ خود شوریٰ کے کسی فیصلے کا پابند نہ تھا۔ شوریٰ کے ارکان بھی خلیفہ کی خواہش و مرضی کے خلاف رائے دینے سے اجتناب کرتے اور اگر اختلاف کرتے تو بھی ادب و احترام کے ساتھ۔ بے باک تنقید جس کا رواج خلافت راشدہ میں تھا، یہاں اس کی گنجائش نہ تھی۔

**صوبائی نظام** ملکی تقسیم اور صوبائی حد بندی کا نظام تقریباً وہی رہا جو حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں تھا۔ ہر صوبے کے لئے الگ گورنر مقرر تھا جسے والی کہتے تھے۔ صوبائی گورنروں کی تقرری اور تنزلی کا اختیار خلیفہ کو تھا اور وہ خلیفہ کی ہدایات اور وضع کردہ احکامات کے تابع و فرمان تھے۔ بعض مقامی نوعیت کے معاملات میں انہیں فیصلوں کا اختیار تھا۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں صوبوں میں مکمل امن و امان قائم رہا۔

**فوجی نظام** بنی امیہ مکہ کے فوجی قائدین تھے۔ اس لئے عہد امیر معاویہؓ میں فوج کی تنظیم کی طرف خصوصی توجہ دی گئی۔ اس کا ڈھانچہ عہد فاروقی کے خطوط پر قائم رہا۔

فوج کے دو حصے تھے جنہیں گرمائی اور سرمائی علی الترتیب صافیہ اور شاتیہ کہتے تھے۔ فوج کی تنخواہ اور بھرتی کے نظام کی اور زیادہ اصلاح کی گئی۔ غیر ملکی حملہ آوروں کے خلاف ملکی دفاع کے لئے نئی نئی چھاؤنیاں اور شہر آباد کئے گئے۔ دوران جنگ تلواروں، تیروں اور دیگر رائج الوقت اسلحہ کے علاوہ قلعہ شکن آلات کا عام استعمال ہوتا تھا جس کے ذریعہ بڑے بڑے قلعوں کی فصیلوں میں شگاف کر دیا جاتا تھا۔ امیر معاویہؓ نے فوج کی تنظیم اس طرح کی کہ ڈسپلن اور استعداد کے لحاظ سے یہ دنیا کی صف اول کی افواج کی ہم پلہ بن گئی۔

**بحریہ کی تشکیل** امیر معاویہؓ کا سب سے شاندار کارنامہ اسلامی بحریہ کی تشکیل ہے۔ رومیوں کے خلاف جنگوں میں بحریہ کی اہمیت محسوس ہو گئی تھی۔ چنانچہ منصب خلافت سنبھالنے کے بعد آپ نے سب سے زیادہ توجہ بحریہ کی ترقی پر صرف کی۔ عہد عثمانی ہی میں 500 جنگی جہاز موجود تھے۔ جن کے ذریعے قبرص کا جزیرہ فتح ہوا تھا۔ امیر معاویہؓ نے اس بحری بیڑے کو مزید مستحکم بنایا اور مصر و شام کے ساحلی مقامات پر جہاز سازی کے کارخانے قائم کئے۔ بحری فوج کا سپہ سالار علیحدہ مقرر کیا جاتا۔ جسے امیر البحر کہتے تھے۔ اس عہد میں خبادہ بن ابی امیر اور عبداللہ بن قیس اس عہدہ پر فائز رہے۔

**پولیس** ملک کے اندرونی نظام اور امن و امان کے قیام کے لئے محکمہ پولیس کو باقاعدہ منظم کیا گیا۔ عراق میں بالخصوص پولیس کا بڑا زبردست انتظام تھا۔ شہر کوفہ میں 40 ہزار پولیس کے سپاہی موجود تھے۔ راہ پڑی اشیاء وہیں کی وہیں رہ جاتیں اور کوئی دوسرا انہیں اٹھانے کی جرات نہ کرتا۔ ملک کے اندر ایک سرے سے دوسرے سرے تک مکمل امن و امان قائم تھا۔ مشتبہ لوگوں کے نام رجسٹر میں درج تھے۔ ہنگامی حالات میں لوگوں کے باہر آنے جانے پر پابندی لگا دی جاتی جس طرح موجود حالات میں کرفیو نافذ کیا جاتا ہے۔ پولیس کی اس نگرانی اور سختی کا خاطر خواہ اثر ہوا تمام شورشیں اور غیر قانونی سرگرمیاں ختم ہو گئیں اور لوگوں نے امن و سکون کا سانس لیا۔

**دیوان البرید** اس سے پہلے خبر رسانی اور ڈاک کی ترسیل کے لئے مملکت اسلامی میں کوئی باقاعدہ محکمہ نہ تھا۔ امیر معاویہؓ نے اس کام کے لئے برید کے نام سے مستقل محکمہ قائم کیا۔ اس کام کے لئے ہر منزل پر تازہ دم گھوڑے اور سوار ہر وقت موجود رہتے جو ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ڈاک پہنچاتے اور اس طرح حکومت ملکی حالات سے اچھی طرح باخبر رہتی۔

**دیوان الخاتم** اس سے پہلے دفتروں میں سرکاری ریکارڈ کی نقل رکھنے کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے جعل سازی کر کے ایک لاکھ کی جگہ دو لاکھ وصول کر لئے۔ جب یہ بات امیر معاویہؓ کے علم میں آئی تو انہوں نے دیوان خاتم کے نام سے ایک محکمہ قائم کیا۔ جس کے ذمہ تمام ریکارڈ کی نقلیں رکھنا اور خطوط کو سربمہر کر کے متعلقین تک پہنچانا تھا۔

**نئے شہروں کی تعمیر** جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے امیر معاویہؓ نے فوجی ضروریات کی بناء پر نئی نئی چھاؤنیاں تعمیر کیں اور برباد شدہ شہروں کو دوبارہ آباد کیا یہ فوجی چھاؤنیاں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے شہروں میں تبدیل ہو گئیں۔ واسط اور قیروان کی چھاؤنیاں بعد میں بڑے بڑے شہروں کی شکل اختیار کر گئیں۔ ارواڑ کے جزیرہ میں مسلمانوں کو آباد کیا گیا اسی طرح انطاکیہ میں ایک مسلم نو آبادی قائم کی گئی۔

**رفاہ عامہ کے کام** زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہ تھا جو امیر معاویہؓ کی اصلاحات سے متاثر نہ ہوا ہو خوشحالی اور زراعت کی ترقی کے لئے آبپاشی کے نظام کی طرف خصوصی توجہ

دی گئی۔ مدینہ کے قرب و جوار میں متعدد نہریں کھدوائی گئیں جس سے اناج اور پھلوں کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ نہر معقل کو جو بصرہ میں حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کھودی گئی تھی کو دوبارہ کھدوا کر آبپاشی کے قابل بنایا گیا۔ نئے شہروں میں لوگوں کے دینی فرائض کی بجا آوری کے لئے مسجدیں تعمیر کی گئیں۔

## غیر مسلموں سے حسن سلوک

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ کے لئے کچھ طریقے مقرر کئے گئے تھے۔ امیر معاویہؓ نے انہیں بدستور جاری رکھا۔ تمام وعدے جو ان سے کئے جاتے ان کو پورا کیا جاتا۔ ان کی جان و مال عزت و آبرو محفوظ تھی۔ انہیں عبادت اور اجتماع کی آزادی تھی۔ خلافت راشدہ کے زمانہ میں غیر مسلموں کو کلیدی آسامیوں پر فائز نہیں کیا جاتا تھا لیکن امیر معاویہؓ نے یہ روایت ترک کر کے انہیں اعلیٰ مناصب پر فائز کیا۔

## امیر معاویہؓ کی حکمت عملی

امیر معاویہؓ قریش کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی شخصیت مجموعہ صفات تھی۔ عربی سوانحی اور تاریخی ادب میں شاید ہی کوئی کتاب ایسی ہو جس میں امیر معاویہؓ کی نرمی، ضبط اور تحمل کی صفات کو خراج عقیدت پیش نہ کیا گیا ہو۔ ان کی حکمت عملی کی سب سے نمایاں خصوصیت حلم تھی۔ ان کا یہ وصف تاریخی مسلمات میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ بے جا و بے وقت سختی کے قائل نہ تھے۔ مخالفین اور معترضین کی نکتہ چینی کا خندہ پیشانی سے جواب دیتے۔ اس معاملہ میں انہوں نے اپنے طرز عمل کی یوں وضاحت کی ہے۔

> ''جہاں میرا کوڑا کام کرتا ہے وہاں میں تلوار کام میں نہیں لاتا اور جہاں زبان کام دیتی ہے وہاں کوڑا کام میں نہیں لاتا۔ اگر میرے اور لوگوں کے درمیان بال برابر بھی رشتہ قائم ہو تو میں اس کو نہیں توڑتا۔ جب لوگ اس کو کھینچتے ہیں تو میں ڈھیل دے دیتا ہوں اور جب وہ ڈھیل دیتے ہیں تو میں کھینچ لیتا ہوں۔''

انہوں نے ایسی کامیاب حکمت اختیار کی کہ حضرت امام حسنؓ کو خلافت سے دست برداری پر آمادہ کر لیا نیز مغیرہؓ بن شعبہ، عمروؓ بن العاص اور زیاد ابن سمیہ جیسے عرب اکابر اور دانشوروں کو اپنا معاون بنایا یہی لوگ سیاسی معاملات اور انتظامی امور میں ان کے دست و بازو تھے ان کے علاوہ انہوں نے مختلف عرب قبائل مثلاً یمنی اور عدنانیوں میں اس طرح توازن قائم رکھا کہ ان کی قبائلی عصبیت دبی رہی اور انہیں دونوں قبیلوں کا عملی تعاون حاصل رہا۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ ایک مدبر حکمران اور دور اندیش سیاستدان تھے۔

## سیرت و کردار

امیر معاویہؓ کا شمار اپنے زمانہ کے پانچ بڑے سیاستدانوں میں کیا جاتا ہے ایک بار انہوں نے خود کہا کہ میں نے یہ نسبت زیاد کی تلوار کے اپنی زبان سے کہیں زیادہ ہمنوا اور حامی پیدا کئے۔ ان میں لوگوں کو متاثر کرنے کی بے پناہ صلاحیتیں موجود تھیں اگرچہ وہ

خلفائے راشدین کی خصوصیت کے حامل نہ تھے لیکن وہ ایک اعلیٰ درجہ کے حکمران ضرور تھے۔ تدبر و رائے اور سیاست دانی میں رؤسائے عرب میں سے کوئی بھی ان کا ہم پلہ نہ تھا۔ فصاحت و بلاغت میں بھی وہ یکتا تھے اس کے علاوہ وہ ایک بہترین خطیب بھی تھے۔ خوردونوش، رہائش، لباس اور عادات و اطوار میں شاہانہ طرز زندگی کے خوگر تھے ان کے دربار سے قیصر و کسریٰ کی شان ٹپکتی تھی۔ درباریوں، شاعروں، دوستوں اور حاجت مندوں کو خواہ وہ دشمن ہی کیوں نہ ہوں خسروانہ عنایات سے نوازتے۔ اونچے ایوانوں میں رہنے کے باوجود وہ رعایا کے کمزور سے کمزور اور غریب سے غریب آدمی کے حالات سے باخبر رہتے تھے۔ مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کی شکایات سنتے اور وہیں ان کی تکالیف کا ازالہ کا حکم صادر فرماتے۔ اہل دربار پر بھی یہ واضح کر دیا گیا کہ وہ لوگ جو ان تک نہیں پہنچ سکتے ان کی ضروریات کو امیر تک پہنچانا ان کا ذمہ ہے۔

ایک فوجی ماہر کی حیثیت سے ان کا مقام بہت بلند ہے رومیوں کے خلاف کامیاب فتوحات ان کی اس صفت کی شاہد ہیں سب سے بڑھ کر جو چیز ان کو ہم عصر حکمرانوں سے ممتاز اور نمایاں کرتی ہے وہ ان کی سیاست دانی، معاملہ فہمی اور تدبر ہے۔ آپ کی سیاست ہمیشہ کامیاب رہی ان ہی اوصاف اور کارہائے نمایاں کی بدولت انہوں نے ایک مضبوط اموی حکومت کی بنیاد رکھی۔

**یزید کی جانشینی** مغیرہ بن شعبہ نے 50ھ میں پہلی بار امیر معاویہؓ کے سامنے خلافت کو ان کے خاندان میں منتقل کرنے اور یزید کو ولی عہد مقرر کرنے کی تجویز پیش کی اور کہا کہ

> ''عثمانؓ کی شہادت کے بعد سے مسلمانوں میں جو اختلافات اور خونریزی ہوئی وہ آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے اس لئے میری رائے میں یزید کی ولی عہدی کی بیعت لے کر اسے جانشین بنا دینا چاہیے تاکہ آپ کا وقت آخر آئے تو مسلمانوں کے لئے ایک سہارا اور جانشین موجود ہو اور ان میں خون ریزی اور فتنہ وفساد پیدا نہ ہو۔''

یہ امیر معاویہؓ کے دل کی آواز تھی لیکن انہیں اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کا پورا پورا احساس تھا۔ سیاسی نقطہ نظر سے ملک کے تین طاقتور مرکز تھے اور امیر کی ان پر نگاہ تھی کوفہ و بصرہ دنیاوی لحاظ سے اور حجاز مذہبی نقطہ نظر سے نہایت ہی اہم مراکز تھے۔ مغیرہ نے فوراً تجویز پیش کی کہ کوفہ کی ذمہ داری مجھ پر رہی۔ بصرہ کے لئے زیاد کافی ہیں اور حجاز کی ذمہ داری مروان بن حکم کے سپرد کی جائے۔ کوفہ جو مغیرہ کے ماتحت تھا، کے ایک وفد نے امیر معاویہؓ کے سامنے باقاعدہ یزید کی نامزدگی کی تجویز پیش کر دی۔ اس وفد کی قیادت خود مغیرہ کے بیٹے موسیٰ نے کی۔

زیاد حاکم بصرہ کو جب امیر معاویہؓ کی رائے کا علم ہوا تو انہوں نے از خود کوئی معاملہ طے کرنے کی بجائے عبید بن کعب سے مشورہ کیا۔ زیاد کی رائے میں یزید کی نامزدگی کی وجہ سے بہت سے مسائل اور الجھنیں پیدا ہونے کا خدشہ تھا۔ لہٰذا اس معاملہ میں عجلت موزوں نہ تھی چنانچہ عبید نے یزید کو تمام صورت حالات سے آگاہ کیا اور اسے خلاف شرع حرکات سے باز رہنے کی تلقین کی۔ کہا جاتا ہے کہ یزید نے اس کے بعد اپنے کردار میں کافی اصلاح کر لی لہٰذا بصرہ کا ایک وفد بھی امیر معاویہؓ

کی خدمت میں حاضر ہوا اور یزید کی نامزدگی کی تجویز کو پسند کیا۔

حجاز کی نوعیت کوفہ اور بصرہ سے بالکل مختلف تھی ایک تو یہ وہ خطہ تھا جس پر آفتاب رسالت ﷺ کی شعاعیں براہ راست پڑیں اور دوسرے ایسے مقتدر صحابی اور اکابرین بھی موجود تھے جو ہر لحاظ سے یزید پر فوقیت رکھتے تھے لہٰذا ایسے اہل الرائے اور اہل اللہ سے یزید کی نامزدگی کی تائید حاصل کرنا بے حد مشکل کام تھا۔ امام حسینؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہؓ بن عباسؓ، عبداللہؓ بن زبیرؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر خصوصی طور پر امیر معاویہؓ کی نگاہ میں تھے۔ یزید کی ولی عہدی کی راہ ہموار کرنے کا کام مروان بن حکم کو سونپا گیا مروان کو اہل مدینہ کا مشورہ اور رائے معلوم کرنے کی ہدایت کی گئی۔ امیر معاویہؓ نے اپنے پہلے خط میں یزید کی نامزدگی کا ذکر نہ کیا چنانچہ لوگوں نے آپ کے خیالات کو سراہا مگر اپنے دوسرے خط میں امیر معاویہؓ نے یزید کی نامزدگی کی وضاحت کر دی۔ لوگوں نے یزید کا نام سنتے ہی اختلاف کیا عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر نے کہا کہ ''یہ سنت ہرقل و کسریٰ کی ہے اس سے امت کی کوئی بھلائی مقصود نہیں بلکہ معاویہؓ خلافت کو ہرقل کی شہنشاہی بنانا چاہتے ہیں کہ ایک ہرقل کے بعد دوسرا ہرقل جانشین ہوتا۔''

مروان نے تمام صورت حالات اور کیفیت امیر معاویہؓ کو لکھ دی۔ اس دوران کوفہ، بصرہ اور حجاز کے وفود دمشق پہنچ چکے تھے۔ امیر معاویہؓ نے بصرہ کے وفد کے قائد احنف بن قیس کی موجودگی میں دربار منعقد کیا اور حاضرین دربار کے روبرو یزید کی خوبیاں بیان کیں پھر احنف بن قیس سے رائے طلب کی۔ احنف صاف گو انسان تھا۔ اس نے کہا:

''اے امیر اگر جھوٹ بولوں تو خدا سے ڈر لگتا ہے اور اگر سچ بولوں تو آپ کا خوف لاحق ہے۔ آپ یزید کے شب و روز اور افعال سے اچھی طرح واقف ہیں، اگر اس کے بعد بھی آپ اسے امت محمدی ﷺ کے لئے بہتر سمجھتے ہیں تو پھر صلاح و مشورہ کی کیا ضرورت ہے اور اگر ایسا نہیں سمجھتے تو پھر خود دوسرے عالم کو جاتے ہوئے اس کو دنیا کا توشہ نہ دیجئے ورنہ ہمارا کام تو آپ کا حکم سننا اور بجالانا ہے۔''

چونکہ امیر معاویہؓ یزید کی نامزدگی طے کر چکے تھے اس لئے باوجود احقاق حق کے انہوں نے کچھ لوگوں کو ڈرا دھمکا کر کچھ کو انعام و اکرام سے نواز کر ہموار کر لیا چنانچہ عراق اور شام کے باشندوں نے یزید کی بیعت کر لی۔

حجاز کا معاملہ اس سے مختلف تھا۔ امیر معاویہؓ نے خود مکہ اور مدینہ کا سفر اختیار کیا۔ انہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ ابن زبیرؓ، امام حسینؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے شدید مخالفت کا خطرہ تھا۔ یہاں بھی انہوں نے سیاست سے کام لیا اور ہر ایک کو فرداً فرداً مل کر ہر ایک سے کہا کہ تم پانچ آدمیوں کے علاوہ سب نے یزید کی ولی عہدی قبول کر لی ہے اور تم ان چاروں کی رہبری کر رہے ہو۔ سوائے عبدالرحمٰن ابی بکرؓ کے سب نے جواب دیا۔ ''میں کسی کی رہبری نہیں کر رہا ہوں۔ آپ چاروں آدمیوں کو کہئے کہ اگر وہ بیعت کا اعلان کر دیں تو مجھے عذر نہ ہوگا۔''

بعض مورخین کا یہ خیال بھی ہے کہ یہ حضرات امیر معاویہؓ کی آمد کا سن کر مدینہ سے چلے گئے تھے۔ بہرحال ان بزرگوں نے بیعت سے انکار کر دیا لیکن امیر معاویہؓ نے لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ یہ حضرات بیعت کر چکے ہیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے امیر معاویہؓ نے دل کھول کر روپیہ خرچ کیا مگر اہل حجاز کو اپنی اس تجویز کا حامی نہ بنا سکے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے باقی چار اصحاب کی نمائندگی کرتے ہوئے انہیں حضور نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے سلسلہ میں اختیار کردہ تین طریقہ ہائے انتخاب کی طرف متوجہ کرتے ہوئے ان پر واضح کر دیا کہ جانشینی کا طریقہ انہیں کسی صورت میں بھی منظور نہیں۔ امیر معاویہؓ واپس دمشق پہنچے اور یزید کی نامزدگی کا اعلان کر دیا۔

**وصیت اور وفات**

680ء میں امیر معاویہؓ کا انتقال 79 برس کی عمر میں ہوا۔ مدت خلافت 19 سال چند ماہ ہے آپ نے تجہیز و تکفین کے بارے میں وصیت کی کہ رسول اللہؐ کے کرتہ مبارک کا کفن پہنایا جائے اور آپ کے ناخن مبارک اور موئے مبارک کو منہ اور آنکھوں میں رکھ دیا جائے شاید اللہ ان کی طفیل مجھے بخش دے یزید کو جانشینی کے بارے میں وصیت کی۔

''جان پدر میں نے تمہاری راہ کے تمام کانٹے ہٹا کر تمہارے لئے راستہ ہموار کر دیا ہے۔ دشمنوں کو زیر کر کے سارے عرب کی گردنیں تمہارے سامنے جھکا دی ہیں اور تمہارے لئے ایک بڑا خزانہ جمع کر دیا ہے۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اہل حجاز کے حقوق کا ہمیشہ خیال رکھنا کہ وہ تمہاری اصل بنیاد ہیں جو حجازی تمہارے پاس آئے اس سے حسن سلوک سے پیش آنا۔ اس کی عزت کرنا اس پر احسان کرنا اور جو نہ آئے اس کی خبر گیری کرتے رہنا۔ اہل عراق کی ہر خواہش پوری کرنا اگر وہ روزانہ عاملوں کا تبادلہ چاہیں تو روزانہ کر دینا کہ عمال کا تبادلہ تلواروں کے بے نیام ہونے سے بہتر ہے۔ شامیوں کو اپنا مشیر بنانا ان کا خیال ہر حال میں مدنظر رکھنا جب کوئی دشمن تمہارے مقابلہ میں آئے تو ان سے مدد لینا، لیکن کامیاب ہونے کے بعد ان کو فوراً واپس بلا لینا۔ ورنہ دوسرے مقام پر زیادہ ٹھہرنے سے ان کے اخلاق بدل جائیں گے۔

خلافت میں حسین بن علیؓ، عبداللہ ابن عمرؓ، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کے علاوہ کوئی تمہارا حریف نہیں ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ سے کوئی خطرہ نہیں انہیں زہد و عبادت کے علاوہ اور کسی چیز سے واسطہ نہیں ہے عام مسلمانوں کی بیعت کے بعد انہیں بھی کوئی عذر نہ ہوگا۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ میں کوئی ذاتی حوصلہ و ہمت نہیں ہے جو ان کے ساتھی کریں گے وہ اس کی پیروی کر لیں گے۔ البتہ حسینؓ بن علیؓ کی جانب سے خطرہ ہے اہل عراق انہیں تمہارے مقابلہ میں لا کر چھوڑیں گے۔ جب وہ تمہارے مقابلہ میں آئیں اور تم کو ان پر قابو حاصل ہو جائے تو درگزر سے کام لینا کہ وہ قرابت والے

بڑے حقدار اور رسول اللہ ﷺ کے عزیز ہیں البتہ جو شخص لومڑی کی طرح دکھائی دے گا اور شیر کی طرح حملہ کرے گا وہ عبداللہؓ بن زبیرؓ ہے اگر وہ صلح کر لے تو خیر ورنہ قابو پانے کے بعد اس کو ہرگز نہ چھوڑنا اور اس کے ٹکڑے اڑا دینا۔"

## مسلم بادشاہت کا آغاز

امیر معاویہؓ بنیادی طور پر ایک دنیاوی حکمران تھے۔ لہٰذا ان کے عہد حکومت کو خلفائے راشدین کے معیار پر جانچنا ایک تاریخی غلطی ہے ان کا اپنا قول ہے "انا اوّل الملوک" یعنی عربوں میں سب سے پہلا بادشاہ میں ہوں۔ اگرچہ انہوں نے حکومت کا ظاہری ڈھانچہ خلفائے راشدین کے مطابق ہی قائم رکھا لیکن اسلامی طرز حکومت میں مندرجہ ذیل بنیادی تبدیلیاں کیں۔ اس کی وجہ سے مسلم بادشاہت کا آغاز ہوا اور ان کی حکومت خلفائے راشدین کے راستہ سے ہٹ گئی۔

**موروثی و شخصی حکومت** اسلامی تعلیمات میں شخصی حکومت کا کوئی تصور موجود نہیں۔ خلفائے راشدین عوامی تائید و حمایت سے ہی مسند خلافت پر فائز ہوئے تھے۔ عوام کو ان کے احتساب کا پورا پورا حق تھا لیکن امیر معاویہؓ نے یزید کو اپنی زندگی ہی اپنا جانشین نامزد کر دیا اور اس کے لئے بیعت بھی لے لی۔ یہ بیعت لالچ اور جبر کا نتیجہ تھی۔ یہیں سے تاریخ اسلام میں شخصی اور موروثی حکومت کا آغاز ہوا۔

**شورائیت کا خاتمہ** خلافت راشدہ کی بنیاد شورائیت پر تھی ان کی رہنمائی کے لئے مجلس شوریٰ موجود تھی جس کے رکن مسلم اکابرین میں سے تھے۔ یہ لوگ پوری آزادی سے ملکی معاملات میں خلیفہ کو مشورہ دیتے لیکن امیر معاویہؓ نے نمائندہ مجلس شوریٰ کو ختم کر کے اس کی جگہ اپنے درباری مشیروں کو دے دی۔ یہ مشیر بالعموم ان کے رشتہ دار یا ان کے ہمنوا ہوتے۔

**بیت المال کا استعمال** بیت المال خلفائے راشدین کے زمانہ میں قومی امانت سمجھا جاتا تھا لیکن اب یہ خلیفہ کے ذاتی تصرف میں تھا آمد و خرچ میں بھی جائز و ناجائز کی تخصیص روا نہ رکھی جاتی۔ بیت المال کی رقوم عملاً عوامی تائید و حمایت حاصل کرنے کے لئے استعمال کی جاتیں۔ چنانچہ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں بیت المال "شاہی خزانہ" کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔

**ذاتی تعلق کی بناء پر تقرریاں** اعلیٰ مناصب پر تقرری کے لئے تقویٰ اور اہلیت کی بجائے اب خلیفہ کے ساتھ خاندانی اور ذاتی تعلقات بنیادی حیثیت رکھتے تھے۔

**پر تکلف زندگی** خلافت راشدہ سادگی کا انتہائی حسین نمونہ تھی۔ مسجد نبوی کا صحن قصر خلافت کا کام دیتا تھا لیکن امیر معاویہؓ نے اپنے دفاتر اور محل قیصر و کسریٰ کے نمونہ پر تعمیر کرائے۔ ان کا طرز رہائش بھی شاہانہ تھا۔ محل پر پہرہ دار اور دروازوں پر دربان مقرر کرنے کا طریقہ آپ ہی نے پہلی بار اختیار کیا۔ آپ نے اپنے بیٹھنے کے لئے ایک چیز بنوائی تھی جو تخت کے مشابہ

تھی۔ اگر چہ آپ مسجد میں امامت کے فرائض ادا کرتے تھے لیکن وہاں بھی آپ نے اپنے لئے آڑ (مقصورہ) بنوا رکھی تھی یہ طور طریقے آپ نے رومی شہنشاہوں سے مستعار لے کر اپنے ملک میں رواج دیئے۔ لہٰذا ان تبدیلیوں کی روشنی میں یہ کہنا درست ہو گا کہ امیر معاویہؓ کے عہد سے مسلم بادشاہت کا آغاز ہوا۔

## مغیرہ بن شعبہ

عرب کے معروف مدبر مغیرہؓ بن شعبہ بنو ثقیف کے چشم و چراغ تھے۔ 5ھ میں طائف سے مدینہ آ کر مشرف با اسلام ہوئے۔ اور اس کے بعد یہیں کے ہو رہے۔ نبی ﷺ کی خدمت کو شعار بنایا۔ وہ حصول علم اور اکتساب فیض کے لئے دن کا اکثر حصہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب عروہ بن مسعود ثقفی نے پرانے طریقے کے مطابق حضور ﷺ کی ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھایا تو آپ نے اسے جھاڑ دیا۔ حالانکہ ذاتی طور پر اس کے آپ پر بہت سے احسانات تھے۔ بیعت رضوان میں شامل ہوئے۔ آپ کو غزوہ خیبر، فتح مکہ اور غزوہ تبوک میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔

آپ کا قبیلہ 9ھ میں مسلمان ہوا۔ قبول اسلام کے بعد بھی ان کے قبیلے کے لوگ اپنے بت لات سے خوفزدہ تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ کے حکم سے مغیرہؓ بن شعبہ نے جا کر نہ صرف لات کے بت کو توڑا بلکہ اس کا مندر بھی ڈھا دیا۔ اور اس کی بنیادیں تک کھود ڈالیں۔

عہد صدیقی میں مغیرہؓ بن شعبہ نے مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔ عہد فاروقی میں ایران کے خلاف قادسیہ کی جنگ سے پہلے مسلمانوں کے سفیر کے فرائض بہت جرات سے سرانجام دیئے اور جنگ میں شرکت بھی کی۔ یزدگرد کی آخری لڑائی (معرکہ نہاوند) میں آپ فوج کے اعلیٰ سالاروں میں تھے۔ مروان شاہ کے پاس سفیر بنا کر بھی آپ ہی کو بھیجا گیا۔ جنگ میں کامیابی کے بعد ایران کے شہروں کی تسخیر شروع ہوئی تو آپ کو ہمدان پر قبضے کے لئے بھیجا گیا۔

مغیرہؓ بن شعبہ بہادر جرنیل ہی نہیں اچھے منتظم، مدبر اور سیاست دان بھی تھے۔ عہد فاروقی میں کوفہ و بحرین کے گورنر مقرر کیے گئے۔ حضرت عثمانؓ پر سبائیوں نے حملہ کیا تو آپ نے حضرت عثمانؓ کو مشورہ دیا کہ تین میں سے ایک صورت اختیار فرمایئے۔ جانثاروں کو لے کر مفسدوں کا مقابلہ کیجئے یا مکہ معظمہ چلے جایئے کہ حدود حرم میں کوئی آپ پر حملہ نہ کر سکے گا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ شام چلے جایئے کہ معاویہؓ وہاں موجود ہیں اور وہاں امن و امان ہے۔ لیکن حضرت عثمان نے یہ مشورہ قبول نہ کیا۔ شہادت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ بنے۔ تو آپ نے انہیں مشورہ دیا کہ سارے اموی گورنر معزول نہ کریں یا کم از کم معاویہؓ کو فی الحال معزول نہ کریں۔ ورنہ اس کے نتائج غلط نکلیں گے۔ حضرت علیؓ نے یہ مشورہ قبول نہ کیا۔

مغیرہؓ بن شعبہ امیر معاویہؓ کے معتمد علیہ مشیر تھے۔ انہوں نے مغیرہؓ کو کوفہ کا گورنر بنایا۔ حضرت

مغیرہؓ نے خوارج کا کامیابی سے مقابلہ کیا۔ زیاد بن ابیہ کو امیر معاویہؓ کی بیعت پر آمادہ کرنے والے مغیرہؓ ہی تھے۔ حجرؓ بن عدیؓ اور ان کے ساتھیوں کی شدید تنقید کے باوجود آپ نے ان کے خلاف کارروائی نہ کی کیونکہ ان کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنا پسند نہ کرتے تھے۔ یزید کی ولی عہدی کی تجویز بھی آپ ہی نے پیش کی تھی اگرچہ اس کا فیصلہ آپ کی وفات کے بعد ہوا۔

## زیاد بن ابی سفیان

امیر معاویہؓ کا تیسرا مشیر زیاد بن ابی سفیان تھا۔ جس کو اپنے باپ کا بیٹا زیادہ (زیاد بن ابیہ) یا سمیہ کا بیٹا زیاد (زیاد بن سمیہ) کہا جاتا تھا دراصل زیاد کی ماں سمیہ زمانہ جاہلیت میں اور لوگوں کے علاوہ امیر معاویہؓ کے والد ابوسفیان کی بھی داشتہ رہ چکی تھی۔[1] وہ انتہائی ذہین انسان تھا۔ بہت بہادر اور سمجھ دار جرنیل اور بہت اچھا منتظم تھا۔ حضرت علیؓ کے معروف حامیوں میں سے تھا اور حضرت علیؓ نے اسے کرمان اور فارس کا گورنر مقرر کیا تھا۔ حضرت علیؓ کے بعد وہ حضرت حسنؓ کے ساتھ بھی منسلک تھا۔ لیکن ان کی دستبرداری کے بعد مشرقی علاقوں میں آزاد حکمران بن گیا۔ اس کی اعلیٰ صلاحیتوں کے سبب امیر معاویہؓ اس سے خائف تھے اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ امیر معاویہؓ اسے کسی قیمت پر معاف نہیں کریں گے۔ مغیرہؓ بن شعبہ امیر معاویہؓ کے مشیر بنے تو انہوں زیاد اور امیر کے درمیان معاملات طے کروا دیئے۔ زیاد دمشق گیا۔ امیر معاویہؓ نے نہ صرف اس کا گرم جوشی سے استقبال کیا بلکہ یہ اعلان بھی کیا کہ وہ اس کے والد ابوسفیان کا بیٹا اور ان کا بھائی ہے۔ اس سے زیاد کو نفسیاتی سکون ملا اور اس نے بہت وفاداری سے اموی حکومت کی خدمت کی۔

زیاد شروع میں مغیرہؓ بن شعبہ کا مشیر بنا پھر بصرہ کا گورنر اور مغیرہؓ کی وفات کے بعد کوفہ و بصرہ دونوں جگہ کا گورنر بنا وہ سال کا نصف حصہ ایک جگہ گزارتا تھا اور باقی نصف دوسری جگہ۔ نہایت سخت گیر حکمران تھا۔ اس نے شورش پسند عراقیوں کو سختی سے کچل دیا۔ کوفہ و بصرہ میں فوج اور پولیس کی تعداد میں اضافہ کیا۔ مشتبہ افراد کی نگرانی کی۔ رات بھر کا پہرہ نافذ کیا جو اتنا سخت تھا کہ رات کو گھر سے باہر نکلنے والا قتل کر دیا جاتا تھا۔ زیاد نے بنوامیہ کے مخالفین کو چن چن کر قتل کروا دیا۔ ان میں صحابی رسولؐ حجرؓ بن عدی اور ان کے ساتھی بھی شامل تھے۔ جن کو قتل کروانے کے لئے مغیرہؓ تیار نہیں ہوئے تھے۔

حضرت حسینؓ کے خلاف فوجی کارروائی کا حکم اس کے بیٹے عبیداللہ بن زیاد نے دیا تھا۔ جو اس کی وفات 673ء کے بعد اس کا جانشین مقرر کیا گیا تھا۔

---

[1] ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے واضح کیا ہے کہ ایک صحابی رسولؐ ابوبکر جو ماں کی طرف سے زیاد کا بھائی تھا احتجاج کرتا رہا کہ اس کی ماں فاحشہ نہ تھی خود زیاد نے بظاہر ناپسندیدگی کا اظہار کیا لیکن وہ دل سے خوش تھا کہ اسے اونچا نسب مل گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی تصنیف ''علی'' ص 225-223

# عمروؓ بن العاص

فاتح مصر عمروؓ بن العاص حضرت امیر معاویہؓ کے وہ مشیر تھے جن کی مدد سے انہوں نے حکومت حاصل کی۔ وہ مکہ کے مشہور مالدار سردار عاص بن وائل کا بیٹا ہونے کے سبب ناز ونعمت میں پلے تھے۔ باپ نے ان کی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام کیا تھا۔ عاص بن وائل اسلام کا شدید دشمن تھا جس نے آخری وقت تک مسلمانوں کو تنگ کیا۔ عمروؓ بن العاص نے بھی کئی سال تک اسلام کی شدید مخالفت کی۔ یہاں تک کہ مومنین نے اہل مکہ کی زیادتیوں سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کی تو عمرو بن العاص نے شاہ حبشہ سے جا کر مطالبہ کیا کہ ہمارے باغی ہمیں واپس کئے جائیں۔ بدر، احد اور احزاب کی جنگوں میں عمروؓ بن العاص نے قریش کی طرف سے شرکت کی۔

غزوہ احزاب کے بعد عمرو بن العاص نے سنجیدگی سے سوچنا شروع کر دیا کہ اگر بتوں میں کوئی جان ہوتی تو اتنا بڑا لشکر کبھی ناکام نہ ہوتا۔ ان کے اندر سے یہ آواز بھی آئی کہ اگر آخرت کا وجود نہ ہو تو اس دنیا میں کئے گئے ظلم و جور کا حساب کہاں ہوگا۔ اس ذہنی الجھنوں کے دور میں انہوں نے حبشہ کا سفر کیا اور وہاں شاہ نجاشی کی خدمت میں چمڑے کا تحفہ پیش کر کے حضور ﷺ کے سفیر عمروؓ بن امیہ ضمری کو قتل کے لئے اپنے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ نجاشی اس وقت تک مسلمان ہو چکا تھا۔ اس نے نہایت غضب ناک ہو کر جواب دیا۔

''کیا تم ایک شخص کو مجھ سے قتل کرنے کے لئے مانگتے ہو جو اس ہستی کا قاصد ہے جس کے پاس ناموس اکبر آتا ہے۔ وہی ناموس اکبر جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔''

عمروؓ بن العاص کا اپنا بیان ہے کہ اس جواب سے یک سو ہو گیا اور اپنے ساتھیوں سے کچھ کہے بغیر مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں خالدؓ بن ولید ملے وہ قبول اسلام کی غرض سے مدینہ جا رہے تھے۔ چنانچہ دونوں نے حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اپنے ماضی سے استغفار کی۔

قبول اسلام کے بعد حضور ﷺ نے حضرت عمروؓ بن العاص کو ذات سلاسل اور سواع کی مہمات کا امیر مقرر کیا۔ اور دونوں آپ نے کامیابی سے سر کیں۔ موخر الذکر مہم سواع بت اور اس کے مندر مسمار کرنے کی مہم تھی جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر رباط کے مقام پر واقع تھا۔ آپ نے بلی اور عذر قبائل کو بھی دعوت حق پہنچا کر مشرف با اسلام کیا اور عمان کے سرداروں عبید اور جیفر کو جو مجوسی تھے مسلمان کرنے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا حضور ﷺ نے آپ کو عمان کا عامل مقرر فرما دیا۔

خلافت صدیقی میں آپ عمان ہی کے عامل رہے یہاں تک کہ انہیں تسخیر فلسطین کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اجنادین کے معرکہ میں آپ نے نوے ہزار مجاہدین کی کمان کی۔ اسی معرکہ میں آپ کے بھائی ہشامؓ بن عاص شہید ہو گئے (جو آپ سے بہت پہلے اسلام قبول کر چکے تھے) اجنادین کی فتح کے بعد مخل و بیسان کے لوگوں میں بھی آپ نے کامیابی حاصل کی اور یرموک کے فیصلہ کن معرکہ

میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔

طاعون عمواس نے پچیس ہزار مسلمانوں کی جانیں لے لیں جن میں قائد لشکر امین الملت ابوعبیدہؓ بن الجراح اور معاذؓ بن جبل بھی شامل تھے۔ ان دونوں کے بعد عمروؓ بن العاص لشکر کے قائد بنے تو انہوں نے حسن تدبیر سے مسلمانوں کی جانیں بچائیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو وبا والے علاقہ سے فوراً ہٹا لیا اور پہاڑوں پر منتشر کر دیا اس طرح وبا کے جراثیم ایک سے دوسرے تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ چنانچہ جلد ہی مسلمان اس وبا سے محفوظ ہو گئے۔

عمرو بن العاص کو جس کارنامہ کی بدولت حاصل ہوا وہ فتح مصر ہے۔ آپ نے صرف چار ہزار جان بازوں کے ساتھ مصر کی سرحد عبور کی۔ بابلیون اور العریش پر قبضہ کر کے عین شمس پہنچے اور طویل محاصرہ سے قصر شمع کو فتح کیا۔ اس قلعہ کے پاس آپ نے فسطاط کا شہر بسایا جو بعد میں اسلامی مصر کا دارالحکومت قرار پایا۔ اس فتح کا سب سے اہم معرکہ اسکندریہ کی فتح ہے جس کے بعد مقوقش شاہ مصر نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی اور مصر کی تسخیر مکمل ہو گئی۔ مصر کے بعد عمروؓ بن العاص نے طرابلس بھی فتح کر لیا تاہم امیر المومنین نے افریقہ (تونس اور الجزائر اور مراکش) کی طرف پیش قدمی روک دی۔

مصر کے زرخیز علاقے کی آمدن نے مسلمانوں کا معیار زندگی بلند کر دیا تھا۔ حضرت عمرؓ کو عیش کوشی پسند نہ تھی انہوں نے عمروؓ بن العاص کے بیٹے محمد بن عمروؓ کو ایک قبطی کو پیٹنے کے بدلے میں اس قبطی سے کوڑے لگوائے اور عمروؓ بن العاص کو بھی سختی سے تنبیہہ کی۔

عثمانی دور حکومت میں عمروؓ بن العاص نے مصر کا خراج بڑھانے سے معذرت کی اور لکھا کہ ''گائے اس سے زیادہ دودھ نہیں دے سکتی۔'' حضرت عثمانؓ نے آپ کو معزول کر دیا۔ لیکن آپ بدستور حضرت عثمانؓ کے بہی خواہ رہے اور دور فتن میں آپ کو مشورے دیتے رہے۔ امیر معاویہؓ نے قصاص عثمانؓ کی دعوت دی تو عمروؓ بن العاص سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ نے مصر کی حکومت کی شرط منوا کر ان کا ساتھ دیا۔ جنگ صفین میں قرآن پاک کے اوراق کو نیزوں پر اٹھانے اور حکم مقرر کرنے کی تجویز آپ ہی نے پیش کی تھیں۔ تحکیم کے معاہدہ کے بعد عمروؓ بن العاص نے امیر معاویہؓ کے مقرر کردہ ثالث کی حیثیت سے امیر معاویہؓ کی خلافت کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے محمد بن ابی بکر کو شکست دے کر مصر پر قبضہ کر لیا اور آخر وقت تک مصر پر حکومت کی۔ خارجیوں نے حضرت علیؓ کے ساتھ ان کو بھی شہید کرنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف زخمی ہوئے اور بچ گئے۔

عمروؓ بن العاص بہت بہادر، باصلاحیت انسان تھے بہترین سالار بہت اچھے منتظم سلطنت اور اعلیٰ درجے کے سیاسی مدبر تھے۔ امیر معاویہ کے وفادار تھے اور ان کے بہترین مشیر جن کی بدولت امیر معاویہؓ کی حکومت قائم ہوئی۔

# امتحانی سوالات

1- حضرت امیر معاویہؓ کے کردار اور کارناموں کا ذکر کریں۔ سرگودھا بورڈ 2015ء

2- حضرت امیر معاویہ کے کارنامے بیان کیجئے۔ فیڈرل بورڈ 2013ء

3- امیر معاویہؓ پہلے مسلمان بادشاہ تھے، وضاحت کیجئے۔

## مختصر سوالات Short Questions

- امیر معاویہؓ کا تعلق کس خاندان سے تھا؟ (بنوامیہ)
- امیر معاویہؓ نے اسلام کب قبول کیا؟ (فتح مکہ کے بعد)
- حضور ﷺ نے امیر معاویہؓ کو کونسی خدمت سپرد کی؟ (کاتب وحی مقرر کیا)
- قبول اسلام کے وقت امیر معاویہؓ کی عمر کتنی تھی؟ (تقریباً 25 سال)
- اسلامی بحری بیڑہ کی تشکیل کس کے دور میں ہوئی؟ (امیر معاویہؓ کے دور میں)
- امیر معاویہؓ کی خلافت کا اعلان کس نے کیا؟ (عمروؓ بن العاص)
- دیوان الخاتم کس نے اور کیوں قائم کیا؟ (امیر معاویہ نے۔ فرمان میں ہیرا پھیری ہونے پر)
- حجرؓ بن عدی کون تھے؟ (حضرت علیؓ کے حامی صحابی جن کو حضرت معاویہؓ نے شہید کروادیا)
- حجرؓ بن عدی کو شہید کروانے کی وجہ کیا تھی؟ (انہوں نے خطبہ جمعہ میں حضرت علیؓ کو برا بھلا کہنے پر تنقید کی تھی)
- قسطنطنیہ کی فصیل کے پاس کس صحابی کا مزار بنایا گیا۔ (ابوایوبؓ انصاری)
- امیر معاویہ نے مصر کی فتح کے لئے کس کو مقرر کیا؟ (عمروؓ بن العاص)
- حضرت علیؓ کی طرف سے مصر کے گورنر کون تھے؟ امیر معاویہؓ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ قیسؓ بن سعد انصاری، امیر معاویہ نے ان کے بارے میں مشہور کردیا کہ وہ ہمارے آدمی ہیں اس لئے حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے ان کی نگرانی کے لئے محمد بن ابی بکر کو مقرر کروادیا۔ وہ مستعفی ہوکر مدینہ چلے گئے۔
- حضرت عثمانؓ نے معاویہ کو کہاں کا گورنر مقرر کیا؟ (شام)
- امیر معاویہؓ کا شمار اپنے زمانے کے چار عظیم مدبرین میں ہوتا تھا۔ چاروں کے نام بتایئے؟ (i) امیر معاویہ (ii) مغیرہ بن شعبہ (iii) عمرو بن العاص (iv) زیاد بن ابیہ
- امیر معاویہؓ کی فوج نے جنگ صفین میں کس کے مشورے سے قرآن کے ورق نیزوں پر بلند کئے۔ (عمروؓ بن العاص)
- مسلمانوں نے قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کس کے زمانے میں کیا؟ (امیر معاویہؓ)
- یزید کو ولی عہد بنانے کی تجویز کس نے پیش کی؟ (مغیرہؓ بن شعبہ)
- تاریخ اسلام میں بحری فوج کا آغاز کس نے کیا؟ (امیر معاویہؓ)
- حضرت حسنؓ نے امیر معاویہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی فوج کا کمانڈر کسے بنایا؟ (قیس بن سعد انصاری)

# 14 یزید اول اور سانحہ کربلا

60ھ. تا 64ھ 680ء تا 683ء

**تختِ نشینی** جانشینی کا مسئلہ امیر معاویہؓ اپنی زندگی ہی میں طے کر چکے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد 680ء میں یزید کی خلافت کا اعلان کر دیا گیا۔ یزید کی ولادت سن 26ھ میں اس وقت ہوئی جب کہ امیر معاویہؓ پورے شام کے مضبوط ترین گورنر تھے۔ یزید کی طبیعت عیش پسندی کی طرف مائل تھی۔ سیر و شکار اور شعر و شاعری سے بھی گہری دلچسپی تھی لیکن فنون اور سپہ گری کے خصائص بھی موجود تھے۔ قسطنطنیہ کی مہم میں شرکت کے علاوہ کئی دیگر فوجی مہموں کی کمان کر چکا تھا۔ شریعت اسلامیہ کے اصول و نظریات کے مطابق مسلمانوں کے امیر کے انتخاب کے لئے قابلیت تدبر ذہانت کے علاوہ سب سے پہلی اور لازمی شرط تقویٰ اور پرہیز گاری کی ہے۔ ''تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہو۔'' کے مصداق یزید خلافت کا کسی طور پر حقدار نہ تھا۔ دنیاوی نقطہ نظر سے بھی وہ ان کمالات اور خصائص سے عاری تھا جن کا ایک بڑے حکمران میں پایا جانا ضروری ہے۔ اگر امیر معاویہؓ جیسی دور اندیش سیاسی سوجھ بوجھ اور حالات سے باخبری کا تھوڑا سا حصہ بھی یزید کو میسر آ جاتا تو حادثہ کربلا پیش نہ آتا۔

**اہم واقعات** یزید کے تین سالہ عہد حکومت میں تین اہم واقعات رونما ہوئے ''پہلے سال اس نے حسینؓ ابن علیؓ کو شہید کیا۔ دوسرے سال مدینہ پر حملہ کیا اور تین دن تک اسے لوٹا اور تیسرے سال مکہ پر حملہ کیا اور خانہ کعبہ پر پتھراؤ کیا۔'' ان تینوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

## سانحہ کربلا

**اسباب** **یزید کی نامزدگی اور شخصی حکومت کا قیام:** اسلامی نظام حکومت کی بنیاد شورائیت پر تھی۔ آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین کے ادوار اس کی بہترین مثال تھے۔ امیر معاویہؓ نے یزید کو اپنا جانشین نامزد کر کے اسی اصول دین کی خلاف ورزی کی تھی کیونکہ اسلامی نظریہ کے مطابق خلافت شوریٰ کے بغیر جائز نہیں۔ ابھی تک سرزمین حجاز میں ایسے کبار صحابہؓ اور اکابرین موجود تھے جنہوں نے براہ راست نبی کریم ﷺ کا دور دیکھا تھا لہٰذا ان کے لئے امیر معاویہؓ کی غلط روایت کا قبول کرنا ممکن نہ تھا۔ امام حسینؓ نے ان ہی اصولوں کی خاطر یزید کی بیعت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

**یزید کا ذاتی کردار:** یزید کا ذاتی کردار ان تمام اوصاف سے عاری تھا جو امیر یا خلیفہ کے لئے شریعت اسلامیہ نے مقرر کیے ہیں۔ سیر و شکار اور شراب نوشی اس کے پسندیدہ مشاغل تھے لہٰذا ذاتی حیثیت سے بھی کسی فاسق و فاجر کو بطور حکمران تسلیم کرنا امام حسینؓ جیسے عالی مقام شخص کے لئے کس

طرح ممکن ہوسکتا تھا۔

**بیعت پر اصرار:** یزید نے تخت نشین ہونے کے بعد حاکم مدینہ ولید بن عقبہ کی وساطت سے بیعت طلب کی ولید نے سختی سے کام نہ لیا لیکن مروان بن الحکم بزور بیعت لینے کے لئے مجبور کر رہا تھا۔ ان حالات میں امام حسینؓ نے سفر مکہ اختیار کیا اور وہاں سے اہل کوفہ کی دعوت پر کوفہ پہنچے۔

**اہل کوفہ کی دعوت:** جب امام حسینؓ مکہ پہنچے تو اہل کوفہ نے انہیں سینکڑوں خطوط لکھ کر کوفہ آنے کی دعوت دی تا کہ وہ خلافت اسلامیہ کے قیام کی جدوجہد کا آغاز کر سکیں لیکن اہل کوفہ نے ان سے غداری کی اور اپنے وعدوں سے پھر کر ابن زیاد کے حکم کی تعمیل کی۔

**واقعات: مکہ کی طرف روانگی** ولید بن عتبہ نے امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کو قاصد کے ذریعہ بلایا۔ ابھی تک امیر معاویہؓ کی وفات کی خبر مدینہ میں عام نہ ہوئی تھی تاہم بلاوے کا مقصد دونوں حضرات نے سمجھ لیا۔ امام حسینؓ سے جب بیعت کے لئے کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے جیسا آدمی خفیہ بیعت نہیں کر سکتا۔ جب بیعت عامہ ہو گی اس وقت آ جاؤں گا۔ ولید راضی ہو گیا اور انہیں واپس لوٹنے کی اجازت دے دی۔ عبداللہ ابن زبیرؓ ایک دن کی مہلت لے کر مکہ روانہ ہو گئے۔ بعد میں ان کا تعاقب کیا گیا۔ مگر اس اثناء میں وہ کہیں دور جا چکے تھے۔ جب مروان کو اس صورت حال کا علم ہوا تو ولید سے بہت ناراض ہوا اور کہا کہ تم نے بیعت کا وقت کھو دیا۔ اب قیامت تک ان سے بیعت نہ لے سکو گے۔

امام حسینؓ عجیب الجھن سے دوچار تھے اگر وہ مدینہ میں مقیم رہتے تو بیعت کے بغیر کوئی چارہ کار نہ تھا لہٰذا وہ محمد بن حنیفہ کے مشورہ سے شعبان 60ھ میں اہل وعیال مکہ روانہ ہو گئے۔ مکہ پہنچ کر شعب ابی طالب میں قیام کیا۔

**مسلم بن عقیل کی کوفہ کو روانگی** امام حسینؓ نے کوفیوں کے خطوط آنے کے بعد مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا تا کہ وہ اصل صورت حال معلوم کریں۔ مسلم کے کوفہ پہنچنے کے پہلے ہی دن بارہ ہزار کوفیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ کوفہ کے اموی حاکم نعمان بشیر نے ان کے ساتھ نرمی سے کام لیا۔ کوفیوں کے جذبات سے متاثر ہو کر مسلم بن عقیل نے امام حسینؓ کو کوفہ آنے کے لئے لکھا۔

**ابن زیاد کوفہ میں** ان حالات کی بناء پر یزید نے فوراً نعمان کو معزول کر دیا اور عبیداللہ بن زیاد کو کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ کوفہ پہنچ کر اس نے اعلان کیا کہ جو لوگ مسلم سے اپنی وفاداریاں توڑ لیں گے انہیں امان دی جائے گی۔ اس کے بعد ہر محلّہ کے رئیس کو بلایا اور اسے اپنے اپنے علاقہ کے امن و امان کا ذمہ دار قرار دے کر مسلم بن عقیل کی جائے پناہ تلاش شروع کر دی۔ اس وقت مسلم ایک محبّ اہل بیت ہانی بن عروہ کے ہاں چلے گئے۔ ابن زیاد نے ہانی کو بلا کر مسلم کو پیش کرنے کا حکم دیا اور ہانی کے انکار پر انہیں قید میں ڈال کر مار پیٹ کی۔

## مسلم کی گرفتاری اور شہادت

شہر میں افواہ پھیل گئی کہ ہانی قتل ہو گئے۔ یہ خبر سنتے ہی مسلم نے اٹھارہ ہزار ہمنواؤں کے ساتھ ابن زیاد کے محل کا محاصرہ کر لیا۔ ابن زیاد کے پاس اس وقت صرف پچاس آدمی موجود تھے۔ چنانچہ اس نے حکمت سے کام لیا اور ان رئیسان کوفہ کی ترغیب سے لوگوں کو منتشر کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ آخر کار مسلم کے ساتھ صرف تیس آدمی رہ گئے۔ مجبوراً مسلم بن عقیل نے ایک بڑھیا کے گھر پناہ لی لیکن اس بڑھیا کے بیٹے نے انعام کے لالچ میں آ کر خود جا کر ابن زیاد کو اطلاع دی۔ ابن زیاد نے یہ اطلاع پا کر مکان کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت مسلم تن تنہا لڑنے پر مجبور ہوئے جب زخموں سے چور ہو گئے تو محمد بن اشعث نے امان دے کر گرفتار کر لیا لیکن جب آپ کو ابن زیاد کے پاس پیش کیا گیا تو اس نے امان کے وعدہ کو پس پشت ڈالتے ہوئے آپ کے قتل کا حکم دے دیا۔ مسلم بن عقیل نے محمد بن اشعث سے کہا کہ میرے قتل کی اطلاع امام حسینؓ تک پہنچا دیا اور انہیں میرا یہ پیغام بھی پہنچا دینا کہ ''اہل کوفہ پر ہرگز بھروسہ نہ کریں اور جہاں تک پہنچ چکے ہوں وہیں سے واپس چلے جائیں۔'' ابن اشعث نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ایک قاصد حضرت امام حسینؓ کی طرف روانہ کر دیا۔

## امام حسینؓ کا سفر کوفہ

اہل مکہ اور مدینہ نے آپ کو کوفہ جانے سے باز رکھنے کے لئے پوری کوششیں کیں کیونکہ کوفیوں کا سابقہ غدارانہ طرز عمل ان کے سامنے تھا۔ عمرو بن عبدالرحمٰنؓ، عبداللہ ابن عباسؓ، عبداللہ ابن زبیرؓ سب نے مشورہ دیا کہ ''چونکہ کوفہ یزید کی حکومت کے تحت ہے وہاں ان کی افواج اور سامان سب کچھ موجود ہے اور کوفی قابل اعتماد نہیں اس لئے مناسب یہی ہے کہ آپ مکہ ہی میں رہیں۔'' عبداللہ ابن زبیرؓ نے تجویز کیا کہ آپ مکہ میں رہ کر اپنی خلافت کی جدوجہد کریں ہم سب آپ کی مدد کریں گے۔ لیکن جب امام حسینؓ رضا مند نہ ہوئے تو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے آپ کو کوفہ کی بجائے یمن جانے کی تجویز پیش کی اور کہا کہ ''اگر کوفہ کا سفر آپ کے نزدیک ضروری ہے تو پہلے کوفیوں کو لکھئے کہ وہ یزید کے حاکموں کو وہاں سے نکالیں پھر آپ وہاں کا قصد کریں۔'' لیکن امام حسینؓ نے کہا کہ ''اے ابن عم میں جانتا ہوں کہ تم میرے خیر خواہ ہو۔ لیکن میں عزم کر چکا ہوں۔'' اس پر ابن عباسؓ نے کہا کہ ''اگر آپ نہیں مانتے تو کم از کم اہل و عیال کو ساتھ نہ لے جایئے مجھے ڈر ہے کہ عثمانؓ کی طرح آپ بھی بال بچوں کے سامنے ذبح کیے جائیں گے۔'' لیکن ان تمام ترغیبات کے باوجود امام حسینؓ اپنے فیصلہ پر قائم رہے اور بالآخر 3 ذوالحج 60ھ کو مکہ معظمہ سے کوفہ کے لئے چل پڑے۔ آپ کی روانگی کے بعد آپ کے چچازاد بھائی عبداللہ بن جعفر نے ایک عریضہ اپنے لڑکوں عون اور محمد کے ہاتھ روانہ کیا کہ:

''میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ جونہی میرا خط آپ کو ملے لوٹ آیئے کیونکہ جس جگہ آپ جا رہے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہاں آپ کی ہلاکت اور آپ کے اہل بیت کی بربادی ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ ہلاک ہو گئے تو دنیا تاریک ہو جائے گی۔ کیونکہ اس وقت آپ ہی ہدایت یافتہ

لوگوں کا علم اور مومنوں کی امیدوں کا مرکز ہیں۔ آپ سفر میں جلدی نہ کیجئے۔ میں بھی جلد آپ کے پاس پہنچتا ہوں۔"

حضرت عبداللہ بن جعفر، عمرو بن سعید حاکم مکہ کا سفارشی خط لے کر امام حسینؓ سے ملے اور انہیں بتایا کہ کوفہ کے لوگوں پر اعتماد کرنا مناسب نہیں عمرو بن سعید اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ آپ مکہ لوٹ آئیں تو میں یزید کے ساتھ آپ کے معاملات طے کرا دوں گا اور آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا لیکن آپ نے اس مشورہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق سفر کوفہ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ مجبور ہو کر عبداللہ بن جعفر واپس ہو گئے مگر عون اور محمد کو ساتھ رہنے دیا۔ راستہ میں مشہور شاعر فرزدق آپ سے ملا اور امام حسینؓ سے عرض کی "لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ۔ قضاء الٰہی آسمان سے اتری ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"

لیکن آپ نے اس کے باوجود اپنے سفر کو بدستور جاری رکھا۔

## ابن زیاد کی تیاریاں

ابن زیاد کے حکم سے پولیس کے افسر علی حصین بن نمیر نے قادسیہ سے جبل لعل تک سواروں کو مقرر کر دیا اور تمام اہم راستوں کی ناکہ بندی کر دی، امام حسینؓ کے قاصد قیس کو ابن زیاد کے آدمیوں نے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ جب آپ بطن رملہ سے آگے بڑھے تو انہیں عبداللہ بن مطیع ملے۔ انہوں نے بھی آپ کو آگے جانے سے روکا محمد بن اشعث کے بھیجے ہوئے قاصد نے آپ کو مقام ثعلبیہ پر مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر دی۔ اب آپ سفر کوفہ کے بارے میں متردد ہوئے۔ ساتھیوں نے واپس لوٹنے کا مشورہ دیا لیکن مسلم کے بھائیوں نے اپنے بھائی کے خون کا انتقام لینے کی خاطر سفر کوفہ جاری رکھنے کے لئے زور دیا۔ جس کے بعد پوزیشن واضح ہو گئی آپ کے ساتھ دوران سفر بہت سے بدوی شامل ہو چکے تھے۔ آپ نے ان سب کو جمع کیا اور فرمایا کہ جو لوگ واپس جانا چاہیں انہیں اجازت ہے۔ چنانچہ سوائے ان جانثاروں کے جو مدینہ سے ساتھ آئے تھے سب ساتھ چھوڑ گئے۔

## حر بن یزید تمیمی کی آمد

ابن زیاد نے امام حسینؓ کی پیش قدمی روکنے کے لئے حر بن یزید تمیمی کو روانہ کیا۔ ذی حشم کے مقام پر آپ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ امام حسینؓ نے اسے کوفیوں کے خطوط کے دو تھیلے منگوا کر دکھائے اور کہا کہ "اب آپ لوگوں کی رائے بدل گئی ہے۔ تو میں واپس جانے کے لئے تیار ہوں۔" لیکن حر نے کہا کہ ہمیں تو آپ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ امام حسینؓ نے اپنا سفر کوفہ جاری رکھا۔

آپ نے مقام بیضہ پر خطبہ دیا۔ جس میں اپنے مقاصد کی وضاحت کی۔ آپ نے فرمایا:

"لوگو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے ظالم، محرمات الٰہی کے حلال کرنے والے خدا کا عہد توڑنے والے خدا اور رسولؐ کے مخالف اور خدا کے بندوں پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ حکومت کرنے والے بادشاہ کو دیکھا اور قول و فعل کے ذریعہ سے غیرت

کا اظہار نہ کیا تو خدا کو حق ہے کہ اس شخص کو اس بادشاہ کے ساتھ دوزخ میں داخل کر دے۔ لوگو! خبردار ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کی اور رحمٰن کی اطاعت چھوڑ دی ہے۔ ملک میں فساد پھیلایا ہے۔ حدود الٰہی کو معطل کر دیا ہے۔ مال غنیمت میں اپنا حصہ زیادہ لیتے ہیں۔ خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کر دیا ہے اس لئے مجھ کو غیرت میں آنے کا زیادہ حق ہے۔''

کچھ دور جا کر طرماح بن عدی سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ کو یمن چلنے کی دعوت دی لیکن آپ نے یہ پیشکش شکریہ کے ساتھ ٹال دی۔

## میدان کربلا میں آمد

امام حسینؓ کا قافلہ اور حر بن یزید کا لشکر ساتھ ساتھ آگے کی طرف چلتے رہے۔ جہاں کہیں آپ کے قافلہ کا رخ صحرائے عرب کی طرف ہو جاتا حر آپ کو روک دیتا اور رخ پھیر کر کوفہ کی طرف کر دیتا۔ چلتے چلتے نینوا پہنچے۔ وہاں ابن زیاد کے ایک قاصد نے حر کو ایک خط پہنچایا جس میں حکم تھا۔

''جونہی میرا یہ خط اور میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کو جہاں وہ ہیں وہیں روک لو اور انہیں ایسی جگہ پر اترنے پر مجبور کر دو جو بالکل چٹیل میدان ہو اور جہاں کوئی سرسبزی اور پانی کا چشمہ وغیرہ نہ ہو میرا یہ قاصد اس وقت تک تمہارے ساتھ ساتھ رہے گا جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ جو حکم میں نے تمہیں دیا ہے تم نے اس کی حرف بحرف تعمیل کی۔''

حر نے تمام صورت حال سے امام حسینؓ کو آگاہ کیا اور کہا کہ ''اب میں آپ کو اس جگہ نہ رہنے دوں گا۔'' بالآخر یہ مختصر سا قافلہ 2 محرم الحرام 61ھ بمطابق 2 اکتوبر 680ء کو کربلا کے میدان میں اترا۔ دوسرے ہی روز عمرو بن سعد 6 ہزار سپاہ لے کر پہنچا۔ عمرو بن سعد چونکہ امام حسینؓ سے لڑنے کا خواہشمند نہ تھا اس لئے قرہ بن سفیان کو آپ کے پاس بھیجا۔ قرہ بن سفیان سے حضرت حسینؓ نے کہا کہ ''اگر تمہیں میرا آنا ناپسند ہے تو میں مکہ واپس جانے کے لئے تیار ہوں۔'' لیکن ابن زیاد نے اس تجویز کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور عمرو بن سعد کو حکم دیا کہ امام حسینؓ بیعت نہ کریں تو ان کا پانی بند کر دیا جائے۔ ایک رات امام حسینؓ کی درخواست پر آپ اور عمرو بن سعد کے درمیان رات کے وقت علیحدگی میں بات چیت ہوئی۔ جس کے نتیجے کے طور پر مندرجہ ذیل 3 تجاویز حضرت امام کی طرف سے پیش کی گئیں۔ کسی ایک پر اتفاق مسئلہ کا حل قرار دیا گیا۔

1۔ مجھے واپس مکہ جانے کی اجازت دے دی جائے۔
2۔ یزید سے براہ راست معاملہ طے کرنے کے لئے مجھے شام بھیج دیا جائے۔
3۔ مجھے اجازت دی جائے کہ میں کسی محاذ کی طرف نکل جاؤں اور کفار کے خلاف جہاد میں مصروف ہو جاؤں۔

عمرو بن سعد نے یہ تینوں تجاویز ابن زیاد کو لکھ دیں۔ اور اپنی طرف سے ان پر اطمینان کا اظہار کیا۔ ابن زیاد نے خط پڑھنے کے بعد ان تجاویز کو سراہا۔ مگر شمر ذی الجوشن نے ان تمام تجاویز کو رد کرنے کا مشورہ دیا اور امام حسینؓ کو ایسی حالت میں جب کہ وہ قابو میں آ چکے تھے گرفتار کرنا زیادہ مناسب اور ضروری قرار دیا۔ یہ سن کر ابن زیاد نے اپنی رائے بدل دی۔ اور عمرو بن سعد کو اس کی نرمی پر سرزنش کرتے ہوئے حکم دیا۔

''اگر امام حسینؓ اور اس کے ساتھی اپنے آپ کو حوالہ کر دیں تو بہتر ہے ورنہ جنگ کی راہ لو۔''

شمر معہ خط کے عمرو بن سعد کے پاس پہنچ گیا۔ عمرو بن سعد اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کی خاطر امام حسینؓ کے خلاف تلوار اٹھانے کے لئے تیار ہو گیا یہ 9 محرم الحرام کا دن تھا۔

## المیہ کربلا اور شہادت عظمیٰ

صلح کی آخری گفتگو کے ناکام ہونے کے بعد حضرت امام حسینؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ جو جانا چاہتے ہیں میری طرف سے اجازت ہے۔ اس پر کچھ جان نثار اور اعزہ باقی رہ گئے جنہوں نے آخری وقت تک ساتھ دینے کا عہد کیا۔ ان جان نثاروں کی تعداد صرف 72 تھی۔ امام حسینؓ نے اس مختصر ترین فوج کو منظم کیا۔ میمنہ پر زبیر بن قیس کو اور میسرہ پر حبیب بن مظہر کو متعین کر کے علم عباس کو مرحمت فرمایا۔ جنگ کے آغاز سے پیشتر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی اور اس سے تائید اور نصرت چاہی۔ اس کے بعد اتمام حجت کے لئے دشمنوں کی صفوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اے لوگو! جلدی نہ کرو۔ پہلے میری بات سن لو۔ مجھ پر تمہیں سمجھانے کا جو حق ہے اسے پورا کر لینے دو اور میرے آنے کی وجہ بھی سن لو۔ اگر تم میرا عذر قبول کر لو گے اور مجھ سے انصاف کرو گے تو تم انتہائی خوش بخت انسان ہو گے لیکن اگر تم اس کے لئے تیار نہ ہوئے تو تمہاری مرضی۔ تم اور تمہارے شریک مل کر میرے خلاف زور لگا لو اور مجھ سے جو برتاؤ کرنا چاہتے ہو کر ڈالو۔ اللہ تعالیٰ میرا کارساز ہے اور وہی اپنے نیک بندوں کی مدد کرتا ہے۔''

جونہی آپ تقریر کے اس حصہ پر پہنچے تو خیموں سے اہل بیت کی مستورات کی شدت رنج کی وجہ سے چیخیں نکل گئیں۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے رک گئے اور اپنے بھائی عباس کو انہیں چپ کرانے کے لئے بھیجا۔ جب خاموشی ہوئی تو آپؓ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

''لوگو! تم میرے حسب و نسب پر غور کرو اور دیکھو کہ میں کون ہوں۔ اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو اپنے آپ کو ملامت کرو۔ تم خیال کرو کیا تمہیں میرا قتل اور میری توہین زیب دیتی ہے؟ کیا میں تمہارے نبی ﷺ کا نواسہ اور ان کے چچیرے بھائی کا بیٹا نہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہی اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے؟ کیا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ میرے والد کے چچا نہ تھے؟ کیا

جعفرؓ طیار میرے چچا نہ تھے؟ کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وہ قول یاد نہیں جو انہوں نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں فرمایا تھا کہ دونوں نوجوانان جنت کے سردار ہوں گے؟ اگر میرا یہ بیان سچا ہے اور ضرور ہے کیونکہ جب سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ جھوٹ بولنے والے پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اس وقت سے آج تک میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تو بتاؤ کیا تمہیں ننگی تلواروں سے میرا مقابلہ کرنا ہے؟ اور اگر تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو تو آج بھی تم میں وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے میرے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنی ہے۔ تم ان سے دریافت کر سکتے ہو۔ تم مجھے بتاؤ کہ کیا آپؐ کی اس حدیث کی موجودگی میں بھی تم میرا خون بہانے سے باز نہیں رہ سکے۔"

لیکن کوفیوں اور ان کے سرداروں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ صرف حر بن یزید تمیمی پر آپ کی اس تقریر کا اثر ہوا اور وہ یہ کہتے ہوئے کہ "یہ جنت یا دوزخ کے انتخاب کا موقع ہے۔ میں نے جنت کا انتخاب کر لیا ہے خواہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔"

حضرت امام حسینؓ کے لشکر میں آ شامل ہوا۔ اس کے بعد شخصی مبارزت کے طریقے سے جنگ کا آغاز ہوا جس میں اہل بیت اطہر کا پلہ بھاری رہا۔ یہ دیکھ کر ابن اسعد نے عام حملہ کا حکم دیا۔ فدایان وار اکین اہل بیت نے دشمنوں کی یلغاروں کا پوری قوت سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ فدائی ایک ایک کر کے کٹ مرے لیکن میدان جنگ سے منہ نہ پھیرا۔ دوپہر تک امام حسینؓ کے بیشتر آدمی کام آ چکے تھے۔ چنانچہ اب باری باری حضرت علی اکبر، عبداللہ بن مسلمہ جعفر طیارؓ کے پوتے عدی، عقیل کے فرزند عبدالرحمن، حضرت حسن کے صاحبزادے قاسم اور ابوبکرؓ وغیرہ میدان میں اترے اور شہید ہوئے۔ ان کے بعد امام حسینؓ آئے۔ دشمنوں نے ہر طرف سے آپ پر یورش کی۔ یہ دیکھ کر آپ کے بھائی عباسؓ عبداللہ جعفر اور عثمان آپ کی حفاظت کے لئے ڈٹ گئے مگر چاروں نے شہادت پائی۔ امام حسینؓ تنہا میدان میں جمے ہوئے تھے۔ زخموں سے چور ہونے کی بنا پر آپ نے پیاس کی شدت محسوس کی۔ فرات کی طرف بڑھے تا کہ پیاس بجھا سکیں۔ پانی پینے ہی لگے تھے کہ حصین ابن نمیر نے ایک تیر چلایا جو آپ کے حلق میں لگا۔ تیر نکالنے کے بعد آپ واپس لوٹے۔ اب آپ میں کوئی سکت باقی نہ تھی۔ عراقیوں نے آپ کو ہر طرف سے نرغہ میں لے لیا مگر شہید کرنے کی کسی کو جرات نہ ہو رہی تھی کیونکہ کوئی نہ چاہتا تھا کہ یہ گناہ اس کے سر ہو۔ بالآخر شمر کے اکسانے پر زرعہ بن شریک تمیمی نے یہ بدبختی مول لی اور ہاتھ اور گردن پر تلوار کے وار کیے سنان بن انس نے تیر چلایا اور آپ گر گئے۔ اس حالت میں سنان نے سر مبارک تن سے جدا کر دیا۔ اور پھر ابن زیاد کے حکم کے مطابق آپ کا سر بریدہ جسم گھوڑوں کے ٹاپوں سے روند دیا گیا۔

گبن کے الفاظ میں

"Thus fell one of the noblest spirits of the age and with him perished all the male members of his family with the solitary

exception of a sickly child named ALi who later in life received the desigantion of Zayn-ul-Abidin." (E.Gibben)

''اس طرح زمانے کے پارسا ترین انسانوں میں سے ایک کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کے خاندان کے تمام مرد بھی ختم ہو گئے۔ سوائے ایک چھ سالہ بیمار بچہ علی کے جس کو بعد کی زندگی میں زین العابدین کے نام سے پکارا گیا۔''

یہ دردناک واقعہ 10 محرم الحرام 61ھ مطابق 10 اکتوبر 680 کو پیش آیا۔

## اہل بیت کی شام کو روانگی

حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد اہل بیت اطہر کے بقیہ افراد پر مشتمل قافلہ ابن زیاد کے پاس کوفہ پہنچا۔ یہ سیاہ بخت انسان اس خستہ حالت میں بھی افراد اہل بیت سے انتہائی بدتمیزی سے پیش آیا۔ حضرت امام حسینؓ کا کٹا ہوا سر ابن زیاد کے سامنے پڑا ہوا تھا۔ ہر خاص و عام کو محل میں داخل ہونے کی اجازت تھی۔ ابن زیاد سر مبارک کو دیکھ کر آپ کے لبوں پر بار بار چھڑی مارتا اور مسکراتا۔ صحابی رسول ﷺ زیدؓ بن ارقم وہاں ایک کونے میں موجود تھے ان سے نہ رہا گیا تو فرمایا۔

''ان لبوں سے چھڑی ہٹا لو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھتے تھے۔''

یہ کہہ کر وہ رونے لگے۔ یہ سن کر ابن زیاد کے غضب کی کوئی حد نہ رہی بولا۔ ''اللہ تیری دونوں آنکھیں رلائے۔ واللہ! اگر تو بوڑھا ہو کر سٹھیا نہ گیا ہوتا اور تیری عقل ماری نہ گئی ہوتی تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔'' یہ دیکھ کر زید بن ارقم مجلس سے اٹھتے ہوئے کہہ گئے۔

''اے لوگو! آج کے بعد تم غلام بن گئے کیونکہ تم نے فاطمہؓ کے لخت جگر کو قتل اور ابن زیاد کو اپنا حاکم بنایا جو تمہارے نیک لوگوں کو قتل کرتا اور شریروں کو نوازتا ہے۔''

کوفہ سے ابن زیاد نے حضرت حسینؓ کا سر مبارک اور قافلہ اہل بیت کو دمشق بھجوا دیا۔

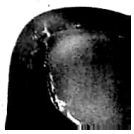
# حادثہ کربلا کے نتائج

## بنو ہاشم کی قوت کا خاتمہ

سانحہ کربلا نے بنو ہاشم کی قوت پر ایسی ضرب کاری لگائی کہ اب اس کے بعد اس قابل نہ رہی کہ ہاشمی خلافت کے قیام کی جدوجہد از خود کر سکیں۔

## واقعہ حرہ

شہادت حسینؓ کی خبر جب زمین حجاز میں پہنچی تو کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اس سانحہ پر اشکبار نہ ہو۔ لہٰذا حجاز میں فوری طور پر انقلاب برپا ہو گیا۔ اہل مدینہ نے اموی حکام کو صوبہ سے نکال دیا اور عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت کر لی۔ یزید نے ولید بن عقبہ کی ماتحتی میں شامیوں کی فوج روانہ کی۔ اس فوج میں عیسائی کثیر تعداد میں شامل تھے۔ جب اہل مدینہ نے اطاعت قبول نہ کی



تو ولید بن عقبہ نے شہر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اہل مدینہ اگرچہ بڑی بے جگری سے لڑے لیکن شامی افواج کے سامنے کوئی پیش نہ گئی۔ اس جنگ میں بڑے بڑے اکابر مدینہ شہید ہوئے جن میں فضل نسان بن عباسؓ اور عبداللہ بن حنظلہؓ قابل ذکر ہیں۔ شہر پر قبضہ کے بعد مدینۃ الرسول ﷺ تین دن تک ہ لیا شامی فوجیوں کے ہاتھوں لٹتا رہا۔ مسلمانوں کی عزت و آبرو برباد ہوئی اور تین روز تک مسلسل قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ تاریخ اسلام میں یہ واقعہ بہت اہم ہے اور سانحہ کربلا کے بعد یزید کا دوسرا بڑا سیاہ کارنامہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

## عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت

اہل مکہ نے یزید کی بجائے عبداللہ ابن زبیرؓ کو خلیفہ چن لیا۔ شہادت حسینؓ نے لوگوں کے اندر سوئے ہوئے جذبات کو ازسرنو بیدار کر دیا اور سرزمین حجاز میں ناراضگی کی ایک ہمہ گیر لہر اموی اقتدار کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی۔ اہل حجاز کو ابن زبیر جیسی موثر شخصیت بطور راہنما میسر آئی۔ چنانچہ اہل مدینہ نے بھی جلد آپ کو خلیفہ تسلیم کر لیا اور آپ کی بیعت کر لی۔ اس انقلاب نے اموی اقتدار کے لئے بے پناہ مشکلات پیدا کر دی۔ حجاز کی سرزمین سے مخالفت کے یہ ابلتے ہوئے جذبات درحقیقت تمام عالم اسلامی میں پیدا شدہ ہمہ گیر اضطراب کے ترجمان تھے۔

## توابین کی تحریک

عراق ہمیشہ کے لئے انتقامی کارروائیوں کا مرکز بن گیا۔ کوفہ کے لوگ اپنے رویہ پر پریشان اور شرمسار تھے چنانچہ توابین کا فرقہ وجود میں آیا۔ توابین کا مقصد خون حسینؓ کا انتقام تھا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ان کی نجات اخروی کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ اس گروہ کی کوششوں کا فائدہ مختار ثقفی نے حاصل کرنے کی کوشش کی اور اس کو ساتھ ملا کر علم بغاوت بلند کر دیا۔ توابین تو اپنی کوششوں میں مخلص تھے لیکن یہ شخص محض اقتدار کے حصول کے لئے میدان عمل میں اترا تھا۔

## فرقہ بندی کا ظہور

''حضرت حسینؓ کی شہادت سے ان کے والد حضرت علیؓ کی وفات سے بھی زیادہ شیعہ فرقہ کی بنیاد پڑی۔''

"The blood of Husain, even more than that of his father, proved to be the seed of the SHI'TE Church." (P.K.Hitti)

مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا۔ شیعان علی پہلے ایک گروہ تھے لیکن اس شہادت کے بعد ایک مذہبی فرقہ بن گئے۔ اس فرقہ بندی نے اسلام کو بے پناہ نقصان پہنچایا۔ ایرانی چونکہ صدیوں سے شاہ پرست تھے۔ اس لئے شیعہ مبلغین کو وہاں سے بہت سے حامی مل گئے اور مذہبی فرقہ بندی میں عجمیت اور عربیت کے درمیان کشمکش کا رنگ بھی شامل ہو گیا۔

## اموی خلافت کا زوال

واقعہ کربلا کو اموی خلافت کے زوال کا اہم سبب قرار دیا جاتا ہے۔ اموی حکومت اور اس کے عمال پہلے ہی عوام الناس میں مقبول نہ تھے کیونکہ مسلمان جب ان کی حکومت کا موازانہ خلافت راشدہ سے کرتے تو انہیں سخت مایوسی ہوتی۔

امام حسینؓ کی شہادت نے ملت اسلامیہ کو بہت زیادہ متاثر کیا۔ خود یزید کا بیٹا معاویہ دل برداشتہ ہو کر خلافت سے ہی دست بردار ہو گیا۔ اگرچہ امیوں نے اپنی قوت اور استقلال کی بدولت حکومت کو دوام طور پر اپنے خاندان میں محفوظ کر لیا لیکن خلیفہ مروان ثانی کے زمانہ تک کھلم کھلا اور زیر زمین کی تحریکیں مسلسل اس بات کے لئے کوشاں رہیں کہ وہ امویوں کی حکومت کا تختہ الٹ دیں۔

**عباسی تحریک** عباسیوں نے امویوں کے خلاف اس ردعمل سے خوب فائدہ اٹھایا۔ ان کے داعی ملک کے کونے کونے میں پھیل گئے اور اموی مظالم کی داستان اس قدر زور اور پرتاثیر انداز میں پیش کی کہ عوام کے جذبات بھڑک اٹھے۔ چنانچہ عباسیوں نے بھی حسینؓ کے انتقام کو اپنے مقاصد کے لئے نہایت کامیابی سے استعمال کیا۔

**حق پرستوں کے لئے مثال** اس واقعہ کا سب سے بڑا اور اہم نتیجہ یہ تھا کہ امام حسینؓ کا کردار داعیان حق کے لئے ہمیشہ کے لئے روشنی کا ایک مینار بن گیا۔ حریت، آزادی اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جب بھی مسلمانوں نے اپنی جدوجہد کا آغاز کیا تو امام حسینؓ کی قربانی کو مشعل راہ پایا۔ آپ ہی سے مسلمانوں نے سیکھا کہ جبر و استبداد کے سامنے سینہ سپر ہونا ہی عین رضائے الٰہی ہے۔

**اہمیت۔ سیاہ دھبہ** اسلامی تاریخ کو کسی اور واقعہ نے اس قدر اور اس طرح متاثر نہیں کیا جیسے سانحہ کربلا نے کیا۔ آنحضور ﷺ اور خلفائے راشدین نے جو اسلامی حکومت قائم کی اس کی بنیاد انسانی حاکمیت کی بجائے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے اصول پر رکھی گئی تھی۔ اس نظام کی روح شورائیت میں پنہاں تھی۔ اسلامی تعلیمات کا بنیادی مقصد بنی نوع انسان کو شخصی غلامی سے نکال کر خدا پرستی، حریت فکر، انسان دوستی، مساوات اور اخوت و محبت کا درس دینا تھا۔ خلفائے راشدین کے دور تک اسلامی حکومت کی یہ حیثیت برقرار رہی۔ یزید کی حکومت چونکہ ان اصولوں سے ہٹ کر شخصی بادشاہت کے تصور پر قائم کی گئی تھی لہٰذا جمہور مسلمان اس تبدیلی کو اسلامی نظام شریعت پر ایک ضرب کاری سمجھتے تھے اس لئے امام حسینؓ محض ان اسلامی اصولوں اور قدروں کی بقا و بحالی کے لئے میدان عمل میں اترے، راہ حق پر چلنے والوں پر جو کچھ میدان کربلا میں گزری وہ جور و جفا بے رحمی اور استبداد کی بدترین مثال ہے۔ یہ تصور ہی کہ اسلام کے نام لیواؤں پر یہ ظلم و تعدی خود ان لوگوں نے کی جو خود کو مسلمان کہتے تھے بڑا روح فرسا ہے مزید برآں امام حسینؓ کا جو تعلق حضور ﷺ سے تھا اسے بھی ظالموں نے نگاہ میں نہ رکھا۔ نواسہ رسول ﷺ کو میدان کربلا میں بھوکا پیاسا رکھ کر جب بے دردی سے قتل کر کے ان کے جسم اور سر کی بے حرمتی کی گئی اخلاقی لحاظ سے بھی تاریخ اسلام میں اولین اور بدترین مثال ہے۔ اس جرم کی سنگینی میں مزید اضافہ اس امر سے ہوتا ہے کہ امام حسینؓ نے آخری لمحات میں جو انتہائی معقول تجاویز پیش کیں انہیں سرے سے درخور اعتنا ہی نہ سمجھا گیا اس سے یزید کے اعمال کی آمرانہ ذہنیت کا اظہار بھی ہوتا ہے یہاں یہ نقطہ قابل

غور ہے کہ جب شخصی اور ذاتی مصالح، ملی، اخلاقی اور مذہبی مصلحتوں پر حاوی ہو جاتے ہیں تو انسان درندگی کی بدترین مثالیں بھی پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا ان حقائق کی روشنی میں سانحہ کربلا کا جائزہ لیا جائے تو یہ واقعہ اسلام کے نام پر سیاہ دھبہ ہے کیونکہ اس سے اسلامی نظام حکومت میں ایسی خرابی کا آغاز ہوا جس کے اثرات آج تک محسوس کر رہے ہیں۔

تاہم اگر ہم اس سانحہ کو اسلام کے نام پر ایک سیاہ دھبہ قرار دیں تو یہ تصور کا صرف ایک رخ ہو گا کیونکہ جہاں تک حق و انصاف، حریت و آزادی اور اعلائے کلمتہ الحق کے لئے جدوجہد کا تعلق ہے یہ کہنا درست ہو گا کہ سانحہ کربلا تاریخ اسلام کا ایک شاندار اور زریں باب بھی ہے۔ جہاں تک اسلامی تعلیمات کا تعلق ہے اس میں شخصی حکومتوں یا بادشاہت کا کوئی تصور موجود نہیں۔ یزید کی نامزدگی اسلام کے نظام شورائیت کی نفی تھی لہٰذا امام حسینؓ نے جس پامردی اور صبر سے کربلا کے میدان میں مصائب و مشکلات کو برداشت کیا وہ حریت جرات اور صبر و استقلال کی لازوال داستان ہے۔ باطل کی قوتوں کے سامنے سرنگوں نہ ہو کر آپ نے حق و انصاف کے اصولوں کی بالادستی، حریت فکر اور خدا کی حاکمیت کا پرچم بلند کر کے اسلامی روایات کی لاج رکھ لی اور انہیں ریگ زار عجم میں دفن ہونے سے بچا لیا۔ امام حسینؓ کا یہ ایثار اور قربانی تاریخ اسلام کا ایک ایسا درخشندہ باب ہے جو راہ روانِ منزل شوق و محبت اور حریت پسندوں کے لئے اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ سانحہ کربلا آزادی کی اس جدوجہد کا نقطہ آغاز ہے جو اسلامی اصولوں کی بقاء اور احیاء کے لئے تاریخ اسلام میں پہلی بار شروع کی گئی۔

## امتحانی سوالات

1- سانحہ کربلا کا مختصر حال بیان کیجئے اور اس کے اثرات کا جائزہ لیجئے۔
ملتان بورڈ 2015ء، ڈی جی خان 2015ء

2- سانحہ کربلا پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔ ملتان بورڈ 2015ء

3- سانحہ کربلا کی اہمیت پر ایک نوٹ لکھئے۔

4- سانحہ کربلا کے اسباب اور نتائج کا تجزیہ کیجئے۔

5- مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھئے۔
(i) واقعہ حرہ (ii) مسلم بن عقیل (iii) حر بن یزید تمیمی

✿ ✿ ✿

# 15 معاویہ ثانی اور مروان بن حکم

## 64ھ تا 683ھ 685ء تا 683ء

**معاویہ ثانی** یزید نے اپنے بیٹے معاویہ کو اپنی زندگی ہی میں جانشین نامزد کر دیا تھا۔ چنانچہ 64ھ میں وہ باپ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ 21 سال کا یہ نوجوان عادات و خصائل میں اپنے باپ کی ضد تھا۔ عبادت اور ریاضت اس کا معمول تھا۔ امام حسینؓ کی شہادت کے بعد اسے کاروبار حکومت سے اس قدر نفرت ہو چکی تھی کہ 3 ماہ کی حکومت کے بعد از خود خلافت سے یہ کہہ کر دست بردار ہو گیا۔ ''مجھ میں حکومت کا بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں ہے۔ میں چاہتا تھا کہ ابوبکرؓ کی طرح کسی کو اپنا جانشین بنا دوں یا عمرؓ کی طرح چھ آدمیوں کو نامزد کر کے ان میں سے کسی ایک کا انتخاب شوریٰ پر چھوڑ دوں لیکن نہ عمرؓ جیسا کوئی نظر آیا اور نہ ویسے چھ آدمی ملے اس لئے میں اس منصب سے دست بردار ہوتا ہوں۔ تم لوگ جسے چاہو اپنا خلیفہ بنا لو۔''

حکومت چھوڑنے کے چند ماہ بعد معاویہ کا انتقال ہو گیا۔ اگرچہ اس کی دست برداری سے ایک سیاسی خلا پیدا ہوا لیکن عبداللہؓ بن زبیرؓ اور مروان بن حکم کی کشمکش نے بالآخر مسند خلافت کو مروانی ہاتھوں میں منتقل کر دیا۔

**مروان بن حکم 64-65/683-685ء** مروان بن حکم کا تعلق بنو امیہ کی دوسری شاخ بنی عاص سے تھا۔ حکم نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا حضرت عثمانؓ نے حکم کے بیٹے مروان کو اپنا سیکرٹری مقرر کیا تھا۔ یہ نہایت ہی عیار اور چالاک شخص تھا مگر حضرت عثمانؓ کو اس پر بے حد اعتماد تھا اس لئے مہر خلافت بھی اس کے سپرد کر رکھی تھی۔ جب آپ کے خلاف فسادیوں نے شورشرابا پیدا کیا تو حاکم مصر کے نام باغیوں کو سخت سزا دینے کی ہدایت پر مشتمل خط بھی مروان ہی نے لکھا تھا جس کی وجہ سے سبائی واپس لوٹ اور انہوں نے حضرت عثمانؓ شہید کر دیا۔ شہادت عثمانؓ کے بعد وہ مدینہ چھوڑ کر بھاگ نکلا اور امیر معاویہؓ کے ساتھ جنگ جمل اور صفین میں حضرت علیؓ کے خلاف لڑا۔ حضرت طلحہؓ کی شہادت بھی اس کے ہاتھوں ہوئی۔ امیر معاویہؓ کے برسر اقتدار آنے کے بعد اسے مدینہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ یزید کی موت کے وقت یہ مدینہ ہی میں مقیم تھا۔

**مروان کی شام میں آمد اور خلافت** ابن زبیرؓ محاصرہ مکہ کے بعد حصین بن نمیر کی تجویز اور مشورہ کو رد کر کے پہلی سیاسی غلطی کے مرتکب ہو چکے تھے لیکن انہوں نے مروان بن حکم کو مدینہ سے شام دھکیل کر دوسری غلطی کی اور یہی غلطی ان کی ناکامی کا باعث بنی۔ جب یزید کی وفات کی خبر مدینہ پہنچی تو حاکم مدینہ مروان بن حکم کی ہمت دیگر اموی افراد کی طرح اس حد تک پست ہو چکی تھی کہ اس نے عبداللہ بن زبیرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے



لئے آمادگی کا اظہار کیا اس کا بیٹا عبدالملک بھی بیماری کی حالت میں مدینہ میں موجود تھا۔ ابن زبیرؓ نے بنوامیہ کے خلاف اپنی آتش انتقام اور نفرت کی رو میں بہہ کر مروان اور دیگر امویوں کو فوراً اسی حالت میں مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ مجبوراً مروان نے عبدالملک کے ساتھ سفر شام اختیار کیا۔ بعد میں ابن زبیرؓ نے اپنی غلطی محسوس کرتے ہوئے انہیں پکڑنے کے لئے آدمی روانہ کیے لیکن اب سب کچھ بے سود تھا۔ وہ لوگ تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکے۔ اگر ابن زبیرؓ سے یہ فاش سیاسی غلطی سرزد نہ ہوئی ہوتی تو تاریخ اسلام ایک نیا موڑ اختیار کر لیتی۔

جب مروان شام پہنچا تو اموی اس وقت خوف اور پریشانی کے عالم میں باہم اختلافات کا شکار تھے۔ خلافت کے لئے دو نام سامنے تھے خالد بن یزید اور عمرو بن سعید بن العاص۔ خالد کے ساتھ قبیلہ کلب کی ہمدردیاں تھیں اور قبیلہ قیس ابن زبیر کی حمایت میں تھا اور کچھ دیگر اراکین عمرو بن سعید کے ساتھ تھے۔ مروان کے دمشق آ جانے سے بنوکلب کے بہت سے افراد اس کی حمایت پر اتر آئے۔ مروان اس صورت حالات سے سخت پریشان تھا اور چاہتا تھا کہ ابن زبیرؓ کی اطاعت کرے لیکن عین اس وقت عبیداللہ ابن زیاد نے پہنچ کر تمام نقشہ ہی بدل دیا۔ اس نے مروان کو قریش کا سردار ہونے کی حیثیت سے عبداللہ ابن زبیرؓ کی بیعت کرنے سے منع کیا۔

مروان کو ابن زیاد کے مشورہ سے حوصلہ ہوا اور ابن زبیرؓ کی بیعت نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ بالآخر مقام جابیہ میں بنوامیہ کے حامی جمع ہوئے۔ تاکہ کوئی متفقہ لائحہ عمل تیار کیا جا سکے۔ وہاں تمام بڑے بڑے اموی سردار اور عمائدین حکومت جمع تھے۔ چنانچہ بحث و تمحیص کے بعد فیصلہ ہوا کہ مروان کو خلیفہ نامزد کر دیا جائے اور خالد بن یزید اور عمرو بن سعید کو علی الترتیب ولی عہد مقرر کر دیا جائے۔ وہیں مروان کے ہاتھوں پر بیعت کر لی گئی اور اسے 64ھ میں خلیفہ منتخب کر لیا گیا۔

**معرکہ مرج راہط** قبیلہ بنوقیس نے امویوں کے اس فیصلہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ بنوقیس کے سردار ضحاک بن قیس نے عبداللہ ابن زبیرؓ کی حمایت کا اعلان کر دیا اور مرج راہط پہنچ کر خیمہ زن ہو گئے۔

دوسری طرف مروان بنوکلب اور دیگر اموی حامیوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ مرج رابط کے مقام پر دونوں کے درمیان زبردست جنگ ہوئی۔ ضحاک میدان جنگ میں کام آیا۔ اس واقعہ کے بڑے دوررس نتائج ظاہر ہوئے۔ جہاں کہیں بھی ابن زبیرؓ کے حامی موجود تھے انہوں نے بھاگنا شروع کر دیا چنانچہ شام ہمیشہ کے لئے اموی دائرہ اقتدار میں چلا گیا اور امویوں کی ایک دوسری شاخ جو آل مروان کہلاتی ہے، نے ایک مستحکم حکومت کی بنیاد رکھی۔ اس کے علاوہ عربوں کے دو بڑے قبیلوں کے درمیان دشمنی کی ایک مستقل دیوار حائل ہو گئی جو بعد کے ادوار میں خانہ جنگیوں کی صورت میں ظاہر ہوتی رہی۔

**مصر پر قبضہ** شام پر اپنے قبضہ کو مستحکم کرنے کے بعد مروان نے مصر کا رخ کیا مصر پر دو طرف سے حملہ کیا گیا۔ ایک طرف سے عمرو بن سعید حملہ آور ہوا اور دوسری طرف سے

مروان خود بڑھا۔ عبدالرحمٰن بن حجدم جو ابن زبیرؓ کے ہمنواؤں میں سے تھے مقابلہ کے لئے نکلے لیکن جب عمرو بن سعید کے داخلہ مصر کی اطلاع پائی تو مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس طرح بغیر جنگ کے مصر بھی اموی دائرہ اقتدار میں آ گیا۔

**وفات** مروان نے رمضان 56ھ میں 63 سال کی عمر میں وفات پائی ایک عام خیال کے مطابق مروان کی وفات اس کی بیوی ام خالد کے ہاتھوں ہوئی۔ اگر چہ مقام جابیہ پر مروان کی خلافت کے ساتھ ساتھ خالد بن یزید اور عمرو بن سعید کی تقرری بطور جانشین کی توثیق کی گئی تھی۔ مگر مروان کی یہ خواہش تھی کہ اس کی اپنی اولاد ہی اس کا وارث ہو چنانچہ اس مقصد کے حصول کی خاطر اس نے خالد کی بیوہ ماں کے ساتھ شادی کر لی جس کا تعلق بنو کلب سے تھا۔ اس کا مقصد بنو کلب کی ہمدردیاں حاصل کرنا تھا۔ اس کے علاوہ انعام و کرام دے کر اس نے بالآخر خالد اور عمرو بن سعید کی تقرری منسوخ کر دی اور اعلانیہ عبدالملک اور عبدالعزیز کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ مروان نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ خالد کو ذلیل کرنے کے لئے خالد اور اس کی ماں کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کیے جن کی شکایت خالد نے ماں سے کی۔ چنانچہ اس نے مروان کو زہر دے کر یا گلا گھونٹ کر مروا دیا۔

مروان نے اموی اقتدار کو از سر نو قائم کیا تھا ورنہ اموی حکومت کا خاتمہ صرف نظر آ رہا تھا۔

## امتحانی سوالات

1- مختصر جواب دیں۔

- مروان کے باپ حکم بن العاص نے اسلام کب قبول کیا؟ (فتح مکہ کے بعد)
- مروان بن حکم حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں کس عہدہ پر فائز تھا؟ (خلیفہ کا سیکرٹری تھا)
- یزید کی وفات کے وقت مروان بن حکم کہاں میں مقیم تھا؟ (مدینہ میں)
- جنگ مرج راہط میں یمنی قبائل کی کامیابی کے نتیجہ کے طور پر حکومت کس کو ملی؟ (مروان بن حکم کو)
- مروان نے اپنے بعد کس کس کو ولی عہد بنانے کا وعدہ کیا تھا؟ (خالد بن یزید اور عمرو بن سعید کو)
- حضرت عثمان کے دور میں مصری گورنر کے نام وہ خط کس نے لکھا تھا جس میں مصر کے بلوائیوں کو قتل کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ (مروان بن حکم نے)
- یزید کی وفات کے بعد مروان کو مدینہ سے اخراج کا حکم کس نے دیا؟ (عبداللہؓ بن زبیر نے)
- یزید کی موت کے بعد بنو قیس (شمالی قبائل) کس کی حمایت کر رہے تھے۔ (عبداللہؓ بن زبیر کی)
- مرج راہط کی لڑائی کس کس کے درمیان ہوئی۔ (بنو قیس اور بنو کلب کے درمیان)



# 16 حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ

64ھ تا 73ھ 685ء تا 695ء

**ابتدائی حالات** عبداللہؓ بن زبیر آنحضرت ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی زبیرؓ بن العوام کے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام اسماءؓ تھا جو حضرت ابوبکرؓ صدیق کی صاحبزادی تھیں۔ آپ ہر لحاظ سے نبی اکرم ﷺ کے بہت ہی قریبی رشتہ دار تھے۔ آپ کی ولادت ہجرت نبوی کے دوسرے سال اس وقت ہوئی جب یہود نے مشہور کر رکھا تھا کہ یہود کا خدا مسلمانوں سے ناراض ہے اس لئے ان کے ہاں اولاد نرینہ نہیں ہوتی چنانچہ آپ کی ولادت مدینہ کے مسلمانوں کے لئے نہایت مسرت کا باعث بنی، صاحب عظمت والدین کا یہ بیٹا نہایت بہادر اور عالی حوصلہ تھا، اور بچپن ہی سے تقوی، شجاعت اور تدبر میں ممتاز تھا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت عبداللہؓ بن زبیر ان نوجوانوں میں سے ایک تھے جو آخر دم تک خلیفہ کے دروازے پر پہرہ دیتے رہے۔ حضرت علیؓ جب حضرت عثمانؓ کا قصاص لینے میں ناکام رہے تو باوجود ہاشمی ہونے کے حضرت علیؓ کے خلاف جنگ جمل میں شرکت کی۔ حضرت عائشہؓ کی شکست کے بعد آپ مدینہ میں مقیم ہو گئے۔ امیر معاویہؓ کی وفات کے وقت آپ یہیں مقیم تھے۔ امیر معاویہؓ نے اپنی وصیت میں جہاں عبداللہؓ بن عمرؓ اور عبداللہؓ بن عباسؓ کو خطرے سے خالی قرار دیا تھا اور امام حسینؓ کے ساتھ عفو و درگزر کی تلقین کی تھی وہاں عبداللہؓ بن زبیر کے متعلق وصیت کی تھی کہ ''وہ لومڑی کی طرح فریب دے کر شیر کی طرح حملہ کرے گا۔ اس لئے اگر قابو آ جائے تو اسے قطعاً نہ چھوڑنا۔''

**خلافت** یزید کی تخت نشینی کے بعد ولید بن عقبہ حاکم مدینہ نے جب آپ سے بیعت لینی چاہی تو آپ ایک رات کی مہلت لے کر مکہ چلے گئے اور حدود حرم میں مقیم ہو گئے۔ امام حسینؓ کو بھی آپ نے یہی مشورہ دیا تھا کہ وہ کوفہ جانے کی بجائے مکہ میں ہی مقیم رہیں لیکن وہ نہ مانے۔ سانحہ کربلا کے بعد آپ نے یزید کی غیر شرعی حکومت کے خلاف آواز اٹھائی اور قصاص حسینؓ کی دعوت بلند کر کے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ تمام اہل حجاز نے آپ کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔

**واقعہ حرہ** یزید نے اہل حجاز کی بغاوت کو دبانے کے لئے مسلم بن عقبہ کی ماتحتی میں دس ہزار شامی فوج بھیجی جس کے اکثر سپاہی عیسائی تھے تاکہ مقامات مقدسہ کے احترام کا جذبہ انہیں کسی نرمی پر آمادہ نہ کر دے۔ اس فوج نے اہل مدینہ کو شکست دے کر تین دن تک شہر میں قتل و غارت کا بازار گرم کئے رکھا اور بزور شمشیر باقی ماندہ لوگوں سے یزید کی بیعت لی، اس واقعہ کو واقعہ حرہ کہتے ہیں کیونکہ مسلم بن عقبہ نے وسیع پیمانے پر مکانات کو جلا دیا تھا۔

**حصین بن نمیر کا مکہ پر حملہ** یزید نے اس کے بعد حصین بن نمیر کو ایک فوج دے کر مکہ پر قبضہ کے لئے روانہ کیا۔ ابن نمیر نے شہر کا محاصرہ کر کے شہر پر

پتھراؤ کیا۔ لیکن ابھی محاصرہ جاری ہی تھا کہ یزید کی موت کی خبر پہنچ گئی۔

## شام پر قبضہ کی دعوت

یزید کی موت کے بعد تمام علاقوں نے یکے بعد دیگرے عبداللہ بن زبیر کی خلافت کو قبول کرنا شروع کر دیا حجاز وعراق کے علاوہ مصر نے بھی آپ کو خلیفہ مان لیا حصین بن نمیر نے جو کل تک آپ کی جان لینے کے درپے تھا۔ آپ کو شام چلنے کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ اہل شام سے بیعت لینے میں وہ آپ کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرے گا لیکن آپ امام حسینؓ کے انجام سے واقف تھے اس لئے حدود حرم چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے اس طرح شام پر قبضہ کا ایک سنہری موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا۔

## مروان بن حکم کا مدینہ سے اخراج

مشہور اموی سردار مروان بن الحکم اس وقت مدینہ میں موجود تھا اور عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت کرنے کو تیار تھا لیکن ابن زبیر کو امویوں سے شدید نفرت ہوگئی تھی اس لئے آپ نے اس سے بیعت لینے کی بجائے اسے مدینہ سے باہر نکال دیا۔ یہی مروان شام پہنچ کر حکومت پر قابض ہو گیا اور اموی حکومت کے استحکام کا باعث بنا۔

## جنگ مرج راہط کے اثرات

مروان بن حکم شام پہنچا تو وہاں عدنانی اور قحطانی قبائل باہمی عناد کی وجہ سے ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونے والے تھے۔ اس نے اس صورتحال سے فائدہ اٹھایا اور یمنی قبائل کو اپنی حمایت پر آمادہ کر کے مرج راہط کے مقام پر عدنانی قبائل کے سردار ضحاک کو شکست دی اس نے حکومت کے دوسرے دعویدار خالد بن سعید کو اس شرط پر اپنی حکومت تسلیم کرنے پر راضی کر لیا کہ اس کا ولی عہد خالد بن سعید ہی ہوگا۔ اس طرح آل مروان کی حکومت قائم ہوگئی۔

## مصر پر مروان کا قبضہ

مروان نے شام کی حکومت حاصل کرتے ہی دوسرے علاقے واپس لینے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے چنانچہ ابن زبیرؓ کی طرف سے مصر کے گورنر عبدالرحمٰن بن جحدم کے خلاف عمرو بن سعید بن العاص کو بھیجا گیا جس نے عبدالرحمٰن کو مروان کی بیعت کرنے پر مجبور کر دیا اور مصر پر مروان کا قبضہ ہو گیا۔

## مختار ثقفی اور عبداللہؓ بن زبیر

عراق میں مختار ثقفی نے قصاص کی دعوت کی بنیاد پر ایک عظیم قوت جمع کر لی۔ شروع شروع میں اس نے عبداللہؓ بن زبیر کے ساتھ اس قسم کے مراسم قائم رکھے جن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ آپ کا وفادار ہے لیکن قوت حاصل کر لینے کے بعد اس نے اپنی آزاد حکومت قائم کرنا شروع کر دی۔ اس کو محمد بن حنیفہ کی حمایت بھی حاصل تھی ابن زیاد کے قتل کے بعد وہ بالکل آزاد حکمران کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس پر عبداللہؓ بن زبیر نے اسے مکہ بلا بھیجا لیکن اس نے لیت ولعل سے کام لیا۔ چنانچہ معصبؓ بن زبیر کو اس کے استیصال کے لئے بھیجا گیا۔ مختار کو شکست ہوئی اور وہ میدان جنگ ہی میں مارا گیا اس طرح عراق پر ابن زبیر کا قبضہ ہو گیا۔

**خوارج** شروع شروع میں خوارج امیوں کے مخالفت میں ابن زبیر کا ساتھ دیتے تھے لیکن اپنے مخصوص متشدد عقائد کی وجہ سے بالآخر وہ مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ معصبؓ بن زبیر نے مہلب بن ابی صفرہ کو ان کے استیصال پر مامور کیا۔ خوارج کو پے در پے کئی شکستیں ہوئیں اور وہ دور دراز علاقوں میں پھیل گئے۔

**عراق پر عبدالملک کا قبضہ** مروان کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک خلیفہ بنا وہ نہایت زیرک اور دور اندیش حکمران تھا اس نے 690ء میں عراق پر حملہ کر دیا۔ وہ اہل عراق کی کمزوری سے خوب واقف تھا۔ اس نے مال و متاع کے لالچ سے عراقیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ معصبؓ بن زبیر بہت بہادری سے لڑے اور اپنے بیٹے عیسیٰ اور ابراہیم بن مالک الاشتر نخعی سمیت لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ یہ عبداللہؓ بن زبیر کی قوت پر ایک کاری ضرب تھی، ان کو اپنے سب سے بڑے معاون اور اپنے عزیز بھائی مصعبؓ سے ہاتھ دھونے پڑے تھے ان کے معاشی وسائل میں زبردست کمی واقع ہو گئی نیز ان کی ہوا اکھڑ گئی اور کمزور طبیعت کے لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہونے لگے۔

**حجاج بن یوسف کا حملہ** عبدالملک بن مروان نے عبداللہؓ کی قوت پر آخری چوٹ لگانے کے لئے حجاج بن یوسف کو مکہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ حجاج نے مکہ پہنچ کر سخت محاصرہ کر لیا۔ رسد بند کر دی گئی اور قریب کی پہاڑیوں سے شہر پر پتھراؤ کیا گیا۔ قحط کی وجہ سے لوگ عبداللہؓ بن زبیر کا ساتھ چھوڑ کر حجاج سے ملنے لگے یہاں تک کہ آپ کو شکست کا اندازہ ہو گیا۔

**شہادت** اپنی شہادت سے تھوڑی دیر قبل حضرت عبداللہؓ اپنی والدہ اسماءؓ بنت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشورہ طلب کیا کہ کیا انہیں ہتھیار ڈال دینے چاہئیں؟ بہادر ماں نے جواب دیا کہ ''اگر تم حق کے لئے باطل سے برسر پیکار تھے تو اتنے انسانوں کو مروانے کے بعد ہتھیار ڈالنا بے معنی ہے۔ تمہیں دنیا میں کب تک رہنا ہے۔ حق پر جان دینا اس دنیا کی زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔'' عبداللہؓ نے اس کے جواب میں کہا کہ ''مجھے موت سے تو ڈر نہیں لگتا لیکن مجھے ڈر ہے کہ دشمن میری لاش کی بھی بے حرمتی کریں گے۔'' حضرت اسماءؓ کا جواب یہ تھا کہ ''ذبح ہو جانے کے بعد بکرے کی کھال کھینچی جائے تو اسے تکلیف نہیں ہوتی، جاؤ اور راہ حق پر اپنی جان قربان کر دو۔'' چنانچہ عبداللہؓ بن زبیر اپنے بہادر جاں نثاروں کے ساتھ شہر سے باہر آئے اور میدان جنگ ہی میں شہید ہوئے۔ حجاج نے آپ کی لاش کو تین دن تک پھانسی پر لٹکائے رکھا۔ اس حالت میں حضرت اسماءؓ کا گزر وہاں سے ہوا تو انہوں نے تبصرہ کیا: ''ابھی شاہسوار سے نہیں اترا''

**ناکامی کے اسباب** عبداللہؓ بن زبیر بہت بہادر، نہایت ذہین اور اپنے تقویٰ کی وجہ سے عوام میں بہت مقبول تھے۔ اس کے باوجود بنوامیہ کے خلاف جدوجہد میں انہیں ناکامی ہوئی اس کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

1- بنو امیہ کا مدینہ سے اخراج: مروان بن الحکم اور دوسرے امویوں کو مدینہ سے اخراج ایک سیاسی غلطی تھی اُس سے بیعت لے لینی چاہئے تھی جس کے لئے وہ تیار تھے یا انہیں قید کر دینا چاہئے تھا تا کہ وہ مزید نقصان نہ پہنچا سکیں۔ لیکن عبداللہؓ بن زبیر نے انہیں مدینہ سے نکال دیا اور یہی اموی بعد میں خلافت پر قابض ہو کر آپ کی شکست کا باعث بنے۔

2- یزید کی موت کے بعد صورتحال سے فائدہ نہ اٹھانا: یزید کی موت کے بعد حصین بن نمیر کی دعوت کو مسترد کرنا بھی ایک غلطی تھی کیونکہ اس وقت اگر شام پر قبضہ کر لیا جاتا تو بنوامیہ کی قوت کا خاتمہ کیا جا سکتا تھا۔

3- اہل عراق کی غداری: اہل عراق نے حسب معمول غداری کرتے ہوئے معصبؓ کا ساتھ چھوڑ دیا جس کی وجہ سے عراق کا صوبہ ہاتھ سے جاتا رہا اور معصبؓ بن زبیر جیسے معاون سے دھونے پڑے نیز اس شکست سے عبداللہؓ بن زبیر کی ہوا اکھڑ گئی۔

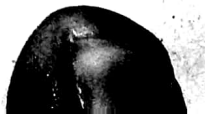
4- بنو امیہ کی غیر متوقع سختی: اموی فوج نے حرم کعبہ کا احترام قائم نہ رکھتے ہوئے شہر پر پتھراؤ کیا اور بیت اللہ کی عمارت کو بھی نقصان پہنچانے سے دریغ نہ کیا یہ سختی غیر متوقع تھی اور شکست کا ایک سبب ثابت ہوئی۔

5- امویوں کا بیت المال کا غلط استعمال: اموی خلفاء نے بیت المال کو ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کیا اور اس سے اپنے حامی پیدا کئے۔ ابن زبیرؓ شرعی حدود کے پابند رہے اور انہوں نے ناجائز ذرائع استعمال کرنا پسند نہ کیا۔

6- معصبؓ بن زبیر کی شہادت: عبداللہؓ بن زبیر کے بھائی معصبؓ بن زبیرؓ ایک اچھے منتظم اور بہادر انسان تھے عراق پر عبدالملک کے حملہ کے وقت ان کی شہادت سے عبداللہؓ بن زبیرؓ کی خلافت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔

7- حجاج بن یوسف کی سفاکی: حجاج بن یوسف نہایت ظالم و سفاک تھا۔ اس نے مکہ کے محاصرہ میں تمام اخلاقی و مذہبی حدود کو پامال کرتے ہوئے خانہ کعبہ پر پتھراؤ تک سے بھی گریز نہ کیا۔ اس کی حد سے بڑھی ہوئی سفاکی اور طویل محاصرہ مکہ سے اہل مکہ کے حوصلے جواب دے گئے او وہ ابن زبیرؓ کا ساتھ چھوڑنے لگے اور وہ تنہا لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

**شخصیت و کردار** قبیلہ قریش کا یہ قابل فرزند عبداللہ ابن زبیرؓ جو تقریباً 9 برس تک اموی اقتدار کے خلاف نبرد آزما رہا 2ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوا اور وہ حسب و نسب عزت و وقار، بہادری اور شجاعت میں کسی سے کم نہ تھے۔ صغیر سنی ہی میں کئی مہمات میں شامل ہو کر اپنی عملی زندگی کا آغاز کر چکے تھے۔ صرف 14 برس کی عمر میں اپنے باپ کے ساتھ جنگ یرموک میں موجود تھے۔ تین برس بعد عمروؓ بن العاص فاتح مصر کے لشکر میں تھے۔ آپ نے اپنے باپ کے ساتھ کئی ایک مہمات میں شرکت کی۔ افریقہ کی فتوحات کے ضمن میں بھی آپ نے قابل قدر خدمات



سرانجام دیں۔ شہادت عثمانؓ کے وقت آپ ان کے زبردست ہمنواؤں میں سے تھے اور جنگ جمل میں اپنی خالہ حضرت عائشہؓ کی کمان میں بہادری اور شجاعت کے بے مثال جوہر دکھائے۔ حق کی راہ میں آپ ایک نڈر اور بے باک سپاہی تھے۔

آپ نے حضرت حسینؓ کی شہادت تک خلافت کے حصول کی کبھی تمنا نہیں کی تھی۔ یزید کی نامزدگی کے آپ شدید مخالف تھے۔ آپ کا شمار چونکہ اکابرین عرب میں ہوتا تھا اس لئے یزید کی موت کے بعد عوام اور خواص نے آپ کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ 9 سال کے مختصر عرصے میں چونکہ آپ کا اکثر وقت جنگ و جدل اور بغاوتوں کے فرو کرنے میں گزرا اس لئے آپ نظام حکومت کی طرف کما حقہ توجہ نہ دے سکے لیکن پھر بھی رفاہ عامہ کے کاموں سے بے اعتنائی نہ کی۔ کعبہ کی تعمیر کا کام بھی آپ ہی نے شروع کیا تھا۔ آپ کا زہد و تقوی مثالی تھا۔ عوام و خواص میں آپ اپنے اخلاق اور زہد و تقوی شہادت کی بناء پر مقبول تھے۔ علم و ادب سے بھی خدا نے بہرہ ور کر رکھا تھا چنانچہ آپ ایک اعلیٰ درجہ کے شاعر بھی تھے۔ ان کی سب سے بڑی خصوصیت جذبہ جہاد، بہادری اور شجاعت تھی۔ وہ ایک نڈر سپاہی تھے۔ آپ کی شہادت کے ساتھ مملکت اسلامیہ سے ایک ایسی شخصیت اٹھ گئی جو سنت نبویؐ کی علم بردار اور خلفائے راشدین کے دور کی عملی تصویر تھی۔ اس کے بعد حجاز دنیائے اسلام کا سیاسی مرکز نہ رہا۔ شمع رسالت کے اس آخری پروانے کی شہادت کے ساتھ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا آفتاب بھی غروب ہو گیا۔

## امتحانی سوالات

1- عبداللہؓ بن زبیر کی شہادت کا واقعہ بیان کیجئے۔ ڈی جی خان 2015ء، ملتان بورڈ 2015ء

2- عبداللہؓ بن زبیر کی ناکامی کے اسباب تحریر کیجئے۔ سرگودھا بورڈ 2015ء

2۔ عبداللہؓ بن زبیر کی سیرت اور کارناموں پر تنقیدی نوٹ لکھئے۔

3۔ مختصر جواب دیجئے۔

- واقعہ حرہ کی چار سطروں میں وضاحت کیجئے۔
- مختار ثقفی نے کس کو شکست دے کر حضرت حسین کا بدلہ لیا؟ (عبیداللہ ابن زیاد)
- کسی کی شہادت سے عبداللہ بن زبیر کی قوت بہت کمزور ہو گئی؟ (مصعبؓ بن زبیر)
- عبداللہؓ ابن زبیر نے کس اموی سردار کو مدینہ سے نکالا جو بعد میں خلیفہ بن گیا؟ (مروان بن حکم)
- عبداللہؓ بن زبیر نے کس اموی کی بیعت کی پیشکش مسترد کر کے شدید غلطی کی؟ (مروان بن حکم)
- مصعبؓ بن زبیر کو کس نے شکست دی؟ (عبدالملک ابن مروان)
- یزید کی موت کے بعد کس نے عبداللہؓ بن زبیر کو مشورہ دیا کہ شام چل کر حکومت پر قبضہ کر لو۔ (حصین بن نمیر نے)
- کس اہم جرنیل کو ابن زبیر نے خوارج کے خلاف بھیج کر اپنی فوجی پوزیشن کمزور کر لی۔ (مہلب بن ابی صفرہ)

# 17 عبدالملک بن مروان

65ء تا 86ھ 685ء تا 705ء

## ابتدائی حالات اور تخت نشینی

مروان کی وفات کے بعد 685ء میں عبدالملک مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ اس کی پیدائش حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں 26ھ میں ہوئی۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر 39 سال تھی۔ مروان نے اپنی زندگی میں خالد بن یزید اور عمرو بن سعید کو ولی عہدی سے خارج کر کے عبدالملک کے لئے بیعت حاصل کر لی تھی۔ مروان نے اس کی تعلیم و تربیت کی طرف پوری توجہ دی۔ اس کی پرورش مدینہ کے علمی ماحول میں ہوئی اور ارباب علم و فضل اور اہل کمال کی صحبتوں سے فیض یاب ہوا۔ اسی وجہ سے وہ اموی حکمرانوں میں سب سے زیادہ پڑھا لکھا خلیفہ شمار ہوتا ہے۔ اگر چہ عبدالملک انتہائی ناسازگار ماحول میں تخت نشین ہوا لیکن وہ شخص اپنے عزم و استقلال تدبر اور دور اندیشی کی بدولت تمام مخالفین پر قابو پانے میں کامیاب ہوا اور اس طرح اس نے ایک مستحکم اموی حکومت کی بنیاد رکھی۔

## عبدالملک کی مشکلات

### عبداللہ بن زبیر

اموی خلافت کے سب سے بڑے مخالف معزز صحابی عبداللہؓ بن زبیرؓ تھے جو مکہ میں مقیم تھے۔ شہادت حسینؓ کی وجہ سے تمام اہل حجاز و عراق اموی حکومت سے برگشتہ ہو کر ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے، حدود حرم میں مقیم ہونے کی وجہ سے عام مسلمان ان کے خلاف لڑنے کے لئے بھی آمادہ نہیں ہوتے تھے۔

### خوارج

خوارج نہایت بہادر اور جری لوگ تھے وہ اپنی متشددانہ پالیسی کی وجہ سے جہاں جاتے عام مسلمانوں کو لوٹتے تھے۔ وہ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ دونوں کو مرتد اور واجب القتل سمجھتے تھے اس لئے بنو ہاشم اور بنو امیہ دونوں کے خلاف تھے۔ ہاشمی قوت کے خاتمہ کے بعد ان کی تمام کارروائیاں امویوں کے خلاف تھیں۔ عبدالملک کو ان کا بھی مقابلہ کرنا پڑا۔

### شیعان علیؓ

سانحہ کربلا نے شیعان علیؓ کا ایک اچھا خاصا گروہ پیدا کر دیا تھا عراق و ایران میں ان کو کافی مقبولیت حاصل تھی، یہ حکومت کو آل علی کا حق سمجھتے تھے اور بنو امیہ کو غاصب قرار دیتے تھے۔ عبدالملک کے زمانے میں انہوں نے بھی باقاعدہ بغاوتیں شروع کر دی تھیں۔

### عوام کی ناراضگی

عرب زمانہ قدیم سے جمہوری روایات کے حامل تھے اس لئے بنو امیہ کی شخصی حکومت انہیں پسند نہ تھی۔ اسلامی تعلیمات کی وجہ سے وہ خلافت راشدہ کی طرز کو حکومت چاہتے تھے اور سانحہ کربلا کی وجہ سے وہ اموی حکومت کو ظالم قرار دیتے تھے عبدالملک کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ عوام کو راضی کرنے کی کوشش کرے۔

**ترکستان اور شمالی افریقہ کی بغاوتیں** شمالی افریقہ اور ترکستان کے علاقے فتح ہو چکے تھے لیکن اسلام لوگوں کے دلوں میں نہیں اترا تھا، رومی ہر وقت بربروں کو بغاوت پر اکساتے رہتے تھے۔ نیز داخلی انتشار کی وجہ سے ایسی بغاوتوں کو کافی ہوا مل رہی تھی۔

**رومی خطرہ** سلطنت روم کا کافی حصہ فرزندان توحید کے قبضے میں آ چکا تھا تاہم ابھی تک یہ سلطنت کافی مضبوط تھی اور اپنے علاقے واپس لینے کے لئے مسلسل کوشاں رہتی تھی مسلمانوں کی خانہ جنگی نے رومیوں کے حوصلے بلند کر دیئے تھے ان کی مخالفانہ سرگرمیاں بڑھ گئی تھیں۔

## مشکلات پر کنٹرول

**عبداللہ بن زبیرؓ کا خاتمہ** عبداللہؓ بن زبیر کی مقبولیت اور حرم پر قبضہ کی وجہ سے ان کی پوزیشن کافی مضبوط تھی ان کے بھائی معصبؓ بن زبیر عراق پر قابض تھے۔ انہوں نے مختار ثقفی کی طاقت بھی توڑ دی تھی عبدالملک کے لئے یہ مسئلہ بنیادی حیثیت کا حامل تھا اس لئے اس نے 690ء میں خود عراق پر لشکر کشی کی وہ اہل عراق کی کمزوریوں سے خوب واقف تھے۔ اس لئے اس نے جاتے ہی مال و متاع کا لالچ دے کر معصبؓ کی فوج کے اکثر حصے کو توڑ لیا۔ اس کے باوجود گھمسان کا رن پڑا۔ معصبؓ اور ان کا بیٹا عیسیٰ نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے اور عراق پر عبدالملک کا قبضہ ہو گیا۔

عراق پر اموی قبضہ سے عبداللہؓ بن زبیر کے معاشی وسائل میں بہت کمی آ گئی نیز ہوا اکھڑ جانے کی وجہ سے کمزور طبیعتیں ساتھ چھوڑ کر الگ ہونے لگیں۔ خوارج نے بھی ابن زبیرؓ کے خلاف اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ اسی نازک موقعہ پر عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو فوج دے کر مکہ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا۔ حجاج نے جاتے ہی مکہ کا محاصرہ کر لیا اور سلسلہ رسد منقطع کر دیا۔ شہر میں قحط پڑ گیا اس لئے لوگ شہر سے بھاگ بھاگ کر حجاج کے پاس پناہ لینے لگے۔ اس کے باوجود عبداللہؓ بن زبیر کے عزم و استقلال میں فرق نہ آیا۔ اس پر حجاج نے شہر پر پتھراؤ شروع کر دیا جس سے کعبہ کی عمارت کو بھی کافی نقصان پہنچا۔ جب عبداللہؓ بن زبیر نے دیکھا کہ شامی حرم کا احترام بھی نہیں کرتے تو وہ اپنے جان نثاروں سمیت شہر سے باہر نکلے اور مردانہ وار لڑتے ہوئے شہید ہو گئے حجاج نے ان کی لاش کو تین دن تک پھانسی پر لٹکائے رکھا۔ مکہ فتح ہو گیا اس طرح عبدالملک بن مروان نے اموی سلطنت کو ایک دفعہ پر متحد کر لیا۔

**رومی خطرے کا انسداد** عبدالملک کے لئے سب سے بڑا مسئلہ عبداللہؓ بن زبیر کی خلافت تھی اس لئے جب تک مکہ فتح نہ ہوا اس نے رومیوں کے ساتھ صلح قائم رکھی اور انہیں ہزار دینار فی ہفتہ خراج کرتا رہا لیکن جوں ہی وہ داخلی معاملات سے فارغ ہوا اس نے

آرمینیا کے محاذ پر لڑائی چھیڑ کر رومیوں کو شکست فاش دی اور انہیں جھک کر صلح کرنے پر مجبور کر دیا۔

## بربروں کی بغاوتوں کا خاتمہ

اپنے سابق آقاؤں یعنی رومیوں کے اکسانے پر شمالی افریقہ کے بربر مسلمانوں کے خلاف بغاوتیں کرتے رہتے تھے، عبدالملک کے عہد کے آغاز میں کسیلہ کی قیادت میں بغاوت کر کے قیروان پر قبضہ کر لیا اور عقبہ بن نافع کو شہید کر دیا۔ عبدالملک نے زہیر بن قیس کو اس کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ کسیلہ کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر حبش چلا گیا ایک رومی لشکر نے بربروں کی حمایت میں شمالی افریقہ پر حملہ کر دیا۔ بربروں اور رومیوں کے اس اتحاد کی وجہ سے زہیر بن قیس کو شکست ہوئی اور وہ میدان جنگ میں شہید ہوئے۔

عراق و حجاز کی مہمات سے فراغت کے بعد حسان بن نعمان کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ شمالی افریقہ بھیجا گیا، حسان نے بربروں کو شکست دی اور روم کی باجگزار ریاستوں پر قبضہ کر لیا۔ اسی دوران وامیہ نامی ایک کاہنہ نے عجیب و غریب کرتب دکھا کر خاصی بھیڑ اپنے گرد جمع کر لی تھی۔ حسان بن نعمان نے اس سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اور مزید پانچ سال کے لئے افریقی مقبوضات بغاوت کی روش پر قائم رہیں۔ بعدازاں خلیفہ نے 687ء میں تازہ دم فوج روانہ کی جس نے ملکہ کو شکست دی، ملکہ میدان جنگ میں قتل ہوئی اور شمالی افریقہ پر دوبارہ قبضہ ہو گیا۔

## خوارج کا استیصال

خوارج کی موجودگی میں امن و سکون قائم نہیں رہ سکتا تھا، وہ عام مسلمانوں پر بہت ظلم ڈھاتے تھے، عبدالملک نے مہلب بن ابی صفرہ اور عبدالعزیز بن عبداللہ حاکم کوفہ کو ان کے استیصال کے لئے روانہ کیا عبدالعزیز بن عبداللہ کو خوارج نے شکست دی اور وہ مقتول ہوا۔ اس پر خود عبدالملک شامی فوجیں لے کر اس کی مدد کو آئے اس سے پہلے اہواز کے خارجیوں کو منتشر کیا گیا اس کے بعد بحرین کے خارجی سردار ابوفدیک کے خلاف کارروائی کی گئی پھر ہرمز کے خارجیوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دی گئی۔

لیکن خوارج میں سب سے زیادہ خطرناک بغاوت شبیب خارجی نے کی ایک نہایت پارسا بزرگ صالح تمیمی جنہوں نے اموی مظالم کے انسداد کا علم بلند کیا تھا بھی اس کی امداد پر آمادہ ہو گئے۔ محمد بن مروان نے اسے شکست دی، وہ قلعہ بند ہو گیا اور اموی فوج پر اچانک حملہ کر کے اسے شکست دی۔ حجاج بن یوسف نے یکے بعد دیگرے تین عساکر اس کے خلاف روانہ کئے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ حج کے دنوں میں دونوں فوجوں کے درمیان عارضی صلح ہو گئی۔ لیکن حجاج نے اس صلح کو قبول نہ کیا اور افواج کے جرنیل ابن اشعث کو معزول کر کے عثمان بن قطن کو سپہ سالار مقرر کیا۔ عثمان نے جنگ دوبارہ چھیڑ دی لیکن شکست کھائی اور میدان میں کام آیا۔ اس شکست سے حجاج کو بہت غصہ آیا اور اس نے اہل کوفہ کو بہت لعن ملامت کی اور کوفہ سے ایک لشکر جرار عتاب بن ورقا کی قیادت میں روانہ کیا لیکن شبیب نے اس کو صرف ایک ہزار فوج کے ساتھ شکست دی اور کوفہ کی طرف بڑھا حجاج

نے ایک شامی فوج اس کا راستہ روکنے کے لئے روانہ کی، لیکن شبیب نے اسے بھی شکست دی بالآخر حجاج خود مقابلے پر آیا اور ایک خونریز جنگ کے بعد شبیب کو شکست دینے میں کامیاب ہو گیا۔ شبیب کرمان سے ہوتا ہوا اہواز چلا گیا۔ لیکن اموی فوج بھی تعاقب کرتے ہوئے اہواز پہنچ گئیں۔ خوارج نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ شام کو جنگ اگلے روز پر ملتوی ہوئی لیکن اسی رات شبیب دریا عبور کرتے ہوئے دریا میں ڈوب گیا۔

شبیب کی موت سے خوارج کی قوت ٹوٹ گئی۔ قطری نے بغاوت جاری رکھی لیکن اس کی جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ مہلب نے دونوں کو الگ الگ شکست دے کر خوارج کا خاتمہ کر دیا۔

## رتبیل کی بغاوت

اموی حکومت کو خانہ جنگیوں میں مصروف دیکھ کر سیستان کے فرماں روا رتبیل نے بغاوت کر دی والئی خراسان نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مقابلے پر بھیجا لیکن رتبیل نے اسے مسلسل آگے بڑھنے دیا یہاں تک کہ وہ ایک ویران پہاڑی علاقے میں پہنچ گیا رتبیل نے اس کا سلسلہ رسد منقطع کر دیا۔ مجبوراً اس نے آئندہ جنگ نہ کرنے کا وعدہ کر کے صلح کر لی اور واپس لوٹ آیا۔ حجاج کو اس واقعہ کا علم ہوا تو اس نے ایک دوسری مہم عبداللہ کے ماتحت بھیجی لیکن وہ بھی اپنے پیشرو کی طرح جنگی چال میں آ گیا اور معاہدہ صلح کر کے واپس لوٹنے پر مجبور ہو گیا۔ تیسرا لشکر ابن اشعث کی ماتحتی میں بھیجا گیا جس نے رتبیل کے نصف علاقے پر قبضہ کر لیا اس کے بعد فوج کو آرام دینے کے لئے جنگ ملتوی کر دی۔ حجاج نے اس کو آرام طلبی اور تساہل پر محمول کیا اور اسے فوراً جنگ شروع کرنے کا حکم بھیجا اور بصورت دیگر اس کو معزولی کی دھمکی دی۔ اس حکم کی وجہ سے ابن اشعث مع عراقی فوج کے باغی ہو گیا اور رتبیل سے صلح کر لی۔

## اہل عراق کی بغاوت

ابن اشعث نے عراقی سرداران فوج کے سامنے ساری صورتحال واضح کی اور انہیں بتایا کہ اس نے آرام کا حکم فوج کی فلاح و بہبود کے پیش نظر دیا تھا اور حجاج نے اس خیر خواہی کو پسند نہیں کیا۔ اس پر فوجی سرداروں نے بغاوت کا مشورہ دیا یہی بغاوت بعد میں خلافت راشدہ کی بحالی اور اسلامی حکام کے نفاذ کی دعوت کی شکل اختیار کر گئی۔ ابن اشعث نے آگے بڑھ کر بصرہ پر قبضہ کر لیا۔ حجاج نے بصرہ پر حملہ کیا۔ ابن اشعث وہاں سے نکل کر کوفہ پہنچا اور با آسانی شہر پر قابض ہو گیا اہل بصرہ نے حجاج کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھانے کے بعد وہ بھی ابن اشعث سے آ ملے اس نازک صورت حال کی وجہ سے خلیفہ عبدالملک نے خود مداخلت کی اور ابن اشعث کو صلح کے لئے مندرجہ ذیل شرائط پیش کیں۔

(i) حجاج کو عراق کی گورنری سے معزول کر کے اس کی بجائے محمد بن مروان کو گورنر عراق بنایا جائے گا۔

(ii) عراقی فوج کو شامی فوج کے برابر تنخواہ ملا کرے گی۔

(iii) ابن اشعث کو جس علاقہ کا وہ چاہے تا عمر گورنر نامزد کر دیا جائے گا۔

شرائط نہایت معقول تھی لیکن عراقی باغیانہ روش سے باز نہ آئے اس لئے اموی فوج نے کوفہ میں ابن اشعث کو شکست دی، وہ بھاگ کر بصرہ پہنچا لیکن وہاں بھی شکست ہوئی۔ رتبیل کا علاقہ اس کی آخری پناہ گاہ تھی لیکن رتبیل نے بھی وفا نہ کی اور اس کا سر قلم کر کے خلیفہ کے پاس بھیج دیا اور اسکے عوض سات سال کا خراج معاف کروالیا۔ رتبیل کے ساتھ صلح سے ترکستان کے علاقے میں بھی امن قائم ہوگیا۔

**اصل بانی** عبدالملک جب تخت نشین ہوا اس وقت بنو امیہ کی حکومت برائے نام تھی اور متعدد طاقتور دشمن اور باغی اسے جڑ سے اکھاڑ دینے پر آمادہ نظر آتے تھے۔ عبدالملک نے نہایت دانشمندی کے ساتھ اس پرخطر صورت حال پر قابو پایا اور اپنے مخالفین کو یکے بعد دیگرے ختم کر دیا۔ جب وہ فوت ہوا تو وسیع وعریض اسلامی حکومت متحد و مستحکم ہو چکی تھی اور اس کے بیٹے ولید کے لئے مزید علاقے فتح کرنے کے لئے نہایت ساز گار حالات موجود تھے۔ اس لئے اسے اموی اقتدار کا اصل بانی کہتے ہیں۔

## عبدالملک کی اصلاحات

عبدالملک نے نہ صرف داخلی و خارجی مشکلات پر قابو پایا اور اموی حکومت کو ایک نہایت نازک موقع پر سنبھالا دیا بلکہ بہت سی مفید اصلاحات بھی کیں اور اموی خلافت کو مستحکم و مضبوط بنیادوں پر قائم کر دیا۔ یہ اصلاحات اپنے اثرات کے اعتبار سے ابدی اہمیت کی حامل ہیں اور عجمی اقوام پر ان کے اثرات آج تک قائم ہیں۔ بڑی بڑی اصلاحات درج ذیل ہیں۔

**عربی کی ترویج** عبدالملک کی اصلاحات میں سب سے اہم عربی زبان کی ترویج ہے۔ خلافت راشدہ میں جب ایران و روم کی سلطنتیں فتح ہوئیں مسلمان جہاد میں اس حد تک مصروف تھے کہ انتظام سلطنت مقامی باشندوں کے ہاتھوں میں ہی رہا اور سرکاری دفاتر میں مقامی زبانوں میں ہی ریکارڈ رکھا جاتا تھا اس سے عرب افسروں کو انتظامات کی نگرانی کرنے میں خاصی دقت پیش آتی تھی نیز سلطنت کے مختلف حصوں میں مختلف زبانیں مستعمل تھیں۔ اس لئے حکومتی کاموں میں ہم آہنگی کا فقدان تھا، عبدالملک بن مروان نے عربی کو سرکاری زبان قرار دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مقامی باشندوں کی بجائے عرب بھی انتظامی امور کو سنبھالنے کے قابل ہوگئے نیز عربی زبان کی فصاحت و بلاغت کی وجہ سے ریکارڈ بھی زیادہ واضح اور صحیح ہوگیا اور پورے ملک میں ایک ہی زبان استعمال ہونے لگی۔

**اسلامی سکہ کا اجراء** زمانہ جاہلیت میں عرب میں نہ کوئی مرکزی حکومت تھی اور نہ ہی عربوں کا اپنا کوئی سکہ موجود تھا، ایران و روم کے سکے ہی عرب میں مستعمل تھے، اسلام کے آنے کے بعد بھی کافی عرصہ تک یہی صورتحال باقی رہی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے سب سے پہلے مختلف اوزان کے اسلامی سکے بنوائے لیکن وہ تعداد میں ناکافی تھے اور ان میں باہمی نسبت پیچیدہ

سی تھی۔ اس لئے رومی سکہ کافی دیر تک مروج رہا۔ عبدالملک کے زمانے میں رومی حکومت سے کشیدگی پیدا ہوئی تو قیصر نے رومی سکہ بند کر دینے کی دھمکی دی۔ اس لئے عبدالملک نے مستقل طور پر اس احتیاج کو ختم کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے دمشق اور کوفہ میں ٹکسال قائم کئے جن میں چاندی اور سونے کے سکے ڈھالے جاتے تھے۔ قرآن پاک کی آیات، کلمہ طیبہ اور کلمات حمد اسلامی سکہ کا امتیازی نشان تھے۔ اگر چہ رومی سکوں کی طرح ان سکوں کے نام بھی دینار، درہم اور فلس تھے لیکن ان کے وزن رومی سکوں سے قدرے زیادہ رکھے گئے تھے، نیا سکہ تجارت میں بہت مقبول ہوا اور پورے ملک میں ایک ہی سکہ رائج ہونے سے تجارت کو بہت فروغ حاصل ہوا۔

## قرآن پر اعراب لگانا

اسلام نے مفتوحہ اقوام کے دلوں کو بھی مسخر کر لیا تھا اور کافی لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے، وہ قرآن کو پڑھتے تھے لیکن اہل زبان نہ ہونے کی وجہ سے اعراب کے بغیر صحیح تلفظ ادا نہیں کر سکتے تھے حجاج بن یوسف نے محسوس کیا کہ اس طرح مفتوحہ اقوام میں قرآن مجید کے متعلق اختلافات پیدا ہو سکتے ہیں اس لئے اس نے خلیفہ سے اجازت لے کر قرآن پر اعراب لگوا دیئے ہر آیت کے بعد آیت کے خاتمے کا نشان لگا دیا اور اس قسم کے نشانات لگائے گئے جو یہ بتاتے تھے کہ تلاوت کرتے ہوئے کہاں ٹھہرنا ضروری ہے اور کہاں نہ ٹھہرنا ضروری ہے۔ اس طرح قرآن مجید میں تحریف کا امکان ختم ہو گیا اور نو مسلموں کو اسے پڑھنے میں سہولت ہو گئی۔

## دیوان البرید کا قیام

وسیع و عریٰ اموی سلطنت میں خود عرب فوجی سردار اور نو مفتوحہ علاقے اکثر بغاوتیں کرتے رہتے تھے اس لئے پورے ملک کے حالات سے باخبر رہنے کے لئے عبدالملک نے دیوان البرید قائم کیا۔ ملک کو چند حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ میں ایک صاحب البرید مقرر کیا گیا۔ جو بیک وقت خفیہ پولیس کے شعبے کا انچارج بھی تھا اور محکمہ ڈاک کی دیکھ بھال بھی کرتا تھا۔ اطلاعات فوراً خلیفہ تک پہنچانے کے لئے تمام ملک میں جا بجا سرائیں بنوائی گئیں جن میں ہرکارے اور تیز رفتار سواریاں ہر وقت تیار رکھی جاتی تھیں اس طرح صاحب البرید کی مرتب کردہ اطلاعات اس طرح پوری تیزی سے خلیفہ تک پہنچا دی جاتی تھیں، شروع شروع میں یہ شعبہ صرف سرکاری ڈاک کا انتظام کرتا تھا لیکن بعد میں عوام کو بھی اس محکمہ سے استفادہ کی اجازت دے دی گئی۔

## کعبہ کی تعمیر نو

عبدالملک بن مروان کے زمانے میں حجاج بن یوسف نے عبداللہؓ بن زبیر کی خلافت ختم کرنے کے لئے مکہ کا محاصرہ کر کے شہر پر پتھراؤ کیا تھا جس سے خانہ کعبہ کی عمارت کو بھی نقصان پہنچا تھا۔ عبدالملک نے اس نقصان کی تلافی کے لئے خانہ کعبہ کو نئے سرے سے تعمیر کروایا۔ اس کی عمارت میں توسیع کروائی اور اس کی شان و شوکت میں اضافہ کرنے کی کوشش کی۔

**مکہ میں سیلاب کی روک تھام** عبدالملک کے زمانے میں وادی مکہ میں ایک زبردست سیلاب آیا جس سے اہل مکہ کو کافی جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ عبدالملک نے سیلاب کی روک تھام کے لئے وادی کے گرد بند بنوا دیئے تا کہ سیلاب وادی مکہ میں داخل نہ ہو سکے۔

**واسط کی چھاؤنی** ایک اور کارنامہ جس کی وجہ سے عبدالملک کو شہرت ملی واسط کی چھاؤنی کی تعمیر ہے کوفہ اور بصرہ کے شہر ایک دوسرے سے بہت فاصلے پر تھے، اس وجہ سے بوقت ضرورت ایک جگہ سے دوسری جگہ فوجی امداد آسانی سے نہیں بھیجی جا سکتی تھی نیز دو تجارتی مراکز کا ایک دوسرے سے اتنی دوری پر ہونا تجارت میں ترقی کے لئے نقصان دہ تھا۔ اس لئے عبدالملک نے ان دونوں شہروں کے درمیان ایک فوجی چھاؤنی واسط آباد کی اس چھاؤنی کے ساتھ ایک شہر بھی آباد کیا گیا، واسط میں شامی فوجیں رکھی گئیں۔ جو بنوامیہ کے ساتھ بہت وفادار تھیں اس طرح سے عراق کی بغاوتوں کا استیصال کرنے میں بھی مدد ملی۔

## اصلاحات کے اثرات

**عربی زبان وتہذیب کا فروغ** عربی زبان کے دفتری زبان جانے سے مقامی باشندوں نے کافی تعداد میں عربی سیکھنی شروع کی، اس طرح سے مصر، شام اور شمالی افریقہ کے لوگ پوری طرح ''عربی'' بن گئے اور ایران کی زبان فارسی بھی عربی رسم الخط میں لکھی جانے لگی، نیز عرب افسروں کے تقرر کی وجہ سے عربی تہذیب وتمدن نے بھی کافی فروغ پایا۔

**عراق پر مضبوط کنٹرول** دیوان البرید اور واسط کی چھاؤنی کے قیام کی وجہ سے مستقل باغی صوبے عراق پر بنوامیہ کو کافی مضبوط کنٹرول حاصل ہو گیا۔

**استحکام معیشت** اسلامی سکہ کی ترویج نے ملکی تجارت وصنعت کو فروغ دیا اور ملکی معیشت مستحکم ہو گئی اور سکوں کے حصول کے لئے روم کی حکومت کی محتاجی نہ رہی۔

**مفتوحہ قوموں میں ردعمل** عبدالملک کی اصلاحات سے یک لخت پورے انتظامی ڈھانچے میں انقلاب آ گیا، مفتوحہ اقوام کے باشندوں کو عربی نہ جاننے کی وجہ سے سرکاری ملازمتوں سے نکال دیا گیا اور عرب عنصر پر ہر جگہ غالب آنے لگا، یہ عرب وعجم کی باہمی کشمکش کا نقطہ آغاز ہے۔ اس آویزش کے نتیجہ میں اہل خراسان نے عباسیوں کی حمایت کی، اہل ایران نے بنو ہاشم کی امداد کی اور اموی خلافت کا تختہ الٹ کر عباسی خلافت قائم کی گئی۔ جس میں عجمی رنگ غالب تھا۔

**وفات 705ء** مختصر سی علالت کے بعد عبدالملک نے وفات پائی اور دمشق میں دفن ہوا۔ مدت خلافت تقریباً 21 برس ہے۔ اپنی زندگی ہی اپنے دونوں لڑکوں ولید اور سلیمان کو



یکے بعد دیگرے جانشین نامزد کر چکا تھا چنانچہ وفات سے قبل ولید کو بلایا اور اسے ملکی معاملات اور حکومت کے بارے میں نصیحتیں کیں۔

**سیرت و کردار** عبدالملک بلاشبہ بنوامیہ کے کامیاب ترین حکمرانوں میں سے تھا۔ اس کی تعلیم و تربیت ہر لحاظ سے مکمل تھی۔ مدینہ کے علمی ماحول نے اس کی شخصیت کو باوصف کیا۔ خلافت کا بارگراں اٹھانے سے پہلے منصب قضاء و افتا پر فائز رہا۔ طبیعت بالعموم ریاضت و عبادت کی طرف مائل تھی لیکن خلیفہ بننے کے بعد اس دینی شعار کو اتار کر میدان سیاست میں وہ تمام حیلہ سازیاں کیں جو دنیاوی حکمرانوں کا شعار سمجھی جاتیں ہیں۔ اس کے عہد حکومت میں کچھ زیادتیاں بھی ہوئیں۔ بہت سے لوگ بے گناہ موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ عمرو بن سعید کو دھوکہ سے قتل کیا گیا مگر اس کے کارنامے ان خامیوں پر حاوی ہیں۔

علم و فضل میں وہ یکتا تھا۔ بڑے بڑے آئمہ کرام اس کے علمی کمالات کے معترف تھے۔ بقول شعبی ''میں نے جس کسی سے گفتگو کی اپنے آپ کو اس سے برتر پایا سوائے عبدالملک کے کہ اس کے ساتھ جب کبھی کسی حدیث یا شعر پر گفتگو ہوئی تو اس نے میرے علم میں اضافہ کیا۔'' ابوزیاد کہتے ہیں ''اس زمانے میں فقہاء میں چار شخص شمار ہوتے ہیں۔ سعید بن حبیب، عروہ بن زبیر، قبیعہ بن زویب اور عبدالملک بن مروان'' بقول شاہ معین الدین ندوی ''اگر زمانہ نے اس کو سلطنت پر نہ بٹھا دیا ہوتا تو مدینہ کی مسند علم کی زینت ہوتا۔''

جب تخت نشین ہوا تو اپنے آپ کو مشکلات اور مصائب کے نرغے میں پایا۔ صرف شام اور مصر ہی اموی حکومت کے ماتحت تھے۔ بقیہ تمام عالم اسلام عبداللہ ابن زبیر کا ہمنوا تھا اور ان میں سے اکثر ان کی خلافت کو تسلیم کر چکے تھے دوسری طرف خوارج، توابین اور دیگر مخالفین کی شورشیں اموی اقتدار کے لئے خطرہ تھیں۔ رومی حملہ کا خطرہ الگ تھا۔ ان حالات میں عبدالملک کی بجائے کوئی اور شخص ہوتا تو حوصلہ ہار دیتا لیکن عبدالملک قطعاً ہراساں نہ ہوا وہ حالات کا خاموشی سے جائزہ لیتا رہا جب تک عبداللہ ابن زبیر اپنے مخالفین کے خلاف صف آراء رہے اس نے کوئی قدم نہ اٹھایا لیکن جونہی اس نے محسوس کیا کہ ان لڑائیوں کی بدولت عبداللہ ابن زبیر کی قوت کمزور پڑ چکی ہے وہ میدان عمل میں اترا اور دیکھتے ہی دیکھتے عراق، حجاز، ترکستان اور شمالی افریقہ پر قبضہ کر لیا۔ مشہور مورخ مسعودی نے لکھا ہے کہ 686ء میں جب عبدالملک کوفہ میں مختار کے خلاف تیاریوں میں مشغول تھا اسے پے در پے ناکامیوں اور شورشوں کی اطلاع دی گئی تو وہ ان خبروں کو سن کر لمحہ بھر کے لئے بھی ہراساں نہ ہوا۔ رات بھر ہنستا اور قہقہے لگاتا رہتا لیکن اس کی ہر ہر ادا اسے اس کے عزم صمیم اور استقلال کا اظہار ہوتا تھا'' یہی عزم و استقلال اس کی کامیابی کا سبب بنا۔ نازک سے نازک اوقات میں بھی مردانہ وار مقابلہ کرنا اس کا ذاتی وصف تھا۔

**بنوامیہ کا حقیقی بانی** وہ ایک زبردست منتظم، بہادر اور نڈر حکمران تھا اندرون ملک بغاوتوں اور شورشوں کا قلع قمع کرنے کے بعد اس نے ملکی فتوحات کر کے سلطنت کی وسعت بخشی۔ اس کی وسعتوں کا دامن سمٹنے کی بجائے ہمیشہ پھیلتا ہی رہا۔ اس نے نظام حکومت کو بہتر بنانے اور ملکی استحکام کے نقطہ نظر سے کئی ایک اہم اصلاحات نافذ کیں۔ ان اصلاحات کے نتیجہ کے طور پر نہ صرف نظم ونسق کی اصلاح ہوئی بلکہ بنو امیہ کی سیاسی مرکزیت مضبوط ہوئی۔ معاشی استحکام کی بدولت ملکی خوشحالی میں اضافہ ہوا، اسلامی سکہ بین الاقوامی دنیا میں مقبول عام حاصل کر چکا تھا، تعمیر و ترقی کا دور دورہ تھا۔ رومی جھنڈے سرنگوں ہو چکے تھے ان غیر معمولی کارہائے نمایاں کی بدولت اسے بنو امیہ کی خلافت کا حقیقی بانی قرار دیا جاتا ہے۔ عربی تہذیب اور تمدن کو پھیلانے کے لئے سرکاری سرپرستی حاصل تھی۔ سرکاری محکموں میں خواہ سول ہوں یا فوجی عرب عناصر کو بالادستی حاصل تھی اور عربی سکہ بھی رائج ہو چکا تھا اس وجہ سے مورخین نے اسے نہ صرف عرب قومیت کی بنیاد رکھنے والا قرار دیا ہے بلکہ بنوامیہ کا حقیقی بانی بھی تسلیم کیا ہے۔

## امتحانی سوالات

1- عبدالملک بن مروان کے کارنامے بیان کیجئے۔ لاہور بورڈ 2015ء

2- عبدالملک بن مروان کی اصلاحات بیان کیجئے۔ فیڈرل بورڈ 2013ء/ فیصل آباد 2013ء

3- عبدالملک بن مروان بنوامیہ کا حقیقی بانی تھا، بحث کیجئے۔ لاہور بورڈ 2011ء/ فیڈرل بورڈ 2011ء

**7- مختصر جواب دیں۔**

- عربی کو سرکاری زبان کا درجہ کس نے دیا؟ (عبدالملک)
- رومی درہم و دینار کی بجائے اسلامی سکہ کس نے جاری کئے؟ (عبدالملک ابن مروان)
- مکہ میں سیلاب کس کے زمانے میں آیا؟ (عبدالملک ابن مروان)
- واسط کا شہر کس نے بسایا اور کیوں؟

(عبدالملک ابن مروان، کوفہ اور بصرہ کے درمیان عراق کی شورش پر قبضہ پانے کے لئے ایک چھاؤنی کی ضرورت تھی)

- کس کو شکست دے کر عبدالملک ابن مروان نے عراق پر قبضہ کیا؟ (مصعب بن زبیر)
- واسط کی چھاؤنی کیوں قائم کی گئی؟ (عراق پر قبضہ مضبوط کرنے کے لئے)
- واسط میں کون سی فوجیں رکھی گئیں؟ (شامی فوجیں)
- مکہ کو سیلابی پانی سے بچانے کیلئے عبدالملک نے کیا اقدام کیا؟ (وادی مکہ کے گرد بند بنوائے)



# 18 ولید بن عبدالملک

86ھ تا 96ھ 705ء تا 715ء

**ابتدائی حالات اور تخت نشینی** عبدالملک نے اپنی زندگی ہی میں اپنے دونوں بیٹوں ولید اور سلیمان کو علی الترتیب اپنا جانشین نامزد کر دیا تھا چنانچہ باپ کی وفات کے بعد 705ء میں ولید خلیفہ بنا۔ عبدالملک علم وفنون کا دالدادہ تھا لیکن ولید کو علم وادب سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ جس قدر کوششیں تحصیل علم میں اس کے لئے کی گئیں وہ ناکام رہیں لیکن اس کمی کے باوجود ایک حکمران کی حیثیت سے وہ اصول جہانبانی اور کشور کشائی میں اپنے کسی پیشرو سے کم نہ تھا۔ اس کا دور امن وامان کا زمانہ تھا۔ اسے باپ سے ایک عظیم الشان سلطنت ورثہ میں ملی تھی۔ خوش قسمتی سے ولید کو قتیبہ بن مسلم، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر اور مسلمہ بن عبدالملک جیسے نامور سپہ سالاروں کی خدمات میسر آئیں جن کی بدولت فتوحات کا ایک ایسا عظیم سلسلہ شروع ہوا کہ عہد فاروقی کی یاد تازہ ہوگئی۔ ان فتوحات کی بدولت اس دور کو تاریخ اسلام میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔

## ولید بن عبدالملک کی فتوحات

ولید بن عبدالملک کا عہد حکومت فتوحات کا زمانہ ہے۔ اس نے اپنے مشیر خاص حجاج بن یوسف کی مدد سے ایسے جرنیل منتخب کئے جنہوں نے اسلامی طاقت کا لوہا ساری دنیا سے منوایا اور وسیع وعریض علاقے فتح کر کے سلطنت میں گراں قدر توسیع کی۔ اندرون ملک اس عہد میں مکمل امن و سکون رہا اور مملکت کا اتحاد جو عبدالملک کے عہد میں ہی ہو گیا تھا مزید مستحکم ہو گیا۔ اسی لئے اس عہد کو اموی دور کا سنہری دور کہا جاتا ہے۔ فتوحات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

## وسط ایشیا کی فتوحات

**طخارستان فرغانہ اور دیگر ترک ریاستیں** حجاج نے یزید بن مہلب کو معزول کر کے قتیبہ بن مسلم کو حاکم خراسان مقرر کیا تو بلخ طخارستان اور جیحون پار کی ترک ریاستوں نے بغاوت کر دی۔ قتیبہ بن مسلم نے 705ء میں بلخ اور طخارستان پر حملہ کیا اور ماوراء النہر کو فتح کرتا ہوا جیحون پار کی ترک ریاستوں پر حملہ آور ہوا اس نے چغانیاں، خوارزم اور کفیان کو بزور شمشیر مسخر کیا۔

**تیزک حاکم بادغیس کی اطاعت** بادغیس کے حاکم نزیک کی قید میں کچھ مسلمان تھے۔ قتیبہ نے ان کی رہائی کا مطالبہ کیا نیزک نے قیدیوں کو رہا کر

کے مسلمانوں سے صلح کی درخواست کی جو قبول کر لی گئی اس کے بعد ترکستان کی اکثر مہمات میں نیزک نے مسلمانوں کا ساتھ دیا۔

**بیکند کی فتح** قتیبہ بن مسلم نے 706ء میں بیکند پر حملہ کیا۔ بیکند اسی علاقہ کا مشہور تجارتی مرکز تھا اس لئے اس کی حفاظت کے لئے بخاری اور صغدی قبائل کی ایک بڑی تعداد جمع تھی قتیبہ بن مسلم نے میدان جنگ میں ان کو شکست دی لیکن وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہے۔ مگر جلد ہی شدت کے محاصرے سے مجبور ہو کر ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے۔ قتیبہ نے ایک مسلمان حاکم مقرر کر دیا اور خود واپس لوٹ آیا۔ لیکن راستے میں اسے یہ اطلاع ملی کہ اہل شہر نے مسلمانوں کو قتل کر کے شہر پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔ چنانچہ وہ وہیں سے واپس لوٹا اور بزور شمشیر شہر کو فتح کر کے تمام قابل جنگ مردوں کو تیغ کر دیا اس طرح بیکند اسلامی سلطنت میں شامل ہو گیا۔

**بخارا پر قبضہ** اگلے سال پھر قتیبہ نے دریائے جیحوں پار کیا اور بخارا پر حملہ آور ہوا۔ دو لاکھ ترک شاہ چین کے بھتیجے کی سرکردگی میں مقابلے پر آئے لیکن شکست کھا کر قلعہ بند ہو گئے 710ء میں حجاج نے خاص ہدایات بھیجیں جن کی روشنی میں شہر پر یلغار کر کے قبضہ کر لیا گیا۔ بعد میں یہ شہر اسلامی علوم وفنون کا مرکز بنا۔

**نیزک کی بغاوت** نیزک اب تک مسلمانوں کا مدد معاون رہا تھا لیکن اسلام کی روز افزوں ترقی سے وہ پریشان ہو گیا اور تمام ترک علاقوں کو ساتھ ملا کر باغی ہو گیا۔ چنانچہ بیک وقت طالقان، فاریاب بلخ اور طخارستان میں بغاوت ہو گئی اور قتیبہ کو وقتی طور پر پسپا ہونا پڑا۔ 711ء میں قتیبہ نے جیحوں کو عبور کر کے طالقان، فاریاب اور جوز جان کو فتح کر لیا اور بلخ پر قبضہ کرتا ہوا نزیک پر حملہ آور ہوا لیکن نیزک خلم کی پر پیچ گھاٹیوں میں جا چھپا۔ قتیبہ بھی کسی غیر معروف راستے سے ہوتا ہوا نیزک پر اس کے عقب سے حملہ آور ہوا۔ نیزک نے شکست کھائی لیکن بھاگ کر فرغانہ کی پہاڑیوں میں پناہ گزیں ہو گیا۔ قتیبہ نے وہاں بھی اس کا تعاقب کیا۔ بالآخر جان بخشی کا وعدہ لے کر اس نے اپنے آپ کو عربوں کے حوالے کر دیا لیکن حجاج نے اپنے روایتی طرز عمل کے مطابق اسے قتل کروا دیا۔

**خوارزم کی فتح** خوارزم کے بادشاہ کا بھائی خرزاد اس سے حکومت چھیننا چاہتا تھا اس لئے بادشاہ نے مسلمانوں سے امداد کی درخواست کی قتیبہ نے خرزاد کو شکست دی اور ریاست باجگزاری کی شرط پر بادشاہ کے حوالے کر دی لیکن بادشاہ بہت کمزور تھا اس لئے قتیبہ کی واپسی کے بعد باغیوں نے اسے قتل کر دیا۔ قتیبہ نے اپنے بھائی عبداللہ کو وہاں کا گورنر بنا کر بھیجا جس نے ریاست کو اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا۔

**سمرقند کی فتح** اسی سال 711ء میں مسلمانوں نے صغد یعنی سمرقند کا شہر فتح کیا۔ اہل سمرقند مدت سے مسلمانوں کے حلیف تھے لیکن نیزک کی بغاوت میں ان کی شرکت سے

معاہدہ صلح ٹوٹ گیا۔ قتیبہ کے خوارزم کے بعد سمرقند پر حملہ کیا، اہل سمرقند نے مجبوراً بارہ سو غلام خراج اور تیس ہزار امدادی فوجی دینے کے وعدے پر صلح کر لی۔ نیز یہ بھی قرار پایا کہ مسلمانوں کے داخلے کے وقت مسلح آبادی شہر خالی کر دے گی اور مسلمان شہر میں ایک جامع مسجد بھی تعمیر کریں گے۔

سمرقند میں مسلمانوں نے ان بتوں کو جلا دیا جن کی یہاں کے لوگ (صغدی) پوجا کرتے تھے جب صغدیوں نے دیکھا یہ بت مسلمانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکے تو وہ بھی مسلمان ہونے لگے اس طرح سمرقند کو اسلامی تہذیب کا مرکز بنانے کی ابتدا کی گئی۔

**شاش وفرغانہ کی تسخیر** اہل سمرقند کی بغاوت کے دوران شاش اور فرغانہ کے لوگوں نے سمرقند کی مدد کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جسے قتیبہ کے بھائی صالح نے راستے ہی میں روک کر شکست دی تھی سمرقند کی فتح کے بعد شاش وفرغانہ کے لوگوں کو بھی سزا دینا ضروری تھا قتیبہ نے سمرقند سے فارغ ہو کر اس علاقہ پر حملہ کیا اور یہاں کے لوگوں کی گوشمالی کی۔

**چین کے خلاف مہم** خاقان چین ترکوں کی لڑائیوں میں مسلسل ان کا ساتھ دے رہا تھا بلکہ شاش وفرغانہ کا وہ لشکر جس کو صالح نے شکست دی تھی خاقان چین کا بیٹا اس کی قیادت کر رہا تھا۔ 715ء میں قتیبہ نے چین پر حملہ کر دیا خاقان چین نے صلح کی گفتگو کے لئے سفیر بلائے اور انہیں ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی لیکن مسلمانوں کے حوصلے پست نہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر خاقان چین خائف ہو گیا اور جزیہ کی رقم اور بہت سے تحائف بھی دے کر صلح کر لی مسلمانوں کا مقصد بھی چین کو فتح کرنا نہ تھا بلکہ چین کی طرف سے مسلسل خطرے کو ختم کرنا تھا اس لئے انہوں نے یہ درخواست قبول کر لی۔

## سندھ کی فتح

**وجہ** یوں تو سندھ حکومت کے راجہ سے مسلمانوں کے تعلقات کافی دیر سے کشیدہ تھے مسلمان گورنر مکران کے قاتلین کو پناہ دینے کی وجہ سے مسلمان اس کے جذبات سے اچھی طرح واقف ہو چکے تھے اور سندھ کے مظلوم عوام بالخصوص بدھ مت کے پروکار اور جاٹ اور میدھ قومیں بارہا مسلمانوں کو سندھ پر حملے کی ترغیب دلا چکی تھیں لیکن فوری طور پر مسلمانوں اور راجہ داہر میں تصادم کی وجہ یہ تھی کہ عربوں کے کچھ یتیم بچے اور بیوائیں جو لنکا سے عرب جا رہی تھیں۔ دیبل کے قریب لوٹ لی گئیں۔ سندھی ڈاکوؤں نے جہاز پر قبضہ کر کے بچوں اور بیواؤں کو گرفتار کر لیا۔ حجاج بن یوسف کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو اس نے راجہ داہر سے مسلمان عورتوں اور بچوں کی بازیابی کا مطالبہ کیا لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ اس پر مسلمانوں کو سندھ پر حملہ کرنا پڑا۔

**واقعات** محمد بن قاسم کی سرکردگی میں بارہ ہزار فوج سندھ پر حملہ کرنے کے لئے بھیج گئی۔ آدھی فوج بحری راستے سے دیبل پہنچی اور باقی ماندہ خشکی راستے سے فوج کی تمام ضروریات

کا اہتمام کیا گیا تھا اور جنگ کے متعلق بھی حجاج خود تفصیلی ہدایات بھیجتا رہا تھا۔

1- دیبل کی فتح: دیبل موجودہ کراچی کے قریب ایک بندرگاہ تھی جو بدھوں کا متبرک مقام تھا۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے اسی شہر پر قبضہ کیا۔ کافی طویل محاصرے کے بعد مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ اہل شہر کا عقیدہ یہ ہے کہ جب تک دیبل کا مقدس گنبد موجود ہے دیبل فتح نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ مسلمانوں نے اپنی منجنیقوں کا رخ اسی گنبد کی طرف کر دیا تھوڑی دیر میں گنبد اور اس پر لگا ہوا جھنڈا ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اسی کے ساتھ ہی توہم پرست ہندوؤں کے دل ٹوٹ گئے اور شہر فتح ہو گیا۔

2- نیرون (موجودہ حیدر آباد) پر قبضہ: دیبل کے بعد نیرون کا رخ کیا گیا، یہاں کا راجہ اور آبادی بدھ مت کے پیروکار تھے انہوں نے اسلامی لشکر کے پہنچنے سے پہلے ہی حجاج سے امان نامہ منگوالیا تھا اس لئے یہ شہر آسانی سے فتح ہو گیا۔

3- سیوستان (موجودہ سہون شریف): یہاں کا راجہ بجھرادا ہر کا بھتیجا تھا اس نے مقابلہ کی کوشش کی لیکن آبادی نے تعاون نہ کیا۔ اس لئے وہ شہر چھوڑ کر بھاگ گیا اور شہر مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔

4- سیسم کی فتح: سیسم کا راجہ کا بدھ مت کا پیرو تھا اس لئے وہ مسلمانوں کو اپنا نجات دہندہ سمجھتا تھا البتہ راجہ بجھرا نے جو یہاں مقیم تھا مقابلہ کیا اور کئی دوسرے راجاؤں کے ساتھ میدان میں قتل ہوا۔

5- راجہ موکا کی اطاعت: مسلمان راجہ داہر پر حملہ کی تیاریاں کر رہے تھے کہ ''بیٹ'' کے راجہ موکا کی طرف سے دعوت نامہ وصول ہوا۔ موکا اور اس کے بھائی میں جھگڑا تھا، موکا نے اپنے بھائی کے خلاف امداد حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی۔ محمد بن قاسم نے اس کی ہر طرح سے عزت افزائی کی۔

6- راجہ داہر سے مقابلہ: راجہ موکا کے مشورے سے محمد بن قاسم راجہ داہر کی طرف بڑھا اور راوڑ کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیئے۔ اس کی کل فوج پندرہ ہزار تھی جس میں ایک کثیر تعداد سندھیوں کی بھی تھی۔ راجہ داہر ایک عظیم لشکر کے ساتھ نہایت شان و شوکت سے مقابلے پر آیا۔ آگے آگے ہاتھیوں کی قطار تھی اور پیچھے سوار و پیادہ فوجیں تھیں، راجہ داہر خوبصورت کنیزوں کے جھرمٹ میں ایک ہاتھی پر سوار فوج کی کمان کر رہا تھا۔ مسلسل چار دن لڑائی کے باوجود فیصلہ نہ ہو سکا۔ پانچویں دن گھمسان کا رن پڑا۔ مسلمانوں نے جنگی ہاتھیوں کے حملوں سے تنگ آ کر آتش گیر مادہ پچکاریوں کے ذریعے پھینکنا شروع کر دیا۔ ہاتھی آگ کے اس حملہ کی تاب نہ لا سکے اور بھاگ کھڑے ہوئے خود راجہ داہر کے ہاتھی پر بھی آتش گیر مادہ گر گیا اور وہ پانی کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ راجہ داہر پا پیادہ لڑنے لگا لیکن میدان جنگ میں مارا گیا اور اس کے بعد اس کی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی اور قلعہ راوڑ میں پناہ گزیں ہو گئی۔ راجہ داہر کے ساتھ مقابلہ 10 رمضان المبارک 94ھ بمطابق 20 جون 712ء کو ہوا۔

7- راوڑ کی فتح: داہر کی موت کے بعد باقی ماندہ فوج جے سنگھ اور رانی بائی (جو پہلے راجہ داہر کی بیوی تھی، اور اب جے سنگھ کی بیوی بن چکی تھی) کی قیادت میں قلعہ بند ہوگئی۔ مسلمانوں نے قلعہ پر سنگباری شروع کر دی جے سنگھ اپنی قوت کی کمزوری کو بھانپ گیا اور برہمن آباد کی طرف بھاگ گیا اور رانی بائی نے رسم جوہر (مایوسی کے عالم میں آگ میں زندہ جل مرنے کی رسم) ادا کی اور قلعہ فتح ہوگیا۔

8- سی ساکر کی اطاعت: راجہ داہر کا وزیر سی ساکر بہت دور اندیش شخص تھا۔ مسلمانوں کی فتح یقینی تھی اس لئے وہ محمد بن قاسم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اطاعت قبول کر لی اس نے وہ مسلمان بچے اور عورتیں بھی محمد بن قاسم کو پیش کیں جو فتح سندھ کا سبب بنی تھیں۔

9- برہمن آباد کی فتح: جے سنگھ امدادی فوج لینے کے لئے برہمن آباد سے باہر گیا ہوا تھا، مسلمانوں نے برہمن آباد کا محاصرہ کر لیا۔ جے سنگھ واپس آیا تو اس نے مسلمانوں کو باہر سے گھیر کر سلسلہ رسد منقطع کر دیا۔ تاہم مسلمانوں نے راجہ موکا کی مدد سے اسے شکست دی اور وہ کشمیر کی طرف بھاگ گیا بالآخر یہ شہر بھی فتح ہوگیا۔ اہل شہر کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا گیا یہیں پر محمد بن قاسم نے رانی لاڈی سے شادی کر لی کیونکہ یہ شادی سیاسی طور پر مفید تھی۔

10- ارور کی فتح: ارور روہڑی سے تین میل کے فاصلہ پر واقع قدیم شہر تھا یہاں کے لوگ اس غلط فہمی کا شکار تھے کہ راجہ داہر ابھی زندہ ہے اور وہ امداد حاصل کرنے کے لئے راجستھان کی طرف گیا ہوا ہے۔ محمد بن قاسم نے رانی لاڈی کے ذریعے اہل شہر کو یقین دلایا کہ راجہ داہر مر چکا ہے اس پر اہل شہر نے مذہبی آزادی کی شرط پر اطاعت قبول کر لی۔

11- ملتان کی فتح: مسلمانوں کی فتوحات میں سے آخری فتح ملتان کی تسخیر ہے ملتان اس علاقہ کا سیاسی و ثقافتی اور مذہبی مرکز تھا یہاں گورسنگھ کی حکومت تھی جو راجہ داہر کے بھائی چندر کا بیٹا تھا یہ اتنا مضبوط قلعہ تھا کہ دو ماہ کے طویل محاصرہ کے باوجود فتح نہ کیا جا سکا بالآخر شہر کو پانی کی سپلائی کرنے والے نالے کا پتہ چل گیا اور اسے بند کر دیا گیا اس طرح اہل شہر اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہو گئے۔

اس فتح کے بعد چند اور علاقے بھی فتح ہوئے لیکن اسی دوران ولید بن عبدالملک کا انتقال ہو چکا تھا اور سلیمان نے یمنی قبائل کے زیر اثر تمام جرنیلوں کو معزول کیا جن کا تعلق قیسی قبائل سے تھا تو محمد بن قاسم کو بھی واپس بلا کر قتل کر دیا گیا اس طرح فتوحات کا یہ سلسلہ نامکمل رہ گیا۔

## فتح سندھ کی اہمیت

عربوں کی فتح سندھ ولید بن عبدالملک کے زمانے کی بہت سی فتوحات میں سے ایک ہے لیکن تاریخ عالم میں اس واقعہ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

اس اہمیت کے چند نکات درج ذیل ہیں۔

- برصغیر جنوبی ایشیا میں اسلام کی بھرپور لہر آئی۔ سندھ کو باب الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہوا اور ایسے خطہ زمین میں اسلام کا بیج بویا گیا جو منگولوں کے فتنہ کے زمانے میں تمام مظلوموں کی پناہ گاہ ثابت ہوا۔

سندھ میں نئے حکمرانوں کے ساتھ نیا مذہب نئی تہذیب اور سوچ کے نئے انداز بھی داخل ہوئے اور ایک زیادہ ترقی یافتہ نظام حکومت بھی برصغیر میں پہنچا جس میں عوام کی فلاح کا خیال رکھا جاتا تھا۔ لوگوں کو انسانی حقوق بھی حاصل تھے اور مذہبی آزادی بھی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انسانی جان و مال اور عزت و آبرو کو تحفظ مل گیا۔

- اسلامی تہذیب و تمدن نے سندھ کو متاثر کیا۔ اور وہاں ایک مشترکہ ثقافت وجود میں آئی سندھی زبان کا عربی رسم الخط، سندھی میں شامل بے شمار عربی الفاظ اور معاشرت میں عربوں کے اثرات اسی فتح کے نتیجہ کے طور وجود میں آئے۔ عربی گھوڑا اور صحرائی جہاز اونٹ، صحرائے سندھ میں بھی استعمال ہونے لگا۔ فن تعمیر میں محراب و منبر اور مینار کا استعمال شروع ہوا اور کھلی اور ہوادار عمارتیں بننے لگیں اور عوام میں قانون و اخلاق کی پابندی کا جذبہ پیدا ہوا۔
- فتح سندھ کے نتیجہ کے طور پر برصغیر میں تاریخ نویسی کا آغاز ہوا اور اس کے بعد کی برصغیر کی تاریخ اندھیروں میں ڈوبی ہوئی نہیں ہے۔
- فتح سندھ نے برصغیر کی فتح کا راستہ کھول دیا۔ کیونکہ سندھ میں اسلامی تہذیب و ثقافت کے مراکز قائم ہوئے۔ آبادی مسلمان ہوگئی اور مسلمان حکومتیں قائم ہوئیں اور مسلمانوں کو اس خطہ زمین کے اندرونی حالات سے آگاہی ہوئی نیز یہ بھی اندازہ ہوگیا کہ اس ملک کی فتح کے لئے سندھ کے شمال میں واقع زرخیز میدانوں کی طرف پیش قدمی ہونی چاہیے۔

## اندلس کی فتح 711-714ء

اندلس شمالی افریقہ کے بالکل سامنے یورپ کے جنوب مغربی کنارے پر ایک حسین و جمیل جزیرہ نما ہے۔ آج کل اس میں پرتگال اور سپین دو ممالک واقع ہیں۔ کسی زمانے میں یہ ملک مغربی دنیا کے عظیم ترین ممالک میں شمار ہوتا تھا۔ مسلمانوں کی فتح سے پہلے یہاں کی حکومت سلطنت روم کی ہمسر تھی۔ مسلمانوں کے دور میں یہ پورے یورپ کے لئے روشنی کا مینار تھا۔

اس حسین و جمیل خطہ زمین پر بھی ولید بن عبدالملک کے زمانے میں قبضہ کیا گیا۔ اس فتح کا سہرا طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیر کے سر ہے۔

### مسلمانوں کے حملے کے اسباب

1- سپین کے معاشرتی حالات: جب کوئی معاشرہ گل سڑ جاتا ہے اس کے عوام بدحال، درمیانہ طبقہ پریشان حال اور اونچا طبقہ ظالم و عیاش ہو جاتا ہے تو قانون فطرت ہے کہ اس معاشرے میں انقلاب لانے کے لئے نچلا طبقہ باغی ہو جاتا ہے یا اس پر کوئی بیرونی قوم مسلط ہو جاتی ہے۔ آٹھویں صدی کے آغاز میں اندلس کی بھی یہی حالت تھی۔ غلام تو تھے ہی غلام، مزارعین کی حالت بھی ان سے کسی طرح بہتر نہ تھی۔ زمین پر پوری محنت کے باوجود انہیں سکھ کی روٹی نصیب نہ ہوتی۔ وہ زمین کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ انہیں نہ زمین چھوڑ کر کوئی اور کام کرنے کی اجازت تھی اور نہ ہی زمین ان کی ضروریات

پوری کرتی تھی۔ ان کی حالت بعض معاملات میں غلاموں سے بھی بدتر تھی۔ وہ اپنے بچوں کی شادی بھی امراء اور زمینداروں سے پوچھے بغیر نہ کر سکتے تھے اور اگر ایک جاگیر کے کسان کی شادی دوسری جاگیر کے کسی مزارع کی لڑکی سے ہو جائے تو اولاد دونوں جاگیرداروں میں تقسیم کر دی جاتی۔☆ درمیانہ طبقہ ٹیکسوں کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا اور وہ معاشی طور پر دیوالیہ اور ذہنی طور پر پریشان ہو کر رہ گیا تھا۔ اونچا طبقہ جس پر ٹیکس معاف تھے اور وہ زمین کا مالک تھا دو قسم کے لوگوں پر مشتمل تھا۔ فوجی امراء اور پادری، عموماً معیار زندگی اور مزارعین پر ظلم کرنے کے لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق نہ تھا۔ عیش و عشرت اور بداخلاقی میں بھی مذہبی امراء فوجی امراء سے کسی طرح کم نہ تھے۔ اس طرح کے معاشرے پر کسی بیرونی قوت کا حملہ کرنا قانون فطرت کے عین مطابق ہے اور ہر حملہ آور سمجھتا ہے کہ ایسے ملک کو فتح کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ نیز مسلمانوں کا مقصد زندگی بھی اس چیز کا متقاضی ہے کہ اللہ کے بندوں کو خدا کے علاوہ دوسروں کی غلامی سے نجات دلائی جائے۔

**سیاسی انتشار** گوتھوں کی بادشاہت انتخابی تھی[1] بادشاہت کے امیدواروں کی تعداد کافی ہوتی تھی۔ اور بادشاہ کے انتخاب کے بعد بھی باہمی رنجشیں برقرار رہتی تھیں۔ اسلامی حملہ سے چند سال پہلے سپین پر وٹیزا (Witiza) کی حکومت تھی۔ جو یہودیوں کا بہی خواہ غریبوں کا معاون اور شرافت کا حامی تھا اس وجہ سے فوجی امراء نے اس کے خلاف بغاوت کر کے فوج کے زور سے راڈرک (Roderick) کو بادشاہ بنا ڈالا اور وٹیزا کو قتل کر دیا لیکن بہت سے امراء اور وٹیزا کے رشتہ دار اس نئے بادشاہ کے مخالف تھے اور اس کا تختہ الٹنے کے کسی بھی منصوبے میں تعاون کے لئے تیار تھے۔ مسلمانوں نے اس سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔

**بربروں سے قدیم چپقلش** بربر قوم حریت پسند اور جنگ جو تھی۔ اس قوم نے بڑی مشکل سے عربوں کی اطاعت قبول کی تھی۔ غالباً اسلامی فتوحات میں سب سے زیادہ مشکل شمالی افریقہ ہی کی فتوحات تھیں۔ وہ بار بار مرکزی حکومت کے خلاف بغاوت کرتے رہتے تھے۔ وہ اب مسلمان ہو چکے تھے۔ اس لئے عرب گورنر موسیٰ بن نصیر نے ان کی جنگی صلاحیتوں کو کسی دوسری طرف استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ ان کو مرکزی حکومت کے خلاف بغاوت کا موقع نہ مل سکے اس مقصد کے لئے اندلس کی فتح بہترین منصوبہ تھا۔ کیونکہ قدیم زمانہ سے ہی بربروں اور اندلس کے درمیان جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ بالعموم بربروں کا حملہ سبتہ (Ceuta) پر ہوتا تھا۔ جسے اندلس کی حکومت نے اب بہت مضبوط بنا ڈالا تھا۔

**کاؤنٹ جولین کی دعوت** اندلس کی فتح کا فوری سبب یہ ثابت ہوا کہ سبتہ کا حکمران کاؤنٹ جولین جس نے دو مرتبہ مسلمانوں کے حملے کو ناکام بنا دیا تھا خود

---

① لین پول

موسیٰ بن نصیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے اندلس پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اندلس میں رواج تھا کہ امراء کی لڑکیاں شاہی محل میں ملکہ کی خدمت گاروں کے ساتھ تعلیم و تربیت پاتی تھیں۔ جولین کی لڑکی فلورنڈا بھی راڈرک کے محل میں تھی۔ فلورنڈا بہت خوبصورت تھی۔ اس وجہ سے راڈرک نے اخلاق و اعتماد کے تمام تقاضوں کو نظر انداز کر کے اس کی عصمت دری کی۔ فلورنڈا نے اس بات کی اطلاع اپنے والد کے پاس بھیجی تو وہ دارالحکومت پہنچا۔ اس نے اپنے جذبات کو بادشاہ پر ظاہر نہ ہونے دیا اور صرف یہ درخواست کی کہ فلورنڈا کی ماں بستر مرگ پر ہے اس لئے اسے واپس جانے کی اجازت دی جائے۔ راڈرک نے جولین کی بہت عزت کی اس کو بہت سے اعزازت سے نوازا۔ بربروں کے حملے کے بارے میں اس سے مشورے کئے۔ اس کے کہنے کے مطابق ملک کی منتخب فوج اس کے پاس بھیج دی اور رخصت کرتے ہوئے اس سے فرمائش کی کہ شکار کے لئے اسے عمدہ باز بھیجے جائیں جولین نے اس کے جواب میں کہا۔

''اس مرتبہ میں ایسے باز بھیجوں گا کہ آپ نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھے ہوں گے۔''

**واقعات** کاؤنٹ جولین دارالحکومت سے واپس لوٹا تو خود موسیٰ کے پاس گیا۔ موسیٰ نے اس کی عزت و تکریم کی۔ جولین نے اسے سپین کی زرخیزی کے حالات بتائے اور اس پر حملہ کرنے کی ترغیب دلائی۔ موسیٰ نے سوچ بچار کے لئے کچھ وقت طلب کیا اور خلیفہ ولید بن عبدالملک سے اجازت طلب کی۔ اس کے بعد کاؤنٹ جولین کے ساتھ معاہدہ کیا گیا۔ جولین سابقہ بادشاہ ٹیزا کا قریبی رشتہ دار (غالبا داماد) تھا۔ اس لئے اس نے وٹیزا کے دوسرے رشتہ داروں کو بھی معاہدہ میں شامل کر لیا اور اندلس کی فتح کی سکیم تیار کر لی گئی۔

**طریف کی مہم** خلیفہ ولید نے احتیاط سے اقدام کرنے کی ہدایت کی تھی اس لئے موسیٰ نے پہلے صرف پانچ سو سواروں پر مشتمل ایک چھاپہ مار دستہ تیار کیا اور اپنے ایک بربر غلام طریف کو اس کا سربراہ بنا کر سپین کے ساحل پر چھاپا مارنے کے لئے روانہ کیا یہ دستہ جولائی 710ء میں الخضرا (Algeciras) پر حملہ آور ہوا اور فتح مند اور کامران واپس لوٹا۔ اس حملہ سے سپین کی داخلی کمزوری، فوجیوں کی بزدلی اور نظام عسکری کی خامیوں کا پتہ چل گیا اور کاؤنٹ جولین کے خلوص کی بھی تصدیق ہو گئی۔

**طارق بن زیاد کا حملہ** موسیٰ بن نصیر نے اس کے بعد 7 ہزار سواروں پر مشتمل ایک لشکر تیار کیا۔ جس کی قیادت اپنے آزاد کردہ غلام طارق بن زیاد کے حوالے کی۔ یہ لشکر 9 جولائی 711ء کو اس جگہ پر پہنچا جسے جبل الطارق (جبرالٹر) کہا جاتا ہے۔ کاؤنٹ جولین اس کے ساتھ تھا۔ اندلس پہنچنے کے لئے بحری بیڑہ اس نے مہیا کیا تھا۔ طارق نے ساحل اندلس پر اترتے ہی ان جہازوں کو آگ لگا دی۔ جن پر سوار ہو کر وہ شمالی افریقہ سے یہاں آئے تھے۔ یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ اب مرنا جینا اس سرزمین میں ہے اور واپس بھاگنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

**تھیوڈ میر کو شکست** طارق کا پہلا مقابلہ تھیوڈ میر (Theudmir) والئے مرسیہ (Mercia) کے ساتھ ہوا تھیوڈ میر راڈرک کا تجربہ کار جرنیل تھا لیکن وہ شکست کھا کر اس بری طرح سے بدحواس ہوا کہ اس نے بادشاہ کے پاس پہنچ کر جو اطلاع دی وہ یہ تھی "ہمارے ملک پر ایسے لوگوں نے حملہ کیا ہے جن کا وطن معلوم ہے نہ اصلیت کہ کہاں سے آئے ہیں زمین سے نکلے یا آسمان سے اترے۔"

**راڈرک کو شکست** راڈرک نے اس اطلاع پر شمالی سپین کی جنگوں کو ملتوی کر دیا فوراً دارالحکومت پہنچا اور ہر طرف ہرکارے دوڑائے گئے۔ جاگیرداروں اور امراء کو فوجیں لے کر پہنچنے کا حکم دیا۔ پادریوں نے مذہبی جنگ کا وعظ کیا اور ایک لاکھ کا لشکر اکٹھا ہو گیا طارق کو ان سب تیاریوں کا علم ہوا تو اس نے موسیٰ بن نصیر کے پاس ہرکارے بھیجے اور اس نے مزید پانچ ہزار فوج بھیج دی۔ اس طرح سے ایک لاکھ کے اندلسی لشکر کے مقابلے میں 12 ہزار مجاہدین کی ایک جماعت تیار ہو گئی۔ دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو عجیب منظر تھا ایک طرف ایک لاکھ کا ٹڈی دل جو ہر طرح کے اسلحہ سے لیس تھا اور دوسری طرف صرف بارہ ہزار انسان جو اپنے وطن سے دور کمک و رسد سے مایوس تھے اور جن کے پاس دشمن کی بہ نسبت اسلحہ بھی بہت کم تھا۔ طارق بن زیاد نے اپنے ساتھیوں کے چہروں پر اس صورت حال کا ردعمل پڑھا تو اس نے ان کو خطاب کیا۔

"اے جواں مردو! جنگ کے میدان سے اب مفر کی کوئی صورت نہیں ہے۔ دشمن تمہارے سامنے اور سمندر تمہارے پیچھے۔ صبر اور مستقل مزاجی کے علاوہ اب تمہارے پاس کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ تمہارے دشمن کے پاس فوج بھی ہے اور اسلحہ جنگ بھی۔ تمہارے پاس بجز تمہاری تلواروں کے اور کچھ بھی نہیں۔ اگر تم اپنی عزت و ناموس کو بچاؤ دشمن جو تمہارا مقابلہ کرنے کے لئے بڑھا آ رہا ہے اس کے دانت کھٹے کر دو۔ اس کی قوت کو ختم کر دو۔ میں نے تم کو ایسے امر کے لئے نہیں پکارا جس سے میں گریز کروں۔ میں نے تم کو ایسی زمین پر لڑنے کے لئے آمادہ نہیں کیا جہاں میں خود لڑائی نہ کروں۔ اگر تم نے ذرا بھی ہمت سے کام لیا تو اس ملک کی دولت و حشمت تمہارے جوتوں کی خاک ہو گی۔ تم نے اگر یہاں کے شہسواروں سے نپٹ لیا تو خدا کا دین رسول اللہ ﷺ کا حکم یہاں جاری و ساری ہو جائے گا۔ یہ جان لو جدھر میں تم لوگوں کو بلا رہا ہوں ادھر جانے والا پہلا شخص میں ہوں۔ جب فوجیں ٹکرائیں تو پہلی تلوار میری ہو گی جو اٹھے گی۔ اگر میں مارا جاؤں تو تم لوگ عاقل و دانا ہو کسی دوسرے کا انتخاب کر لینا مگر خدا کی راہ میں جان دینے سے منہ نہ موڑنا اور اس وقت تک دم نہ لینا جب تک یہ جزیرہ فتح نہ ہو جائے۔"



فتح اندلس
سپین
پرتگال
شمالی افریقہ
بحیرہ روم
سارڈینیا
کارسیکا
قیروان
دمشق
مدینہ
مکہ
یمن
روڈس
سسلی
مصر
فسطاط
اسکندریہ
بغداد
موصل
رقہ
حلب
انطاکیہ
طرطوس
عین جالوت
دمیاط
عسقلان
غزہ
تبوک
وادی القریٰ
خیبر
فدک
تیماء
دومۃ الجندل
وادی القریٰ
طرابلس
بنغازی
سرت
زویلہ
فزان
غدامس
غات
تادمکہ
تمبکٹو
گاؤ
کانو
بورنو
ناپولی
روم
ونیس
جنیوا
فلورنس
پیسا
میلان
جنیوا
ٹیونس
بجایہ
بونہ
قسطنطنیہ
ازمیر
ازمیر
ایتھنز
کریٹ
سکندریہ
رشید
دمیاط
عسقلان
غزہ
تبوک
وادی القریٰ
خیبر
فدک
تیماء
دومۃ الجندل
وادی القریٰ
طرابلس
بنغازی
سرت
زویلہ
فزان
غدامس
غات
تادمکہ
تمبکٹو
گاؤ
کانو
بورنو
ناپولی
روم
ونیس
جنیوا
فلورنس
پیسا
میلان
جنیوا
ٹیونس
بجایہ
بونہ
قسطنطنیہ
ازمیر
ازمیر
ایتھنز
کریٹ
سکندریہ
رشید

کئی روز مسلسل راڈرک کا لشکر داد عیش دیتا رہا اور مومنین سربسجود فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے رہے بالآخر طبل جنگ بجے اور فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ ایک ہفتہ تک صبح سے شام تک جنگ ہوئی اور شام کو دونوں لشکر ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے۔ اسلامی لشکر بہت بہادری سے لڑ رہا تھا لیکن اپنے سے آٹھ گنا لشکر کو جسے تمام سہولتیں حاصل ہوں شکست دینا اتنا آسان نہ تھا۔ آٹھویں روز طارق نے بھرپور حملہ کیا۔ سابق بادشاہ ٹیزا کے رشتہ دار راڈرک کا ساتھ چھوڑ چکے تھے۔ راڈرک کی فوج کا دایاں و بایاں بازو انہی کی کمان میں تھا۔ قلب کی وہ خود کمان کر رہا تھا۔ طارق نے پورا زور قلب ہی پر لگا دیا اور عرب و بربر اس بہادری سے لڑے کہ عیسائی لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ خود راڈرک بھی میدان سے بھاگ نکلا اور کہا جاتا ہے کہ دریا عبور کرنے کی کوشش کرتا ہوا لہروں کی نذر ہو گیا۔

**بلاد اندلس کی فتح** اندلس کی مرکزی حکومت کی شکست کے بعد طارق بن زیاد نے اپنی فوج کو چھوٹے چھوٹے دستوں میں تقسیم کر کے مختلف شہروں کی طرف روانہ کیا اور کاؤنٹ جولین کی راہنمائی کے مطابق ملک کے طول و عرض میں اسلامی فوج کے دستے فتوحات حاصل کرنے لگے۔ مسلمانوں کا پہلا حملہ اسیجہ (ECIJA) پر تھا جہاں گاڈ ایسٹ کی شکست خوردہ فوج جمع ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور قرطبہ (CORDOVA) کی فتح کا سہرا مغیث رومی کے سر پر بندھا۔ مالقہ (MALAQA) اور غرناطہ (GRANADA) بھی فتح ہو گئے دارالحکومت طیطلہ (TOLEDO) کے باشندے مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔

فتح کی بشارت ملتے ہی موسیٰ بن نصیر خود اندلس روانہ ہو گئے۔ موسیٰ نے فتح اندلس کی تکمیل کے لئے قرمونہ (CORMONA) اشبیلیہ (SEVILLE) اور ماروہ (MARIDA) کو فتح کیا اور اس کے بعد دارالحکومت طیطلہ میں طارق کے ساتھ جا ملے سپین کے شمالی حصے کی تسخیر دونوں کی متحدہ فوجوں نے کی اور سرقونہ (SARAGONA) اراگون (ARAGON) اور برشلونہ (BARGELONA) کے علاقے فتح ہوئے۔

**موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد کی واپسی** خلیفہ ولید بیمار پڑ گیا اس نے موسیٰ بن نصیر کو واپسی کا حکم دیا چنانچہ موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد 95ھ میں بے پناہ مال غنیمت کے ساتھ پایہ تخت دمشق روانہ ہوئے۔ واپسی پر اس نے اپنے بیٹوں عبدالعزیز، عبداللہ، عبدالملک کو علی الترتیب سپین، شمالی افریقہ اور مراکش کا والی مقرر کیا۔ موسیٰ کی اچانک واپسی کی بناء پر مسلمانوں کے مفادات کو سخت نقصان پہنچا خلیفہ ولید کے مرنے کے بعد جانشین خلیفہ سلیمان نے محض اپنی ذاتی رنجش کی بنا پر بجائے موسیٰ کی عزت و توقیر اور منصب میں اضافہ کے اسے جیل میں ڈال دیا۔ بعد میں اگرچہ ایک سردار کی سفارش کی بنا پر اس کو رہا کر دیا لیکن سلیمان نے اس پر کئی لاکھ روپیہ تاوان جرمانہ کی صورت میں عائد کر دیا اس قدر بڑی رقم موسیٰ ادا نہ کر سکا اور اسلام کے اس نامور فرزند اور عظیم جرنیل اور فاتح نے اپنی زندگی کے بقیہ ایام انتہائی کس مپرسی اور تنگ دستی میں گزارے۔

# ایشائے کوچک کی فتوحات

قیصر روم کی حکومت اس زمانے کی دوسری عالمی طاقت تھی جو مسلم حکومت کے لئے مستقل چیلنج تھی۔ جب کہ عبدالملک کو ایک زمانے میں روپیہ دے کر اس سے عارضی صلح کرنی پڑی تھی۔ ولید نے اس خطرے کے انسداد کے لئے ایک مستقل فوج اس کی سرحد پر رکھی جو رومی حکومت سے مختلف قلعے چھینتی رہی۔ اس فوج کے سالار اس کا بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور اس کا بیٹا عباس بن ولید تھے۔ انہوں نے بھی سال حصن بونق، حصین اخرام اور حصین بولس فتح کئے۔ اگلے سال عباس اور رومیوں کے درمیان ایک زبردست معرکہ ہوا۔ جس میں رومیوں کا پلڑا بھاری رہا لیکن مسلمانوں کے مسلسل دباؤ سے وہ پیچھے ہٹ کر طوانہ کے قلعہ میں محصور ہونے پر مجبور ہو گئے۔ بالآخر عباس نے اس قلعہ کو فتح کر کے انہیں اور پیچھے دھکیل دیا۔ مسلمہ نے عموریہ کا قلعہ بھی فتح کیا اور عباس آرمینیا میں گھس گیا۔ ولید کے عہد حکومت کے خاتمے تک یہ فاتحین طرسوس اور انطاکیہ تک علاقے فتح کر چکے تھے۔

**جزائر بحیرہ روم** ولید کے زمانہ میں جزائر بحیرہ روم کی تسخیر کی طرف توجہ دی گئی رومی حکومت ان جزیروں کو مرکز بنا کر افریقہ میں بغاوتوں کو ہوا دیتی تھی لہذا جزائر سارڈینیا، منورقہ اور میورقہ اسی زمانہ میں فتح ہوئے۔

**ولید کی وفات** 715ء میں 9 سال 8 ماہ کی حکومت کے بعد ولید کا انتقال ہوا وفات کے وقت اس کی عمر 42 سال 6 ماہ تھی۔ ولید نے سلیمان کو ولی عہدی سے خارج کرنے کی کوشش کی لیکن موت نے مہلت نہ دی چنانچہ اس کی وفات کے بعد سلیمان خلیفہ ہوا۔

# ولید کا سنہری زمانہ

بقول سر ولیم میور ولید اول کا زمانہ تاریخ اسلام کا شاندار ترین دور ہے فتوحات، وسعتِ سلطنت، ملکی استحکام، امن و امان، خوشحالی اور تہذیبی و ثقافتی ترقی کے لحاظ سے یہ دور انتہائی بلند اور ممتاز مقام رکھتا ہے اس دور میں ہونے والی فتوحات کا دائرہ اس قدر وسیع تھا کہ عہد فاروقی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اگر ان فتوحات ہی کی عظمت و معراج کی کسوٹی قرار دیا جائے تو بھی یہ بنو امیہ کا شاندار ترین دور کہلانے کا یقیناً مستحق ہے اس دور کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

**وسعت سلطنت اور فتوحات** اس دور کی سب سے بڑی خصوصیت وہ عظیم الشان فتوحات ہیں جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے سندھ میں محمد بن قاسم ترکستان اور چین میں قتیبہ بن مسلم سپین اور پرتگال میں موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد ایشائے کوچک میں مسلمہ بن عبدالملک اپنی شجاعت بہادری اور سرفروشانہ یلغاروں کی بدولت دشمنان اسلام کو شکستوں پر شکستیں دے کر اسلامی عظمت کا علم بلند کر رہے تھے بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ اگر ولید دو چار برس ہی اور زندہ رہ جاتا تو چین اور ہندوستان بھی مملکت اسلامیہ کا جزو ہوتے۔

**امن و امان کا قیام** بیرون ملک فتوحات کے علاوہ اندرون ملک امن و امان کا قیام اعلیٰ نظم و نسق اور خوشحال عوام اس دور کی دوسری نمایاں خصوصیات ہیں، حجاج بن یوسف کی زیر سرکردگی خوارج کا مکمل استیصال کیا جا چکا تھا اور کسی بھی ملک دشمن تحریک کو سر اٹھانے کی جرات نہ تھی اگر ملک کے اندر مکمل امن و امان نہ ہوتا تو اس دور کی دیگر تعمیری خصوصیات کبھی بھی اجاگر نہ ہوتیں۔

**علمی ترقی و سرپرستی** اگر چہ ولید خود تو علم حاصل نہ کر سکا لیکن علوم کی سرپرستی بدستور پہلے خلفاء کی طرح کی۔ قرآن و حدیث کی تعلیم اور ترقی کے لئے اس نے ذاتی توجہ اور دلچسپی سے کام لیا۔ قرآن پاک سے اسے بڑی محبت تھی۔ اس کا شوق اس سے ہی ظاہر ہے کہ اگر کوئی حاجت روا اس کے در پر روپیہ مانگنے آتا تو وہ اس سے قرآن پڑھوا کر سنتا اور اگر قرآن پڑھنا آتا تو اس کی خوب مدد کرتا۔ عربی گرائمر میں بھی کافی سرگرمی سے کام کیا گیا۔ بصرہ کا شہر بالخصوص قواعد گرائمر کے سلسلے میں مشہور ہوا۔ نئے شعرا کی حوصلہ افزائی اور قدر دانی کی جاتی تھی۔ علماء و فقہا کے وظائف مقرر تھے۔

**مسجد نبویؐ کی تعمیر** مسجد نبویؐ ولید کی تعمیر کا سنہری کارنامہ ہے۔ ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو مسجد نبویؐ کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کی نگرانی میں جب کہ وہ عامل مدینہ تھے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا گیا۔ فن تعمیر کے نقطہ نظر سے یہ اس دور کا عظیم کارنامہ ہے عمر بن عبدالعزیز نے اردگرد کی زمین خرید کر اسے وسعت دی۔ باہر کے ملکوں سے کاریگر بلوائے گئے۔ شاہ روم نے ایک لاکھ مثقال سونا اور پچی کاری کا کام کرنے والے کاریگر فراہم کئے۔ پوری مسجد پتھر سے بنوائی گئی اور اس کی دیواروں پر طلائی مینا کاری کی گئی اور ایک فوارہ بھی بنایا گیا مسجد کی بنیادیں صحابہ کرام کے بیٹوں سے ہاتھ لگوا کر اٹھائی گئیں۔ اس کی تعمیر پر 3 سال صرف ہوئے۔ اس کے صحن میں 20 ہزار آدمی اکٹھے بیٹھ سکتے تھے۔ اس مسجد کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی اور دور دور سے سیاح دیکھنے کے لئے آئے۔

جب تعمیر کا کام پایہ تکمیل تک پہنچ گیا تو ولید 91ھ میں خود اسے دیکھنے کے لئے آیا اور اس نے اسے بہت پسند کیا۔

**جامع مسجد دمشق** دمشق کی جامع مسجد حسن و جمال کا ایک مرقع تھی۔ اس کی تعمیر کے لئے بھی کاریگر ہندوستان، ایران اور افریقہ سے لائے گئے۔ 8 سال کے عرصہ میں اس کی تکمیل ہوئی اور 12 ہزار مزدوروں نے اس پر کام کیا۔ مختلف رنگوں کے پتھر کے استعمال کے علاوہ سونے اور چاندی کا بھی بہت زیادہ استعمال ہوا۔ 18 جہازوں پر سونا چاندی لاد کر جزیرہ قبرص سے دمشق لایا گیا۔ اس کی تزئین و آرائش میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ ایک اندازے کے مطابق اس پر 56 لاکھ اشرفیاں لاگت آئی۔ بعض دیگر مورخین کے اقوال کے مطابق ملک شام کا سات برس کا

کرانچ اس پر صرف ہوا۔ اس کی چھتوں اور دیواروں پر طلائی مینا کاری اور طرح طرح کے نقش و نگار سے عمارت کو حسین بنایا گیا الغرض اسے دلکش بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ چھت کے ساتھ چھ سو مرصع قندیلیں طلائی زنجیروں کے ساتھ لٹکائی گئیں۔ اس کی وسعت اتنی تھی کہ 20 ہزار آدمی بیک وقت اس میں بیٹھ سکتے تھے۔ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے یہ مسجد زیارت گاہ خواص و عوام تھی۔ دور دور سے لوگ اسے دیکھنے آتے تھے۔ ایک بار حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے زمانہ میں جب اس کے سونے چاندی اور دیگر اشیاء کو اتروا کر بیت المال میں داخل کرنے کا ارادہ کیا تو اتفاقاً قیصر روم اسے دیکھنے کے لئے آ نکلا اور اپنے دس ہمرایوں کے ساتھ مسجد کو بھی دیکھنے گیا اس پر اس کی ساخت اور تعمیراتی حسن کا اس قدر اثر ہوا کہ رنگ فق ہو گیا اور اپنے ہمرایوں سے یونانی زبان میں کہا کہ ہمارا تو خیال تھا کہ عربوں کی اقامت شام میں چند روزہ ہے لیکن یہاں تو انہوں نے اپنے استقلال کے سامان جمع کر رکھے ہیں۔ خلیفہ کو اپنے آدمیوں نے جو وہاں موجود تھے اس گفتگو کے مطالب سے آگاہ کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ مسجد تو کفار پر رعب طاری کرتی ہے لہٰذا اپنا ارادہ ترک کر دیا اس ایک واقعہ ہی سے جامع مسجد دمشق کی لافانی حیثیت واضح ہو جاتی ہے۔

**دیگر تعمیراتی کام** علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کے چاروں طرف دوہری مضبوط دیوار کھڑی کی گئی۔ مملکت کے دیگر حصوں میں نئی مساجد کی تعمیر کی گئی اور پرانی کی مرمت کا کام کیا گیا۔ ولید نے تعمیرات پر بہت فراخدلی سے روپیہ صرف کیا۔

**رفاہ عامہ** مسافروں کے آرام کے لئے سڑکوں کی تعمیر اور مرمت کی گئی۔ ان کے کناروں پر سنگ میل نصب کرائے۔ سرائیں اور کنوئیں کھدوائے تاکہ آنے جانے میں پیش آنے والی دقتیں کم ہوں۔ ملکی پیداوار بڑھانے کے لئے نہریں کھدوائی گئیں۔ مریضوں کے علاج کے لئے سرکاری ہسپتال تعمیر کیے گئے جہاں مریضوں کو مفت دوائیں دی جاتی تھیں۔ سرکاری طعام خانے کھولے گئے جہاں معذور، بیکار اور مسافر کھانا کھا سکتے تھے اس کے علاوہ نادار لوگوں کی امداد کے لئے وظائف مقرر کیے گئے۔ ملک سے گداگری کا خاتمہ کیا گیا۔ مختصر یہ کہ لوگوں کو ہر طرح کی رعائتیں اور آسائشیں فراہم کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی۔

**بحری بیڑہ کی تنظیم** ولید کے زمانہ میں فوجی نظام کو درست کرنے کی طرف خصوصی توجہ دی گئی اس ضمن میں بحری بیڑہ کی توسیع بھی ولید کا بڑا کارنامہ ہے۔ بحری جنگوں میں کامیابی بحری فوج کی تنظیم کی بنا پر تھی۔ اس لئے نئے جہاز بنانے اور پرانوں کی مرمت کے لئے ملک میں کارخانے تعمیر کئے گئے۔ سب سے بڑا کارخانہ تیونس میں تھا۔ بحیرہ روم کی جنگوں میں کامیابی دراصل مضبوط بحری بیڑہ کی وجہ ہی سے تھی۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ ولید کا دور بنوامیہ کا شاندار ترین اور سنہری زمانہ تھا۔ فتوحات کے میدان میں کامیابیاں ہی کیا کم تھیں لیکن اس کے علاوہ علم و ادب، تعمیرات اور

رفاہ عامہ کے میدان میں ولید کے زمانہ میں شاندار کارہائے نمایاں انجام دیئے گئے۔ جہاں قتیبہ بن مسلم، محمد بن قاسم، موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور مسلمہ بن عبدالملک کی کامرانیاں اس دور کو ایک خاص عظمت اور شان بخشتی ہیں وہاں اس دور میں ہونے والی دیگر تعمیراتی خصوصیات بھی کم اہم نہیں۔ قصر الخلافت ہو یا شاہی محلات، قصر الزہرا ہو یا قرطبہ، عالیشان یونیورسٹیاں ہوں یا عمومی درسگاہیں وہ اپنی خاص صنعت، کاریگری اور فنی خرابیوں کے لحاظ سے نوادرت زمانہ میں شمار ہوتی ہیں۔ یہ سب انمٹ نقوش اسلامی عہد کی ایسی یادگاریں ہیں جو ابنائے زمانہ کی دست درازیوں اور امتداد زمانہ کی باوجود مٹائے نہ مٹ سکیں اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ اور درخشندہ دور کی آئینہ دار ہیں۔

## حجاج بن یوسف

**ابتدائی حالات** حجاج بن یوسف ثقفی طائف کا رہنے والا تھا، نہایت بہادر اور نڈر واقع ہوا تھا تعلیم کی تکمیل کے بعد مدرس بن گیا۔ جہاں بانی کے طور طریقے اسے اسی پیشے نے سکھائے وہ فطرتاً سخت گیر تھا۔ جس کام کو کرنے کا ارادہ کرتا اسے ہر قیمت پر سرانجام دیتا اس کی یہی صفات تھیں جن کی وجہ سے عبدالملک نے اسے اپنی معاونت کے لئے منتخب کیا۔

**عبداللہ بن زبیر کا خاتمہ** عبدالملک نے حجاج کو سب سے پہلے جو کام سونپا وہ عبداللہؓ بن زبیر کو شکست دے کر پوری اسلامی مملکت کا اتحاد قائم کرنا تھا اس نے اپنی فوجی قابلیت کا مظاہرہ سب سے پہلے مصعبؓ بن زبیر کے مقابلے میں کیا، فتح عراق میں بھی وہ عبدالملک کے ساتھ شریک تھا لیکن جس وجہ سے اسے شہرت دوام ملی وہ اس کی عبداللہؓ بن زبیر کے خلاف مہم ہے۔ عراق پر قابض ہو جانے کے بعد عبدالملک نے اس کو مکہ فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اس نے جاتے ہی مکہ کا محاصرہ کر لیا اور رسد بند کر دی، شہر میں قحط پڑ گیا اس لئے عبداللہؓ بن زبیر کے ساتھیوں میں سے بہت اس کا ساتھ چھوڑ کر حجاج سے آ ملے۔ حجاج نے دشمن پر آخری ضرب لگانے کے لئے قریب کی پہاڑیوں پر سے شہر پر پتھراؤ شروع کر دیا۔ اس سے خانہ کعبہ کی عمارت کو بھی نقصان پہنچا۔ بالآخر عبداللہؓ بن زبیرؓ اپنے جان نثاروں کے ساتھ شہر سے باہر آ گئے اور لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ حجاج نے ان کی لاش کو تین دن پھانسی پر لٹکائے رکھا۔ عبدالملک نے حجاج کو حجاز ویمن کے نو مفتوحہ علاقوں کا گورنر مقرر کیا، اس نے اپنی روایتی سختی سے کام لیتے ہوئے اس پورے علاقے میں ''امن'' قائم کر دیا اور تمام دشمنان بنوامیہ کا خاتمہ کر دیا۔

**عراق کی گورنری** عراق کا صوبہ ہمیشہ سے انتشار پسندوں کا مرکز رہا تھا یہاں کے لوگوں کی وفاداریاں قابل فروخت ہوتی تھیں اس لئے یہ لوگ کسی نہ کسی بہانے حکومت کو تنگ کرتے ہی رہتے تھے۔ شیعان علی اور خوارج کو بھی عراق میں کافی طاقت حاصل تھی۔ عبدالملک کے لئے یہ صوبہ ایک مسئلہ بنا ہوا تھا اس نے حجاج کو یہاں کا گورنر مقرر کیا۔ حجاج صرف بارہ سواروں کی معیت میں کوفہ پہنچا۔ وہ نقاب اوڑھے ہوئے تھا، اس لئے لوگ اسے پہچان نہ سکے۔

منادی کروا کر اہل شہر کو جامع مسجد میں اکٹھا کیا گیا اپنی فطری شرارت پسندی کی وجہ سے لوگ نئے گورنر کی توہین کرنے کے لئے کنکریاں ساتھ لے کر آئے تھے تاکہ دوران خطبہ وہ اپنی انتشار پسندی کا مظاہرہ کر سکیں لیکن جب حجاج نے منبر پر کھڑے ہو کر نقاب الٹا تو لوگ اس حد تک خائف ہوئے کہ کنکریاں ہاتھ سے چھوٹ گئیں۔ حجاج نے ان کے سامنے ایک زوردار تقریری کی۔

''لوگو! خدا کی قسم میں شر کو اس کی صحیح جگہ پر رکھتا ہوں، اس کا پورا بدلہ دیتا ہوں میں بہت سے سروں کو دیکھتا ہوں جو پکی ہوئی کھیتی کی مانند ہیں اور جن کے کٹنے کا وقت آ چکا ہے۔ امیر المومنین نے اپنے ترکش کے تمام تیروں کو جانچا ان میں سے جو سب سے زیادہ سخت اور جگر دوز تھا وہ تمہارے سینے کی طرف چلایا ہے تم سیدھے ہو جاؤ ورنہ میں تمہیں درست کر دوں گا، تمہیں لکڑی کی طرح چھیل دوں گا، تم کو سرکش اونٹ کی طرح ماروں گا تاکہ سرکشی بھول کر مطیع ہو جاؤ خدا کی قسم میں جو کچھ کہتا ہوں میں اسے کر دکھاتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر تم حق پر نہ آئے تو میری تلوار عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دے گی۔''

اس فصیح و بلیغ خطبہ کے بعد اس نے خلیفہ کا فرمان پڑھنے کا حکم دیا فرمان کے شروع میں خلیفہ نے اہل کوفہ کو مخاطب کر کے اسلام علیکم لکھا تھا۔ اہل کوفہ اس کو سن کر خاموش رہے اس پر حجاج برس پڑا اور کہا امیر المومنین تمہیں سلام کہتے ہیں اور تم اس کا جواب نہیں دیتے خدا کی قسم میں تمہیں ادب سکھا کر رہوں گا۔'' اس پر سب لوگوں نے باآواز بلند سلام کا جواب دیا۔

حجاج جب تک زندہ رہا عراق کی گورنری پر فائز رہا بلکہ بعد میں اسے پوری مشرقی مقبوضات کا گورنر بنا دیا گیا اس نے نہایت کامیابی کے ساتھ اہل عراق کی شورشوں کو دبایا۔

## خوارج کا استیصال

حجاج کے کارناموں میں سے خوارج کا استیصال ایک نہایت اہم کارنامہ ہے۔ خوارج جو درحقیقت انتشار پسند (Anarchist) تھے امن وسکون کے لئے بہت بڑا خطرہ تھے جہاں جاتے اپنے مخصوص نظریات کا لوگوں سے زبردستی اقرار لیتے اور ان تمام لوگوں کو تہ تیغ کر دیتے جو ان کے عقائد سے اتفاق نہ کریں، جو لوگ ان کے ساتھ اتفاق کا اظہار کرتے انہیں اپنے ساتھ تعاون پر مجبور کرتے۔ حجاج بن یوسف نے مہلب بن ابی صفرہ کو خوارج کے مقابلے کے لئے بھیجا اور اہل کوفہ کو اس کی امداد کے لئے مجبور کیا چنانچہ بحرین، اہواز اور ہرمز کے خارجیوں کو باآسانی منتشر کر دیا گیا لیکن شبیب خارجی کی بغاوت کو دبانے میں کافی وقت لگا۔ شبیب کو ایک بزرگ صالح تمیمی کی بھی حمایت تھی جنہوں نے اموی مظالم کے انسداد کی دعوت پر کافی قوت جمع کر لی تھی۔ شبیب نے محمد بن مروان کو شکست دی حجاج نے یکے بعد دیگر تین لشکر اس کے خلاف بھیجے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد ابن اشعث کو اس کے خلاف بھیجا گیا لیکن چند ابتدائی کامیابیوں کے بعد حرام مہینوں کی آمد کی وجہ سے اس نے خوارج کے ساتھ عارضی صلح کر لی۔

حجاج نے اس رویہ کو پسند نہ کیا اور اس کو معزول کر کے عثمان بن قطن کو سپہ سالار مقرر کیا، لیکن عثمان نے شکست کھائی، حجاج نے غصے میں آ کر کوفہ سے ایک لشکر جرار عتاب بن ورقاء کی سرکردگی میں بھیجا لیکن شبیب نے صرف ایک ہزار سپاہیوں کی مدد سے اس لشکر کو بھی شکست دی، بالآخر حجاج خود میدان میں آیا اور کوفہ کے باہر ایک خونریز جنگ میں شبیب کو شکست ہوئی اور وہ دریا عبور کرتے ہوئے ڈوب گیا۔ اس کا جانشین قطری بھی جلد ہی شکست کھا گیا۔ خوارج کا استیصال غالباً حجاج جیسے باصلاحیت جرنیل کے بغیر ممکن نہیں تھا۔

**ابن اشعث کی بغاوت** حجاج نہایت سخت گیر واقع ہوا تھا۔ گرجستان کے محاذ پر مسلم سپہ سالار ابن اشعث نے اس کے رویہ کے خلاف بغاوت کر دی۔ عراقی فوجوں نے اس کا ساتھ دیا۔ ابن اشعث نے آگے بڑھ کر بصرہ پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ عبدالملک نے اصلاح کی کوشش کی لیکن عراقی انتشار پسندوں نے انتہائی معقول شرائط بھی مسترد کر دیں۔ اس پر خلیفہ اور حجاج نے مل کر ابن اشعث کا مقابلہ کیا اور عراقیوں کو شکست دی۔ حجاج نے بغاوت کا انتقام لینے کے لئے ایک لاکھ عراقی قتل کئے اور پچاس ہزار کو قید کر دیا۔

**فتوحات** حجاج مشرقی مقبوضات کا گورنر تھا۔ عبدالملک کے زمانے میں وہ داخلی استحکام میں مصروف رہا لیکن ولید کے عہد میں اس کی زیادہ تر توجہ فتوحات پر مرکوز رہی۔ اس کے لائق جرنیل محمد بن قاسم نے سندھ فتح کر کے تسخیر ہندوستان کے دروازے کھول دیئے قتیبہ بن مسلم نے ترکستان کی عظیم الشان فتوحات حاصل کیں اور خاقان چین کو بھی سرنگوں ہونے پر مجبور کر دیا۔ ولید کے عہد کی عظمت زیادہ تر حجاج ہی کی مرہون منت ہے۔

**اصلاحات** حجاج بہتر منتظم سلطنت تھا اس نے قرآن مجید پر اعراب لگوا کر امت مسلمہ پر ایک بہت بڑا احسان کیا۔ محکمہ پولیس قائم کیا جس سے اس کے مقبوضہ علاقوں میں امن و سکون کا دور دورہ ہو گیا۔ زراعت کی ترقی کے لئے کام کیا نہریں کھدوائیں دلدل خشک کروائے اور رفاہ عامہ کے اور بھی بہت سے کام کئے اس کا ایک اور کام بھی قابل ذکر ہے۔ اس نے نومسلموں پر جزیہ لگایا اور اس طرح سرکاری آمدنی میں اضافہ کیا۔ تاہم یہ اقدام غیر شرعی تھا اور مفتوحہ قوموں میں نفرت پیدا کرنے کا سبب بنا۔

**کردار** حجاج ایک بہت اچھا منتظم اور باصلاحیت انسان تھا، اس کو عربی شعر و ادب میں بھی دلچسپی تھی، بہت فصیح عربی بولتا تھا، تقریر میں بہت کم لوگ اس کا لگا کھاتے تھے۔ قرآن پاک سے اس کو خاص لگاؤ تھا تاہم اپنے کردار کے جس پہلو کی وجہ سے اسے دوامی شہرت ملی وہ اس کی ظلم کی حد تک پہنچی ہوئی سخت گیری ہے اپنی زندگی میں اس نے لاکھوں انسانوں کا خون بہایا ہزاروں کو قید کیا اور بہتوں کو سخت سزائیں دیں۔ وہ حکم عدولی کو کبھی برداشت نہیں کرتا تھا، مذہب اس کے فیصلوں پر کم و بیش ہی اثر انداز ہوتا تھا، وہ جس کام کو کرنا چاہتا تھا بے باکانہ اسے کر گزرتا تھا، خوف

حدا بی اسے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے سے نہیں روک سکتا تھا، عبداللہؓ بن زبیر کے خاتمہ کے لئے حرم کعبہ کی توہین بیت اللہ پر پتھراؤ مکہ میں قتل و غارت کوئی ایسا حربہ نہ تھا جو اس نے بلا تکلف استعمال نہ کیا ہو۔

اس کا مزاج جارحانہ تھا خارجہ پالیسی میں اس کی جارحیت بالکل نمایاں ہے معمولی سا بہانہ ملنے پر بھی وہ کسی علاقے کو فتح کرنے سے نہ چوکتا تھا حرام مہینوں کا احترام بھی اس سلسلے میں اس کے نزدیک ثانوی چیز تھی۔

اس کے انتظام سلطنت سے جہاں اسلامی سلطنت کو اتحاد و استحکام ملا وہاں بعض ایسی خرابیاں پیدا ہوئیں جنہوں نے اموی خلافت کی جان لے کر دم لیا، قبائلی تعصب کی پالیسی اسی کی سرپرستی میں دولت امویہ کی بنیادیں کھوکھلی کرتی رہی۔ سلیمان بن عبدالملک کے ساتھ اس کا مخاصمانہ رویہ (دشمنی) کا طرز عمل عظیم مسلم فاتحین قتیبہ بن مسلم اور محمد بن قاسم کی موت کا باعث بنا اور نفرت کی اس فضا میں قبائلی جنگیں ایسی شروع ہوئیں کہ پھر بنوعباس ہی نے آ کر انہیں کنٹرول کیا۔

اس کی یہ عادت کہ دنیوی مفادات کے لئے مذہبی احکام کو پس پشت ڈال دیا جائے تباہ کن ثابت ہوئی، نومسلموں پر جزیہ کا نفاذ کا نتیجہ مفتوحہ قوموں کی ناراضگی، علمائے حق کا احتجاج اور مخلص مسلمانوں کی بدظنی تھا، اموی سلطنت کے زوال کے اسباب میں یہ عوامل نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ بایں ہمہ حجاج کی شخصیت تاریخ ساز شخصیت تھی اور اس نے تاریخ کا رخ موڑ کر رکھ دیا۔

## موسیٰ بن نصیر

موسیٰ بن نصیر وہ عظیم فاتح ہیں جنہوں نے اندلس (سپین) کو اسلامی حکومت میں شامل کیا ان کے والد نصیر کو معرکہ عین التمر میں خالدؓ بن ولید نے گرفتار کر کے مدینہ بھیجا اور وہ حسب دستور غلام بنائے گئے۔ بنو امیہ نے انہیں آزاد کر دیا۔ خوش قسمتی سے موسیٰ بن نصیر کو عبدالعزیز ابن مروان کی سرپرستی حاصل ہوگئی۔ اور انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کی صحبت میں تربیت پائی۔ خلیفہ عبدالملک نے اپنے بھائی عبدالعزیز کو مصر و افریقہ کا والی مقرر کیا تھا۔ عبدالعزیز موسیٰ بن نصیر کی صلاحیتوں کے قدر دان تھے جب خلیفہ نے ایک شکایت پر اسے کوفہ کے بیت المال کے انچارج کے عہدے سے معزول کیا تو وہ کوفہ سے بھاگ کر مصر آ گئے۔

اس زمانے میں افریقہ کے بربرنت نئے فتنے کھڑے کرتے رہتے تھے۔ اور ان کی بغاوتوں پر قابو پانا مشکل ہو رہا تھا۔ عبدالعزیز نے موسیٰ بن نصیر کو افریقہ کا والی مقرر کیا۔ موسیٰ نے افریقہ میں باغیوں کی سرکوبی کی نیز بربروں کے جنگجوانہ مزاج کے پیش نظر نئی مہمات شروع کیں اور اس طرح نہ صرف مزید فتوحات حاصل ہونے لگیں بلکہ بربروں کی بغاوتوں کو بھی سنبھالنے میں مدد ملی۔ موسیٰ بن نصیر نے نہ صرف بربروں کو فوجی ملازمتیں مہیا کیں بلکہ ہزاروں بربر جوانوں کو فوجی تربیت کے لئے شام بھیجا جس سے عربوں کے ساتھ ان کے روابط بڑھے نیز افریقہ سے ایک لاکھ سے زائد جوان

فوج میں بھرتی ہو گئے اس لئے بربروں کی بغاوت کرنے کی صلاحیت بھی کم ہو گئی۔

بربروں کی ذہنی و عسکری تربیت کے بعد موسیٰ نے ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا کر بہت سی فتوحات حاصل کیں ان میں سے اندلس کی فتح تاریخ عالم میں بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ اندلس کی فتح نہ صرف سرزمین یورپ کے ایک ملک کی فتح تھی بلکہ اس کی بدولت مسلمانوں نے ایک مرحلہ پر فرانس تک پیش قدمی کی۔ نیز یہی وہ عظیم تاریخی واقعہ ہے جس نے یورپ کو بیدار کیا۔ اسی سرزمین سے تاریکی میں ڈوبے ہوئے یورپ کو علم کی روشنی ملی۔

موسیٰ بن نصیر کے ہاتھوں اندلس کی فتح کی تفصیل گزر چکی ہے۔ انہوں نے اپنے جرنیل طارق بن زیاد کو سات ہزار کا لشکر دے کر اندلس کی فتح پر مامور کیا۔ کاؤنٹ جولین (julian) حاکم سبتہ (ceuta) اس کے ساتھ تھا جو اندلس (Spain) کے بادشاہ راڈرک (RODERICK) سے اپنے سسر وٹیز (Wiyiza) کے قتل کا بدلہ لینا چاہتا تھا نیز وہ اپنی بیٹی فلورنڈا (Florenda) کی بے حرمتی کی وجہ سے بھی اس کا دشمن بن گیا تھا۔ طارق بن زیاد نے راڈرک کو دریائے گاڈالیسٹ کے کنارے شکست دی۔ موسیٰ بن نصیر نے اس جنگ سے پہلے پانچ ہزار تازہ دم فوج کمک کے طور پر بھیج دی تھی۔ اس کے بعد وہ بھی اندلس پہنچے اور انہوں نے (Cormona) اشبیلیہ (Seville) اور ماردہ (Marida) کو خود فتح کیا اور طارق بن زیاد سے جا ملے دونوں کی متحدہ فوجوں نے سرقونہ (Saracona) آرگان (Aragon) اور برشلونہ (Bargelona) فتح کئے۔ اس طرح اندلس کی تسخیر مکمل ہوئی۔

موسیٰ بن نصیر خلیفہ ولید بن عبدالملک کے حکم سے مال غنیمت لے کر شام پہنچا۔ اس وقت ولید بستر مرگ پر تھا کہا جاتا ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے موسیٰ کو پیغام بھیجا تھا کہ وہ جان بوجھ کر تھوڑا سا لیٹ ہو جائے اور مال غنیمت ولید کی بجائے اس کے سامنے پیش کرے لیکن اس نے اسے بے وفائی قرار دیتے ہوئے اس پر عمل نہ کیا۔

سلیمان بن عبدالملک نے تخت نشین ہونے کے بعد ولید کے دور کے دوسری جرنیلوں کی طرح موسیٰ سے بھی انتقام لیا۔ اس نے اسے معزول کر کے قید خانے میں ڈال دیا۔ اس کے بیٹے عبدالعزیز کو جسے وہ اندلس میں اپنا جانشین بنا کر آیا تھا قتل کروا دیا۔ اسکے بھیجے ہوئے قاتلوں نے اسے عین حالت نماز میں قتل کر کے اس کا سر دمشق بھیجا۔ سلیمان نے موسیٰ کو جیل سے بلا کر اس کے بیٹے کا سر اسے دکھایا۔ جس پر موسیٰ نے صرف اتنا کہا کہ تم "نے ایک ایسے جوان کو قتل کروایا ہے جو رات کو اللہ کے حضور حاضر رہتا اور دن کو روزہ رکھتا تھا۔"

موسیٰ کو ایک امیر کے کہنے پر رہا کر دیا گیا لیکن ان پر بھاری جرمانہ عائد کیا گیا جس کو ادا کرنا اس کے لئے ممکن نہ تھا اور وہ اس گمنامی کی حالت میں انتقال کر گئے تاہم تاریخ کے اوراق میں ان کا نام سنہری حروف میں ثبت ہو گیا۔

# طارق بن زیاد

طارق بن زیاد جس کی قسمت میں فاتح اندلس ہونا لکھا تھا موسیٰ بن نصیر کا شاگرد خاص تھا۔ وہ ان کے صاحبزادے عبدالعزیز کے ساتھ مل کر شمالی افریقہ میں امن و امان قائم کرتا۔ نسلاً بربر ہونے کے سبب وہ بربروں کے مزاج سے اچھی طرح آگاہ تھا۔ وہ بربر فوج کا کمانڈر بھی تھا اور موسیٰ بن نصیر کا فوجی مشیر بھی۔ افریقہ میں اس کا کارنامہ یہ تھا کہ اس نے گھنے جنگلوں اور صحراؤں کی اس سرزمین میں ایک ایک قبیلے کے سربراہ سے ملاقات کی اسے اموی حکومت کے ساتھ تعاون پر آمادہ کیا۔ بربر جوانوں کو فوج میں بھرتی کرنا اور ان کی فوجی تربیت کا اہتمام طارق ہی کے ذمے تھا۔ وہ مدتوں افریقہ کے مختلف علاقوں میں گھومتا رہا۔ بالآخر سات ہزار بربر سپاہیوں کے ساتھ (Ceuta) میں مقیم ہو گیا۔ اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ اندلس کی سرزمین پر حملہ کرے لیکن موسیٰ بن نصیر کی اجازت کے بغیر ممکن نہ تھا۔ کاؤنٹ جولین نے راڈرک کے خلاف فوج کشی کے لئے سب سے پہلے طارق بن زیاد ہی سے رابطہ قائم کیا تھا۔ طارق نے موسیٰ بن نصیر کے حکم سے اندلس پر حملے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

طارق بن زیاد نے اپنے سرپرست موسیٰ کے حکم سے پہلے جولین کی وفاداری کو آزمانے کے لئے اس سے اندلس پر حملہ کروایا پھر طریف کو صرف چار سو بربروں کے ساتھ ساحل اندلس پر اتارا اور جب اس بات کا اطمینان کر لیا کہ جولین واقعی راڈرک کی حکومت ختم کرنے میں مخلص ہے تو اس کو ساتھ لے کر سمندر کو عبور کیا اور اس پہاڑی کے قریب پڑاؤ کیا جسے آج کل اس کے نام جبل الطارق (جبرالٹر) کہا جاتا ہے۔

طارق نے ساحل پر اتر کر ان کشتیوں کو جلانے کا حکم دیا جن پر سفر کر کے انہوں نے سمندر کو عبور کیا تھا۔ یہ اس بات کا اعلان تھا کہ اب ہماری زندگی و موت اسی سرزمین سے وابستہ ہے۔

طارق کا پہلا مقابلہ تھیوڈ میر (Theudmir) سے ہوا جو مرسیہ (MERCIA) کا گورنر تھا۔ تھیوڈ میر کو شکست ہوئی اور وہ خوفزدہ ہو کر بادشاہ کے پاس پہنچا حملہ آوروں کی جو ہیبت اس پر طاری تھی اس نے بادشاہ اور اس کے امراء پر بھی وہی ہیبت طاری کر دی۔ طارق بن زیاد نے بادشاہ راڈرک کو دریا گاڈالیسٹ کے کنارے شکست دی (تفصیل پیچھے گزر چکی ہے) اور وہ دریا عبور کرنے کی کوشش میں اس کی لہروں کی نذر ہو گیا۔

طارق نے شکست خوردہ فوج کا تعاقب جاری رکھا اور اسیجہ (Ecija) میں ان کو شکست دی۔ مغیث رومی کو قرطبہ (Cordova) کی فتح پر مامور کیا۔ مالقہ (Malaqa) کو فتح کیا، غرناطہ (Granada) پر قبضہ کیا۔ طلیطلہ (Toledo) کے باشندے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور شہر آسانی سے مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ اس دوران موسیٰ بن نصیر خود بھی پہنچ گئے۔

طارق بن زیاد موسیٰ بن نصیر کی زندگی میں اندلس کی مسلمان فوجوں کا کمانڈر اور اس کے بیٹے

لیا اور تارک نے اوراق اس نے آخری ایام کے بارے میں خاموش ہیں۔

# قتیبہ بن مسلم

ولید بن عبدالملک کے دور حکومت کے عظیم فاتح قتیبہ بن مسلم کا تعلق قبیلہ باہلہ سے تھا 49ھ میں پیدا ہوئے ان کے والد مسلم اموی فوج میں ایک افسر تھے۔ اس لئے انہوں نے تعلیم و تربیت سے فارغ ہو کر فوج ہی میں شمولیت اختیار کی۔ ابن اشعث کے خلاف جنگ میں حجاج بن یوسف ان کی فوجی صلاحیتوں اور بہادری سے بہت متاثر ہوا۔ تو اس نے قتیبہ کو خراسان کا والی مقرر کر دیا قتیبہ نے مرو پہنچ کر پہلے اپنی فوج کی فوجی اور اخلاقی تربیت کی۔ فوجیوں کے دلوں میں جذبہ جہاد پیدا کیا اور اسے پوری طرح مسلح کیا اس کے بعد ترکستان کی فتح کا آغاز کیا۔

ترکستان کے بعض حصوں پر مسلمان پہلے ہی قابض ہو چکے تھے لیکن مفتوحہ علاقوں میں بغاوتیں ہوتی رہتی تھیں۔ اس لئے قتیبہ نے پورے علاقہ پر مستقل اور مکمل قبضہ کا فیصلہ کر کے فوجی کارروائی کا آغاز کیا۔ وہ ترک قبائل کی باہم رقابتوں سے آگاہ تھے۔ اس لئے انہوں نے ان سب پر یکے بعد دیگرے قبضہ کرنے کی پالیسی اپنائی۔ بلخ صنعانیاں اور طخارستان کے حکمرانوں نے مقابلے کی قوت نہ پاتے ہوئے اطاعت قبول کر لی قتیبہ نے مرو واپس لوٹ کر وہاں سے نصر بن سیار کی قیادت میں ایک مہم کاشان اور فرغانہ کی طرف روانہ کی جس نے علاقہ کے اہم شہروں پر قبضہ کر لیا۔ بادغیس کے تورانی حکمران نیزک نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ فتوحات میں کئی سال تک مسلمانوں کا ساتھ دیتا رہا۔

87ھ میں قتیبہ نے دریائے جیحوں کو دوبارہ عبور کر کے بیکند پر لشکر کشی کی جو بت پرستوں کا ایک مضبوط مذہبی مرکز بھی تھا اور فوجی و جغرافیائی نقطہ نظر سے وسط ایشیاء کا دروازہ بھی، اس لئے سارے علاقے کے قبائل اس کی حفاظت کے لئے جمع تھے۔ ایک مرحلے پر تو انہوں نے اس لشکر کو اس طرح گھیر لیا کہ کوفہ و بصرہ میں مجاہدین کی سلامتی کی دعائیں مانگی گئیں تاہم قتیبہ نے اسلامی لشکر میں اتنا جوش و خروش پیدا کیا کہ مجاہدین سر پر کفن باندھ کر میدان میں آئے اور شہر فتح کر کے دم لیا۔ یہاں سے سونے کے ایسے بت ملے جن کی آنکھوں کی جگہ بڑے بڑے ہیرے لگائے گئے تھے، نیز بیکند میں اسلحہ ساز فیکٹریاں تھیں جن کا بنا ہوا عمدہ اسلحہ بھی مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ اگلے سال قتیبہ بن مسلم نے بخارا پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ شاہ بخارا نے سخت مزاحمت کی۔ قتیبہ نے حجاج بن یوسف سے تفصیلی ہدایات لے کر ان کے مطابق بھرپور حملہ کیا۔ صغد والے بھی شاہ بخارا کی مدد کے لئے آ گئے لیکن مسلمانوں نے ترکوں اور صغدیوں کو نہر سے پار دھکیل دیا۔ دشمن ایک ٹیلے پر پناہ گزین تھا جن پر قبضہ کرنا آسان نہ تھا۔ لیکن بنو تمیم کے سرداروں نے اپنے قبیلے کے آٹھ سو آدمیوں سے موت کی بیعت لی اور شہادت کی تمنا لے کر یہ غازی ٹیلے کی طرف بڑھے۔ شاہ بخارا ان جانبازوں کے مقابلے پر ٹھہر نہ سکا اور بخارا پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ بادغیس کا حاکم نیزک اب تک مسلمانوں

کر رہا تھا لیکن وہ مسلمانوں کی مسلسل کامیابیوں سے پریشان ہو کر بغاوت پر اتر آیا۔ قتیبہ بن مسلم کو اس کی بغاوت فرو کرنا پڑی اور وہ اپنے سو ہمراہیوں سمیت قتل کر دیا گیا۔ بادغیس کی فتح کے بعد شومان پر قبضہ کیا گیا۔ صغد کا حکمران طرفون خراج ادا کرنے پر راضی ہو گیا۔ اور سجستان کے حکمران نے اطاعت قبول کر لی۔ خیوا کے حکمران خوارزم شاہ نے اس شرط پر اسلامی حکومت کی اطاعت قبول کرنے کی پیشکش کی کہ مسلمان اسے خرزاد کے ظلم وستم سے نجات دلائیں گے۔ قتیبہ نے خرزاد پر حملہ کیا اور اسے قید کر کے خوارزم شاہ کے حوالے کر دیا جس نے اسے قتل کروا دیا تاہم وہ خود اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا تو قتیبہ نے اپنے بھائی عبیداللہ کو خیوا کا والی مقرر کر دیا۔

قتیبہ کا اگلا ہدف سارکنڈا یعنی سمرقند تھا جو بہت بڑا تجارتی مرکز تھا۔ سمرقندیوں نے شاش و فرغانہ کے بادشاہوں اور خاقان چین کو بھی مدد کے لئے آمادہ کر لیا لیکن قتیبہ نے خاقان چین کے بیٹے کی قیادت میں بڑھنی والے امدادی لشکر کو راستے میں ہی روکا اور ایک شجاعانہ شب خون کے نتیجہ کے طور پر لشکر منتشر ہو گیا۔ مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ تنگ کر دیا اور فصیل کو ایک جگہ سے توڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ اہل شہر نے شرائط طے کر کے شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیا ان شرائط میں مسلمانوں کو مسجد بنا کر اسلام کی تبلیغ کرنے کی اجازت بھی شامل تھی۔

حجاج بن یوسف کی وفات کے بعد قتیبہ کو بصرہ سے پہلی سی امداد ملنی مشکل تھی۔ اس کے باوجود اس نے قسم کھالی کہ جب تک وہ خاقان چین کی سرزمین کو روند کر خراج وصول نہ کر لے واپس نہیں لوٹے گا خاقان چین نے سفیر طلب کئے اور اپنے سفیر بھیجے۔ چین کا سفیر مسلمانوں کی سادگی اور مساوات سے مرعوب ہو گیا اور مسلمانوں کا سفیر خاقان کے درباریوں کے زرق برق لباس کے بالکل مرعوب نہ ہوا بالآخر خاقان چین کو قتیبہ کی قسم پوری کرنی پڑی۔ اس نے اپنی سرزمین کی مٹی اور خراج کی رقم بھیج کر صلح کر لی۔ قتیبہ نے مٹی کو پاؤں تلے روندا اور خراج وصول کر کے واپسی کا اعلان کیا۔

بدقسمتی سے خلیفہ ولید بن عبدالملک کی وفات کے بعد خلیفہ سلیمان نے اپنی انتقامی کارروائیاں شروع کیں تو قتیبہ نے بغاوت کر دی اور بنو تمیم نے خلیفہ سلیمان کی حمایت کا اعلان کر کے قتیبہ کا مقابلہ کیا اور قتیبہ اپنے بھائیوں اور بیٹوں سمیت میدان میں لڑتے ہوئے کام آیا اس طرح یہ بلند پایا جرنیل خانہ جنگی کی نذر ہو گیا۔

## امتحانی سوالات

1- ولید بن عبدالملک کے زمانے کو عہد بنوامیہ کا سنہری زمانہ کیوں کہا جاتا ہے؟ سرگودھا بورڈ 2015ء
2- فتح سندھ پر ایک تفصیلی نوٹ لکھئے۔ فیڈرل بورڈ 2012ء
3- ولید اول کے زمانے کی فتوحات نہایت اختصار سے لکھیں۔
4- مسلمانوں نے سندھ کب اور کیسے فتح کیا؟
5- اندلس کا ملک کس نے فتح کیا اس فتح کے حالات نہایت اختصار سے بیان کریں۔

6- ولید بن عبدالملک کے زمانے کے ان مسلمان جرنیلوں کا تعارف کروائیں جن کی کوشش سے اموی حکومت میں وسعت ہوئی۔

7- مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں۔

(i) محمد بن قاسم (ii) موسیٰ بن نصیر (iii) طارق بن زیاد (iv) قتیبہ بن مسلم

8- حجاج بن یوسف کا کردار اور کارناموں پر ایک تنقیدی نوٹ تحریر کیجئے۔

9- فقرات مکمل کیجئے۔

(i) سندھ پر فتح کا بنیادی سبب یہ تھا کہ راجہ داہر نے مسلمان بچوں اور عورتوں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ (ii) اندلس کے بادشاہ راڈرک نے وٹیزا کو قتل کر کے تخت حاصل کیا تھا۔ (iii) کاؤنٹ جولین نے مسلمانوں کو اندلس پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ (iv) اندلس کے بادشاہ راڈرک نے کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا کے ساتھ زیادتی کی تھی۔ (v) اندلس پر حملہ کرنے والے اسلامی لشکر کا سالار طارق بن زیاد تھا۔

10- مختصر جواب دیجئے۔

- ابن اشعث نے ولید کی حکومت کے خلاف بغاوت کیوں کی؟ (حجاج کے سخت رویہ کے خلاف احتجاج)
- قرآن پاک پر اعراب کس نے لگوائے۔ (حجاج بن یوسف نے)
- ولید کے زمانے میں وسط ایشیا کی مہمات کا کمانڈر کون تھا؟ (قتیبہ بن مسلم)
- قتیبہ بن مسلم کی موت کیسے واقع ہوئی؟

(سلیمان کے زمانے میں وہ بغاوت پر مجبور ہو گیا اور خانہ جنگی کی نذر ہو گیا۔)

- طارق بن ولید کے انجام کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

اس کے انجام کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ غالباً موسیٰ بن نصیر کی معزولی کے بعد وہ گمنامی میں چلا گیا۔

- موسیٰ بن نصیر کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟

سلیمان نے اس کے بیٹے عبدالعزیز کو قتل کر کے اس کا سر اسے پیش کیا اور وہ آخر عمر میں خانہ کعبہ کے پاس بھیک مانگتا دیکھا گیا۔

✿✿✿

# 19 سلیمان بن عبدالملک

96ھ تا 99ھ۔ 717ء تا 715ء

**تخت نشینی** ولید کی وفات کے بعد سلیمان تخت نشین ہوا۔ اگر چہ ولید نے سلیمان کو ولی عہدی سے خارج کرنے کی کوششیں کی تھیں لیکن اچانک موت کی وجہ سے وہ اپنے ارادوں کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکا۔ حجاج بن یوسف اور قتیبہ بن مسلم اس معاملہ میں ولید کے ہمنوا تھے۔ سلیمان نے تخت نشین ہونے کے بعد انتقامی جذبہ سے کام لیتے ہوئے اسلام کے ان نامور افراد کو اپنے عہدوں سے برخاست کر دیا۔ محمد بن قاسم کو بڑے ظالمانہ طریقے سے قتل کروا دیا گیا۔ قتیبہ بن مسلم بھی اسی انجام سے دوچار ہوا۔ موسیٰ بن نصیر کے آخری ایام تنگ دستی اور پریشان حالی میں گزرے۔ علاوہ ازیں حجاج کے زمانہ میں مقرر کیے گئے عاملوں کو ہٹا کر ان کی جگہ دوسرے حاکم مقرر کئے گئے..... یہ غلط اقدامات مجموعی حیثیت سے سلطنت کے وقار میں کمی کا باعث ہوئے۔ شخصی زندگی کے اس انتقامی پہلو کے علاوہ سلیمان فطرتاً نیک خو تھا۔ اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اپنا مشیر بنایا ان کی صحبت کی بناء پر سلیمان کی شخصیت کے اچھے پہلو دن بدن نکھرتے چلے گئے۔ وہ کئی لحاظ سے اپنے پیشرو حکمرانوں کے مقابلہ میں بہتر تھا۔ ولید کے زمانہ کے تمام قیدیوں کو جنہیں بغیر کسی جرم کے یا محض شک وشبہ کی بناء پر قید خانہ میں ڈال دیا گیا رہائی ملی اور جیل خانے خالی ہو گئے۔

**محمد بن قاسم کا قتل** محمد بن قاسم حجاج کا رشتہ دار تھا اور سلیمان کو حجاج سے نفرت تھی اس لئے تخت نشین ہوتے ہی سلیمان نے محمد بن قاسم کو معزول کر کے دارالحکومت واپس بلانے کے احکامات صادر کر دیئے۔ یہ نوجوان جس کی ہمت وشجاعت کی بدولت سندھ فتح ہوا اور برصغیر ہندو پاک میں پہلی بار کلمہ توحید کی منظم طور پر آبیاری ہوئی، اپنوں ہی کے ہاتھوں افسوس ناک انجام سے دوچار ہوا۔ اس کے حسن انتظام اور رعایا پروری کا یہ عالم تھا کہ اس کی واپسی اور موت کی خبر سن کر سندھ کے لوگوں نے اس کی تصاویر اور بت تراش لئے اور ایک دیوتا کی حیثیت سے اس کو پوجنا شروع کر دیا۔ سلیمان نے اسے گرفتار کر کے عراق کے گورنر صالح بن عبدالرحمٰن کے ہاں روانہ کیا۔ حجاج نے اپنے زمانہ اقتدار میں صالح کے بھائی کو قتل کروایا تھا۔ چنانچہ صالح نے اب اپنے بھائی کے قتل کے بدلہ میں محمد بن قاسم کو جیل میں اذیتیں دے دے کر قتل کروایا اور اس طرح دنیائے اسلام اپنے نامور فرزند اور بہترین جرنیل سے محروم ہو گئی۔

**قتیبہ بن مسلم کا قتل** قتیبہ بن مسلم بھی حجاج کا وفادار ساتھی تھا اور سلیمان کی خلافت سے علیحدگی کے معاملہ میں اس کا ہمنوا تھا۔ لہذا سلیمان کی تخت نشینی کے بعد اسے یہ خطرہ لاحق تھا کہ ذاتی عناد یا گروہی تعصب کی بناء پر سلیمان اس کو اپنے انتقام کا نشانہ نہ بنائے۔ چنانچہ اس نے خلیفہ کو اپنی اطاعت اور وفاداری کے اظہار اور یقین دہانی کے لئے خطوط لکھے۔

سلیمان نے بھی اس کے خلاف ابھی تک کوئی عملی قدم نہ اٹھایا تھا لیکن قتیبہ طور پر سلیمان کا خطرہ آنے سے پیشتر ہی بغاوت کر دی۔ خلافِ توقع فوج نے ساتھ نہ دیا۔ قتیبہ بنوتمیم کے افراد میں سے ایک نے اسے قتل کر کے اس کا سر سلیمان کے پاس روانہ کر دیا۔ قتیبہ کے بعد یزید بن مہلب کو خراسان کا والی مقرر کیا گیا۔

## موسیٰ بن نصیر کی تذلیل

فاتح سپین موسیٰ بن نصیر بھی سلیمان کی آتش انتقام سے بچ نہ سکا۔ ولید نے موت سے قبل موسیٰ کو دمشق واپس پہنچنے کے احکامات دیئے تھے۔ موسیٰ بن نصیر مال غنیمت اور زر و جواہر کے ساتھ پایہ تخت واپسی کے لئے روانہ ہو چکا تھا۔ ولید کے مرض الموت میں مبتلا ہونے کے بعد سلیمان کی خواہش تھی کہ موسیٰ کا ورود دمشق میں ولید کی موت کے بعد اور اس کی اپنی تخت نشینی کے وقت ہو لیکن موسیٰ بن نصیر اپنے محسن اور مربی کی خدمت میں جلد از جلد حاضر ہو کر تحفے تحائف اور مال غنیمت پیش کرنا چاہتا تھا۔ لہذا سلیمان کی خواہش کے خلاف نہایت سرعت سے پایہ تخت پہنچا۔ ولید کی طرف سے موسیٰ کی بے حد عزت افزائی ہوئی۔ انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے سلیمان نے تخت نشین ہونے کے بعد موسیٰ کو تمام اعزازات اور مناصب سے یکسر محروم کر دیا اور اس کی تمام جائیداد ضبط کر لی۔ یہی نہیں بلکہ جب کسی صاحب اثر شخصیت کے ایماء پر موسیٰ کو قید سے نکالا گیا تو سلیمان نے اس پر کئی لاکھ جرمانہ عائد کر دیا۔ موسیٰ اس قدر کثیر بطور جرمانہ ادا کرنے کے قابل نہ تھا۔ کہاں فاتح سپین کی حیثیت سے شاہانہ تزک و احتشام اور کہاں اب ایک تنگ دست انسان جو دو لقموں کا بھی محتاج ہو۔ اس کسمپرسی اور تباہ حالی میں اس کا انتقال ہو گیا۔ سلیمان نے اپنے کینہ کی مزید تسکین کی خاطر موسیٰ بن نصیر کے بیٹے عبدالعزیز کو قتل کرا دیا۔ یہ تمام واقعات سلیمان کے کردار پر بدنما داغ ہیں۔

## فتوحات

فتوحات کا سلسلہ جو ولید کے زمانہ سے شروع ہوا تھا اس دور میں بھی جاری رہا۔ چنانچہ یزید بن مہلب نے جو کہ خراسان کا والی تھا 98ء میں ایک لاکھ فوج سے جرجان پر فوج کشی کی۔ قہستان، جرجان، طبرستان وغیرہ فتح کئے۔ بعض مواقع پر اسلامی افواج کو خاصہ نقصان اٹھانا پڑا لیکن بحیثیت مجموعی یہ مہمات کامیاب رہیں اور مخالفین کی طاقت کو کچل دیا گیا۔

## قسطنطنیہ پر حملہ اور ناکامی

سلیمان کے زمانہ میں سلطنت روم اندرونی خلفشار سے دوچار تھی۔ سلیمان نے اس موقع کو غنیمت جان کر رومی سلطنت کے دارالحکومت قسطنطنیہ پر حملہ کا منصوبہ بنایا۔ اس دوران لیون[1] نے جو کہ ایشیائے کوچک میں رومی افواج کا سپہ سالار تھا، سلیمان کو اپنے تعاون کی پیشکش کی۔ چنانچہ 98ء میں بڑے زبردست پیمانہ پر جنگی تیاریوں کا آغاز کیا گیا۔ بیش از بیش افواج اس مہم میں شمولیت کے لئے منظم کی گئیں۔ سامان جنگ، اسلحہ، قلعہ شکن آلات اور سامان رسد کے ذخیرے جمع کئے گئے۔ یہ لشکر جرار مسلمہ بن

---

① بعد میں وہ لیون سوم (Leon III) کے لقب سے قیصر روم بنا۔

گیا۔ خود مسلمہ خشکی کے راستہ ایشیائے کوچک ہوتا ہوا بڑھا۔ عموریہ کے مقام پر لیون بھی اسلامی افواج سے آملا۔ اس کی رہنمائی میں مسلمہ قسطنطنیہ پہنچا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ کئی ماہ جاری رہا۔ ناکہ بندی سے تنگ آ کر لوگوں نے صلح کی درخواست کی جسے مسلمہ نے رد کر دیا۔ تیلوس سوم (Theodorius III) شاہ روم بالکل نااہل تھا۔ چنانچہ لوگوں نے اسے قتل کر کے لیون کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ لیون چونکہ مسلمانوں کی تمام کمزوریوں اور منصوبے کی تفصیلات سے آگاہ ہو چکا تھا اس لئے اس نے بڑی پامردی سے مدافعت کی۔ موسم سرما کی شدت برفباری اور اشیائے ضروریہ کی کمی کی بدولت مسلمان بھوکوں مرنے لگے۔ دوسری طرف اگر چہ سلیمان سرحد روم پر خیمہ زن تھا لیکن بروقت امدادی فوج اور سامان رسد نہ بھیج سکا۔ وہ اس قدر تباہی کے باوجود افواج کی واپسی کے احکامات صادر کرنے پر رضامند نہ تھا مگر صفر 99ھ دسمبر 717ء میں سلیمان نے وابق کے مقام پر وفات پائی تو آپ کے جانشین حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے مسلمہ کو فوری واپسی کے احکامات صادر کیے اور اس طرح یہ مہم ناکام ہوئی۔

**وفات اور سیرت** 717ء بمقام وابق (سرحد روم پر واقع فوجی مرکز) میں اچانک خلیفہ سلیمان وفات پا گیا۔ وفات کے وقت اس کی عمر 45 سال اور مدت خلافت 2 سال 8 ماہ تھی۔ اپنی زندگی ہی میں ایک وصیت کے ذریعہ عمر بن عبدالعزیز اور یزید بن عبدالملک کو علی الترتیب اپنا جانشین نامزد کر کے بیعت حاصل کر لی تھی۔

سلیمان کا کردار مجموعہ اضداد تھا۔ خدا ترسی، نیک نفسی اور رعایا پروری کی بے شمار مثالیں ایسی موجود ہیں جس کی وجہ سے اسے بالعموم ایک اصلاح پسند شخصیت مانا جاتا ہے۔ اس نے حجاج کے مقرر کردہ ظالم عاملوں سے عوام کو نجات دلائی، پینے کے لئے میٹھے پانی کا بندوبست کیا، ولید کے زمانہ کے قیدی رہا کر دیئے گئے اور جیل خانوں کے دروازے کھول دیئے گئے لیکن ان کارہائے خیر کے باوجود وہ بے حد کینہ پرور تھا۔ اس نے محض انتقامی جذبہ سے سرشار ہو کر دنیائے اسلام کے نامور سپہ سالاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور کچھ کو ذلت کی زندگی گزارنے پر مجبور کیا۔ بہرحال اس کے دور کا سب سے اہم اور قابل قدر کارنامہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بطور خلیفہ تقرر ہے اور اسی بناء پر مورخین نے اسے مفتاح الخیر کا لقب دیا ہے۔

## امتحانی سوالات

1- سلیمان کے زمانہ میں قسطنطنیہ پر حملے کے حالات لکھیں اور اس کی ناکامی کے اسباب کیا ہیں؟
2- سلیمان کی سیرت پر تبصرہ کیجئے۔ نیز ولید اول کے زمانہ کے شہرہ آفاق مسلمان جرنیلوں پر اس کے سلوک کا جائزہ لیجئے۔
سلیمان بن عبدالملک کو مفتاح الخیر کیوں کہا جاتا ہے؟

CamScanner

# 20 حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز

99ھ تا 101ھ 717ء تا 720ء

**ابتدائی حالات** نام عمر بن عبدالعزیز بن مروان اور ابوحفص کنیت تھی۔ آپ کی والدہ کا نام ام عاصم تھا جو عاصم بن عمر بن الخطاب کی صاحبزادی (عمر فاروقؓ کی پوتی) تھیں۔ اس لحاظ سے آپ کی رگوں میں فاروقی خون بھی تھا۔ 61ھ / 681ء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مسلسل 21 برس مصر کے گورنر رہے۔ دولت وثروت کی فراوانی تھی لہٰذا ناز و نعم کے ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی جس کا اثر خلیفہ بننے تک قائم رہا۔ وہ ایک نفیس طبع خوش پوش مگر صالح نوجوان تھے۔ عہد شباب میں اچھے سے اچھا لباس پہنتے۔ دن میں کئی بار پوشاک تبدیل کرتے، خوشبو کو بے حد پسند کرتے، جس راہ سے گزر جاتے فضا مہک جاتی۔ ان ظاہری علامات کو دیکھ کر اس کردار کی پیشگوئی نہیں کی جاسکتی تھی جو خلیفہ بننے کے بعد ظاہر ہوا لیکن چونکہ طبیعت بچپن ہی سے پاکیزگی اور زہد وتقویٰ کی طرف راغب تھی اس لئے یہ ظاہری اسباب نشاط ان کو قطعاً متاثر نہ کر سکے۔ ان کا دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور خوف سے لبریز رہا۔ پاکیزگی نفس اور تقدس آپ کی شخصیت کا ایک نہایت ہی اہم اور خصوصی وصف تھا۔

آپ کے والد نے آپ کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ مشہور عالم اور محدّث صالح بن کیسان کو آپ کا اتالیق مقرر کیا۔ اس دور کے دیگر اہل علم مثلاً حضرت انسؓ بن مالک، سائب بن یزید اور یوسف بن عبداللہ جیسے جلیل القدر صحابہ اور تابعین کے حلقہ ہائے درس میں شریک ہوئے۔ بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کرلیا اور قرآن وحدیث اور فقہ کی تعلیم مکمل کر کے ایک خاص مقام حاصل کیا۔ اسی تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ کی شخصیت ان تمام برائیوں سے پاک تھی جن میں بیشتر اموی مبتلا تھے۔ نگرانی کا یہ عالم تھا کہ ایک بار عمر نماز میں شریک نہ ہو سکے استاد نے پوچھا تو آپ نے بتایا کہ میں اس وقت بالوں کی کنگھی کر رہا تھا استاد کو یہ جواب پسند نہ آیا اور فوراً آپ کے والد والئی مصر سے شکایت لکھ دی وہاں سے ایک خاص آدمی انہیں سزا دینے کے لئے مدینہ آیا اور ان کے بال منڈوا دیئے اور اس کے بعد ان سے بات چیت کی۔

آپ طبعًا صالح اور نیک تھے اس کی نشان دہی ان کے استاد صالح بن کیسان، عبدالعزیز کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران ان الفاظ میں کر چکے تھے۔

"مجھے ایسے کسی آدمی کا علم نہیں ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اس لڑکے سے زیادہ نقش ہو۔"

یہی وجہ تھی کہ خلافت سے پہلے جب کئی دیگر اعلیٰ عہدوں پر آپ کو فائز کیا گیا تو انہوں نے اپنی اس نیک نفسی اور خدا خوفی کی روش کو قائم رکھا۔ عبدالملک نے ہمیشہ ان کو دیگر اموی شہزادوں سے زیادہ پیار ومحبت اور قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا اور اپنے بھائی عبدالعزیز کی وفات کے بعد

عبدالملک نے اپنی چہیتی بیٹی فاطمہ کی شادی عمر سے کرادی اس وجہ سے بنوامیہ میں ان کے وقار میں مزید اضافہ ہوا۔

**مدینہ منورہ کی گورنری** 707ء میں ولید بن عبدالملک کے کہنے پر آپ نے مدینہ کی گورنری اس شرط پر قبول کی کہ وہ اپنے پیش رو حکمرانوں کی طرح لوگوں پر ظلم اور زیادتی نہ کریں گے۔ ولید نے بھی اس شرط کو قبول کیا اور کہا کہ آپ حق پر عمل کیجئے گو ہم کو ایک درہم بھی وصول نہ ہو۔ جب مدینہ پہنچے تو اکابر فقہا کو جمع کر کے کہا:

''میں نے آپ لوگوں کو ایک ایسے کام کے لئے طلب کیا ہے جس پر آپ لوگوں کو ثواب ملے گا اور آپ حامی حق قرار پائیں گے۔ میں آپ لوگوں کی رائے اور مشورہ کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا پس آپ لوگ کسی کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں یا آپ لوگوں میں سے کسی کو میرے عامل کے ظلم کا حال معلوم ہو تو میں خدا کی قسم دلا کر کہتا ہوں کہ وہ مجھ تک اس معاملہ کو ضرور پہنچائیں۔''

تمام اخلاقی خوبیوں کے باوجود طبیعت ابھی تک شاہانہ وقار اور اطوار کو برقرار رکھے ہوئے تھی۔ چنانچہ جب مدینہ آئے تو آپ کا ذاتی سامان 30 اونٹوں پر لد کر آیا۔ 707ء سے 713ء تک مدینہ کے گورنر رہے اس دوران آپ نے عدل و انصاف سے حکومت کی اور اہل حجاز کے دل جیت لئے۔ مسجد نبویؐ کی تعمیر آپ کے زمانہ گورنری کا شاندار کارنامہ ہے۔ 713ء میں ولید نے انہیں مدینہ کی گورنری سے علیحدہ کر دیا۔ سلیمان آپ کی شخصیت سے بے حد متاثر تھا چنانچہ اس نے وفات سے پہلے آپ کو خلافت کے لئے نامزد کر دیا۔

**خلافت** 718ء میں وابق کے مقام پر (جو فوج کی اجتماع گاہ تھی) سلیمان بیمار ہوا جب زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اپنے وزیر رجاء بن حیوٰۃ کو بلا کر اپنے جانشین کے بارے میں رائے لی۔ سلیمان نے رجاء کے مشورہ کے مطابق عمرؒ بن عبدالعزیز اور یزید بن عبدالملک کو علی الترتیب اپنا جانشین مقرر کر کے ایک وصیت نامہ لکھا اور مہر بند کر کے کعب بن جابر افسر پولیس کے حوالہ کیا کہ وہ اس وصیت نامہ پر افراد بنوامیہ سے بیعت لے چنانچہ سلیمان کی زندگی ہی میں رجاء بن حیوٰۃ نے اس پر بیعت لی لیکن چونکہ سلیمان کو بنوامیہ کی طرف سے خطرہ لاحق تھا اس لئے مرنے سے پہلے رجاء کو دوبارہ بیعت کی تاکید کی۔ اس دوران خلیفہ کی موت واقع ہو گئی رجاء کو خدشہ تھا کہ بنوامیہ آسانی سے عمرؒ بن عبدالعزیز کی خلافت کو قبول نہ کریں گے اس لئے کچھ دیر کے لئے سلیمان کی موت کو چھپائے رکھا تا آنکہ وابق کی جامع مسجد میں افراد بنوامیہ کو جمع کر کے دوبارہ بیعت لے لی اس کے بعد وصیت نامہ کھول کر پڑا گیا۔ جب اعلان خلافت ہو رہا تھا تو اس وقت ''انا للہ'' کی دو آوازیں بیک وقت سنی گئیں۔ ایک ہشام کے منہ سے جسے حکومت کھو جانے کا غم تھا، دوسرے عمر بن عبدالعزیز جنہیں حکومت مل جانے کا افسوس تھا۔ ہشام نے بیعت سے انکار کیا تو رجاء نے

اسے ڈانٹ دیا اور کہا اٹھو بیعت کرو وگرنہ تمہارا سر قلم کر دوں گا۔ یہ کہہ کر عمر بن عبدالعزیز کو پکڑ کر کھڑا کر دیا۔

**بیعت عامہ** عمر بن عبدالعزیز اس عظیم ذمہ داری کے اٹھانے سے لرزاں تھے۔ خلیفہ مقرر ہونے کے بعد آپ پر گھبراہٹ کا عالم طاری تھا آپ خود اس کے خواہشمند نہ تھے۔ ان کے نزدیک خلافت موروثی نہیں بلکہ ایک جمہوری ادارہ تھی لہٰذا سلیمان کی تدفین کے بعد مسجد میں آئے، منبر پر چڑھے اور لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''لوگو! میری خواہش اور عام مسلمانوں کی رائے لئے بغیر مجھے خلافت کی ذمہ داریوں میں مبتلا کیا گیا ہے اس لئے میری بیعت کا جو طوق تمہاری گردن میں ہے خود اسے اتارے دیتا ہوں، تم جسے چاہو خلیفہ بنالو۔''

یہ تقریر سن کر سب نے بلند آواز سے کہا کہ ہم نے آپ کو اپنے لئے پسند کیا اور آپ سے راضی ہو گئے اس کے بعد آپ نے خدا اور اس کے رسول کے احکامات کے منشاء کو بیان کرنے کے بعد لوگوں سے کہا کہ:

''اے لوگو! جس نے خدا کی اطاعت کی، اس کی اطاعت انسان پر واجب ہے۔ جس نے خدا کی نافرمانی کی، اس کی فرمانبرداری لوگوں پر ضروری نہیں۔ میں اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں تو میری اطاعت ضروری جانو اور اگر میں خدا کی نافرمانی کروں تو میری بات نہ مانو۔''

لوگوں نے ایک بار پھر آپ کی تائید کی اور اس طرح بیعت عامہ حاصل کرنے کے بعد آپ نے خلیفہ اسلام کی حیثیت سے اپنے کام کا آغاز کیا۔ خلیفہ مقرر ہونے کے بعد جب آپ عوام کے سامنے آئے تو لوگ ان کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ عمرؒ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے لوگو! اگر تم ہمارے اعزاز میں کھڑے ہو گئے تو ہم بھی کھڑے ہو جایا کریں گے۔ اگر تم بیٹھو گے تو ہم بیٹھیں گے۔ لوگ خدا کے حضور کھڑے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں انسانوں پر فرض کیں اور کچھ سنن قرار دیں۔ جنہوں نے ان کی پابندی کی وہ کامیاب ہوئے اور جس نے ان کا لحاظ نہ رکھا وہ تباہ ہوا۔''

اس کے بعد فرمایا: ''تم میں سے جو کوئی بھی میرے پاس آئے وہ ان باتوں کا لحاظ رکھے۔

1- مجھ تک ایسی حاجت پہنچائے جس کا مجھے علم نہ ہو۔
2- مجھے ایسے عدل و انصاف کی طرف متوجہ دلائے جو مجھ سے نہ ہو سکا ہو۔
3- سچائی میں میرا ساتھ دے۔
4- مسلمانوں کی امانت کا نگہبان اور محافظ ہو۔
5- میرے پاس کسی کی غیبت نہ کرے۔

## احساس فرض اور طرز زندگی میں تبدیلی

خلافت کا بارگراں اٹھاتے ہی فرض کی تکمیل کے احساس نے آپ کی زندگی بالکل بدل کر رکھ دی۔ وہی عمر جو نفاست پسندی اور خوش لباسی میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، جو خوشبو کے دلدادہ تھے جن کی چال امیرانہ آن بان کی آئینہ دار تھی جن کا لباس فاخرہ تھا اب سراپا عجز و نیاز تھے۔ سلیمان کی تجہیز و تکفین کے بعد پلٹے تو سواری کے لئے اعلیٰ ترین گھوڑے پیش کیے گئے مگر حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے ان پر سوار ہونے سے انکار کر دیا اور کہا ''میرے لئے میرا خچر کافی ہے'' اور انہیں واپس بیت المال میں داخل کرنے کا حکم دیا۔ جب افسر پولیس نیزہ لے کر آگے روانہ ہوا تو اسے ہٹا دیا اور کہا کہ ''میں بھی تمام مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان ہوں۔'' پھر جب سلیمان کے اثاثہ کو ورثا میں تقسیم کرنے کی تجویز پیش کی گئی تو آپ نے سارے سامان کو بیت المال میں داخل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ واپسی کے وقت دستور کے مطابق خیال تھا کہ وہ قصر خلافت میں ضرور داخل ہوں گے لیکن عمر اس کی بجائے یہ کہہ کر کہ ''میرے لئے میرا خیمہ کافی ہے'' اندر داخل ہو گئے۔ آپ کی ملازمہ نے چہرہ دیکھ کر اندازہ لگایا کہ آپ پریشان ہیں۔ پوچھا تو کہا۔ ''یہ تشویشناک بات ہی تو ہے کہ مشرق و مغرب میں امت محمدیہ کا کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس کا مجھ پر حق نہ ہو اور بغیر مطالبہ و اطلاع اس کا ادا کرنا مجھ پر فرض نہ ہو۔''

اس کے بعد مسجد میں جا کر خطبہ دیا جس کا ذکر اس سے پیشتر کیا جا چکا ہے۔

ہر وقت امت مسلمہ کے حقوق کی نگہداشت اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل اور نفاذ کی فکر دامن گیر رہتی جس کی وجہ سے ہمیشہ چہرے پر پریشانی اور ملال کے آثار دکھائی دیتے۔ اپنی بیوی فاطمہ کو حکم دیا کہ تمام زر و جواہر بیت المال میں جمع کرا دو ورنہ مجھ سے الگ ہو جاؤ۔ وفا شعار اور نیک بیوی نے تعمیل کی۔ گھر کے کام کاج کے لئے کوئی ملازمہ مقرر نہ تھی تمام کام ان کی بیوی خود کرتیں۔ الغرض آپ کی زندگی درویشی اور فقر و استغنا کا نمونہ بن کر رہ گئی۔ آپ کی تمام تر مساعی اور کوششیں اس امر پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ ایک بار پھر سنت فاروقی اور عہد فاروقی کی یاد تازہ کر دیں۔ آپ اس پاکیزہ زندگی اور نیک عزائم کی بدولت ہی پانچویں خلیفہ مقرر قرار پائے۔

## اصلاحات — حضرت عمر کے کارنامے

### غصب شدہ جاگیروں اور املاک کی واپسی

اموی حکمرانوں نے اپنے اقتدار کے مختلف ادوار میں بہت سی جاگیریں زمینیں اور جائیدادیں اپنی ذاتی جاگیروں اور املاک میں تبدیل کر لی تھیں۔ عمرؒ بن عبدالعزیز کے سامنے دو راستے تھے یا تو سابقہ اموی حکمرانوں کے دعاوی اور حقوق کی تصدیق کریں یا پھر سرکار دو عالم اور خلفائے راشدین کے مسلک پر چلیں۔ چنانچہ عمر نے اس راہ کو اختیار کیا جو خلفائے راشدین کا اختیار کردہ تھا۔ یہ بے حد مشکل کام تھا لیکن عمرؒ بن عبدالعزیز نے خطرات کی پروا کیے بغیر بنو امیہ کی

جاگیروں کی ضبطی کے احکامات صادر کر دیئے۔ سب سے پہلے آپ نے خود اس سے دستبردار ہو کر رشوت نہ لینے کا اعلان کیا۔ اس کے بعد اہل خاندان کو جمع کر کے فرمایا ''بنی مروان تم کو شرف اور دولت کا بڑا حصہ ملا ہے میرا خیال ہے کہ امت کا نصف یا دو تہائی مال تمہارے قبضہ میں ہے۔'' بنوامیہ اس پر سخت برہم ہوئے اور اعلان کیا کہ ''خدا کی قسم جب تک ہمارے سر تن سے جدا نہ ہو جائیں گے اس وقت تک یہ جائیدادیں واپس نہیں ہو سکتیں۔'' لیکن عمر نے جواب دیا ''خدا کی قسم اگر اس حق میں تم میری مدد نہ کرو گے تو تم کو ذلیل اور رسوا کر کے چھوڑوں گا۔'' یہ کہہ کر آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور عام مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''ان لوگوں (اموی خلفاء) نے ہم ارکان خاندان کو ایسی جاگیریں اور عطیے دیئے خدا کی قسم جن کے دینے کا نہ ان کو کوئی حق تھا اور نہ ہمیں لینے کا۔ اب میں ان سب کو ان کے اصلی حقداروں کو واپس کرتا ہوں اور اپنی ذات اور اپنے خاندان سے شروع کرتا ہوں۔''

بعد ازیں تمام اسناد منگوائی گئیں۔ لوگوں کے سامنے ایک ایک کو پڑھا جاتا اور آپ کو قینچی سے کاٹ کاٹ کر پھینکتے جاتے۔ صبح سے ظہر تک یہ سلسلہ جاری رہا اور اپنے پورے خاندان کی جاگیریں ان کے حقیقی مالکوں کو لوٹا دیں۔ فارغ ہونے کے بعد صوبائی حکام کو بھی ہدایات دیں گئی کہ وہ بھی غصب شدہ املاک واپس کر دیں۔

اس صورت حال سے پریشان ہو کر بنوامیہ نے ہشام بن عبدالملک کو اپنا نمائندہ بنا کر روانہ کیا۔ ہشام نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اپنے طور پر جو چاہیں کریں لیکن پہلے خلفاء کے کیے ہوئے کام کو باقی رہنے دیں۔ اس پر حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے کہا کہ اگر کسی فیصلہ طلب معاملہ میں تمہارے پاس دو قسم کی دستاویزات ہوں ایک امیر معاویہ اور دوسری عبدالملک کی تو تم کس پر عمل پیرا ہو گے؟ ہشام نے جواب دیا ''قدیم دستاویز پر'' اس پر عمرؒ بن عبدالعزیز پکار اٹھے میں کتاب اللہ کو سب پر مقدم سمجھتا ہوں اور اس کے مطابق عمل کی کوشش کروں گا۔ یہ سن کر سعید بن خالد نے انہیں مشورہ دیا کہ آپ بیشک حق و انصاف کے مطابق عمل کریں لیکن گزشتہ خلفاء کی برائی یا بھلائی کو اپنے حال پر رہنے دیجئے اور یہ آپ کے لئے کافی ہو گا۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ اے سعید اگر ایک شخص چند چھوٹے بڑے بچے چھوڑ کر مر جائے اور بڑے لڑکے چھوٹوں کا حق کھا لیں اور چھوٹے بچے اگر تمہارے سامنے ان کے طرز عمل کی شکایت کریں تو تم کیا کرو گے؟ خالد نے کہا میں ان کے حقوق واپس دلاؤں گا تو اس پر عمر نے کہا میرے نزدیک بہت سے خلفاء نے لوگوں پر زیادتیاں کیں۔ لوگوں نے اب مجھ سے شکایت کی اور انصاف چاہا اور میں نے اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہ دیکھی کہ قوی سے لے کر ضعیف کو واپس کر دوں۔ سعید اس گفتگو سے بہت متاثر ہوئے اور کہا خدا امیر المومنین کو توفیق دے۔ آپ نے مظلوموں کی حق رسی کے لئے جس کام کا آغاز کیا اس کو بایہ تکمیل تک پہنچا کر ہی دم لیا اگر چہ بنوامیہ ان کے جانی دشمن بن گئے اور بالآخر انہیں زہر دلوا دیا لیکن عمر ثانی کو حق و انصاف کی راہ پر چلنے سے کوئی چیز نہ روک سکی۔

**باغ فدک** دوسرا اہم مسئلہ باغ فدک کا تھا۔ فتح خیبر کے بعد حضور نبی کریم ﷺ اس کی آمدنی بنو ہاشم کی مختلف ضروریات پر صرف کرتے تھے۔ ایک بار جناب فاطمہؓ نے اپ سے یہ طلب کیا لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ خلفاء راشدین کے زمانہ میں اس کی یہی حیثیت برقرار رہی لیکن مروان بن حکم نے اس کو اپنی ذاتی جاگیر بنا لیا اوراب یہ عمر بن عبدالعزیز کی ملکیت میں تھا۔ خلیفہ بننے کے بعد آپ نے اس کی تحقیق کروائی اوراس نتیجہ پر پہنچے کہ وہ باغ جسے رسول خدا نے اپنی بیٹی فاطمہ کو دینے سے انکار کر دیا وہ میرے لئے کیسے جائز ہے۔ ایک حکم کے ذریعہ باغ فدک کی جو حالت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھی اس کو اس حالت پر لوٹا دیا اوراس کی آمدنی بنو ہاشم پر صرف ہونے لگی۔

**تبرّیٰ پر پابندی** عہد بنوامیہ میں حضرت علیؓ پر خطبات جمعہ میں لعن طعن کی مذموم رسم اختیار کی جا چکی تھی۔ قیام مدینہ کے دوران ہی آپ دشنام طرازی کے اس طریقہ کو ناپسند فرمانے لگے تھے چنانچہ خلیفہ بننے کے بعد آپ نے ایک حکم کے ذریعہ تبرّیٰ کی بندش کر دی اس کے نتیجہ کے طور پر شیعان علی اورارا کین بنو ہاشم بہت خوش ہوئے اور کسی کام میں بھی آپ کی مخالفت نہ کی۔

**احیائے شریعت اوراخلاق کی اصلاح** حضرت عمر بن عبدالعزیز نے احیائے شریعت کے لئے کئی ایک عملی اقدامات اٹھائے۔ عقائد و نظریات کے لحاظ سے مسلمانوں میں جو غلط افکار پھیل رہے تھے آپ نے ان کا تدراک کیا۔ نماز اسلامی عبادات کا بنیادی ستون ہے آپ نے پابندی وقت لازمی قرار دی۔ مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ زکوۃ اور صدقات کے نظام کو منظم کیا۔ ناچ رنگ کی محفلوں پر پابندی لگا دی۔ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگیاں نیکی اور سچائی کے مطابق گزارنے کے مواقع فراہم کیے۔ ولید کے زمانہ میں لوگ باہم ملتے تو عمارتوں کا ذکر کرتے، سلیمان کے زمانہ میں باہمی گفتگو کا موضوع شادی بیاہ اور لونڈیاں ہوتیں، لیکن عمرؒ بن عبدالعزیز کے زمانہ میں دو آدمی باہم ملتے تو ایک شخص دوسرے یہ کہتا کہ رات کو تم کون سا وظیفہ پڑھتے ہو؟ تم نے کتنا قرآن یاد کیا ہے؟ تم قرآن کب ختم کرو گے یا کب ختم کیا تھا؟ اور مہینے میں کتنے روزے رکھتے ہو؟ گویا دین اور مبادیات دین موضوع بن گئیں۔ یہ انقلاب کیا کم تھا۔

آپ نے اخلاقی اصلاح کے لئے وہ تمام رسومات جن کی وجہ سے مسلمان عیش وعشرت کی طرف مائل ہو سکتے تھے ختم کر دیں۔ مسلمانوں کو ناچ گانے رقص وسرور اور موسیقی کی محفلوں میں جانے سے روک دیا۔ جولوگ ایسا کرتے انہیں سزائیں دی جاتیں۔ جنازوں کے ہمراہ نوحہ خوانی اور عورتوں کا رونا پیٹنا قانوناً ممنوع قرار دیا گیا۔ شہروں میں حماموں کا عام رواج ہو گیا تھا جن میں مرد عورتیں اور مرد بے باکانہ غسل کرتے۔ وہاں ستر پوشی کا کوئی معقول انتظام نہ ہوتا تھا۔ دیواروں پر

فحش مناظر اور تصویریں کنندہ ہوتیں جن سے اخلاق پر برا اثر پڑتا تھا لہٰذا آپ نے عورتوں کا حمام جانا ممنوع قرار دیا اور مردوں کے لئے حکم دیا کہ بغیر تہد بند کے حمام میں غسل نہ کریں۔

شراب نوشی کے مکمل انسداد کے لئے مختلف تدابیر اختیار کیں۔ تمام شراب کی دکانیں ختم کر دی گئیں۔ عمال کو فرمان بھیجا کہ کوئی ذمی مسلمانوں کے شہر میں شراب نہ لانے پائے۔

ہر قسم کی شراب کی کشید اور فروخت پر مکمل پابندی لگا دی۔ فیشن پرستی کے بڑھتے ہوئے رجحانات کی روک تھام کی گئی۔ اس زمانہ میں لوگ بطور فیشن بالوں پر پٹیاں جما کر باہر نکلتے۔ آپ نے پولیس کے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ جمعہ کے دن مسجد کے دروازوں میں کھڑے ہو جائیں اور جو شخص پٹیاں جمائے گزرے اس کے بال کاٹ دیں۔ ان تمام اصلاحات کا مقصد مسلم معاشرہ کو پاکیزگی اور سادگی سے ہمکنار کرنا تھا۔

**اشاعت اسلام** ہر اسلامی حکومت کا بنیادی مقصد اشاعت اسلام اور دین حق کی تبلیغ ہے چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اشاعت اسلام کی طرف خصوصی توجہ دی۔ شاہان ماوراالنہر، سندھ کے راجاؤں اور دیگر حکمرانوں کو قبول اسلام کے دعوت نامے لکھے اور بعض اس سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ آپ نے بیرون ملک تبلیغ دین کے لئے وفود بھیجے۔ جو ذمی اسلام لے آتے ان سے جزیہ معاف کر دیا جاتا صرف خراسان ہی میں جراح بن عبداللہ الحکمی کے ہاتھ پر 4 ہزار ذمی مسلمان ہوئے۔ سلیط بن عبداللہ المنقی کو تبلیغ دین کے لئے تبت روانہ کیا اس طرح شمالی افریقہ کے بربریوں کو بھی تبلیغ کے ذریعہ دائرہ اسلام میں داخل کرنے کی کوششیں کی گئیں چین میں بھی تبلیغ اسلام کے لئے وفود روانہ کئے گئے۔ ان تبلیغی مساعی کی بناء پر لاتعداد لوگ مسلمان ہوئے اور اسلام کی وسیع پیمانے پر اشاعت ہوئی۔

**جیل خانہ کی اصلاحات** خلفائے راشدین کے دور میں وہ لوگ جو کسی جرم کی سزا پا کر قید خانہ میں ڈال دیئے جاتے تو ان کو ضروری مراعات دی جاتی تھیں لیکن امویوں کے دور میں ایسی متعدد خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں جن کی اصلاح ضروری تھی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل ہدایات جاری کیں۔

1- کسی شخص کو محض شک کی بناء پر گرفتار نہ کیا جائے اور نہ محض شک کی بنیاد پر سزا دی جائے۔
2- جن جرائم کیلئے سزا مقرر نہیں ان کی تعزیر مقرر کر دی جس کی انتہائی تعداد 30 کوڑے تھے۔
3- حکم دیا کہ کسی قیدی کو اتنی بھاری بیڑیاں نہ پہنائی جائیں جس سے وہ نماز نہ پڑھ سکے اور قاتل کے سوا رات کو تمام قیدیوں کی بیڑیاں اتار دی جائیں۔
4- قید کے دوران انہیں کھانے کی بجائے ماہوار رقم دینے کا حکم جاری کیا۔
5- مختلف نوعیت کے قیدیوں کو الگ الگ رکھا جائے اور ان کی اچھی طرح خبر گیری کی جائے، بالخصوص عورتوں کو مردوں سے الگ رکھنے کی تاکید کی۔

6- تمام عمال کو ہدایات دیں کہ وہ قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور ابوبکر بن حزم کو حکم دیا کہ وہ ہفتے کے روز جیل کا معائنہ کیا کریں۔

## معاشی اصلاحات

**بیت المال کی اصلاح** حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے بیت المال کو خلیفہ کی بجائے عوام کی ملکیت قرار دیا اس میں سے تحفے تحائف اور انعامات دینے کا طریقہ موقوف کر دیا گیا۔ اس میں جمع ہونے والی مختلف رقوم کو ان کے شرعی طور پر متعین مقاصد پر ہی خرچ کیا جانے لگا۔

**غیر اسلامی ٹیکسوں کی تنسیخ** حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے ان تمام ٹیکسوں کو منسوخ کر دیا جو خلفائے بنوامیہ نے لگا رکھے تھے اور شریعت ان کی اجازت نہیں دیتی تھی مثلاً خلیفہ نے نومسلموں سے جزیہ کی وصولی فوری طور پر موقوف کر دی۔ ایک عامل حیان بن شریح نے لکھا کہ اس حکم سے اس کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے ہیں کہ آمدنی گھٹ گئی ہے اور مجھے قرض لے کر مسلمانوں کے وظیفے دینے پڑے ہیں۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ جزیہ نومسلموں سے بہرحال موقوف رکھو کیونکہ رسول کریم ﷺ ہادی بنا کر بھیجے گئے تھے نہ کے محصول جمع کرانے والے۔

**محاصل کی فراہمی میں بددیانتی کا انسداد** حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے ایک طرف تمام ناجائز ٹیکس منسوخ کئے اور دوسری طرف بددیانتی کا انسداد کر کے سرکاری رقوم کو خرد برد ہونے سے بچایا۔ اس طرح بحیثیت مجموعی بیت المال کی آمدنی میں کمی کی بجائے اضافہ ہوا۔ آپ نے عوام کو سرکاری افسران کی سختی سے بچانے کے لئے وصولی محاصل کے لئے تفصیلی ہدایات بھیجیں اور تشخیص میں نرمی کا حکم دیا۔

**کفایت شعاری** حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان تمام فضول خرچیوں کا انسداد بھی کیا جو آپ سے پہلے روا رکھی جاتی تھیں اس طرح عوام کے مال کو ضائع ہونے سے بچایا۔

**عمال کی نگرانی** حضرت عمر بن عبدالعزیز نظام حکومت میں نہایت اہم اور انقلابی تبدیلیاں لانے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ آپ نے ظالم و جابر عمال کو ان کے عہدوں سے معزول کر دیا۔ بالخصوص حجاج کے مقرر کردہ عمال اپنے عہدوں سے ہٹا دیئے گئے اور ان کی جگہ نیکوکار اور خدا ترس حاکم مقرر کیے گئے۔ آپ اپنے کسی رشتہ دار کو کسی عہدہ پر فائز نہ کرتے۔ تقرری کی بنیادی شرط اہلیت اور قابلیت کے علاوہ امانت و دیانت اور تقویٰ تھی۔ عمال کو تاکیدی احکام جاری کیے کہ وہ عدل و انصاف سے کام لیں اور لوگوں کے حقوق ان کو ادا کریں اور حجاج کی سی روش اختیار نہ کریں۔ ذمیوں کے ساتھ بالخصوص نرمی کے ساتھ پیش آنے کی ہدایات دیں اگرچہ اپنا روزینہ دو

درہم سے زیادہ نہ تھا لیکن عمال اور حاکموں کی تنخواہیں نہایت فیاضی سے مقرر کیں تاکہ وہ رشوت نہ لیں اور فکر معاش سے آزادرہ کر کام کریں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی معاشی اصلاحات کے نتائج کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حجاج بن یوسف اپنی سخت پالیسی اور نومسلموں پر جزیہ لگانے کے باوجود عراق سے ایک کروڑ چالیس لاکھ سے زیادہ آمدنی حاصل نہ کر سکا جب کہ آپ کے عہد میں یہ آمدن دو کروڑ 40 لاکھ درہم تک پہنچ گئی اور عوام کی خوشحالی کا یہ عالم تھا کہ زکوۃ لینے والا کوئی نہ ملتا تھا۔

**تعلیمی خدمات** آپ نے قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیمات اور تدوین حدیث اور اس کی ترویج و اشاعت کے لئے خصوصی اقدامات کیے۔ آپ نے قاضی ابوبکر بن حزم کو لکھا لوگوں کو چاہئے کہ عام طور پر علم کی اشاعت کریں۔ ان کی تمام ضروریات پوری کرتے۔ بہت سے علماء کو دیگر علاقوں میں تعلیم کی اشاعت کے لئے روانہ کیا۔ حضرت نافع جو مدینہ کے مشہور فقیہہ تھے ان کو علم حدیث کی تعلیم کے لئے مصر روانہ کیا۔ بدوؤں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ تکمیل تعلیم کے لئے طلباء کو وظائف دیئے جاتے، علماء کی قدر کی جاتی اور ان کے ساتھ فیاضی سے پیش آتے، ان کو سو سو دو دو سو دینار ماہانہ وظائف دیئے جاتے تاکہ فکر معاش سے آزادرہ کر وہ اپنا فرض ادا کر سکیں۔ علم قرآت کے فروغ کے لئے دور دور تک قاری بھیجے گئے چنانچہ آپ کی ذاتی دلچسپی کی بدولت لوگوں میں تعلیم عام ہوگئی۔

**ذمیوں سے حسن سلوک** خلفائے راشدین کے بعد اموی خلفاء کے عہد میں مسلمانوں کی طرح ذمیوں کے ساتھ بھی زیادتیاں ہوئیں۔ عمرؒ ثانی نے اس سلسلے میں عمال کو لکھا:

> ''ذمیوں کے ساتھ نرمی و شفقت سے پیش آیا جائے۔ بوڑھے اور ناداروں کی کفالت کا انتظام کیا جائے۔ ذمیوں کے خون کی قیمت مسلمان کے خون کے برابر ہے اور کوئی مسلمان کسی ذمی کے مال پر دست درازی نہ کرے۔ غضب شدہ مال کی واپسی کے وقت ذمیوں کے ساتھ بھی انصاف سے کام لے کر ان کی املاک ان کو واپس کی جائیں۔ ان کے مذہبی حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ جزیہ کی وصولی کے سلسلہ میں عمال کو نرمی اختیار کرنا چاہئے۔ قانون کی نظر میں ذمی اور مسلمان کو برابر کا درجہ دیا گیا۔ چنانچہ ایک بار ہشام نے کسی عیسائی کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ عمرؒ بن عبدالعزیز نے ہشام جیسے ذمی اثر اموی اور عام عیسائی کو عدالت میں ایک جگہ کھڑا کیا اور مقدمہ سننے کے بعد ہشام کے خلاف فیصلہ دیا۔''

**خوارج سے سلوک** اپنے مخصوص انتہا پسندانہ عقائد و نظریات کی بناء پر خوارج ہمیشہ سے قتل و غارت گری اور بغاوتوں کا سبب بنے رہتے تھے۔ آپ نے ان کے خلاف

بھی تلوار کو روک دینے کی پالیسی اختیار کی اور ان کے لیڈر بسطام کو مناظرہ کی دعوت دی۔ اسے لکھا کہ اگر ہم لوگ حق پر ہوں تو تم لوگ عام مسلمانوں کے مطیع ہو جاؤ اور اگر تم حق پر ہو تو ہم اپنے متعلق غور کریں چنانچہ بسطام نے دو آدمیوں کو آپ سے مناظرہ کی خاطر روانہ کیا۔ ان میں ایک تو از حد متاثر ہو کر واپس ہوا لیکن دوسرے نے آپ کے موقف کو تسلیم نہ کیا تاہم خوارج آپ کے عہد حکومت میں اپنی باغیانہ روش سے باز رہے۔

**رفاہ عامہ** عمر بن عبدالعزیز کو رعایا کی بہتری اور خوشحالی کا ہمیشہ خیال رہا۔ چنانچہ آپ نے تمام ممالک محروسہ میں نہایت کثرت سے سرائیں بنوائیں۔ سمرقند کے عامل کو لکھا کہ خوب سرائیں بنواؤ، مسلمانوں اور مسافروں کی سفر کے دوران تواضع کرو اور ان کی سواریوں کی دیکھ بھال کرو۔ ملک میں لنگر خانے کھولے گئے جس میں فقراء مساکین اور مسافروں کو کھانا مہیا کیا جاتا۔ ملک میں چراگاہیں عام کی گئیں، تعمیرات کے ضمن میں حدود حرم کی تجدید کی گئی۔ مسجد نبویؐ کی تعمیر کی اور رملہ کے شہر کو مکمل کیا۔ سرحد پر تباہ شدہ شہروں کو از سر نو تعمیر کرایا اور ان کی قلعہ بندی کی۔

**اصلاحات کے نتائج** حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اصلاحات کے اسلامی حکومت پر بہت خوشگوار نتائج مرتب ہوئے۔ جمہوری و اسلامی روح کے لوٹ آنے کی وجہ سے حکومت کا احترام عوام کے دلوں میں بحال ہو گیا۔ آپ کی حکومت کی اصل قوت پولیس کی بجائے مقبولیت عوام تھی۔ آپ کی معاشی اصلاحات سے عوام اس حد تک خوشحال ہوئے کہ صرف 2 سال کے عرصہ میں یہ حالت ہو گئی کہ زکوۃ کا مستحق ڈھونڈنا مشکل ہو گیا تھا۔ آپ کی اخلاقی و دینی اصلاحات نے عوام میں تقویٰ و دینداری کو فروغ دیا۔ ان کو سادہ زندگی کا خوگر بنایا اور ان کا سکون قلب لوٹ آیا۔ آپ ان مذہبی اصلاحات کی وجہ سے اسلام کے مجدد الف اول قرار پائے۔ آپ کی راست بازی، انصاف گستری اور اتباع حق کی صفات کا نتیجہ یہ نکلا کہ اموی حکومت کے شدید ترین دشمن بھی آپ کا احترام کرنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ خارجی پروپیگنڈہ موقوف ہو گیا۔ اہل بیت بھی آپ کے حسن سلوک سے متاثر تھے۔ عباسی خلیفہ السفاح نے اقتدار پر فائز ہونے کے بعد جب اموی خلفاء کی لاشوں کی بے حرمتی کی تو حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کی لاش کے ساتھ وہ کوئی نازیبا حرکت نہ کر سکا۔

**وفات** عمرؒ بن عبدالعزیز بڑی مستقل مزاجی کے ساتھ احیائے شریعت اور عادلانہ نظام کے قیام میں دل و جان سے کوشاں تھے۔ بنو امیہ کے مفادات براہ راست ان کی اصلاحات کا نشانہ بنے جب انہیں خطرہ محسوس ہونے لگا کہ وہ خلافت کی موروثی حیثیت ہی کو ختم نہ کر دیں تو آپ کے ایک خادم کو ایک ہزار اشرفی دے کر آپ کو زہر دلوا دیا۔ دوران علالت آپ کو اس کا علم ہو گیا لیکن آپ نے اس شخص سے کوئی انتقام نہ لیا صرف اشرفیاں لے کر بیت المال میں داخل کر دیں اور اس غلام کو آزاد کر دیا اور اسے کہا کہ یہاں سے اتنی دور چلا جا کہ میرے وارث تمہیں پکڑ نہ سکیں۔



رجب 101ھ جنوری 720ء میں آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

**سیرت و کردار** بنوامیہ کی حکومت کے پورے 92 سال دور میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے ڈھائی سال تاریکی میں روشنی کا مینار ہیں۔ آپ نے دولت و ثروت اور ناز و نعم کے گہوارہ میں آنکھ کھولی اور پرورش پائی۔ مدینہ کے علمی ماحول نے آپ کی علمی صلاحیتوں کو خوب اجاگر کیا۔ آپ کی علمی فضیلت کی بنا پر ہی میمون بن مہران جیسے عالم نے آپ کو معلم العلماء کا خطاب دیا اور کہا کہ ''عمر بن عبدالعزیز کے سامنے علماء کی حیثیت شاگردوں کی سی ہے۔ اگر تختِ حکومت مقدر نہ ہو چکا ہوتا تو آپ مسندِ علم و فضیلت کے صدر نشین ہوتے اور امام زمانہ کہلاتے۔''

طبعاً نفاست پسند تھے خلافت پر فائز ہونے سے پہلے آپ کی وضع قطع امیرانہ تھی۔ جب گورنر تھے تو ان کی وضع قطع سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ گورنر ہیں لیکن خلیفہ ہونے کے بعد درویشی اور فقر کو اس طرح شعار بنایا کہ ظاہری صورت دیکھ کر کوئی نہ پہچان سکتا تھا کہ وہ خلیفہ ہیں۔

آپ رات کی تنہائیوں میں اکثر روتے۔ جب لوگوں کو آپ کے اس طرح رونے کا علم ہوا تو پوچھنے پر فرماتے: ''تم لوگ رونے پر مجھے ملامت نہ کرو کیونکہ فرات کے کنارے ایک بچہ بھی ہلاک ہو جائے تو اس کے بدلہ میں عمر پکڑا جائے گا۔''

دیانت، سادگی اور تقویٰ آپ کی سیرت و کردار کا سب سے نمایاں جزو تھا۔ خلیفہ بننے کے بعد اپنی تمام املاک بیچ کر بیت المال میں جمع کرا دیں۔ لباس انتہائی بوسیدہ اور موٹا پہنتے تھے حتیٰ کہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو سوائے اس ایک کرتہ کے جو پہنے ہوئے تھے کوئی دوسری قمیض تک نہ تھی۔ دیانت کا یہ حال تھا کہ جب تک خلافت کا کام کرتے بیت المال کی شمع جلاتے لیکن اس کے بعد ذاتی چراغ جلواتے۔ ایک بار بیت المال سے مشک ان کے سامنے لا کر رکھا گیا تو آپ نے اپنی ناک بند کر لی اس کی خوشبو دماغ میں نہ جا سکے۔ ایک بار بیت المال کے کوئلوں سے گرم کیا ہوا پانی وضو کے لئے لیا گیا تو آپ نے استعمال سے انکار کر دیا۔ آپ کی غذا نہایت سادہ تھی۔ مسور کی دال اکثر استعمال کرتے۔ یہی حال سب اہل خانہ کا تھا۔ تنگ دستی اور عسرت نے مسلسل گھر میں ڈیرے ڈال رکھے تھے آپ نے اپنے اہل خانہ اور بال بچوں کو اس تنگ دستی اور فاقہ مستی میں رہنے کا خوگر بنایا۔

لوگ انہیں اویس قرنی سے زیادہ زاہد و عابد مانتے ہیں کہ اویس قرنی کو دنیا سے سابقہ ہی نہ پڑا، لیکن عمر بن عبدالعزیز کے پاس دنیا پوری آن بان کے ساتھ آئی اور انہوں نے اسے ٹھکرا دیا۔ شاہ روم نے جب آپ کی وفات کی خبر سنی تو آبدیدہ ہو گیا اور کہا۔

''اگر عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی مردوں کو زندہ کر سکتا تو عمر بن عبدالعزیز ہی کر سکتے تھے۔ مجھے اس راہب کی حالت پر کوئی تعجب نہیں جس نے اپنے دروازے کو بند کر کے دنیا کو چھوڑ دیا اور عبادت میں مشغول ہو گیا۔ مجھے اس شخص کی حالت پر تعجب ہے جس

کے قدموں کے نیچے دنیا تھی اور اس نے اسے پامال کر کے راہبانہ زندگی اختیار کی۔"

مالک بن دینار نے فرمایا۔

"لوگ کہتے ہیں مالک زاہد ہے۔ مالک کیا زاہد ہے زاہد عمر بن عبدالعزیز ہیں کہ دنیا منہ کھولے ہوئے ان کے سامنے آئی اور انہوں نے اس سے منہ موڑ لیا۔"

آپ نہایت خوش خلق، نرم خو اور شیریں بیان تھے، تواضع مدارات، عجز و انکساری محبت ہمدردی، شفقت اور رحم دلی آپ کی سیرت کا نمایاں پہلو ہیں۔ جرات اور آزادی اور بے باکی آپ کا شیوہ تھا۔ جو بات کہتے برملا کہتے۔ آپ ایک عظیم اسلامی سلطنت کے امیر اور خلیفہ تھے اور اس حیثیت سے مملکت کے تمام ذرائع ان کی گرفت میں تھے لیکن آپ نے نہ تو دو درہم روانہ سے زیادہ بیت المال سے خرچ لیا اور نہ رہنے کے لئے گھاس کا ایک جھونپڑا تک تعمیر کیا اور نہ ہی اپنی اولاد کے لئے کوئی قابل ذکر ترکہ چھوڑا۔ دراصل آپ عہد فاروقی کی نقش بہ نقش پیروی کرنے کے لئے کوشاں تھے اور سنت فاروقی کا شیوہ تو یہی ہے۔

**پانچویں خلیفہ راشد** عنان حکومت جب بنو امیہ کے ہاتھ میں آئی تو انہوں نے خلافت کو موروثی بنا کر ملوکیت میں تبدیل کر دیا حالانکہ اسلامی نظریات کے مطابق خلاف جمہوری ادارہ تھی۔ خلافت راشدہ کا نظام عوام کی رائے اور مشورہ اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے اصول پر قائم تھا۔ ان میں نہ کوئی بادشاہ تھا اور نہ غلام۔ خلیفہ اپنے اعمال کے لئے خدا اور خلق دونوں کے سامنے جواب دہ تھا۔ عمرؒ بن عبدالعزیز کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ آپ نے زمانے کی باگ پھیر کر اس کا ناطہ ایک بار پھر خلافت راشدہ سے جوڑ دیا۔ خلیفہ مقرر ہونے کے بعد آپ نے عوام کے سامنے جا کر اپنی دست برداری کا اعلان کیا اور جب تک عوام نے ان کو خلیفہ نہ چنا آپ اس ذمہ داری کو اٹھانے سے انکاری رہے۔ آپ نے ہر معاملہ میں حضرت عمر فاروقؓ کی مثال کو سامنے رکھا اور اپنے فکر و عمل سے ایک بار پھر عہد فاروقی کی یاد تازہ کر دی۔ آپ سے پہلے مختلف حکمران اسلام کے دیئے ہوئے نظام مذہب و اخلاق اور سیاست و حکومت میں طرح طرح کی رنگ آمیزیاں کر رہے تھے۔ آپ نے ان سب خرابیوں سے حکومت و معاشرہ کو پاک کرنے کی کوششیں کیں۔ ملوکیت کی امتیازی خصوصیات مٹانے کی پوری کوشش کی۔ آپ نے بیت المال کو پھر قومی امانت کا درجہ دیا۔ چھوٹے بڑے کے امتیازات جبر و استبداد کے نشانات اور حکمرانوں کے ظلم و ستم کو ختم کر کے آپ نے خلاف راشدہ کے نقش قدم پر چل کر اسلام کا نظام عدل دوبارہ قائم کیا۔ آپ نے خلافت کی موروثی حیثیت کو بھی ختم کرنے کی کوشش کی لیکن بنوامیہ کی ریشہ دوانیوں نے انہیں یہ تبدیلی لانے کی مہلت نہ دی۔ تجدید و اصلاح کے اس کارنامہ کی بدولت آپ کا زمانہ خلافت راشدہ میں شمار کیا جاتا ہے اور آپ کو پانچواں خلیفہ راشد مانا جاتا ہے۔



# امتحانی سوالات

1- حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی اصلاحات پر بحث کیجئے۔ فیصل آباد بورڈ 2015ء
2- حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی اصلاحات بیان کیجئے۔ فیصل آباد بورڈ 2013ء
3- عمر بن عبدالعزیزؒ کی سیرت و کردار بیان کیجئے۔ لاہور 2011ء
4- حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی سیرت و کردار بیان کیجئے۔ لاہور بورڈ 2011ء
5- حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی اصلاحات بیان کیجئے۔ لاہور بورڈ 2011ء
6- عمر بن عبدالعزیزؒ کی سیرت و کردار بیان کیجئے۔ گوجرانوالہ بورڈ 2012ء
7- **مختصر جواب دیں۔**

- حضرت عمر بن العزیز کے عہد میں خوارج کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کیا گیا؟
- عمر بن العزیز نے جزیہ کے نفاذ کے بارے میں کیا فیصلہ کیا؟
- عمر بن العزیز نے بنو ہاشم کے بارے میں کیا پالیسی اپنائی؟
- حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں اسلام کی تبلیغ کے لئے کیا اقدامات کئے گئے؟
- باغ فدک کے بارے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کیا فیصلہ کیا؟
- تبرّیٰ سے کیا مراد ہے اس کو کس نے ختم کیا؟
- سلیمان کی وفات کے بعد نئے خلیفہ کی بیعت لینے کا کام کسے سونپا گیا؟ (رجاء بن حیات)
- اموی شہزادوں سے کس کو یقین تھا کہ خلیفہ اسے بنایا جائے گا اور وصیت نامہ کھلنے پر اسے سخت صدمہ ہوا۔ (ہشام بن عبدالملک)
- عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں خارجیوں کا سردار کون تھا؟ (بسطام)



# 21 یزید ثانی

101ھ تا 105ھ 720ء تا 724ء

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد یزید بن عبدالملک تخت نشین ہوا۔ یہ ایک اوباش اور عیاش طبع انسان تھا۔ عمر بن عبدالعزیز سلیمان کی وصیت کو کالعدم قرار دے کر یزید کی نامزدگی کو ختم نہ کر سکے تاہم وفات سے قبل بلا کر اسے عدل و انصاف سے حکمرانی کرنے کی تلقین کی لیکن اس کا جذبہ عیاشی عود کر آیا اور عمر ثانی کی وفات کے 40 روز بعد ہی ان کی جاری کردہ تمام اصلاحات کا خاتمہ کر کے وہی پرانا نظام دوبارہ نافذ کر دیا۔ اس کے عہد حکومت میں مضری اور حمیری آویزش دوبارہ زندہ ہوئی اور اس باہمی کشمکش کی بدولت بنوامیہ کا زوال قریب سے قریب تر ہو گیا۔

**یزید بن مہلب کی بغاوت** بنوامیہ کے زمانہ میں آل مہلب کو کافی عروج حاصل ہوا۔ خلیفہ سلیمان کے زمانہ میں یزید بن مہلب خراسان کی ولایت پر مامور تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے بیت المال کی رقم میں خرد برد کے الزام میں گرفتار کر کے اسے جیل میں ڈال دیا۔ یزید بن مہلب کا تعلق حمیری (یمنی) قبیلہ سے تھا۔ یہ اپنے ایام اقتدار میں حجاج کے خاندان کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آیا تھا۔ یزید بن عبدالملک چونکہ مضری قبیلہ کا ہمنوا تھا اس لئے یزید بن مہلب کو اپنی زندگی خطرہ میں نظر آئی چنانچہ عراق پہنچ کر اپنے بھائی کی مدد سے بغاوت کر دی۔ خلیفہ یزید ثانی نے مسلمہ بن عبدالملک اور عباس بن ولید کی ماتحتی میں مقابلہ کے لئے فوج روانہ کی دونوں فوجوں کا آمنا سامنا انبار کے مقام پر ہوا امویوں نے دریائے فرات کے پل کو آگ لگا دی۔ مہلب کی سپاہ میں افراتفری مچ گئی اور وہ میدان سے بھاگ نکلے۔ ابن مہلب مارا گیا۔ اسکے دوسرے بھائی بھی یکے بعد دیگرے مارے گئے اور اس طرح آل مہلب کی خوفناک بغاوت کا خاتمہ ہوا۔

**نتائج** اس بغاوت اور آل مہلب کے قتل کے نتائج بڑے دوررس تھے۔ اس واقعہ نے بنوامیہ کی تاریخ کے رخ کو تباہی اور زوال کی طرف موڑ دیا۔ مضری اور حمیری (یمنی) عربوں کی قدیم کشمکش اندلس، شمالی افریقہ، سندھ اور خراسان تک پھیل گئی۔ اس باہمی عداوت اور قبائلی عصبیت کی بدولت ان ملکوں کے حالات بد سے بدتر ہو گئے اور دشمنان اسلام کو کامیابی حاصل کرنے کا موقع ملا۔ بالآخر ملک کے اندر ایک خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہو گئی جس سے فائدہ اٹھا کر بنو عباس نے اموی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔

**بغاوتیں** یزید ثانی ایک نااہل حکمران تھا چنانچہ اس کے عہد حکومت میں قبائلی تعصّبات کے علاوہ خوارج اور دیگر مخالفین نے سر اٹھانے کی کوششیں کیں۔ آل مہلب کے زوال کے بعد یزید ثانی نے عراق کی ولایت مسلمہ بن عبدالملک کے سپرد کی۔ مسلمہ نے اپنے داماد سعید بن عبدالعزیز کو

خراسان کا والی مقرر کیا۔ یہ بھی عیش پسند اور کمزور حکمران تھا اس کی کمزوری اور بزدلی سے فائدہ اٹھا کر چند ترک اور صغدی قبائل آمادہ بغاوت ہوئے۔ ترکوں نے بڑھ کر قصر باہلی کا محاصرہ کرلیا جہاں مسلمان رہتے تھے۔ والی سمرقند عثمان بن عبداللہ نے مسیب بن بشیر ریاحی کو ترکوں کے مقابلہ پر فوج دے کر روانہ کیا۔ مسیب نے بڑی شدت سے ترکوں پر ہلہ بول دیا اور وہ محاصرہ اٹھا کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔

اس کے بعد مسلمانوں نے صغدیوں کا تعاقب کیا کیونکہ انہوں نے قصر باہلی کے محاصرہ کے دوران ترکوں کی مدد کی تھی۔ اس دوران سعید بن عبدالعزیز کو برخاست کر کے سعید بن ہبیرہ کو خراسان کا والی بنا دیا گیا۔ اس نے انتہائی چابکدستی کے ساتھ ان کی طاقت کا قلع قمع کر دیا اور کش اور نف کے علاقوں پر قبضہ کرلیا۔

اس دوران 104ھ میں آذر بائیجان کے علاقہ میں بغاوت پھیل گئی۔ خزر، قپاق اور ارمن نے متحد ہو کر مسلمانوں کو شکست دی۔ یزید کو یہ حالات معلوم ہوئے تو جراح بن عبداللہ حکمی کو آرمینیہ کا حاکم مقرر کیا اور شام سے امدادی فوج روانہ کی۔ ابھی متحارب گروہوں میں کشمکش جاری تھی کہ یزید ثانی کا انتقال ہوا اور ان مہمات کی تکمیل ہشام کے زمانہ میں ہوئی ان فتوحات کے علاوہ روم میں عباس بن ولید نے 103ھ / 722ء میں ولسہ اور مروان بن محمد نے قونیہ فتح کئے خوارج نے بھی شورش برپا کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔

**وفات** جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے یزید ثانی انتہائی عیاش اور نااہل حکمران تھا وہ اپنی دو داشتاؤں حبابہ اور سلامہ کے عشق میں اندھا ہو چکا تھا۔ ملکی معاملات تباہی سے دوچار تھے۔ لیکن اسے اپنی نشاط کی محفلوں سے غرض تھی۔ ایک دن وہ اپنی محبوب حبابہ کے ساتھ باغ میں داد عیش دے رہا تھا کہ ازراہ مذاق اس نے ایک گٹھلی حبابہ کے منہ میں پھینکی جو اتفاق سے اس کے حلق میں اٹک کر رہ گئی جس کی بناء پر اس کی موت واقع ہوگئی۔ یزید ثانی پر اس ناگہانی حادثہ کا بے حد اثر ہوا اور وہ تین دن تک اس کی لاش سے لپٹ کر روتا رہا۔ بڑی مشکل سے اسے جدا کیا گیا لیکن وہ اس صدمہ جانکاہ سے بچ نہ سکا اور ایک ہفتہ بعد خود بھی راہئی ملک عدم ہوا۔

یزید ثانی کا دور بنو امیہ کا بدترین دور تھا۔ اس دور میں بنو امیہ کے زوال کا آغاز ہوا۔ تمام مملکت اس کی سیاہ کاریوں اور نااہلی سے متاثر تھی۔ لوگ معاشرتی برائیوں سے تنگ آ کر صدائے احتجاج بلند کر رہے تھے۔ ہر طرف ابتری اور ذہنی انتشار کا دور دورہ تھا۔ اس دور میں عباسی دعوت اور پراپیگنڈہ کا آغاز ہوا اور امیر معاویہؓ کی بادشاہت یزید کا جور و جفا، امام حسینؓ کی شہادت، حجاج کا ظلم و ستم، عرب اور غیر عرب کا فرق، نومسلموں کے ساتھ امتیازی سلوک اور مضری اور حمیری کشمکش ایسے واقعات تھے جو بنو امیہ کے خاتمہ کی ہر جدوجہد کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے بہترین فضا مہیا کر رہے تھے۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے تاریخ کے دھارے کو بدلنے کی کوشش کی لیکن یزید ثانی کی نااہلیت اور کوتاہ اندیشی کی بدولت بنو عباس کی کامیابی کے امکان روشن سے روشن تر ہو گئے اور چند ہی برس بعد اموی خلافت کی بساط لپیٹ دی گئی۔

# 22 ہشام بن عبدالملک

105ھ تا 125ھ 724ء تا 743ء

**خلافت** یزید ثانی کی وفات کے بعد 724ء میں ہشام تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اس وقت اسکی عمر 34 برس تھی۔ تخت نشینی کے وقت وہ رصافہ میں مقیم تھا۔ ہشام بن عبدالملک کے لائق ترین فرزندوں میں سے تھا۔ اس کے پیشرو یزید بن عبدالملک کا دور بنوامیہ کا بدترین زمانہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی نااہلی، عیش پرستی، قبائلی عصبیت اور اندرون ملک بے چینی نے کئی نئے اور پیچیدہ مسائل پیدا کر دیئے تھے۔ ہشام نے جونہی تخت خلافت پر قدم رکھا اپنے آپ کو قبائلی تعصبات نفرت اور گوناگوں مشکلات میں گھرا پایا۔ اپنے عہد حکومت کے پونے بیس برس وہ مسلسل اس کوشش میں مصروف رہا کہ بنوامیہ کی روبہ زوال حکومت کو تباہی سے بچا سکے۔ اس کی یہ طویل جدوجہد ہمت و شجاعت اور حوصلہ و تدبر کی ایک شاندار داستان ہے۔ اگرچہ وہ بنوامیہ کو زوال سے تو نہ بچا سکا لیکن اس نے ان کے گرتے ہوئے قصر اقتدار کو وقتی طور پر سہارا دیا اور بہت سی کامیابیاں حاصل کر کے اس کے وقار کو بحال کیا۔

## اہم واقعات اور فتوحات

**ترکستان کی مہمات** تخت نشین ہونے کے بعد ہشام نے وسط ایشیا کے سرکش ترکوں کو مغلوب کرنے کے لئے کئی ایک مہمات روانہ کیں کیونکہ ترک سردار خاقان چین کی مدد سے خودمختاری کے لئے کوشاں تھے۔

ہشام کی تخت نشینی کے وقت عمرو بن ہبیرہ عراق کا گورنر تھا۔ ہشام نے اسے ہٹا کر خالد بن ولید عبداللہ القسری کو گورنر مقرر کر دیا۔ القسری نے اسعد بن سعید کی جگہ خراسان کی ولایت پر اپنے بھائی اسد القسری کو مامور کیا۔ اس نے 726ء میں دوبارہ غور پر حملہ کر کے غوریوں کو شکست دی۔ لیکن چونکہ اسد القسری قبائلی عصبیت کا شکار تھا اس لئے ہشام نے امیر اشرس بن عبداللہ سلمی کو خراسان کا حاکم مقرر کیا۔ اشرس نے جنگ سے ہاتھ روک کر تبلیغ اسلام کے ذریعہ سے اس علاقہ میں امن و امان قائم کیا لیکن نومسلموں کو جزیہ معاف نہ کیا۔ سات ہزار نومسلمانوں نے اس غیر منصفانہ پالیسی کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کے طور پر بغاوت کر دی۔ یہ بغاوت صغد اور بخارا تک پھیل گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس آگ نے سارے ماوراالنہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ترکوں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ اس کے علاوہ حقیقت پسند عربوں نے بھی نومسلموں کے اس مطالبہ کی تائید کی۔

اشرس کو ہٹا کر جنید بن عبدالرحمٰن کو خراساں کا گورنر بنایا گیا۔ اس نے ترکوں کو ابتدائی شکستیں دینے کے بعد طخارستان پر فوج کشی کی دوسری طرف ترکوں نے صغد، فرغانہ اور چاچ کی سپاہ کے

ساتھ اشتراک کرتے ہوئے سمرقند پر حملہ کر دیا۔ جنید کے پاس چند ہزار سپاہی تھے جنہیں لے کر وہ فوراً آگے بڑھا اور سمرقند کے قریب دونوں افواج کے درمیان جنگ ہوئی۔ جنید نے حوصلہ قائم رکھا اور دو دن تک بڑی بہادری سے ترکوں کو مزاحمت کی مگر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس دوران حاکم سمرقند سورہ 12 ہزار سپاہ لے کر جنید کی امداد کے لئے آگے بڑھا لیکن خاقان کی فوج نے زبردست ہلہ بول دیا۔ سورہ کی فوج میں بمشکل 2 ہزار آدمی بچ سکے بقیہ مارے گئے حالات سخت مایوس کن تھے۔ جنید نے آخری بار مقابلہ کی ٹھانی اور اعلان کر دیا کہ ''جو غلام اس جنگ میں کارہائے نمایاں دکھائے گا وہ آزاد ہے۔'' اس پر مسلمان اس جذبہ سے لڑے کہ ترکوں کو میدان چھوڑتے ہی بنی اور جنید فتح مندانہ سمرقند میں داخل ہوا۔ فتح کے بعد جنید نے خلیفہ کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ ہشام نے 2 ہزار فوج بطور کمک روانہ کی۔ اس دوران خاقان نے بخارا کی طرف پیش قدمی کی۔ جنید بھی فوراً وہاں پہنچ گیا چنانچہ ترک وہیں سے واپس چلے گئے۔

## حارث بن شریح کی بغاوت

خراسان کے والی عاصم بن عبداللہ بلالی کے زمانہ میں امیر حارث بن شریح نے اسلامی حکومت کے قیام کا نعرہ لگا کر ساتھ ہزار آدمیوں کو اپنا ہمنوا بنا لیا۔ ان میں عرب نومسلم اور ترک سبھی شامل تھے امیر حارث جب بلخ جوزجان وغیرہ فتح کرنے کے بعد خراسان کے دارالحکومت مرو کی طرف بڑھا تو عاصم کے ہاتھوں شکست کھائی لیکن اس کی قوت زائل نہ کی جا سکی۔ چنانچہ عاصم کی جگہ اسد القسری کو خراسان کا گورنر مقرر کیا جس نے مسلسل معرکہ آرائیوں کے بعد حارث کو خراسان کے علاقہ سے نکال دیا اور وہ خاقان کے ہاں پناہ لینے پر مجبور ہوا۔ ان کامیابیوں کے سعد اسد القسری پھر ترکستان کی طرف متوجہ ہوا۔ ترکوں کے کئی ایک قلعوں پر قبضہ کے بعد کثیر مال غنیمت اور قیدی ہاتھ لگے۔

## خاقان کا قتل

موسم سرما گزرنے کے بعد خاقان نے پھر بخارا کا رخ کیا لیکن شکست کھائی۔ واپسی پر ایک ترک سردار کورصول کے ساتھ چوگان کھیلتے ہوئے خاقان کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ خاقان نے قسم کھائی کہ وہ کورصول سے ضرور بدلہ لے گا لیکن کورصول نے ایک رات شب خون مار کر خاقان ہی کو قتل کر دیا۔ خاقان کے قتل کے بعد ترکوں میں خانہ جنگی شروع ہوگئی اور ان کی طاقت ٹوٹ گئی۔

## نصر بن سیار کا تقرر

اسد القسری کی وفات کے بعد نصر بن سیار کو خراسان کا حاکم مقرر کیا گیا۔ نصر بڑا بہادر، منتظم اور دور اندیش حکمران تھا اس نے نظم و نسق حکومت کی اصلاح کو اولین اہمیت دی اور جنگ و غارت گری کے حقیقی اسباب کو ختم کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے۔ نومسلموں سے جزیہ کی وصولی بند کر دی گئی۔ خراج کی وصولی کے نظام کو بہتر بنایا اور زمین کا مالیہ تمام عرب اور غیر عرب سے وصول کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ماوراالنہر پر مختلف سمتوں سے لشکر کشی کی اور چاچ اور فرغانہ میں امن و امان قائم کیا۔ صغد اور ترک مسلسل

لڑائیوں سے تنگ آ چکے تھے لہٰذا انہوں نے نصر سے ان مطالبات پر صلح کی تجویز کی کہ ان کے مذہبی امور میں مداخلت نہ کی جائے گی۔ جو نومسلم اپنے مذہب میں واپس آنا چاہے اسے کوئی سزا نہ دی جائے گی اور مسلمان قیدیوں کو بغیر قاضی کے فیصلے کے واپس نہیں لیا جائے گا تو ہم ہتھیار پھینک کر صلح کے لئے تیار ہیں۔ نصر ایک دور اندیش حکمران تھا اس نے ان کے تمام مطالبات منظور کر لئے اور اس طرح ترکستان کا یہ علاقہ جو مسلسل بدامنی کا اڈہ بن چکا تھا امن وسکون سے دوچار ہوا۔

**آرمینیہ اور آذربائیجان**

علاقہ ترکستان کے علاوہ آرمینیہ اور آذربائیجان میں بھی ترک، ارمن اور خزر کے قبائل نے متحد ہو کر مسلمانوں کے لئے ایک نازک صورت حالات پیدا کر دی تھی۔ یہاں کے گورنر جراح بن عبداللہ مقامی حالت پر قابو نہ پا سکے اس لئے ہشام نے انہیں معزول کر کے مسلمہ بن عبدالملک کو 726ء میں ان کی جگہ مقرر کیا۔ مسلمہ نے ترکوں کے کئی شہر فتح کر لئے خاقان کا بیٹا مسلمہ کے ہاتھوں شکست کھا کر قتل ہوا۔ جراح کی موت سے ترکوں کے حوصلے بڑھ گئے اور موصل تک بڑھ آئے۔ چنانچہ ہشام نے ان کے تدارک کے لئے سعید حرشی کو آذربائیجان روانہ کیا۔ اس نے ان کے علاقوں پر پے در پے حملے کر کے بہت سے شہر فتح کر لئے۔ سعید کی پے در پے فتوحات کا سن کر ہشام نے اس کی کارگزاری پر اظہار خوشنودی اور اطمینان کیا۔

113ھ میں ہشام نے سعید کو واپس بلا کر اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو دوبارہ آذربائیجان روانہ کیا۔ مسلمہ نے خزر کے سارے علاقے میں افواج پھیلا دیں۔ خاقان کا لڑکا ایک لڑائی میں مارا گیا اب خاقان نے جوش انتقام میں آس پاس کی سب قوموں پر مشتمل ایک لشکر جرار منظم کیا اور مسلمانوں پر امڈ آیا۔ مسلمہ نے مقابلہ کی سکت نہ پا کر پسپائی اختیار کی اور باب الابواب میں قیام پذیر ہو گیا۔ اب ہشام نے مسلمہ کی جگہ مروان ثانی کو آرمینیہ کا حاکم مقرر کیا۔ مروان نے ایک لاکھ 20 ہزار افراد پر مشتمل فوج کیل کانٹے سے لیس تیار کی۔ اس نے ترکوں کے سارے علاقے کو تاخت وتاراج کیا ان کے متعدد شہروں اور قلعوں پر قبضہ کر کے ان کی طاقت کو کچل کر رکھ دیا اور تمام علاقے جو مسلمانوں سے چھن چکے تھے دوبارہ اموی سلطنت اسلامی کا جزو بنے۔

**ایشیائے کوچک**

ایشیائے کوچک میں رومیوں کے ساتھ مسلمانوں کی اکثر جنگیں ہوتی رہتی تھیں یہاں بالعموم شاہی افراد ہی کو گورنر بنا کر بھیجا جاتا تھا چنانچہ ہشام نے اپنے دو بیٹوں معاویہ اور سلیمان کے علاوہ مروان ثانی اور مسلمہ بن عبدالملک کو مہمات کا انچارج بنا کر رومیوں کے خلاف صف آراء ہونے کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے رومیوں کی ناکہ بندی کر کے مطمورہ تونیہ اور بہت سے سرحدی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

**(سسلی) صقلیہ پر حملہ**

سسلی کا محاصرہ کافی عرصہ جاری رہا جب اہل صقلیہ نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کو شکست دینا آسان نہیں تو انہوں نے اطاعت قبول کر لی

کر لی اور اس طرح سسلی مملکت اسلامیہ کا جزو بنا۔

## سندھ کی مہمات

محمد بن قاسم کی واپسی کے بعد سندھ کا اکثر و بیشتر علاقہ مقامی حکمرانوں کے قبضہ اقتدار میں جا کر نیم خود مختارانہ حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ کافی عرصہ سے مسلمانوں نے سندھ کے معاملات کی طرف سے خاموشی اختیار کر رکھی تھی لیکن ہشام نے اپنے عہد حکومت میں سندھ کی از سر نو تسخیر کی طرف توجہ دی۔

107ھ میں ہشام نے سندھ کی حکومت جنید بن عبدالرحمٰن کے سپرد کی۔ نئے والی نے دریائے سندھ کے کنارے کنارے پیش قدمی کا آغاز کیا۔ اس علاقہ کا حکمران داہر کا بیٹا راجہ جے سنگھ تھا۔ وہ اس سے پیشتر مسلمان ہو چکا تھا لیکن جنید کی سندھ میں آمد کے موقع پر مرتد ہو گیا اور بحری کشتیاں جمع کر کے دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر اسلامی افواج کے مقابلہ میں صف آرا ہوا مگر گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا۔ جنید نے اپنی پیش قدمی کو جاری رکھا اور کیرج پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مارواڑ، مانڈل، بھروچ، اجین اور مالوہ کے علاقے فتح کئے۔ اس طرح راجپوتانہ کا بہت سا حصہ مسلمانوں کے زیر نگیں ہوا۔ جنید نے اپنی سرکردگی میں گجرات اور بھین رال کے علاقوں کو فتح کر کے اسلامی حکومت کا جزو بنایا۔

111ھ ہشام نے جنید کو والی خراسان مقرر کر دیا اور سندھ کی ولایت پر تمیم دارمی کو مامور کیا۔ جنید کی واپسی پر ملک کے اندر عام بے چینی پھیل گئی۔ تمیم حالات پر قابو پانے میں ناکام رہا۔ چنانچہ حکم بن عدانہ کو سندھ کا والی مقرر کیا گیا۔ حکم نے سب سے پہلے دریائے سندھ کے مشرقی کنارے کو محفوظہ کا شہر آباد کیا اور محمد بن قاسم کے بیٹے عمرو کی مدد اور تعاون سے ان تمام علاقوں کو جو قبضہ سے نکل چکے تھے دوبارہ فتح کر لیا۔ اس اہم کارنامے کی یاد میں منصورہ آباد کیا جو بعد میں سندھ کا دارالخلافہ بنا۔ ایک معرکہ میں حکم بن عوانہ لڑتے ہوئے وفات پا گئے تو ہشام نے عمرو بن قاسم کو سندھ کی حکومت سپرد کر دی عمرو بن قاسم نے سندھ کی مکمل فتح کے بعد نظم و نسق کی بہتری کی طرف توجہ دی اور ملکی خوشحالی میں اضافہ کیا۔

## شمالی افریقہ اور اندلس

شروع شروع میں چونکہ شمالی افریقہ میں امن و امان کا دور دورہ رہا اس لئے وہاں کے والی امیر عبداللہ بن حجاب نے اطراف و اکناف میں مہمات روانہ کر کے نئے علاقے فتح کئے۔ حبیب بن ابی عبیدہ فہری نے مغرب میں سوس، اقصیٰ اور سوڈان کے علاقے فتح کئے۔ بحیرہ روم کے علاقہ میں حبیب بن ابی عبداللہ نے جزیرہ سردانیہ کی تسخیر کی۔ صقلیہ کے پایہ تخت سرقوسہ کو بھی سر کر لیا گیا۔

اس دوران شمالی افریقہ میں بربریوں نے بغاوت کر دی۔ بربریوں کی بغاوت کئی ایک وجوہات کی بناء پر تھی۔ اولاً بنوامیہ عربی ہونے کی بنا پر بربریوں کو وحشی اور نیم متمدن قوم سمجھتے تھے اور ان سے اچھا سلوک نہ کرتے تھے۔ خوارج ویسے ہی بنوامیہ کے جانی دشمن تھے۔ اس کے علاوہ

حاکم طنجہ عمر بن عبداللہ نے غیر مسلموں کی طرح ان سے بھی جزیہ وغیرہ وصول کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت اموی افواج سسلی کی مہم میں مشغول تھیں اور طنجہ خالی تھا۔ لہٰذا بربریوں نے ایک خارجی سردار میسرہ کو اپنا رہنما چن کر طنجہ (Ceuta) پر حملہ کر دیا جتنے عرب وہاں موجود تھے سب کا قتل عام کیا گیا۔ امیر طنجہ بھی مارا گیا افریقہ کے دیگر علاقوں کے بربر بھی مشتعل ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اب باغیوں کا مقصد طنجہ پر قبضہ کرنا تھا۔ طنجہ کی دوسری جنگ کو جنگ اشراف کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ اس لڑائی میں عربوں کے بڑے بڑے شرفاء اور نامور لوگ مارے گئے۔ بربری بڑی سرعت سے کامیابیاں حاصل کر رہے تھے۔

اس بغاوت کی صدائے بازگشت اندلس میں بھی سنی گئی اور وہاں بربروں نے علم بغاوت بلند کیا۔ چنانچہ ابن حجاب کو معزول کر کے کلثوب بن عیاض کو افریقہ کا والی بنا کر 30 ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ قیروان پہنچتے پہنچتے اس کی فوج کی تعداد 70 ہزار تک پہنچ گئی۔ لیکن کلثوب بن عیاض نے بھی بربروں کے ہاتھوں شکست فاش کھائی اور دیگر بڑے بڑے فوجی جرنیلوں کے ساتھ قتل ہوا۔

جب اس عظیم تباہی کی خبر ہشام کو پہنچی تو اس نے حنظلہ بن صفوان کو 30 ہزار تازہ دم فوج دے کر افریقہ روانہ کیا قیروان پہنچ کر اس نے باغیوں کے سردار عکاشہ کو شکست دی لیکن جلد ہی بربری 3 لاکھ کا ٹڈی دل جمع کر کے مقابلہ میں لے آئے اور قیروان پر حملہ کر دیا۔ عرب بہادری سے لڑے۔ عرب عورتیں ہتھیار باندھ کر شہر کی حفاظت کے لئے کمر بند ہو گئیں چنانچہ بربروں کا عظم الشان لشکر میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا اس جنگ میں کم و بیش ڈیڑھ لاکھ بربر قتل ہوئے اور ان کے طاقت کا طلسم ٹوٹ گیا۔

## فرانس کی فتح کا منصوبہ اور جنگ ٹورس

اندلس (سپین) کی فتح کے وقت سے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ وہ فرانس پر قبضہ کریں۔ فرانس پر باقاعدہ حملہ ہشام کے زمانہ میں ہوا جس کی بدولت مسلمان وسط فرانس تک پیش قدمی کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

107ھ عنبسہ امیر اندلس پر باقاعدہ لشکر کشی کی اور قرقشونہ فتح کیا۔ قرقشونہ کی فتح کی بنا پر سپٹی میںیا کے تمام علاقہ نے اطاعت قبول کر لی۔ سپٹی میںیا کے بعد عنبسہ فرانس کے اندرونی حصہ کی طرف بڑھا اور دریائے رہون (Rhine) کی وادی کو روندتے ہوئے لیالبس فتح کیا۔ اس کے بعد برگنڈی کا رخ کیا اور شہر اوٹن تک کے علاقہ کو زیر و زبر کر دیا۔ اس دوران امیر عنبسہ چند دیہاتیوں کے ہاتھوں زخمی ہو گئے لہٰذا عروہ بن عبداللہ کو اپنا جانشین نامزد کر دیا۔ زخم کاری تھے جن سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔ یکے بعد دیگرے چند والیوں کا تقرر کیا گیا لیکن بالآخر امیر عبدالرحمٰن بن عبداللہ الغافقی اندلس کے والی مقرر کئے گئے۔

والی اندلس کی حیثیت سے امیر عبدالرحمٰن کا تقرر تاریخ اسلام کا نہایت ہی اہم واقع ہے۔ امیر عبدالرحمٰن ایک نہایت ہی اولوالعزم، حوصلہ مند، مدبر اور منتظم حکمران تھا۔ وہ عوام الناس کے مختلف طبقوں میں یکساں ہر دلعزیز تھا۔ اس نے حکومت اندلس کی تمام خرابیاں دور کر کے نظم ونسق کی اصلاح کی اور پھر فرانس کی باقاعدہ تسخیر کا منصوبہ بنایا۔ رضا کاروں، مجاہدوں اور باقاعدہ فوج پر مشتمل یہ لشکر جس کی تعداد تقریباً 70 ہزار تھی 114ھ/724ء میں فرانس کی حدود میں داخل ہونے کے لئے روانہ ہوا مسلمانوں کا اس سے زیادہ شاندار لشکر اور اس سے زیادہ قابل جرنیل ابھی تک فرانس کی حدود میں داخل نہیں ہوا تھا۔ دوران سفر اطلاع ملی کہ صوبہ دار سرحد عثمان نے ایک فرانسیسی امیر ڈیوک آف ایکوی ٹین کی لڑکی سے شادی کر لی ہے اور بغاوت پر آمادہ ہے امیر عبدالرحمٰن نے فوراً اس کی سرکوبی کے لئے فوج روانہ کی عثمان مارا گیا۔

عبدالرحمٰن اب فرانس کی حدود میں داخل ہو گیا۔ وادی رہون مسلمانوں کے قدموں میں تھی۔ مختلف قوتیں خس و خاشاک کی طرح بہتی جا رہی تھیں۔ معمولی سی مزاحمت کے بعد مسلمان افواج نے ارلس کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بورڈیو کے شہر کو سر کرتے ہوئے اسلامی لشکر برگنڈی کی طرف بڑھا۔ راستہ میں دریائے ڈارون کے کنارے ڈیوک آپ ایکی ٹین نے راہ روکنے کی کوشش کی مگر منہ کی کھائی اور کثیر مالی و جانی نقصان کے بعد راہ فرار اختیار کی۔ اس زمانہ میں فرانس کا بادشاہ تھیوڈورسوم تھا لیکن اصل طاقت پیرس کے امیر چارلس مارٹل کے ہاتھوں میں تھی۔ فرانس کے قومی دفاع کا ذمہ دار درحقیقت یہ شخص تھا چنانچہ ڈیوک آف ایکوی ٹین نے چارلس مارٹل سے امداد طلب کی۔ فرانس موت و زیست کے مسئلہ سے دوچار تھا۔ چنانچہ یورپ کے دیگر ممالک سے بھی فرانس کے لئے امدادی فوجیں روانہ کی گئیں۔ عیسائی دنیا مسلمانوں کے ساتھ آخری معرکہ آرائی کے لئے اب پوری طرح مستعد تھی۔ چنانچہ چارلس مارٹل اپنی افواج کے ساتھ ٹورس کے قریب اسلامی افواج کے مدمقابل خیمہ زن ہوا۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کی تعداد کا کوئی مقابلہ نہ تھا۔ علاوہ ازیں مسلمان افواج میں بربر اور عرب گروہ کے درمیان کچھ کشیدگی موجود تھی۔ مال غنیمت کی فراوانی بھی ان کو جنگ سے جی چرانے پر مجبور کر رہی تھی۔ لیکن امیر عبدالرحمٰن نے اپنی پرتاثیر شخصیت سے کام لے کر فوج میں نئی روح پھونک دی اور مقابلہ آرائی کے لئے تیار کیا۔ ایک ہفتہ افواج آمنے سامنے پڑی رہیں لیکن امیر سے اب ضبط نہ ہو سکا۔ بڑھ کر حملہ کر دیا صبح سے شام تک خونریز جنگ ہوئی مگر رات پھیل جانے کے سبب دوسرے دن تک ملتوی کر دی گئی مسلمان بڑی بہادری اور خوش دلی سے میدان جنگ میں اترے تھے انہیں اپنی فتح کا کامل یقین تھا سات آٹھ روز تک چھوٹی چھوٹی جھڑپیں ہوتی رہیں۔ نویں دن دونوں فوجوں کے درمیان صبح سے شام تک بڑی خوفناک جنگ ہوئی لیکن یہ معرکہ آرائی بھی فیصلہ کن نہ تھی۔ دسویں دن علی الصبح ہی جنگ کا آغاز کر دیا گیا دونوں اطراف سے بڑھ بڑھ کر ایک دوسرے پر حملے ہوتے رہے تلواروں کی جھنکار اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے میدان جنگ میں عجیب شور محشر برپا تھا۔ مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا اور آثار سے یہ دکھائی دے رہا تھا

عیسائی فوج تھک ہار کر اب میدان سے پسپا ہونے کو ہے کہ اچانک ایک شخص نے افواہ اڑا دی مسلمانوں کا مال غنیمت خطرے میں ہے۔ مال غنیمت کے چھکڑے کے چھکڑے لدے ہوئے ساتھ تھے۔ سپاہی دوڑ کر اپنے خیموں پر ٹوٹ پڑے۔ تاکہ مال غنیمت کی حفاظت کر سکیں اس افراتفری کو روکنے کے لئے امیر عبدالرحمٰن نے بڑی کوشش کی لیکن بے سود۔ عین اس وقت جب کہ وہ اپنی افواج کو منظم کرنے میں لگے ہوئے تھے ایک تیر آ کر انہیں لگا اور وہ گھوڑے سے نیچے گر گئے۔ امیر کی عدم موجودگی میں فوج میں ابتری پھیل گئی اور فتح کی امید جب ایک واہمہ بنتی نظر آئی تو بڑی تیزی سے یہ لشکر رات کی تاریکی میں جنوب کی طرف اپنے فوجی مرکز سپٹی مینیا تک پسپا ہو گیا۔ صبح طلوع ہوئی تو میدان صاف اور خاموش پا کر عیسائی افواج حیران و ششدر رہ گئیں۔ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ مسلمان فوج مال غنیمت کے انبار چھوڑ کر پسپائی اختیار کر چکی ہے۔ وہ اسے بھی کوئی جنگی چال سمجھتے ہوئے بڑے حزم و احتیاط کے ساتھ میدان میں قدم رکھ رہے تھے۔ بہرحال چارلس مارٹل نے تعاقب مناسب نہ سمجھا اور اپنی افواج کے ساتھ شمال کی طرف واپس چلا گیا۔

جنگ ٹورس اپنی اہمیت کے لحاظ سے دنیا کی 15 اہم جنگوں میں شمار کی جاتی ہے۔ یہ کہنا درست ہے کہ ٹورس کے میدان میں مسلمانوں نے دنیا کی حکومت کھو دی۔ اگر مسلمان کامیاب ہو جاتے تو آج یورپ کی تاریخ کا رخ کسی اور طرف ہوتا۔ فرانس کے بعد انگلستان یقینی اسلامی حملہ کی مزاحمت نہ کر سکتا اور یورپ آج نیلی آنکھوں والی سفید آریائی نسل کی بجائے سیاہ آنکھوں والی سامی نسل کا مسکن ہوتا۔

**خوارج** حسب معمول خوارج ہشام کے دور میں بھی اپنی جارحانہ سرگرمیوں میں مصروف رہے لیکن ان کی سرگرمیوں کو سختی سے دبا دیا گیا۔ 111ھ میں والی سیستان یزید بن عریف ہمدانی کو خوارج نے ان کے گھر میں گھس کر قتل کر دیا۔ خالد بن عبداللہ القسری والی عراق نے اصفح بن عبداللہ کلبی کو ان کی سرکوبی کے لئے مامور کیا لیکن خوارج نے ان کو سیستان کے پہاڑی علاقوں میں گھیر کر خوارج نے ان کی اکثر سپاہ کا صفایا کر دیا۔ موصل اور دیگر علاقوں میں بھی خوارج نے اودھم مچائے رکھا لیکن خالد القسری نے نہایت سختی اور ہوشیاری سے ان بغاوتوں کو کچل دیا۔

**امام زید بن علی کا خروج** بنو ہاشم حصول خلافت کی جدوجہد میں بنو امیہ کے سیاسی حریف تھے۔ سانحہ کربلا کے بعد بنو ہاشم ایک عرصہ تک اس کشمکش سے الگ رہے۔ امام زین العابدین جنہوں نے کربلا کے لرزہ خیز واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے وہ اس آرزو سے قطعاً لاتعلق رہے اگرچہ حضرت علیؓ کی فاطمی اولاد ابھی تک مہر بہ لب تھی لیکن نئی نسل کے ذہنوں میں خلافت کے حصول کی خواہش دوبارہ زندہ ہو چکی تھی۔ چنانچہ امام زید بن علیؒ نے اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کسی محفل میں کر دیا۔ ایک بار آپ اپنے کسی خاندانی وقف کے تنازعہ کے فیصلہ کے لئے ہشام سے ملنے دمشق گئے ہشام آپ کی آرزوئے خلافت سے آگاہ تھا آپ سے اس حسن

سلوک اور مروت سے پیش نہ آیا جس کے آپ مستحق تھے۔ اول تو دربار میں باریابی ہی کافی وقت کے بعد ہوئی لیکن جب باہم گفتگو کا وقت آیا تو دونوں کے درمیان تلخ کلامی ہوئی اور کچھ نازیبا کلمات بھی استعمال کئے گئے۔ امام زید بن علیؒ وہاں سے کوفہ واپس چلے گئے بعض مورخین نے لکھا ہے کہ خود ہشام نے آپ کو اپنے تنازعہ کے تصفیہ کے لئے والی کوفہ کے پاس بھجوا دیا۔ امام جعفر صادق نے آپ کو خلافت کی حصول کی کوشش سے باز رکھنے کی کوشش کی اور کوفیوں کی بدفطرتی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا۔

''اہل عراق کا ہرگز اعتبار نہ کیجئے انہوں نے ہمارے باپ اور دادا کو دھوکہ دیا۔''

لیکن امام زید بن علیؒ کوفیوں کے جال میں پھنس گئے۔ 15 ہزار کوفیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور خروج کی بھی ایک تاریخ مقرر کر دی۔ جب یوسف بن عمر والی کوفہ مقابلہ کے لئے آیا تو سب کوفی ساتھ چھوڑ گئے۔ صرف دو سو جاں نثار باقی رہ گئے تاہم آپ کے پایہ استقلال میں لغزش نہ آئی اور نہایت ثابت قدمی سے میدان جنگ میں ڈٹے رہے یہاں تک کہ ایک تیر آپ کی پیشانی میں لگا اور اس کے نکالتے ہی آپ کی روح پرواز کر گئی۔ آپ کی وفات کا واقعہ صفر 122ھ جنوری 740ء میں پیش آیا۔

آپ کی وفات کے بعد ایک مستقل فرقہ وجود میں آ گیا جو زیدیہ کہلایا۔ آپ کے ماننے والے امام زین العابدین کے بعد امام باقر کی بجائے آپ کو امام مانتے ہیں۔ اس فرقہ کے ماننے والوں کی اب بھی کافی تعداد موجود ہے۔

## عباسی دعوت

حضرت علیؓ کی فاطمیؓ اولاد کے علاوہ خاندان بنو ہاشم میں سے خلافت کے دو اور گھرانے دعویدار تھے۔ ایک حضرت علیؓ کی غیر فاطمی اولاد اور دوسرے آل عباس جو رسول کریم ﷺ کے چچا تھے۔ حضرت امام زین العابدین کے دعویٰ خلافت سے انکار کے بعد شیعان علیؓ نے اپنی توجہ حضرت علیؓ کی غیر فاطمی اولاد کی طرف موڑ لی چنانچہ انہوں نے خلافت کے میدان میں محمد بن حنیفہ کو اپنا امام تسلیم کر لیا۔ گویا اب خلافت کا منصب اہل بیت نبوی ﷺ سے علوی شاخ میں منتقل ہو گیا۔ محمد بن حنیفہ کے بعد آپ کے صاحبزادے ابو ہاشم عبداللہ آپ کے جانشین تسلیم کئے گئے۔ ان کے حق میں دعوت کا یہ سارا کام ابتدا ہی سے سرزمین عجم میں خفیہ ہوتا رہا۔ 100ھ میں ابو ہاشم خلیفہ عبدالملک سے ملنے دمشق گئے۔ بظاہر ہر طرح سے ان کی خدمت اور خاطر و مدارت کی گئی لیکن واپسی کے وقت انہیں کسی نے زہر دے دیا۔ جب آپ کی حالت غیر ہو گئی تو آپ حمیمہ میں علی بن عبداللہ بن عباسؓ کے ہاں قیام پذیر ہو گئے۔ وفات سے پہلے آپ نے علی بن عبداللہ بن عباس کے بیٹے محمد کو اپنا جانشین نامزد کر دیا اور یوں منصب خلافت و امامت علوی شاخ سے عباسی خاندان میں منتقل ہو گیا۔

محمد بن عبداللہ بن عباسؓ بڑی تنظیمی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ فرقہ کے کیسانیہ نے جو امامہ

بن حنیفہ کے ماننے والے تھے محمد بن علی عباسی کی بیعت کر لی۔ فرقہ کیسانیہ کا عراق اور خراسان میں کافی اثر تھا اس لئے محمد بن علی کی طاقت میں کافی اضافہ ہوا۔ محمد بن علی عباسی نے دعوت عباسی کو باقاعدہ تنظیمی شکل دے کر ایک نظام وضع کیا۔ اب یہ دعوت باقاعدہ نظام اور قواعد وضوابط کے تحت پھیلنی شروع ہوئی۔ یہ تحریک ابھی تک سارا کام خفیہ طور پر کر رہی تھی۔ اس دعوت کو پھیلانے کے لئے جگہ جگہ داعیوں کا جال پھیلا دیا گیا اور اہم مقامات پر ناظم مقرر کئے گئے۔ کوفہ محمد بن علی کے خاص غلام میسرہ کو اور خراسان ابو محمد صادق کے سپرد کیا گیا۔ ابو محمد نے خراسان میں تحریک کو مزید آگے بڑھانے کے لئے 12 آزمودہ کار داعیوں کو خراسان میں نقیب مقرر کیا۔ اس مجلس خصوصی کے ماتحت 70 داعیوں پر مشتمل مجلس عمومی بنائی گئی۔ محمد بن علی نے تنظیم کا طریقہ کار اس طرح بنایا کہ راز افشا ہونے کا کوئی احتمال باقی نہ رہا۔

دعوت عباسی کے یہ داعی عراق اور خراسان کے مختلف شہروں میں تاجروں، مبلغوں اور پیشہ وروں کے بھیس میں سفر کرتے اور جگہ جگہ بنوامیہ کے مظالم کی ایک حقیقی اور فرضی داستانیں بیان کرتے اور عوامی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ سلیمان کے زمانہ ہی میں یہ سلسلہ زوروں پر تھا۔ پھر حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے زمانہ میں اس کو مزید پھیلنے کا موقع ملا۔ ہشام اور دیگر حکمرانوں نے ان کے خلاف طاقت استعمال کی لیکن یہ لوگ اپنی خفیہ سرگرمیوں میں مشغول رہے تا آنکہ مروان کے زمانہ میں یہ لوگ اس حد تک طاقتور ہو گئے کہ بنوامیہ کا تخت الٹ کر رکھ دیا، ان داعیوں میں سے ابو مسلم خراسانی بھی تھا اس تحریک کے مرکز کوفہ اور خراسان قرار دیئے گئے تھے کیونکہ دونوں شہر اپنی عجمی روایات کی بدولت اس دعوت سے آسانی کے ساتھ متاثر ہو سکتے تھے۔

**وفات** 6 ربیع الاول 125ھ (743ء) کو مقام رصافہ میں ہشام نے خناق کے مرض میں مبتلا ہو کر وفات پائی۔ وفات کے وقت عمر تقریباً 55 سال اور مدت خلافت پونے بیس سال تھی۔ اس نے اپنی زندگی میں ولید بن یزید ثانی کو جانشینی سے خارج کر کے اپنے بیٹے مسلمہ کو ولی عہد بنانے کی کوشش کی تھی لیکن امرائے دربار کی مخالف کی بنا پر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اس بنا پر ولید اور ہشام کے درمیان رنجش پیدا ہو گئی ولید علاقہ اردن میں ہشام کی موت تک مقیم رہا۔

**سیرت و کردار** ہشام بن عبدالملک کا شمار بنوامیہ کے لائق اور کامیاب حکمرانوں میں کیا جاتا ہے وہ نماز روزہ کا پابند تھا۔ لہولہب سے اسے نفرت تھی۔ مسئلہ خلق قرآن کے بانی کو اس نے قتل کرا دیا۔ فہم وفراست، انتظامی قابلیت، تدبر اور حوصلہ مندی میں وہ امتیازی حیثیت کا مالک تھا۔ ان خصوصیات کے لحاظ سے مورخین اسے امیر معاویہؓ اور عبدالملک کے بعد تیسرے نمبر پر شمار کرتے ہیں۔ جب تخت نشین ہوا تو اپنے آپ کو مصائب و مشکلات میں گھرا ہوا پایا۔ عربوں کی قبائلی عصبیت، مضری اور یمنی گروہ بندی، رعایا کے مختلف طبقات کے درمیان نفرت کے جذبات، ولید ثانی کی نااہلیت اور عیش پسندی کی بدولت ناقص نظام حکومت، عوامی بے چینی، خوارج کی

شورشیں، عباس دعوت اور جگہ جگہ رونما ہونے والی بغاوتیں اور سازشیں، داخلی خلفشار اور بحران کو ظاہر کر رہی تھیں جس سے ملک دوچار تھا۔ بیرون ملک ترک اور رومی اپنی مخالفانہ سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ ان حالات کی موجودگی میں ناممکن تھا کہ کوئی معمولی درجہ کا حکمران بنوامیہ کی حکومت کو خاتمہ سے بچا سکتا۔ لیکن ہشام بن عبدالملک اپنے حوصلہ، تدبر اور مسلسل جدوجہد کی بدولت نہ صرف مخالفین کو کچل دینے میں کامیاب ہوا بلکہ عظیم الشان فتوحات بھی حاصل کیں اور اس طرح گرتے ہوئے اموی اقتدار کو سنبھالا دیا۔ سندھ، ایشیائے کوچک، شمالی افریقہ، فرانس غرض دور دور تک اسلامی افواج فتح کے جھنڈے لہراتے ہوئے آگے بڑھتی گئیں اس نے اسلام کی سیاسی مرکزیت کو قائم کرنے کی کوشش کی۔

ہشام کی انتظامی صلاحیتیں بھی مسلمہ تھیں عبداللہ بن محمد عباسی کہتا ہے۔

''میں نے بنوامیہ کے تمام خلفاء کے دفاتر کی جانچ پڑتال کی اور ہشام بن عبدالملک رعایا کے حق میں سب سے بہتر پایا۔''

مدائنی کی رائے ہے کہ ''بنوامیہ کا کوئی خلیفہ ہشام سے زیادہ عمال حکومت اور دفاتر حکومت کی نگرانی کرنے والا نہ تھا۔'' مالی معاملات میں وہ کفایت شعاری کا پابند تھا چنانچہ بعض لوگ اسے بخیل یا کنجوس کہتے۔

اس سب خوبیوں سے قطع نظر وہ شکوک وشبہات اور بعض اوقات تنگ نظری کا شکار ہوا۔ اپنی اس شکی طبیعت کی وجہ سے آئے دن عمال حکومت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کرتا رہتا۔ اعتماد کا فقدان بہت نقصان دہ ثابت ہوا۔ عمال حکومت کو اگر بار بار تبدیل نہ کیا جاتا تو وہ خود اعتمادی کی فضا میں کام کرتے اور یقیناً بہتر نتائج میسر آئے۔ وہ بیس سال تقریباً نامساعد حالات کا مقابلہ کرتا رہا۔ اس نے تمام دشمنوں کو کچل دیا اور ملکی نظم ونسق کو ان برائیوں سے پاک کیا جو اس سے پہلے موجود تھیں۔ لیکن اس سب شاندار کارناموں کے باوجود بنوامیہ کو تباہی اور زوال سے بچانا اس کے بس میں نہ تھا۔

## ولید ثانی

### 125ھ تا 126ھ 743ء تا 744ء

**تخت نشینی** ہشام کی وفات کے بعد ربیع الثانی 743ء میں ولید ثانی تخت نشین ہوا۔ اخلاق وآداب اور قابلیت کے لحاظ سے وہ کسی طرح بھی منصب خلافت کا اہل نہ تھا۔ عیش ونشاط اور چنگ ورباب کی محفلیں سجانا اس کے پسندیدہ مشاغل تھے۔ امور ملکی سے وہ مکمل طور پر غافل رہتا۔ ہشام نے اس کا وظیفہ بند کر دیا تھا۔ وہ اردن میں مقیم تھا۔ اس نے عباس بن عبدالملک کو فرمان لکھا کہ وہ رصافہ جا کر ہشام کی سب دولت پر قبضہ کر لے۔ تخت نشینی کے بعد ان تمام لوگوں کو جنہوں نے اس کے ولی عہد بنائے جانے کی مخالفت کی تھی عہدوں سے برطرف کر دیا اور ہشام کے ماموں

کے دولڑکوں محمد اور ابراہیم کو مروا دیا۔

## خالد القسری کا قتل

خالد القسری نے بنوامیہ کے اقتدار اور عروج کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دی تھیں۔ وہ یمنی قبائل کے ممتاز رہنماؤں میں شمار کیا جاتا تھا۔ ولید ثانی اس سے ناخوش تھا اس نے اسے گرفتار کر کے یوسف بن عمر والی عراق کے حوالہ کر دیا۔ یوسف نے اس کی ذاتی دشمنی تھی۔ چنانچہ قید میں اسے طرح طرح کی اذیتیں دے کر مروا دیا گیا۔ اس پر یمنی قبائل کے جذبات بھڑک اٹھے اور انہوں نے یزید بن عبدالملک کو خلیفہ بنا کر اس کی بیعت کر لی۔

## یحییٰ بن زید کا خروج اور قتل

ولید کے زمانہ میں امام زید بن علی کے بیٹے یحییٰ بن زید نے خراسان میں خروج کیا اور قتل ہوئے خراسان میں وہ ایک محبّ اہل بیعت حریش بن عمر بن داؤد کے ہاں مقیم تھا والی خراسان نصر بن سیار نے حریش سے یحییٰ کو حوالے کرنے کا مطالبہ کیا اس کے انکار پر نصر نے ان کو تنگ کرنا شروع کر دیا جس پر حریش کے بیٹے نے نصر کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا چنانچہ یحییٰ پکڑے گئے ولید کی ہدایت پر انہیں شام روانہ کر دیا گیا لیکن راستہ میں وہ نیشاپور کی طرف چلے گئے وہاں کا حاکم عمر بن زرارآپ کے ساتھ ایک مقابلہ میں قتل ہوا اس صورت حالات کی بنا پر نصر نے ان کے خلاف فوج روانہ کی تاکہ ان کی باغیانہ سرگرمیوں کا سدباب کیا جا سکے یحییٰ اور ان کے ساتھی نصر کی افواج کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے مارے گئے اور بغاوت کو سختی سے کچل دیا گیا۔

## یزید کی بغاوت اور ولید کا قتل

خالد القسری کی موت کے بعد یمنی قبائل نے یزید بن ولید کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ولید ثانی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ولید ان دنوں دمشق اور حمص کے درمیان ایک قلعہ میں مقیم تھا اسلحہ، ساز و سامان اور سپاہ وہاں موجود نہ تھی لیکن مجبوراً مقابلہ کے لئے میدان میں اترنا پڑا لیکن شکست کھا کر قتل ہوا۔

ولید ثانی کے ناعاقبت اندیشانہ اقدامات، عیش پسندی، بے دینی اور شغل مے نوشی کی بنا پر یزید ثالث نے حالات سے فائدہ اٹھایا اور ولید ثانی کے قتل کے بعد وہ خود خلیفہ بن گیا۔

# یزید ثالث

## 126ھ 744ء

ولید کی وفات کے بعد یزید ثالث تخت نشین ہوا یہ ایک نیک سیرت اور عابد و زہد خلیفہ تھا تخت نشینی کے بعد جو خطبہ اس نے دیا اس میں ملکی سرحدوں کی حفاظت عوامی ضروریات کی بہم رسانی آمدنی کا ٹھیک استعمال، لوگوں کی خوشحالی حدود اللہ کے قائم کرنے اور عدل و انصاف سے حکومت کرنے کا وعدہ کیا لیکن عمر نے اسے مہلت نہ دی وگرنہ شاید وہ ایک اچھا حکمران ثابت ہوتا اپنے



مختصر سے عہد حکومت میں بغاوتوں کے استیصال ہی میں مصروف رہا۔

اس کے عہد میں حمص اور فلسطین میں بغاوتیں ہوئیں ان بغاوتوں کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ اس کا دامن ولید کے قتل سے داغ دار تھا اور دوسرے اس کو یمنی قبائل کی پشت پناہی حاصل تھی اس لئے مضری قبائل اس کے مخالف ہو گئے اس نے یوسف بن عمر کو ولایت سے معزول کر کے اس کی جگہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو مامور کیا۔ اس دوران میں مروان بن محمد حاکم آرمینیہ نے یزید کو خلیفہ تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے جزیرہ پر حملہ کر دیا لیکن یزید نے اسے آرمینیہ آذربائیجان جزیرہ اور موصل کی حکومت سپرد کر دی تا کہ وقتی طور پر ہنگامہ آرائی ختم ہو لہٰذا مروان نے اس کی بیعت کر لی۔ یزید ثانی کو یزید الناقص بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے ولید کے زمانہ میں فوجیوں کی تنخواہ میں اضافہ شدہ رقم کی منسوخی کے احکامات جاری کر دیئے تھے۔

## ابراہیم

### 127ھ 745ء

یزید ثالث نے اپنے بھائی ابراہیم کو اپنا جانشین نامزد کر دیا تھا لہٰذا اس کی وفات کے بعد وہ تخت نشین ہوا مگر اس کی خلافت کو بالعموم تسلیم نہ کیا گیا چنانچہ مروان بن محمد نے بغاوت کر کے اس کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

## امتحانی سوالات

1- ہشام بن عبدالملک کے دور حکومت کے اہم واقعات تحریر کیجئے۔ گوجرانوالہ 1997ء

2- ہشام بن عبدالملک کے کردار اور کارناموں کا اجمالی جائزہ پیش کیجئے۔ فیصل آباد 1996ء کمپوزٹ

3- ہشام بن امیہ کا آخری بڑا حکمران تھا۔ تبصرہ کیجئے۔ سرگودھا بورڈ 1997ء

**مختصر جواب دیں۔**

- امام زید بن علی کون تھے انہوں نے کب بغاوت کی؟
- امام محمد بن حنفیہ کون تھے؟
- فرقہ کیسانیہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
- ہشام کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟

✿✿✿

# 23 مروان ثانی اور عباسی تحریک

127ھ تا 134ھ 744ء تا 750ء

## تخت نشینی اور مشکلات

مروان ثانی بنوامیہ کا آخری حکمران تھا۔ 740ء میں خلیفہ بنا مروان عمر رسیدہ، تجربہ کار، مستقل مزاج اور بہادر خلیفہ تھا۔ جب تخت نشین ہوا اس وقت اموی حکومت درہم برہم ہو چکی تھی۔ خود خاندان بنوامیہ میں بھی اختلافات پیدا ہو چکے تھے۔ دربار شام مختلف گروہ بندیوں میں بٹ چکا تھا۔ مضری اور یمنی قبائل کی کشمکش نے خانہ جنگی کی سی کیفیت پیدا کر دی تھی۔ خارجی الگ سرگرم عمل تھے اور سب سے بڑھ کر دعوت عباسی سارے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی اور اس کے داعی ملک کے کونے کونے میں گھوم پھر کر عوامی جذبات کو امویوں کے خلاف بھڑکا کر اپنی کامیابی کے لئے راہ ہموار کر رہے تھے۔

اموی حکومت کی بنیاد اور اساس عرب تھے۔ ان کی ساری کامرانیاں فوج کی وفاداری اور اتحاد پر مبنی تھیں لیکن بدقسمتی سے اب عربوں کی قدیم قبائلی عصبیتیں جاگ اٹھی تھیں اور وہ باہم دست و گریباں تھے۔ یمنی اور مضری ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے لہذا فوج کی وفاداریاں بھی بٹ چکی تھیں۔ مروان نے تخت نشین ہونے کے بعد دمشق کی بجائے حران کو دارالخلافہ بنایا۔ اس تبدیلی نے شامیوں کے حاسدانہ جذبات کو برانگیختہ کیا اور وہ مروان کے خلاف متحد ہو گئے۔ اس تفریق سے عباسی داعیوں نے خوب فائدہ اٹھایا۔ اگر شامی اپنی وفاداری اور اطاعت سے روگردانی نہ کرتے اور مضری اور یمنی قبائل خانہ جنگی میں مبتلا نہ ہوتے تو مروان کو عباسی دعوت کچل دینے کے لئے وقت اور قوت دونوں حاصل ہو جاتے اور ایسی صورت میں خلافتِ بنوامیہ کے قائم رہنے کے امکانات ہو سکتے تھے تاہم مروان اپنی گوناگوں مصروفیات کی بنا پر عباسی تحریک کو بروقت نہ دبا سکا لہذا انہوں نے بڑھ کر اموی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔

## شامیوں کی بغاوت

مروان کی سب سے پہلی مخالفت شامیوں نے کی۔ شام کے مضری اور یمنی ایک دوسرے کے خلاف صف آرا تھے۔ مروان کو مضریوں کی ہمدردیاں حاصل تھیں لیکن شام میں یمنیوں کی اکثریت تھی۔ حمص اور فلسطین کے باشندوں نے بھی مروان کی خلافت کو تسلیم نہ کیا اور اہل غوطہ نے شام پر حملہ کر دیا۔ سارے علاقے میں ابتری پھیل گئی۔ مروان نے حوصلہ سے کام لیا اور اہل حمص کو شکست دی۔ فلسطین کے باغیوں کو وہاں کے باشندوں اور بعد میں ابوالورد نے مطیع کیا لیکن اب شامیوں نے خلیفہ ہشام کے لڑکے سلیمان کو ساتھ لا کر بغاوت کر دی۔ سلیمان 70 ہزار فوج لے کر شام کی طرف بڑھا۔ دونوں افواج کا مقابلہ خساف کے مقام پر ہوا جس میں سلیمان کو شکست ہوئی اور شامی بغاوت دبا دی گئی۔ لیکن اس بغاوت نے اموی خلافت کی بنیادیں ہلا دیں۔

## عبداللہ بن معاویہ کی بغاوت

مروان کی مشکلات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بنو ہاشم اور راجہ کے حامی بھی میدان میں نکل آئے۔ عبداللہ بن معاویہ حضرت جعفر طیار کے پوتے تھے۔ چنانہ شیعان علی کے علاوہ یمن اور ربیعہ کے عرب قبائل نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ کوفہ کے والی عبداللہ بن عمر نے ان کو دبانے کے لئے کئی اقدامات اٹھائے۔ اس دوران انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ عبداللہ بن عمر نے ان کی جان بخشی کر دی وہ عراق سے نکل کر ہمدان رے اور وہاں سے اسفہان چلے گئے جہاں اپنی حکومت قائم کر لی ابو مسلم خراسانی نے انہیں قتل کر دیا۔

## خوارج کی بغاوتیں

مروان نے والی کوفہ عبداللہ بن عمر کو معزول کر کے ان کی جگہ نصر بن سعید حرشی کو مقرر کیا۔ عبداللہ نے نامزد گورنر کو چارج دینے سے انکار کر دیا جس پر دونوں کے درمیان جنگ شروع ہوگئی۔ اس خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر ضحاک بن قیس شہبانی نے بغاوت کر دی۔ یہ خوارج کا رہنما تھا۔ حالات کے اس طرح بگڑتے دیکھ کر نصر اور عبداللہ نے صلح کر لی اور مل کر خوارج کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اور خوارج نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔

اب عبداللہ نے ضحاک سے صلح کر لی اور مروان سے مقابلہ کے لئے نصیبین کی طرف بڑھا لیکن شکست کھائی اور مارا گیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے کئی دیگر لیڈروں کی قیادت میں خارجی کوفہ اور بصرہ میں لڑتے رہے۔ مروان نے ابن ہبیرہ کو ان کی بیخ کنی پر مامور کیا۔ اگر چہ اس نے کئی ایک مہمات کامیابی سے سر کیں لیکن خوارج کی طاقت کو نہ توڑا جا سکا۔ لہذا مروان خود ان کے مقابلہ کے لئے موصل پہنچا اور خوارج کی مسلسل ہنگامہ آرائی کا خاتمہ کر کے سرزمین حجاز کی طرف متوجہ ہوا کیونکہ اب حجاز خوارج کی سرگرمیوں کی آماجگاہ بن چکا تھا۔

یمن کو بھی خارجی اپنا مرکز بنا چکے تھے۔ حج کے دنوں میں ایک خارجی سردار ابو حمزہ نے بغاوت کا آغاز کیا۔ والی مکہ عبدالواحد مدینہ سے بھاگ گیا۔ حج سے فراغت کے بعد خارجیوں نے مدینہ کا رخ کیا۔ عبدالواحد نے اہل مدینہ پر مشتمل ایک فوج مقابلہ کے لئے روانہ کی۔ دونوں کا مقابلہ مقام قدید میں ہوا جس میں اہل مدینہ کو زبردست شکست ہوئی۔ اس تباہی کی بنا پر مدینہ ماتم کدہ بن گیا مدینہ پر قبضہ کرنے کے بعد فتح مند خارجی اب شام کی طرف بڑھے مگر وادی القریٰ میں اموی فوج کے ساتھ مقابلہ کے بعد شکست کھائی۔ اس جنگ میں خوارج کی کثیر تعداد ماری گئی جس کی وجہ سے ان میں مزید مقابلہ کی قوت نہ رہی۔

## عباسیوں کا ظہور

ان پریشان کن حالات میں جب کہ مروان کئی محاذوں پر مخالفین کے خلاف سرگرم عمل تھا عباسی تحریک کے داعیوں نے حالات کو سازگار محسوس کرتے ہوئے بنو ہاشم کے حامیوں کو کھلم کھلا بغاوت کی دعوت دی اور مئی 747ء کا دن مقرر کر کے باقاعدہ خروج کا اعلان بھی کر دیا گیا۔ امام ابراہیم عباسی کے سوگ میں ان باغیوں کے علم اور لباس کا رنگ سیاہ قرار دیا گیا۔ وقت مقرر پر خراسان کے کونہ کونہ سے ہزارہا انسان اپنے ہاتھوں میں چھوٹے

چھوٹے ڈنڈے لئے نکل کھڑے ہوئے جن کا نام انہوں نے کافر کوب رکھا ہوا تھا۔

**مرو پر قبضہ 747ء/129ھ**

اس خوفناک صورت حال کی بنا پر والئی خراسان نصر سخت پریشان ہوا۔ اس نے عرب قوم کو متحد ہونے کی دعوت دی اس درخواست کی خاطر خواہ اثر ہوا اور ربیعہ اور یمن کے قبائل نے اپنے دشمن کا متحد ہو کر مقابلہ کرنے کا عزم کیا لیکن ایک عباسی داعی کے غیرت دلانے پر قبیلہ ربیعہ کا رہنما علی بن جدیع کرمانی نصر سے الگ ہو گیا کیونکہ نصر نے علی کے باپ جدیع کرمانی کو دھوکہ سے مروا دیا تھا۔ اب ابو مسلم خراسانی نے کمال ہوشیاری سے قبائل کو اپنے ساتھ ملا لیا اور مرو پر فوج کشی کی اور اس پر قابض ہونے کے بعد عباسی خلافت کی بنیاد رکھی۔ ابو مسلم خراسانی کی عرب دشمنی مسلم تھی چنانچہ جب اس نے محسوس کیا کہ اب اسے ربیعہ (یمنی قبائل) کی امداد کی ضرورت نہیں تو ان کے بیشتر افراد اور سرداروں کو قتل کر دیا۔

دوسری طرف مروان اس دوران عباسی خلافت کے حقیقی باغیوں کا سراغ لگانے میں کوشاں تھا۔ اس دوران ابو مسلم خراسانی کا ایک کارندہ خفیہ پیغام لے کے ابراہیم کے پاس جا رہا تھا کہ مروان کو اس کی خبر ملی۔ مروان نے اس قاصد کو گرفتار کر لیا۔ اسے دس ہزار روپے کا لالچ دے کر ابراہیم کا جواب اسے واپس لا کر دینے پر رضا مند کر لیا۔

چنانچہ یہ جاسوس ابراہیم کا جواب لے کر سیدھا مروان کے پاس پہنچا۔ اس خط میں ابو مسلم کو ہدایات تھیں کہ وہ دشمنوں کا جلد خاتمہ کر دے اور کسی عربی بولنے والے کو زندہ نہ چھوڑے۔ یہ قطعی ثبوت پا کر مروان نے ابراہیم کو گرفتار کر لیا اور ان سے باز پرس کی لیکن ابراہیم نے کسی بات کے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اس پر مروان نے قید میں ڈال کر انہیں قتل کرا دیا۔

ابراہیم کی موت کے بعد ابو مسلم خراسانی اور دیگر داعیوں نے ابوالعباس کے ہاتھ پر بیعت کی اور خروج کی تیاریاں مکمل کر لیں۔

**کوفہ پر قبضہ**

مرو پر قبضہ کے بعد ابو مسلم خراسانی کے مشہور جرنیل قحطبہ نے طوس سوزقان، نیشاپور اور جرجان فتح کرتے ہوئے اپنی پیش قدمی جاری رکھی چنانچہ رے اصفہان، نہاوند اور حلوان کے علاقے بھی ان کے قبضہ میں آ گئے۔ اب ان فاتح داعیوں نے کوفہ کا رخ کیا۔ قحطبہ کے ساتھ خالد برمکی بھی تھا۔ عباسی داعیوں اور ابن ہبیرہ والئی عراق کی افواج کے درمیان زبردست معرکہ آرائی ہوئی۔ قحطبہ جنگ کے دوران قتل ہوا لیکن اس کے بیٹے حسن نے کمان سنبھال لی اور ابن ہبیرہ کو شکست دینے میں کامیاب ہوا ابن ہبیرہ شکست کھا کر واسطہ پسپا ہو گیا۔

**معرکہ زاب اور اموی حکومت کا خاتمہ**

ابراہیم عباسی کے خط اور نصر کی بار بار کی یاد دہانی کی وجہ سے اموی خلیفہ مروان کی آنکھیں کھل چکی تھیں خوارج سے نپٹنے کے بعد اب مروان ثانی ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر لے کر دریائے زاب کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ عباسیوں اور امویوں کے درمیان اسی مقام پر آخری معرکہ آرائی ہوئی

جس میں مروان ثانی کو شکست ہوئی یہ تاریخی واقعہ 11 جمادی الثانی 132ھ 25 جنوری 750ء کو پیش آیا۔

اس شکست نے تاریخ اسلام کا رخ بدل دیا۔ اب قوت و اقتدار امویوں کی بجائے عباسیوں کے ہاتھوں میں منتقل ہو گیا۔ مروان شکست کھا کر موصل میں پناہ گزین ہوا۔ عبداللہ بن علی اس کے تعاقب میں وہاں پہنچا۔ مروان بھاگ کر حران اور شام ہوتا ہوا مصر جا نکلا۔ عباسیوں نے شام پر قبضہ کر لیا اور صالح ابوعون کو مروان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اب مروان کے لئے نہ جائے رفتن اور نہ پائے، ماندن کی سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ ذی الحجہ 132ھ میں اپنی مختصر سی جماعت کے ساتھ لڑا ہوتا ابو میر کے مقام پر مارا گیا اور اس کی وفات کے ساتھ ہی اموی اقتدار کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔

## مروان ثانی کی سیرت و کردار پر تبصرہ

مروان ثانی بنو امیہ کا آخری تاجدار تھا۔ ہمت شجاعت اور مستقل مزاجی میں کسی بھی اعلیٰ اموی حکمران سے کم نہ تھا۔ تخت نشینی کے بعد اس نے تمام مشکلات، مصائب اور پیچیدہ مسائل کا نہایت ہی خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔ اگر وہ ساز گار حالات میں حکمران بنتا تو شاید ایک بہتر اور کامیاب حکمران ثابت ہوتا۔ اس کی جسمانی طاقت، قوت برداشت اور مسلسل جدوجہد کی بناء پر اسے الحمار (گدھا) کا لقب دیا گیا۔ وہ ایک تجربہ کار معمر اور لائق خلیفہ تھا۔ لیکن زوال و انتشار اس حد تک پھیل چکے تھے کہ بنوامیہ کو تباہی سے روکنا تنہا مروان کے بس کی بات نہ تھی۔ اس کی ناکامی کا سبب سابقہ خلفاء کی کوتاہیاں اور غلطیاں اور عربوں کی باہمی پھوٹ تھی۔ اگر شامی بھی اسے دغا نہ دے جاتے تو نہیں معلوم تاریخ کون سا رخ اختیار کر لیتی۔

اس کی زندگی سادگی کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ عیش و آرام سے نفرت تھی۔ اپنی اکثر زندگی فوجی کیمپ میں گزاری اور اپنے فوجیوں کے ساتھ ہر دکھ سکھ میں ان کا برابر کا شریک رہا۔ بہادری اور شجاعت کی اس میں کمی نہ تھی لیکن جیسا کہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ چونکہ تقدیر کا فیصلہ اٹل تھا اسی لئے اس کی بہادری اور دانائی اس کے کام نہ آ سکی۔ ان سب خوبیوں کے باوجود قبائلی تعصبات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہا اور اسی داخلی خانہ جنگی کی بدولت بالآخر اسے بنوعباس کے مقابلہ میں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کا جھکاؤ مضری قبائل کی طرف تھا اس لئے یمنی قبائل کی ہمدردیاں حاصل نہ کر سکا۔ ابومسلم خراسانی جیسے شاطر اور ذہین شخص نے عربوں کے اس باہمی انتشار سے خوب فائدہ اٹھایا۔ اگر مروان وسعت نظر سے کام لیتا اور قبائلی عصبیت سے بالاتر رہ کر اپنی حکمت عملی اور پالیسی اختیار کرتا تو بنوعباس اتنی تیزی اور آسانی سے فتح یاب نہ ہوتے۔

ان دگرگوں حالات میں اس نے اموی اقتدار کو بچانے کے لئے جان کی بازی لگا دی لیکن کامیابی مقدر میں نہ تھی کیونکہ اب بنوامیہ کا زوال فطری عوامل کا ایک لازمی نتیجہ تھا۔ بقول مورخ

اسلام شاہ معین الدین ''مروان کے پاس فوج، ہمت اور بہادری کسی چیز کی کمی نہ تھی اور اس نے پامردی سے مقابلہ کیا لیکن ایک طرف عباسیوں کے بڑھتے ہوئے اور فاتحانہ ولولے تھے اور دوسری طرف ایک زوال پذیر حکومت کا تھکا ہوا فرمان روا تھا۔''

## عباسی تحریک اور اس کا عروج

قبیلہ قریش کی دو شاخوں بنو ہاشم اور بنو امیہ میں دیرینہ رقابت پائی جاتی تھی۔ فتح مکہ تک اکابرین بنو امیہ اپنی اسلام دشمن سرگرمیوں میں پیش پیش تھے لیکن فتح مکہ کے بعد ان کے اکثر افراد نے اسلام قبول کر لیا تو یہ معاندانہ جذبات اسلامی اخوت کے احساسات کی بنا پر دب گئے چنانچہ انہوں نے بھی اسلام کی سربلندی اور عظمت کے لئے بے شمار کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور اپنی ان خدمات کی بدولت ایک بار پھر اسلامی معاشرہ میں قابل قدر مقام حاصل کر لیا۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت تک حالات جوں کے توں رہے۔ لیکن شہادت عثمانؓ کے بعد ان دونوں قبیلوں کے درمیان دور جاہلیت کی عصبیت دوبارہ عود کر آئی۔ حضرت علیؓ اور معاویہؓ کی کشمکش میں کسی حد تک یہی عصبیت کام کر رہی تھی۔ حضرت حسنؓ کی دست برداری کے بعد امیر معاویہ نے اپنے سیاسی اقتدار کو مستحکم کر کے یزید کو اپنا جانشین نامزد کیا اور اپنی زندگی ہی میں اس کے لئے بیعت حاصل کر کے خلافت اسلامیہ کو ملوکیت میں بدل دیا بنو ہاشم ان کے ان عزائم کی تکمیل میں سدراہ تھے چنانچہ کربلا کے میدان میں امام حسینؓ کو اسلامی اصولوں کی بقاء کی خاطر جان دینا پڑی۔

امام حسینؓ کی شہادت کے بعد بنو ہاشم میں سے حضرت علیؓ کی فاطمی اولاد خلافت کے معاملہ میں سکونت اختیار کر گئی۔ اب اس میدان میں آپ کی غیر فاطمی اولاد اور آل عباس بنو امیہ کے حریف تھے۔ جب شیعان علیؓ منصب خلافت کے لئے امام زین العابدین سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے حضرت علیؓ کی غیر فاطمی اولاد میں سے محمد بن حنیفہ بن علی کو امام تسلیم کر لیا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے ابوالہاشم جانشین ہوئے۔ اس طرح امامت و خلافت کا منصب فاطمیوں سے علویوں میں منتقل ہوا۔

## محمد بن علی عباسی

ابوالہاشم عبداللہ نے اپنی دعوت کا سلسلہ خفیہ طور پر جاری رکھا۔ 723ء میں جب وہ اپنے کسی کام کی غرض سے خلیفہ سلیمان سے ملنے گئے تو واپسی پر کسی نے آپ کو زہر دے دیا جب طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تو آپ فلسطین چلے آئے یہاں کے ایک گاؤں حمیمہ میں آل عباس رہائش پذیر تھے چونکہ اور کوئی قریب نہ تھا اس لئے محمد بن علیؓ کو اپنا جانشین نامزد کر دیا اس طرح امامت اب علویوں سے بنو عباس میں منتقل ہو گئی۔

محمد بن علی عباسی بڑے دانش مند اور بے پناہ تنظیمی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ چنانچہ منصب امامت پر فائز ہونے کے بعد انہوں نے دعوت کو بڑی عمدگی سے پھیلانے کا آغاز کیا۔ آپ نے دعوت عباسی کو باقاعدہ تنظیمی شکل دی۔ اس تحریک کے چلانے کے لئے بے شمار داعی بنائے گئے۔

12 نقیبوں پر مشتمل ایک خصوصی مجلس نگراں بنائی اور اس کے ماتحت ستر سرداروں پر ایک مجلس عمومی کی تشکیل کی گئی جو دعوتی کاموں کے سلسلے میں مشورہ اور رائے دینے پر قادر تھے۔ آپ نے تحریک کو اس طرح منظم کیا کہ اس کی ہر بات صیغہ راز میں رہے۔ داعی منتخب کرتے وقت بڑی احتیاط سے کام لیا جاتا۔ داعیوں کو تاجروں اور مختلف لوگوں کے بھیس میں عراق اور خراسان کے دور دراز علاقوں میں پھیلا دیا گیا۔ یہ لوگ اپنی چرب زبانی اور تقریری صلاحیتوں سے کام لے کر بنوامیہ کے مظالم کی نہایت دردمندانہ انداز میں تشہیر کرتے۔ یہ طریقہ عوامی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے نہایت ہی موزوں ثابت ہوا کیونکہ اس سے عوامی جذبات فوراً برانگیختہ ہو جاتے اور لوگ شدت جذبات کے تحت ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جاتے۔ بنوعباس نہایت سمجھداری سے کام لے کر اپنی دعوت کو بنو ہاشم کے نام پر پیش کرتے اور اہل بیت یا آل عباس کی تخصیص نہ کی جاتی۔ عوام کی اکثریت بنوعباس کی اسی دعوت کو بنو ہاشم اور خانوادہ اہل بیت کے حامیوں کی تحریک سمجھ کر پذیرائی بخشتے رہے۔ علوی بزعم خویش یہی سمجھتے رہے کہ اس دعوت کی کامیابی کی صورت میں یقیناً وہ ہی برسر اقتدار آئیں گے لہذا انہوں نے بھی عباسیوں کا بھرپور ساتھ دیا۔ محمد بن علی عباس کی وفات کے بعد 743ء میں اس تحریک کی سربراہی ان کے بیٹے ابراہیم کو دی گئی۔

اگرچہ تحریک حضرت بن عبدالعزیز کے زمانے میں بھی موجود تھی لیکن اسے ہشام کے زمانے میں کافی تقویت ملی۔ عراق اور خراسان اپنے تاریخی پس منظر کی بنا پر اس تحریک کے مرکز قرار پائے۔ لوگ خفیفہ طور پر جوق در جوق محمد بن علی عباسی کے ہاتھوں پر بیعت کرتے رہے۔ محمد بن علی عباسی کے بعد امام ابراہیم نے بھی جو کہ بڑے نیک اور پارسا انسان تھے اور اعلیٰ صلاحیت کے مالک تھے عباسی دعوت کو پھیلانے کے لئے پورے جوش وخروش سے کام کیا۔ یہی وہ زمانہ ہے جب ابومسلم خراسانی ایک داعی کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آیا۔

**ابومسلم خراسانی** عباسیوں کی خوش قسمتی تھی کہ انہیں ابومسلم خراسانی جیسے باکمال داعی کی خدمات حاصل ہوگئیں۔ اس نے اپنی ذہانت اور انتھک کوششوں کی بدولت خلافت بنوعباس کے لئے قیام کی راہیں ہموار کیں۔ ولیم میور کے بقول یہ حقیقت ہے کہ وہ عربی النسل نہیں تھا۔ اس کا نام ابراہیم بن عثمان تھا۔ اس کی پیدائش اصفہان میں ہوئی۔ سات سال کی عمر میں والد کی وفات ہوئی تو عیسیٰ بن موسیٰ جامہ دوز نے اس کی پرورش اور تربیت کی۔ یہ شخص محب اہل بیت تھا۔ چنانچہ ابومسلم اس کے خیالات سے کافی متاثر ہوا۔ جب قحطبہ کا گزر کوفہ سے ہوا تو اس کی نگاہ ابومسلم پر پڑی۔ اس نے اس کی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر اسے دعوت عباسی کی وسیع اشاعت کے لئے منتخب کر لیا اور امام ابراہیم عباسی کی خدمت میں پیش کیا اس کے بعد ابومسلم کی نئی زندگی کا آغاز ہوا۔ بعض مورخین کی رائے میں ابومسلم عیسیٰ بن ادریس اور معقل بن ادریس کا غلام تھا جب اسے امام محمد بن علی کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اسے خرید لیا۔ ابومسلم کی ذہانت او، قابلیت سے آپ بہت متاثر ہوئے۔ رفتہ رفتہ اس نے امام موصوف کے مزاج میں کافی ،

حاصل کرلیا اور ان کا راز دار بن گیا۔ امام کے خفیہ پیغامات اور ہدایات دوسرے عباسی داعیوں تک پہنچانا اسی کے ذمہ تھا ابو مسلم کی صلاحیتیں امام ابراہیم کے زمانہ میں پوری طرح ظاہر ہوئیں۔ امام ابراہیم نے اسے 745ء میں دعوت عباسی کا رئیس بنا کر خراسان روانہ کیا اور خود اپنے ہاتھ سے عباسی علم جس کا نام سحاب تھا اسے عطا کیا۔ خراسان پہنچ کر اس نے سب سے پہلے تمام عباسی نقیبوں کو جمع کر کے ان کی ایک کونسل بنائی اور اس کا رکن اعلی سلیمان کو مقرر کیا۔ خراسان کے اطراف و کناف میں داعیوں کو پھیل جانے کا حکم دیا چنانچہ چند ہی دنوں میں کثیر لوگ اس تحریک میں شامل ہو گئے۔

اب یہ لوگ اس قابل تھے کہ تحریک کو خفیہ چلانے کی بجائے اعلانیہ بنوامیہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ ان کو امام کی ہدایات بھی آ چکی تھیں جس کے مطابق عباسی داعیوں کو سیاہ لباس پہن کر 25 رمضان 129ھ کو اعلانیہ دعوت کرنا تھا چنانچہ مقررہ وقت پر سب لوگ ایک مقام پر جمع ہوئے ابو مسلم خراسانی ظل سحاب دونوں علم خود اٹھائے ہوئے موجود تھا۔

خراسانیوں میں اس تحریک کے فوری طور پر مقبول ہونے کے کئی ایک اسباب تھے۔ عجمی باوجود مسلمان ہونے کے عربوں کے ہاتھوں ایرانیوں کی شکست کا داغ دل سے نہ مٹا سکے تھے اسی لئے ایرانیوں اور خراسانیوں کو بالخصوص عربوں سے نفرت تھی۔ بنوامیہ سے انہیں دوہری دشمنی تھی۔ ایک عرب ہونے کی بنا پر اور دوسرے امام حسین کی شہادت کے ذمہ دار بھی وہی تھے اور ان کی حکومت بھی خالص عربی تھی۔ بغاوت کے لئے یہ موقع انتہائی مناسب تھا کیونکہ اس وقت عرب قبائل خانہ جنگی کا شکار تھے۔ ابو مسلم بڑا ذہین آدمی تھا اس لئے عربوں کی اس باہمی آویزش سے خوب فائدہ اٹھایا۔ امیر نصر بن سیار والئی خراسان یمنی قبائل سے سخت تعصب رکھتا تھا۔ خود مروان مضری عربوں کا طرفدار تھا۔ والئی خراسان نے یمنیوں کے حریف قبیلہ ربیعہ کو بھی اپنی تنگ نظری کی بنا پر اپنا مخالف بنا لیا۔ ربیعہ کے مشہور لیڈر جدیع کرمانی اور نصر میں مخالفت جنگ و جدل کی شکل اختیار کر گئی۔ جب یہ کشمکش انتہائی عروج پر پہنچ گئی تو ابو مسلم نے ربیعہ قبائل کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا۔ نصر نے خلیفہ مروان کو اس فتنہ سے خبردار کرنے کے لئے خطوط لکھے لیکن وہ خوارج کے خلاف اس طرح سے الجھا ہوا تھا کہ عباسیوں کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھا سکا۔

**امام ابراہیم کا قتل** اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ کس طرح مروان نے ایک عباسی جاسوس کو جو مسلم خراسانی اور امام ابراہیم کے درمیان پیغامات پہنچانے کے کام پر مامور تھا لالچ دے کر امام ابراہیم کا خط اسے لا کر دینے کی تاکید کی یہ جاسوس حسب وعدہ امام کا خط جو ابو مسلم کے نام تھا حاصل کر کے لے آیا جس کی بنا پر اب ساری کیفیت مروان پر واضح ہوئی تو اس نے ابراہیم کو گرفتار کر کے قتل کرا دیا گیا۔

**ابوالعباس السفاح کی جانشینی اور عباسیوں کا خروج** ابراہیم کی گرفتاری کے بعد ان کے دونوں بھائی ابو جعفر اور

ابوالعباس تمیمہ سے کوفہ چلے آئے اور وہاں ایک عباسی داعی ابوسلمہ خلال کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ ابومسلم خراسانی بھی ان سے کوفہ آ ملا اور ابراہیم کے جانشین کی حیثیت سے ابوالعباس کی بیعت کی۔ ابوالعباس نے انتقام کی وجہ سے اسے حکم دیا کہ جو عرب ان کی دعوت قبول نہ کرے اسے قتل کر دیا جائے۔ ابومسلم نے خراسان واپس جا کر سارے خراسان کا طوفانی دورہ کیا اور لوگوں کو بنوامیہ کے خلاف خوب ابھار کر خروج کی ایک تاریخ بھی مقرر کر دی۔ اس مقررہ تاریخ پر یہ لوگ اجتماعی حیثیت سے امویوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ان کے ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے ڈنڈے تھے جنہیں وہ کافرکوب کہتے تھے۔ ان کا لباس سیاہ تھا۔ نصر نے ان حالات سے پریشان ہو کر عربوں کی باہمی خانہ جنگی کو ختم کر کے اتحاد کی کوشش کی لیکن یہ کوششیں بارآور نہ ہوئیں کیونکہ اس دوران ابومسلم دونوں گروہوں میں سے ایک کا ساتھ دے کر ان کو آپس میں لڑاتا رہا لیکن اپنا کام نکالنے کے بعد اپنے حلیف عرب قبیلہ کا قتل عام کر کے ان کی طاقت بھی کچل دی۔ اب خراسانی کا اکثر حصہ ابومسلم کے قبضہ میں تھا لہذا اس کی افواج خراسان کے بقیہ علاقوں میں قبضہ کرتی ہوئی عراق عجم کی طرف بڑھیں۔ رے اصفہان نہاوند اور حلوان بھی ان کے قدموں میں تھے۔ ابن ہبیرہ والی عراق نے مقابلہ کی ٹھانی مگر قحطبہ کے ہاتھوں شکست کھائی اور اس طرح سارے عراق پر بھی عباسیوں کا علم لہرانے لگا۔ جس کے بعد کوفہ میں بروز جمعہ 13 ربیع الاول 132ھ 25 نومبر 734 کو ابوالعباس کی پہلے خلیفہ کی حیثیت سے بیعت ہوئی۔

## معرکہ زاب اور عباسی خلافت کا قیام

مروان ثانی اس دوران خوارج اور دیگر مخالفین کے خلاف مصروفیتوں کی بنا پر عباسیوں کے اس بڑھتے ہوئے طوفان کی طرف سے آنکھیں بند کیے ہوئے تھا لیکن آخر تا بہ کے؟ حالات کی سنگینی نے اسے آخری معرکہ آرائی پر مجبور کیا۔ دریائے زاب کے کنارے عباسیوں اور مروان کا آخری معرکہ ہوا جس میں مروان کو شکست ہوئی۔ یہ تاریخی واقعہ 11 جمادی الثانی 132ھ 25 جنوری 750ء کو پیش آیا۔ مروان کی شکست بنوامیہ کے خاتمہ کا اعلان تھی۔

## امتحانی سوالات

1- مروان بن محمد کے کردار اور سیرت پر تبصرہ کیجئے۔
2- مروان بن محمد بنوامیہ کا آخری عظیم حکمران تھا۔ بحث کیجئے۔
3- مروان بن محمد کے عہد حکومت کے مشہور واقعات قلمبند کیجئے۔

مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھئے۔

ولید دوم۔ یزید سوم۔ عباسی تحریک۔ ابومسلم خراسانی۔ معرکہ زاب



# 24 عہد بنوامیہ پر ایک نظر

○ بنوامیہ کا نظام حکومت ○ زوال کے اسباب ○ مرکزی نظام حکومت
○ معاشرتی و معاشی حالات ○ علم و ادب ○ معروف فوجی جرنیل

## مرکزی نظام حکومت

**خلیفہ**

بنوامیہ کے زمانے میں خلافت اسلامیہ کو ملوکیت میں تبدیل کیا جا چکا تھا۔ خلافت جمہوری ہونے کے بجائے خاندانی اور موروثی بن چکی تھی۔ ملک کا سب سے بڑا حاکم خلیفہ تھا جو خلفائے راشدین کی طرح اپنے آپ کو امیرالمومنین کہلاتا تھا لیکن خلفائے راشدین اور خلفائے بنوامیہ میں بنیادی فرق یہ تھا کہ خلفائے راشدین عوامی مشورہ اور رائے سے خلیفہ بنائے جاتے تھے لیکن خلفائے بنوامیہ مسلمانوں کے آزادانہ اور کھلے مشورہ سے نہیں بلکہ اپنی طاقت اور قوت کے بل بوتے پر برسراقتدار آتے تھے۔ ان کی حیثیت ایک مطلق العنان بادشاہ کی سی تھی۔ تمام عمال قاضی، جج اور فوجی جرنیل خلیفہ کی طرف سے مقرر کیے جاتے اور وہ خلیفہ ہی کے سامنے جواب دہ تھے لیکن خود خلیفہ کسی کے سامنے جواب دہ نہ تھا۔ مجلس شوریٰ کی نمائندہ حیثیت ختم کر دی گئی۔ اب خلیفہ کے مشیر اور مصاحبین، امرائے دربار اور شاہی خاندان کے افراد تھے۔ عملی طور پر اگرچہ خلافت راشدہ کی بجائے ملوکیت کا آغاز ہو چکا تھا لیکن ظاہری طور پر منصب خلافت کو جمہوری رکھا گیا اور خلفاء کے لئے بیعت حاصل کرنا لازمی قرار دیا اگرچہ بیعت اقتدار اور جبر ہی کا نتیجہ تھی اور اس میں دلی رضا مندی کو دور کا بھی دخل نہ تھا۔

خلفائے بنوامیہ نے بظاہر وہ تمام رسوم برقرار رکھیں جن کا تعلق خلفائے راشدین سے تھا مثلاً یہ لوگ جمعہ کا خطبہ دیتے نمازوں کی امامت کراتے اور اپنی دوسری مذہبی ذمہ داریاں بھی ادا کرتے لیکن ان کی اپنی زندگیاں قیصر و کسریٰ کے نمونہ پر ڈھل چکی تھی۔ یہ خلفاء محلوں اور اونچے اونچے ایوانوں میں رہتے۔ عیش و عشرت کی محفلیں منعقد کرتے۔ اپنے دروازوں پر دربان اور حاجب رکھتے اور اپنے خلاف اٹھائی جانے والی ہر آواز کو سختی سے دبا دیتے۔ ان خلفاء میں حضرت عمر بن عبدالعزیز واحد خلیفہ تھے جن کی شخصیت اور جن کا عہد حکومت خلفائے راشدین سے تعلق رکھتا ہے۔ انہوں نے تمام ناجائز اور غصب شدہ جاگیریں اور املاک اپنے اصل مالکوں کو لوٹا کر اور دیگر اصلاحات نافذ کر کے خلافت راشدہ کی جمہوری روح کو بحال کرنے کی کوشش کی مگر ان کے بعد پھر وہی پہلا سا طرز عمل اختیار کر لیا گیا۔

**بیت المال**

خلفائے راشدین کے زمانہ میں بیت المال کو قومی خزانہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ ایک ایسی امانت تھی جسے خلیفہ اپنے من مانے طریقے سے خرچ کرنے کا مجاز نہیں تھا۔ وہ اپنے گزارے کے لئے بیت المال سے صرف اتنی تنخواہ لینے کا حقدار تھا جس سے ایک اوسط درجہ کے

آدمی کا گزراوقات ہو سکے۔

بنوامیہ کے دور میں بیت المال کو خزانہ شاہی سمجھتے ہوئے خلیفہ اور اس کے خاندان کی ذاتی ملکیت قرار دیا گیا۔ اس کی آمدوخرچ کے بارے میں وہ کسی کے سامنے جواب دہ نہ تھا۔ بیت المال کی آمدنی کا کثیر حصہ خلفاء اور اس کے رشتہ داروں پر وظائف انعامات اور جاگیروں اور املاک کی صورت میں صرف ہوتا۔ شاعروں اور گویوں کی سرپرستی کی گئی اور ضرورت مند اور نادار لوگوں کے وظائف کی تعداد میں کمی کر دی گئی۔

اخراجات کے علاوہ بیت المال کی آمدنی کے ضمن میں اب حلال وحرام کی تمیز اور تخصیص بھی ختم کر دی گئی۔ طرح طرح کے نئے ٹیکس لگائے گئے جن کی شرعی اور عوامی بہبود کے نقطہ نظر سے کوئی حیثیت نہ تھی۔ نومسلموں سے جزیہ تک وصول کیا جاتا تھا۔

**دربار** خلفائے راشدین کی زندگی سادگی کا نمونہ تھی۔ وہ تمام اہم امور ملکی فیصلہ مسجد نبوی کے صحن میں بیٹھ کر کرتے لیکن جب مسند اقتدار بنوامیہ کے ہاتھ میں آئی تو خلافت راشدہ کے زمانے کی سادگی اور پاکیزگی ترک کر دی گئی۔ امیر معاویہ نے اپنے بیٹھنے کے لئے تخت کی سی ایک نشست گاہ بنوائی۔ امیر معاویہ کے بعد اکثر و بیشتر خلفا نے (سوائے عمر بن عبدالعزیز کے) قیصر و کسریٰ کا سا طرز زندگی اختیار کر لیا اور اس طریقے کو چھوڑ دیا جس پر نبی کریم ﷺ اور چاروں خلفائے راشدین چلتے رہے۔

شان وشوکت، خدم وحشم اور شاہانہ وقار دربار خلافت کا امتیازی وصف تھا۔ خلیفہ کی موجودگی میں کسی کو بولنے کی جرات اور اجازت نہ تھی۔ شاہی محلات کے دروازوں پر حاجب اور دربان مقرر تھے لوگ اب براہ راست ان کے پاس اپنی فریاد اور درخواست لے کر نہ جا سکتے تھے۔ عوام اور خلفاء کے درمیان تعلق ٹوٹ چکا تھا اور جو روابط باقی تھے وہ بھی حاجبوں اور دربانوں کے ذریعہ سے تھے۔ یہ سب روایات امیر معاویہ کے زمانہ میں ہی قائم ہو چکی تھیں۔ خوارج کے قاتلانہ حملہ کے بعد خلیفہ کا حفاظتی دستہ بھی بنایا جا چکا تھا جسے الحرس کہتے تھے۔ آخری خلفاء کے دور میں درباداری کے لوازمات میں مزید اضافے ہوئے اور شاعر، مسخرے، گویے اور موسیقار دربار کی زینت بنے مگر اموی دربار اور خلفائے بنوعباس کے دربار میں بنیادی فرق تھا۔ اموی دربار عربی روایات اور اقتدار کا علمبردار رہا لیکن عباسیوں پر عجمیوں کے اثرات غالب تھے۔

**مرکزی شعبہ جات** 1- دیوان الجند: اس کی حیثیت ایک ملٹری بورڈ کی سی تھی جس کے ذمہ فوج کا انتظام تھا۔ اس کی ابتداء جناب عمرؓ کے زمانہ میں ہو چکی تھی۔ فوجیوں اور ملت اسلامیہ کے دیگر مستحق افراد میں وظائف تقسیم کیے جاتے۔ بنوامیہ نے اس میں تبدیلی کر دی اور اپنے آدمیوں کو اس سے فائدہ پہنچانا شروع کر دیا اور مخالفین کے وظائف بھی منسوخ کرنے شروع کر دیئے۔ غیر عرب سپاہیوں کے نام تو اس رجسٹر سے سرے سے غائب کر

دیئے گئے۔ پہلے یہ وظائف فوجی خدمت کے معاوضہ کے طور پر دیئے جاتے تھے لیکن اب لوگ انہیں پنشن تصور کرنے لگے۔ ہشام نے اپنے عہد میں اس غلط مفروضے کا خاتمہ کیا اور تمام لوگ جو فوجی خدمات سرانجام نہیں دے رہے تھے ان کے نام اس رجسٹر سے قلم زد کر دیئے گئے۔

2- دیوان الخراج: یہ حکومت کا محکمہ مالیات تھا۔ یہ زرخیر صوبوں کا خراج وصول کرتا تھا۔ تمام مملکت کی مالیات اور حکومت کی آمدنی اور خرچ کا حساب کتاب رکھنا اس محکمہ کے فرائض میں تھا۔

3- دیوان الرسائل: اس کی حیثیت سکرٹریٹ کی سی تھی۔ ہر قسم کی خط و کتابت، فرمان شاہی جاری کرنا اور ان کا باقاعدہ ریکارڈ رکھنا اس محکمہ کی ذمہ داری تھی۔ اس کے علاوہ ملک کے تمام محکموں میں یگانگت اور ہم آہنگی پیدا کرنا بھی اس محکمہ کا کام تھا۔

4- دیوان البرید: دیوان البرید یا محکمہ ڈاک کا آغاز بھی امیر معاویہؓ نے کیا۔ شروع میں اس محکمہ کا کام سرکاری ڈاک وغیرہ لے کر ملک کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ تک پہنچانا تھا لیکن آہستہ آہستہ یہ محکمہ عوامی حیثیت اختیار کر گیا۔ ملک کے طول و عرض میں ڈاک چوکیاں قائم کی گئیں جہاں برق رفتار گھوڑے ہر وقت موجود رہتے تھے جو ایک چوکی کی ڈاک دوسری چوکی تک پہنچاتے۔ عبدالملک نے اپنے زمانے میں اس میں مزید ترقی دی۔ اس محکمہ کے ذریعہ سراغرسانی کا کام بھی تھا۔ ملک کے طول و عرض میں ہونے والے واقعات اور اہم خبریں اس محکمہ کے ذریعہ خلیفہ تک پہنچائی جاتیں۔

5- دیوان الخاتم: دیوان الخاتم کی ابتداء بھی امیر معاویہؓ کے زمانہ ہی سے ہوئی۔ ایک بار امیر معاویہؓ نے عمرو بن زبیر کو زیاد بن ابی سفیان کے نام ایک فرمان میں عراق کے علاقہ سے ایک لاکھ درہم وصول کرنے کا اختیار دیا۔ عمرو بن زبیر نے اس رقم کو ایک لاکھ کی بجائے دو لاکھ میں تبدیل کر کے خزانہ سے فاضل رقم حاصل کر لی بعد میں جب پڑتال کے دوران اس جعلسازی کا انکشاف ہوا تو امیر معاویہؓ نے جعلسازی کے امکانات کو ختم کرنے کے لئے دیوان الخاتم قائم کیا جو فرمان شاہی جاری ہوتا۔ اس کی دستخط شدہ نقل اسی محکمہ کے پاس بطور ریکارڈ رہتی اور دارالخلافہ سے باہر جانے والے فرامین کو سربمہر کر کے روانہ کیا جاتا اور اس کی ایک کاپی اس محکمہ کے ریکارڈ میں محفوظ رکھی جاتی۔ عبدالملک نے اس میں مزید ترقی کی۔

6- دیوان الاحداث: محکمہ پولیس یا دیوان الاحداث کی ابتداء اگرچہ خلافت راشدہ کے زمانہ میں ہو چکی تھی لیکن اموی دور میں اس کی تنظیم کی گئی۔ ملک میں اکثر شورشیں برپا ہوتی رہتی تھیں اس لئے امن و امان کے قیام کی ذمہ داری اس محکمہ کے سپرد تھی۔ صرف کوفہ میں زیاد بن ابی سفیان کے پاس پولیس کے چالیس ہزار سپاہی تھے۔ امن و امان کے علاوہ لوگوں کے مال اور املاک کی حفاظت بھی اس محکمہ کے ذمہ تھی اس کے آفیسر اعلیٰ کو صاحب الاحداث کہا جاتا تھا۔

# صوبائی حکومت

اموی سلطنت مندرجہ 6 (چھ) بڑے صوبوں پر مشتمل تھی۔ ان صوبوں کو اقالیم عرب کہا جاتا تھا۔

1- شام: یہ صوبہ براہ راست مرکزی حکومت کے کنٹرول میں تھا۔ اور اس کے لئے الگ گورنر مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔

2- حجاز: اس صوبہ میں یمن ونجد کے علاقے بھی شامل تھے۔

3- عراق: یہ صوبہ عراق عرب، عراق عجم، عمان بحرین، اومان سیستان، کابل، خراسان، ماوراالنہر اور سندھ کے علاقوں پر مشتمل تھا۔ صوبہ عراق کے والی کے حیثیت پر بہت اہم تھی۔ اسے عموماً خلیفہ کا نائب سمجھا جاتا تھا۔ بعض اوقات اس صوبہ کے مختلف حصوں کو الگ ولایت قرار دے کر عراق کے والی کے تحت نائب گورنروں کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔

4- آرمینیہ: آرمینیہ، آذربائیجان، جزیرہ اور ایشیائے کوچک کے علاقوں پر مشتمل تھا۔

5- افریقہ: اس میں شمالی افریقہ، سپین، جنوبی فرانس اور جزائر بحیرہ روم شامل تھے۔ افریقہ کے والی کی حیثیت بھی عراق کے گورنر کی طرح بہت اہم شمار کی جاتی تھی

6- مصر: یہ صوبہ زیریں اور بالائی مصر دونوں حصوں پر مشتمل تھا۔ ان تمام صوبوں کی انتظامی حدود بعض اوقات تبدیل ہوتی تھیں۔ جہاں تک اختیارات کا تعلق ہے صوبائی حکومتیں داخلی معاملات میں کافی حد تک خود مختار تھیں۔

**صوبائی حکّام** صوبائی نظم ونسق کی مشینری مندرجہ ذیل حکام پر مبنی تھی:

**والی یا امیر** صوبائی حکّام میں سب سے اہم گورنر تھا جسے والی یا امیر کہتے تھے۔ اسے خود خلیفہ مقرر کرتا اور خلیفہ کے نائب کی حیثیت سے اسے تقریباً وہی فرائض سرانجام دینا پڑتے جو مرکز میں خود خلیفہ کے ذمہ تھے۔ اپنے ماتحت افسر چننے میں اسے پوری آزادی حاصل تھی۔ یہ بیک وقت صوبے کا انتظامی اور فوجی سربراہ تصور کیا جاتا تھا۔ ان کے اختیارات بے پایاں تھے۔ حجاج بن یوسف اور زیاد کی شخصیتیں لامحدود اختیارات کی حامل تھیں۔ صوبائی معاملات میں انہیں بہت زیادہ آزادی حاصل تھی اس کی ایک وجہ ذرائع نقل وحمل میں دشواری تھی کیونکہ عراق اور افریقہ وغیرہ جیسے اہم صوبوں کے لئے بار بار قصر خلافت سے اجازت اور منظوری لینا ممکن نہ تھا لہٰذا خلیفہ کی ماتحتی میں والی صوبائی حالات کے مطابق بڑے بڑے قدم اٹھاتے اور انہیں اپنے خلفاء کی پوری سرپرستی حاصل ہوتی۔ بغاوتوں اور شورشوں کا خاتمہ، امن و امان کا قیام، محاصل کا جمع کیا جانا، سڑکوں، نہروں اور پلوں وغیرہ کی تعمیرات کا فریضہ ان کے ذمہ تھا۔

**عامل** دوسری اہم شخصیت عامل کی تھی۔ یہ صوبائی مالی امور اور بیت المال کا انچارج تھا۔ چونکہ اپنے شعبہ میں اسے مکمل اختیارات حاصل تھے۔ اس لئے بعض اوقات والی بھی اس کی

محتاج ہوتا یہ براہ راست خلیفہ کے سامنے جوابدہ ہوتا اور تمام حساب کتاب خلیفہ کے سامنے پیش کرنے کا ذمہ دار تھا۔

**صاحب الخراج** شروع میں صرف مالیہ زمین کی وصولی اور نگرانی اس کے ذمہ تھی۔ جبکہ بعد کے ادوار میں عامل اور صاحب الخراج دونوں عہدوں کو ملا کر ایک کر دیا گیا تو صاحب الخراج کی حیثیت مالی شعبہ میں بہت بڑھ گئی اور وہ تمام صوبائی مالی امور کا انچارج قرار دیا گیا۔

**کاتب** ہر صوبائی دیوان (محکمہ) کا افسر اعلیٰ کاتب کہلاتا۔ اس کی حیثیت موجودہ زمانہ کے سیکرٹری کی سی تھی۔ اس کا تقرر صوبائی گورنر خود کرتا۔

**صاحب البرید** صوبائی محکمہ ڈاک کا بڑا افسر صاحب البرید کہلاتا تھا۔ خط و کتابت کی ترسیل کے انتظامات کے علاوہ خلیفہ کو خفیہ طور پر تمام ملکی حالات اور اہم واقعات سے باخبر رکھنا بھی اس کے فرائض میں شامل تھا۔

**صاحب الشرطہ** ملک کے اہم حصوں میں جہاں جہاں پولیس فورس قائم تھی اس کے افسر اعلیٰ کو صاحب الشرطہ کہتے تھے۔ ان کا فرض ملک کے اندر امن و امان کا قیام تھا۔ صرف کوفہ میں زیاد بن ابی سفیان کے ماتحت چالیس ہزار ملٹری پولیس قیام امن کے لئے موجود تھی جو مشکوک لوگوں کی کڑی نگرانی کرتی اور بدامنی کو سختی سے کچل دیتی۔

**قاضی** لوگوں کی دادرسی اور عدل و انصاف کے قیام کے لئے تمام اضلاع میں قاضی مقرر کیے جاتے تھے۔

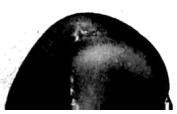
**صوبائی محکمے** مرکز کی طرف صوبوں میں بھی (1) دیوان الجند (2) دیوان الرسائل (3) دیوان المستغلات (مالی امور) جہاں آمد و خرچ کا حساب رکھا جاتا تھا۔ (4) دیوان البرید اور (5) دیوان الاحداث قائم تھے ان کے اختیارات اور فرائض تقریباً وہی تھے جو ان مرکزی محکموں کے تھے۔

## ذرائع آمدنی

بنوامیہ کی حکومت کے ذرائع آمدنی تقریباً وہی تھے جو اس سے پہلے عہد رسالتؐ اور خلفائے راشدین میں تھے۔ پہلے ذرائع آمدنی تو بدستور قائم رہے لیکن اس کے علاوہ اس دور میں کچھ ایسے ذرائع بھی اختیار کیے گئے جو اسلامی نقطہ نظر سے درست نہ تھے۔

**زکوٰۃ:** ہر مسلمان کے لئے مذہبی طور پر فرض تھا کہ اپنے مال اور املاک پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرے۔ اسلامی قانون معیشت اور مالی امور میں زکوٰۃ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

**خراج:** مفتوحہ علاقوں کی زمین پر جو مالیہ وصول کیا جاتا اسے خراج کہتے تھے۔ خراج کی شرح میں یکسانیت نہ تھی بلکہ مفتوحہ علاقے سے اتنا ہی خراج وصول کیا جاتا تھا جو فتح کے وقت معاہدہ طے پاتا۔



**مالیہ:** اس کی شرح مختلف زمانوں میں مختلف تھی اور ہر خلیفہ حسب منشاء اس میں کمی بیشی کر سکتا تھا۔

**جزیہ:** فوجی امداد کے عوضانہ کے طور پر غیر مسلموں سے معمولی قسم کا ٹیکس وصول کیا جاتا تھا۔ اس میں بھی عورتوں، بوڑھوں، بچوں، ناداروں، غریبوں اور بعض مذہبی حلقوں کو معافی تھی۔ حجاج بن یوسف کے زمانہ میں موالیوں (نومسلموں) سے بھی جزیہ وصول کیا جاتا تھا جو غیر شرعی فعل تھا اور اس کے خلاف ردعمل کے طور پر کئی ایک بغاوتیں ہوئیں۔

**کسٹم ڈیوٹی:** غیر ممالک سے جو مال درآمد کیا جاتا اس پر مختلف شرح سے ٹیکس لگایا جاتا تھا۔

**خمس:** مال غنیمت کا پانچواں حصہ سرکاری خزانے میں داخل کیا جاتا تھا۔

**خلیفہ کی ذاتی جاگیریں:** ان کی آمدنی بھی براہ راست بیت المال میں جمع کی جاتی تھیں۔

## فوجی نظام

بنوامیہ کی عظمت اور طاقت کا سرچشمہ ان کی فوجی طاقت تھی۔ ان کی کامیابیوں اور عظیم الشان فتوحات کا سبب ان کی زبردست فوجی قوت ہی تھی۔ زمانہ جاہلیت میں بھی قریش کی طرف سے یہ فوجی تنظیم کے ذمہ دار تھے۔ سپہ سالار عموماً ان ہی میں سے ہوا کرتا تھا چنانچہ فوجی امور میں بنوامیہ کو خاصی مہارت حاصل تھی۔ خلفائے راشدین کے بعد امیر معاویہؓ نے خلافت بزور شمشیر حاصل کی اور جب تک ان کی فوجی تنظیم میں کوئی ضعف اور کمزوری پیدا نہ ہوئی حکومت ان کے ہاتھ میں رہی۔

بنوامیہ نے اپنے عہد حکومت میں عظیم الشان کارہائے نمایاں اور فتوحات سرانجام دیں۔ یہ تمام کامرانیاں ان کی اعلیٰ فوجی تنظیم کی بدولت تھیں۔

**تنظیم** اقتدار حاصل کرنے کے بعد بنوامیہ نے فوجی نظام میں کئی ایک تبدیلیاں کیں۔ بازنطینی حکومتوں کے ساتھ معرکہ آرائیوں کے دوران وہ ان کے جنگی قواعد اور حربی تنظیم کا اچھی طرح مشاہدہ کر چکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی فوجی تنظیم کو ان تجربات کی روشنی میں منظم کیا۔ پیش قدمی کے دوران جب فوجیں قیام کرتیں تو ان کے کیمپ بازنطینی طریقے کے مطابق ترتیب دیئے جاتے۔ ان کی حفاظت کے لئے اردگرد خندقیں وغیرہ کھودی جاتیں۔ گرمائی اور سرمائی فوج الگ الگ ہوتی تھی۔ لڑائی کے وقت فوج کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا جو مرکز (قلب) دائیں بازو (میمنہ) بائیں بازو (میسرہ) ہراول دستے (مقدمہ) اور حفاظتی دستے اور عقب پر مشتمل ہوتا۔ میدان جنگ میں فوجوں کی صف بندی کی جاتی اور دو دو یا ایک ایک کی لائن میں دشمن کے خلاف پیش قدمی کی جاتی آخری خلیفہ مروان کے زمانہ میں صف بندی کے اس قدیم طریقہ کی بجائے فوج کو چھوٹے چھوٹے دستوں میں تقسیم کر کے نئے طریقے کی ابتداء کی گئی۔ فوجی تنظیم اور مراتب میں عشاری نظام قائم تھا۔ اس نظام کے مطابق دس سپاہیوں پر ایک افسر مقرر تھا جسے عارف یا امیر العشرہ کہتے تھے۔ دس عارف (یا سو سپاہی) ایک نائب کے ماتحت ہوتے تھے اور دس نائبوں پر ایک قائد ہوتا تھا۔ ایک امیر کے ماتحت دس قائد یعنی 10 ہزار سپاہی ہوتے تھے۔ اس کے بعد سب

سے بڑا افسر سپہ سالار کہلاتا تھا جس کے تحت بہت سے امیر ہوا کرتے تھے۔ ان فوجی عہدیداروں کے علاوہ فوج کے دیگر افسر بھی ہوتے تھے۔ مثلاً قاضی، ترجمان، خزانچی، پرچہ نویس وغیرہ صوبائی فوج گورنر کے ماتحت تھی۔ صوبائی فوج کی تنظیم کے لئے مرکز سے الگ ہر صوبہ میں دیوان الجند کا محکمہ باقاعدہ قائم تھا جس کے ذمہ فوج کی تنظیم تھی۔

جہاں تک فوجی بھرتی کا تعلق تھا اس میں عرب اور غیر عرب سب شامل تھے۔ شامیوں عراقیوں اور بربریوں کی کثیر تعداد اموی فوج کا جزو تھی۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں بھرتی کی رفتار تیز تر کر دی گئی تھی اور تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار فوج وجود میں آ چکی تھی جس میں سے ساٹھ ہزار سپاہی مستقل فوج سے تعلق رکھتے تھے جن میں شامیوں کی اکثریت تھی۔ دارالخلافہ (دمشق) میں مرکزی فوج ہر وقت موجود رہتی تھی۔ مرکز میں ایک الگ محکمہ فوج (دیوان الجند) قائم تھا جو براہ راست خلیفہ کی نگرانی میں کام کرتا تھا۔ اموی فوج میں عربی عنصر کو بنیادی حیثیت حاصل تھی اور وہی تمام بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے۔ فوجیوں کو بیت المال سے وظائف اور خاص تنخواہیں بھی دی جاتی تھیں۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں ایک سپاہی کی تنخواہ ایک ہزار درہم سالانہ تھی۔ ولید ثانی کے زمانے میں اس شرح میں معمولی سا اضافہ کیا گیا لیکن مالی مشکلات کی بنا پر یزید ثالث کے زمانہ میں اس میں پھر کچھ کمی کر دی گئی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مروان ثانی کے زمانہ کو بنوامیہ کا دور انحطاط شمار کیا جاتا ہے۔ اموی مستقل فوج کی تعداد تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ اس غیر مستقل اور مستقل فوج کے علاوہ بنوامیہ کی سپاہ میں رضا کار بھی شامل تھے۔ اگرچہ انہیں تنخواہ نہ دی جاتی لیکن مال غنیمت میں انہیں حصہ دیا جاتا۔ ڈاکٹر حسینی کے بقول یہ رضا کار بالعموم اپنے ساتھ اپنا اسلحہ اور وردی لاتے اور جنگ کے تمام اخراجات بھی خود برداشت کرتے۔ بعض اوقات عورتیں بھی فوج کے ساتھ شامل ہوتیں تاکہ وہ زخمی فوجیوں کی خدمت کر سکیں۔ کئی مواقع پر ان عورتوں نے بھاگتے ہوئے مسلمان سپاہیوں کو غیرت دلا کر پھر میدان جنگ میں دھکیل دیا۔

**فوجی چھاؤنیاں** بنوامیہ کے عہد حکومت میں دمشق، بصرہ، واسط اور قیروان اہم فوجی چھاؤنیاں اور بھرتی کے مراکز تھے۔ ان فوجی چھاؤنیوں میں ہر وقت تازہ دم فوج تیار رہتی۔ ان کی حفاظت کے لئے اردگرد محفوظ فصیلیں تعمیر کی جاتی تھیں۔ سرحدوں پر جا بجا پختہ قلعے بنائے جاتے جن میں حفاظتی دستے مقیم رہتے تاکہ بیرونی حملوں کی صورت میں فوج بروقت کارروائی کر سکے۔

**اسلحہ** اس زمانہ کے رواج کے مطابق اسلحہ میں نیزے، بھالے، تیر کمان، تلواریں، زرہیں، ڈھالیں، کلہاڑے وغیرہ بکثرت استعمال ہوتے تھے۔ قلعوں کی فصیلوں کو توڑنے کے لئے قلعہ شکن آلات استعمال ہوتے تھے۔ منجنیق سے قلعے کی فصیلوں پر بڑے بڑے پتھروں کی بارش کی جاتی تھی نیز کبش ٹکریں مار مار کر قلعہ کی دیوار توڑ دیتا تھا۔ اس کے علاوہ آگ لگانے والے آتش گیر مادے کا بھی رواج تھا۔

**بحری فوج** امیر معاویہؓ کے زمانہ میں بحری فوج کا قیام ایک زبردست کارنامہ ہے۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں جب آپ شام کے گورنر تھے تو آپ نے بحری فوج کی تنظیم کی طرف توجہ کی تھی۔ خلیفہ بننے کے بعد آپ نے طاقت ور بحریہ کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا کیونکہ رومی اکثر شام کے ساحلی علاقوں پر یلغار کرتے رہتے تھے۔ 49ھ/ 669ء تک عربوں کے پاس صرف مصر میں بحری جہاز تیار کرنے کا ایک کارخانہ تھا۔ ایک ایسے ہی کارخانہ کی شام میں بھی ضرورت محسوس کی گئی۔ چنانچہ ساحل شام پر جہاز سازی کا کارخانہ قائم کیا گیا نیز فن جہاز سازی کی ترقی کے لئے زبردست اقدامات کئے گئے۔ عکّہ کی بندرگاہ کو بحری سرگرمیوں کے لئے مرکز بنا کر امیر معاویہؓ نے رومیوں کے حملوں کی روک تھام اوران کے خلاف جنگی کارروائیوں کے کئی ایک اقدامات کئے۔

امیر معاویہؓ کی وفات کے وقت اسلامیہ بحریہ کے تقریباً 17000 بحری جہاز موجود تھے۔ اور شام کے علاوہ مصر میں بھی کئی کارخانے بحری جہاز بنانے میں مصروف تھے۔

**عدلیہ** مسلمانوں کی حکومت میں عدلیہ ہمیشہ بہت اہم شعبہ رہا ہے۔ بنوامیہ نے بھی اس کی اہمیت کے پیش نظر اس شعبہ کے لئے صالح ترین افراد منتخب کیے۔ زیاد والی بصرہ نے سیاسی معمولات میں جو کہ کردار بھی ادا کیا ہو عدلیہ کے لئے اس نے حضرت انسؓ بن مالک حضرت عبدالرحمٰنؓ بن سمرہ جیسے صحابہ کو منتخب کیا۔ بنوامیہ کو اس کا احساس تھا کہ ایماندار اور ذمہ دار عدلیہ عوام کا اعتماد بحال رکھنے میں کیا کردار ادا کرتی ہے۔

عدلیہ کی تنظیم بالعموم خلافت راشدہ کے طرز پر ہی قائم رکھی گئی۔ ہر ضلع میں قاضی مقرر کیا جاتا تھا اور صوبہ میں ایک بڑا قاضی مقرر ہوتا تھا۔ قاضی کو بعض اوقات اوقاف وغیرہ کی نگرانی کے فرائض بھی سونپ دیئے جاتے تھے البتہ اموی دور میں قاضیوں کا تقرر صوبائی گورنر ہی کی طرف سے ہوتا تھا جو اسے معزول کرنے کا اختیار بھی رکھتا تھا۔ خلافت راشدہ کی طرح خلیفہ کو قاضی کی عدالت میں طلب نہیں جا سکتا تھا۔ خلیفہ کا رعب وجلال اس حد تک ہوتا تھا کہ کوئی شخص خلیفہ سے جھگڑا کرنے یا اس کے خلاف استغاثہ دائر کرنے کی ہمت ہی اپنے اندر نہ رکھتا تھا۔ صوبائی گورنر بھی قاضی کے سامنے جوابدہ ہوتے۔ گویا اب عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی نہیں رہی تھی بلکہ عدلیہ پر انتظامیہ کی ایک طرح سے برتری حاصل تھی تاہم جہاں تک عوام کا تعلق ہے ان کے فیصلے بدستور نہایت دیانتداری سے اور اسلامی قانون کے تحت ہی ہوتے تھے اور ذمیوں کے فیصلے ان کے ذاتی قانون (Personal Law) کے تحت ہوتے تھے۔

بنوامیہ نے گورنروں اور بااثر لوگوں کے مظالم کے انسداد کے لئے دیوان مظالم کے نام سے ایک الگ عدالت بھی قائم کی تھی جس کی صدارت بالعموم خلیفہ خود کرتا۔ کبھی کبھار قاضی القضاۃ بھی اس کی صدارت کرتا تھا۔ اس عدالت کی موجودگی کی وجہ سے اموی عمال مظالم کرنے سے ہچکچاتے ضرور تھے لیکن خلیفہ کے معتمد علیہ ہونے کی صورت میں یہ عدالت ان کے خلاف کارروائی نہیں کرتی تھی۔



# بنوامیہ کے زوال کے اسباب

اموی حکومت 661ء میں امیر معاویہؓ کے اعلان خلافت سے شروع ہوئی اور صرف نوے سال بعد 750ء میں جنگ زاب میں عباسیوں کے ہاتھوں سے شکست کے نتیجہ کے طور پر ختم ہو گئی۔ تاہم اس حکومت کے زوال کے بعض اسباب روز اول ہی سے موجود تھے اور بعض اس وقت پیدا ہوئے جب اموی اقتدار کا سورج نصف النہار پر تھا۔ آخری خلیفہ مروان بن حکم کا اہل، سست اور نااہل حکمران نہیں تھا لیکن بنوامیہ کے خلاف جو جذبات و محرکات پیدا ہو چکے تھے ان کو روکنا اس کے بس میں نہ تھا۔ اسباب زوال میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

## خلافت اسلامیہ کی ملوکیت میں تبدیلی

بنوامیہ کی خلافت، اسلامی خلافت کے بجائے شخصی اور موروثی بادشاہت تھی مگر مسلمان خلافت راشدہ کے نظام اور خلفائے راشدین کی طرز زندگی کو اپنے لئے نمونہ عمل سمجھتے تھے۔ لہٰذا ان کے دل خلافت کی بجائے ملوکیت کے قیام سے ناخوش تھے۔ انہوں نے بنوامیہ کے اس طرز عمل کو کبھی بھی پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا تھا۔ دوسری طرف اموی خلافت میں شخصی حکومت کی تمام خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ اس تبدیلی کے خلاف عام مسلمانوں کے دلوں میں زبردست ردعمل موجود تھا۔ چنانچہ مخالف عناصر اسی ردعمل سے فائدہ اٹھا کر اکثر خفیہ یا اعلانیہ بغاوتیں کرتے رہتے جس سے حکومتی نظم و نسق میں ابتری اور کمزوری پیدا ہوئی۔ اسی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر عباسیوں نے ان کا تختہ الٹ دیا۔

## سانحہ کربلا

خلافت کی نوعیت میں تبدیلی کا بھرپور نوٹس حضرت حسین ابن علیؓ نے لیا۔ انہوں نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا اور اہل کوفہ کی مدد سے اس کی حکومت ختم کرنے کا پروگرام بنا کر کوفہ کی راہ لی۔ کوفیوں نے ان کی مدد کرنے کی بجائے اموی حکام کا ساتھ دیتے ہوئے انہیں شہید کر ڈالا۔ اس شہادت نے اموی حکومت کے ظالمانہ حیثیت بے نقاب کر دی اور مخلص عوام کے اندر اس کے خلاف نفرت کے شدید جذبات پیدا کر دیئے۔ اس کے بعد ہر وہ شخص یا گروہ جو بنوامیہ کی حکومت کا تختہ الٹنے کی دعوت لے کر اٹھتا تھا قتل حسینؓ کے انتقام کا نعرہ لگاتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نعرہ انتقام کے بغیر عباسی تحریک کو ہر جگہ معاونین و کارکن نہیں مل سکتے تھے۔

## ولی عہدی کا نظام

اموی حکومت کی عمارت میں دراڑیں اس وقت پیدا ہوئیں جب اموی خلفاء نے ایک کی بجائے دو دو ولی عہد مقرر کرنے شروع کر دیئے۔ اس کا آغاز بامر مجبوری مروان بن حکم نے کیا تھا۔ جب اس نے خالد بن یزید اور عمرو بن سعید بن العاص کو اپنے بعد ولی عہد مقرر کیا۔ اس نے اس تدبیر سے اموی خاندان کو متحد کر کے مرج راہط کی لڑائی جیت لی، لیکن بعد میں دونوں کو اپنے راستے سے ہٹا کر اپنے بیٹے عبدالملک اور عبدالعزیز کو یکے بعد دیگرے ولی عہد مقرر کیا۔ عبدالملک نے اپنے دونوں بیٹوں ولید اور سلیمان کو یکے بعد دیگرے

ولی عہد مقرر کیا تو اموی خاندان کا اتحاد پارا پارا ہو گیا۔ ہر خلیفہ اپنے بھائی کو ہٹا کر اپنے بیٹوں کو حکومت دلوانے کے لئے قبائلی سرداروں کو اپنے ساتھ ملاتا۔ اس طرح داخلی دھڑے بندیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا جو آخر کار امور حکومت کو بالکل کمزور کر گیا۔

## قبائلی اور نسلی عصبیتوں کا ظہور

اسلام نے دور جاہلیت کی تمام قبائلی اور جاہلی عصبیتیں ختم کر کے عربوں کو ملت اسلامیہ کے رشتہ میں منسلک کر دیا تھا۔ خلافت راشدہ کے زمانہ تک یہ قبائلی تعصبات دبے رہے لیکن بنوامیہ کے دور میں یہ تعصبات پھر ابھر آئے۔ عرب قبائلی نسلی اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم تھے۔ مضری (بنو عدنان) اور یمنی بنو قحطان جو حمیری کہلاتے تھے۔ ان دونوں قبائل کے درمیان زمانہ قدیم سے دشمنی چلی آ رہی تھی۔ تمام عرب باشندے جو سلطنت کے مختلف حصوں میں جگہ جگہ آباد ہو گئے تھے کسی نہ کسی قبیلہ کے ساتھ بدستور وفاداری کا دم بھرتے تھے۔ شام میں یمنی عنصر کی اکثریت تھی۔ اس لئے اموی حکمرانوں کی اکثرت بالعموم یمنی (حمیری) قبائل کی طرفدار تھی۔ امیر معاویہؓ چونکہ سمجھدار تھے اس لئے انہوں نے دونوں گروہوں کو اپنا مطیع بنائے رکھا لیکن مروان اوّل کے زمانہ میں یہ عداوت اور دشمنی نے دوبارہ جنم لے چکی تھی۔ بعد کے ادوار میں مختلف خلفاء نے اپنے مخصوص مقاصد اور عزائم کی تکمیل کے لئے ان قبائلی عصبیتوں کو ابھارا۔ یہ کشمکش بالآخر خانہ جنگی کی صورت اختیار کر گئی اور فوج بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ مروان ثانی کے زمانے میں عربوں کی باہمی آویزش مملکت کے ہر حصہ میں خطرناک صورت اختیار کر چکی تھی۔ سپین، سندھ، شام، عراق اور خراسان سب جگہ عرب باہمی خانہ جنگی کا شکار تھے ابومسلم خراسانی کی بغاوت کے قوت خراسان میں یمنی و مضری قبائل آپس میں لڑ رہے تھے اور اس نے ان باہمی رقابت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دونوں کو ایک ایک کر کے ختم کر ڈالا اور اس کے ساتھ ہی اموی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

## بنو ہاشم اور بنوامیہ کی قدیم آویزش

اسلام سے پہلے مکہ میں بنو ہاشم اور بنوامیہ اہم ترین قریشی قبائل تھے اور دونوں کے درمیان ایک طرح کی رقابت پائی جاتی تھی نبی آخر الزمان محمد ﷺ کے بنو ہاشم میں پیدا ہونے کے سبب بنوامیہ میں سے ایک گروہ ان کی قیادت کو قبول کرنے میں حجاب رکھتا تھا اور بہت دیر تک مقابلہ پر ڈٹا رہا۔ فتح مکہ کے بعد تمام اموی مسلمان ہو گئے تو کشمکش ختم ہو گئی۔ لیکن شہادت عثمانؓ کے بعد امیر معاویہؓ کی طرف سے حضرت علیؓ کے خلاف جنگ نے ان جذبات کو دوبارہ زندہ کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قتل حسینؓ کا انتقام لینے کے نعرے پر چلنے والی تحریک جب بنو عباس کے ہاتھوں میں چلی گئی تو انہوں نے اس کو ہاشمی تحریک کا نام دیا۔ اس طرح قدیم تلخیاں پھر لوٹ آئیں۔ عباسی انقلاب کے بعد جس انداز میں بنوامیہ کا قتل عام ہوا اس میں قدیم قبائلی تعصب کا حصہ بہت نمایاں ہیں۔

## خوارج

بنوامیہ کا ایک مستقل دشمن خوارج تھے۔ خارجیوں کا ظہور جنگ صفین کے بعد ہوا۔ یہ لوگ خلافت کو ایک جمہوری اور انتخابی ادارہ قرار دیتے تھے اور خلیفہ کی اطاعت اس وقت

تک ضروری سمجھتے تھے جب تک وہ عدل اور اصلاح کے طریقہ پر قائم رہے اور جب وہ اس سے ہٹ جائے تو اس سے جنگ کرنا معزول کرنا یا قتل کرنا ان کے نزدیک جائز تھا۔ یہ لوگ اپنے نظریات میں انتہائی متشدد تھے۔ حوصلہ جرات اور بہادری میں یہ لوگ اپنی مثال آپ تھے۔ تعداد کی کمی کے باوجود یہ لوگ بنوامیہ کے خلاف میدان عمل میں ڈٹے رہے۔ ان لوگوں نے جا بجا بغاوتیں کیں اور ایک طویل مدت تک کشت وخون کا سلسلہ برپا کیے رکھا۔ ان کے حوصلہ اور جرات کی یہ حالت تھی کہ بعض دفعہ مٹھی بھر خوارج نے ہزاروں اموی سپاہیوں کو شکست دی۔ ان کی سرگرمیاں بنوامیہ کے زوال کا سبب بنیں۔

## موالی غیر عرب مسلمانوں کی ناراضگی

موالی وہ غیر عرب تھے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اسلامی معاشرہ میں عرب اور غیر عرب کے درمیان کسی امتیاز کی گنجائش نہ تھی لیکن اموی حکومت ابتداء ہی سے ایک عرب حکومت کا رنگ لئے ہوئے تھے۔ اس لئے ان لوگوں نے عرب اور غیر عرب میں تفریق پیدا کر کے نومسلموں کو عربوں کے برابر حقوق نہ دیئے۔ ان سے جزیہ بھی بدستور وصول کیا جاتا رہا حالانکہ شرعی نقطہ نظر سے یہ ناجائز تھا۔ اس لئے عجمیوں (غیر مسلموں) کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ عربوں نے ہمارے علاقے فتح کر کے ہمیں غلام بنالیا ہے اور اسلام قبول کرنے کے باوجود بھی انہیں عربوں کے مساوی درجہ دینے کے لئے تیار نہیں یہ لوگ اقتصادی بدحالی کا شکار بھی تھے۔ ان پر مختلف قسم کے ناجائز ٹیکس بھی لگائے جاتے تھے۔ اس جذبہ نے پے در پے بغاوتوں کے علاوہ عام بے چینی کو جنم دیا۔ حجاج نے ان پر سختیاں کیں اور ان اقدامات نے ان کے دلوں میں امویوں کے خلاف مزید دشمنی کے جذبات پیدا کیے۔ بالآخر اس طرز عمل نے عجم میں شعوبی تحریک کو جنم دیا عجمی قوم پرستی اس کی وجہ سے ہی خراسان میں ابومسلم خراسانی کی تحریک کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اور عباسی خلافت کے قیام کے لئے راہ ہموار ہوئی۔

## ایرانیوں کی عرب دشمنی

عرب کی بالادستی کے بعد ایرانیوں نے اگرچہ اسلام قبول کر لیا تھا لیکن ایران کی عظمت رفتہ کے نقوش ان کے ذہنوں میں ابھی تک محفوظ تھے۔ ابھی کل کی بات تھی کہ ایران اپنی تہذیب وتمدن اور شاہی شان وشوکت کی وجہ سے دنیا کے دو عظیم ملکوں میں شمار ہوتا تھا ایرانی اپنے اسی شاندار ماضی کی بنا پر عربوں کے مقابلہ میں احساس برتری میں مبتلا تھے۔ خلافت بنوامیہ عربی حکومت تھی اس لئے ایرانی ہر اس تحریک کا ساتھ دینے کے لئے ہر وقت مستعد اور تیار تھے جس کا مقصد بنوامیہ کی خلافت کا خاتمہ ہو۔ عباسی دعوت کی مقبولیت اور ابومسلم خراسانی کی کامیابی کی ایک وجہ ایرانیوں کی عرب دشمنی بھی ہے بنوامیہ کی بعض زیادتیوں کی بدولت یہ مخالصانہ جذبات عوامی تحریک کی شکل اختیار کر گئے اور بالآخر خلافت بنوامیہ کے خاتمہ کا سبب بنے۔

## ظالم گورنر

بنوامیہ نے عوام کو دبانے کے لئے ایسے لوگوں کو مناصب حکومت سونپے جو سختی سے عوام کو دبا سکیں۔ ان گورنروں نے وقتی طور پر اموی حکومت کو مضبوط کیا لیکن عوام

کے دلوں میں ان کے ظلم کی وجہ سے شدید نفرت کے جذبات پیدا ہوئے۔ حجاج بن یوسف نے ظالمانہ رویہ کے خلاف تو اس کے ماتحت جرنیلوں نے بھی بغاوت کر دی۔ عبیداللہ بن زیاد کے ظالمانہ اقدامات نے عوام اور حکومت کے درمیان نفرت کی خلیج کو مزید وسیع کیا اور اس طرح کے گورنر اس حکومت کو بظاہر مستحکم اور فی الحقیقت کمزور کرتے چلے گئے۔

## سپہ سالاروں اور اراکین سلطنت کی رسوائی

وہ سپہ سالار اور اراکین سلطنت جنہوں نے اموی سلطنت کی وسعت اور استحکام کے لئے بیش بہا خدمات سرانجام دی تھیں انہیں خلفائے بنو امیہ نے اپنی شخصی رنجشوں کا نشانہ بنا کر رسوا ہی نہیں کیا بلکہ قید و بند میں ڈال کر قتل تک سے بھی دریغ نہ کیا۔ خلیفہ سلیمان نے قتیبہ بن مسلم اور ابن اشعث جیسے عظیم سپہ سالاروں کی ذلت و رسوائی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ موسیٰ بن نصیر جیسا مایہ ناز فاتح جرنیل سلیمان کے عتاب کا شکار ہوا۔ محمد بن قاسم سندھ محض حجاج دشمنی کی بنا پر قتل کر دیا گیا۔ پھر یزید بن عبدالملک نے آل مہلب کا خاتمہ کر دیا حالانہ ان لوگوں نے بنو امیہ کے لئے شاندار کارہائے نمایاں سرانجام دیئے تھے۔ ان اقدامات کی وجہ سے امرا اور اراکین حکومت کے دلوں میں شکوک و شبہات نے جنم لیا اور ان کا اعتماد متزلزل ہو کر رہ گیا۔ لہٰذا ان میں وہ پہلا سا جذبہ جان نثاری موجود نہ رہا جس کی بدولت اموی سلطنت کو اس قدر وسعت اور استحکام حاصل ہوا تھا۔

## اخلاقی زوال

بنو امیہ کے آخری دور کے اکثر خلفاء کی زندگی اخلاقی نقطہ نظر سے پست تھی۔ یزید اوّل ہی کے زمانہ میں شراب نوشی اور دگر لہو و لعب خلیفہ کی زندگی کا جزو بن گئے تھے۔ عبدالملک اور ولید اوّل کی زندگیاں اگرچہ اخلاقی عیوب سے پاک تھیں لیکن اپنے مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے بھی اخلاقی حدود توڑ کر ہر جائز ناجائز حربہ استعمال کیا۔ صرف حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کی زندگی خلفائے راشدین سے مشابہ تھی لیکن آخری خلفاء ولید ثانی، یزید ثالث ابراہیم وغیرہ کی زندگیاں بے راہ روی کا نمونہ تھیں۔ شراب نوشی، عیاشی، موسیقی اور ناچ رنگ کی محفلیں اور حرم سرا ان کے پسندیدہ مشغلے تھے۔ چنانچہ یہ اخلاقی زوال بنو امیہ کی حکومت کو گھن کی طرح کھائے جا رہے تھے۔ خلفاء ان مشاغل میں الجھے رہتے اور حکومتی معاملات کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دیتے اس کے علاوہ دولت کی فراوانی اور خوشحالی نے انہیں کاہل بنا دیا تھا۔ جب اخلاقی تنزل کی وجہ سے اعلیٰ سپرٹ و کردار سے عاری لوگ مسند اقتدار پر فائز ہونا شروع ہوئے تو اموی حکومت کے مخالفین نے ان کی کمزوریوں کا فائدہ اٹھا کر ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

## بزرگان دین

ان دونوں گروہوں کے علاوہ ایسے لوگ بھی کثیر تعداد میں موجود تھے جو اپنی دین داری کی وجہ سے بنو امیہ کے خلاف تھے۔ ان میں علمائے اسلام صحابہ کی اولاد شامل تھے۔ یہ لوگ اپنے تقویٰ، رائے کی پختگی اور بزرگی کی بدولت عوام میں کافی بااثر تھے۔ ان لوگوں کی زبردست خواہش تھی کہ خلافت راشدہ کا نظام دوبارہ قائم ہو۔ چنانچہ انہوں نے ہر اس تحریک کا ساتھ دیا جس کا مقصد اسلامی حکومت کا قیام تھا۔ مخالفین بنو امیہ کو ہمیشہ ان لوگوں کی تائید حاصل رہی۔

## حکمران طبقہ کی نااہلی

بنوامیہ کی حکومت ایسی شخصی تھی۔ ایسی حکومتوں کا قیام اور استحکام حکمران طبقہ کی اہلیت اور ذاتی قابلیت کا مرہون منت ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ جب تک بنوامیہ کو امیر معاویہؓ، ولید اوّل اور ہشام جیسے لائق حکمرانوں کی قیادت حاصل رہی زمانے میں ان کے نام کا ڈنکا بجتا رہا۔ مغرب ہو یا مشرق کوئی قوم یا فرمانروا ان کی یلغاروں کا مقابلہ نہ کر سکا۔ سپین، افریقہ، ترکستان، سندھ، عراق، شام اور جزائر بحیرہ روم غیرہ ان کے قبضہ میں تھے تہذیب وتمدن میں انہوں نے نئی طرح رکھی، نظم ونسق، حکومت اور سماجی معاشرتی زندگی میں کئی اہم اصلاحات نافذ کیں اور قومی وملکی خوشحالی میں اضافہ کیا لیکن جب مسند خلافت پر وہ لوگ فائز ہوئے جو شجاعت، دلیری، عزم اور تدبر سے عاری تھے تو خلافت بنوامیہ کی تباہی یقینی تھی۔

خلیفہ ہشام کے چار جانشین میں سے تین ولید ثانی، یزید ثالث اور ابراہیم منصب خلافت کے لئے انتہائی غیر موزوں اور نااہل تھے۔ اس کے علاوہ بنوامیہ کے اکثر و بیشتر خلفاء شراب اور حرم کی رنگینیوں کے خوگر اور عیش وعشرت کے دلدادہ ہو چکے تھے۔ وہ حسن کی لطافتوں میں کھو کر اپنے فرائض کو بجا آوری سے غفلت کے مرتکب ہوئے۔ لہٰذا ان کا زوال لازمی تھا۔ اس کے علاوہ خوشحالی اور دولت کی فراوانی نے انہیں آرام پسند اور کاہل بنا دیا۔ آخری دور کے خلفاء اکثر و بیشتر کنیزوں کے بطن سے تھے۔ اس لئے خون کی اس باہمی آمیزش سے بنوامیہ کی انفرادیت قائم نہ رہی۔ اب شاہی خاندان تک خالص عربی خون کا دعویٰ نہ کر سکتا تھا جو ان کا طرہ امتیاز تھا۔ ان کی نااہلی کی بدولت نظم و نسق حکومت تباہ و برباد ہو کر رہ گیا۔ بقول فلپ ہٹی ''صحرائے عراب کے بچوں کو تمدن کی مخصوص آفتوں نے جو شاہد وشراب، رقص وسرور پر مشتمل ہیں آگھیرا تھا اور نوخیز عرب قوم کے قوامیں گھن لگانا شروع کر دیا تھا۔''

## عباسی دعوت

اس ہمہ گیر بے چینی اور انتشار سے عباسی داعیوں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا دعوت عباسی کو بنو ہاشم کے نام پر عوام سے روشناس کرایا گیا۔ خراسان کو اس دعوت اور تنظیم کا مرکز بنا کر عباسی داعیوں کی ایک کثیر تعداد اطراف واکناف میں پھیلا دی گئی۔ یہ لوگ خفیہ طور پر تاجروں اور پیشہ وروں کے بھیس میں ملک کے مختلف حصوں کے دورے کرتے اور بڑے درد مندانہ انداز میں امام حسینؓ اور خانوادہ اہل بیت پر کیے گئے مظالم کی تشہیر کرتے۔ اس طرح جب عوامی ذہن ہمہ گیر انقلاب کے لئے تیار ہو گیا تو ابو مسلم خراسانی جیسے با تدبیر رہنماؤں کی قیادت میں اموی حکومت کا تخت الٹ کر عباسی خلافت قائم کر دی گئی۔

# معاشرتی حالت

اموی حکومت بنیادی طور پر خالص عرب حکومت تھی۔ اس لئے اس دور میں لوگوں کی معاشرتی زندگی میں عرب عنصر غالب تھا۔ غیر عرب عوام عربی تہذیب و ثقافت کو اپنا رہے تھے اور

عجمی عوام میں اس عربیت کے خلاف رد عمل بھی موجود تھا۔ معاشرے میں بظاہر کوئی طبقاتی تقسیم نہ تھی۔ اس کے باوجود کئی قسم کے لوگ پیدا ہو گئے تھے جو حالات کے تقاضوں کے تحت ایک دوسرے سے الگ نظر آتے تھے۔ جن واضع طبقات کو پہچانا جا سکتا تھا وہ حسب ذیل تھے۔

① **حکمران خاندان کے افراد:** اموی خلفاء، شہزادے ان کے اعزہ و اقارب جو وسیع زمینوں کے مالک بن چکے تھے۔ جس کی آمدن سے عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کو سیاسی اثر و رسوخ بھی حاصل تھا اور اعلیٰ مناصب پر بھی فائز کئے جاتے تھے۔

② **عام عرب:** اگرچہ عام عرب حکمران طبقہ کے برابر تو نہ تھے لیکن دوسرے مسلمانوں سے بلند تر سمجھے جاتے تھے۔ اموی حکومت میں عربوں کو ہر معاملے میں عجمیوں پر ترجیح ملتی تھی۔ اس لئے ان کو اونچے طبقے میں شمار کیا جاتا ہے۔

③ **موالی:** مفتوحہ علاقوں کے غیر عرب مسلمان کسی نہ کسی عرب قبیلے کے ساتھ اپنا تعلق قائم کرتے۔ بالخصوص آزاد کردہ غلام عرب قبائل کے ساتھ منسلک ہو کر "موالی" کہلاتے۔ موالی شروع میں تو رشتہ محبت میں منسلک ہوئے لیکن عبدالملک بن مروان کی عرب نواز پالیسی نے انہیں یہ احساس دلایا کہ مسلمان ہونے کے باوجود عربوں کے مساوی درجہ کے مستحق نہیں ہیں۔ یہ بات اسلامی مساوات کے تصور سے متصادم تھی۔ اس لئے ان کے اندر رد عمل پیدا ہوا جو بنوامیہ کے خلاف باغیانہ سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کا موجب بنا۔ نو مسلموں سے جزیہ کی وصولی کا ضابطہ فی الحقیقت بنوامیہ کے لئے تباہی کا پیغام لے کر آیا۔

④ **ذمی:** وہ لوگ تھے جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا لیکن جزیہ دینا منظور کیا اور مسلمان حکومت نے ان کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی۔ اموی دور میں ذمیوں کے ساتھ حسن سلوک برقرار رکھا گیا۔ نو مسلم اموی حکومت کے خلاف تھے لیکن ذمیوں کو اس حکومت سے کوئی شکایت نہ تھی۔ وہ اپنی زمینوں پر کاشت کرتے۔ البتہ خراج کی رقم ادا کرنا ان کی ذمہ داری تھی۔ وہ اپنے مذہب پر عمل کرتے۔ ان کی عبادت گاہیں نہ صرف محفوظ تھیں بلکہ حکومت کے حفاظت میں تھیں۔ 679-80ء میں ایک زلزلہ کے سبب اوڈ یسا کا گرجا ٹوٹ گیا تو امیر معاویہؓ نے سرکاری خرچ سے اس کی تعمیر نو کروائی۔ ذمی اپنے ذاتی قانون (PERSONAL LAW) کے تحت اپنے مقدمات کا فیصلہ کروا سکتے تھے بلکہ اپنی پنچایتوں میں خود مقدمات کا فیصلہ کر سکتے تھے۔

⑤ **غلام:** اسلام نے غلامی کی حوصلہ شکنی کی تھی۔ کئی گناہوں کے کفارے کے طور پر غلام آزاد کیا جاتا تھا۔ زکوٰۃ کی مد سے گردنیں آزاد کرانے پر کافی رقم خرچ ہوتی۔ اس کے باوجود اس دور میں غلاموں کی ایک تعداد موجود تھی جو امراء کے گھروں میں کام کاج کرتی۔ تاہم غلاموں سے حسن سلوک کے احکام پر عمل کیا جاتا۔ کوئی عرب غلام نہیں بنایا جا سکتا تھا۔ قبول اسلام کے بعد اکثر غلاموں کو کسی نہ کسی طریقے سے رہائی مل جاتی لیکن مسلسل جنگوں میں جنگی قیدیوں کی صورت میں

نئے غلام اس معاشرے میں آتے رہتے۔

**عورت کا مقام:** اموی معاشرہ میں عورت کو نہایت اعلیٰ اور اونچا مقام حاصل تھا۔ دنیا کی دیگر متمدن قوموں کے مقابلہ میں انھیں بہت زیادہ آزادی حاصل تھی۔ وہ معاشرہ میں قدر و منزلت اور عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ تعلیمی سرگرمیوں میں وہ سرگرم حصہ لیتی تھیں۔ شعر و سخن کی محفلوں میں بھی ان کا خاصا مقام تھا۔

ولید اول کی بیوی ام البنین اس دور کی اہم اور نمایاں شخصیتوں میں سے تھی۔ معرفت و عرفان کی دنیا میں حضرت رابعہ کا مقام بہت بلند تھا۔ انہوں نے اس دور کے تہذیب اور کلچر کو سنوارنے اور نکھارنے میں اہم کردار ادا کیا ام البنین کا اثر خلیفہ ولید پر بہت زیادہ تھا۔ ایک بار اس نے حجاج بن یوسف کو اس کے ظالمانہ افعال پر سخت تنبیہہ کی۔ خلفائے بنوامیہ کے آخری دور میں جب غلام کنیزوں کا حرم سرا میں دخل ہوا تو حکمران طبقہ اخلاقی تنزل کا شکار ہوا چنانچہ جب عورت اور عیاشی ان متاخر خلفاء کے کردار پر چھا گئیں تو ان کا نام و نشان تک مٹ گیا۔

## معاشی حالات

اموی دور حکومت بحیثیت مجموعی معاشی خوشحالی کا دور ہے۔ اس دور میں فتوحات نے مسلم معاشرے کو بے پناہ معاشی وسائل مہیا کئے۔ ایک وسیع و عریض اور مضبوط و مستحکم حکومت کے قیام نے تجارت و صنعت کے لئے سازگار ماحول پیدا کر دیئے۔ قدیم زمانے سے ہی مشرقی ممالک کے ساتھ عربوں کے تجارتی تعلقات قائم تھے۔ سیاسی و فوجی قوت کے اضافے سے ان کی بحری تجارت کو مزید فروغ حاصل ہوا۔ فتح اندلس سے عرب تاجروں کے لئے یورپ کی منڈیوں تک بھی رسائی حاصل ہو گئی تھی۔ ایران و ترکستان کی فتح اور سندھ کی تسخیر سے مشرق و مغرب کے درمیان خشکی کے راستے سے تجارت میں کئی گنا اضافہ ہو گیا اور ایک علاقہ کی پیداوار کو دوسرے علاقوں میں منتقل کر کے اس دور کے تاجروں نے بہت دولت کمائی۔

اموی دور میں زراعت نے بھی خوب ترقی کی۔ حکومت نے زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے خصوصی اقدامات کئے۔ آبپاشی کے کئی منصوبے بنائے گئے۔ افتادہ زمینوں کو آباد کرنے حوصلہ افزائی کی گئی۔ پرانے زمانے کے روائتی جاگیردار جو زمین کی ترقی میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے تھے ختم ہو گئے۔ مزارعین کو اگرچہ حکومت کو خراج ادا کرنا پڑتا تھا لیکن ان کی حالت پہلے سے بہت بہتر تھی۔ تجارتی ترقی نے ان کی زرعی پیداوار کے لئے مناسب قیمت کا بندوبست کیا۔ فتح اندلس نے مشرق و مغرب کے درمیان تجارت کو مزید فروغ دیا تو مشرقی علاقوں کے زراعت پیشہ لوگ مزید خوشحال ہو گئے۔ تاہم اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اموی حکومت میں عربوں اور غیر عربوں میں جو امتیاز روا رکھا گیا۔ اس کے نتیجے کے طور پر اس خوشحالی کا زیادہ حصہ عرب جاگیرداروں نے زیادہ سمیٹا۔ عام کاشتکار رہنے سے بہتر معاشی پوزیشن کے باوجود احساس محرومی

کا شکار ہو گیا۔ بنو امیہ کے خلاف چلنے والی تحریکوں میں اس کی شمولیت کا ایک بڑا سبب اس کا یہ احساس محرومی بھی تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق نے خلافت کے بارے میں کیا وصیت فرمائی؟

حضرت ابو بکر نے خلافت کے بارے میں یہ وصیت فرمائی کہ ان کے بعد حضرت عمر خلیفہ ہوں گے۔

## امتحانی سوالات

1- بنو امیہ کے زوال کے اسباب تحریر کیجئے۔ لاہور بورڈ 2015ء، فیصل آباد بورڈ 2011ء

2- عہد اموی کے مرکزی نظام حکومت پر تبصرہ کیجئے۔ سرگودھا بورڈ 2015ء، فیصل آباد بہاولپور بورڈ 2011ء

ولید بن عبدالملک کے زمانے میں موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد نے اسے شکست دی تھی اور سزا دی گئی تھی۔

س: دمیں اخطب کون تھا؟

ج: دمیں اخطب یہودی قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا۔ غزوہ احزاب کے بعد اس قبیلہ کو مدینہ سے جلاوطن کر دیا۔ تو یہ سردار مسلمانوں کے خلاف مسلسل سازشوں میں شریک رہے غزوہ احزاب کے بعد جن یہودیوں کو قتل کیا ان میں سب سے بڑا اخطب مقتول تھا۔

س: حضرت عثمان کے خلاف تحریک کا محرک کون تھا؟

ج: حضرت عثمان کے خلاف فتنہ کھڑا کرنے والا سرغنہ عبداللہ بن سبا تھا جو اصل میں یہودی تھا مگر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بظاہر مسلمان ہو گیا۔

# مختصر سوالات (Short Questions)

## جو مختلف بورڈز کے امتحانات میں سیٹ ہوئے

## جوابات کے لئے اشارات دیئے گئے ہیں

- ایام جاہلیہ سے کیا مراد ہے؟ ☆ نبی ﷺ سے پہلے کا زمانہ
- امراء القیس کون تھا؟ ☆ زمانہ جاہلیت کا شاعر جس کو عربی زبان پر آج بھی اتھارٹی مانا جاتا ہے۔
- زرتشی کون تھے؟
☆ زرتشت کے پیروکار، ایران کے آتش پرست، دو خداؤں کے قائل، نیکی کا خدا، برائی کا خدا
- ''حضری'' اور ''بدوی'' باشندوں میں کیا فرق تھا؟
☆ بدوی صحرا میں رہنے والے خانہ بدوش، حضری شہروں میں رہنے والے لوگ۔
- حلف الفضول کن دو قبائل کے درمیان ہوا؟ ☆ بنو ہاشم بنو تیم بنو زہرہ کے درمیان۔
- ورقہ بن نوفل کا مختصر تعارف کرایئے؟
☆ حضرت خدیجہؓ کے چچیرے بھائی، بت پرستی سے توبہ کر کے عیسائی ہو گئے، نزول وحی کے بعد حضرت خدیجہؓ آپ کو ان کے پاس لے گئیں، آپ پر وہی فرشتہ نازل ہوا ہے جو موسیٰ پر بھی نازل ہوا تھا۔
- ہاشم کون تھا؟
☆ حضور ﷺ کے جد امجد جن کے نام پر قبیلہ بنو ہاشم کہلاتا ہے، عبدالمطلب کے والد، عبد مناف کا بیٹا
- اسلام کی پہلی شہید خاتون کون تھیں؟ ☆ حضرت سمیہؓ، حضرت عمارؓ کی والدہ، حضرت یاسرؓ کی اہلیہ
- ''غار حرا'' کے بارے میں مختصر لکھئے۔
☆ مکہ سے باہر ایک غار جہاں حضور ﷺ عبادت کرتے تھے پہلی وحی یہیں نازل ہوئی۔
- مدینہ کی دفاعی اہمیت کیا تھی؟
☆ مکہ سے شام جانے والی شاہراہ پر واقع، تجارتی قافلے روکے جا سکتے تھے، تین طرف پہاڑیاں یا باغات تھے صرف ایک طرف سے حملہ ہو سکتا تھا۔
- حضرت محمد ﷺ کے قتل کی سازش کیسے کی گئی؟
☆ بھرپور پروپیگنڈہ، ایذا رسانی، شعب ابی طالب میں تین سال، حضرت خدیجہؓ، ابوطالب کی وفات۔ تمام قبیلوں کا ایک ایک فرد مل کر رات کو مکان کا محاصرہ کر لیں۔ صبح کے وقت مل کر حملہ کریں۔
- عمرو بن حضرمی کیسے قتل ہوا؟
☆ عبداللہؓ بن جحش کی قیادت میں دستہ، عمرو بن الحضرمی کے قافلے سے جھڑپ ہو گئی وہ قتل ہو گیا۔ یہ واقعہ جنگ بدر کا باعث بنا۔
- حضرت حمزہؓ کی شہادت کیسے ہوئی؟
☆ غزوہ احد، بہت بہادر، ہندہ زوجہ ابوسفیان، عتبہ کی بیٹی، عتبہ کا انتقام لینے کے لئے وحشی نیزہ باز کو بھیجا، چھپ کر نیزہ پھینکا، ناف میں لگا، شہید ہو گئے۔

❁ میثاق مدینہ میں کون کون سے یہودی قبائل شامل تھے؟
☆ بنو قینقاع، بنو نضیر، بنو قریظہ

❁ حضرت محمد ﷺ احد میں کیسے زخمی ہوئے؟

☆ قریش کے معروف بہادر عبداللہ بن قمیہ نے تلوار ماری صدمے سے مغفر کی دو کڑیاں چہرہ مبارک میں گھس گئیں۔

❁ بیت رضوان کیسے کی گئی؟

☆ حدیبیہ میں حضرت عثمانؓ کو سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ مکہ والوں نے روک لیا، شہادت کی افواہ، ببول (کیکر) کے درخت کے نیچے آخر وقت تک لڑنے کی بیعت کی گئی آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دے کر دوسرے ہاتھ پر بیعت کی اللہ راضی ہو یا بیعت رضوان کہلائی۔

❁ کعب بن اشرف یہودی سردار کو کس نے قتل کیا؟

☆ صحابی محمدؓ بن مسلمہ انصاری نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ۔

❁ حضرت عمرؓ کب خلیفہ بنے اور انہوں نے کتنے سال حکومت کی؟

☆ 21 جمادی الثانی 13ھ تا 29 ذوالحجہ 23ھ۔ تقریباً 10 سال۔

❁ خالدؓ بن ولید کو کس نے اور کب معزول کیا؟

☆ حضرت عمرؓ فاروق نے 17 ہجری میں، ابوعبیدہؓ بن الجراح کے ماتحت کر دیا۔

❁ یار غار کا لقب کس صحابی کو ملا؟ اس کا اصل نام بتائیں؟

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ، سفر ہجرت میں غار ثور کے ساتھی، اصل نام عبدالکعبہ حضور ﷺ نے عبداللہ نام رکھا نام عبداللہ کنیت ابوبکر لقب صدیق و عتیق۔

❁ حضرت علیؓ کے والد اور والدہ کا نام کیا تھا؟
☆ والد ابوطالب، والدہ کا نام فاطمہ

❁ حضرت عثمانؓ غزوہ بدر میں کیوں حصہ نہ لے سکے؟

☆ آپؓ کی زوجہ نبی ﷺ کی صاحبزادی رقیہؓ بیمار تھیں، وفات پا گئیں جب مسلمان واپس لوٹے تو ان کی تدفین ہو رہی تھی۔

❁ عشرہ مبشرہ میں شامل چار صحابہؓ کے نام تحریر کریں؟

☆ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیر

❁ حضرت عثمانؓ کن کی ترغیب پر مشرف بہ اسلام ہوئے؟
☆ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی ترغیب پر۔

❁ دیوان البرید کسے کہتے ہیں؟
☆ شعبہ ڈاک، سراغ رسانی، رسل و رسائل۔

❁ عہد فاروقی کے ذرائع آمدن کیا تھے؟

☆ مال غنیمت کا پانچواں حصہ، زکوٰۃ، عشر، عشور (تجارتی مال پر ٹیکس)، جزیہ، خراج

❁ حضرت امیر معاویہؓ کہاں کے گورنر تھے؟
☆ ملک شام کے، دارالحکومت دمشق

❁ عبدالملک بن مروان کے کتنے بیٹے خلیفہ بنے؟

☆ چار، ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، ہشام بن عبدالملک، یزید بن عبدالملک

❁ مروان بن حکم کی عمر کتنی تھی؟
☆ 63 سال۔

❁ حجاج بن یوسف کا مختصر تعارف لکھئے؟

☆ طائف کا باشندہ، ثقفی، مدرس، سخت گیر، عبدالملک کا کمانڈر، عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کیا، مکہ پر پتھراؤ،

کعبہ کی عمارت کو نقصان، عراق کا گورنر، محمد بن قاسم کا چچا، فتح سندھ۔

31 جامع مسجد دمشق کس نے تعمیر کرائی؟ ☆ ولید بن عبدالملک نے

32 ولید بن عبدالملک کے دور میں کون کون سے علاقے فتح ہوئے؟

☆ اندلس (سپین) سندھ، ترکستان کے بہت سے علاقے بشمول بخارا و سمرقند ایشیائے کوچک

33 حضرت معاویہ ثانی کون تھا؟

☆ یزید کا بیٹا، کردار میں باپ سے بالکل الٹ، خلیفہ بنا، استعفیٰ دے کر روضہ رسول پر عبادت۔

34 حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ کا کیا نام تھا؟

☆ حضرت اسماءؓ، حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی، حضرت عائشہؓ کی بہن، حضرت زبیرؓ بن عوام کی اہلیہ محترمہ۔

35 کس اموی حکمران کو خلفائے راشدین میں شمار کیا جاتا ہے؟

☆ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز، نظام حکومت کی اصلاح، خلافت راشدہ کے نظام کا احیاء

36 بنوامیہ نے کل کتنا عرصہ حکومت کی۔ ☆ 90 سال۔

37 اسلام سے پہلے عربوں کا بڑا مذہب کونسا تھا؟ ☆ بت پرستی

38 اہل مکہ نے حضور پاک ﷺ کو کیا خطابات دیئے؟ ☆ صدیق امین

39 نجاشی کے دربار میں سورہ مریم کی تلاوت کس نے کی اور کیوں؟

☆ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے اُس نے حضرت مریمؑ کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ پوچھا تھا۔

40 کس پہلے مرد اور عورت نے اسلام قبول کیا؟ ☆ مرد۔ حضرت ابوبکر، عورت حضرت خدیجۃ الکبریٰ

عام الفیل کیا تھا؟

☆ یمن کے گورنر ابراہہ نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کے ساتھ حملہ کیا اللہ کے حکم سے پرندوں نے پتھر پھینکے اور ان کو کھائے ہوئے چارے کی مانند کر دیا۔ اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں حضور ﷺ کی ولادت اسی سال ہوئی۔

42 اس فرشتے کا نام لکھئے جو وحی لاتا تھا؟ ☆ حضرت جبریلؑ

43 واقعہ معراج سے کیا مراد ہے؟

☆ مکی دور کا آخری سال، حضور ﷺ کا بیت المقدس کا سفر، آسمانوں کی سیر، انبیا سے ملاقات، جنت دوزخ کا مشاہدہ، کردار کی اصلاح ان کے لئے مختلف تماثیل دکھائی گئیں۔

43 ہجرت مدینہ کے وقت حضور پاک ﷺ کی کس نے رہنمائی کی؟ ☆ عبداللہ بن اریقط نے

43 عرب کی آب وہوا کے متعلق بیان کیجئے؟

☆ زیادہ تر گرم خشک، (ریگستان)، مکہ وادی ذی ذرع طائف صحت افزا مقام، مدینہ میں کاشتکاری

حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے کب ہوا؟ ☆ ذوالحجہ 2ھ

45 سید الشہداء حضرت امام حسینؓ کے علاوہ کس صحابی رسول کو کہا جاتا ہے؟ ☆ حضرت حمزہؓ کو

46 عبداللہ بن ابی کون تھا؟

☆ رئیس المنافقین، حضور کی مدینہ آمد سے پہلے اس کو بادشاہ بنایا جا رہا تھا۔ فتح بدر کے بعد بظاہر مسلمان ہو گیا یہودیوں کے ساتھ گہرے تعلقات۔

دنیا کا پہلا تحریری دستور کونسا تھا؟ 46
☆ میثاقِ مدینہ۔

مدینہ میں یہودیوں کے کتنے قبائل آباد تھے؟ 47
☆ تین: بنوقینقاع، بنونضیر، بنوقریظہ

بیت رضوان کس درخت کے نیچے ہوئی؟ 48
☆ ببول (کیکر) کے درخت کے نیچے

کعب بن اشرف کو کس نے قتل کیا؟ 49
☆ محمدؓ بن مسلمہ انصاری نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ۔

فتح خیبر کب ہوئی؟ 50
☆ محرم 7ھ 628ء

شہنشاہ مصر کے پاس نبی اکرمؐ کا نامہ مبارک کون لے کر گیا؟ 52
☆ سلیطؓ بن عمرو

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟ 53
☆ بنوتیم بن مرہ سے

عمر فاروقؓ نے کب اور کیسے اسلام قبول کیا؟ 54
☆ 6 نبوی۔ بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے تھے حضرت عمر کی سختی کے باوجود اسلام چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے قرآن سنا اور دل روشن ہو گیا۔

فتنہ ارتداد کیا تھا؟ 55
☆ وصال نبی کے بعد بعض قبائل اسلام سے منحرف ہو گئے کچھ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا بعض لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اس فتنہ ارتداد پر حضرت ابوبکر صدیق نے قابو پایا۔

''ذوالنورین'' کس خلیفہ کو کہا جاتا ہے اور کیوں؟ 56
☆ حضرت عثمانؓ کو، حضور ﷺ کی دو بیٹیاں رقیہؓ اور کلثومؓ یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔

حضرت عمرؓ نے شام کا گورنر کس کو مقرر کیا؟ 57
☆ حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کو

حضرت علیؓ کی کنیت کیا تھی؟ 58
☆ ابوالحسن و ابوتراب

خوارج کون تھے؟ 59
☆ حضرت علیؓ کی فوج کے اکھڑ مزاج لوگ جنہوں نے حکمین کے فیصلے کے بعد حضرت علیؓ کی فوج سے علیحدگی اختیار کر لی ان کا کہنا تھا حکم مقرر کرنا حکم قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن میں اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ جس کا مطلب انہوں نے یہ نکالا کہ اللہ کے سوا کوئی حکم نہیں ہو سکتا حالانکہ حکم ثالث کو کہتے ہیں اور قرآن میں میاں بیوی کے درمیان اختلاف کی صورت میں حکم مقرر کرنے کا حکم ہے۔

حضرت معاویہؓ کی اہم اسلامی خدمات مختصراً لکھئے؟ 60
☆ ترکستان اور شمالی افریقہ اور ترکستان کی فتوحات، اسلامی بحریہ کی تشکیل، دیوان البرید، محکمہ پولیس کو منظم کیا۔ واسط اور قیروان کی چھاؤنیاں (شہر) بنائیں۔

یزید کے دور کے دو اہم حادثے بیان کیجئے؟ 61
☆ سانحہ کربلا۔ حضرت امام حسینؓ شہید ہوئے، واقعہ حرہ۔ مدینہ پر حملہ اور آگ لگائی گئی۔

جنگ صفین کن کے درمیان ہوئی؟ 62
☆ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان

حضرت امام حسینؓ نے مسلمؓ کو کوفہ کیوں بھیجا؟ 63
☆ حالات معلوم کرنے کیلئے، کوفیوں سے بیعت لینے کیلئے۔

عبداللہ بن زبیرؓ کی دوسری سیاسی غلطی کیا تھی؟ 64
☆ معاویہ ثانی کی دستبرداری کے بعد حصین بن نمیر بیعت کرنے کو تیار تھا اس نے تجویز دی کہ آپ دمشق چلے چلیں لوگ آپ کو خلیفہ تسلیم کر لیں گے انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔

❁ ملکہ کاہنہ کون تھی؟ 65

☆ ملکہ دامیہ جس نے کہانت سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کیا اور پانچ سال تک مرکزی حکومت سے کٹ کر شمالی افریقہ پر حکومت کی۔

❁ عبدالملک کی اصلاحات میں سے دو لکھئے؟ 66

☆ عربی زبان کی ترویج، اسلامی سکے کا اجراء، قرآن پر اعراب لگوانا، دیوان البرید کو منظم کرنا، کعبہ کی تعمیر نو، مکہ میں سیلاب کی روک تھام۔

❁ جبرالٹر کسے کہتے ہیں؟ 67

☆ جبل الطارق کو، اندلس کے ساحل پر وہ جگہ جہاں سے طارق بن زیاد نے فتوحات کا آغاز کیا تھا۔

❁ سندھ کی فتح کس اموی خلیفہ کے دور میں ہوئی 68 ☆ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں۔

❁ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے ابتدائی حالات دو سطروں میں لکھئے 69 ☆ کتاب دیکھیں۔

❁ مروان ثانی کی موت کیسے ہوئی؟ 70

☆ جنگ زاب میں اموی فوج کی شکست (25 جنوری 750ء - 11 جمادی الثانی 132ھ) کے بعد موصل میں پناہ لی۔ عبداللہ بن علی نے تعاقب کیا، مروان بھاگ کر مصر چلا گیا عباسی تعاقب کرتے ہوئے وہاں بھی آ گئے۔ ابوسیر کے مقام پر مقابلہ کرتا ہوا مارا گیا۔ (ذوالحجہ 132ھ)

❁ عرب کا مشہور میوہ کون سا ہے؟ ☆ کھجور

❁ واقعہ معراج کب پیش آیا؟ ☆ 27 رجب 10 نبوی (619ء)

❁ ابرہہ کون تھا؟

☆ یمن کا گورنر خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے پرندے بھیجے جن کے منہ میں کنکریاں تھیں اور سارے ہاتھی اور لشکر تباہ ہو گیا۔

❁ اسلام کی اولین درس گاہ کون سی تھی؟ ☆ دارِ ارقم مکہ میں مسجد نبوی مدینہ میں۔

❁ عرب میں بت پرستی کس نے شروع کی؟

☆ بنوخزاعہ کے سردار عمرو بن لحی نے جو شام سے ہبل کا بت لایا اور خانہ کعبہ میں نصب کیا۔

❁ بدو کون تھے؟

☆ صحرا عرب کے خانہ بدوش لوگ جو پانی کی تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے رہتے تھے ان کا پیشہ ڈاکہ زنی اور جانور پالنا تھا۔

❁ عبدالمطلب کا اصل نام کیا تھا؟

☆ اصل نام عامر سر پر سفید بالوں کی پٹی کی وجہ شیبہ بمعنی بوڑھا یا بزرگ۔

❁ نبی اکرم ﷺ کی والدہ کا تعلق کس قبیلے سے تھا

☆ بنو زہرہ۔ حضرت آمنہ بنو زہرہ کے سردار وہب بن عبد مناف کی بیٹی تھیں۔

❁ عام الحزن سے کیا مراد ہے؟

☆ جس سال حضرت خدیجہؓ اور حضور ﷺ کے چچا ابو طالب فوت ہوئے، اسے غم کا سال کہتے ہیں (10 نبوی)

❁ غزوہ بدر میں آپ ﷺ کے کون سے چچا قیدی بن کر آئے؟ ☆ حضرت عباسؓ

❁ صلح حدیبیہ کی کتابت کس نے کی تھی؟
☆ حضرت علیؓ نے۔

❁ انصار مدینہ سے کیا مراد ہے؟
☆ مدینہ کے مسلمان (بنوخزرج اور بنواوس) جنہوں نے مہاجرین کی نصرت کی۔

❁ جنگ خندق کو جنگ احزاب کیوں کہا جاتا ہے؟
☆ احزاب حزب کی جمع ہے بمعنی لشکر، اس جنگ میں بہت سے لشکر اکٹھے مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔

❁ جنگ احد کب لڑی گئی؟
☆ 7 شوال 3ھ/ 23 مارچ 625ء

❁ مواخاۃ کیا ہے؟ مختصر تحریر کریں؟
☆ مدینہ میں مہاجرین کا مسئلہ ایک مہاجر اور ایک انصاری کو آپس میں بھائی بنا دیا گیا۔ مسئلہ مہاجرین صحابہ کرام کے نیک جذبات اور فراخدلی سے حل ہوگیا۔

❁ خطبہ حجۃ الوداع میں حضور ﷺ نے غلاموں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟
☆ ''تمہارے غلام تمہارے ہیں جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ۔

❁ حضرت ابوبکرؓ کو جامع القرآن کیوں کہا جاتا ہے؟
☆ جنگ یمامہ میں حفاظ کی کثیر تعداد شہید ہوگئی تو حضرت عمرؓ کے مشورہ سے حضرت ابوبکرؓ نے قرآن پاک کے مختلف اجزا کو اس ترتیب کے مطابق مرتب کروایا یہ کام کاتب وحی حضرت زیدؓ بن ثابت کے ذمہ لگا۔

❁ کس خلیفہ کے عہد میں اور کب جنگِ اجنادین لڑی گئی؟
☆ 28 جمادی الاول 13ھ، 31 جولائی 634ء زمانہ خلافت حضرت ابوبکرؓ صدیق۔

❁ جزیہ کیا ہے؟
☆ اسلامی ریاست کی غیر مسلم رعایا سے ان کی حفاظت کی ذمہ داری کے بدلے ہلکا سا ٹیکس (جزیہ) وصول کیا جاتا۔

❁ حضرت عثمانؓ کے ذرائع آمدن کیا تھے؟
☆ بیت المال کے ذرائع آمدن: مالِ غنیمت کا خمس زکوٰۃ، عشر، عشور (تجارتی مال پر 10 فیصد یا 5 فیصد ٹیکس خراج اور جزیہ، ذاتی آمدن کا ذریعہ تجارت)

❁ دیبل پر حملہ کیوں کیا گیا؟
☆ مسلمانوں کی بیوائیں اور یتیم بچے دیبل کی بندرگاہ کے قریب سندھی ڈاکوؤں نے لوٹ لئے راجہ داہر نے ان کو رہا کرانے سے انکار کردیا۔

❁ حضرت عثمانؓ کے نام پر جعلی خط کس نے لکھا؟
☆ مروان بن حکم نے۔

❁ کس اموی خلیفہ نے ہاشمیوں سے اچھا سلوک کیا؟
☆ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز۔

❁ مفتاح الخیر کسے کہتے ہیں؟
☆ سلیمان بن عبدالملک کو کیونکہ اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اپنا جانشین بنایا جنہوں نے خلافت کے سنہری اصول دوبارہ بحال کردیئے۔

❁ عبدالملک کے دو عظیم کارنامے بیان کریں؟
☆ رومیوں کو شکست دی، بغاوتوں کا خاتمہ کیا۔ اسلامی سکہ جاری کیا۔ قرآن پر اعراب لگوائے، کعبہ کی تعمیر نو، مکہ میں سیلاب کی روک تھام۔

❁ حضرت امام حسینؓ کے کردار پر نوٹ لکھیں؟
☆ زہد و تقویٰ، یزید کی جانشینی کو تسلیم نہ کرنا، اسلامی نظام کی بحالی کے لئے جان تک قربان کر دی۔
❁ جنگ جمل میں جانبین کی تعداد کتنی تھی؟
☆ حضرت عائشہؓ مکہ سے روانہ ہوئیں تو تین ہزار ساتھ تھے بصرہ میں ہزاروں آدمی اور مل گئے حضرت علیؓ مدینہ سے روانہ ہوئے تو صرف سات سو آدمی تھے کوفہ سے کم و بیش دس ہزار آدمی ساتھ آ گئے۔
❁ بنوامیہ کا آخری حکمران کون تھا وہ کب فوت ہوا؟
☆ مروان بن محمد یا مروان ثانی ذوالحجہ 132ھ میں عباسی دستے کا مقابلہ کرتا ہوا مارا گیا۔ (مصر کا ایک مقام ابویر)
❁ ابو مسلم خراسانی کون تھا؟
☆ عباسی داعی جس نے خراسان سے بغاوت کا آغاز کیا اموی گورنر نصر بن سیار کو قتل کیا۔ سرکش ہو گیا تھا، عباسی خلیفہ منصور نے اسے قتل کروا دیا۔
❁ سپین کو کس نے فتح کیا؟ ☆ طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر
❁ بنوامیہ کے زوال کے دو اسباب تحریر کریں؟
☆ خلافت راشدہ کو موروثی حکومت میں تبدیل کیا۔ سانحہ کربلا میں امام حسین کو شہید کیا گیا۔ قبائلی رقابتیں، دو دو ولی عہد بنانے کا طریقہ۔
❁ جنگ بدر کب لڑی گئی؟ اس میں مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟
☆ رمضان 2ھ، مسلمانوں کی تعداد 300 کے قریب (313)
❁ قرآنی آیت وانذر عشیرتک الاقربین کا ترجمہ لکھیں؟
☆ ''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ سے ڈراؤ۔''
❁ حبشہ کا موجودہ نام کیا ہے؟ ☆ سوڈان (مسلم اکثریت والا حصہ)
❁ کون سے خلیفہ راشد سخاوت کیلئے مشہور تھے؟ ☆ حضرت عثمان غنیؓ
❁ عربوں میں پائی جانے والی دو خوبیاں تحریر کریں؟
☆ شجاعت و بہادری، عزت و حمیت، پختہ عزم، حق گوئی و بے باکی، فصاحت و بلاغت
❁ عام الفیل سے کیا مراد ہے؟
☆ وہ سال جب ابراہہ نے ہاتھیوں کے ساتھ مکہ پر حملہ کیا اور خود فنا ہو گیا۔
❁ زمانہ قدیم میں عربوں کے دو میلوں کے نام لکھیں؟ ☆ عکاظ، ذالمجاز
❁ صحابی رسولؐ حضرت عدیؓ کون تھے؟ ان کے والد کا نام لکھیں؟
☆ حضرت عدیؓ معروف سخی حاتم طائی کے بیٹے تھے۔
❁ مدینہ کے دو بڑے قبائل کون سے تھے؟ ☆ بنو اوس اور بنو خزرج
❁ یثرب کس طرح ایک محفوظ شہر تھا؟
☆ اس کے تین طرف پہاڑیاں تھیں یا باغات جن کی وجہ سے سوار دستے حملہ نہیں کر سکتے تھے صرف ایک طرف خالی تھی جس طرف غزوہ احزاب میں خندق کھودی گئی تھی۔ مکہ سے شام جانے والی شاہراہ کی وجہ سے جغرافیائی پوزیشن بھی اہم تھی۔

ہجرت کی رات آپ ﷺ کے بستر پر کون سویا؟ ☆ حضرت علیؓ

حضرت حمزہؓ کو کس نے شہید کروایا اور کس نے شہید کیا؟

☆ ہندہ زوجہ ابوسفیان نے ایک غلام وحشی کے ذریعے (بعد میں دونوں مسلمان ہوگئے تھے)

مسلمانوں کا قبلہ اول کونسا تھا؟ ☆ بیت المقدس

غزوہ بدر میں ابوسفیان کا کردار کیا تھا؟

☆ ابوسفیان تجارتی قافلہ لے کر شام گیا ہوا تھا اس نے راستے سے مکہ والوں کو پیغام بھجوایا کہ تجارتی قافلے کو مسلمانوں سے خطرہ ہے اس لئے مدد کے لئے آو۔ خود وہ جنگ میں شریک نہیں ہوا۔

صلح حدیبیہ کا بڑا فائدہ کیا ہوا؟

☆ مدینہ کی ریاست جنوب کی طرف سے محفوظ ہوگئی اور حضور ﷺ کو خیبر کے یہودیوں سے نمٹنے کا موقعہ مل گیا۔

نجاشی شاہ حبشہ جس نے اسلام قبول کیا اس کا نام کیا تھا؟ ☆ اصحمہ

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے جہاد فنڈ میں کیا پیش کیا؟

☆ حضرت ابوبکر نے گھر کا سارا ساز وسامان حضرت عمرؓ نے نصف

مالک بن نویرا کو کس نے قتل کیا؟ ☆ خالدؓ بن ولید

سعدؓ بن عبادہ کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟ ☆ بنوخزرج سے

فاتح مصر کون تھا؟ ☆ عمروؓ بن العاصؓ

باب العلم کا لقب کس صحابی کا تھا؟ ☆ حضرت علیؓ کا

ایران کس کے دور خلافت میں فتح ہوا؟ ☆ حضرت عمر فاروقؓ

دوسرا خلیفہ راشد کسے کہتے ہیں؟ ☆ حضرت عمر فاروقؓ کو

کسریٰ ایران کے پاس نبی کریم ﷺ کا نامہ مبارک کون لے کر گیا؟ ☆ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی

عبداللہ بن سبا کون تھا؟

☆ ایک یہودی سازشی جس نے حضرت عثمان کے زمانے میں فتنہ برپا کیا اور حضرت عثمانؓ کو شہید کروادیا۔

حضرت عمر فاروقؓ کو کس نے شہید کیا؟ ☆ مغیرہ بن شعبہ کے ایک ایرانی غلام فیروز (ابولولو) نے

امیر معاویہؓ نے کس کے مشورے پر کسے جانشین بنایا؟

☆ مغیرہ بن شیبہ کے مشورے پر اپنے بیٹے یزید کو جانشین بنایا۔

ابن زیاد نے مسلم بن عقیلؓ سے کیا سلوک کیا؟

☆ ایک بڑھیا کے گھر پناہ لئے ہوئے تھے گرفتار کر کے شہید کرادیا۔

حضرت امام حسینؓ نے اپنے لشکر (فوج) کو کس طرح ترتیب دیا؟

☆ ان کی فوج 72 جاں نثاروں پر مشتمل تھی۔ انہوں نے میمنہ پر زہیر بن قیس کو میسرہ پر حبیب بن خطیب کو مقرر کیا اور علم عباس کو دیا۔

واقعہ حرہ کیا تھا؟ دو سطروں میں لکھیں؟

☆ سانحہ کربلا کی وجہ سے اہل مدینہ نے اموی حکام کو نکال کر عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت کرلی۔ یزید نے ولید بن عقبہ کو شامی فوج کے ساتھ بھیجا جس میں عیسائی زیادہ تھے انہوں نے مدینہ پر حملہ کیا اکابرین کو بھی شہید کیا تین

روز تک قتل و غارت جاری رہا اور مدینہ کے بازاروں کو آگ لگا دی گئی اس لئے اسے واقعہ حرہ کہا جاتا ہے۔

● سپین پر حملے کی دعوت کس سپینی امیر نے دی؟

☆ کاؤنٹ جولین جس کی بیٹی فلوریڈا کے ساتھ سپین کے بادشاہ نے زیادتی کی تھی۔

● ولید کی مرنے سے پہلے کیا خواہش تھی؟

☆ وہ سلیمان کو ولی عہدی سے خارج کر کے خلافت کو اپنی نسل میں منتقل کرنا چاہتا تھا لیکن کامیاب نہ ہوا۔

● جنگ ٹورس کے فریقین کون تھے؟

☆ مسلمان فوج کے سربراہ امیر عبدالرحمٰن تھے مقابلے پر ڈیوک آف ایکوی ٹین تھا جسے شکست ہوئی۔ اس نے فرانس کی فوج کے کمانڈر چارلس مارٹل سے مدد طلب کی ٹورس میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔

● جنگ زاب کس کس کے درمیان لڑی گئی؟

☆ مروان ثانی اور عباسی فوج جس کی قیادت عبداللہ بن علی کر رہا تھا۔

● بنوامیہ کے زوال کے دو اسباب لکھیں؟

☆ سانحہ کربلا کی وجہ سے عوام کی نفرت، موالی اور غیر عربوں کی ناراضگی، ایرانیوں کی عرب دشمنی۔

● قبل از اسلام اہل عرب کا آمدورفت کا سب سے بڑا ذریعہ کیا تھا؟ ☆ اونٹ کی سواری

● ظہور قدسی سے قبل سیاسی لحاظ سے سرزمین عرب کتنے حصوں میں تقسیم تھی؟

☆ شمالی عرب عدنانی کہلاتے تھے اور یمنی یا جنوبی عرب قحطانی دونوں میں رقابت تھی۔

● حجاز کا سب سے بڑا ساحلی شہر کونسا ہے؟ ☆ جدہ

● حضرت عباسؓ کون تھے؟ ☆ حضور ﷺ کے چچا

● بچوں میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟ ☆ حضرت علیؓ نے

● حضرت ابوبکر صدیقؓ قریش کی کس شاخ سے تعلق رکھتے تھے؟ ☆ بنو تیم بن مرہ سے

● حضرت عثمان غنیؓ کو کیا لقب عطا ہوا؟ ☆ ذوالنورین اور ذی الجرتین

● طائف میں کون قبائلی سردار تھے؟

☆ طائف میں بنو ثقیف آباد تھے اس کے سردار عبد یالیل، مسعود اور حبیب تھے۔

● خانہ کعبہ کے متولی کون تھے؟ ☆ بنو عبدالدار خانہ کعبہ کے کلید بردار تھے۔

● مہاجرین اور انصار میں کیا فرق تھا؟

☆ مہاجرین جو مکہ سے ہجرت کر کے آئے تھے اور انصار، مدینہ کے رہنے والے مسلمان، جنہوں نے مہاجرین کی مدد کی اس لئے انصار کہلائے۔

● "غزوہ" اور "سریہ" کسے کہتے ہیں؟

☆ غزوات میں خود نبی ﷺ کمان کر رہے ہوتے تھے بعض مہمات کسی نہ کسی معزز صحابی کی قیادت میں کسی طرف بھیجی جاتی تھیں انہیں سرایا کہتے تھے۔

● میثاق مدینہ کن کے مابین ہوا تھا؟ ☆ مہاجرین، بنو اوس و بنو خزرج، یہودی قبائل (بنو قینقاع، بنو نضیر، بنو قریظہ)

● قیصر و کسریٰ کون تھے؟ ☆ قیصر بازنطینی حکومت (روم) کے بادشاہ کا لقب تھا اور کسریٰ شاہ ایران کا۔

● غزوہ خندق میں خندق کھودنے کا مشورہ کس نے دیا تھا؟ ☆ حضرت سلمان فارسیؓ نے۔

صلح نامہ حدیبیہ پر کس کس نے دستخط کیے؟

قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو نے معاہدہ حضرت علیؓ نے لکھا اور نبی ﷺ نے توثیق کی۔

مدینہ منورہ میں حضور اکرمؐ کے میزبان کون تھے؟ ☆ حضرت ابوایوبؓ انصاری

حضرت ابوبکرؓ کی ابتدائی خدمات اسلام میں سے دو لکھیں؟

☆ عشرہ مبشرہ میں سے 8 حضرت ابوبکر کی تبلیغ پر مسلمان ہوئے۔ دور مظالم میں حضور ﷺ کے محافظ ہوتے تھے، غار ثور میں رفاقت۔

جنگ قادسیہ میں ایرانی اور مسلم جرنیلوں کے نام لکھیں؟

☆ ایرانی فوج کا کمانڈر رستم اسلامی لشکر کے سربراہ سعدؓ بن ابی وقاص

حضرت علیؓ کو کس نے شہید کیا؟ ☆ ایک خارجی عبدالرحمٰن ابن ملجم نے

ولید بن عبدالملک کے عہد میں کون کون سے علاقے فتح ہوئے؟ اس کے مشہور جرنیلوں کے نام بتایئے؟

☆ محمد بن قاسم، سندھ۔ طارق بن زیادہ موسیٰ بن نصیر اندلس، قتیبہ بن مسلم، وسط ایشیا میں فرغانہ اور دیگر ترک ریاستیں سمرقند بخارا مسلمہ بن عبدالملک ایشیائے کوچک۔

کربلا میں اہل بیت میں سے کون زندہ بچا؟ ☆ امام زین العابدین (نام علی)

حضرت عثمانؓ کیسے خلیفہ بنے؟

☆ چھ سینئر صحابہ کی کمیٹی، اختیار عبدالرحمٰن بن عوف کو دیا گیا انہوں نے رائے عامہ معلوم کر کے حضرت عثمان کا تقرر کیا۔

حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے دو اثرات تحریر کریں؟

☆ فرقہ بندی، اموی خلافت کا زوال، عباسی تحریک، باطل کے خلاف لڑنے والوں کے لئے مثال

حضرت امیر معاویہؓ نے کتنے سال حکومت کی اور کب فوت ہوئے؟

☆ عرصہ حکومت 19 سال چند ماہ وفات 60ھ-680ء

سپین فتح کرنے والے دو مشہور جرنیلوں کے نام تحریر کریں؟ ☆ طارق بن زیاد۔ موسیٰ بن نصیر

عبدالملک کے دو عظیم کارنامے بیان کریں؟

☆ اسلامی سلطنت کو متحد کیا۔ رومیوں کو شکست دی خوارج کا استیصال کیا، اصلاحات: اسلامی سکہ کا اجرا، عربی زبان سرکاری زبان، قرآن پر اعراب، دیوان البرید، واسط کی چھاؤنی اور شہر بسایا کوفہ اور بصرہ کے درمیان۔

بنو امیہ کے زوال کی دو وجوہات دو لائنوں میں بیان کریں؟

☆ خلافت راشدہ کے بعد اموی خلافت جو دراصل موروثی حکومت تھی، مسلم عوام کو پسند نہیں تھی، سانحہ کربلا میں اہل بیت رسول ﷺ کے ساتھ بدسلوکی نے ان کے خلاف شدید نفرت پیدا کر دی، نو مسلموں پر جزیہ لگانے سے علماء وفقہا بھی ان کے خلاف ہو گئے۔

قبل اسلام عربوں کے مشہور بت کون کون سے تھے؟

☆ ہبل (خانہ کعبہ کی چھت پر نصب تھا) خانہ کعبہ کی چھت پر شمس بھی نصب تھا۔ طائف والوں کو لات اور یثرب والوں کو منات پسند آیا۔ آب زم زم کے پاس اساف اور نائلہ نصب تھے۔ مکہ والوں کا خاص بت عزیٰ تھا۔

یمن کے کس بادشاہ نے خانہ کعبہ پر حملہ کیا؟

☆ ابرہہ نے جس سال حضور ﷺ کی ولادت ہوئی، اسی سال خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کے

ساتھ حملہ کیا گیا۔

166 ● اسلام میں سب سے پہلی خاتون شہید کو کیسے شہید کیا گیا؟

☆ حضرت سمیعہؓ، حضرت عمارؓ کی والدہ، حضرت یاسر کی اہلیہ، ابوجہل نے نیزہ مار کر شہید کیا۔

167 ● قریش مکہ کی طرف سے اسلام کی مخالفت کی بڑی وجہ کیا تھی؟

☆ اسلام کی فروغ سے ان کی سیادت بھی خطرے میں تھی تجارتی اجارہ داری بھی بتوں کی پوجا سے انہیں چڑھاوؤں کی آمدن حاصل ہوتی تھی آخرت کے تصور سے ان کو اخلاقی مفاسد چھوڑنے پڑتے تھے ان کے آباؤ اجداد گمراہ قرار پائے تھے۔

168 ● قبول اسلام سے پہلے حضرت حمزہؓ کی کیا خصوصیات تھیں؟

☆ حق پرست تھے، شجاعت و بہادری ان کا وصف تھا اور سچ کی حمایت میں قربانی دے سکتے تھے۔

169 ● قبول اسلام سے پہلے حضرت عمرؓ نے اپنی بہن کو کیوں مارا تھا؟

☆ انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا اور وہ عمر کے ڈرانے دھمکانے اور مارنے کے باوجود اسلام ترک کرنے کو تیار نہ ہوئیں۔

170 ● ان چار صحابہ کے نام لکھیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا؟

☆ خواتین میں حضرت خدیجہؓ، مردوں میں ابوبکر صدیقؓ، بچوں میں حضرت علیؓ، غلاموں میں زیدؓ بن حارث۔

171 ● پہلی ہجرت حبشہ میں مسلمان عورتوں کی تعداد کتنی تھی؟ ☆ چار عورتیں شامل تھیں۔

172 ● یہود مدینہ نے حضور ﷺ کی مخالفت کیوں کی دو وجوہات تحریر کریں؟

☆ نبی آخرالزمان کے وہ بھی منتظر تھے لیکن ان کا خیال یہ تھا کہ وہ بنی اسرائیل میں سے آئے گا بنو اسماعیل نبی کو ماننے سے ان کی مذہبی سیادت ختم ہوتی تھی ان کی مذہبی اجارہ داری کو خطرہ تھا نیز ان کی بداعمالیوں، سودی کاروبار، اللہ کے دین میں من مرضی کی تبدیلیاں اور مذہبی اجارہ داری ختم ہوتی تھی۔

173 ● جنگ موتہ کے دو نتائج تحریر کریں؟

☆ (1) مسلمانوں کے رومی لشکر کے مقابلہ میں کامیاب ہونے سے ان کا رعب طاری ہوگیا۔ (2) اس غزوہ کے بعد تبوک کی نوبت آئی اور رفتہ رفتہ رومی حکومت کو پسپا ہونا پڑا اور مصر و شام پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔

174 ● امین الملت کس کا خطاب تھا؟ ☆ حضرت ابوعبیدہؓ ابن الجراح کا

175 ● حضرت ابوبکرؓ کو صدیق کا لقب کیسے ملا؟ ☆ واقعہ معراج کی تصدیق کرنے پر صدیق کا خطاب ملا۔

176 ● مصر کو کس سپہ سالار نے کب فتح کیا؟ ☆ عمروؓ بن العاص نے

177 ● مواخات کا رشتہ کیسے استوار کیا گیا؟

☆ ایک مہاجر اور ایک انصاری تقریباً ہم مرتبہ اور ہم مزاج لوگوں کا رشتہ جوڑا گیا اور مسئلہ مہاجرین حل ہوگیا۔

178 ● عمرو بن الحضرمی کیسے قتل ہوا؟

☆ عبداللہ بن جحش کے دستے سے مکہ کے ایک قافلہ کا ٹکراؤ ہوا اور قافلے کا قریشی سردار عمرو بن الحضرمی قتل ہوگیا۔

179 ● احد کی لڑائی میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟ اس جنگ میں قریش مکہ کا سردار کون تھا؟

☆ 70 مسلمان شہید ہوئے اور قریش کا قائد ابوسفیان تھا۔

● حضرت عمرؓ کس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے؟ ☆ بنو عدی

● حضرت ابوبکرؓ کو پیش آنے والی مشکلات میں سے دو کے نام لکھیں؟
☆ فتنہ ارتداد، جھوٹے نبی، شام کے عیسائیوں کے ساتھ کشمکش۔

● جنگ قادسیہ کب اور کہاں لڑی گئی؟
☆ محرم 16ھ- 635ء میں قادسیہ میں جہاں سامنے ملک عراق تھا اور عقب پر پہاڑیاں تھیں۔

● خلافت راشدہ کی صرف دو خصوصیات لکھیں؟
☆ خلیفہ منتخب ہوتا تھا، مجلس شوریٰ کے مشورے سے اقدامات کرتا تھا بیت المال عوام کی ملکیت تھا، قانون کی حکمرانی تھی۔

● حضرت علیؓ کو پیش آنے والی کوئی سی دو مشکلات لکھیں؟
☆ ہر طرف سے حضرت عثمانؓ کا قصاص لینے کا مطالبہ، عثمانی عمال کو قابو میں رکھنا مفتوحہ قوموں کے نومسلم سازشیں کر رہے تھے۔

● فاتح ایران کون تھا؟ ☆ سعدؓ بن ابی وقاص کی قیادت لشکر، فاروقؓ اعظم کی خلافت

● شیر خدا کا لقب کس کو دیا گیا؟ ☆ حضرت علیؓ کو

● بنوامیہ کا آخری حکمران کون تھا؟ ☆ مروان بن محمد یا مروان الحمار

● مختار ثقفی کون تھا؟
☆ طائف کا رہنے والا، سانحہ کربلا کا بدلہ لینے کے نعرہ پر حکومت کی۔ ابن زیاد کو قتل کیا، مصعبؓ بن زبیر سے مقابلہ اور میدان جنگ میں قتل ہوا۔

● بنوامیہ کے زوال کے دو اسباب تحریر کریں؟
☆ سانحہ کربلا کی وجہ سے نفرت، موالی (نومسلم غیر عرب قوموں) کی ناراضگی، ظالم گورنر، نااہل وعیاش حکمران۔

● یزید کا مختصر تعارف بیان کریں؟
☆ امیر معاویہؓ کا بیٹا، ذاتی کردار اسلامی اصولوں سے متصادم، سیاسی سوجھ بوجھ اور دور اندیشی سے عاری تھا۔

● عبداللہؓ بن زبیر کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
☆ مدینہ میں ہجرت کے دوسرے سال جب یہود یہ کہہ رہے تھے کہ یہود کا خدا مسلمانوں سے ناراض ہے اس لئے ان کے ہاں اولاد نرینہ نہیں ہوتی۔

● حضرت علیؓ کے دو بیٹوں کے نام لکھیں؟ ☆ حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ

● معتزلہ کا بانی کون تھا؟ ☆ واصل بن عطاء، عمرو بن عبید

● امام ابوحنیفہ کا کب انتقال ہوا؟ ☆ 2 اگست 767ء، رجب 150ھ

● حضرت عبدالمطلب کون تھے؟ ☆ حضور ﷺ کے دادا۔

● قبل از اسلام کن بتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے؟
☆ لات، منات اور عزیٰ (تینوں فرشتوں کے بت تھے)

● سب سے پہلے کس غلام نے اسلام قبول کیا تھا؟ ☆ زیدؓ بن حارث نے

● مردوں میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟ ☆ حضرت ابوبکرؓ صدیق

● حضری کون تھے؟ ☆ شہروں میں رہنے والے عرب تاجر پیشہ یا زراعت پیشہ

● بیعت عقبہ ثانی میں کتنے مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کیا؟ ☆ 73 مرد، 2 عورتیں کل 75

● ام جمیل کون تھی؟

☆ ابولہب کی بیوی جو حضور ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھاتی تھی۔ قرآن میں اس کی مذمت کی گئی ہے۔ (سورۃ تبت)

● ام البلاد کس شہر کو کہا جاتا ہے؟ ☆ مکہ کو

● مدینہ کے دو قبائل اوس اور خزرج کے درمیان دشمنی کیسے ختم ہوئی؟

☆ دونوں نے اسلام قبول کیا اور اسلام نے ان کو بھائی بھائی بنا دیا۔

● حضور اکرم کی قباء میں مصروفیات بیان کیجئے؟

☆ مدینہ کے لوگ آئے اور زیارت رسول ﷺ سے فیض یاب ہوئے آپ نے مکتوم بنی عمرو عوف کے بن بدم کے مکان میں قیام فرمایا مسجد قبا کی بنیاد رکھی اس میں نماز پڑھی جمعہ کو بنو نجار (اپنے ننھالی قبیلہ) کے لوگوں کے جلو میں مدینہ تشریف لے گئے۔ بنو سالم بن عوف کی آبادی میں پہلا جمعہ پڑھایا۔

● مدینہ کی معاشی سرگرمیوں میں مہاجرین نے کیسے حصہ لیا؟

☆ مہاجرین ماہر تاجر تھے۔ ص 276 سیرت النبی) انہوں نے مدینہ میں بازار میں مختلف کاروبار شروع کئے اور جلد ہی مالدار ہو گئے۔

● غزوہ احد کی معاشی وجہ کیا تھی؟

☆ قریش کا وہ تجارتی قافلہ جو ابوسفیان لے کر گیا تھا، اس کا منافع مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے وقف تھا، اس کی وجہ سے جنگ، ابوسفیان کی عزت کا مسئلہ بن گیا تھا۔

● عمیر بن وہب نے کیسے اسلام قبول کیا؟

☆ عمیر بن وہب اسلام کا شدید مخالف، صفوان بن امیہ کے ساتھ حجر میں گفتگو، صفوان ''اب جینے کا کوئی مزہ نہیں۔'' عمیر ''اگر میرے اوپر قرض کا بوجھ اور بچوں کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں مدینہ جا کر محمد (ﷺ) کو نعوذ باللہ قتل کر آتا۔'' صفوان نے یہ ذمہ داری قبول کی عمیر تلوار زہر میں بجھا کر اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ پہنچا۔ حضرت عمر نے پکڑ کر حضور کے سامنے پیش کر دیا ''عمیر کیوں آئے ہو'' عمیر ''بیٹے کو چھڑانے کے لئے۔'' حضور ﷺ ''یہ تلوار کس لئے ہے۔'' اس سے مزید پوچھا ''کیا تم نے حجر میں بیٹھ کر صفوان بن امیہ کے ساتھ مل کر قتل کی سازش نہیں کی۔ عمیر پکارا اُٹھا محمد ﷺ تم واقعی پیغمبر ہو کیونکہ اس سازش کو میرے اور صفوان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

● احزاب سے کیا مراد ہے؟ ☆ احزاب حزب کی جمع بہت سے لشکر، جو مل کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔

● صلح حدیبیہ کتنے سالوں کے لئے ہوئی؟ ☆ دس سال کے لئے۔

● کس خلیفہ نے نہر ابو موسیٰ بنوائی؟

☆ بصرہ کی ضرورت پوری کرنے کیلئے حضرت عمرؓ فاروق اعظم نے دریائے دجلہ سے یہ نہر بنوائی۔

● عہد فاروقیؓ میں بسائے گئے دو شہروں کے نام لکھئے؟

☆ کوفہ (پرانے شہر حیرہ کے قریب) بصرہ (دریائے فرات کے سنگم پر) آب و ہوا عربوں کے لئے موزوں۔ مصر میں فسطاط، دریائے نیل کے مشرقی کنارے پر۔

● ان خلفائے راشدین کے نام لکھئے جو حضور ﷺ کے داماد تھے؟

☆ حضرت عثمان (ذوالنورین)، حضرت علی (حضرت فاطمہؓ کے خاوند)

● جنگ قادسیہ میں ایرانی سپہ سالار کا نام لکھئے؟ ☆ رستم

● حضرت عثمانؓ کے خلاف تحریک کا محرک کون تھا؟ ☆ عبداللہ بن سبا یہودی الاصل سازشی۔

● حضرت علیؓ کو پیش آنے والی کوئی سی دو مشکلات تحریر کیجئے؟

☆ قصاص عثمانؓ کا مسئلہ، کبار صحابہ کے درمیان رنجشیں مفتوحہ قوموں کی کم فہمی۔

● اموی حکومت کب ختم ہوئی اور اس کا آخری حکمران کون تھا؟

☆ 11 جمادی الثانی 132ھ، 25 جنوری 750ء جنگ زاب آخری حکمران مروان ثانی مارا گیا 20 ذوالحجہ 132ھ

● حضرت امام حسنؓ نے کتنے مہینے حکومت کی؟ ☆ سات ماہ گیارہ روز۔

● سپین کو کب اور کس نے فتح کیا؟

☆ 711ء میں فتوحات کا آغاز 714ء میں فتح کی تکمیل، فاتح طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر۔

● دیوان الخاتم اور دیوان الاحداث سے کیا مراد ہے؟

☆ خلفیہ کی مہر ثبت کرنے والا شعبہ دیوان الخاتم، دیوان الاحواث پولیس کا شعبہ

● ولید بن عبدالملک کے دو مشہور جرنیلوں کے نام لکھئے؟

☆ محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر، قتیبہ بن مسلم، مسلمہ بن عبدالملک

● بنوامیہ کے پہلے اور آخری حکمران کا نام بتایئے؟ ☆ امیر معاویہ پہلے حکمران، مروان ثانی آخری حکمران

● سانحہ کربلا کب پیش آیا اور اس میں شہداء کی تعداد کتنی تھی؟

☆ 10 محرم الحرام 61ھ (10 اکتوبر 680ء) شہداء کی تعداد 72

● توابین اور مختار ثقفی کون تھے؟

☆ کوفہ میں سلمانؓ بن صرد (ایک صحابی) نے اہل کوفہ کو قتل حسین کے گناہ سے توبہ کی دعوت دی اس طرح توابین وجود میں آئے مختار ثقفی نے اس نعرہ کو استعمال کر کے عراق میں بڑی قوت جمع کر لی عبداللہؓ بن زبیر کی خلافت مکہ میں قائم ہو چکی تھی ان کے بھائی مصعبؓ بن زبیر نے مختار ثقفی کا مقابلہ کیا اور وہ میدان جنگ میں مارا گیا۔

● ذمی اور موالی کون تھے؟

☆ ذمی، وہ غیر مسلم جو اسلامی حکومت میں رہتے ہوں اور ان کی حفاظت حکومت کے ذمہ ہو۔ موالی، غیر عرب مسلمان عرب قبائل کے ساتھ بھائی چارہ قائم کر لیتے تو موالی کہلاتے۔

● طارق بن زیاد اور محمد بن قاسم کون تھے؟

☆ ولید بن عبدالملک کے جرنیل طارق بن زیاد فاتح اندلس محمد بن قاسم فاتح سندھ۔

● قبل از اسلام اہل عرب کا آمد و رفت کا سب سے بڑا ذریعہ کیا تھا؟ ☆ اونٹ کا سفر

● ظہور قدسی سے قبل سیاسی لحاظ سے سرزمین عرب کتنے حصوں میں تقسیم تھے؟

☆ قبائلی نظام۔ قبائل کے دو گروپ عدنانی قبائل (حضرت اسماعیل کی اولاد) قحطانی گروپ (یمنی یا جنوبی قبائل) شمالی عرب میں بھی آباد تھے یثرب کے بنواوس بنوخزرج، بنو طے اور دوس بھی قحطانی ہی تھے۔

● حضرت عثمان غنیؓ کو کیا لقب عطا ہوا؟

☆ ذوالنورین حضور ﷺ کی دو بیٹیاں رقیہؓ اور ام کلثومؓ یکے بعد دیگر آپ کے نکاح میں آئیں۔

● جنگ جمل کن کے درمیان ہوئی؟ ☆ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان۔

- خفیہ تبلیغ کا سلسلہ کتنے عرصہ جاری رہا اور کتنے لوگ مسلمان ہوئے؟
☆ 3 سال کم وبیش (سیرت النبی) کم وبیش سوا سو مسلمان ہوئے۔
- معاہدہ حلف الفضول کی وجہ تسمیہ بیان کیجئے؟
☆ اس میں فضل بن فضالہ، فضل بن رواحہ اور فضل بن حارث تینوں کے نام فضل تھے ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ قریش کا ایک افضل کارنامہ تھا۔
- حجر اسود کی تنصیب کے وقت حضور پاک ﷺ نے لڑائی کیسے ختم کروائی؟
☆ ایک چادر میں حجر اسود رکھا اور سارے قبائل کے سرداروں نے مل کر چادر کو اٹھایا حجر اسود صحیح جگہ پر پہنچانے میں حصہ ملا۔
- حربِ فجار سے کیا مراد ہے؟
☆ حرام مہینوں میں لڑی گئی جنگ بنوقیس کا ایک شخص عروہ بن عتبہ قتل ہوگیا جس سے یہ لڑائی شروع ہوئی اور ماہ ذی قعدہ میں لڑی گئی اس لئے حرب فجار کہلوائی۔
- اسلام کے پہلے شہید کون تھے؟ ☆ حارثؓ بن ابی ہالہ حضرت خدیجہ کے پہلے خاوند کے بیٹے تھے۔
- حضرت حمزہؓ کو کس نے اور کب شہید کیا؟ ☆ فیروز (ابی لولو) مغیرہ بن شعبہ کا ایک ایرانی غلام۔
- جنگ بدر اور جنگ احد میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟ ☆ جنگ بدر میں 14 اور جنگ احد میں 70
- غزوہ خیبر کب اور کن کے خلاف لڑا گیا؟
☆ 7ھ۔ 628ء خیبر یہودیوں کی سرگرمیوں کا مرکز تھا جہاں سے اسلامی ریاست کے خلاف سازشیں ہوتی تھیں۔ اس غزوہ میں یہودیوں کے تمام قلعے فتح ہوگئے۔
- حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دو القاب لکھئے۔ ☆ صدیق، عتیق
- حضرت ابوبکر کی دو بیٹیوں کے نام لکھئے۔ ☆ حضرت عائشہؓ، حضرت اسماءؓ۔
- حضرت عمرؓ کا انتخاب بطور خلیفہ کس طرح ہوا؟
☆ حضرت ابوبکر صدیق نے عوام سے رائے لے کر ان کے نام کا اعلان کیا اور مجمع عام نے اس کی توثیق کی۔
- جنگ قادسیہ کے حریف کون تھے؟
☆ ایرانی جن کا کمانڈر رستم تھا اور اسلامی لشکر جس کے سربراہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص تھے۔
- حضرت عمر کے دور میں کوئی سے دو صوبائی افسران کے نام لکھئے۔
☆ صوبائی گورنر عامل یا والی جیسے عمرو بن العاص (مصر) امیر معاویہ (شام) کی والی کے علاوہ صوبے میں کاتب، کاتب دیوان (فوج کا ریکارڈ رکھنے والا) صاحب الخراج، صاحب الاحداث (پولیس آفیسر) صاحب بیت المال اور قاضی بھی مقرر کئے جاتے تھے۔
- عبداللہ بن سبا کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
☆ یہودی، سازشی، حضرت عثمانؓ کی حکومت کے خلاف سازش بالآخر حضرت عثمانؓ کی شہادت پر منتج ہوئی۔
- حضرت عثمانؓ کی کوئی دو فتوحات لکھئے۔
☆ شمالی افریقہ میں عبداللہ بن ابی سرح نے طرابلس رومیوں سے چھین لیا، جزیرہ قبرص فتح ہوا اور روڈس بھی قبضے میں آیا۔

● حضرت عثمانؓ کے کوئی سے دو صوبائی گورنروں کے نام لکھئے۔
☆ امیر معاویہ (شام) ابوموسیٰ اشعری (کوفہ) سعید بن العاص، عبداللہ بن سعد۔
● حضرت علیؓ کے دو بیٹوں کے نام لکھئے۔ ☆ حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ۔
● خوارج کے کوئی دو عقائد لکھئے۔
☆ (1) حکم صرف خدا کی ذات ہے اس کے علاوہ کسی کو حکم نہیں بنایا جاسکتا۔ (2) حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کی خلافت برحق تھی حضرت عثمانؓ کا انتخاب بھی درست تھا لیکن خلافت سے دستبردار ہونے سے انکار کیا اس لئے وہ واجب القتل تھے۔
● ولید کے عہد میں ملتان کس نے فتح کیا؟ ☆ محمد بن قاسم
● حضرت عبداللہؓ بن زبیر کو کس مقام پر شہید کیا گیا؟ ☆ مکہ میں
● قرآن پاک پر اعراب کس نے لگوائے؟ ☆ حجاج بن یوسف نے عبدالملک کے عہد میں۔
● جنگ صفین میں جانبین کی کتنی افواج تھیں؟
☆ اہل شام کے تعداد 60 ہزار تھی جن میں سے 20 ہزار قتل ہوئے۔ اہل عراق کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی جن میں 40 ہزار مقتول ہوگئے (حافظ ابن کثیر)
● حضرت امیر معاویہؓ نے کس سال قسطنطنیہ پر حملہ کیا؟ ★ 48ھ، 668ء
● امیر معاویہؓ کہاں کے گورنر تھے؟ ★ شام کے
● باغ فدک کا مسئلہ کیا تھا؟
☆ فتح خیبر کے موقعہ پر یہ باغ حضور ﷺ کی تحویل میں اسی طرح دیا گیا تھا جیسے مال غنیمت کا پانچواں حصہ اس سے اہل بیت کی ضروریات پوری ہوتی تھیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں حضرت علیؓ مال غنیمت کا پانچواں حصہ حضرت علی کو بانٹنے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم مستغنی ہوگئے ہیں۔ شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی میراث تھی جبکہ عام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ غنیمت کا پانچواں حصہ کسی کی ملک نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین اس کے متولی تھے۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے اپنے زمانے میں اس کی آمدن پھر بنو ہاشم کے حوالے کردی تھی۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے تاریخ اسلام حکیم محمود احمد ظفر ص 287)
● حضرت امام حسینؓ نے کب مکہ چھوڑا اور کب کربلا پہنچے؟
☆ وہ شعبان 60ھ میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے، ذوالحجہ 60ھ میں مکہ چھوڑا۔ کربلا آمد 2 محرم 61ھ
● عربی کو سرکاری زبان کا درجہ کس نے دیا؟ ☆ عبدالملک بن مروان نے۔
● ابومسلم خراسانی کون تھا؟
☆ عباسی داعی جس نے خراسان سے بغاوت کا آغاز کیا اموی گورنر کو شکست دی وہ عجمی النسل پارسی نژاد نو مسلم تھا محمد بن علی نے اسے عباسی داعی بنایا امام ابراہیم نے عباسی نشان ''سحاب'' دے کر خراسان میں تحریک کا قائد مقرر کیا۔ اس نے خراسان پر قبضہ کرکے عباسی حکومت کی بنیاد رکھی دوسرے عباسی خلیفہ منصور نے اسے قتل کروادیا۔
● بنو عدنان سے کیا مراد ہے؟ ☆ شمالی عرب، حضرت اسماعیل کے اولاد قریش بھی انہی میں سے تھے۔

● عبداللہ بن جحشؓ کون تھے؟

☆ صحابی رسول، قریش کے قافلوں کی نقل وحرکت دیکھنے پر متعین ہوئے، ایک قافلے سے ٹکراؤ ہوگیا اور عمرو بن الحضرمی قتل ہوگیا، یہ قتل جنگ بدر کا سبب بنا۔

● نبی کریم ﷺ نے کس عمر میں حضرت خدیجہؓ سے شادی کی؟ ☆ 25 سال کی عمر میں

● حضرت ابوطالب کا انتقال کب ہوا؟ ☆ 10 نبوی میں۔

● حضرت حمزہؓ کس غزوہ میں شہید ہوئے؟ ☆ غزوہ احد میں

● عمرو بن عبدود کون تھا؟

☆ مشہور بہادر غزوہ احزاب میں مدینہ پر حملے میں شامل، خندق عبور کرنے میں کامیاب ہوگیا، حضرت علیؓ کے ساتھ مقابلہ ہوا اور قتل ہوگیا۔

● ان دو آدمیوں کے نام تحریر کیجئے جو صلح حدیبیہ میں قریش مکہ کی طرف سے سفیر بن کر آئے؟

☆ عروہ بن مسعود ثقفی، سہیل بن عمرو (دونوں بعد میں مسلمان ہوئے)

● فتح خیبر کب ہوئی؟ ☆ 7ھ میں۔

● مرحب کو کس نے قتل کیا؟

☆ فتح خیبر کے موقع پر عرب کا مشہور بہادر مرحب خیبر کے قلعہ ناعم میں رہتا تھا حضرت علیؓ کے مقابلے میں آیا اور قتل ہوا۔

● غزوہ موتہ میں شہید ہونے والے دو مسلم جرنیلوں کے نام تحریر کیجئے۔ ☆ حضرت جعفر طیارؓ، عبداللہؓ بن رواحہ۔

● صلح حدیبیہ کا عیسوی اور ہجری سن لکھئے۔ ☆ ذی قعد 6ھ، مارچ 628ء

● فتح مکہ کب ہوا؟ ☆ 20 رمضان 8ھ 630ء

● غزوہ خیبر کے دو اسباب لکھئے۔

☆ غزوہ احزاب میں یہود کا کردار، مدینہ پر حملے کی تیاری، چراگاہ مدینہ پر چھاپہ، حضور ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد اس مستقل دشمن سے نمٹنے کا فیصلہ کیا۔

● رئیس المنافقین کسے کہتے ہیں؟

☆ عبداللہ بن ابی: وہ بنو خزرج میں سے تھا حضور ﷺ کی آمد سے پہلے اسے بادشاہ بنانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں، غزوہ بدر کے بعد بظاہر مسلمان ہوگیا غزوہ احد میں 300 منافقین کو لے کر واپس آ گیا۔

● حضرت علیؓ نے کب اور کونسا قلعہ فتح کیا؟

☆ محرم 7ھ خیبر کی جنگ، قلعہ ناعم فتح کیا، مرحب کو قتل کیا۔

● مسیلمہ کذاب کون تھا اور اسے کس نے قتل کیا؟

☆ نبوت کا دعویدار، حضور نے اسے کذاب قرار دیا تھا، جنگ یمامہ میں وحشیؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

● آخری ایرانی بادشاہ کا کیا نام تھا؟ ☆ یزدگرد

● کس خلیفہ راشد کے دور میں فوجی چھاؤنیاں قائم کی گئیں؟ ☆ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں۔

● جنگ جمل کن کے درمیان لڑی گئی اور کیوں؟

☆ حضرت علیؓ اور ام المومنین حضرت عائشہؓ کے درمیان لڑی گئی۔ حضرت عثمانؓ کے قصاص کا دعویٰ لے کر حضرت

عائشہ مکہ سے بصرہ گئیں صلح کی گفت وشنید کامیاب.....فسادیوں نے رات کو حملہ کر کے جنگ چھیڑ دی۔

❁ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو کس کس نے شہید کیا؟

☆ حضرت عمرؓ کو فیروز (ایرانی غلام) نے حضرت علیؓ کو عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے۔

❁ حضرت معاویہؓ کے والدین کا نام لکھئے۔ ☆ والد ابوسفیان، والدہ ہندہ بنت عتبہ

❁ اسلامی بحری فوج کی بنیاد کس نے رکھی تھی؟ ☆ حضرت امیر معاویہؓ نے۔

❁ حضرت امام زین العابدین کا مختصر تعارف کروائیے۔

☆ حضرت حسین کے چھ سالہ بچے جو کربلا میں زندہ بچے امام زین العابدین کے نام سے مشہور ہوئے۔

❁ اسپین کس نے اور کب فتح کیا؟

☆ طارق بن زیاد۔ رمضان 92ھ، جولائی 711ء میں اندلس پہنچے بعد میں موسیٰ بن نصیر بھی آ گئے اور بلاد اندلس کی تسخیر ہوئی۔

❁ قتیبہ بن مسلم کون تھا؟ ☆ ولید بن عبدالملک کا جرنیل ترکستان کی فتح حدود چین تک جا پہنچیں۔

❁ خانہ کعبہ کی تعمیر نو 64ھ میں کس نے کروائی؟ ☆ عبدالملک بن مروان نے۔

❁ حضرت مصعبؓ بن زبیر کون تھے؟

☆ حضرت عبداللہ بن زبیر کے بھائی، خوارج کو شکست دی اور مختار ثقفی کو بھی شکست دی، عبدالملک بن مروان کے لشکر نے شہید کر دیا۔

❁ عرب کو جزیرہ نما کیوں کہتے ہیں؟

☆ اس کے تین طرف سمندر ہے، مغرب کی طرف بحرہ قلزم جنوب میں بحرہ عرب اور بحر ہند اور مشرق میں خلیج فارس اور بحیرہ عمان تین طرف پانی ہو تو اسے جزیرہ نما کہتے ہیں۔

❁ اعلانِ نبوت سے پہلے اہل مکہ نے حضور پاک کو کیا خطابات دیئے ہوئے تھے؟ ☆ صدیق امین

❁ کعب بن اشرف کون تھا؟ اسے کیوں قتل کیا گیا؟

☆ یہودی سردار، بنونضیر کا سردار، جنگ بدر پر مکہ میں جا کر قریش کو حملے پر اکسایا، حضور کی ہجو لکھی سازشیں بھی کر رہا تھا اور مخالفت بھی، وہ میثاق مدینہ کی شرائط کی خلاف ورزی کر رہا تھا۔

❁ دس نبوی میں کون سے دو اہم واقعات پیش آئے؟

☆ حضرت خدیجہؓ کی وفات، چچا ابوطالب بھی فوت ہوئے اور مخالفین اسلام دیدہ دلیر ہو گئے۔

❁ مردوں اور خواتین میں سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟

☆ حضرت خدیجہؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے۔

❁ واقعہ مسجد ضرار بیان کیجئے؟

☆ مدینہ میں منافقین نے ایک مسجد بنائی جو اصل میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف سازشوں کا اڈہ تھی غزوہ تبوک میں مخالفین کی سرگرمیوں کا مرکز تھی غزوہ کے بعد اللہ کے حکم سے اس کو گرا دیا گیا۔

❁ وحی لانے والے فرشتے کا نام کیا تھا؟ ☆ حضرت جبرائیل علیہ السلام

❁ ثقیفہ بنوساعدہ کسے کہتے ہیں؟

☆ بنوخزرج کے سردار سعد بن عبادہ کی رہائش کے ساتھ ایک سائبان لگا ہوا تھا جو دراصل ان کی اجتماع گاہ تھی

جہاں انصار اکٹھے ہوئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خلافت میں حصے کا مطالبہ کیا تاہم حضرت ابوبکر کے سمجھانے پر اس بات پر اتفاق ہوگیا خلیفہ ایک ہی ہو اور بالآخر حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کرلی گئی۔

- حضرت آمنہ کے والد کا کیا نام تھا؟ ☆ حضرت آمنہ قبیلہ زہرہ کے سردار وہب بن مناف کی بیٹی تھیں۔
- حضرت حلیمہ کا تعلق کس قبیلہ سے تھا اور حضور پاکؐ سے ان کا کیا رشتہ تھا؟
- ☆ حضور ﷺ کی دایا حلیمہ کا تعلق بنوسعد سے تھا جو طائف کا ایک قبیلہ تھا۔
- بیعت عقبی اولی کے وقت کتنے لوگوں نے حضور اکرمؐ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کا تعلق کن قبائل سے تھا؟
- ☆ گیارہ یا بارہ آدمی (سیرت النبی) بنواوس و بنوخزرج
- نہر امیر المومنین کس کے حکم پر کھدوائی گئی اور اس کی لمبائی کتنی تھی؟
- ☆ حضرت عمر فاروقؓ کے حکم پر بحیرہ قلزم سے دریا نیل تک تعمیر کی گئی۔ اس کی لمبائی 68 میل تھی۔
- دربار رسالت میں امین الملت کا خطاب کسے ملا؟ ☆ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو
- جنگ سلاسل کا کیا انجام ہوا؟
- ★ حضرت خالد بن ولید شام سے عراق کے محاذ پر آئے ایرانی جرنیل ہرمز مقابلے میں آیا ایرانی لشکر کے پاؤں میں زنجیریں لپٹی ہوئی تھیں تاکہ بھاگنے کا خیال ہی نہ آئے اس لئے ان کی کثیر تعداد قتل ہوئی اور ہرمز بھی مارا گیا۔ اس جنگ کو جنگ کاظمیہ بھی کہتے ہیں۔
- فوج کا شعبہ کب اور کس کے دور میں قائم کیا گیا؟
- ☆ حضرت عمرؓ فاروق نے فوج کا شعبہ قائم کرکے مستقل فوج رکھی پہلے رضا کار جنگ میں شریک ہوتے تھے۔
- حضرت عثمانؓ کا دور خلافت کب سے کب تک رہا؟ ☆ 24ھ تا 35ھ (644ء تا 656ء)
- اسود عنسی کس ملک کا رہنے والا تھا؟ ☆ یمن کا
- حضرت علیؓ کو کس نے اور کب شہید کیا؟
- ☆ ایک خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم نے 17 رمضان 40ھ کو صبح کی نماز کے وقت مسجد میں حملہ کیا اور حضرت علیؓ زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے 20 رمضان کو مالک حقیقی سے جاملے۔
- ذمی کون لوگ تھے؟
- ☆ اسلامی حکومت کی غیر مسلم رعایا جس کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت کی تھی۔
- حضرت عمر نے جو نہریں بنوائیں ان میں سے دو کے نام لکھئے۔
- ☆ نہر ابوموسیٰ / نہر معقل دونوں نہریں دریائے دجلہ سے نکالی گئیں نہر امیر المومنین بحرہ قلزم اور دریائے نیل کو ملاتی تھی۔
- حضرت ابوبکرؓ نے کتنے سال حکومت کی؟ ☆ 11ھ تا 13ھ (632ء سے 634ء) دو سال چند ماہ
- مروان بن حکم کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
- ☆ بنوامیہ سے تعلق، حضرت عثمانؓ کا سیکرٹری، جعلی خط لکھا، خلافت امیہ میں خلا، اس نے مرج راہط کی جنگ جیت کر حکومت حاصل کی (تلوار کے زور سے)
- اہل بیعت سے کیا مراد ہے؟
- ☆ حضور ﷺ کی بیگمات، بیٹیاں، اور ان کی اولاد یعنی حضور ﷺ کے گھر والے۔



- حجاج بن یوسف کہاں کا گورنر تھا اور یہ کہاں کا رہنے والا تھا؟
- ☆ طائف کا رہنے والا تھا اور عراق کا گورنر وسیع علاقے فتح ہوئے عبداللہ بن زبیر پر حملہ اور ان کو شہید کیا۔
- محمد بن قاسم کا انجام کیا ہوا؟
- ☆ حجاج بن یوسف کا تعلق مضری قبائل سے تھا۔ سلیمان بن عبدالملک یمنیوں کی مدد سے خلیفہ بنا، اس نے تمام مضری کمانڈر معزول کر دیئے محمد بن قاسم کو ایک یمنی کے حوالے کیا گیا جو حجاج کے ظلم کا شکار ہو چکا تھا اس نے انتقام لینے کے لئے محمد بن قاسم کو مروا دیا۔
- راجہ داہر کہاں کا حکمران تھا؟ اسے کس نے شکست دی؟
- ☆ سندھ کا حکمران تھا محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کیا تو اسے شکست دے کر سندھ پر قبضہ کر لیا۔
- جامع دمشق کس خلیفہ کے عہد میں تعمیر ہوئی؟ یہ کس ملک میں ہے؟
- ☆ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں دمشق ملک شام کا دارالحکومت ہے یہ مسجد دمشق میں ہے۔
- ولید اول کی تین عمارات کے نام بتائیں؟
- ☆ مسجد نبوی کی تعمیر نو، جامع مسجد دمشق، روضہ رسول اللہ ﷺ کے گرد دہری دیوار۔
- جنگِ زاب کن کے درمیان لڑی گئی؟
- ☆ مروان ثانی (بنوامیہ کا آخری حکمران) عبداللہ بن علی عباسی فوجوں کا کمانڈر تھا۔
- حضرت امیر معاویہ نے کتنی عمر میں انتقال کیا؟ ☆ 79 سال
- سلیمان نے کس کو اپنا جانشین مقرر کیا؟ ☆ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کو
- بنوامیہ کی حکومت عربوں کی حکومت کہی جاتی ہے، کیوں؟ بیان کریں۔
- ☆ عربی دفتری زبان اہم منصب سب عربوں کے لئے، نومسلموں سے جزیہ غیر عرب قابل اعتماد نہ تھے۔
- بنوامیہ نے کتنے سال تک حکومت کی؟ ☆ 90 سال۔
- بدوؤں کا ذریعہ معاش کیا تھا؟ ☆ جانور چرانا اور ڈاکہ زنی
- عرب کی قدیم نسلوں میں کسی دو کا نام تحریر کریں۔
- ☆ بنو قحطان (عرب عاربہ) بنو عدنان (حضرت اسماعیل کی نسل جن کو عرب مستعربہ بھی کہتے ہیں)
- قبائل کے سردار کو کیا کہا جاتا ہے؟ ☆ شیخ
- قبل از اسلام عربوں کے چار عقائد تحریر کریں۔
- ☆ (i) وہ اپنے بتوں کو اللہ کے پاس اپنے سفارشی سمجھتے تھے۔ (ii) وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ (iii) ان کے نزدیک مقتول کی روح اُلو بن جاتی تھی اور اس وقت تک ''مجھے پلاؤ، مجھے پلاؤ'' پکارتی رہتی تھی جب تک کہ قتل کا بدلہ نہ لیا جائے۔ (iv) بارش نہ ہو رہی ہو تو ایک گائے کی دم کو جھاڑیاں باندھ کر آگ لگاتے جب وہ اِدھر اُدھر بھاگتی تو سمجھتے تھے کہ اس کو دیکھ کر آسمان کی بجلی چمکنے لگے گی۔
- بیعت عقبہ دوم میں مدینہ سے کتنے لوگ آئے تھے؟ ☆ 75 مرد اور 2 عورتیں
- قبل از اسلام تاریخ عرب کو زمانہ جاہلیت کیوں کہتے ہیں؟
- ☆ ہدایت اللہ کی طرف سے انبیاء کے ذریعے آتی ہے انسان اپنے سفلی جذبات کی وجہ سے ظلم و جور اور نادانی وحماقت پر مبنی نظام کرتا ہے اس لئے نبی ﷺ سے پہلے کا دور جاہلیت کا دور تھا جہاں سب سے زیادہ

''متمدن'' بازنطینی حکومت کا بادشاہ اور اونچے طبقے کے لوگ تفریح طبع کے لئے انسان اور شیر کا مقابلہ دیکھتے اور جب شیر انسان کو پھاڑ کھاتا تو قہقہے لگاتے۔ ایران کے کسریٰ کی زیارت صرف سال میں ایک دفعہ (جشن نوروز پر) ہوسکتی تھی عرب کے بت پرست بتوں کے سامنے اپنے بیٹوں کی قربانی بھی کرتے تھے القصہ پورا دور جاہلیت کا دور تھا۔

غزوہ احد کے دو نتائج بیان کریں۔

☆ (i) منافقین بے نقاب ہوگئے (ii) یہود کے عناد (دشمنی) میں اضافہ ہوگیا۔ (iii) دشمنان اسلام اکٹھے ہوکر مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ (غزوہ احزاب)

غزوہ بدر میں کتنے لوگ قیدی بنے؟ ☆ 70

بیعت رضوان سے کیا مراد ہے؟

☆ صلح حدیبیہ، حضرت عثمانؓ کی سفارت، واپسی لیٹ ہوگئی حضور ﷺ نے کیکر کے درخت کے نیچے آخر وقت تک لڑنے کی بیعت لی۔

صلح حدیبیہ کی کوئی سے تین دفعات لکھیں۔

☆ (i) دس سال تک جنگ نہیں ہوگی۔ (ii) مسلمان اس سال واپس چلے جائیں اور اگلے سال آ کر عمرہ کرلیں۔ (iii) مکہ کا کوئی آدمی اپنے خاندان کی اجازت کے بغیر مدینہ جائے تو واپس کیا جائے گا اگر مدینہ کا کوئی شخص بھاگ کر مکہ آئے تو واپس نہیں کیا جائے گا۔ (iv) قبائل دونوں فریقوں میں کسی کے ساتھ معاہدہ کرکے اس صلح میں شریک ہوسکتے ہیں۔

آنحضرتؐ کے کتنے صاحبزادے تھے؟ ان کے نام لکھیں۔ ☆ دو، قاسمؓ اور ابراہیمؓ

جنگ اجنادین میں متحدہ لشکر کا کمانڈر کون تھا؟ ☆ خالدؓ بن ولید

جنگ سلاسل کا انجام کیا ہوا؟

☆ ایرانیوں کو شکست ہوئی اور ان کا کمانڈر ہرمز مارا گیا۔ سلاسل کی وجہ سے بے شمار لوگ بھاگ نہ سکے اور قتل ہوئے۔

انصار میں سب سے پہلے کس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی؟ ☆ بشیرؓ بن سعد

غزوہ احد میں ابوسفیان کی للکار کا جواب کس نے دیا؟ ☆ حضرت عمر فاروقؓ نے

حضرت عثمانؓ سے آپؐ کی کون سی دو صاحبزادیوں کا نکاح ہوا؟ ☆ حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ

بچوں میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟ ☆ حضرت علیؓ نے

حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کتنے روز جاری رہا؟ ☆ چالیس روز

خلافت بنو امیہ کا حقیقی بانی کون تھا؟ ☆ عبدالملک بن مروان

پہلا اسلامی سکہ کس نے متعارف کروایا؟ ☆ عبدالملک بن مروان

قتیبہ بن مسلم کون تھا؟ ☆ ولید بن عبدالملک کا ایک جرنیل جس نے ترکستان کی فتوحات حاصل کیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کہاں پیدا ہوئے؟ ☆ مدینہ منورہ میں

سندھ کو کس نے فتح کیا؟ ☆ محمد بن قاسم نے

مروان بن حکم کون تھا؟

☆ حضرت عثمان کا چچیرا بھائی جس کو آپ نے اپنا سیکرٹری بنایا تھا اس نے ہی وہ خط لکھا جس کو لے کر مصر

کے بلوائی واپس لوٹے اور بنو ہاشم کے اکابرین کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کئے جس سے فضا مکدر ہوگئی اور نوبت حضرت عثمانؓ کی شہادت تک پہنچی۔

- حسنین کریمینؓ کے نام لکھیں۔ ☆ حضرت حسنؓ بن علی اور حضرت حسینؓ
- یزید دور کے دو اہم حادثے بیان کریں۔ ☆ سانحہ کربلا اور واقعہ حرہ (تفصیل پہلے دی جا چکی ہے)
- حضرت عباسؓ کون تھے؟

☆ حضور ﷺ کے چچا، مکی دور میں آپ کے محافظ، جنگ بدر میں قیدی بنے واپس ہوئے تو اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور قریش کے حملوں کی قبل از وقت اطلاع دیتے رہے۔

- قیصر و کسریٰ کون تھے؟ ☆ قیصر روم کے بادشاہ کا لقب تھا اور کسریٰ ایران کے بادشاہ کا
- حضور پاک کب اور کس شہر میں پیدا ہوئے؟

☆ مکہ میں عام مسلمان 12 ربیع الاول کو یوم پیدائش کے طور پر مناتے ہیں شبلی نے تحقیق کر کے 9 ربیع الاول لکھا ہے سال سنہ عام الفیل۔

- حضور پاک ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو کون سا لقب عطا کیا؟ ☆ ذوالنورین
- نجاشی کون تھا اور اس کا اصل نام کیا تھا؟ ☆ حبشہ کا بادشاہ اصحمہ
- حضرت ابوبکرؓ کی دو مشکلات تحریر کیجئے۔ ☆ فتنہ ارتداد۔ روم کی طرف سے خطرات
- فتنہ ارتداد کے تین اسباب تحریر کریں۔

☆ (i) مدینہ سے باہر لوگوں کی ناپختگی (ii) بعض لوگوں کا خیال کہ نبوت اقتدار کے حصول کا ذریعہ ہے۔ (iii) مرکزی حکومت سے کٹنے کی خواہش (iv) لوٹ مار کی عادت اسلامی حکومت اس کی اجازت نہیں دے سکتی تھی۔

- حضرت عمرؓ کی شہادت کب اور کیسے ہوئی؟

☆ عبدالرحمٰن بن ملجم ایک خارجی نے 17 رمضان المبارک کو صبح کی نماز کے وقت زہر آلود خنجر سے حملہ کیا زخم سے 20 رمضان المبارک کو آپ خالق حقیقی سے جا ملے۔

- حضرت خالدؓ بن ولید کی خدماتِ اسلام تین سطروں میں بیان کیجئے۔

☆ (i) غزوہ موتہ میں اپنے تدبر اور حکمت سے مسلمانوں کو بچا کر لے آئے۔ (ii) فتح مکہ کے بعد عزیٰ کا بت توڑنے کی ذمہ داری پوری کی۔ (iii) فتنہ ارتداد پر قابو پانے میں سب سے نمایاں کردار ادا کیا مسیلمہ کذاب کا خاتمہ بھی آپ ہی نے کیا۔ (iv) جنگ سلاسل، مدار، دلجہ، عین التمر کی جنگیں اس کے علاوہ تھیں (v) شام کے محاذ پر کافی دیر تک قیادت کی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے آپ کو حضرت ابوعبیدہؓ کے ماتحت کر دیا۔

- حضرت عثمانؓ پر لگائے گئے تین اعتراضات تحریر کیجئے۔

☆ (i) کبار صحابہ کو ان کے منصب سے معزول کیا۔ (ii) بیت المال کا ناجائز استعمال (iii) بقیع کی چراگاہ کا ذاتی استعمال، یہ سب الزامات بے ثبوت اور بالکل غلط تھے۔

- حضرت عثمان کی خدماتِ اسلام تین سطروں میں لکھئے۔

☆ غزوہ تبوک میں لشکر کو مسلح کرنا اور خطیر عطیہ o جمع اشاعت قرآن o مسجد نبوی کی توسیع o مصر، آرمینیا اور آذربائیجان o ایران کی بغاوتوں کا خاتمہ o خراسان و ترکستان کی عظیم فتوحات o خشیت الٰہی و حُبِ رسولؐ

- جنگ جمل میں کون سے دو اکابر صحابہ کرام شہید ہوئے؟ ☆ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ
- عبداللہؓ بن زبیر کی والدہ کا نام کیا تھا؟ ☆ حضرت اسماءؓ بنتِ حضرت ابوبکر صدیقؓ
- قرآن پاک پر اعراب کس نے لگوائے؟ ☆ عبدالملک بن مروان کے زمانے میں حجاج بن یوسف نے۔
- صاحب البرید کے کیا کیا فرائض تھے؟
- ☆ محکمہ ڈاک کا سربراہ، خلیفہ کو خفیہ معلومات فراہم کرنا، خط و کتابت کی ترسیل اہم واقعات سے خلیفہ کو باخبر رکھنا۔
- حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو کب اور کس مقام پر شہید کیا گیا؟
- ☆ مکہ معظمہ میں اپنے بہادر ساتھیوں سمیت میدان جنگ میں حجاج بن یوسف کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔
- مروان بن حکم حضرت عثمانؓ کے دور میں کس عہدہ پر فائز تھا؟
- ☆ ان کا سیکرٹری تھا خلیفہ کی مہر اس کے پاس تھی۔
- خمس کیا تھا؟
- ☆ مال غنیمت کا پانچواں حصہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے اہل و عیال نیز ضرورت مندوں اور غریبوں کے لئے وقف تھا۔
- محمد بن قاسم کے سندھ پر حملہ کی وجہ لکھئے۔
- ☆ سندھ کے ڈاکوؤں نے مسلمان بچوں اور عورتوں پر قبضہ کرلیا تھا راجہ داہر نے مطالبہ کے باوجود ان کو رہا نہ کیا۔
- بنو امیہ کے زوال کے دو اسباب لکھئے۔
- ☆ (i) سانحہ کربلا کی وجہ سے عوام میں نفرت (ii) مفتوحہ قوموں کے مسلمانوں (نومسلموں) پر جزیہ لگانے کی وجہ سے مفتوحہ قوموں کی نفرت۔
- نومسلموں پر جزیہ لگانے کا آغاز کس نے کیا؟ ☆ حجاج بن یوسف نے عبدالملک کے زمانے میں۔
- اموی خلافت کا آغاز کب ہوا اور پہلا خلیفہ کون تھا؟۔
- ☆ 40ھ (661ء) میں امیر معاویہؓ پہلے اموی خلیفہ تھے۔
- حجاز کون سے سمندر کے کنارے واقع ہے؟ ☆ بحیرہ قلزم یا بحیرہ احمر کے کنارے
- حضرت عبدالمطلب کے والد کا کیا نام تھا؟ ☆ ہاشم
- قریش کا تعلق عرب کے کس قبیلے سے تھا؟ ☆ بنوعدنان (مضری قبائل) جو حضرت اسماعیل کی اولاد تھے۔
- ورقہ بن نوفل کا حضرت خدیجہؓ سے کیا رشتہ تھا؟ ☆ چچیرے بھائی تھے۔
- میسرہ کن کا غلام تھا؟ ☆ حضرت خدیجہؓ کا۔
- ولید بن مغیرہ کون تھا؟
- ☆ خالدؓ بن ولید کا باپ مالدار تھا، بارہ حاضر باش بیٹے، اسلام کا دل سے قائل تھا لیکن اپنی لیڈری اور غرور نفس کی وجہ سے اسلام کا مخالف تھا۔
- غلاموں میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟ ☆ حضرت زیدؓ بن حارث نے
- نجاشی کا اصل نام کیا تھا؟ ☆ اصحمہ
- اسلام کی پہلی مسجد کہاں تعمیر کی گئی؟
- ☆ قبا میں جو مدینہ کے باہر ایک آبادی تھی حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو پہلے چند روز یہاں قیام فرمایا۔

● حرام مہینوں کی تعداد اور نام لکھئے؟

☆ مہینے بارہ ہی ہیں نام محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذیقعد اور ذوالحجہ

● اسود عنسی کس ملک کا رہنے والا تھا؟ ☆ یمن کا

● حضرت ابوبکرؓ کے والد کا کیا نام تھا؟ ☆ ابوقحافہؓ

● حضرت ابوبکرؓ نے کتنا عرصہ حکومت کی؟ ☆ تقریباً اڑھائی سال

● بصرہ اور کوفہ کس خلیفہ کے دور میں تعمیر ہوئے؟ ☆ حضرت عمرؓ کے زمانے میں۔

● حضرت عمر فاروقؓ کیسے ایمان لائے؟ ☆ کتاب دیکھیں۔

● کس خلیفہ نے نہر ابوموسیٰ بنوائی؟ ☆ حضرت عمر فاروقؓ نے

● حضرت عثمانؓ کی طرف سے جعلی خط کس نے لکھا؟ ☆ مروان بن حکم نے

● حضرت عثمانؓ کا ایک عظیم کارنامہ بیان کیجئے؟

☆ قرآن پاک کی وہ کاپی جو حضرت ابوبکر کے زمانے میں زیدؓ بن ثابت کے زیر اہتمام مرتب ہوئی تھی اس پر سب کو جمع کیا اور اس کی اشاعت کی۔ اس کے علاوہ جو نسخے تھے ان کو تلف کروایا تاکہ امت کسی اختلاف کا شکار نہ ہو۔

● حضرت علیؓ کو پیش آنے والی کوئی سی دو مشکلات بیان کیجئے۔

☆ قصاص عثمان کا مسئلہ، امیر معاویہ کی اطاعت نہ کرنا، قاتلین عثمان کا طرز عمل، حضرت عائشہ کی قصاص عثمان کی دعوت۔

● حضرت علیؓ نے دارالخلافہ مدینہ سے کہاں منتقل کیا؟ ☆ کوفہ

● شیر خدا کا لقب کس کو دیا گیا؟ ☆ حضرت علیؓ کو

● جزیہ کن سے وصول کیا جاتا تھا؟

☆ غیر مسلموں سے جو اسلامی ریاست کی رعایا ہوتے تھے اور ملکی دفاع میں خدمات پیش نہیں کرتے تھے۔

● حضرت عمرؓ کے دور میں کونسے دو بڑے ملک فتح ہوئے؟ ☆ شام، عراق و ایران

● سلیمان بن عبدالملک کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

☆ ولید بن عبدالملک کے بعد خلیفہ بنا، یمنی گروہ کی حمایت سے، حجاج بن یوسف کے مقرر کردہ جرنیلوں کی معزولی و تذلیل، حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کو جانشین بنانا (مفتاح الخیر)

● ولید بن عبدالملک کے دور میں کونسے علاقے فتح ہوئے؟

☆ محمد بن قاسم نے سندھ، قتیبہ بن مسلم نے ترکستان میں غزنی فرغانہ وغیرہ، مسلم بن عبدالملک نے ایشیائے کوچک اور طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیر نے اندلس کو فتح کیا۔

● مروان ثانی کس جنگ میں مارا گیا؟

☆ جنگ زاب کے بعد مصر بھاگ گیا اور ابومیر کے مقام پر تعاقب کرنے والے صالح ابوعون نے اس پر حملہ کیا اور وہ مقابلہ کرتا ہوا مارا گیا۔ (ذوالحجہ 132ھ/ 750ء)

● آخری ساسانی بادشاہ کون تھا؟ ☆ یزدگرد

❁ مختار ثقفی کون تھا؟

☆ اقتدار کا طالب، شہادت حسین کے انتقام کا نعرہ، توابین کا سربراہ بن گیا، ابن زیاد کو قتل کیا، عبداللہؓ بن زبیر کی اطاعت سے انکار، مصعب بن زبیر سے مقابلہ اور موت۔

❁ تحریک توابین کے رہنما کا نام بتایئے۔ ☆ ایک صحابی سلمانؓ بن صرد

❁ موالی کون تھے؟

☆ غیر عرب مسلمان جو اسلامی حکومت میں رہتے تھے اور کسی قبیلہ کے ساتھ ولایت (بھائی چارہ) کا تعلق قائم کر لیتے تھے۔

❁ مکہ کب فتح ہوا؟ ☆ 20 رمضان 8ھ کو

❁ ابو طالب کون تھے؟

☆ حضور ﷺ کے چچا، ابو طالب اور عبداللہ دونوں ماں باپ کی طرف سے سگے بھائی تھے، حضرت علیؓ کے والد، حضور ﷺ کی حفاظت وحمایت 10 نبوی میں فوت ہوئے۔

❁ غزوہ احد میں کفار کی تعداد کیا تھی؟ ☆ 1400

❁ جنگ حنین کے دو اسباب تحریر کیجئے۔

☆ (i) بنو ہوازن اور بنو ثقیف کی اسلام دشمنی (ii) فتح مکہ کے بعد طائف کے جواں سال سردار مالک بن عوف نے اسلامی تحریک سے ٹکرانے کی منصوبہ بنی کی۔

❁ اسلام سے قبل عربوں کا مذہب کیا تھا؟

☆ غالب مذہب بت پرستی تاہم دوسرے مذاہب بھی موجود تھے مثلاً یہودیت، عیسائی، آتش پرستی وغیرہ۔

❁ ابوجہل کو کس نے قتل کیا؟ ☆ دو ننھے مجاہد معاذؓ بن عمرو اور معاذؓ بن عفراء

❁ حضرت ابوبکرؓ کی دو خدمات اسلام بیان کیجئے۔

☆ (i) فتنہ ارتداد کا خاتمہ (ii) قرآن کو مدون کروایا۔ (iii) حضور ﷺ کے وصال کے بعد اسلامی حکومت میں انتشار پر کنٹرول

❁ جنگ قادسیہ میں ایرانی سپہ سالار کا نام لکھئے۔ ☆ رستم

❁ کس خلیفہ نے نہر ابوموسیٰ تعمیر کروائی؟ ☆ عمر فاروق اعظمؓ

❁ حضرت عثمانؓ کا ذریعہ معاش کیا تھا؟ ☆ تجارت

❁ خلفائے راشدین کے نام ترتیب سے لکھئے۔

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ

❁ حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کے بارے میں کیا وصیت کی؟

☆ حضرت عمرؓ کو خلیفہ نامزد کیا اور مرنے سے پہلے عوام سے توثیق کروائی۔

❁ کس خلیفہ کے دور میں جنگ اجنادین لڑی گئی؟ ☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ

❁ مفتاح الخیر کسے کہتے ہیں اور کیوں؟

☆ سلمان بن عبدالملک کو، حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کو اپنا جانشین بنایا جنہوں نے حق و انصاف کے ساتھ خلافت راشدہ کی یاد تازہ کر دی۔

● عبدالملک بن مروان کے کوئی سے دو کارنامے بیان کیجئے۔

☆ (i) عربی زبان کا فروغ سرکاری زبان (ii) قرآن پاک پر اعراب لگوائے (iii) خانہ کعبہ کی تعمیر۔

● بنو امیہ کا دوسرا حکمران کون تھا؟ ☆ یزید بن معاویہؓ

● دیوان الخاتم کے فرائض کیا تھے؟

☆ خلیفہ کی طرف سے جاری ہونے والے فرامین پر مہر لگانا اور ان کی نقول محفوظ رکھنا فرامین سربمہر کرنا۔

● مسلمانوں کے حملے کے وقت سندھ پر کس کی حکومت تھی؟ ☆ راجہ داہر کی۔

● عمر ثانی کسے کہا جاتا ہے؟ ☆ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کو

● مقصورہ کس نے بنوائے؟ ☆ امیر معاویہؓ نے

● عبداللہ بن زبیرؓ کی ناکامی کے دو اسباب بیان کیجئے۔

☆ (i) مصعبؓ بن زبیر کی شہادت (ii) حجاج بن یوسف کا احترام مکہ و کعبہ کے تمام آداب کو بالائے طاق رکھ کر سنگ باری کرنا۔

● جنگ ٹورس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

☆ اندلس کی مسلم حکومت کا فرانس کی فتح کا منصوبہ، امیر عبدالرحمٰن نے 70 ہزار فوج کے ساتھ 114ھ-724ء میں فرانس پر حملہ کیا۔ وادی رہون (Rohn) پر قبضہ، ڈیوک آف ایکوٹین کو شکست، اس نے چارلس مارٹل سے مدد مانگی، چارلس مارٹل ٹورس کے قریب مقابلے پر آیا، دسویں روز گھمسان کا رن، افواہ مال غنیمت خطرے میں ہے، سپاہی مال غنیمت بچانے کے لئے دوڑ پڑے اور مسلمان پسپا ہو گئے۔

● عمرؒ بن عبدالعزیز کی دو معاشی اصلاحات لکھئے۔

☆ (i) غصب شدہ املاک اور جاگیروں کی واپسی (ii) غیر اسلامی ٹیکسوں کی تنسیخ

● بدوؤں کا ذریعہ معاش کیا تھا؟ ☆ لوٹ مار، گلہ بانی۔

● مواخات مدینہ سے کیا مراد ہے؟

☆ مسئلہ مہاجرین کا حل ایک مہاجر اور ایک انصاری کو بھائی بھائی بنا دیا گیا۔

● عرب کی قدیم نسلوں میں کسی دو کا نام تحریر کیجئے۔

☆ (i) عرب بائدہ (جو مٹ گئے عاد و ثمود کی قومیں وغیرہ) (ii) عرب عاربہ یعنی قحطانی عرب وطن یمن (iii) عرب مستعربہ بنو عدنان (حضرت اسماعیل کی نسل۔ شمالی عرب میں آباد تھے۔

● قبل از اسلام عربوں کے چار عقائد تحریر کیجئے۔

☆ (i) اللہ موجود ہے لیکن اس کے پاس براہ راست رسائی ممکن نہیں۔ (ii) بت اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ (iii) فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ (iv) کاہنوں سے قسمت کے فیصلے لئے جاتے، چوری اور قتل کا پتہ لینے کیلئے ان کی طرف رجوع کیا جاتا کاہن کہتے تھے کہ ان کے جنوں کے ساتھ خصوصی تعلقات ہیں۔

● حضور پاک کا آخری غزوہ کون سا تھا؟

☆ غزوہ تبوک۔ شام کی طرف سے خطرہ اور صحابہ کی پیش قدمی، رومی واپس چلے گئے۔

● حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خطبہ خلافت کی اہمیت تین سطروں میں تحریر کیجئے۔

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے واضح کیا کہ انہوں نے کبھی اقتدار لینے کی خواہش نہیں کی اور نہ خود امیر بننے کا مطالبہ

یا خواہش کی خلیفہ کا کام سنت نبوی کی پابندی ہے۔ خلیفہ کا فرض ہے کہ ظالم سے حق واپس لے اور مظلوم کی داد رسی کرے۔ جہاد کی تلقین کی اور بتایا کہ فواحش کے پھیلنے سے اللہ کی طرف سے ذلت مسلط ہو جاتی ہے۔

- عمرؓ کے دور میں لڑی جانے والی اہم جنگوں کے نام لکھیں۔

☆ جنگ قادسیہ، معرکہ جلولا 16ھ، معرکہ نہاوند 21ھ، معرکہ یرموک 15ھ بیت المقدس کی فتح 16ھ (637ء) مصر کی فتح 21ھ (641ء)

- ابوجہل کا اصل نام کیا تھا؟ ☆ عمرو بن ہشام
- حضرت عمرؓ نے کتنے سال حکومت کی؟ ☆ کم وبیش دس سال
- حضرت عمرؓ نے الفاروق کا لقب کیسے حاصل کیا؟

☆ قبول اسلام کے بعد خانہ کعبہ میں علی الاعلان نماز کی ادائیگی، حق و باطل میں فرق واضح کر دیا۔

- بیت المقدس کس خلیفہ کے دور میں فتح ہوا؟ ☆ حضرت عمر فاروقؓ
- ہشام کا تعلق قریش کے کس قبیلے سے تھا؟ ☆ بنو امیہ سے۔
- مختار ثقفی کو کس نے شکست دی؟ ☆ حضرت مصعبؓ بن زبیر نے۔
- خیبر کس نے فتح کیا؟

☆ حضور ﷺ کی قیادت میں مسلمانوں نے۔ قلعہ قموص کے قائد مرحب کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور قلعہ فتح ہو گیا۔

- خلافت راشدہ کے پہلے خلیفہ کون تھے؟ ☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ
- حضرت امام حسینؓ کی والدہ کا کیا نام تھا؟ ☆ حضرت فاطمۃؓ الزہرا۔
- ابوسفیان کون تھا؟

☆ بنو امیہ کا سردار، جنگ بدر کے بعد ہونے والی جنگوں میں قریش کا سپہ سالار اور فتح مکہ کے بعد قبول اسلام، پہلے اموی خلیفہ امیر معاویہؓ کے والد۔

- موسیٰ بن نصیر کون تھا؟ ☆ فاتح اندلس۔ ولید بن عبدالملک کے سالاروں میں ایک سالار۔
- اموی خلافت کا آغاز کب ہوا؟ ☆ 40ھ، 661ء جنگ صفین کے بعد خلافت
- ایران پر مسلمانوں کے حملہ کی دو وجوہات لکھیے۔

☆ قدیم چپقلش، رسول اللہ ﷺ کے خط کو پھاڑنا، ریاست حیرہ کی طرف سے مرتدین کی امداد، عراق کے مظلوم عرب قبائل کی طرف سے امداد کی درخواست۔

- محمد بن قاسم اور حجاج بن یوسف کا آپس میں کیا تعلق تھا؟ ☆ محمد بن قاسم بھتیجا تھا اور داماد بھی۔
- سپین کس نے فتح کیا؟ ☆ موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد
- مروان بن حکم کی عمر کتنی تھی؟ ☆ 63 سال
- حضرت عمر بن عبدالعزیز کو پانچویں خلیفہ راشد کیوں کہا جاتا ہے؟

☆ انہوں نے خلافت راشدہ کی روایات بحال کیں۔

- یہود مدینہ نے اسلام کی مخالفت کیوں کی؟

☆ ان کی بدکرداری، سود خوری، مخالفت حق کی تاریخ پر قرآن کی تنقید، ان کی مذہبی سیادت اور مکروہ کاروبار سود خوری کو خطرہ، حضور ﷺ کا بنو اسحٰق کی بجائے بنو اسماعیل میں سے ہونا۔

● مرحب کو کس نے قتل کیا؟ ☆ حضرت علیؓ نے

● ابرہہ کے بارے میں دو لائنیں لکھئے۔

☆ یمن کا حکمران، خانہ کعبہ کے مقابلے پر ایک اور قبلہ بنایا، لوگوں کو قائل نہ کر سکا۔ بنو عدنان کی برتری سے حسد، خانہ کعبہ کو ڈھانے کا فیصلہ، ہاتھیوں کے ساتھ حملہ، اللہ نے نیست و نابود کر دیا۔

● حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے اسلام لانے والے دو صحابہ کے نام لکھئے۔

☆ حضرت عثمانؓ بن عفان، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ بن ابی وقاص، عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔

● غلاموں میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟ ☆ زیدؓ بن حارث۔

● خطبہ حجتہ الوداع میں حضور کریم ﷺ نے عورتوں کے بارے میں کیا فرمایا۔

☆ ''عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو، تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔ عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی اور کو نہ آنے دیں اور عورتوں کا تم پر حق یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ پلاؤ۔''

● جنگ احزاب کو جنگ خندق کیوں کہا جاتا ہے؟ ☆ مدینہ کا دفاع خندق کھود کر کیا گیا۔

● مسلمانوں نے مدینہ کیوں ہجرت کی؟

☆ مدینہ کے لوگوں کا قبول اسلام اور دعوت، مدینہ کی دفاعی اہمیت، فروغ اسلام کیلئے سازگار فضا، حکم ربانی۔

● حضرت علیؓ نے کب اور کون سا قلعہ فتح کیا؟ ☆ محرم 3ھ خیبر کا قلعہ قموص فتح کیا اور مرحب کو قتل کیا۔

● میثاق مدینہ کی چار شرائط تحریر کیجئے۔

☆ (i) اس سال مسلمان واپس چلے جائیں اگلے سال عمرہ کریں (ii) دس سال کے لئے جنگ بندی (iii) مکہ سے مدینہ جانے والا شخص واپس مدینہ سے مکہ آنے والا واپس نہیں کیا جائے گا۔ (iv) قبائل کو اختیار کہ وہ دونوں میں سے کسی کے ساتھ دوستانہ معاہدہ کر لیں۔

● حضرت ابوبکر صدیقؓ کتنی عمر میں خلیفہ بنے؟ ☆ تقریباً پونے اٹھاون سال۔

● جنگ قادسیہ کس ملک میں لڑی گئی؟ ☆ ایران میں

● حضرت خالدؓ بن ولید کے بعد کس کو جرنیل بنایا گیا؟ ☆ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح

● ابولولو فیروز کس کا غلام تھا؟ ☆ مغیرہؓ بن شعبہ کا

● نہر امیر المومنین کی لمبائی کتنی ہے؟ ☆ 68 میل

● جزیہ کون دیتے ہیں؟

☆ غیر مسلم جو اسلامی ریاست میں رہتے ہیں اور ریاست ان کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہے اگر کوئی غیر مسلم اسلامی حکومت کی حفاظت کے لئے فوجی خدمات دینا چاہے تو اس کے خاندان سے جزیہ معاف ہو جاتا تھا۔

● غلاموں میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟ ☆ زیدؓ بن حارث

● نجاشی کون تھا؟ ☆ حبشہ کا بادشاہ اصل نام اصحمہ تھا۔

● عبداللہ بن ابی کون تھا؟

☆ رئیس المنافقین حضور ﷺ کی مدینہ آمد سے پہلے اسے بادشاہ بنایا جا رہا تھا اس لئے اُس نے کھلم کھلا اور خفیہ بھی حضور ﷺ کی مخالفت جاری رکھی۔

● حضرت ابوطالبؓ کا اصل نام کیا تھا؟ ☆ نام عبد مناف کنیت ابوطالب تھی۔ (البدایہ والنہایہ)

❁ سجاح بنت حارث کون تھی؟

☆ ایک عورت پیغمبر ہونے کا دعویٰ، مسیلمہ کذاب سے شادی، حق مہر میں عشا اور فجر کی نماز معاف، جنگ یمامہ میں اسے بھی شکست ہوگئی۔

❁ حضرت امیر معاویہ کس سن ہجری کو خلیفہ بنے اور آپ کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

☆ معاویہ بن ابوسفیان 40ھ میں خلیفہ بنے، تعلق بنو امیہ کے ساتھ تھا۔

❁ جامع مسجد ایوبیہ کہاں واقع ہے اور اس کے ساتھ کون سے نامور صحابی دفن ہیں؟

☆ ترکی میں استنبول کی دیوار کے ساتھ حضرت ابوایوب انصاری دفن ہیں۔

❁ توابین کون تھے اور ان کی تحریک کیا تھی؟

☆ امام حسینؓ کی شہادت کے بعد کوفہ میں بہت سے لوگوں نے توبہ کرنے اور قاتلین حسینؓ سے بدلہ لینے کے لئے منظم ہونا شروع کر دیا۔ شروع میں ایک صحابی سلمانؓ بن سرد اس کے قائد تھے بعد میں یہ انتقام حسین کا نعرہ مختار ثقفی نے استعمال کیا۔

❁ معاویہ ثانی کس کا بیٹا تھا اور وہ حکومت سے کیوں دستبردار ہوا؟

☆ یزید کا بیٹا، وہ اس حکومت کو پسند نہیں کرتا تھا جو حضرت حسین کا خون بہا کر حاصل کی گئی ہو اس لئے خلافت سے دستبردار ہو کر روضہ رسول ﷺ کے پاس معتکف ہو گیا۔

❁ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عبداللہؓ بن زبیر سے متعلق کیا وصیت کی تھی؟

☆ ''عبداللہ بن زبیر لومڑی کی طرح نظر آئے گا اور شیر کی طرح وار کرے گا قابو آ جائے تو اس کو زندہ نہ چھوڑنا۔''

❁ دیوان البرید کس اموی حکمران نے قائم کیا اور اس کے قیام کا کیا مقصد تھا؟

☆ امیر معاویہ نے اس کا مقصد خلیفہ کے فرامین پر مہر لگا کر جاری کرنا اور ان کی نقول محفوظ رکھنا تا کہ جعل سازی نہ ہو سکے۔

❁ ہشام بن عبدالملک کے دور کے کوئی سے دو کارہائے نمایاں مختصراً تحریر کیجئے۔

☆ (i) سسلی (صقلیہ) پر قبضہ (ii) فرانس پر قبضہ کرنے کے لئے حملہ اور ٹورس کی جنگ۔ (iii) رعایا کے لئے فلاحی اقدامات (iv) شمالی افریقہ کی بغاوتوں کو ختم کیا۔

❁ کون سے اموی حکمران کو ''مفتاح الخیر'' کہا جاتا ہے اور اسے ایسا کیوں کہتے ہیں؟

☆ سلیمان بن عبدالملک کو اس نے عمر بن عبدالعزیز کو جانشین بنایا جنہوں نے اسلامی حکومت کو خلافت راشدہ کے اصل خطوط پر قائم کیا۔

❁ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دو اساتذہ کے نام لکھئے۔

☆ محدث صالح بن کیسان اتابعی، حضرت انس بن مالک، سائب بن یزید اور یوسف بن عبداللہ اساتذہ۔

❁ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے کون سی غیر اخلاقی رسومات پر پابندی لگا دی تھی؟

☆ (i) ناچ رنگ کی محفلوں پر پابندی۔ (ii) جنازے کے ساتھ نوحہ خوانی اور عورتوں کا رونا پیٹنا (iii) حماموں میں مردوں اور عورتوں کے غسل پر پابندی اور بے حیائی کی روک تھام، عورتوں پر حمام جانے پر پابندی، مرد تہبند پہن کر غسل کریں۔ (iv) شراب کی کشید اور فروخت پر پابندی۔

❁ طاہرہ کس کا لقب ہے اور کیوں؟ ☆ حضرت خدیجہؓ کا بلند اخلاق و کردار کی وجہ سے۔

- مروان بن ثانی کون تھا اور اسے کیا لقب دیا گیا تھا۔
- ☆ بنوامیہ کا آخری خلیفہ، مروان، زیادہ قوت کار اور بوجھ اٹھانے کی صلاحیت کی وجہ سے ''الحمار''
- اموی عہد میں عورت کو کیا مقام حاصل تھا۔
- ☆ اموی دور میں ''عورت'' نے اپنے اوپر بہت سی پابندیاں ختم کردی تھیں خلیفہ ولید بن عبدالملک کی بیوی سیاسی امور میں بھی مداخلت کرتی تھی کہا جاتا ہے کہ اس نے سخت رویہ کی وجہ سے حجاج بن یوسف کی بھی سرزنش کی تھی۔
- دوسری وحی میں آپ ﷺ کو کس بات کا حکم دیا گیا؟
- ☆ سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات، ''اے کملی اوڑھ کر لیٹنے والے اٹھ جاؤ اور پس ڈراؤ (اللہ کے عذاب سے) اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔''
- جنگ احد میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟ ☆ 70
- عام الفیل سے کیا مراد ہے؟
- ☆ وہ سال جب یمن کے حاکم ابرہہ نے ہاتھیوں کے ساتھ خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے مکہ پر حملہ کیا تھا۔
- کعب بن اشرف کو کس نے قتل کیا؟ ☆ محمد بن مسلمہؓ انصاری نے اپنے ساتھیوں ساتھ۔
- سفر ہجرت میں آپ کی راہنمائی کس نے کی؟ ☆ عبداللہ بن اریقط
- قرآن مجید نے فتح مبین کس کو قرار دیا؟ ☆ صلح حدیبیہ کو۔
- ابوتراب سے کیا مراد ہے؟ ☆ حضرت علیؓ کی کنیت۔
- وہ کونسا غزوہ ہے جس میں حضرت علیؓ نے شرکت نہ کی اور کیوں؟
- ☆ غزوہ تبوک، ان کو حضور ﷺ نے مدینہ میں نائب بنایا تھا۔
- پہلے دو خلفائے راشدین کے نام لکھیں۔ ☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ
- حضرت محمد ﷺ کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟ ☆ بنو ہاشم
- حضرت عمرؓ کی بہن کا نام کیا تھا؟ ☆ فاطمہؓ
- حضرت جعفر طیارؓ کون تھے؟
- ☆ غزوہ موتہ میں اسلامی فوج کے کمانڈر، حضرت علیؓ کے بھائی، شہید ہوئے، دونوں بازو کٹ گئے۔
- حضرت امام حسینؓ کے قاتل کا نام کیا تھا؟
- ☆ دریائے فرات سے پانی لیتے ہوئے حسین بن نمیر نے تیروں سے زخمی کیا، آپ واپس لوٹ آئے، کوفیوں نے ہر طرف سے گھیر لیا ذرعہ بن شریک تمیمی نے ہاتھ اور گردن پر وار کئے۔ سنان بن انس نے تیروں سے زخمی کیا جب آپ گر گئے تو آپ کا سر مبارک بھی اسی نے تن سے جدا کیا۔
- حضرت عمرؓ نے کل کتنے سال حکومت کی؟
- ☆ تقریباً دس سال 21 جمادی الثانی 13ھ سے 30 ذوالحجہ 23ھ تک۔
- سکندریہ کس ملک کا دارالحکومت تھا؟ ☆ مصر کا
- حضرت عثمانؓ قریش کے کس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے؟ ☆ بنوامیہ سے
- اسپین کا آخری بادشاہ کون تھا؟ ☆ راڈرک

- مسلیمہ کذاب کے حامی کون تھے؟ ☆ یمنی قبائل
- عمرو بن العاصؓ کتنی عمر میں فوت ہوئے؟ ☆ 90 سال وفات 43ھ
- زیاد بن ابی سفیان کی والدہ کا نام لکھیں۔ ☆ سمیعہ
- حضرت امام حسینؓ کس دن شہید ہوئے؟ ☆ جمعہ
- یزید اول نے کتنا عرصہ حکومت کی؟ ☆ 3 سال 9 ماہ
- مروان بن حکم کا حضرت عثمانؓ سے کیا رشتہ تھا؟ ☆ چچازاد بھائی تھا۔
- بنوامیہ کا آخری حکمران کون تھا؟ ☆ مروان ثانی (مروان بن محمد بن مروان)
- ولید بن عبدالملک کے بعد کون خلیفہ بنا؟ ☆ سلیمان بن عبدالملک
- عبدالملک بن مروان کتنے سال کی عمر میں مدینے کا گورنر بنا؟ ☆ 16 سال
- سلیمان بن عبدالملک کب فوت ہوا؟ ☆ صفر 99ھ (ستمبر 717ء)
- یزید ثانی کا کردار کیسا تھا؟ دو جملے لکھیں۔

☆ وہ عیش وعشرت پسند کرتا تھا، اپنی لونڈی حبابہ اور گانے والی سلامہ نامی سے بہت محبت کرتا تھا اور حبابہ کی اچانک موت کی وجہ سے خود بھی فوت ہوگیا، حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کی تمام اصلاحات کو ختم کردیا۔

- اسود عنسی کس ملک کا رہنے والا تھا؟ ☆ یمن کا
- عربوں کی چار خامیاں بیان کیجئے۔

☆ (1) آباواجداد پر فخر (2) قتل، ڈاکہ کو بہادری قرار دینا اور ظلم روا رکھنا (3) باپ فوت ہونے کے بعد اس کی بیویاں (سوتیلی مائیں) وراثت میں تقسیم کرتے تھے۔ (4) مجرموں، جنگی قیدیوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک ایک ایک عضو کاٹ کر مارتے۔

- کعب بن اشرف کا دوسطروں میں تعارف کروائیے۔

☆ کعب بن اشرف بنونضیر کا سردار تھا، وہ خود تو بنی طے میں سے تھا اس کی ماں بنونضیر سے تھی اس لئے وہ مدینہ میں آکر بس گیا تھا، جنگ بدر کے بعد اس کی اسلام دشمنی انتہا کو جا پہنچی، مکہ گیا اور مقتولین بدر کا ماتم کیا، قریش کو جنگ پر اکسایا اور ساتھ دینے کا اعلان کیا حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا تھا اس لئے حضور ﷺ کے ارشاد پر محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھیوں نے اسے قتل کردیا۔

- مسجد نبوی کی زمین کی قیمت کس نے ادا کی؟ ☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے
- جنگ موتہ میں شہید ہونے والے دو سپہ سالاروں کے نام لکھئے۔

☆ حضرت جعفر بن ابوطالب (جعفر طیارؓ) عبداللہؓ بن رواحہ، حضرت زیدؓ بن حارث

- شادی کے وقت حضور پاکؐ اور حضرت خدیجہ کی عمریں کیا کیا تھیں؟

☆ حضور ﷺ کی عمر 25 سال حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال

- حضرت جعفر طیارؓ کو "طیار" کیوں کہا جاتا ہے؟

☆ غزوہ موتہ میں اسلامی لشکر کے سپہ سالار، آپ کے دونوں بازو کٹ گئے تھے، ان کی وفات پر حضور ﷺ ان کے گھر گئے اور ان کے اہل خانہ کو بتایا کہ میں نے جعفرؓ کو دو پروں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے ان کو طیار (اڑنے والا) کہا جاتا ہے۔

❁ حضور ﷺ نے دعوت عام کا آغاز کہاں سے کیا؟

☆ کوہ صفا پر چڑھ کر اہل مکہ کو پکارا اور انہیں ان کے غلط عقائد اور اعمال پر تنبیہ کی اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا۔

❁ غارِ ثور کیوں مشہور ہے؟

☆ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ ہجرت کے لئے مکہ سے نکلے تو اس غار میں قیام فرمایا۔

❁ عبدالمطلب کا اصل نام کیا تھا؟ ☆ عامر بن ہاشم تھا۔

❁ فتح مکہ کو پرامن انقلاب کیوں کہا جاتا ہے؟

☆ اس میں صرف دو مسلمان شہید اور 12 جذباتی کافر قتل ہوئے۔ مکہ کا شہر ہی نہیں مکہ والوں کے دلوں کی بھی تسخیر ہوئی قریش نے اسلام قبول کرلیا۔ چند مجرموں کے علاوہ باقی سب کی جان بخشی ہوگئی اور قریش کی بہادری اور دوسری صلاحیتیں اسلامی حکومت کے دفاع اور تسخیر عالم کے لئے استعمال ہوئیں۔

❁ صلح حدیبیہ کا دوسرا نام کیا ہے؟ ☆ فتح مبین

❁ اسلام سے پہلے عربوں کی دو اچھی عادات کا ذکر کیجئے۔

☆ (1) شجاعت و بہادری (2) آزادی سے محبت (3) حق گوئی و بے باکی (4) غیرت (5) عزم و ارادہ کے پکے تھے۔

❁ عبدالملک بن مروان کے بعد کون خلیفہ بنا؟ ☆ ولید بن عبدالملک

❁ حجاج بن یوسف کون تھا؟

☆ ثقفی، سخت گیر استاد، عبدالملک بن مروان کو سخت گیر انسان کی ضرورت تھی عبداللہؓ بن زبیر کے خاتمے کے لئے مکہ پر حملہ اور خانہ کعبہ پر بھی سنگباری، سندھ کی فتح، قرآن پر اعراب، ذمیوں اور موالیوں پر سختی، نومسلموں پر جزیہ۔

❁ کس اموی خلیفہ کو تعمیرات کا بادشاہ کہا جاتا ہے؟

☆ ولید بن عبدالملک اس نے مسجد نبوی کو وسعت دی اور خوبصورت بنایا اور جامع مسجد دمشق تعمیر کروائی جس کو دیکھ کر قیصر بھی مرعوب ہوا۔

❁ یزید کب بادشاہ بنا؟ ☆ 680ء

❁ حضرت عمرؓ کو خلیفہ کس نے نامزد کیا؟ ☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے۔

❁ حضرت امام حسین کو کب شہید کیا گیا؟ ☆ 10 محرم 61ھ، 10 اکتوبر 680ء

❁ ایران کب فتح ہوا؟

☆ محرم 16ھ (635ء) کو قادسیہ کی جنگ نے ایران کی فوج کی کمر توڑ دی۔ ایرانی دارالحکومت پر قبضہ ہوگیا باقی علاقے اور شہر فتح ہوگئے۔ معرکہ نہاوند نے ایران کی قسمت کا فیصلہ کردیا۔ 23ھ (644ء) میں یزدگرد شکست کھا کر چین کی طرف بھاگ گیا اور گمنامی میں مارا گیا۔

❁ کوفی فوج کے کون سے کمانڈر نے آخری وقت پر حضرت امام حسین کی حمایت میں جنگ کی؟

☆ حر بن یزید تمیمی

❁ حضور ﷺ اور کس شہر میں پیدا ہوئے؟

☆ مکہ میں۔ 12 ربیع الاول سن 1 عام الفیل (بعض کی نزدیک 9 ربیع الاول)

❁ صلح حدیبیہ پر کس کس نے دستخط کیے؟
☆ سہیل بن عمرو نے مکہ والوں کی طرف سے حضور ﷺ کی طرف سے صلح نامہ حضرت علیؓ نے لکھا۔ توثیق حضور ﷺ نے کی۔
❁ غزوہ بدر کے کوئی سے دو اسباب تحریر کریں۔
☆ (1) قریش مکہ کی ہجرت کے بعد مخالفت اور مدینہ کی ریاست کو ختم کرنے کے منصوبے (2) عمرو بن الحضرمی کا قتل (3) ابوسفیان کی طرف مکہ والوں کو مدینہ کی طرف فوری مارچ کرنے کی ہدایت۔
❁ میثاق مدینہ کن کے درمیان طے پایا؟
☆ مہاجرین، انصار (بنواوس و بنوخزرج) یہود (بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ)
❁ غزوہ احد میں کل کتنے مسلمان شہید ہوئے؟ ☆ 70
❁ صلح نامہ حدیبیہ کو اور کس نام سے جانا جاتا ہے؟ ☆ فتح مبین
❁ قیصر و کسریٰ کون تھے؟ ☆ قیصر۔ روم کا شہنشاہ۔ کسریٰ، ایران کا شہنشاہ۔
❁ ہندہ کون تھی؟
☆ ابوسفیان کی بیوی، عتبہ کی بیٹی، امیر معاویہ کی ماں احد میں حضرت حمزہؓ کو شہید کروایا، فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کرلیا۔
❁ ابوسفیان نے کب اور کیسے اسلام قبول کیا؟ ☆ فتح مکہ کے موقعہ پر (تفصیل کیلئے کتاب دیکھئے)
❁ باقاعدہ فوج کا شعبہ کب اور کس کے دور میں شروع ہوا؟ ☆ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں 15ھ میں۔
❁ حضرت ابوبکرؓ کی کوئی سی دو اسلامی خدمات بیان کریں۔
☆ (1) قرآن پاک کو مرتب کروا کر محفوظ کرنا (2) عشرہ مبشرہ میں سے اکثر صحابہ کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کرنا۔ (3) ہجرت کے ساتھی۔ (4) ہر جنگ میں حضور ﷺ کے دفاع کے ذمہ دار۔
❁ سن ہجری کا آغاز کس نے کیا؟ ☆ حضرت عمر فاروقؓ نے (16ھ میں)
❁ حضرت عثمانؓ کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟ ☆ بنوامیہ سے۔
❁ فتنہ ارتداد سے کیا مراد ہے؟
☆ وصال نبوی ﷺ کے بعد قبائل عرب کا اسلام سے منحرف ہو جانا، زکوٰۃ دینے سے انکار اور بعض جاہ پسندوں کا نبوت کے دعوے کرنا۔
❁ قرآن پاک کو جمع کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟
☆ جنگ یمامہ میں حفاظ کرام کی کثیر تعداد شہید ہوگئی تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ فاروق کی تجویز پر زید بن ثابت کاتب وحی کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ قرآن پاک اس ترتیب سے مرتب کریں جس ترتیب سے آخری رمضان میں حضرت جبریلؑ نے سنا اور سنایا گیا۔
❁ فاتح مصر کس کو کہا جاتا ہے؟ ☆ عمروؓ بن العاص
❁ حضرت عثمانؓ سے حضور پاک ﷺ کی کون سی دو صاحبزادیوں کی شادی ہوئی؟
☆ حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ
❁ جنگ نہروان کن کے درمیان لڑی گئی؟ ☆ حضرت علیؓ اور خوارج کے درمیان۔

- وہ کون سا غزوہ تھا جس میں حضرت علیؓ نے شرکت نہ کی اور کیوں؟
- ☆ غزوہ تبوک حضور ﷺ نے آپ کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا تھا۔
- حضرت علیؓ کو کس نے اور کب شہید کیا؟
- ☆ عبدالرحمٰن بن ملجم۔ 17 رمضان 40ھ کو زخمی کیا اور 20 رمضان کو آپ وفات پا گئے۔
- جنگ صفین کن کن کے درمیان لڑی گئی؟ ☆ امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان۔
- ڈاک کا محکمہ پہلی مرتبہ کس خلیفہ نے قائم کیا؟ ☆ حضرت امیر معاویہؓ نے
- تبریٰ کی ابتداء کس خلیفہ نے کی؟ ☆ امیر معاویہؓ نے
- سانحہ کربلا کب پیش آیا؟ ☆ 10 محرم الحرام 61ھ
- اسلامی سکے کا اجراء کس خلیفہ نے کیا؟ ☆ عبدالملک بن مروان نے۔
- بنو امیہ کی خلافت کب ختم ہوئی؟
- ☆ جنگ زاب (750ء- جمادی الثانی 132ھ) کے بعد ذوالحجہ میں آخری اموی خلیفہ مروان بھی قتل ہو گیا۔
- آخری اموی حکمران کون تھا؟ ☆ مروان الحمار (مروان ثانی)
- مسلمانوں کے حملے کے وقت سپین پر کس کی حکومت تھی؟ ☆ راڈرک کی
- خراسان میں آخری اموی گورنر کون تھا؟ ☆ نصر بن سیار
- حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے صرف دو کارنامے لکھئے۔
- ☆ (1) بنو امیہ نے جو جائیدادیں اور جاگیریں ضبط کر لی تھیں ان کو واگزار کر دیا گیا (2) باغ فدک کی آمدن بنو ہاشم کے لئے وقف ہو گئی۔
- خلیفہ ہشام کتنے سال حکمران رہا؟ ☆ پونے بیس سال۔
- دیبل پر کس نے اور کب حملہ کیا؟
- ☆ محمد بن قاسم نے جمادی الثانی 92ھ- اپریل 711ء سندھ کی فتح۔ ذیقعد 93ھ۔ اگست 712ء
- عبیداللہ بن زیادؓ کو کس نے قتل کیا؟ ☆ مختار ثقفی

## مختصر سوالات (Short Questions)

☆ حضرت امیر معاویہ کس کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے اور کیوں؟ ❖ یزید کو، ان کا بیٹا تھا۔

☆ ابو مسلم خراسانی کون تھا؟

☆ عباسی داعی جس نے عباسی تحریک کو کامیاب کیا اور اموی خلافت کا تختہ الٹا۔

☆ سانحہ کربلا کب اور کس کے دور میں ہوا؟ ❖ یزید کے دور میں 10 محرم 61ھ، اکتوبر 680ھ

☆ سندھ کو کب اور کس نے فتح کیا؟ ❖ محمد بن قاسم 712ء

☆ پانچواں خلیفہ راشد کن کو اور کیوں کہا جاتا ہے؟

❖ عمر بن عبدالعزیز، خلافت راشدہ کی روایات بحال کیں۔

☆ حجاج بن یوسف کون تھا؟

❖ عبدالملک کا جرنیل، سفاک حاکم، عبداللہؓ بن زبیر کا قاتل، محمد بن قاسم کا چچا

☆ جنگ زاب کن کے درمیان ہوئی؟ ❖ مروان ثانی (اموی خلیفہ) اور عباسی فوج، 750ء

☆ اموی خلافت کا آغاز کب ہوا اور پہلا خلیفہ کون تھا؟

❖ ربیع الاول 41ھ، (661ء) امیر معاویہؓ

☆ ولید بن عبدالملک کے مشہور جرنیلوں کے نام بتائیے؟

❖ محمد بن قاسم، قتیبہ بن مسلم، مسلمہ بن عبدالملک، طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر

☆ عبداللہ بن زبیر کون تھے؟ ❖ حضرت زبیرؓ بن عوام والدہ اسماء بنت ابوبکر

☆ عمر بن عبدالعزیز کو کس نے اپنا جانشین بنایا؟ ❖ سلیمان بن عبدالملک

☆ کس خلیفہ کے دور میں سندھ فتح ہوا؟ ❖ ولید بن عبدالملک

☆ جنگ زاب میں کس کو شکست ہوئی؟ ❖ اموی خلیفہ مروان کو

☆ عربی کو سرکاری زبان کس خلیفہ نے قرار دیا؟ ❖ عبدالملک بن مروان

☆ بنو امیہ کا حقیقی بانی کس کو کہا جاتا ہے؟ ❖ عبدالملک بن مروان

☆ خلیفہ ہشام کس کا بیٹا تھا؟ ❖ عبدالملک کا

☆ قتیبہ بن مسلم نے کونسا علاقہ فتح کیا؟ ❖ وسط ایشیاء

☆ سانحہ کربلا کب پیش آیا؟ اس میں کتنے اشخاص شہید ہوئے؟ ❖ 10 محرم 61ھ، 72

☆ حجاج بن یوسف کا تعلق کس قبیلے اور شہر سے تھا؟ ❖ بنو ثقیف، طائف

☆ ولید کے زمانے میں وسط ایشیا کی مہمات کا کمانڈر کون تھا؟ ❖ قتیبہ بن مسلم

☆ ولید کے نامور جرنیل کون کون تھے؟

❖ محمد بن قاسم، قتیبہ بن مسلم، مسلمہ بن عبدالملک، موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد

☆ ولید کے عہد میں ملتان پر کس نے حکومت کی تھی؟ ❖ محمد بن قاسم

☆ عبیداللہ بن زیاد کو کس نے قتل کیا؟ ❖ مختار ثقفی

☆ سندھ اندلس اور ترکستان کس اموی خلیفہ کے دور میں فتح ہوئے اور کس نے فتح کیا؟

❖ ولید بن عبدالملک، سندھ محمد قاسم، ترکستان قتیبہ بن مسلم، اندلس موسیٰ بن نصیر و طارق بن زیاد

☆ امیر معاویہ کو یزید کو جانشین بنانے کا مشورہ کس نے دیا؟ ❖ مغیرہ بن شعبہ نے

☆ آخری اموی حکمران کا نام لکھئے؟ ❖ مروان بن محمد (مروان ثانی)

☆ نومسلموں پر جزیہ کس نے لگایا؟ ❖ حجاج بن یوسف نے

☆ نومسلموں پر جزیہ لگانے کا فیصلہ کس نے منسوخ کیا؟ ❖ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے

☆ بنوامیہ کی حکومت کتنی دیر رہی؟ ❖ 90 برس

☆ بنوامیہ کا دارالحکومت کون سا شہر تھا؟ ❖ شام میں دمشق

☆ مروان نے بنوامیہ کے اتحاد کے لئے کن دو اموی شہزادوں کو اپنے بعد ولی عہد مقرر کیا؟

❖ خالد بن یزید اور عمرو بن سعید

☆ مروان نے خالد بن یزید اور عمرو بن سعید کو ولی عہدی سے خارج کر کے کس کو اپنا ولی عہد بنایا؟

❖ عبدالملک بن مروان اور عبدالعزیز بن مروان

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ خلافت کتنا ہے؟ ❖ تقریباً اڑھائی سال

☆ کس خلیفہ نے نہر ابوموسیٰ بنوائی؟ ❖ عمر فاروق اعظمؓ

☆ سانحہ کربلا کس سن ہجری میں ہوا؟ ❖ 10 محرم 61ھ 680ء

☆ مجدد الف اوّل کسے کہتے ہیں۔ پانچواں خلیفہ راشد کسے مانا جاتا ہے؟ ❖ عمر بن عبدالعزیز کو

موالی کسے کہتے ہیں؟

❖ عرب قبائل جب کسی دوسرے قبیلہ کے لوگوں کو اپنا دوست قرار دیتے تھے وہ موالی کہلاتے تھے۔

☆ عمرؒ بن عبدالعزیز کے دادا کا نام کیا تھا؟ ❖ مروان بن الحکم

☆ کون سا جرنیل بغاوت کر کے بنوتمیم کے ہاتھ سے مارا گیا؟

❖ قتیبہ بن مسلم، بنوتمیم نے سلیمان بن عبدالمالک کے حمایت میں اس کے خلاف جنگ کی

اسلامی تاریخ میں مسجد کے ساتھ مینار سب سے پہلے کس نے اور کہاں بنوایا؟

❖ بصرہ کی جامع مسجد میں امیر معاویہ نے۔

☆ قبۃ الصخرا کیا ہے اور کس نے بنایا؟

❖ وہ جگہ جہاں حضور ﷺ شب معراج آسمانوں کے سفر کے لئے روانہ ہوا وہاں عبدالملک بن مروان نے ایک گنبد بنوایا تھا۔

☆ جامع مسجد دمشق کس نے بنوائی؟ ❖ ولید بن عبدالملک

☆ فرقہ معتزلہ کا بانی کون تھا؟ ❖ واصل بن عطاء

☆ واصل بن عطاء نے کس سے علیحدگی اختیار کی؟ ❖ خواجہ حسن بصری

☆ نصر بن سیار کو گورنر خراسان کس نے مقرر کیا؟ ❖ ہشام بن عبدالملک

☆ تبرّیٰ پر پابندی کس نے لگائی؟ ❖ عمر بن عبدالعزیز

☆ باغ فدک کے بارے میں عمر بن عبدالعزیز نے کیا فیصلہ کیا؟

❖ اس کی آمدن بنو ہاشم کے لئے وقف کر دی۔

☆ عبدالرحمٰن ابن اشعث نے کس کے خلاف بغاوت کی؟ ❖ حجاج بن یوسف کے خلاف

☆ سندھ کو باب الاسلام کیوں کہتے ہیں؟ ❖ اسلام اس راستے سے برصغیر میں داخل ہوا

☆ وہ کونسا فرمانروا ہے جسے عمر ثانی بھی کہتے ہیں؟ ❖ عمر بن عبدالعزیز

☆ طارق بن زیاد کے آقا کا نام لکھئے۔ ❖ موسیٰ بن نصیر

☆ اندلس کا آخری بادشاہ جسے مسلمانوں کے ہاتھ سے شکست ہوئی؟ ❖ راڈرک

☆ کس اندلسی گورنر نے مسلمانوں کو اندلس پر حملہ کی دعوت دی؟ ❖ کاؤنٹ جولین

☆ کاؤنٹ جولین نے مسلمانوں کو اندلس پر حملہ کی دعوت کیوں دی؟

❖ راڈرک نے اس کی بیٹی فلوریڈا کی عزت پر حملہ کیا تھا۔

☆ مفتاح الخیر کسے کہتے ہیں؟

❖ سلیمان بن عبدالملک کو کیونکہ اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اپنا جانشین نامزد کیا۔

☆ سلیمان بن عبدالملک کس کے بعد خلیفہ بنا؟ ❖ ولید بن عبدالملک کے بعد

☆ فاتح اندلس جس کے بیٹے کو سلیمان بن عبدالملک نے قتل کروا دیا؟ ❖ موسیٰ بن نصیر

☆ سلیمان نے کون کون سے جرنیل معزول کئے؟ ❖ محمد بن قاسم/ موسیٰ بن نصیر/ قتیبہ بن مسلم

☆ اموی دور حکومت کا کونسا جرنیل ایسا ہے جس کی ساری عمر خوارج کے خلاف جنگ میں بسر ہوئی؟

❖ مہلب بن ابی صفرہ

☆ کس نے حضرت عبداللہؓ بن زبیر کو تین دن تک سولی پر لٹکائے رکھا؟ ❖ حجاج بن یوسف نے

☆ کس خلیفہ کے دور کو امویوں کا سنہری دور کہا جاتا ہے؟ ❖ ولید بن عبدالملک کے دور کو

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے صرف دو کارنامے تحریر کیجئے۔

☆ امیر معاویہ نے مصر فتح کرنے کا کام کسے سونپا؟ ❖ عمرو بن العاص کو

☆ قرآن پاک پر اعراب کس نے لگوائے؟ ❖ حجاج بن یوسف نے

☆ بنوامیہ کی حکومت کب ختم ہوئی؟ ❖ 750ء۔ جنگ زاب

☆ عبداللہ بن زبیر کون تھے؟

❖ حضرت زبیر کے صاحبزادے جنہوں نے مکہ میں خلافت رائج کی اور حجاج کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ابتدائی زمانہ کہاں گزرا؟ ❖ مدینہ میں

☆ خاندان بنوامیہ کے زوال کا سب سے بڑا سبب کیا تھا؟ ❖ سانحہ کربلا

☆ عہد بنوامیہ میں دیوان الجند کی کیا ذمہ داریاں تھیں؟ ❖ فوج کا نظام، وظائف کی تقسیم

☆ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد کے نامور جرنیلوں کے نام لکھئے۔

☆ عبدالملک بن مروان کے دو اہم ترین کارناموں کے نام لکھئے۔

❖ اسلامی سکہ رائج کیا۔ عربی کو سرکاری زبان قرار دیا۔ اموی سلطنت کو متحد و مضبوط کیا۔

☆ کس اموی خلیفہ نے باغ فدک کو واپس کر دیا اور کیوں؟

❖ عمر بن عبدالعزیز..... آل رسول کے ساتھ خوشگوار تعلقات چاہتے تھے۔

☆ دیبل پر کس نے حملہ کیا اور کب؟ ❖ دیبل پر محمد بن قاسم نے 712ء میں حملہ کیا۔

☆ کونسا شہر اموی خلفاء کا دارالحکومت تھا؟ ❖ دمشق کیونکہ شام ان کی قوت کا مرکز تھا۔

☆ کس خلیفہ کا عہد اموی خلافت کا سنہری دور کہلاتا ہے؟

❖ ولید بن عبدالملک کا۔ عظیم فتوحات، عمارات شان و شوکت اور امن و امان کی وجہ سے۔

☆ مغیرہ بن شعبہ کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟ ❖ بنوثقیف، شہر طائف

☆ یزید کو ولی عہد بنانے کی تجویز کس نے پیش کی؟ ❖ مغیرہ بن شعبہ

☆ حضرت حسین کا سر کس نے قلم کیا؟ ❖ سنان بن انس

☆ اموی فوج کے کس سالار نے آخر وقت پر حضرت حسین کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا اور شہید ہوا؟

❖ حر بن یزید تمیمی

☆ حضرت حسین کی شہادت کی تاریخ بتائیے؟ ❖ 10 محرم الحرام 61ھ بمطابق 10 اکتوبر 680ء

☆ حضرت حسین کا کون سا بیٹا زندہ بچا؟ ❖ امام زین العابدین

☆ امام حسین کربلا میں کب پہنچے؟ ❖ 2 محرم الحرام 61ھ

☆ کوفی فوج کے ساتھ کون تھے؟ ❖ عمر بن سعد اور ذوالجوشن

☆ شمالی قبائل کو کس کس نام سے پکارا جاسکتا ہے؟
❖ بنو عدنان، بنو قیس، بنو مضر

☆ مختار ثقفی کا تعلق کس شہر سے تھا؟
❖ طائف

☆ نومسلموں پر جزیہ لگانے کا آغاز کس نے کیا؟
❖ حجاج بن یوسف

☆ محمد بن قاسم اور قتیبہ بن مسلم کو کس کے عہد میں قتل کیا گیا؟
❖ سلیمان بن عبدالملک

☆ عبیداللہ بن زیاد کو کس نے قتل کیا؟
❖ ابراہیم بن مالک الاشتر نخعی نے جسے مختار ثقفی نے اس کے خلاف جنگ کے لئے بھیجا تھا۔

☆ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کس کے عہد حکومت میں ہوا؟
❖ امیر معاویہ

☆ سلیمان بن عبدالملک کو مفتاح الخیر کیوں کہا جاتا ہے؟
❖ اس نے عمر بن عبدالعزیز کو اپنا ولی عہد بنایا۔

☆ عباسی تحریک کی تنظیم اور کامیابی کا سہرا کس کے سر ہے؟
❖ ابو مسلم خراسانی

☆ کس نے حضرت عبداللہ بن زبیر کی لاش کو تین دن تک سولی پر لٹکائے رکھا۔

☆ عبداللہ بن سباء کون تھا؟
❖ یمن کا ایک یہودی سازشی جس نے حضرت عثمان کے خلاف خفیہ تحریک چلائی۔

☆ ہجرت مدینہ کے بعد کس کی پیدائش پر تمام مسلمانوں نے خوشی منائی اور کیوں؟
❖ عبداللہ بن زبیرؓ۔ یہودیوں نے مشہور کردیا تھا کہ ہم نے مسلمانوں کے ہاں نرینہ اولاد کی پیدائش روک دی ہے۔

☆ کس فتح نے مشرق و مغرب کی تجارت کو ترقی دی؟
❖ فتح اندلس

☆ عمر بن عبدالعزیز نے جیل خانہ کے لئے جو اصلاحات کیں ان میں چند کا ذکر کریں۔

☆ ولید نے مسجد نبوی کی توسیع کے لئے کسے حکم دیا؟
❖ عمر بن عبدالعزیز کو جو گورنر مدینہ تھے۔

☆ نصر بن سیار کو گورنر خراسان کس نے مقرر کیا؟
❖ ہشام بن عبدالملک نے

☆ دیوان البرید کسے کہتے ہیں؟
❖ شعبہ سراغ رسانی، رسل و رسائل

☆ حجاج بن یوسف نے کس صحابی کی شان میں گستاخی کی؟
❖ حضرت انس بن مالک خادم رسول اللہ ﷺ

☆ محمد بن قاسم کا قاتل کون تھا؟
❖ صالح بن عبدالرحمٰن اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ لیا۔

☆ فاتح سپین کون تھا؟
❖ طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر

☆ محمد بن قاسم نے نومسلم کو کس کے دربار میں سفیر بنا کر بھیجا؟
❖ راجہ دہر کے دربار میں

☆ وزیر سی ساکر کون تھا؟
❖ راجہ داہر کا وزیر، آخرکار محمد بن قاسم کی اطاعت قبول کرلی۔

☆ کس جگہ کو باب الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے؟ ❖ سندھ کو

☆ ملتان کب تسخیر ہوا اور اس پر کس کی حکومت تھی؟ ❖ 714ء میں گورسنگھ

☆ اندلس پر اس وقت کون سے ممالک آباد ہیں؟ ❖ سپین اور بنگال

☆ اندلس کی فتح کا فوری سبب کیا تھا؟ ❖ بادشاہ راڈرک کا کاؤنٹ جولین کی بیٹی پر مجرمانہ حملہ

☆ موسیٰ بن نصیر نے اندلس پر حملہ کرنے کے لئے کس کو منتخب کیا؟ ❖ طارق بن زیاد

☆ طارق بن زیاد کا پہلا مقابلہ کس کے ساتھ ہوا؟

❖ تھیوڈور (Theodore) سے جو مرسیہ (Mercia) کا گورنر تھا۔

☆ طارق بن زیاد کے مقابلے میں راڈرک کا کتنا لشکر تھا؟

❖ 12 ہزار مجاہدین کے مقابلے میں راڈرک کا کم وبیش ایک لاکھ کا لشکر تھا۔

☆ جامع مسجد دمشق دیکھ کر قیصر روم نے اپنے ساتھیوں سے کیا کہا؟

❖ اسے دیکھ کر متاثر ہوا اور کہا کہ عرب اب شام سے نکلنے والے نہیں۔

☆ عبیداللہ بن زیادہ کو کس نے قتل کیا؟ ❖ مختار ثقفی نے

☆ مصعب بن زبیر کون تھے اور کس کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے؟

❖ عبداللہ بن زبیر کے بھائی۔ حجاج بن یوسف سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

☆ ابن زبیر کی ناکامی کا ایک سبب بیان کیجئے۔ ❖ مروان بن حکم کو دمشق جانے کی اجازت

☆ مروان کی وفات کے بعد کون خلیفہ کے لئے منتخب ہوا اور اس کو کیا مشکلات پیش آئیں؟

☆ محمد بن قاسم کس راستے سے سندھ کی طرف روانہ ہوا؟

❖ کرمان کے راستے سے۔ (خشکی کے راستے سے) آدھا لشکر بحری راستے سے آیا۔

☆ حجر بن عدی کو کس بات پر قتل کیا گیا؟

❖ امیر معاویہ نے خطبہ میں حضرت علیؓ کو برا بھلا کہا تو انہوں نے احتجاج کیا اور قتل کر دیئے گئے۔

☆☆☆

# درست جواب کا انتخاب MCQ's

ہر سوال کے چار جواب دیئے گئے ہیں درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

☆ سلیمان بن عبدالملک کی وفات کے بعد اس کا جانشین کون بنا؟

(i) معاویہ ثانی (ii) ✓عمر ثانی (iii) مروان ثانی (iv) حکم ثانی

☆ خلافت بنوامیہ کا حقیقی بانی کسے کہا جاتا ہے؟

(i) عبداللہ بن زبیر (ii) ✓عبدالملک بن مران (iii) مروان بن حکم (iv) حکم بن العاص

☆ محمد بن قاسم نے ملتان فتح کیا؟

(i) 45ھ (ii) 75ھ (iii) ✓85ھ (iv) 95ھ

☆ قرآن پاک پر اعراب کس نے لگوائے۔

(i) حضرت امیر معاویہ (ii) ✓حجاج بن یوسف

(iii) مروان ثانی (iv) مروان بن حکم

☆ کس نے حضرت امام حسین قاتلوں کو چن چن کر قتل کیا؟

(i) حضرت زبیرؓ (ii) ✓مختار ثقفی

(iii) حضرت زین العابدین (iv) حضرت قیس بن سعد

☆ سپین کس اموی خلیفہ کے عہد میں فتح ہوا؟

(i) ✓ولید بن عبدالملک (ii) عبدالملک بن مروان

(iii) سلیمان بن عبدالملک (iv) حضرت عمر بن عبدالعزیز

☆ اسلامی ریاست میں رہائش پذیر غیر مسلموں کو کیا کہا جاتا ہے؟

(i) حضرمی (ii) بدو (iii) ✓ذمی (iv) حوالی

☆ بنوامیہ کی حکومت کتنے سال قائم رہی؟

(i) 100 سال (ii) ✓90 سال (iii) 80 سال (iv) 180 سال

☆ حضرت امیر معاویہ کون سے خاندان سے تھے؟

(i) ✓بنوامیہ (ii) بنو ہاشم (iii) بنو سعد (iv) بنو مخزوم

☆ خلافت بنوامیہ کا حقیقی بانی کس کو کہا جاتا ہے؟

(i) عبداللہ بن زبیرؓ (ii) ✓عبدالملک بن مروان

(iii) عمر بن عبدالعزیز (iv) حکم بن العاص

☆ حضرت امیر معاویہ کے باپ کا نام کیا تھا؟

(i) ✓ابوسفیان (ii) سفیان بن عوف (iii) سفیان ثوری (iv) مروان

☆ حضرت عبداللہ بن زبیر کس سن ہجری میں پیدا ہوئے؟

(i) ایک (ii) دو ✓ (iii) تین (iv) چار

☆ پہلا اسلامی سکہ کس نے متعارف کرایا؟

(i) حضرت امیر معاویہؓ (ii) عبدالملک بن مروان ✓

(iii) ولید بن عبدالملک (iv) حضرت عمر بن عبدالعزیز

☆ جامع مسجد دمشق کی تعمیر کس اموی خلیفہ کے دور میں ہوئی؟

(i) حضرت امیر معاویہؓ (ii) ولید بن عبدالملک ✓

(iii) عبدالملک بن مروان (iv) ہشام بن عبدالملک

☆ محمد بن قاسم نے سندھ پر کب حملہ کیا؟

(i) 709ء (ii) 710ء (iii) 711ء (iv) 712 ✓

☆ حضرت امیر معاویہؓ نے کس موقع پر اسلام قبول کیا؟

(i) صلح حدیبیہ (ii) فتح مکہ ✓ (iii) غزوہ حنین (iv) حجۃ الوداع

☆ مکہ معظمہ میں بڑا سیلاب کس سن ہجری میں آیا؟

(i) 75ء (ii) 78ء (iii) 80ء (iv) 85ء

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کس صوبے کے گورنر تھے؟

(i) حجاز ✓ (ii) کوفہ (iii) بصرہ (iv) مصر

☆ بنو امیہ کے زوال کا سب سے بڑا سبب کیا تھا؟

(i) مذہب سے دوری (ii) خلفاء کا تعیش (iii) سانحہ کربلا (iv) اصول جانشینی کا فقدان ✓

☆ مسلمانوں کے حملے کے وقت سپین پر کس کی حکومت تھی؟

(i) کاؤنٹ جولین (ii) آگسٹن (iii) ہرقل (iv) راڈرک ✓

☆ کوفہ میں امام حسینؓ کے نمائندے کون تھے؟

(i) ہانی بن عروہ (ii) نعمان بن بشیر (iii) زیاد (iv) مسلم بن عقیل ✓

☆ عربی کو دفتری زبان کس خلیفہ نے بنایا؟

(i) ولید اول (ii) ہشام (iii) سلیمان (iv) عبدالملک ✓

☆ ولید اول نے کتنے عرصہ حکومت کی؟

(i) 10 سال ✓ (ii) 20 سال (iii) 12 سال (iv) 14 سال

☆ کون سا عظیم سپہ سالار گلیوں میں بھیک مانگتا ہوا پایا گیا؟

(i) محمد بن قاسم (ii) قتیبہ بن مسلم (iii) طارق بن زیاد (iv) موسیٰ بن نصیر ✓

☆ خراسان میں آخری اموی گورنر کون تھا؟

(i) ابو مسلم (ii) ✓نصر بن سیار (iii) ابو عبیدہ (iv) ضرار

☆ خلافت بنوامیہ کا حقیقی بانی کس کو کہا جاتا ہے؟

(i) امیر معاویہؓ (ii) یزید (iii) ولید بن عبدالملک (iv) ✓عبدالملک بن مروان

☆ کس حکمران کے دور میں محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا؟

(i) حضرت عثمانؓ (ii) حضرت علیؓ (iii) حضرت معاویہؓ (iv) ✓ولید بن عبدالملک

☆ بنوامیہ حکومت کا خاتمہ کس جنگ میں ہوا تھا؟

(i) جنگ صفین (ii) جنگ نہروان (iii) ✓جنگ زاب (iv) جنگ نہاوند

☆ آخری اموی حکمران کو کس جنگ میں شکست ہوئی؟

(i) نورس (ii) یرموک (iii) ✓زاب (iv) قادسیہ

☆ حضرت امیر معاویہؓ کا انتقال ہوا۔

(i) 58ء (ii) ✓60ء (iii) 62ء (iv) 63ء

☆ خلافت اموی میں سنہری دور تھا۔

(i) یزید کا (ii) ✓ولید بن عبدالملک کا (iii) ہشام کا (iv) معاویہ ثانی کا

☆ ہشام بن عبدالملک نے کتنا عرصہ حکومت کی۔

(i) 17 سال (ii) 18 سال (iii) ✓19 سال (iv) 21 سال

☆ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ کا نام تھا۔

(i) حضرت آمنہ (ii) حضرت عائشہ (iii) ✓حضرت اسماء (iv) حضرت کلثوم

☆ نئے عربی سکے کس نے متعارف کروائے۔

(i) امیر معاویہؓ (ii) ✓عبدالملک بن مروان

(iii) ولید بن عبدالملک (iv) سلیمان بن عبدالملک

☆ وسط ایشیا کا فاتح کون تھا۔

(i) محمد بن قاسم (ii) ✓قتیبہ بن مسلم (iii) عقبیٰ بن نافع (iv) موسیٰ بن نصیر

☆ قبۃ الصخرہ کو کس نے تعمیر کروایا۔

(i) عبدالملک بن مروان (ii) سلیمان بن عبدالملک

(iii) ولید بن عبدالملک (iv) یزید بن عبدالملک

☆ ہشام بن عبدالملک نے کتنے سال حکومت کی۔

(i) ✓بیس سال (ii) پچیس سال (iii) تیس سال (iv) چالیس سال

☆ آخری اموی حکمران تھا۔

(i) ہشام بن عبدالملک (ii) یزید بن عبدالملک (iii) ابو مسلم خراسانی (iv) ✓مروان بن محمد

☆ حضرت امیر معاویہؓ کے باپ کا نام کیا تھا؟

(i) مروان (ii) سفیان ثوری (iii) ✓ابوسفیان (iv) سفیان بن عوف

☆ دیوان البرید باقاعدہ طور پر کس کے عہد میں شروع ہوا۔

(i) حضرت عثمانؓ (ii) حضرت علیؓ (iii) حضرت عمرؓ (iv) ✓حضرت امیر معاویہ

☆ سندھ کو کس نے فتح کیا؟

(i) عبداللہ (ii) حجاج بن یوسف (iii) ✓محمد بن قاسم (iv) موسیٰ بن نصیر

☆ بنوامیہ کا آخری خلیفہ تھا۔

(i) ✓مروان ثانی (ii) ولید اول (iii) یزید ثانی (iv) ہشام

☆ خلیفہ سلیمان نے کس عمر میں وفات پائی۔

(i) 35 سال (ii) 40 سال (iii) ✓45 سال (iv) 50 سال

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کب پیدا ہوئے؟

(i) ✓681ء (ii) 683ء (iii) 686ء (iv) 688ء

☆ سانحہ کربلا کب پیش آیا؟

(i) 60ھ (ii) ✓61ھ (iii) 62ھ (iv) 63ھ

☆ کس خلیفہ کے دور میں سندھ فتح ہوا؟

(i) عبدالملک (ii) ✓ولید اول (iii) عمر بن عبدالعزیز (iv) یزید دوم

☆ بنوامیہ کا آخری حکمران کون تھا؟

(i) ✓مروان ثانی (ii) ولید اول (iii) یزید ثالث (iv) ہشام

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کس صوبے کے گورنر تھے؟

(i) کوفہ (ii) بصرہ (iii) ✓حجاز (iv) مصر

☆ کس حکمران کے دور میں محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا؟

(i) ✓ولید بن عبدالملک (ii) حضرت امیر معاویہؓ

(iii) حضرت علیؓ (iv) حضرت عثمانؓ

☆ بنوامیہ حکومت کا خاتمہ کس جنگ میں ہوا تھا

(i) جنگ نہروان (ii) جنگ صفین (iii) جنگ نہاوند (iv) ✓جنگ زاب

☆ جامع مسجد دمشق کس نے تعمیر کروائی؟

(i) امیر معاویہؓ (ii) ✓ولید بن عبدالملک (iii) عمر بن عبدالعزیز (iv) ہشام بن عبدالملک

☆ سندھ کی فتح کس حکمران کے دور میں عمل میں آئی۔

(i) عبدالملک بن مروان (ii) ہشام بن عبدالملک

(iii) سلیمان بن عبدالملک (iv) ✓ولید بن عبدالملک

☆ عبدالملک کس شہر میں دفن ہوا؟

(i) مصر میں (ii) کوفہ میں (iii) ✓دمشق میں (iv) ایران میں

☆ خانہ کعبہ پر ہر سال نیا غلاف چڑھانے کی رسم کی ابتداء ہوئی دور میں

(i) ✓عبداللہ بن زبیر کے (ii) عمرو بن عبدالرحمٰن کے

(iii) عبدالملک کے (iv) عمرو بن عبدالرحمٰن کے

☆ توابین کا رہنما کون تھا:

(i) ابراہیم (ii) ✓سلیمان بن مرد (iii) ابومسلم (iv) مختار ثقفی

☆ عراق ہمیشہ کی طرح مرکز تھا؟

(i) تجارت کا (ii) ✓سازشوں کا (iii) یہودیوں کا (iv) عیسائیوں کا

☆ کس فاتح نے اندلس پر اترتے ہی جہازوں کو آگ لگا دی۔

(i) محمد بن قاسم (ii) ✓طارق بن زیاد (iii) عمرو بن العاص (iv) موسیٰ بن نصیر

☆ اندلس کی فتح کا فوری سبب کون بنا؟

(i) راڈرک (ii) ✓کاؤنٹ جولین (iii) موسیٰ (iv) وٹیزا

☆ عمر بن عبدالعزیز کے اتالیق کون تھے؟

(i) عاصم (ii) ✓صالح بن کیسان (iii) امام زہری (iv) حسن بصری

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دور خلافت شروع ہوا۔

(i) ✓717ء سے (ii) 515ء سے (iii) 716ء سے (iv) 714ء سے

☆ سپین کا فاتح کون تھا؟

(i) محمد بن قاسم (ii) ✓طارق بن زیاد (iii) موسیٰ بن نصیر (iv) حجاج بن یوسف

☆ کس شخص نے حضرت انسؓ بن مالک جیسے مشہور صحابی کی شان میں گستاخی کی؟

(i) مروان ثانی نے (ii) سلیمان نے (iii) ✓حجاج بن یوسف نے (iv) ولید نے

☆ حجاج بن یوسف کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟

(i) بنوعدی (ii) بنوامیہ (iii) ✓بنوثقیف (iv) بنوہوازن

☆ دمشق جامع مسجد کتنے عرصے میں مکمل ہوئی؟

(i) تین سال میں (ii) پانچ سال میں (iii) ✓آٹھ سال میں (iv) 7 سال میں

☆ مسجد نبوی کی تعمیر کس دور کا سنہری کارنامہ ہے؟

(i) عبدالملک بن مروان (ii) ✓ولید بن عبدالملک

(iii) عبدالملک (iv) ولید بن عبدالملک

☆ عباسیوں کی خوش قسمتی تھی کہ ان کی ساتھ باکمال داعی کی خدمات تھی جس کا نام تھا۔
(i) ابوالہاشم عبداللہ (ii) امام ابراہیم (iii) ✓ابومسلم خراسانی (iv) محمد بن علی عباس

☆ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان دور جاہلیت کی عصبیت کے واقعے کے بعد دوبارہ عود کر آئی۔
(i) واقعہ کربلا (ii) ✓شہادت عثمان (iii) شہادت ابومسلم (iv) شہادت مسلم بن عقیل

☆ امام ابراہیم عباسی کے سوگ کے موقع پر عباسی تحریک کے کارکنوں کی ہاتھوں میں چھوٹے ڈنڈوں کو کیا نام دیا گیا؟
(i) ✓کافرکوب (ii) کوب (iii) اسفاح (iv) جدیع کرمانی

☆ ہشام کی وفات کے بعد ربیع الثانی 743ء کو کون تخت نشین ہوا؟
(i) عبدالملک (ii) عمر بن عبدالعزیز (iii) مروان ثانی (iv) ✓ولید ثانی

☆ ہشام نے کس مرض میں مبتلا ہوکر وفات پائی؟
(i) طاعون (ii) ✓خناق (iii) کینسر (iv) ہیضہ

☆ کس کی وفات کے بعد زیدیہ فرقہ وجود میں آیا؟
(i) عبداللہؓ بن زبیر (ii) حسین بن علیؓ (iii) ✓زید بن علیؒ (iv) امام ابراہیم

☆ کون سی جنگ اپنی اہمیت کے لحاظ سے دنیا کی 15 اہم جنگوں میں شمار ہوتی ہے؟
(i) جنگ اندلس (ii) جنگ مصر (iii) جنگ یرموک (iv) ✓جنگ نورس

☆ ہشام تخت خلافت پر کب متمکن ہوا؟
(i) ✓724ء (ii) 743ء (iii) 726ء (iv) 107ء

☆ کس خلافت میں خلیفہ کی بجائے بیت المال عوام کی ملکیت قرار دے دیا گیا؟
(i) امیر معاویہ (ii) ✓عمر بن عبدالعزیز (iii) ہشام بن عبدالملک (iv) ولید اول

☆ باغ فدک کو کس خلیفہ نے اپنی ذاتی جاگیر بنایا؟
(i) مروان ثانی (ii) ✓مروان بن حکم (iii) عبدالملک (iv) ولید بن عبدالملک

☆ کس زمانے میں باہمی گفتگو کا موضوع شادی بیاہ اور لونڈیاں تھیں؟
(i) ولید کے (ii) عمر بن عبدالعزیز کے (iii) سلیمان کے (iv) مروان ثانی کے

☆ دیوان الخاتم کی ابتداء کس کے زمانے میں ہوئی؟
(i) حضرت عمرؓ کے (ii) ✓امیر معاویہ کے (iii) مروان ثانی کے (iv) عبدالملک کے

☆ اموی دور میں خلیفہ کے حفاظتی دستے کو کیا کہا جاتا تھا؟
(i) الحراس (ii) صاحب البرید (iii) والی (iv) دیوان الرسائل

☆ مروان ثانی کو شکست کس دور کے خاتمے کا اعلان کرتی ہے؟
(i) عباسیوں کے (ii) ✓بنوامیہ کے (iii) خوارج کے (iv) اندلسی حکومت کے

☆ آل مہلب کا خاتمہ کس نے کیا؟

(i) ولید بن عبدالملک (ii) ہشام بن عبدالملک (iii) ✓یزید بن عبدالملک (iv) عبدالملک

☆ فاتح سندھ محمد بن قاسم کو کس نے قتل کروایا؟

(i) ✓خلیفہ سلیمان (ii) حجاج بن یوسف (iii) ولید اول (iv) عبدالملک

☆ موالی کسے کہتے ہیں؟

(i) غیر عرب (ii) عیسائی (iii) خوارج (iv) ایرانی

☆ بنوامیہ کا مستقل دشمن کون تھا؟

(i) خوارج (ii) ایرانی (iii) عراقی (iv) شامی

☆ خارجیوں کا ظہور کب ہوا؟

(i) جنگ مہروان کے بعد (ii) ✓جنگ صفین کے بعد

(iii) جنگ یرموک کے بعد (iv) جنگ اندلس کے بعد

☆ خلافت کی بادشاہت میں تبدیلی کا بھرپور نوٹس کس نے لیا؟

(i) عبداللہ بن زبیر نے (ii) زین العابدین نے (iii) ✓حسین ابن علی نے (iv) یزید نے

☆ اموی حکومت کا آغاز کس کے اعلان خلافت سے ہوا؟

(i) ولید بن عبدالملک (ii) عمر بن عبدالعزیز (iii) مروان ثانی (iv) ✓امیر معاویہ

☆ امیر معاویہ کی وفات کے وقت اسلامی بحریہ کے پاس کتنے بحری جہاز موجود تھے؟

(i) 2000 (ii) 1700 (iii) ✓1500 (iv) 1200

☆ بنوامیہ کی عظمت اور طاقت کا سرچشمہ تھا؟

(i) بیت المال (ii) حکمران (iii) ✓فوج (iv) اس کی فتوحات

☆ امام حسینؓ کس کے مشورے سے بمع اہل وعیال مکہ کی طرف سفر کیا؟

(i) ✓عبداللہ بن زبیر (ii) محمد بن حنفیہ (iii) مروان (iv) ولید

☆ توابین کا فرقہ وجود میں آیا؟

(i) ✓واقعہ کربلا کے بعد (ii) واقعہ بیر معونہ کے بعد

(iii) واقعہ یرموک کے بعد (iv) غزوہ موتہ کے بعد

☆ معاویہ ثانی کون تھا؟

(i) ✓یزید کا بیٹا (ii) ولید کا بیٹا (iii) ہشام کا بیٹا (iv) ابوسفیان کا بیٹا

☆ مہلب بن ابی صفرہ نے اپنی پوری زندگی کن کے خلاف لڑتے ہوئی گزاری؟

(i) یہودیوں کے (ii) رومیوں کے (iii) ✓خوارج کے (iv) عراقیوں کے

☆ عظیم فاتح قتیبہ بن مسلم کا تعلق تھا؟

(i) بنومخزوم سے (ii) بنوہوازن سے (iii) ✓اہل بابل سے (iv) بنوعدنان سے

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کب خلیفہ بنے۔

(i) 96ء (ii) 98ء (iii) 99ء (iv) 101ء

☆ سپین کس کے ہاتھوں فتح ہوا؟

(i) ✓طارق بن زیاد (ii) حجاج بن یوسف (iii) محمد قاسم (iv) قتیبہ بن مسلم

☆ خلافت بنی امیہ کا حقیقی بانی کس کو کہا جاتا ہے؟

(i) عبداللہ بن زبیرؓ (ii) ✓عبدالملک بن مروان (iii) عمر بن عبدالعزیز (iv) حکم بن العاص

☆ کربلا کا المناک حادثہ ہوا۔

(i) 60ھ (ii) ✓61ھ (iii) 62ھ (iv) 63ء

☆ مفتاح الخیر کس کو کہا جاتا ہے؟

(i) عمر بن عبدالعزیز (ii) ✓سلیمان بن عبدالملک

(iii) عبدالملک بن مروان (iv) ولد بن عبدالملک

☆ پانچویں خلیفہ راشد کن کو کہا جاتا ہے؟

(i) امیر معاویہؓ (ii) سعد بن ابی وقاص (iii) ✓عمر بن عبدالعزیز (iv) ولید بن عبدالملک

☆ بنوامیہ کا پہلا حکمران کون تھا؟

(i) ✓امیر معاویہؓ (ii) یزید (iii) ولید (iv) سلیمان

☆ حجاج کس صوبہ کا گورنر تھا؟

(i) مصر (ii) شام (iii) ✓عراق (iv) یمن

☆ محمد بن قاسم نے سندھ کب فتح کیا؟

(i) 695ء (ii) ✓712ء (iii) 717ء (iv) 720ء

☆ کس خلیفہ کو بنوامیہ کا حقیقی بانی گردانا جاتا ہے۔

(i) ✓عبدالملک بن مران (ii) ولید بن عبدالملک (iii) یزید ثانی (iv) ہشام بن عبدالملک

☆ بنوامیہ کے آخری حکمران کا نام کیا تھا؟

(i) یزید سوم (ii) ولید ثانی (iii) ہشام (iv) ✓مروان ثانی

☆ طارق بن زیاد نے سپین پر حملہ کس سن ہجری میں کیا؟

(i) 95ھ (ii) 93ھ (iii) 90ھ (iv) ✓92ھ

☆ دریائے نیل کو بحیرہ قلزم سے ملانے والی نہر کا نام کیا تھا؟

(i) نہر معقل (ii) نہر سعد (iii) ✓نہر امیر المومنین (iv) نہر وقاص

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کب خلیفہ بنے؟

(i) 96ھ (ii) 98ھ (iii) 99ھ (iv) 101ھ

☆ حضرت عبداللہ بن زبیر کی والدہ کا نام بتایئے۔

(i) حضرت حفصہؓ (ii) ✓حضرت اسماءؓ (iii) حضرت سلمیٰؓ (iv) حضرت کلثومؓ

☆ ہشام بن عبدالملک نے کتنا عرصہ حکومت کی؟

(i) 17 سال (ii) 18 سال (iii) ✓19 سال (iv) 21 سال

☆ اسلامی ریاست میں رہائش پذیر غیر مسلموں کو کیا کہتے ہیں؟

(i) موالی (ii) ✓ذمی (iii) غلام (iv) حضری

☆ اسلامی بادشاہت کا آغاز کس خلیفہ کے عہد سے ہوا؟

(i) ✓امیر معاویہؓ (ii) عبدالملک بن مروان (iii) عمر بن عبدالعزیز (iv) ولید بن عبدالملک

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کس صوبے کے گورنر تھے؟

(i) کوفہ (ii) بصرہ (iii) ✓مکہ (iv) مصر

☆ کونسا عظیم سپہ سالار گلیوں میں بھیک مانگتا ہوا پایا گیا؟

(i) طارق بن زیاد (ii) ✓موسیٰ بن نصیر (iii) قتیبہ بن مسلم (iv) محمد بن قاسم

☆ عبداللہ بن زبیر کی والدہ کا نام بتایئے؟

(i) حفظہؓ (ii) ✓اسماءؓ (iii) سلمیٰؓ (iv) کلثوم ✓

☆ ولید کی وفات کے بعد کون تخت نشین ہوا؟

(i) عمر بن عبدالرحمٰن (ii) عبدالملک (iii) زید بن عبدالملک (iv) ✓سلیمان بن عبدالملک

☆ کس اموی خلیفہ نے تخت نشین ہوتے ہی انتقامی جذبے کے تحت نامور سپہ سالاروں کو قتل کروایا؟

(i) مروان بن حکم (ii) مروان ثانی (iii) یزید ثانی (iv) ✓سلیمان بن عبدالملک

☆ نومسلموں پر جزیہ کس نے لگایا؟

(i) قتیبہ بن مسلم (ii) ✓حجاج بن یوسف (iii) یزید ثانی (iv) مروان حکم

☆ طارق بن زیاد کا پہلا مقابلہ کس سے تھا؟

(i) راڈرک (ii) بلاد اندلس (iii) ✓تھیوڈور (iv) کاؤنٹ جولین

☆ کاؤنٹ جولین سابقہ بادشاہ وٹیرا (Witiza) کا کیا لگتا تھا۔

(i) ✓قریبی رشتے دار (ii) دوست (iii) وزیر (iv) بیٹا

☆ محمد بن قاسم نے سندھ میں آخری شہر کونسا فتح کیا؟

(i) سندھ (ii) اردو (iii) ✓ملتان (iv) بہرور

☆ بخارا کس نے فتح کیا؟

(i) محمد بن قاسم (ii) طارق بن زیاد (iii) مروان بن حکم (iv) ✓قتیبہ بن مسلم

☆ کس دور میں عربی کو سرکاری زبان کی حیثیت ملی؟

☆ (i) امیر معاویہؓ (ii) مروان بن حکم (iii) ✓عبدالملک (iv) یزید ثانی

☆ واقعہ حرہ کس خلیفہ کے عہد میں ہوا؟

(i) امیر معاویہؓ (ii) ✓یزید اول (iii) عبدالملک (iv) ولید بن عبدالملک

☆ کابل کب فتح ہوا؟

(i) 33ھ (ii) 32ھ (iii) ✓44ھ (iv) 45ھ

☆ کس اموی خلیفہ کی والدہ حضرت عمر فاروقؓ کی پوتی تھی۔

(i) عبدالملک بن مروان (ii) سلمان بن عبدالملک

(iii) ✓عمر بن عبدالعزیز (iv) مروان بن محمد

☆ عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے بعد حجاز کا گورنر کون تھا؟

(i) مغیرہ بن شبہ (ii) زیاد بن سفیان (iii) ✓حجاج بن یوسف (iv) عبدالملک

☆ زیاد نے عراق میں جو پولیس نظام قائم کیا جس کے سربراہ کو کہا جاتا تھا۔

(i) قاضی (ii) حاجب (iii) ✓امیر الشرطہ (iv) امر یالدعواء

☆ مکہ کی شہری ریاست قائم کی تھی۔

(i) ✓قصی بن کلاب نے (ii) امیر معاویہؓ نے (iii) ابن ہاشم نے (iv) عبداللہ عباسؓ نے

☆ یزید کی ولی عہدی کے لیے مدینہ کے عوام سے بیعت لینے کا کام سونپا۔

(i) ✓ولید بن عقبہ کو (ii) مروان بن حکم کو (iii) زیاد بن ابیہ کو (iv) حجاج بن یوسف کو

☆ کس عہد میں محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا؟

(i) ✓ولید بن عبدالملک (ii) حجاج بن یوسف (iii) عبدالعزیز (iv) ہشام

☆ مغیرہ بن شعبہ کا تعلق تھا:

(i) ✓بنو ثقیف سے (ii) بنو تمیم سے (iii) بنو امیہ سے (iv) بنو عدی

☆ یزید کی حکومت کتنے عرصے رہی؟

(i) چار سال (ii) ✓تین سال (iii) دس سال (iv) چھ سال

☆ سلیمان بن عبدالملک کن قبائل کا طرف دار تھا۔

(i) ✓یمنی (ii) قیسی (iii) قریشی (iv) سعدی

☆ اندلس پر حملہ کرنے کی دعوت دی تھی۔

(i) ✓کاؤنٹ جولین نے (ii) فلورنڈا نے (iii) راڈرک نے (iv) یزدگرد نے

☆ قتیبہ بن مسلم کب قتل ہوا؟

(i) محرم 66ھ (ii) صفر 60ھ (iii) ذوالحجہ 92ھ (iv) ✓محرم 96ھ

✱ کس کے دور میں بنوامیہ کے زوال کا آغاز ہوا؟
(i) ہشام (ii) ولید (iii) مروان ثانی (iv) ✓یزید ثانی

☆ امیر معاویہؓ کب دمشق کے گورنر بنے؟
(i) محرم 2ھ (ii) ✓محرم 19ھ (iii) محرم 10ھ (iv) محرم 11ھ

☆ سندھ میں اسلامی فوج کب داخل ہوئی؟
(i) شوال 22ھ (ii) صفر 34ھ (iii) رجب 43ھ (iv) ✓ذیقعد 92ھ

☆ کس واقعہ کے بعد بنوامیہ کے دور کے زوال کا آغاز ہوا؟
(i) ✓واقعہ کربلا (ii) واقعہ حرہ (iii) واقعہ یرموک (iv) واقعہ قصاص عثمان

☆ امیر معاویہؓ نے عمر میں وفات پائی۔
(i) 89 سال (ii) ✓79 سال (iii) 69 سال (iv) 75 سال

☆ ولید بن عبدالملک کے جرنیل نے اندلس کے بادشاہ راڈرک کو شکست دی۔
(i) قتیبہ بن مسلم (ii) موسیٰ بن نصیر (iii) ✓طارق بن زیاد (iv) مسلم بن عبدالملک

☆ حجاج بن یوسف کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟
(i) بنو طے (ii) بنو ہوازن (iii) قریش (iv) ✓بنو ثقیف

☆ عراق میں امیر معاویہؓ نے دو بڑے شہروں کے وسط میں ایک شہر آباد کیا اس کا نام تھا۔
(i) کوفہ (ii) بصرہ (iii) بغداد (iv) ✓واسط

☆ مورخین نے کسے مفتاح الخیر کا لقب دیا؟
(i) عبدالملک (ii) والید بن عبدالملک (iii) مروان بن حکم (iv) ✓سلیمان بن عبدالملک

☆ حضرت حسینؓ کا سر کس نے قلم کیا؟
(i) ✓عبیداللہ بن زیاد (ii) شمر ذوالجوشن (iii) عمرو بن العاص (iv) زرعہ بن شریک تیمی

☆ یزید کو ولی عہد بنانے کی تجویز کس نے پیش کی؟
(i) عبیداللہ بن زیاد (ii) ✓مغیرہ بن شعبہ (iii) عمرو بن العاص (iv) مروان بن کلب

☆ اہل مکہ نے یزید کے بجائے کس کو اپنا خلیفہ منتخب کیا؟
(i) حسین بن علیؓ کو (ii) ✓عبداللہ بن زبیرؓ کو (iii) زین العابدین کو (iv) ابراہیمؒ کو

☆ انا اول الملوک کس کا قول ہے؟
(i) ✓امیر معاویہؓ (ii) حضرت علیؓ (iii) عمر بن عبدالرحمٰن (iv) عبدالملک کا

☆ نیرون (سندھ) کی آبادی اور حاکم کس کے پیروکار تھے؟
(i) توابین کے (ii) اموی کے (iii) ✓بدھ مت کے (iv) مجوسیت کے

☆ کس دور میں عربی زبان کو سرکاری حیثیت حاصل ہوئی؟

(i) ✓عبدالملک کے (ii) امیر معاویہؓ کے (iii) مروان ثانی کے (iv) ولید کے

☆ اموی حکومت میں فوقیت حاصل تھی۔

(i) ترکوں کو (ii) ✓عربوں کو (iii) ایرانی عناصر کو (iv) مصریوں کو

☆ کون سا حکمران تھا جس نے دربار دمشق میں گانے بجانے اور موسیقی کو پہلی بار رواج دیا؟

(i) ولید اول نے (ii) ہشام نے (iii) ✓یزید اول نے (iv) عبدالملک نے

☆ خلفائے بنوامیہ میں کس کا زمانہ تعمیرات کے لئے بے حد مشہور ہے؟

(i) مروان ثانی (ii) ولید ثانی (iii) ہشام (iv) ✓ولید بن عبدالملک

☆ کس خلیفہ نے امام زہری سے چار سو احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کروایا؟

(i) ولید بن عبدالملک (ii) ✓ہشام بن عبدالملک (iii) یزید اول (iv) مروان حکم

☆ ہشام کی وفات کے بعد کون تخت نشین ہوا؟

(i) ولید ثانی (ii) ✓عمر بن عبدالعزیز (iii) عباس بن عبدالمالک (iv) ابراہیم

☆ مغیرہ بن شعبہ کا تعلق تھا۔

(i) ✓طائف سے (ii) مکہ سے (iii) یمن سے (iv) شام سے

☆ حضرت حسین کی اولاد سے صرف ایک مرد بچے ان کا نام:

(i) ✓علی بن حسینؓ (ii) عمر ثانی (iii) عبداللہ بن زبیر (iv) محمد ابراہیم

☆ یزید کے حکم سے جس لشکر نے مدینہ میں قتل و غارت کی اس کے سربراہ کا نام:

(i) عبیداللہ بن زیاد (ii) عمرو بن سعد (iii) شمر ذی الجوشن (iv) ✓حصین بن نمیر

☆ حضرت حسینؓ کو کوفہ کے راستے کون ملا؟

(i) حسین بن نمیر (ii) مروان بن حکم (iii) ✓فرزوق (iv) طفیل بن عمر دوس

☆☆☆

# معروضی سوالات MCQ's
## جو مختلف بورڈز میں سیٹ ہوئے

☆ خفیہ تبلیغ کے دوران کتنے لوگ مسلمان ہوئے؟ (a) 20 (b) 25 (c) 35 (d) 40✓

☆ حضرت عثمانؓ کے والد کا نام تھا؟ (a) ربیعہ (b) عفان✓ (c) خطاب (d) ولید

☆ نجاشی کہاں کا بادشاہ تھا؟ (a) یمن✓ (b) حبشہ (c) شام (d) مصر

☆ حضرت حسنؓ پیدا ہوئے؟ (a) 3 ہجری (b) 4 ہجری✓ (c) 5 ہجری (d) 6 ہجری

☆ عرب کے خانہ بدوش کیا کہلاتے تھے؟ (a) موالی (b) بدو✓ (c) ذمی (d) حضری

☆ چوتھے خلیفہ راشد کا نام بتایئے؟ (a) حضرت عثمانؓ (b) حضرت ابوبکرؓ (c) حضرت علیؓ✓ (d) حضرت عمرؓ

☆ کس خلیفہ کے دور سے اسلامی بادشاہت کا دور شروع ہوا؟ (a) مروان (b) ولید (c) امیر معاویہؓ✓ (d) ہشام

☆ سندھ فتح ہوا؟ (a) 711ء (b) 712ء (c) 713ء✓ (d) 710ء

☆ ولید بن عبدالملک کا جانشین کون تھا؟ (a) عمر دوئم (b) سلیمان✓ (c) ہشام (d) مروان

☆ بنوامیہ کا آخری حکمران کون تھا؟ (a) یزید ثانی (b) مروان ثانی✓ (c) ہشام (d) حکم

☆ حضرت ابوبکرؓ کتنا عرصہ خلیفہ رہے؟ (a) 1 سال (b) ڈھائی سال✓ (c) 3 سال (d) 4 سال

☆ عبدالملک نے کتنے سال حکومت کی؟ (a) 20 سال (b) 21 سال✓ (c) 24 سال (d) 26 سال

☆ عبداللہ بن سبا کا تعلق کس علاقے سے تھا؟ (a) یمن✓ (b) بصرہ (c) کوفہ (d) خیبر

☆ حضرت عمرؓ نے سلطنت کو کتنے صوبوں میں تقسیم کیا؟ (a) 9 (b) 11 (c) 13✓ (d) 15

☆ حضرت محمدؐ کی والدہ ماجدہ کی قبر کس مقام پر ہے؟ (a) مدینہ (b) ابواء (c) طائف (d) جدہ

☆ غزوہ بدر کب لڑی گئی؟ (a) 623ء (b) 624ء✓ (c) 626ء (d) 628ء

☆ حضرت محمدؐ کی تاریخ پیدائش؟ (a) 12 ربیع الاول✓ (b) 14 ربیع الاول (c) 10 ربیع الاول (d) 6 ربیع الاول

☆ حضرت عمر فاروقؓ کب شہید ہوئے؟ (a) 640ء (b) 641ء (c) 642ء (d) 644ء✓

☆ حضرت علیؓ کا لقب کیا تھا؟ (a) فاروق (b) حیدر✓ (c) عتیق (d) حمزہ

☆ رسول اکرمؐ کا نسلی تعلق کس نبی سے تھا؟ (a) حضرت ابراہیمؑ✓ (b) حضرت داؤدؑ (c) حضرت موسیٰؑ (d) حضرت نوحؑ

☆ حضرت فاطمہؓ کی شادی..... سے ہوئی تھی؟
(ا) حضرت علیؓ✓ (ب) حضرت سلیمانؑ (ج) حضرت عمرؓ (د) حضرت عثمانؓ

☆ حضور پاک ﷺ کا تعلق قریش کے کس قبیلہ سے تھا؟
(ا) بنوقیس سے (ب) بنوتیم سے (ج) بنوہاشم سے✓ (د) بنوامیہ سے

☆ لفظ "نجاشی" کے معنی..... ہیں؟ (ا) غلام (ب) بادشاہ✓ (ج) بھائی (د) کالا

☆ حبشہ کا موجودہ نام کیا ہے؟ (ا) افریقہ (ب) شام (ج) ایتھوپیا (د) مصر

☆ شعب ابی طالب کا واقعہ کب پیش آیا؟ (ا) 5 نبوی (ب) 15 نبوی (ج) 6 نبوی (د) 7 نبوی✓

Syedan

☆ یثرب کا نیا نام ..... ہے؟ (ا) ✓مدینہ (ب) مکہ (ج) مصر (د) کوفہ

☆ خفیہ تبلیغ کتنے سال جاری رہی؟ (ا) 2 (ب) ✓3 (ج) 4 (د) 6

☆ صلح حدیبیہ کب ہوئی؟ (ا) 4ھ (ب) 10ھ (ج) ✓6ھ (د) 7ھ

☆ غزوہ اُحد کب ہوئی؟ (ا) 2ھ (ب) 4ھ (ج) ✓3ھ (د) 5ھ

☆ جنگ بدر میں کتنے کفار مارے گئے تھے؟ (ا) ✓70 (ب) 14 (ج) 7 (د) 20

☆ جنگ بدر میں کتنے کفار گرفتار ہوئے؟ (ا) 7 (ب) ✓70 (ج) 40 (د) 50

☆ ابوجہل کس جنگ میں مارا گیا؟ (ا) ✓بدر (ب) خندق (ج) احد (د) یرموک

☆ غزوہ بدر میں کتنے مسلمان شہید ہوئے تھے؟ (ا) ✓14 (ب) 70 (ج) 3 (د) 20

☆ غزوہ احد میں کتنے مسلمان شہید ہوئے تھے؟ (ا) 14 (ب) 3 (ج) 20 (د) ✓70

☆ کس اموی خلیفہ نے محمد بن قاسم کو واپس بلوایا؟ (ا) ✓سلیمان (ب) ولید (ج) مروان (د) ہشام

☆ پانچواں خلیفہ راشد کسے کہتے ہیں؟ (ا) حضرت عمرؓ (ب) ✓عمر بن عبدالعزیز (ج) ولید (د) حضرت علیؓ

☆ جنگ موتہ کس سن عیسوی کو لڑی گئی؟ (ا) 636ء (ب) ✓629ء (ج) 630ء (د) 632ء

☆ یزید نے کب وفات پائی تھی؟ (ا) 60ھ (ب) ✓64ھ (ج) 61ھ (د) 62ھ

☆ واقعہ کربلا کب پیش آیا؟ (ا) 60ھ (ب) 62ھ (ج) ✓61ھ (د) 63ھ

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کب خلیفہ بنے تھے؟ (ا) 62ھ (ب) 72ھ (ج) 92ھ (د) ✓99ھ

☆ ابوجہل کا اصل نام کیا تھا؟ (a) عتبہ (b) عمر بن خطاب (c) ✓عمرو بن ہشام (d) سراقہ

☆ حضورؐ کی پہلی بیوی تھیں؟ (b) ✓حضرت خدیجہؓ (c) حضرت عائشہؓ (d) حضرت صفیہؓ

☆ ورقہ بن نوفل کس مذہب کے پیروکار تھے؟ (a) اسلام (b) یہودی (c) ✓عیسائی (d) بدھ

☆ پہلی ہجرت حبشہ نبوت کے کونسے سال کی گئی؟ (a) 4 نبوی (b) 5 نبوی (c) ✓7 نبوی (d) 6 نبوی

☆ پہلی بیعت عقبہ میں کتنے افراد نے اسلام قبول کیا؟ (a) 4 (b) 5 (c) 6 (d) 7

☆ دنیا کی پہلی اسلامی ریاست کہاں قائم ہوئی؟ (a) مکہ (b) ✓مدینہ (c) جدہ (d) طائف

☆ حضرت حمزہؓ کس غزوہ میں شہید ہوئے؟ (a) غزوہ بدر (b) ✓غزوہ احد (c) غزوہ احزاب (d) غزوہ حنین

☆ پہلے خلیفہ راشد کا نام تحریر کیجئے؟
(a) حضرت عثمان غنیؓ (b) حضرت عمر فاروقؓ (c) ✓حضرت ابوبکر صدیقؓ (d) حضرت علیؓ و حسنؓ

☆ کاظمہ کی لڑائی کہاں لڑی گئی؟ (a) شام (b) حجاز (c) مصر (d) ✓عراق

☆ مسیلمہ کذاب کو کس نے قتل کیا؟ (a) حضرت خالدؓ (b) حضرت سعدؓ (c) ✓حضرت وحشیؓ (d) حضرت مثنیٰؓ

☆ بیت المقدس کس کے دور میں فتح ہوا؟
(a) حضرت ابوبکر صدیقؓ (b) ✓حضرت عمر فاروقؓ (c) حضرت عثمانؓ (d) حضرت علیؓ

☆ فاتح مصر کون تھا؟ (a) حضرت خالدؓ (b) ✓حضرت عمرو بن عاصؓ (c) حضرت سعدؓ (d) حضرت علیؓ

☆ مسجد ایوبیہ کہاں واقع ہے؟ (a) دمشق (b) بصرہ (c) ✓قسطنطنیہ (d) مدائن

★ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا نبی کریمؐ سے کیا رشتہ تھا؟
(a) چچازاد بھائی (b) چچا (c) ماموں زاد ✓ (d) نانا

☆ امین الملت کس کا خطاب تھا؟
(a) حضرت خالدؓ (b) حضرت ابوعبیدہؓ ✓ (c) حضرت سعدؓ (d) حضرت ابوموسیٰؓ

☆ سانحہ کربلا کب رونما ہوا؟ (a) 60 ہجری (b) 61 ہجری ✓ (c) 62 ہجری (d) 63 ہجری

☆ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو کس نے شہید کیا؟ (a) مروان (b) حجاج ✓ (c) مختار (d) خوارج

☆ وسط ایشیاء کو کس نے فتح کیا؟
(a) محمد بن قاسم (b) حجاج بن یوسف (c) قتیبہ بن مسلم ✓ (d) موسیٰ بن نصیر

☆ محمد بن قاسم کو کس نے قتل کیا؟ (a) مروان (b) ولید (c) یزید (d) سلیمان ✓

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو کب مدینہ کا گورنر بنایا گیا؟ (a) 705ء (b) 706ء ✓ (c) 707ء (d) 708ء

☆ حجاز کس سمندر کے کنارے واقع ہے؟ (a) بحیرہ عرب (b) بحیرہ احمر (c) بحیرہ قلزم ✓ (d) بحیرہ مردار

☆ مدینہ میں یہود کے قبائل تھے؟ (a) 2 (b) 3 (c) 4 ✓ (d) 5

☆ حضور پاک ﷺ کی والدہ ماجدہ کا انتقال کہاں ہوا تھا؟ (a) مدینہ (b) مکہ (c) قباء (d) ابواء ✓

☆ جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟ (a) 300 ✓ (b) 313 (c) 400 (d) 413

☆ حضور پاک ﷺ نے مکہ میں کتنے سال تبلیغ کی تھی؟
(a) دس سال (b) بارہ سال (c) تیرہ سال ✓ (d) چالیس سال

☆ جزیرہ عرب کے کس حصہ کا حاکم تھا؟ (a) نجد (b) حجاز (c) یمن ✓ (d) کوفہ

☆ فتح مکہ کب ہوئی؟ (a) 5 ہجری میں (b) 6 ہجری میں (c) 8 ہجری میں ✓ (d) 10 ہجری میں

☆ حضرت عثمانؓ کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟ (a) بنوبکر (b) بنوامیہ ✓ (c) بنوہاشم (d) بنوعدی

☆ کس خلیفہ نے دارالحکومت مدینہ سے کوفہ منتقل کیا تھا؟
(a) حضرت علیؓ ✓ (b) حضرت عمرؓ (c) حضرت حسینؓ (d) حضرت عثمانؓ

☆ جنگ موتہ کب لڑی گئی؟ (a) 629ء میں ✓ (b) 630ء میں (c) 632ء میں (d) 634ء میں

☆ شیر خدا کا لقب کس کو دیا گیا؟ (a) حضرت خالد (b) حضرت علیؓ ✓ (c) حضرت حسنؓ (d) حضرت عمرؓ

☆ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان کونسی جنگ لڑی گئی؟ (a) موتہ (b) جمل ✓ (c) صفین (d) نہروان

☆ جنگ جمل کب لڑی گئی؟ (a) 40ھ (b) 50ھ (c) 36ھ ✓ (d) 38ھ

☆ حضرت علیؓ نے وفات پائی؟ (a) 38ھ (b) 40ھ ✓ (c) 42ھ (d) 44ھ

☆ چین کا بادشاہ کون تھا؟ (a) راؤرک ✓ (b) رابہ داہر (c) جولین (d) خسرو

☆ امویٰ حکومت کتنے برس قائم رہی؟ (a) 90 برس ✓ (b) 92 برس (c) 94 برس (d) 96 برس

☆ بنوامیہ کا آخری حکمران کون تھا؟ (a) سلیمان (b) مروان ثانی ✓ (c) یزید (d) ولید ثانی

☆ سانحہ کربلا کب پیش آیا؟ (a) 60ھ (b) 70ھ (c) 50ھ (d) 61ھ ✓

☆ حضرت امام حسینؓ کی والدہ کا نام تھا؟
(a) ✓حضرت فاطمہؓ (b) حضرت حلیمہؓ (c) حضرت آمنہؓ (d) حضرت عائشہؓ

☆ حضرت امام حسینؓ کب شہید ہوئے؟ (a) 60ھ (b) ✓61ھ (c) 62ھ (d) 70ھ

☆ حضرت محمد ﷺ کو سب سے پہلے کس نے دودھ پلایا؟ (a) ✓حلیمہ (b) ثوبیہ (c) سمیہ (d) آمنہ

☆ طائف میں آپ ﷺ نے مکہ کے کس سردار کے باغ میں پناہ لی؟
(a) ✓عتبہ (b) شیبہ (c) ولید (d) مغیرہ

☆ ہجرت مدینہ کے دوران میں آپ کتنے دن غار ثور میں رہے؟
(a) دو (b) ✓تین (c) چار (d) پانچ

☆ غزوہ بدر میں کتنے کافر قیدی بنائے گئے؟ (a) ساٹھ (b) ✓ستر (c) اسی (d) نوے

☆ غزوہ خندق کس سن ہجری میں ہوا؟ (a) چار (b) ✓پانچ (c) چھ (d) سات

☆ قباء مدینہ سے کتنا دور تھا؟ (a) دو میل (b) ✓تین میل (c) چار میل (d) پانچ میل

☆ وہ عورت قریش کے کس خاندان سے تھی جس کو چوری کے جرم میں آپ ﷺ نے سزا سنائی؟
(a) بنوامیہ (b) بنومطلب (c) بنوتیم (d) ✓بنومخزوم

☆ یمامہ کی جنگ میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟ (a) آٹھ سو (b) نوسو (c) ✓گیارہ سو (d) بارہ سو

☆ حضرت ابوبکرؓ کا تعلق قریش کے کس خاندان سے تھا؟ (a) ✓بنوتیم (b) بنوتیم (c) بنومخزوم (d) بنوعدی

☆ حضرت عمرؓ کب پیدا ہوئے؟ (a) 580ء (b) 581ء (c) ✓582ء (d) 585ء

☆ مصر کس مسلمان جرنیل نے فتح کیا؟
(a) حضرت سعدؓ (b) ✓حضرت عمروؓ بن العاص (c) حضرت خالد (d) حضرت ابوایوب انصاری

☆ حضرت عمرؓ کے دور میں فوج کی کتنی قسمیں تھیں؟ (a) ✓دو (b) تین (c) چار (d) پانچ

☆ حضرت عثمانؓ کے عہد حکومت میں کتنے سال پرامن گزرے؟ (a) چار (b) پانچ (c) چھ (d) ✓سات

☆ حضرت علیؓ کے کتنے بھائی تھے؟ (a) ✓دو (b) تین (c) چار (d) پانچ

☆ حضرت امیر معاویہؓ کے دادا کا کیا نام تھا؟ (a) ✓حرب (b) حارث (c) وہب (d) محض

☆ حضرت امیر معاویہؓ نے کتنا عرصہ حکومت کی؟ (a) دس سال (b) ✓بیس سال (c) تیس سال (d) پچاس سال

☆ یزید بن معاویہ نے کس سن ہجری میں وفات پائی؟ (a) اکسٹھ (b) باسٹھ (c) تریسٹھ (d) ✓چونسٹھ

☆ اموی خلفاء میں سب سے زیادہ صاحب علم کون تھا؟ (a) مروان (b) ✓عبدالملک (c) ولید (d) سلیمان

☆ ولید نے کتنا عرصہ حکومت کی؟ (a) نو سال (b) ✓دس سال (c) گیارہ سال (d) بارہ سال

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بیوی کا کیا نام تھا؟ (a) ✓فاطمہ (b) زینب (c) رقیہ (d) حمنہ

☆ نبی کریم ﷺ کا تعلق قریش کے کس قبیلہ سے تھا؟ (a) بنوامیہ (b) بنوعدی (c) ✓بنوہاشم (d) بنوتیم

☆ حرب فجار کن دو قبائل کے درمیان لڑی گئی؟
(a) بنوہاشم اور بنوامیہ (b) ✓بنوکنانہ اور بنوہوازن (c) بنوعدی اور بنوتیم (d) بنوامیہ اور بنوعدی

☆ نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ کا انتقال کس مقام پر ہوا؟ (a) مکہ (b) مدینہ (c) ✓ابوا (d) طائف

☆ سفر طائف میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کون گئے؟

(a) ✓حضرت زید بن حارثؓ (b) حضرت عمر فاروق (c) حضرت حمزہؓ (d) حضرت عثمانؓ

☆ خانہ کعبہ کے متولی کون تھے؟ (a) بنوامیہ (b) ✓بنوہاشم (c) بنوعدی (d) بنومخزوم

☆ فتح مکہ کس مہینے میں ہوئی؟ (a) شعبان (b) ✓رمضان (c) شوال (d) ذوالحج

☆ حضرت جعفر طیارؓ کس غزوہ میں شہید ہوئے؟ (a) غزوہ بدر (b) غزوہ احد (c) ✓غزوہ موتہ (d) غزوہ حنین

☆ تیسرے خلیفہ راشد کا نام بتایئے؟

(a) حضرت ابوبکر صدیقؓ (b) حضرت عمر فاروقؓ (c) ✓حضرت عثمان غنیؓ (d) حضرت علیؓ

☆ حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہوئی؟ (a) 10ھ (b) 11ھ (c) 12ھ (d) ✓13ھ

☆ مسیلمہ کو کس جنگ میں شکست ہوئی؟ (a) کاظمہ (b) ✓یمامہ (c) جسر (d) قادسیہ

☆ جنگ قادسیہ میں ایرانی سپہ سالار کا نام لکھئے؟ (a) یزدگرد (b) ✓رستم (c) ہرمز (d) مردان شاہ

☆ کاظمہ کی لڑائی کہاں لڑی گئی؟ (a) شام (b) حجاز (c) مصر (d) ✓عراق

☆ دارالحکومت کوفہ سے شام کس نے منتقل کیا؟

(a) حضرت عثمان غنیؓ (b) ✓حضرت علیؓ (c) حضرت عمرؓ (d) حضرت امیر معاویہؓ

☆ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کس جنگ میں شہادت پائی؟

(a) جنگ قادسیہ (b) جنگ یرموک (c) جنگ خیبر (d) ✓کسی جنگ میں نہیں

☆ طارق بن زیاد نے سپین پر کب حملہ کیا؟ (a) 710ء (b) ✓711ء (c) 712ء (d) 713ء

☆ بنوامیہ کا آخری حکمران کون تھا؟

(a) ہشام بن عبدالمالک (b) یزید بن عبدالملک (c) ابومسلم خراسانی (d) ✓مروان بن محمد

☆ معرکہ زاب کب پیش آیا؟ (a) 130ھ (b) 131ھ (c) ✓132ھ (d) 133ھ

☆ عربی کو سرکاری زبان کس نے قرار دیا؟

(a) عبدالملک بن مروان (b) ولید بن عبدالملک (c) سلیمان بن عبدالملک (d) مروان بن محمد

☆ قتیبہ بن مسلم کو کس نے قتل کیا؟ (a) مروان (b) ولید (c) یزید (d) ✓سلیمان

☆ جامع مسجد دمشق کس نے تعمیر کروائی؟

(a) ✓ولید بن عبدالملک (b) یزید بن عبدالملک (c) عبدالملک بن مروان (d) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

☆ ابوجہل کا اصل نام کیا تھا؟ (a) عتبہ (b) عمر بن خطاب (c) ✓عمرو بن ہشام (d) سراقہ

☆ حضور ﷺ کی پہلی بیوی تھیں۔

(a) ✓حضرت خدیجہؓ (b) حضرت عائشہؓ (c) حضرت زینب (d) حضرت صفیہ

☆ ورقہ بن نوفل کس مذہب کے پیروکار تھے؟ (a) اسلام (b) یہودی (c) ✓عیسائی (d) بدھ

☆ پہلی ہجرت حبشہ نبوت کے کونسے سال کی گئی؟ (a) 4 (b) 5 ✓ (c) 6 (d) 7

☆ پہلی بیعت عقبہ میں کتنے افراد نے اسلام قبول کیا؟ (a) 4 (b) 5 (c) 6 (d) 7

☆ دنیا کی پہلی اسلامی ریاست کہاں قائم ہوئی؟ (a) مکہ (b) مدینہ (c) جدہ (d) طائف

☆ حضرت حمزہ کس غزوہ میں شہید ہوئے؟ (a) غزوہ بدر (b) ✓غزوہ احد (c) غزوہ احزاب (d) غزوہ حنین

☆ پہلے خلیفہ راشد کا نام تحریر کریں۔ (a) ✓حضرت ابوبکرؓ (b) حضرت عمرؓ (c) حضرت عثمانؓ (d) حضرت علیؓ

☆ کاظمہ کی لڑائی کہاں لڑی گئی؟ (a) شام (b) حجاز (c) مصر (d) ✓عراق

☆ مسیلمہ کذاب کو کس نے قتل کیا؟ (a) حضرت خالدؓ (b) حضرت سعدؓ (c) ✓حضرت وحشیؓ (d) حضرت مثنیٰ

☆ فاتح مصر کون تھا؟ (a) حضرت خالدؓ (b) ✓حضرت عمرو بن عاصؓ (c) حضرت سعدؓ (d) حضرت علیؓ

☆ بیت المقدس کس کے دور میں فتح ہوا؟ (a) حضرت ابوبکرؓ (b) ✓حضرت عمرؓ (c) حضرت عثمانؓ (d) حضرت علیؓ

☆ امین الملت کس کا خطاب تھا؟ (a) حضرت خالدؓ (b) ✓حضرت ابوعبیدہؓ (c) حضرت سعدؓ (d) حضرت ابوموسیٰؓ

☆ مسجد ایوبیہ کہاں واقع ہے؟ (a) دمشق (b) مصر (c) ✓قسطنطنیہ (d) مدائن

☆ سانحہ کربلا کب رونما ہوا؟ (a) 60ھ (b) 61ھ (c) 62ھ (d) 63ھ

☆ حضرت عبداللہ بن زبیر کو کس نے شہید کیا؟ (a) مروان (b) ✓حجاج (c) مختار (d) خوارج

☆ وسط ایشیا کو کس نے فتح کیا؟ (a) محمد بن قاسم (b) حجاج بن یوسف (c) قتیبہ بن مسلم (d) موسیٰ بن نصیر

☆ محمد بن قاسم کو کس نے قتل کیا؟ (a) مروان (b) ولید (c) یزید (d) ✓سلیمان

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو کب مدینہ کا گورنر بنایا گیا؟ (a) 705 (b) 706 ✓ (c) 707 (d) 708

☆ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان کون سی جنگ لڑی گئی؟

(ا) جنگ جمل (ب) جنگ صفین (ج) جنگ نہروان (د) غزوہ موتہ

☆ خلافت امیہ کا حقیقی بانی کسے کہا جاتا ہے؟

(ا) حضرت عبداللہؓ بن زبیر (ب) مروان بن حکم (ج) حضرت امیر معاویہؓ (د) عبدالملک بن مروان

☆ قرآن مجید پر اعراب کس نے لگوائے؟

(ا) معاویہ ثانی (ب) مروان بن حکم (ج) سلیمان بن عبدالملک (د) درج شدہ میں سے کوئی نہیں

☆ سپین کس کے دور میں فتح ہوا؟

(ا) عبدالملک بن مروان (ب) ولید بن عبدالملک (ج) حضرت عمر بن عبدالعزیز (د) سلیمان

☆ اسلامی ریاست میں رہائش پذیر غیر مسلموں کو کیا کہا جاتا ہے؟ (ا) بدو (ب) حضری (ج) موالی (د) ذمی

☆ حضرت امیر معاویہ کے والد کا کیا نام تھا؟

(ا) حضرت ابوسفیان (ب) مروان (ج) حکم (د) درج میں سے کوئی نہیں

☆ پہلا اسلامی سکہ کس نے متعارف کروایا؟

(ا) حضرت امیر معاویہ (ب) حضرت عبداللہ بن زبیر (ج) عبدالملک بن مروان (د) سلیمان

☆ بنوامیہ کا خاتمہ کس جنگ میں ہوا؟ (ا) جنگ نہروان (ب) جنگ صفین (ج) جنگ زاب (د) جنگ جمل

☆ بنوامیہ کا آخری خلیفہ کون تھا؟
(ا) مروان ثانی بن محمد (ب) یزید بن عبدالملک (ج) سلیمان (د) ولید ثانی

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو کس نے خلیفہ مقرر کیا؟
(ا) ولید بن عبدالملک (ب) سلیمان بن عبدالملک (ج) مروان بن حکم (د) حجاج بن یوسف

☆ بدو کہاں رہتے تھے؟ (ا) پہاڑوں پر (ب) ✓دریاؤں کے کنارے (ج) صحراؤں میں (د) شہروں میں

☆ ''حلف الفضول'' کمیٹی کے ذمہ کیا تھا؟ (ا) جنگ (ب) دفاع (ج) حملہ (د) ✓امن

☆ خانہ کعبہ میں کتنے بت نصب تھے؟ (ا) 300 (ب) ✓360 (ج) 370 (د) 400

☆ حضرت آمنہ کی وفات کے وقت حضور ﷺ کی عمر کتنی تھی؟ (ا) 10 برس (ب) 8 برس (ج) 7 برس (د) ✓6 برس

☆ مکہ کی شہری ریاست کی بنیاد کس نے رکھی؟
(ا) فہر بن مالک (ب) ✓قصیٰ بن کلاب (ج) مرۃ بن کعب (د) لوئی بن غالب

☆ مکہ، مدینہ اور طائف ..... کے مرکزی شہر تھے۔
(ا) ✓حجاز (ب) نجد (ج) یمن (د) درج شدہ میں سے کوئی نہیں

☆ خواتین میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟
(ا) ✓حضرت خدیجہؓ (ب) حضرت اسماءؓ (ج) حضرت سمیعہؓ (د) حضرت عائشہؓ

☆ فتح مکہ کب ہوئی؟ (ا) ✓جنوری 630ء (ب) جنوری 633ء (ج) جنوری 635ء (د) جنوری 637ء

☆ غزوہ موتہ کس سال پیش آیا؟ (ا) 5ھ (ب) 7ھ (ج) ✓8ھ (د) 9ھ

☆ جنگ خندق کس سال لڑی گئی؟ (ا) 624ء (ب) 625ء (ج) 626ء (د) ✓627ء

☆ جنگ صفین حضرت علیؓ اور ..... کے درمیان لڑی گئی۔
(ا) حضرت عائشہؓ (ب) ✓حضرت امیر معاویہؓ (ج) یزید (د) درج شدہ میں سے کوئی نہیں

☆ حضرت زیدؓ بن حارث کس کے متبنیٰ تھے؟
(ا) ✓حضرت محمد ﷺ (ب) حضرت عمرؓ (ج) حضرت حمزہؓ (د) حضرت حارثؓ

☆ جنگ جمل کس سال پیش آئی؟ (ا) 35ھ (ب) ✓36ھ (ج) 37ھ (د) درج شدہ میں سے کوئی نہیں

☆ حضرت عثمانؓ کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟ (ا) بنی ہاشم (ب) بنوعدی (ج) ✓بنی امیہ (د) بنوتمیم

☆ بالغ مردوں میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟
(ا) ✓حضرت ابوبکرؓ (ب) حضرت ابوطالب (ج) حضرت عمرؓ (د) حضرت علیؓ

☆ حضرت عمرؓ کس سال شہید ہوئے؟ (ا) 22ھ (ب) 23ھ (ج) ✓24ھ (د) 25ھ

☆ عیسائی خاتون سجاع اپنے بارے میں کیا ہونے کا دعویٰ کرتی تھی؟
(ا) ✓پیغمبر (ب) پادری (ج) یہودی (د) درج شدہ میں سے کوئی نہیں

☆ ہبل ..... کا مخصوص خدا تھا۔
(ا) یہودیوں (ب) ✓قریش (ج) ہندو (د) درج شدہ میں سے کوئی نہیں

☆ حضرت علیؓ نے اپنا دارالخلافہ کہاں منتقل کیا؟ (ا) مدینہ (ب) مکہ (ج) ✓کوفہ (د) دمشق

☆ کوفہ کا شہر تعمیر کروایا۔ (a) حضرت علیؓ (b) حضرت عثمانؓ (c) حضرت ابوبکرؓ (d) ✓حضرت عمرؓ

☆ وصال نبوی ﷺ کے وقت انصار جمع ہوئے۔

(a) ✓سقیفہ بنی ساعدہ میں (b) مسجد نبوی میں (c) قباء میں (d) عریض میں

☆ مکہ فتح ہوا۔ (a) 15ھ (b) 11ھ (c) 16ھ (d) ✓8ھ

☆ غزوہ بدر ہوا۔ (a) 10ھ (b) 14ھ (c) 6ھ (d) ✓2ھ

☆ ہجرت مدینہ میں آپ کے ساتھ شامل تھے۔

(a) حضرت زیدؓ (b) ✓حضرت ابوبکرؓ (c) حضرت بلالؓ (d) حضرت اسامہؓ

☆ پہلی ہجرت حبشہ ہوئی (نبوی سال) (a) 7 (b) 8 (c) 10 (d) ✓5

☆ آپ کی والدہ دفن ہیں۔ (a) ✓ابواء (b) طائف (c) جدہ (d) دمشق

☆ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی تھا: (a) سلمیٰؓ (b) نجمہؓ (c) عظمیٰؓ (d) ✓آمنہؓ

☆ عربوں کا پیشہ تھا۔ (a) جہاز رانی (b) کان کنی (c) پولٹری فارمنگ (d) ✓گلہ بانی

☆ حاجیوں کو پانی پلاتے تھے۔ (a) بنوامیہ (b) بنواسد (c) ✓بنوہاشم (d) بنوعدی

☆ حجاج کس صوبہ کا گورنر تھا۔ (a) مصر (b) شام (c) ✓عراق (d) یمن

☆ بنوامیہ کی حکومت کا خاتمہ جنگ میں ہوا۔

(a) جنگ نہروان (b) جنگ صفین (c) جنگ نہاوند (d) ✓جنگ زاب

☆ سانحہ کربلا پیش آیا۔ (a) 66ھ (b) ✓61ھ (c) 82ھ (d) 63ھ

☆ بنوامیہ نے کتنے سال حکومت کی؟ (a) 100 (b) ✓90 (c) 80 (d) 180

☆ سانحہ کربلا میں خانوادہ حسینؓ سے مرد زندہ بچے۔

(a) امام تقیؒ (b) ✓امام زین العابدینؒ (c) امام جعفرؒ (d) حضرت اکبرؓ

☆ اسلامی بیڑا کی تشکیل کس کے دور میں ہوئی؟

(a) ✓حضرت امیر معاویہؓ (b) حضرت علیؓ (c) حضرت عمرؓ (d) حضرت ابوبکرؓ

☆ خلافت راشدہ میں مرکزی حکومت کا سربراہ تھا۔ (a) کاتب (b) گورنر (c) ✓خلیفہ (d) عامل

☆ اسداللہ خطاب تھا۔ (a) ✓حضرت علیؓ (b) حضرت بلالؓ (c) حضرت عثمانؓ (d) حضرت عمرؓ

☆ حضرت عثمانؓ شہید ہوئے۔ (a) 30ھ (b) 32ھ (c) 36ھ (d) ✓35ھ

☆ مصر کو فتح کیا۔ (a) ✓عمرو بن العاصؓ (b) معاویہ بن ابوسفیانؓ (c) عبیدہ بن جراحؓ (d) عاصم بن عمرؓ

☆ حضرت عیسیٰ کی پیدائش کہاں ہوئی؟ (a) ✓یروشلم (b) مکہ (c) شام (d) مصر

☆ غار ثور میں نبی پاکؐ کے ساتھ کون تھے؟ (a) حضرت عمرؓ (b) حضرت عثمانؓ (c) حضرت علیؓ (d) ✓حضرت ابوبکرؓ

☆ نبی پاکؐ نے مدینہ میں کس کے ہاں قیام فرمایا؟

(a) حضرت سلمہؓ (b) ✓حضرت ابوایوب انصاریؓ (c) حضرت بشرؓ (d) حضرت سلامؓ

☆ جنگ بدر میں قریش کا کون سا سردار مارا گیا؟ (a) ✓ابوجہل (b) ابولہب (c) عتبہ (d) الحضرمی

☆ غزوہ بدر میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟ 12 (a) 13 (b) 14 ✓ (c) 15 (d)

☆ اسلام سے پہلے عبداللہ بن سلام کس مذہب کے عالم تھے؟ (a) عیسائی (b) سکھ (c) ہندو (d) ✓یہودی

☆ نبی پاک کا آخری غزوہ کون سا تھا؟ (a) احد (b) خیبر (c) یرموک (d) ✓تبوک

☆ پہلے خلیفہ راشد کون تھے؟ (a) حضرت عمرؓ (b) حضرت علیؓ (c) حضرت عثمانؓ (d) ✓حضرت ابوبکرؓ

☆ حضرت ابوبکرؓ کا قبیلہ کون سا تھا؟ (a) بنو ہاشم (b) ✓بنو تیم بن مرہ (c) بنو عدی (d) بنو جرہم

☆ فاتح شام کون تھے؟ (a) حضرت خالدؓ (b) حضرت شرجیلؓ (c) حضرت ابوموسیٰؓ (d) ✓حضرت ابوعبیدہؓ

☆ محکمہ پولیس کس کے عہد میں قائم ہوا؟

(a) حضرت عثمانؓ (b) حضرت علیؓ (c) حضرت ابوبکرؓ (d) ✓حضرت عمرؓ

☆ ذوالنورین کون تھے؟ (a) حضرت علیؓ (b) حضرت ابن زبیرؓ (c) ✓حضرت عثمانؓ (d) حضرت عمرؓ

☆ عبداللہ بن سبا کون تھا؟ (a) عیسائی (b) مسلمان (c) ہندو (d) ✓یہودی

☆ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان کون سی جنگ لڑی گئی؟

(a) جسر (b) اُحد (c) ✓جمل (d) تبوک

☆ اموی خلافت کی بنیاد کس نے رکھی؟ (a) مروان (b) ✓حضرت معاویہ (c) عبدالملک (d) یزید

☆ مروان کے باپ کا کیا نام تھا؟ (a) خالد (b) ہشام (c) ولید (d) ✓حکم

☆ عبدالملک کب خلیفہ بنا؟ (a) 684ء (b) 685ء (c) ✓686ء (d) 687ء

☆ طارق بن زیادہ نے کون سا ملک فتح کیا؟ (a) ✓اندلس (b) فرانس (c) برطانیہ (d) جرمنی

☆ عبدالملک کا مشیر کون تھا؟ (a) سلیمان (b) ولید (c) ✓حجاج (d) مروان

☆ مفتاح الخیر کسے کہتے ہیں؟ (a) خالد (b) ہشام (c) حکم (d) ✓سلیمان

☆ غزوہ بدر میں کتنے کافر قیدی بنائے گئے؟ 60 (a) 70 ✓ (b) 80 (c) 90 (d)

☆ حضور پاکؐ کے دادا کا نام کیا تھا؟ (a) ہاشم (b) ✓عبدالمطلب (c) امیہ (d) عبدمناف

☆ فتح مکہ کے موقع پر کس کا گھر دارالامان قرار دیا گیا؟

(a) حضرت خالدؓ (b) حضرت عباسؓ (c) ✓ابوسفیانؓ (d) زبیر بن عوامؓ

☆ حبشہ کے بادشاہ کا تعلق کس مذہب سے تھا؟ (a) ✓عیسائیت (b) یہودیت (c) اسلام (d) بت پرستی

☆ غزوہ احزاب میں خندق کھودنے کی تجویز کس نے پیش کی تھی؟

(a) ✓حضرت سلمان فارسیؓ (b) صہیب رومیؓ (c) حضرت بلالؓ (d) حضرت ابوذر غفاریؓ

☆ ہجرت مدینہ نبوت کے کس سال ہوئی؟ 12 (a) 13 ✓ (b) 14 (c) 15 (d)

☆ جنگ یمامہ کس کے خلاف لڑی گئی۔ (a) سجاح (b) ✓مسیلمہ کذاب (c) اسود عنسی (d) طلیحہ اسعدی

☆ حضرت عمرؓ کے والد کا کیا نام تھا؟ (a) ابوراب (b) زید (c) ✓خطاب (d) ابولہب

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کب خلیفہ بنے؟ (a) 96ھ (b) 98ھ (c) ✓99ھ (d) 101ھ

☆ فاتح شام کون تھا؟ (a) حضرت خالدؓ (b) ✓حضرت ابوعبیدہؓ (c) حضرت شرحبیلؓ (d) حضرت ابوموسیٰ

☆ حضرت عثمانؓ کی زوجہ کا کیا نام تھا؟ (a) لبینہ (b) ✓نائلہ (c) سمیہ (d) صفیہ

☆ کربلا کا المناک حادثہ کب پیش آیا؟ (a) 60ھ (b) ✓61ھ (c) 62ھ (d) 63ھ

☆ بنوامیہ کی حکومت کا خاتمہ کس جنگ میں ہوا؟ (a) نہروان (b) صفین (c) نہاوند (d) ✓زاب

☆ حضرت ابوایوب انصاریؓ کا مزار کہاں واقع ہے؟ (a) مدینہ (b) مکہ (c) طائف (d) ✓قسطنطنیہ

☆ مسلیمہ کذاب کو کس نے قتل کیا:

(a) حضرت علیؓ (b) حضرت سعدؓ (c) ✓حضرت خالد بن ولیدؓ (d) حضرت عمرؓ

☆ مروان کے والد کا نام کیا تھا: (a) خالد (b) ولید (c) ✓حکم (d) موسیٰ

☆ حضرت عمرؒ نے کتنے سال حکومت کی:

(a) 8 سال (b) ✓12 سال (c) 14 سال (d) 16 سال (اصل جواب 10 سال 6 ماہ 4 دن)

☆ ''روح اسلام'' کس کی تحریر ہے: (a) لین پول (b) ✓امیر علی (c) والپرٹ (d) حمید اللہ

☆ عرب کا مشہور میوہ کونسا ہے: (a) ✓کھجور (b) سیب (c) کیلا (d) بادام

☆ حضرت امام حسینؓ کون تھے: (a) خلیفہ (b) گورنر (c) وزیر (d) ✓نواسہ رسولؐ

☆ کتاب رحمت اللعالمین کس کی تصنیف ہے:

(a) امیر علی (b) شبلی نعمانی (c) ✓قاضی سلیمان منصور پوری (d) احمد سعید

☆ دیوان الجند کس محکمے کا نام تھا: (a) پولیس (b) ✓فوج (c) ریونیو (d) ڈاک

☆ زاب کیا ہے: (a) نہر (b) سمندر (c) جھیل (d) ✓دریا

☆ خالد بن یزید اول کون تھا: (a) طبیب (b) فلسفی (c) موسیقار (d) قاضی (ان میں سے کوئی نہیں)

☆ مسلم بادشاہت کا آغاز کس نے کیا: (a) ✓امیر معاویہؓ (b) ولید (c) ہشام (d) مروان

☆ ولید ثانی کون تھا: (a) شاعر (b) موسیقار (c) ✓خلیفہ (d) استاد

☆ عربی کو سرکاری زبان کا درجہ کس نے دیا: (a) مروان (b) ✓عبدالملک (c) حکم (d) یزید ثانی

☆ طارق بن زیاد کس کا شاگرد تھا: (a) حجاج (b) ✓موسیٰ بن نصیر (c) ابوجعفر (d) سلیمان

☆ غزوہ خیبر کب ہوا: (a) 5 ہجری (b) 6 ہجری (c) ✓7 ہجری (d) 8 ہجری

☆ کس کی شہادت پر خلافت راشدہ کا دور اختتام پذیر ہوا:

(a) حضرت عمرؓ (b) حضرت عثمانؓ (c) حضرت حسینؓ (d) ✓حضرت علیؓ

☆ نبی پاکؐ کی والدہ ماجدہ کا نام کیا تھا: (a) کنیز (b) زہرہ (c) ✓منہ (d) ام البیان

☆ سندھ کس سال فتح ہوا: (a) 720ء (b) ✓712ء (c) 714ء (d) 716ء

☆ محمد بن قاسم کو کس نے قتل کروایا: (a) ✓سلیمان (b) ولید (c) مروان (d) یزید

☆ حضورؐ کی پہلی بیوی تھیں: (a) حضرت عائشہؓ (b) ✓حضرت خدیجہؓ (c) حضرت صفیہؓ (d) حضرت حفصہ

☆ جامع مسجد دمشق کتنے سال میں مکمل ہوئی؟ (a) ✓8 (b) 9 (c) 10 (d) 11

☆ مروان اول کون تھا؟ (a) عباسی خلیفہ (b) ✓اموی خلیفہ (c) ایرانی بادشاہ (d) ہندی مہاراجہ

☆ بنوامیہ کا آخری حکمران کون تھا؟ (a) ✓مروان ثانی (b) ولید (c) ابراہیم (d) ہشام

☆ وسط ایشیا کا فاتح کون ہے؟ (a) طارق بن زیاد (b) ✓قتیبہ بن مسلم (c) مہلب (d) محمد بن قاسم

☆ حجاج بن یوسف کہاں کا گورنر تھا؟ (a) ✓عراق (b) خراسان (c) شام (d) مصر

☆ عبدالملک کب فوت ہوا؟ (a) 750ء (b) 704ء (c) ✓705ء (d) 686ء

☆ واقعہ حرہ کس حکمران کے دور میں ہوا؟ (a) ولید (b) ✓یزید (c) مروان (d) سلیمان

☆ حضرت معاویہؓ نے اپنا دارالحکومت کہاں بنایا؟ (a) مدینہ (b) کوفہ (c) ✓دمشق (d) عراق

☆ جنگ صفین کن کے درمیان لڑی گئی؟

(a) ✓علیؓ اور معاویہؓ (b) عائشہؓ اور علیؓ (c) عائشہؓ اور عثمانؓ (d) عمرؓ اور عثمانؓ

☆ حضرت عثمانؓ کی خلافت کتنے سال رہی؟ 13(d) 12(c) 11✓(b) 10(a)

☆ یروشلم فتح کیا: (a) حضرت ابوبکرؓ (b) ✓حضرت عمرؓ (c) حضرت عثمانؓ (d) حضرت علیؓ

☆ فتنہ ارتداد کا مقابلہ کس نے کیا؟ (a) ✓حضرت ابوبکرؓ (b) حضرت عمرؓ (c) حضرت عثمانؓ (d) حضرت علیؓ

☆ حدیبیہ کہاں واقع ہے:

(a) ✓مکہ کے جنوب میں (b) مکہ کے شمال میں (c) مکہ کے مشرق میں (d) مکہ کے مغرب میں

☆ حضرت دحیہ کلبی کس بادشاہ کے پاس نبی اکرمؐ کا پیغام لے کر گئے؟

(a) شاہ ایران (b) ✓قیصر روم (c) حبشہ کے بادشاہ (d) شاہ مصر

☆ ابو جندل.....کا بیٹا تھا۔ (a) اسامہ بن زیدؓ (b) ✓سہیل بن عمروؓ (c) زید بن حارثؓ (d) حضرت عباسؓ

☆ جنگ بدر کب لڑی گئی: (a) ✓2ھ (b) 3ھ (c) 4ھ (d) 5ھ

☆ پہلی مسجد کہاں تعمیر ہوئی؟ (a) مکہ میں (b) مدینہ میں (c) ✓قباء میں (d) طائف میں

☆ نبوت کے پانچویں سال مسلمانوں نے کس طرف ہجرت کی؟ (a) مدینہ (b) ✓حبشہ (c) عراق (d) دمشق

☆ نبی اکرمؐ کی ولادت کس سن میں ہوئی؟ (a) ✓571ء (b) 572ء (c) 573ء (d) 574ء

☆ بازنطینی بادشاہ کہلاتے تھے: (a) ✓قیصر (b) بادشاہ (c) خلیفہ (d) کسری

☆ .....کو پیغمبروں کی سرزمین کہا جاتا ہے۔ (a) ✓فلسطین (b) ایران (c) عراق (d) یمن

☆ قبل از اسلام خانہ کعبہ میں اہل عرب نے ..... بت رکھے ہوئے تھے۔

460(d) 360✓(c) 260(b) 160(a)

☆ حضور اکرمؐ کا سال پیدائش تھا۔ 576AD(d) 574AD(c) 572AD(b) 571AD✓(a)

☆ غلاموں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔

(a) حضرت بلالؓ (b) حضرت عمارؓ (c) ✓حضرت زیدؓ بن حارث (d) حضرت یاسرؓ

☆ قبول اسلام سے قبل صحابی .....کا نام ''عبدالکعبہ'' تھا۔

(a) حضرت عمرؓ (b) حضرت عثمانؓ (c) حضرت عباسؓ (d) ✓حضرت ابوبکرؓ

☆ غزوۂ بدر رمضان المبارک کی .....تاریخ کو ہوا۔ (a) 17✓ (b) 20 (c) 25 (d) 27

☆ حجتہ الوداع .....ہجری سال میں ادا کیا گیا۔ (a) 7 ہجری (b) 8 ہجری (c) 9 ہجری (d) 10 ہجری

☆ رسول اکرم ﷺ کو نبوت کی .....سال کی عمر میں ملی۔ (a) 25 (b) 30 (c) 35 (d) 40✓

☆ وحشی کے ہاتھوں جھوٹا نبی .....قتل ہوا۔ (a) طلیحہ (b) مسیلمہ کذاب✓ (c) اسود عنسی (d) مالک بن نویرہ

☆ حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا۔ (a) 6ھ (b) 7ھ (c) 8ھ (d) 9ھ

☆ بیت المال کا قیام ..... کے عہد میں ہوا۔

(a) حضرت ابوبکرؓ (b) حضرت عمرؓ✓ (c) حضرت عثمانؓ (d) حضرت علیؓ

☆ حضرت عثمانؓ کا تعلق خاندان ..... سے تھا۔ (a) بنو عدی (b) بنو تمیم (c) بنو امیہ✓ (d) بنو مخزوم

☆ حضرت عثمانؓ کو .....میں شہید کیا گیا۔ (a) 35ھ✓ (b) 36ھ (c) 37ھ (d) 38ھ

☆ حضرت علیؓ کا لقب تھا۔ (a) اسد اللہ✓ (b) سیف اللہ (c) فاروق (d) عتیق

☆ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان جنگ .....لڑی گئی۔

(a) نہروان (b) سلاسل (c) صفین (d) جمل✓

☆ بنو امیہ کے پہلے خلیفہ تھے۔ (a) ولید (b) حضرت امیر معاویہؓ✓ (c) عبدالملک (d) مروان

☆ حضرت امام حسینؓ محرم کی .....تاریخ کو شہید ہوئے۔ (a) 9 (b) 10✓ (c) 11 (d) 12

☆ فاتح سندھ تھا۔ (a) محمد بن قاسم✓ (b) طارق بن زیاد (c) قتیبہ بن مسلم (d) حجاج بن یوسف

☆ حضرت عبداللہؓ بن زبیر کی والدہ تھیں۔ (a) ام سلمہؓ (b) حفصہؓ (c) اسماءؓ (d) عائشہؓ

☆ بنو امیہ کا آخری خلیفہ تھا۔ (a) مروان اول (b) مروان ثانی (c) ولید (d) عبدالملک

☆ بیت اللہ کس شہر میں واقع ہے؟ (a) مدینہ (b) طائف (c) مکہ✓ (d) جدہ

☆ حضرت حلیمہ کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟ (a) بنو سعد✓ (b) بنو مخزوم (c) بنو تمیم (d) بنو عدی

☆ ابوجہل کا اصل نام کیا تھا؟ (a) عمرو بن ہشام✓ (b) عمر بن خطاب (c) عمر بن حفصون (d) خالد بن ولید

☆ غزوہ بدر کب لڑی گئی؟ (a) 624ء✓ (b) 626ء (c) 628ء (d) 623ء

☆ فتح مکہ کے موقع پر کس کا گھر دارالامان قرار دیا گیا۔

(a) حضرت علیؓ (b) حضرت خالد بن ولید (c) ابوسفیان✓ (d) حضرت زبیرؓ بن عوام

☆ کس غزوہ میں رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جبیرؓ کی قیادت میں 50 تیراندازوں کا ایک دستہ پہاڑ پر متعین فرمایا۔ (a) غزوہ موتہ (b) غزوہ حنین (c) غزوۂ احد✓ (d) فتح مکہ

☆ خواتین میں سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟

(a) حضرت رقیہؓ (b) حضرت خدیجہؓ✓ (c) حضرت اسماءؓ (d) حضرت عائشہؓ

☆ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟

(a) پندرہ سو (b) بارہ سو (c) آٹھ سو (d) ایک ہزار✓

☆ حضرت ابوبکرؓ کا قبیلہ کون سا تھا؟ (a) بنو ہاشم (b) بنو تیم بن مرہ✓ (c) بنو عدی (d) بنو جرہم

☆ مصر کو کس نے فتح کیا؟
(a) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص (b) ✓ حضرت عمروؓ بن عاص (c) حضرت خالدؓ بن ولید (d) حضرت علیؓ

☆ شہادت کے وقت حضرت عثمانؓ کی عمر کتنی تھی؟ (a) ✓ 82 سال (b) 78 سال (c) 85 سال (d) 80 سال

☆ حضرت عمرؓ کے والد کا نام تھا۔ (a) ربیعہ (b) ✓ خطاب (c) عفان (d) سلیمان

☆ خوارج کی ابتداء کس کے دور میں ہوئی؟
(a) حضرت ابوبکرؓ (b) حضرت عمرؓ (c) حضرت عثمانؓ (d) ✓ حضرت علیؓ

☆ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان کون سی جنگ لڑی گئی؟ (a) جمل (b) احد (c) ✓ جمل (d) تبوک

☆ دمشق کس ملک کا دارالحکومت ہے۔ (a) عراق (b) ✓ شام (c) ایران (d) یمن

☆ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کب خلیفہ بنے؟ (a) ✓ 99ھ (b) 100ھ (c) 98ھ (d) 97ھ

☆ محمد بن قاسم نے سندھ پر کب حملہ کیا؟ (a) ✓ 712ء (b) 711ء (c) 713ء (d) 710ء

☆ مختار ثقفی کہاں کا رہنے والا تھا؟ (a) بصرہ (b) کوفہ (c) ✓ طائف (d) حمص

☆ بنوامیہ کا حقیقی بانی کون تھا؟ (a) مروان بن حکم (b) امیر معاویہؓ (c) ✓ عبدالملک (d) سلیمان

☆ ولید بن عبدالملک کا جانشین کون تھا؟ (a) ہشام (b) عمر ثانی (c) مروان ثانی (d) ✓ سلیمان

☆ ابراہہ کا تعلق تھا۔ (a) شام (b) ✓ یمن (c) فلسطین (d) ایران

☆ حضور اکرم ﷺ نے مکہ میں اسلام کی تبلیغ کتنے سال کی۔ (a) 11 (b) 12 (c) ✓ 13 (d) 14

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تعلق قبیلہ قریش کی کس شاخ سے تھا۔
(a) بنی مخزوم (b) بنوعدی (c) بنوتیم بن مرہ (d) بنوامیہ

☆ غزوہ اُحد پیش آیا۔ (a) 2 ہجری (b) ✓ 3 ہجری (c) 1 ہجری (d) 4 ہجری

☆ حضور ﷺ کی والدہ کا انتقال ہوا۔ (a) مدینہ (b) مکہ (c) قباء (d) ✓ ابواء

☆ ظہور اسلام سے قبل حضرت ابوبکر صدیقؓ کا پیشہ تھا۔ (a) استاد (b) بڑھئی (c) درزی (d) ✓ تاجر

☆ واقعہ معراج پیش آیا۔ (a) 5 نبوی (b) ✓ 10 نبوی (c) 6 نبوی (d) 7 نبوی

☆ حبشہ کی طرف پہلی ہجرت واقع ہوئی۔ (a) ✓ 5 نبوی (b) 4 نبوی (c) 6 نبوی (d) 2 نبوی

☆ طلیحہ بن خویلد کا تعلق کس قبیلے سے تھا۔ (a) ✓ بنواسد (b) بنونضیر (c) بنوبکر (d) بنوبربوع

☆ فاتح عراق کن کو کہا جاتا ہے؟
(a) خالد برمکی (b) حضرت خالدؓ بن ولید (c) حجاج بن یوسف (d) ✓ سعدؓ بن ابی وقاص

☆ حضرت عمرؓ نے کب اسلام قبول کیا۔ (a) ✓ 6 نبوی (b) 8 نبوی (c) 7 نبوی (d) 5 نبوی

☆ حضرت ابوبکرؓ صدیق کا انتقال ہوا۔ (a) 10 ہجری (b) ✓ 13 ہجری (c) 11 ہجری (d) 15 ہجری

☆ حضرت عثمانؓ شہید ہوئے۔ (a) 25 ہجری (b) 30 ہجری (c) 40 ہجری (d) ✓ 35 ہجری

☆ قرآن پاک پر اعراب کس نے لگوائے۔
(a) امیر معاویہؓ (b) عبدالرحمٰنؓ بن عوف (c) ✓ حجاج بن یوسف (d) مختار ثقفی

☆ رستم کی موت واقع ہوئی۔ (a) ✓جنگ قادسیہ (b) جنگ نمارق (c) جنگ سلاسل (d) جنگ نہاوند

☆ تیسرے خلیفہ راشد تھے۔ (a) حضرت علیؓ (b) حضرت ابوبکرؓ (c) ✓حضرت عثمانؓ (d) حضرت عمرؓ

☆ طارق بن زیادہ کون تھا۔ (a) ایک وزیر (b) ✓ایک جرنیل (c) سیاستدان (d) ان میں سے کوئی نہیں

☆ بنوامیہ کا دور کتنے عرصہ پر محیط ہے۔

(a) 70 سال (b) 98 سال (c) ✓92 سال (اصل جواب 90 سال) (d) 85 سال

☆ سندھ کس اموی خلیفہ کے دور میں فتح ہوا۔

(a) ✓ولید بن عبدالملک (b) عبدالملک بن مروان (c) یزید ثانی (d) ان میں سے کوئی نہیں

☆ خلافت بنوامیہ کا حقیقی بانی کس کو کہا جاتا ہے۔

(a) عبداللہؓ بن زبیر (b) ✓عبدالملک بن مروان (c) مروان بن حکم (d) حکم بن العاص

☆ حضرت عثمان کے والد کا کیا نام تھا؟ (a) ✓عفان (b) عباس (c) زبیر (d) عبداللہ

☆ مسجد ایوبیہ کہاں واقع ہے؟ (a) مدائن (b) ✓قسطنطنیہ (c) بصرہ (d) دمشق

☆ فاتح ایران کون تھے؟ (a) ✓حضرت سعدؓ (b) حضرت زبیرؓ (c) حضرت عبداللہؓ (d) حضرت خالدؓ

☆ محمد بن قاسم نے کون سا ملک فتح کیا؟ (a) عراق (b) سپین (c) ایران (d) ✓سندھ

☆ عبدالملک نے کتنے عرصہ حکومت کی؟ (a) 20 سال (b) ✓21 سال (c) 24 سال (d) 26 سال

☆ سپین کس نے فتح کیا؟ (a) ✓طارق بن زیاد (b) محمد بن مسلم (c) قتیبہ بن مسلم (d) محمد بن قاسم

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کب خلیفہ بنے؟ (a) 96ھ (b) 98ھ (c) ✓99ھ (d) 101ھ

☆ اسلامی بحری بیڑہ کس نے قائم کیا؟ (a) حضرت عمرؓ (b) حضرت ابوبکرؓ (c) ✓حضرت عثمانؓ (d) حضرت علیؓ

☆ چوتھے خلیفہ راشد کون تھے؟ (a) حضرت عمرؓ (b) حضرت ابوبکرؓ (c) ✓حضرت علیؓ (d) حضرت عثمانؓ

☆ بیت اللہ کس شہر میں ہے؟ (a) مدینہ (b) طائف (c) ✓مکہ (d) جدہ

☆ جنگ یمامہ کس کے عہد میں لڑی گئی؟ (a) فاروقیؓ عہد (b) عہد رسالتؐ (c) ✓صدیقیؓ عہد (d) عثمانیؓ عہد

☆ بنوعدنان کس کی اولاد ہیں؟ (a) سام بن نوح (b) ✓حضرت اسماعیلؑ (c) حضرت سلیمانؑ (d) حضرت داؤدؑ

☆ حضرت ابوبکرؓ کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟ (a) بنوعدی (b) بنوہاشم (c) ✓بنوتیم بن مرہ (d) بنونجار

☆ ہجرت مدینہ کے وقت حضور پاک ﷺ کے ہمراہ کون تھے؟

(a) حضرت عثمانؓ (b) حضرت حمزہؓ (c) حضرت ارقمؓ (d) ✓حضرت ابوبکرؓ

☆ غزوۂ بدر میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟ (a) بارہ (b) تیرہ (c) ✓چودہ (d) پندرہ

☆ غزوۂ احد کب لڑی گئی؟ (a) یکم ہجری (b) دو ہجری (c) ✓تین ہجری (d) چار ہجری

☆ پہلی ہجرت کب کی گئی؟ (a) 4 نبوی (b) ✓5 نبوی (c) 6 نبوی (d) 7 نبوی

☆ حضرت عمرؓ کہاں شہید ہوئے؟ (a) مکہ (b) ✓مدینہ (c) طائف (d) قباء

☆ آپ ﷺ کی والدہ کا انتقال کہاں ہوا؟ (a) قباء (b) ✓ابواء (c) مکہ (d) مدینہ

# اہم واقعات اور ان کی تواریخ

| | |
|---|---|
| ☆ مکہ کی شہری ریاست کی تشکیل | 440 |
| ☆ ابرہ کا خانہ کعبہ پر حملہ | محرم 1 عام الفیل فروری/ مارچ 571ء |
| ☆ ولادت محمد ﷺ | 9 ربیع الاول 1 عام الفیل 22 اپریل 571ء |
| ☆ وفات حضرت عبدالمطلب (اس وقت حضور کی عمر 8 سال دو مہینے دس دن تھی) | 579ء |
| ☆ حرب فجار میں حضور کی شرکت | 586ء |
| ☆ معاہدہ حلف الفضول طے پایا۔ | 595ء |
| ☆ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ حضور کا نکاح | 596ء |
| ☆ خانہ کعبہ کی تعمیر نو۔ حجر اسود نصب کرنے کا واقعہ | 606ء |
| ☆ نزول قرآن کا آغاز | رمضان المبارک 1 نبوی اگست 610ء |
| ☆ کوہ صفا کا وعظ اور اعلانیہ دعوت حق | 4 نبوی بمطابق 614ء |
| ☆ ہجرت حبشہ | 5 نبوی بمطابق 615ء |
| ☆ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ فاروق کا قبول اسلام | 6 نبوی |
| ☆ ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات | 10 نبوی |
| ☆ واقعہ معراج النبی ﷺ | 27 رجب 10 نبوی، 619ء |
| ☆ سفر طائف | 10 نبوی، 619ء |
| ☆ بیعت عقبہ اولیٰ | ذوالحج 12 نبوی، 620ء |
| ☆ بیعت عقبہ ثانی | 13 نبوی، 621ء |
| ☆ ہجرت مدینہ مکہ سے روانگی | 27 صفر 13 نبوی، 12 نومبر 622ء |
| ☆ قبا میں آمد | 8 ربیع الاول 1ھ، ستمبر 622ء |
| ☆ مسجد نبوی کی تعمیر کا آغاز | ربیع الاول 1ھ، 622ء |
| ☆ مواخات مدینہ | پہلی سہ ماہی 1ھ، 622ء |
| ☆ میثاق مدینہ | وسط 1ھ، 622ء |
| ☆ تبدیلی قبا | 17 شعبان 2ھ، جنوری 624ء |
| ☆ غزوہ بدر | 17 رمضان المبارک 2ھ، مارچ 624ء |
| ☆ غزوہ قینقاع | شوال 2ھ، اپریل 624ء |
| ☆ کعب بن اشرف کا قتل | ربیع الاول 3ھ، 624ء |
| ☆ غزوہ احد | 7 شوال 3ھ، 23 مارچ 625ء |
| ☆ سانحہ بیر معونہ۔ ستر صحابہ کی شہادت | صفر 4 ہجری، جولائی 625ء |
| ☆ غزوہ بنونضیر | ربیع الاول 4ھ، اگست 625ء |

| | |
|---|---|
| ☆ غزوہ بنو مصطلق | شعبان 5ھ دسمبر 626ء |
| ☆ غزوہ احزاب | ذیقعد 5ھ، مارچ۔اپریل 627ء |
| ☆ غزوہ بنو قریظہ | ذوالحج 5ھ، اپریل 627ء |
| ☆ صلح حدیبیہ | ذیقعد 6ھ، مارچ 628ء |
| ☆ شیوخ عرب اور فرمانروایان عجم کے نام دعوتی خطوط | 7ھ، 628ء |
| ☆ غزوہ خیبر | محرم 7ھ، 628ء |
| ☆ جنگ موتہ | 8ھ 629ء |
| ☆ فتح مکہ | 20 رمضان 8ھ، 630ء |
| ☆ غزوہ حنین | شوال 8ھ، 630ء |
| ☆ غزوہ تبوک | رجب 9ھ، 631ء |
| ☆ خطبہ حجتہ الوداع | 9 ذوالحج 10ھ، 632ء |
| ☆ وصال نبی ﷺ | 12 ربیع الاول 11ھ، بروز پیر بمطابق 7 جون 632ء |
| ☆ آغاز خلافت راشدہ۔ حضرت ابوبکرؓ | ربیع الاول 11ھ، بمطابق جون 632ء |
| ☆ حضرت فاطمہؓ کی وفات | شعبان 11ھ، اکتوبر 632ء |
| ☆ جنگ یمامہ۔ مسیلمہ کذاب کا قتل | شوال 11ھ، دسمبر 662ء۔633ء |
| ☆ جنگ سلاسل | محرم 12ھ، اپریل 633ء |
| ☆ جنگ اجنادین | 28 جمادی الاول 13ھ، 31 جولائی 634ء |
| ☆ وفات حضرت ابوبکرؓ صدیق | 22 جمادی الثانی 13ھ، 634ء |
| ☆ خلافت فاروقی | 21 جمادی الثانی 13ھ تا 30 ذوالحج 23ھ بمطابق 634ء تا 644ء |
| ☆ جنگ قادسیہ | محرم 14ھ، 635ء |
| ☆ فتح دمشق | ربیع الاول 14ھ، 25 اپریل 635ء |
| ☆ اردن کی تسخیر | 14ھ، 635ء |
| ☆ جنگ یرموک | رجب 15ھ، اگست 636ء |
| ☆ بصرہ کی تعمیر | ربیع الثانی 16ھ، مئی 637ء |
| ☆ کوفہ کی تعمیر | رجب 16ھ، اگست 637ء |
| ☆ بیت المقدس کی فتح | شوال 16ھ، نومبر 637ء |
| ☆ اہواز کی فتح | جمادی الاول 17ھ، مئی 638ء |
| ☆ جلولاء کا معرکہ | شعبان 17ھ، اگست 638ء |
| ☆ عمواس کی طاعون | 17-18ھ، 639ء۔638ء |
| ☆ ابوعبیدہ بن الجراحؓ کی وفات | 18ھ، 639ء |
| ☆ امیر معاویہؓ گورنر دمشق بنے | محرم 19ھ، جنوری 640ء |
| ☆ قیساریہ کی فتح | جمادی الثانی 19ھ، جون 640ء |

| | |
|---|---|
| ☆ ہرقل قیصر روم کی موت | شوال 20ھ، ستمبر 642ء |
| ☆ مصر کی فتح | محرم 21ھ، دسمبر 641ء |
| ☆ نہاوند کی فتح | 21ھ، 641ء |
| ☆ خالد بن ولیدؓ کی وفات | جمادی الثانی 21ھ، مئی 642ء |
| ☆ آذربائیجان کی فتح | صفر 22ھ، جنوری 643ء |
| ☆ طرابلس کی فتح | ربیع الثانی 22ھ، مارچ 643ء |
| ☆ آغاز خلافت حضرت عثمان غنیؓ | یکم محرم الحرام 24ھ، نومبر 644ء |
| ☆ توسیع مسجد نبوی ﷺ | شعبان/ رمضان 26ھ، 647ء |
| ☆ افریقہ کی فتوحات | شعبان 27ھ، مئی 648ء |
| ☆ مسلمانوں کی پہلی بحری جنگ | ذوالحج 27ھ، ستمبر 648ء |
| ☆ قبرص کی فتح | محرم 28ھ، ستمبر 648ء |
| ☆ تسخیر آذربائیجان کی تکمیل | شوال 28ھ، 649ء |
| ☆ اصطخر فتح ہوا | صفر 29ھ، 649ء |
| ☆ فارس وخراسان کی فتح | ذیقعد 29ھ، جولائی 650ء |
| ☆ وفات حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف | صفر 32ھ، ستمبر 652ء |
| ☆ شہادت حضرت عثمان غنیؓ | 18 ذوالحج 35ھ، 17 جون 656ء |
| ☆ خلافت حضرت علیؓ کا آغاز | ذی الحج 35ھ جون 656ء |
| ☆ جنگ جمل | جمادی الثانی 36ھ، دسمبر 656ء |
| ☆ جنگ صفین | 11 تا 13 صفر 37ھ، 29 تا 31 جولائی 657ء |
| ☆ حکمین کا فیصلہ | شعبان 37ھ، فروری 658ء |
| ☆ شہادت حضرت علیؓ | 20 رمضان 40ھ، 661ء |
| ☆ حضرت حسنؓ کی دستبرداری | ربیع الاول 41ھ، 661ء |
| ☆ اموی خلافت کا آغاز | ربیع الاول 41ھ، 661ء |
| ☆ سندھ میں اسلامی فوج کا داخلہ | ذیقعد 42ھ، 663ء |
| ☆ فتح سوڈان | ربیع الثانی 43ھ، 663ء |
| ☆ فتح کابل | ربیع الاول 44ھ، 664ء |
| ☆ یزید کی قیادت میں قسطنطنیہ پر حملہ | 48ھ، 668ء |
| ☆ امیر معاویہؓ نے نظام ڈاک قائم کیا | جمادی الثانی 48ھ، 668ء |
| ☆ حضرت حسنؓ کی وفات | ربیع الاول 49ھ، 669ء |
| ☆ بخارا کی فتح | شوال 54ھ، 674ء |
| ☆ سعد ابن وقاصؓ کی وفات | محرم 55ھ، 674ء |
| ☆ امیر معاویہؓ کی وفات | رجب 60ھ، 680ء |

| | |
|---|---|
| ☆ سانحہ کربلا | 10 محرم 61ھ، 10 اکتوبر 680ء |
| ☆ مختار ثقفی کی بغاوت | ربیع الاول 63ھ، 682ء |
| ☆ واقعہ حرہ | ذوالحج 63ھ، 682ء |
| ☆ یزید کی وفات | ربیع الاول 64ھ، 683ء |
| ☆ خلافت مروان کا آغاز | محرم 65ھ، 684ء |
| ☆ خلافت عبدالملک ابن مروان کا آغاز | رمضان 65ھ، 685ء |
| ☆ عبیداللہ ابن زیادہ کا قتل | ربیع الثانی 67ھ، 686ء |
| ☆ مختار ثقفی کا خاتمہ | شوال 67ھ، 687ء |
| ☆ کوفہ پر عبدالملک کا قبضہ | ذوالحج 72ھ، 691ء |
| ☆ عبداللہؓ ابن زبیر کی شہادت اور مکہ پر اموی قبضہ | جمادی الاول 73ھ، اکتوبر 692ء |
| ☆ قاضی شریح کی وفات | ربیع الاول 78ھ، 697ء |
| ☆ واسط کی تعمیر | ربیع الاول 82ھ، 701ء |
| ☆ آرمینیا کی فتح | ربیع الثانی 85ھ، اکتوبر 704ء |
| ☆ عبدالملک کی وفات | شوال 86ھ، 705ء |
| ☆ ولید بن عبدالملک کی خلافت کا آغاز | شوال 86ھ، 705ء |
| ☆ عمرؒ بن عبدالعزیز والیے مدینہ بنے | جمادی الاول 87ھ |
| ☆ جامع مسجد دمشق کی تعمیر | رجب 87ھ، 706ء |
| ☆ محمد بن قاسم سندھ میں داخل ہوئے | جمادی الثانی 92ھ، اپریل 711ء |
| ☆ طارق بن زیاد اندلس پہنچے | رمضان 92ھ، جولائی 711ء |
| ☆ سندھ کی فتح | ذیقعد 93ھ، اگست 712ء |
| ☆ حجاج بن یوسف کی وفات | شوال 95ھ، جون 713ء |
| ☆ خلیفہ ولید کی وفات | جمادی الثانی 96ھ، فروری 715ء |
| ☆ قتیبہ بن مسلم کا قتل | ذوالحج 96ھ، اگست 715ء |
| ☆ سلیمان کی وفات ☆ عمرؒ بن عبدالعزیز کی خلافت کا آغاز | صفر 99ھ، 717ء |
| ☆ عمرؒ بن عبدالعزیز کی وفات | رجب 101ھ، 724ء |
| ☆ ہشام کی تخت نشینی | شعبان 105ھ، 724ء |
| ☆ زید بن علی کا خروج | محرم 122ھ، 739ء |
| ☆ وفات خلیفہ ہشام | ربیع الثانی 125ھ، 742ء |
| ☆ ابو مسلم خراسانی کا اعلان بغاوت | رمضان 129ھ، 747ء |
| ☆ واصل بن عطا معتزلی کی وفات | ربیع الاول 131ھ، فروری 749ء |
| ☆ السفاح کے ہاتھ پر بیعت۔ عباسی خلافت کا آغاز | ربیع الثانی 132ھ، فروری 749ء |
| ☆ جنگ زاب مروان ثانی کا قتل | 11 جمادی الثانی 132ھ، 25 جنوری 750ء |